سیرت النبی

ابن ہشام

مصنفہ

محمد عبدالملک ابن ہشام

مترجمہ

مولوی قطب الدین احمد صاحب محمودی

محمد علی

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

سیرۃ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیش بہا خزانہ

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ابنِ ہشام

مُصنّفہ

محمد عبد الملک ابنِ ہشام

مُترجمہ

مولوی قطب الدین احمد صاحب محمودی

(کاملِ تفسیر)

سابق لکچرار حیادگھاٹ کالج بلدہ

محمد علی

کارخانہ اسلامی کتب دکان ۲۰

گڈوانی بلڈنگ اُردو بازار

کراچی ۱

مطبع ________

تعداد ________

ہدیہ ____ 390 مکمل/ روپے

ناشر ________ محمد علی دیوان
بی کام-ایم-اے معاشیات

فہرست مضامین

سیرت ابن ہشام

حصۂ دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسراء یعنی رات کا سفر اور معراج کا بیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ راوی نے کہا کہ ابو محمد عبد الملک ابن ہشام نے ہم سے بیان کیا۔ انھوں نے کہا کہ ہم سے زیاد بن عبد اللہ البکائی نے محمد بن اسحٰق المطلبی سے (یہ) روایت (بیان) کی کہ[1]

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب مکہ میں قریش اور تمام قبیلوں میں اسلام پھیل گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف جس کا نام بیت المقدس ہے جو ملک ایلیاء میں واقع ہے رات میں سفر کرایا گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جو باتیں مجھے معلوم ہوئی ہیں ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رات کا سفر بھی ہے۔ اس میں عبد اللہ بن مسعود ابو سعید خدری محل نبی صلی اللہ علیہ وسلم (سیدتنا) عائشہ، معاویہ بن ابی سفیان۔ حسن بن ابی الحسن بصری۔ ابن شہاب زہری اور قتادہ وغیرہ اہل علم اور ابو طالب کی بیٹی ام ہانی کی روایتوں کا مجموعہ ہے۔ ان میں کا ہر شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر کے بعض ان واقعات کی خود آپ سے روایت کرتا ہے جو اس سے ذکر کیے گئے آپ کے اس سفر میں اور ان حالات میں جن کی آپ سے روایتیں آئی ہیں آزمائش اور

[1] (الف) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

(کھوٹے کھرے کی) جانچ تھی اور اللہ عزوجل کی قدرت وسلطنت کے معاملوں میں کا ایک اہم معاملہ تھا۔ اس میں عقلمندوں کے لیے (درس) عبرت ہے۔ ہدایت ورحمت ہے۔ اور ایمانداروں، تصدیق کرنے والوں اور اللہ تعالیٰ کے احکام پر یقین رکھنے والوں کے لیے ثابت قدمی ہے غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جیسا چاہا اور جس طرح چاہا راتوں رات سفر کرایا کہ اپنی نشانیوں میں سے جس قدر چاہے آپ کو بتلائے یہاں تک کہ آپ نے اس کی سلطنت عظیمہ اور اس کی اس قدرت کو جس کے ذریعے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے خوب معائنہ فرمالیا۔ غرض مجھے

۳ جو باتیں معلوم ہوئیں ان میں یہ بھی ہے کہ عبد اللہ بن مسعود کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس براق لایا گیا اور براق ایک چوپایہ ہے جس پر آپ سے پہلے کے انبیاء بھی سوار کرائے گئے تھے جو اپنا سم اپنی نظر کی انتہا پر رکھتا ہے۔ آپ اس پر سوار کرائے گئے اور آپ کا ساتھی آپ کو لے کر نکلا اور آپ آسمان اور زمین کے درمیان کی نشانیاں ملاحظہ فرماتے جا رہے تھے یہاں تک کہ آپ بیت المقدس پہنچے اور اس میں ابراہیمؑ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ اور چند اور انبیاء (علیہم السلام) کو پایا جو آپ کے لیے جمع کیے گئے تھے۔ آپ نے انھیں نماز پڑھائی۔ پھر آپ کے پاس تین برتن لائے گئے۔ ایک برتن میں دودھ، ایک میں شراب اور ایک میں پانی تھا راوی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

فَسَمِعْتُ قَائِلًا يَقُولُ حِينَ عُرِضَتْ عَلَيَّ إِنْ أَخَذَ الْمَاءَ غَرِقَ[۱] وَغَرِقَتْ أُمَّتُهُ، وَإِنْ أَخَذَ الْخَمْرَ غَوِيَ[۲] وَغَوَتْ أُمَّتُهُ، وَإِنْ أَخَذَ اللَّبَنَ هُدِيَ[۳] وَهُدِيَتْ أُمَّتُهُ قَالَ: فَأَخَذْتُ إِنَاءَ اللَّبَنِ فَشَرِبْتُ

۱۔ (الف) میں فغرق ہے۔ ۲۔ (الف) میں فغوی ہے۔ ۳۔ (الف) میں فهدی ہے۔ (احمد محمودی)

مِنْهُ، فَقَالَ لِي جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: هُدِيْتَ وَهُدِيَتْ أُمَّتُكَ يَا مُحَمَّدُ۔

جب وہ (برتن) میرے سامنے پیش ہوئے تو میں نے کسی کہنے والے کو کہتے سنا کہ اگر اس نے پانی لیا (تو خود بھی) ڈوبا اور اس کی امت (بھی) ڈوبی اور اگر اس نے شراب لی (تو خود بھی) گمراہ ہوا اور اس کی امت (بھی) گمراہ ہوئی اور اگر اس نے دودھ لیا (تو خود بھی) راہ راست پائی اور اس کی امت (بھی) راہ راست پر لگ گئی۔ فرمایا کہ پھر تو میں نے دودھ ہی کا برتن لے لیا اور اس میں سے پیا تو جبریل نے مجھ سے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے راہ راست پائی اور آپ کی امت (بھی) راہ راست پر لگ گئی۔

ابن اسحٰق نے کہا حسن سے مجھے حدیث پہنچی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ فِي الْحِجْرِ إِذْ جَاءَنِي جِبْرِيْلُ، فَهَمَزَنِي بِقَدَمِهِ فَجَلَسْتُ، فَلَمْ أَرَ شَيْئًا، فَعُدْتُ إِلَى مَضْجَعِي، فَجَاءَنِي الثَّانِيَةَ فَهَمَزَنِي بِقَدَمِهِ، فَجَلَسْتُ فَلَمْ أَرَ شَيْئًا، فَعُدْتُ إِلَى مَضْجَعِي، فَجَاءَنِي الثَّالِثَةَ فَهَمَزَنِي بِقَدَمِهِ، فَجَلَسْتُ، فَأَخَذَ بِعَضُدِي، فَقُمْتُ مَعَهُ، فَخَرَجَ بِي إِلَى بَابِ الْمَسْجِدِ، فَإِذَا دَابَّةٌ أَبْيَضُ بَيْنَ الْبَغْلِ وَالْحِمَارِ فِي فَخِذَيْهِ

ل۔ د (الف) میں فجلست لکھ دیا ہے جو بالکل غلط ہے۔ (احمد محمودی)

جَنَاحَانِ يَحْفِزُ بِهِمَا رِجْلَيْهِ يَضَعُ يَدَهُ فِي مُنْتَهَى طَرْفِهِ فَحَمَلَنِي عَلَيْهِ
ثُمَّ خَرَجَ مَعِي لَا يَفُوتُنِي وَلَا أَفُوتُهُ"

اس اثناء میں کہ میں (مقام) حجر میں سو رہا ہوں کہ میرے پاس جبریل آئے۔ پھر انھوں نے مجھے اپنے پاؤں سے دبایا تو میں (اٹھ کر) بیٹھ گیا تو میں نے کوئی چیز نہ دیکھی تو پھر میں اپنی آرام گاہ کو لوٹا (یعنی پھر لیٹ گیا) دوبارہ پھر وہ آئے اور اپنے پاؤں سے مجھے دبایا تو پھر میں (اٹھ) بیٹھا تو کچھ نہ دیکھا تو پھر میں اپنی آرام گاہ کی طرف لوٹا تو تیسری بار وہ میرے پاس آئے اور اپنے پاؤں سے مجھے دبایا تو میں (اٹھ) بیٹھا تو انھوں نے میرا بازو پکڑ لیا تو میں ان کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا تو وہ مجھے لیکر مسجد کے دروازے کی طرف نکلے تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سفید چوپایہ خچر و گدھے کے درمیان (قد والا) موجود ہے جس کی رانوں میں دو پنکھ ہیں جن سے وہ اپنے دونوں پاؤں کو کرید رہا ہے (اس کی صفت یہ ہے) کہ اپنی نظر کی انتہا پر اپنا اگلا پاؤں رکھتا ہے۔ انھوں نے مجھے اس پر سوار کرایا۔ اس کے بعد میرے ساتھ نکل چلے۔ نہ وہ مجھ سے دور ہوتے اور نہ میں ان سے۔

ابن اسحٰق نے کہا قتادہ سے مجھے حدیث پہنچی ہے۔ انھوں نے کہا مجھ سے بیان کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:—

۴ لَمَّا دَنَوْتُ مِنْهُ لِأَرْكَبَهُ شَمَسَ فَوَضَعَ جِبْرِيلُ يَدَهُ عَلَى مَعْرَفَتِهِ

لے۔ (ب) میں یحفز زائے معجمہ سے ہے جس کے معنی میں ڈھکیل رہا ہے چھوڑ رہا ہے۔ (احمد محمودی)

ثُمَّ قَالَ: أَلَا تَسْتَحْيِي يَا بُرَاقُ مِمَّا تَصْنَعُ، فَوَاللّٰهِ مَا رَكِبَكَ عَبْدٌ لِلّٰهِ قَبْلَ مُحَمَّدٍ أَكْرَمُ عَلَى اللّٰهِ مِنْهُ، قَالَ: فَاسْتَحْيَا حَتَّى ارْفَضَّ عَرَقًا، ثُمَّ قَرَّ حَتَّى رَكِبْتُهُ"

جب میں اس پر سوار ہونے کے لیے اس کے پاس گیا تو شوخی کرنے لگا تو جبریل نے اپنا ہاتھ اس کی ایال پر رکھا اور کہا اے براق تو جو کچھ کر رہا ہے اس سے تجھے شرم نہیں آتی۔ اللہ کی قسم! محمد سے پہلے تجھ پر کوئی اللہ کا ایسا بندہ سوار نہیں ہوا جو اس کے پاس آپ سے زیادہ عزت والا ہو۔ فرمایا تو وہ ایسا شرمندہ ہوا کہ پسینہ پسینہ ہو گیا اور خاموش کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ میں اس پر سوار ہو گیا۔

حسن نے اپنے بیان میں کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلے اور جبریل بھی آپ کے ساتھ چلے یہاں تک کہ آپ کو لیکر بیت المقدس پہنچے تو اس میں ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ کو اور دوسرے چند انبیا (علیہم السلام) کے ساتھ پایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی امامت کی اور انھیں نماز پڑھائی۔ پھر دو برتن لائے گئے ان میں سے ایک میں شراب تھی اور دوسرے میں دودھ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ کا برتن لیا اور اس میں سے نوش فرمایا اور شراب کے برتن کو چھوا بھی نہیں۔

راوی نے کہا تو جبریل نے کہا کہ آپ نے فطرت کی راہ پالی اور آپ کی امت بھی سیدھے راستے پر لگ گئی اور شراب آپ لوگوں پر حرام کر دی گئی۔

راوی نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی جانب لوٹے اور جب صبح ہوئی۔ سویرے آپ قریش کے پاس پہنچے تو اس واقعے

کی انھیں اطلاع دی۔ اکثر لوگوں نے کہا کہ واللہ یہ تو صاف خلاف (عقل) یا انکار کے قابل ہے۔ خدا کی قسم! مکہ سے شام کی جانب اونٹ ایک ماہ میں جاتے اور ایک ماہ میں لوٹ کر آتے ہیں تو کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ مسافت ایک رات میں طے کرے گا اور واپس مکہ بھی آ جائے گا۔

راوی نے کہا کہ اس سبب سے بہت سے لوگ جنھوں نے اسلام اختیار کر لیا تھا مرتد ہو گئے اور لوگ ابوبکر کے پاس گئے اور ان سے کہا اے ابوبکر! کیا تمھیں تمھارے دوست کے متعلق (اب بھی کوئی حسن ظن) ہے۔ ۵ وہ تو دعوی کرتا ہے کہ آج کی رات وہ بیت المقدس پہنچا اور اس میں نماز پڑھی اور مکہ واپس آیا۔

راوی نے کہا تو ابوبکر نے کہا۔ تو کیا تم ان کو جھٹلاتے ہو انھوں نے کہا: کیوں نہ جھٹلائیں۔ لو وہ تو مسجد میں لوگوں سے بیان کر رہا ہے۔ ابوبکر نے کہا۔ واللہ اگر انھوں نے ایسا کہا تو سچ کہا۔ تمھیں اس میں حیرت کیوں ہے۔ واللہ انھوں نے تو مجھے یہ بھی خبر دی ہے کہ ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے آسمان سے زمین تک رات یا دن کی ایک گھڑی میں خبر آتی ہے اور میں اس کی تصدیق کرتا ہوں اور یہ بات تو اس سے بھی زیادہ (عقل سے) دور ہے جس سے تم تعجب کر رہے ہو۔ پھر آپ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور عرض کی اے اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ نے ان لوگوں سے بیان فرمایا کہ آج رات آپ بیت المقدس تشریف لے گئے تھے۔ فرمایا نَعَمْ، ہاں۔ عرض کی اے اللہ کے نبی اس کے اوصاف مجھ سے بیان فرمائیے کیونکہ میں وہاں جا چکا ہوں۔

حسن نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَرُفِعَ لِیْ حَتّٰی نَظَرْتُ اِلَیْہِ

وہ میرے سامنے اس طرح پیش کر دیا گیا کہ میں اسے دیکھنے لگا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر سے اس کے اوصاف بیان فرمانے لگے اور ابو بکر عرض کرتے جاتے تھے آپ نے سچ فرمایا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں جو جو چیز اس میں کی آپ ان سے بیان فرماتے وہ عرض کرتے جاتے۔ آپ نے سچ فرمایا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں یہاں تک کہ جب بیان ختم ہوگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر سے فرمایا۔

"أَنْتَ يَا أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقُ"

اے ابو بکر تم صدیق ہو۔ غرض اسی دن آپ نے انھیں صدیق کا لقب عطا فرمایا۔

حسن نے کہا کہ اسی وجہ سے ان لوگوں کے متعلق جو اپنے اسلام سے مرتد ہوگئے اللہ نے نازل فرمایا۔

وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ وَنُخَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا

جو نظارہ ہم نے تجھ کو دکھایا اور جس درخت پر قرآن میں لعنت کی گئی یہ تو لوگوں کے لیے ہم نے صرف ایک آزمائش بنائی تھی اور ہم انھیں ڈراتے ہیں تو یہ ڈرانا ان میں سخت سرکشی ہی کو زیادہ کرتا ہے۔

غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رات کے سفر کا یہ وہ بیان تھا جس کی روایت حسن سے پہنچی ہے اور قتادہ کی روایت کا ایک حصہ بھی اس میں داخل ہوا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابو بکر کے خاندان کے بعض افراد نے مجھ سے بیان کیا کہ (ام المومنین) عائشہ کہا کرتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کا جسم (مبارک مکہ سے) غائب نہیں ہوا تھا بلکہ اللہ نے آپ کو روحی سفر کرایا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یعقوب بن عتبہ بن المغیرہ بن الاخنس نے بیان کیا کہ معاویہ بن ابی سفیان سے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پوچھا جاتا تو وہ کہتے تھے کہ وہ اللہ کی طرف کا ایک سچا خواب تھا اور حسن نے اس قول کے سبب سے ان دونوں کے اس قول کا انکار بھی نہیں کیا گیا یہ آیت اسی کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ چنانچہ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْ أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ

اور اللہ عزوجل کے اس قول کے سبب سے جو ابراہیم علیہ السلام کے متعلق اس نے خبر دی ہے کہ جب آپ نے اپنے فرزند سے کہا۔

يَا بُنَيَّ إِنِّيْ أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّيْ أَذْبَحُكَ

بیٹے میں خواب میں دیکھ رہا ہوں کہ میں نے تجھے ذبح کر دیا ہے۔

پھر آپ نے اس پر عمل بھی کیا تو میں نے جان لیا کہ اللہ کی جانب سے انبیاء پر جو وحی آتی ہے وہ بیداری میں بھی آتی ہے اور خواب میں بھی۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھے یہ خبر ملی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔

تَنَامُ عَيْنِيْ وَقَلْبِيْ يَقْظَانُ

میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل جاگتا رہتا ہے۔

پس اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ حقیقت کیا تھی۔ غرض آپ وہاں (یعنی بیت المقدس کو) تشریف لے گئے اور اللہ کے حکم سے وہاں آپ نے جو جو چیزیں دیکھیں خواہ وہ کسی حالت میں ہوں چاہے نیند میں ہو یا بیداری میں۔ غرض یہ واقعہ حق اور سچ ہے۔

زہری نے سعید بن المسیب کی روایت کا دعویٰ کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ کو جب اس رات دیکھا تو صحابہ سے ان کے اوصاف بیان فرمائے اور فرمایا:۔

"أَمَّا إِبْرَاهِيمُ فَلَمْ أَرَ رَجُلاً أَشْبَهَ بِصَاحِبِكُمْ وَلاَ صَاحِبُكُمْ أَشْبَهَ بِهِ مِنْهُ وَأَمَّا مُوسَى فَرَجُلٌ آدَمُ طَوِيلٌ ضَرْبٌ جَعْدٌ أَقْنَى كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ، وَأَمَّا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَرَجُلٌ أَحْمَرُ بَيْنَ الْقَصِيرِ وَالطَّوِيلِ سَبْطُ الشَّعْرِ كَثِيرُ خِيلاَنِ الْوَجْهِ كَأَنَّهُ خَرَجَ مِنْ دِيمَاسٍ تَخَالُ رَأْسَهُ يَقْطُرُ[1] مَاءً وَلَيْسَ بِهِ مَاءٌ أَشْبَهُ رِجَالِكُمْ بِهِ عُرْوَةُ ابْنُ مَسْعُودٍ الثَّقَفِيُّ"

ابراہیم (کا حلیہ تو یہ تھا کہ) میں نے ان کی بہ نسبت تمہارے دوست (یعنی خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) سے زیادہ مشابہ کسی کو نہیں دیکھا اور نہ تمہارے دوست کی

---

[1] (الف) میں بجائے یقطر کے یقظر بظاء معجمہ لکھا ہے جو غلط اور بے معنی ہے۔
(احمد محمودی)

بہ نسبت کسی کو ان سے زیادہ مشابہ دیکھا۔ اور موسیٰ تو ایک گندم گوں لمبے۔ دبلے پتلے۔ گھونگر والے بال والے بلند بینی شخص تھے گویا وہ (قبیلہ) شنوءہ کے لوگوں میں کی ایک فرد ہے اور عیسیٰ بن مریم تو ایک سرخ (وسپید) میانہ قد سیدھے بال اور چہرے پر بہت سے خال والے شخص تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حمام سے نکلے ہیں تم خیال کرو گے کہ ان کے سر سے پانی ٹپک رہا ہے حالانکہ وہاں پانی نہیں۔ تم میں سے ان سے سب سے زیادہ مشابہ عروۃ بن مسعود الثقفی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ

ابن ہشام نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ جس کا ذکر غفرہ کے آزاد غلام عمر نے ابراہیم بن محمد بن علی بن ابی طالب کی روایت سے کیا ہے یہ ہے۔ انھوں نے کہا کہ علی (رضی اللہ عنہ) جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سراپا بیان کرتے تو کہتے کہ آپ نہ بہت دراز قامت تھے۔ نہ بہت پست قد۔ میانہ قامت لوگوں میں تھے اور نہ بہت گھونگر والے بال والے۔ اور نہ سیدھے بال والے بلکہ سیدھے اور گھونگر والے بال والے تھے۔ اور نہ بہت موٹے اور نہ بہت دبلے پتلے۔ سفید رنگ میں سرخی جھلکتی ہوئی۔ سرگیں آنکھیں۔ پپوٹوں کے کنارے دراز۔ بڑے بڑے جوڑ بند۔ شانوں کے درمیان کا حصہ بڑا۔ سینے سے ناف تک بالوں کی باریک لکیر۔ تمام جسم بالوں سے خالی ہتھیلیاں اور تلوے پر گوشت۔ رفتار میں قدم (مبارک) زمین پر ٹکتے نہ تھے (یعنی تیز رفتار) گویا نشیب کی جانب چل رہے ہیں۔ جب کسی جانب توجہ فرماتے تو فوراً توجہ فرماتے آپ کے دونوں شانوں کے

درمیان مہر نبوت تھی اور آپ خاتم النبیین تھے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ سخاوت میں سب سے زیادہ سخی جرأت میں سب سے زیادہ قوی دل۔ گفتگو میں سب سے زیادہ سچے معاہدوں کو سب سے زیادہ پورا کرنے والے اور سب سے زیادہ نرم طبیعت والے اور معاشرت میں سب سے زیادہ کریمانہ اخلاق۔ پہلے پہل جس نے آپ کو دیکھا مرعوب ہوگیا۔ اور جس نے آپ کے ساتھ میل ملاپ رکھا۔ آپ سے محبت کرنے لگا۔ آپ کی نعت کرنے والا کہتا ہے کہ میں نے آپ کا سا نہ آپ سے پہلے کسی کو دیکھا نہ آپ کے بعد کسی کو (صلی اللہ علیہ وسلم)

ابن اسحٰق نے کہا مجھے ابوطالب کی بیٹی ام ہانی سے جن کا نام ہند تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسراء کے متعلق جو روایت پہنچی اس میں یہ تھا۔ کہ وہ کہا کرتی تھیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جس رات سفر کرایا گیا آپ اس رات میرے ہی گھر میں تھے اور میرے پاس ہی آرام فرمایا تھا۔ آپ نے عشاء پڑھی۔ اس کے بعد آرام فرمایا اور ہم بھی سو گئے اور جب فجر سے کچھ پہلے کا وقت تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جگایا اور جب آپ نے صبح کی نماز پڑھ لی اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھ لی تو آپ نے فرمایا۔

يَا أُمَّ هَانِئٍ لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَكُمُ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ كَمَا رَأَيْتِ بِهٰذَا الْوَادِيْ، ثُمَّ جِئْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَصَلَّيْتُ فِيْهِ، ثُمَّ قَدْ صَلَّيْتُ صَلَاةَ الْغَدَاةِ مَعَكُمُ الْآنَ كَمَا تَرَيْنَ۔

اے ام ہانی! میں نے رات کی آخری نماز تو تم لوگوں کے ساتھ اسی وادی میں پڑھی جیسا کہ تم نے بھی دیکھا پھر میں بیت المقدس پہنچا اور وہاں نماز پڑھی۔ پھر صبح کی نماز بھی تمہارے ساتھ پڑھی جیسا کہ تم دیکھ رہی ہو۔

پھر آپ کھڑے ہوگئے کہ باہر تشریف لے جائیں تو میں نے آپ کی

چادر کا کنارہ پکڑ لیا آپ کے شکم مبارک سے چادر ہٹ گئی تو ایسا معلوم ہوا کہ قبطی کپڑا (جو نہایت سفید اور باریک ہوتا ہے) تہ کیا ہوا ہے میں نے آپ سے عرض کی اے اللہ کے نبی یہ بات لوگوں سے بیان فرمائیے کہ وہ آپ کو جھٹلائیں گے اور آپ کو تکلیف دیں گے۔ آپ نے فرمایا۔

وَاللّٰهِ لَأُحَدِّثَنَّهُمُوهُ

واللہ! میں یہ تو ان سے ضرور بیان کروں گا۔

تو میں نے اپنی ایک حبشیہ لونڈی سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے جا تاکہ تو سن سکے کہ آپ لوگوں سے کیا فرماتے ہیں اور لوگ آپ کو اس کا کیا جواب دیتے ہیں۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر لوگوں کے پاس تشریف لے گئے تو آپ نے انھیں اس واقعے کی خبر دی تو وہ حیران ہو گئے اور کہا اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کی علامت کیا ہے کیونکہ ہم نے تو اس طرح کے واقعات کبھی سنے نہیں آپ نے فرمایا۔

آيَةُ ذٰلِكَ أَنِّي مَرَرْتُ بِعِيرِ بَنِي فُلَانٍ بِوَادِي كَذَا وَكَذَا فَأَنْفَرَهُمْ حِسُّ الدَّابَّةِ فَنَدَّ لَهُمْ بَعِيرٌ فَدَلَلْتُهُمْ عَلَيْهِ وَأَنَا مُوَجِّهٌ إِلَى الشَّامِ ثُمَّ أَقْبَلْتُ حَتّٰى إِذَا كُنْتُ بِضَجْنَانَ مَرَرْتُ بِعِيرِ بَنِي فُلَانٍ فَوَجَدْتُ الْقَوْمَ نِيَامًا وَلَهُمْ إِنَاءٌ فِيهِ مَاءٌ قَدْ غَطَّوْا عَلَيْهِ بِشَيْءٍ فَكَشَفْتُ غِطَاءَهُ وَشَرِبْتُ مَا فِيهِ ثُمَّ غَطَّيْتُ عَلَيْهِ كَمَا كَانَ وَآيَةُ ذٰلِكَ أَنَّ عِيرَهُمْ الْآنَ تَصَوَّبُ مِنَ الْبَيْضَاءِ ثَنِيَّةِ التَّنْعِيمِ يَقْدُمُهَا جَمَلٌ أَوْرَقُ

عَلَيۡهِ غِرَارَتَانِ إِحۡدَاهُمَا سَوۡدَاءُ وَالۡأُخۡرٰی بَرۡقَاءُ

اس کی علامت یہ ہے کہ میں فلاں قبیلے کے قافلے کے پاس گزرا جو فلاں وادی میں تھا تو اس قافلے کے اونٹوں کو (میری سواری کے) اس جانور کے احساس نے بدکا دیا اور ان کا ایک اونٹ بھاگ گیا تو میں نے اس اونٹ کی جانب ان کی رہنمائی کی جبکہ میں شام کی طرف جا رہا تھا۔ پھر میں واپس آیا یہاں تک کہ جب میں مقام ضجنان میں فلاں قبیلے کے پاس سے گزرا تو میں نے ان لوگوں کو سوتا پایا اور ان کا ایک برتن رکھا تھا جس میں پانی تھا۔ انھوں نے اس پر کوئی چیز ڈھانک دی تھی۔ میں نے اس کے ڈھکنے کو کھولا اور جو چیز اس میں تھی وہ پی لی۔ پھر جیسا تھا اس پر ویسا ہی اسے ڈھانک دیا۔ اس کی ایک اور علامت۔ ہے کہ ان کا قافلہ اس وقت مقام بیضاء کے کوہ تنعیم سے اتر چکا ہے۔ اس کے آگے ایک بھورا سیاہی مائل اونٹ ہے جس پر دو تھیلے ہیں جن میں کا ایک تو سیاہ ہے اور دوسرا مختلف رنگ کا ہے۔

ام ہانی نے کہا کہ پھر تو لوگ اس پہاڑی کی جانب دوڑے تو انھیں پہلا اونٹ نہ ملا جس طرح کہ آپ نے بیان فرمایا تھا (یعنی وہ پہاڑی سے اتر کر آگے بڑھ چکا تھا) اور ان لوگوں نے ان قافلے والوں) سے اس برتن کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے انھیں خبر دی کہ اس میں انھوں نے پانی بھر کر رکھا تھا اور اسے ڈھانک دیا بھی تھا اور جب وہ اٹھے تو اس کو انھوں نے اسی طرح ڈھنکا ہوا پایا جس طرح انھوں نے اسے ڈھانک دیا تھا لیکن اس میں انھوں نے پانی نہ پایا اور دوسرے لوگوں سے بھی دریافت کیا جو مکہ میں آچکے تھے تو انھوں نے بھی کہا کہ اس نے سچ کہا۔ بے شک ہمارے اونٹ اسی وادی میں جس کا ذکر کیا گیا ہے بدکے تھے اور ہمارا ایک اونٹ بھاگ گیا تھا تو ہم نے ایک شخص کی آواز سنی جو ہمیں اس جانب بلا رہا تھا حتیٰ کہ ہم نے

اس (اونٹ) کو پکڑ لیا۔

معراج اور ان نشانیوں کا بیان جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج میں ملاحظہ فرمایا

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ایسے شخص نے جس کو میں جھوٹا نہیں سمجھتا ابو سعید خدری کی روایت بیان کی کہ انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (یہ) فرماتے سنا :-

لَمَّا فَرَغْتُ مِمَّا كَانَ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ أُتِيَ بِالْمِعْرَاجِ وَلَمْ أَرَ شَيْئًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ وَهُوَ الَّذِي يَمُدُّ إِلَيْهِ مَيِّتُكُمْ عَيْنَيْهِ إِذَا حُضِرَ فَأَصْعَدَنِي صَاحِبِي فِيهِ حَتَّى انْتَهَى بِي إِلَى بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ السَّمَاءِ يُقَالُ لَهُ بَابُ الْحَفَظَةِ عَلَيْهِ مَلَكٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ يُقَالُ لَهُ إِسْمَاعِيلُ تَحْتَ يَدَيْهِ اثْنَا عَشَرَ أَلْفَ مَلَكٍ تَحْتَ يَدَيْ كُلِّ مَلَكٍ مِنْهُمُ اثْنَا عَشَرَ أَلْفَ مَلَكٍ ـ

بیت المقدس میں جو کچھ ہوا اس سے جب میں فارغ ہوا

تو سیڑھی لائی گئی اور میں نے اس سے بہتر کبھی کوئی چیز نہیں دیکھی اور یہی وہ چیز ہے جس کی جانب تمہارے مردے اپنی آنکھیں کھولے تکتے رہتے ہیں جب موت آتی ہے اس کے بعد میرے ساتھی نے مجھے اس پر چڑھا دیا یہاں تک کہ مجھے لیکر آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازے تک پہنچا جس کا نام باب الحفظہ (نگہبانوں کا دروازہ) تھا اس پر فرشتوں میں سے ایک فرشتہ (نگہبان) ہے جس کا نام اسماعیل ہے جس کے ہاتھ کے نیچے بارہ ہزار ایسے فرشتے ہیں جن میں سے ہر ایک کے ہاتھ کے نیچے بارہ ہزار فرشتے ہیں راوی نے کہا کہ جب یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے تو فرمایا کرتے:۔

وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ قَالَ فَلَمَّا دَخَلَ بِي قَالَ مَنْ هُوَ هٰذَا يَا جِبْرِيلُ قَالَ مُحَمَّدٌ قَالَ أَوَقَدْ بُعِثَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَدَعَا لِي بِخَيْرٍ وَقَالَهُ۔

تیرے پروردگار کے لشکر کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ فرمایا۔ پھر جب وہ مجھے لیکر داخل ہوئے اس نے کہا اے جبریل یہ کون ہے۔ کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس نے کہا کیا بلوائے گئے ہیں۔ کہا ہاں تو اس نے میرے لیے بھلائی کی دعا کی اور بھلی بات کہی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بعض اہل علم نے ان سے سن کر جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث سنی تھی بیان کیا کہ آپ نے فرمایا:۔

تَلَقَّتْنِي الْمَلَائِكَةُ حِيْنَ دَخَلْتُ السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَلَمْ يَلْقَنِي مَلَكٌ إِلَّا ضَاحِكًا مُسْتَبْشِرًا يَقُوْلُ خَيْرًا وَيَدْعُوْ بِهٖ حَتّٰى لَقِيَنِيْ مَلَكٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالُوْا وَدَعَا بِمِثْلِ مَا يَدْعُوْا بِهٖ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَضْحَكْ وَلَمْ أَرَ مِنْهُ مِنَ الْبِشْرِ مِثْلَ مَا رَأَيْتُ مِنْ غَيْرِهٖ، فَقُلْتُ لِجِبْرِيْلَ يَا جِبْرِيْلُ مَنْ هٰذَا الْمَلَكُ الَّذِيْ قَالَ لِيْ كَمَا قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ وَلَمْ يَضْحَكْ وَلَمْ أَرَ مِنْهُ مِنَ الْبِشْرِ مِثْلَ الَّذِيْ رَأَيْتُ مِنْهُمْ قَالَ: فَقَالَ لِيْ جِبْرِيْلُ أَمَا إِنَّهُ لَوْ كَانَ ضَحِكَ إِلٰى أَحَدٍ كَانَ قَبْلَكَ أَوْ كَانَ ضَاحِكًا إِلٰى أَحَدٍ بَعْدَكَ لَضَحِكَ إِلَيْكَ وَلٰكِنَّهُ لَا يَضْحَكُ هٰذَا مَالِكٌ خَازِنُ النَّارِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِجِبْرِيْلَ وَهُوَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى بِالْمَكَانِ الَّذِيْ وَصَفَ لَكُمْ "مُطَاعٍ ثَمَّ أَمِيْنٍ" أَلَا تَأْمُرُهُ أَنْ يُرِيَنِي النَّارَ فَقَالَ بَلٰى يَا مَالِكُ أَرِ مُحَمَّدًا النَّارَ، قَالَ، فَكَشَفَ عَنْهَا غِطَاءَهَا فَفَارَتْ وَارْتَفَعَتْ حَتّٰى

لہ ۔ (الف) میں فکشف کے بجائے فکشق قاف سے لکھا ہے جو غلط ہے۔ (احمد محمودی)

ظَنَنْتُ لَتَأْخُذَنَّ مَا أَرَى، قَالَ: فَقُلْتُ لِجِبْرِيلَ: مُرْهُ فَلْيَرُدَّهَا إِلَى مَكَانِهَا، قَالَ: فَأَمَرَهُ، فَقَالَ لَهَا: اخْبِي فَرَجَعَتْ إِلَى مَكَانِهَا الَّذِي خَرَجَتْ مِنْهُ، فَمَا شَبَّهْتُ رُجُوعَهَا إِلَّا وُقُوعَ الظِّلِّ، حَتَّى إِذَا دَخَلَتْ مِنْ حَيْثُ خَرَجَتْ رَدَّ عَلَيْهَا غِطَاءَهَا،

جب میں دنیوی آسمان میں داخل ہوا تو مجھ سے فرشتوں نے ملاقات کی اور ہر فرشتہ مجھ سے ہنستے ہوئے اور خوشی خوشی ملتا، اچھی بات کرتا اور اچھی دعا دیتا تھا یہاں تک کہ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ مجھ سے ملا اور اس نے بھی ویسی ہی باتیں کیں جس طرح دوسروں نے کی تھیں اور ویسی ہی دعا دی جس طرح دوسروں نے دی تھی۔ مگر وہ نہ ہنسا اور نہ اس کے چہرے پر میں نے وہ خوشی دیکھی جو دوسروں کے چہروں پر دیکھی تھی۔ تو میں نے جبریل سے کہا اے جبریل یہ کونسا فرشتہ ہے جس نے مجھ سے بات تو ویسی ہی کی جیسی تمام فرشتوں نے کی (لیکن) نہ اس نے مجھ سے ہنس کر (بات) کی اور نہ میں نے اس کے چہرے پر ویسی خوشی دیکھی جیسی دوسروں کے چہرے پر۔ فرمایا: تو جبریل نے مجھ سے کہا (آپ کا ارشاد تو سچ ہے) لیکن اگر اس نے آپ سے پہلے کسی اور سے ہنس کر بات کی ہوتی یا آپ کے بعد کسی اور سے ہنس کر بات کرنے والا ہوتا تو ضرور آپ سے بھی ہنس کر بات کرتا لیکن حالت یہ ہے کہ وہ ہنس کر بات کرتا ہی نہیں۔ یہ دوزخ کا منتظم مالک ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے جبریل سے

کہا وہ اللہ کے پاس اس مرتبہ پر ہے جس کے متعلق اس نے تم
سے بیان فرمایا ہے کہ وہ وہاں (کا) امانت دار سردار ہے۔
کیا تم اسے حکم نہ دوگے کہ وہ مجھے دوزخ دکھائے کہا کیوں
نہیں (ضرور اس کو حکم دوں گا)۔ اے مالک! محمد (صلی اللہ
علیہ وسلم) کو دوزخ (کے عجائبات) دکھا۔ فرمایا تب تو
اس نے دوزخ کا ڈھکنا کھول دیا۔ پس وہ (دوزخ) جوش میں
آگیا اور بلند ہوگیا یہاں تک کہ میں خیال کرنے لگا کہ ان تمام چیزوں
کو جنھیں میں دیکھ رہا ہوں وہ ضرور پکڑلے گا۔ میں نے جبرئیل سے
کہا اسے حکم دو کہ اس کو اس کی جگہ پر لوٹا دے۔ فرمایا۔ تو انھوں
اسے حکم دیا تو اس نے اس (دوزخ) سے کہا خاموش ہو جا۔ پس وہ ۱۲
اپنی اس جگہ پر چلا گیا جہاں سے وہ نکلا تھا۔ میں نے اس کے لوٹنے کو
سایہ پڑنے کے مشابہ پایا حتیٰ کہ جب وہ جہاں سے نکلا وہیں
چلا گیا تو اس نے اس پر اس کا ڈھکنا ڈھانک دیا۔

اور ابو سعید نے اپنی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
روایت کرتے ہوئے کہا کہ آپ نے فرمایا۔

لَمَّا دَخَلْتُ السَّمَاءَ الدُّنْيَا رَأَيْتُ فِيهَا رَجُلًا جَالِسًا تُعْرَضُ عَلَيْهِ
أَرْوَاحُ بَنِي آدَمَ فَيَقُولُ لِبَعْضِهَا إِذَا عُرِضَتْ عَلَيْهِ خَيْرًا وَيُسَرُّ بِهِ
وَيَقُولُ رُوحٌ طَيِّبَةٌ خَرَجَتْ مِنْ جَسَدٍ طَيِّبٍ وَيَقُولُ لِبَعْضِهَا
إِذَا عُرِضَتْ عَلَيْهِ أُفٍّ وَيَعْبِسُ بِوَجْهِهِ وَيَقُولُ رُوحٌ خَبِيثَةٌ
خَرَجَتْ مِنْ جَسَدٍ خَبِيثٍ۔ قَالَ قُلْتُ مَنْ هٰذَا يَا جِبْرِيلُ قَالَ

هٰذَا أَبُوْكَ آدَمُ تُعْرَضُ عَلَيْهِ أَرْوَاحُ ذُرِّيَّتِهٖ فَإِذَا مَرَّتْ بِهٖ رُوْحُ الْمُؤْمِنِ مِنْهُمْ سُرَّ بِهَا وَقَالَ رُوْحٌ طَيِّبَةٌ خَرَجَتْ مِنْ جَسَدٍ طَيِّبٍ وَإِذَا مَرَّتْ بِهٖ رُوْحُ الْكَافِرِ مِنْهُمْ أَفَّفَ مِنْهَا وَكَرِهَهَا وَسَاءَهٗ ذٰلِكَ وَقَالَ رُوْحٌ خَبِيْثَةٌ خَرَجَتْ مِنْ جَسَدٍ خَبِيْثٍ۔

قَالَ ثُمَّ رَأَيْتُ رِجَالًا لَهُمْ مَشَافِرُ كَمَشَافِرِ الْإِبِلِ فِيْ أَيْدِيْهِمْ قِطَعٌ مِنْ نَارٍ كَالْأَفْهَارِ يَقْذِفُوْنَهَا فِيْ أَفْوَاهِهِمْ فَتَخْرُجُ مِنْ أَدْبَارِهِمْ فَقُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰؤُلَاءِ أَكَلَةُ مَالِ الْيَتَامٰى ظُلْمًا

قَالَ ثُمَّ رَأَيْتُ رِجَالًا لَهُمْ بُطُوْنٌ لَمْ أَرَ مِثْلَهَا قَطُّ بِسَبِيْلِ آلِ فِرْعَوْنَ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ كَالْإِبِلِ الْمَهْيُوْمَةِ حِيْنَ يُعْرَضُوْنَ عَلَى النَّارِ يَطَئُوْنَهُمْ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى أَنْ يَتَحَوَّلُوْنَ مِنْ مَكَانِهِمْ ذٰلِكَ قُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰؤُلَاءِ أَكَلَةُ الرِّبَا

قَالَ ثُمَّ رَأَيْتُ رِجَالًا بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ لَحْمٌ سَمِيْنٌ طَيِّبٌ إِلٰى جَنْبِهٖ لَحْمٌ غَثٌّ مُنْتِنٌ يَأْكُلُوْنَ مِنَ الْغَثِّ الْمُنْتِنِ وَيَتْرُكُوْنَ السَّمِيْنَ الطَّيِّبَ قَالَ قُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيْلُ!

قَالَ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يَتْرُكُوْنَ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ مِنَ النِّسَاءِ وَيَذْهَبُوْنَ اِلٰى مَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنْهُنَّ قَالَ ثُمَّ رَأَيْتُ نِسَاءً مُعَلَّقَاتٍ بِثُدِيِّهِنَّ فَقُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰؤُلَاءِ اللَّاتِيْ اَدْخَلْنَ عَلَى الرِّجَالِ مَنْ لَيْسَ مِنْ اَوْلَادِهِمْ۔

میں جب دنیا والے آسمان میں داخل ہوا تو وہاں ایک شخص کو بیٹھا ہوا دیکھا۔ اس پر بنی آدم کی روحیں پیش کی جاتی ہیں تو جب ان میں کی بعض روحیں اس پر پیش کی جاتی ہیں تو وہ ان کا خیر مقدم کرتا ہے اور اس سے اسے خوشی ہوتی ہے اور وہ کہتا ہے اچھی روح ہے جو اچھے جسم سے نکلی ہے اور جب ان میں کے دوسرے بعض اس پر پیش ہوتے ہیں تو وہ کہتا ہے تھو ہے اور تیوری چڑھا لیتا ہے اور کہتا ہے۔ خبیث روح ہے جو خبیث جسم سے نکل آئی ہے فرمایا۔ میں نے کہا اے جبریل یہ کون ہے۔ انھوں نے کہا یہ آپ کے والد آدم ہیں۔ ان پر ان کی اولاد کی روحیں پیش کی جاتی ہیں تو جب ان کے پاس سے ان میں کے ایماندار کی روح گزرتی ہے تو اس سے خوش ہوتے اور کہتے ہیں اچھی روح اچھے جسم سے نکلی ہے اور جب ان کے پاس سے ان میں کے کافر کی روح گزرتی ہے تو اس کو دیکھ کر تھو تھو کرتے ہیں اور نفرت کرتے ہیں اور وہ انھیں برا معلوم ہوتا ہے اور کہتے ہیں گندے جسم سے گندی روح نکلی ہے۔

فرمایا۔ پھر میں نے چند لوگوں کو دیکھا جن کے ہونٹ اونٹوں کے ہونٹوں کے سے ہیں ان کے ہاتھوں میں آگ کے ٹکڑے گول پتھروں کی طرح ہیں وہ انھیں اپنے منہوں میں ڈال لیتے ہیں تو وہ ان کی مقعدوں میں سے نکلتے ہیں تو میں نے کہا۔ اے جبریل یہ کون ہیں۔ انھوں نے کہا

یہ ظلم سے یتیموں کے مال کھا جانے والے ہیں۔ فرمایا۔
پھر میں نے چند آدمیوں کو دیکھا کہ میں نے ان کے سے پیٹ کبھی نہیں دیکھے۔ یہ لوگ فرعونیوں کے راستے میں ہیں وہ جب دوزخ پر لائے جاتے ہیں تو ان پر سے پیاسے اونٹوں کی طرح گزرتے ہیں اور وہ انھیں پامال کرتے چلے جاتے ہیں اور ان میں اس کی بھی قدرت نہیں کہ اپنی اس جگہ سے ہٹ سکیں۔ میں نے کہا۔ اے جبریل یہ کون ہیں انھوں نے کہا یہ سود خوار ہیں فرمایا۔
پھر میں نے چند لوگوں کو دیکھا جن کے سامنے بہترین چکنا گوشت ہے اور ان کے بازو دبلے جانور کا سڑا ہوا گوشت ہے جس میں چکنائی نہیں اور وہ لوگ وہی سڑا ہوا دبلے جانور کا گوشت کھاتے ہیں اور چکنا اور بہترین گوشت چھوڑ دیتے ہیں۔ میں نے کہا۔ اے جبریل یہ کون ہیں۔ انھوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو عورتوں میں سے ان عورتوں کو تو چھوڑ دیتے ہیں جن کو اللہ نے حلال کیا ہے اور ان میں سے جن کو ان پر حرام کیا ہے وہ انھیں کی جانب جاتے ہیں۔ فرمایا پھر میں نے ایسی عورتیں دیکھیں جو اپنی چھاتیوں سے لٹکی ہوئی ہیں تو میں نے کہا۔ اے جبریل یہ کون ہیں۔ انھوں نے کہا یہ وہ عورتیں ہیں جنھوں نے (اپنے) مردوں کے پاس ایسا بچہ داخل کر دیا جو ان کی اولاد میں سے نہ تھا۔

۱۳

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے جعفر بن عمرو نے قاسم بن محمد سے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: —

اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰہِ عَلٰی اِمْرَأَۃٍ اَدْخَلَتْ عَلٰی قَوْمٍ مَنْ لَیْسَ مِنْہُمْ فَاَکَلَ حَرَائِبَہُمْ وَاطَّلَعَ عَلٰی عَوْرَاتِہِمْ

اللہ کا غضب اس عورت پر سخت ہو گیا جس نے کسی
خاندان میں ایسے بچے کو داخل کر دیا جو ان میں کا نہ تھا۔ پھر
اس (بچہ) نے ان کا مال معیشت کھا لیا اور ان کی پوشیدہ چیزیں
دیکھ لیں۔

پھر حدیث ابی سعید الخدری کے جانب مراجعت کی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا۔

ثُمَّ اَصْعَدَنِی اِلَی السَّمَاءِ الثَّانِیَةِ فَاِذَا فِیْهَا ابْنَا الْخَالَةِ
عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ وَیَحْیَی بْنُ زَکَرِیَّا قَالَ ثُمَّ اَصْعَدَنِی اِلَی السَّمَاءِ
الثَّالِثَةِ فَاِذَا فِیْهَا رَجُلٌ صُوْرَتُهٗ كَصُوْرَةِ الْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ قَالَ
قُلْتُ مَنْ هٰذَا یَا جِبْرِیْلُ قَالَ هٰذَا اَخُوْكَ یُوْسُفُ بْنُ یَعْقُوْبَ
قَالَ ثُمَّ اَصْعَدَنِی اِلَی السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ فَاِذَا فِیْهَا رَجُلٌ فَسَاَلْتُهٗ
مَنْ هُوَ قَالَ هٰذَا اِدْرِیْسُ قَالَ یَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِیًّا قَالَ ثُمَّ اَصْعَدَنِی اِلَی السَّمَاءِ
الْخَامِسَةِ فَاِذَا فِیْهَا كَهْلٌ اَبْیَضُ الرَّاْسِ وَاللِّحْیَةِ عَظِیْمُ الْعُثْنُوْنِ
لَمْ اَرَ كَهْلًا اَجْمَلَ مِنْهُ قَالَ قُلْتُ مَنْ هٰذَا یَا جِبْرِیْلُ قَالَ هٰذَا
الْمُحَبَّبُ فِیْ قَوْمِهٖ هَارُوْنُ بْنُ عِمْرَانَ قَالَ ثُمَّ اَصْعَدَنِی اِلَی السَّمَاءِ ۱۴

السَّادِسَةِ، فَإِذَا فِيهَا رَجُلٌ آدَمُ طَوِيلٌ أَقْنَى كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ
شَنُوءَةَ فَقُلْتُ لَهُ مَنْ هٰذَا يَا جِبْرِيلُ قَالَ هٰذَا أَخُوكَ مُوسَى بْنُ
عِمْرَانَ ثُمَّ أَصْعَدَنِي إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَإِذَا فِيهَا كَهْلٌ جَالِسٌ
عَلَى كُرْسِيٍّ إِلَى بَابِ الْبَيْتِ الْمَعْمُورِ يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ
مَلَكٍ لَا يَرْجِعُونَ فِيهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَمْ أَرَ رَجُلًا أَشْبَهَ
بِصَاحِبِكُمْ وَلَا صَاحِبُكُمْ أَشْبَهَ بِهِ مِنْهُ قَالَ قُلْتُ مَنْ هٰذَا يَا
جِبْرِيلُ قَالَ هٰذَا أَبُوكَ إِبْرَاهِيمُ قَالَ ثُمَّ دَخَلَ بِي إِلَى الْجَنَّةِ
فَرَأَيْتُ فِيهَا جَارِيَةً فَسَأَلْتُهَا لِمَنْ أَنْتِ وَقَدْ أَعْجَبَتْنِي حِينَ
رَأَيْتُهَا فَقَالَتْ لِزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ فَبَشَّرَ بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ۔

پھر وہ مجھے دوسرے آسمان پر لے گیا تو اس میں دیکھا
کہ دونوں خالہ زاد بھائی عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا موجود
ہیں فرمایا۔ پھر وہ مجھے تیسرے آسمان پر لے گیا تو اس میں دیکھا کہ
ایک شخص ہے جس کی صورت چودھویں رات کے چاند کی سی
ہے۔ فرمایا میں نے کہا اے جبریل یہ کون ہے۔ انھوں نے کہا

یہ آپ کے بھائی یوسف بن یعقوب ہیں۔ فرمایا پھر مجھے چوتھے آسمان پر لے گیا تو اس میں میں نے ایک شخص کو دیکھا تو میں نے ان سے پوچھا وہ کون ہے۔ انھوں نے کہا یہ ادریس ہیں۔ راوی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے۔ ورفعناہ مکانا علیا (یعنی کلام مجید میں جو یہ الفاظ ہیں وہ اسی مرتبہ کو ظاہر کر رہے ہیں) ہم نے اسے بلند جگہ پر چڑھا دیا۔ فرمایا پھر مجھے پانچویں آسمان پر لے گیا تو اس میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک میانہ سال۔ سفید۔ سر سفید بڑی داڑھی والا کسی میانہ سال شخص کو اس سے زیادہ خوبصورت میں نے نہیں دیکھا۔ فرمایا۔ میں نے کہا اے جبریل یہ کون ہے انھوں نے کہا یہ اپنی قوم کے محبوب ہارون ابن عمران ہیں۔ فرمایا پھر مجھے چھٹے آسمان کی طرف لے گیا تو اس میں دیکھا کہ ایک گندم گوں شخص دراز قامت بلند بینی ہے گویا کہ وہ قبیلہ شنؤہ کے لوگوں میں سے ہے میں نے کہا اے جبریل یہ کون ہے۔ انھوں نے کہا یہ آپ کے بھائی موسیٰ بن عمران ہیں پھر مجھے ساتویں آسمان پر لے گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک میانہ عمر شخص بیت المعمور کے دروازے کے پاس کرسی پر بیٹھا ہوا ہے جس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں جو قیامت کے دن تک پھر اس میں سے واپس نہیں آتے میں نے اس شخص سے مشابہ تمھارے دوست (یعنی خود ذات مبارک نبی صلی اللہ علیہ وسلم) سے زیادہ کسی اور کو نہیں دیکھا اور نہ تمھارے دوست سے مشابہ کسی اور کو اس سے زیادہ دیکھا فرمایا۔ میں نے کہا اے جبریل یہ کون ہے انھوں نے کہا یہ آپ کے والد (یعنی دادا) ابراہیم ہیں۔ فرمایا پھر مجھے لے کر جنت میں داخل ہوا تو اس میں میں نے

ایک چھوکری دیکھی اور جب میں نے اس کو دیکھا تو وہ مجھے بہت
بھلی معلوم ہوئی میں نے اس سے پوچھا تو کس کی ہے۔ اس نے
کہا زید بن حارثہ کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید
ابن حارثہ کو اس کی خوش خبری دی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے عبداللہ بن مسعود کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت پہنچی کہ ہر آسمان پر جب آپ کو لے کر جبریل جاتے اور اندر آنے کی اجازت طلب کرتے تھے تو وہ کہتے تھے اے جبریل یہ (تمہارے ساتھ) کون ہے تو جبریل کہتے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو وہ کہتے کیا بلوائے گئے ہیں۔ یہ کہتے، ہاں تو وہ کہتے۔ اللہ اس بھائی اور دوست کو زندہ رکھے۔ یہاں تک کہ آپ کو لے کر وہ ساتویں آسمان پر پہنچے پھر آپ کو آپ کے پروردگار کے پاس پہنچایا گیا۔ پھر اس نے آپ پر روزانہ پچاس نمازیں فرض فرمائیں۔ راوی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

فَأَقْبَلْتُ رَاجِعاً، فَلَمَّا مَرَرْتُ بِمُوسٰى بْنِ عِمْرَانَ، وَنِعْمَ الصَّاحِبُ كَانَ لَكُمْ سَأَلَنِيْ كَمْ فُرِضَ عَلَيْكَ مِنَ الصَّلَاةِ فَقُلْتُ خَمْسِيْنَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ، فَقَالَ إِنَّ الصَّلٰوةَ ثَقِيْلَةٌ، وَإِنَّ أُمَّتَكَ ضَعِيْفَةٌ فَارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكَ وَعَنْ أُمَّتِكَ فَرَجَعْتُ فَسَأَلْتُ رَبِّيْ أَنْ يُخَفِّفَ عَنِّيْ وَعَنْ أُمَّتِيْ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْراً ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَمَرَرْتُ عَلٰى مُوسٰى فَقَالَ لِيْ مِثْلَ ذٰلِكَ فَرَجَعْتُ فَسَأَلْتُهُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْراً ثُمَّ لَمْ يَزَلْ يَقُوْلُ لِيْ مِثْلَ ذٰلِكَ كُلَّمَا

۱۵

رَجَعْتُ اِلَيْهِ فَارْجِعْ فَسَلْ رَبَّكَ حَتَّى انْتَهَيْتُ اِلَى اَنْ وَضَعَ ذٰلِكَ عَنِّى اِلَّا الْخَمْسَ صَلَوَاتٍ فِىْ كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ ثُمَّ رَجَعْتُ فَمَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى ۔

پھر میں واپس آیا اور موسیٰ بن عمران کے پاس سے گزرا ۔ اور وہ تمھارے لیے بڑے اچھے شخص نکلے ۔ انھوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ پر کتنی نمازیں فرض کی گئیں تو میں نے کہا روزانہ پچاس نمازیں انھوں نے کہا ۔ نماز بڑی بوجھل چیز ہے اور آپ کی امت کمزور ہے اس لیے آپ اپنے پروردگار کے پاس لوٹ کر جائیے اور اس سے درخواست کیجیے کہ آپ پر سے اور آپ کی امت پر سے (اس) بوجھ کو کم کر دے ۔ پس میں واپس گیا اور اپنے پروردگار سے درخواست کی کہ مجھ پر سے اور میری امت پر سے بوجھ کم کرے تو اس نے دس (نمازیں) کم کر دیں ۔ پھر میں لوٹا اور موسیٰ کے پاس سے گزرا ۔ انھوں نے مجھ سے پھر ویسا ہی کہا ۔ تو پھر میں لوٹ گیا اور اس سے درخواست کی تو اس نے اور دس کم کر دیں ۔ پھر جب میں ان کی طرف لوٹا تو اسی طرح مجھ سے کہتے رہے کہ آپ لوٹ جائیے اور اپنے پروردگار سے درخواست کیجیے یہاں تک کہ یہ تخفیف روزانہ پانچ نمازوں تک پہنچ گئی ۔ پھر میں لوٹا اور موسیٰ کے پاس سے گزرا ۔

فَقَالَ لِىْ مِثْلَ ذٰلِكَ فَقُلْتُ قَدْ رَاجَعْتُ رَبِّىْ وَسَاَلْتُهٗ حَتّٰى اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ فَمَا اَنَا بِفَاعِلٍ فَمَنْ اَدَّاهُنَّ مِنْكُمْ اِيْمَانًا

وَاحْتِسَاباً لَّهُنَّ كَانَ لَهُ اَجْرُ خَمْسِيْنَ صَلَاةً مَّكْتُوْبَةً صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ

پھر انھوں نے مجھ سے ویسا ہی کہا تو میں نے کہا۔ میں اپنے پروردگار کے پاس بار بار گیا اور اس سے درخواست کی حتیٰ کہ اب مجھے اس سے شرم آنے لگی ہے۔ پس اب تو میں ایسا نہیں کروں گا پس ان نمازوں کو تم میں سے جو شخص ایمانداری کے ساتھ۔ ثواب سمجھ کر ادا کرے گا اس کو پچاس فرض نمازوں کا اجر ملے گا۔

محمد اور آل محمد پر اللہ کی رحمتیں ہوں۔

ہنسی اڑانے والوں کی سزا اللہ کی طرف سے

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم کے جھٹلانے اور تکلیف دینے اور ہنسی اڑانے کے باوجود اللہ کے حکم پر صابر رہ کر ثواب سمجھ کر اس کو نصیحت فرماتے رہے۔ مجھ سے یزید بن رومان نے عروۃ بن زبیر سے حدیث بیان کی کہ آپ کی قوم میں ہنسی اڑانے والوں میں بڑی بڑی ہستیاں پانچ تھیں اور یہ (لوگ) اپنی قوم میں بلند پایہ اور سن رسیدہ تھے۔

بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قصی بن کلاب میں سے الاسود بن المطلب بن اسد ابو زمعہ۔ مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ایذارسانی اور تمسخر کے سبب سے اس کے لیے بدعا فرمائی تھی اور فرمایا تھا:

لہ۔ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

اَللّٰهُمَّ أَعْمِ بَصَرَهُ وَأَثْكِلْهُ وَلَدَهُ
یا اللہ اس کو اندھا کر دے اور اس کو اس کے لڑکے کی موت پہنچا
اور بنی زہرہ بن کلاب میں سے الاسود بن عبد یغوث بن وہب بن عبد مناف بن زہرہ۔
اور بنی مخزوم بن یقظہ بن مرۃ میں سے الولید بن المغیرۃ بن عبداللہ ابن عمر بن مخزوم۔
اور بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن الکعب میں سے العاص بن وائل ابن ہشام۔
ابن ہشام نے کہا کہ العاص بن وائل بن ہاشم بن سعید بن سہم اور بنی خزاعہ میں سے الحارث بن الطلاطلۃ بن عمر بن الحارث بن عبد عمرو بن لوی ابن ملکان۔

۱۷ جب یہ لوگ برائی میں حد سے بڑھ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت مذاق اڑانے لگے تو اللہ نے یہ آیت اتاری۔

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ الَّذِينَ يَجْعَلُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ

(اے نبی) جو حکم تجھے دیا گیا ہے اسے صاف صاف (ڈنکے کی چوٹ) بیان کر اور مشرکین کی جانب سے اپنی توجہ ہٹالے۔ تیری حفاظت کے لیے ان ہنسی اڑانے والوں کو ہم دیکھ لیں گے جو اللہ کے ساتھ اور دوسرے معبودوں کا بھی ادعا رکھتے ہیں۔ پس وہ قریب میں جان لیں گے (کہ ان کا کیا حشر ہونے والا ہے)۔

مجھ سے یزید بن رومان نے عروہ بن زبیر وغیرہ علما سے روایت کی کہ جبریل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت آئے جبکہ وہ

لوگ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ وہ آکر کھڑے ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے بازو کھڑے ہو گئے اور آپ کے پاس سے الاسود بن المطلب گزرا تو (آپ نے یا جبریل نے)[1] اس کے منہ پر ایک سبز رنگ کی جھلی پھینکی تو وہ اندھا ہو گیا اور الاسود بن عبد یغوث آپ کے پاس سے گزرا تو اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا تو وہ حلندر کی بیماری میں مبتلا ہو گیا اور اس کی وجہ سے وہ پیٹ[2] پھول کر مرا اور ولید بن مغیرہ آپ کے پاس سے گزرا تو اس کے ایک زخم کے نشان کی جانب اشارہ کیا جو اس کے پاؤں کے ٹخنے کے نیچے اس سے برسوں پہلے کبھی لگا تھا جس کا سبب یہ تھا کہ وہ بنی خزاعہ کے ایک شخص کے پاس سے جا رہا تھا جو اپنے تیر درست کر رہا تھا۔ ان تیروں میں سے ایک تیر اس کے تہمد میں اٹک گیا اور اس کے پاؤں میں وہ خراش لگ گئی اور کچھ زیادہ نہ تھی۔ پس اسی زخم کا نشان پھوڑا بن گیا اور (یہی) اس کی موت کا سبب ہوا اور عاص بن وائل آپ کے پاس سے گزرا تو اس کے پاؤں کے تلوے کی جانب اشارہ کیا اور وہ اپنے گدھے پر طائف کو جانے کے ارادے سے نکلا تو وہ اس کو لے کر ایک خاردار درخت پر بیٹھ[3] گیا۔ تو اس کے پاؤں کے تلوے میں کانٹا چبھ گیا اور اس کی موت کا سبب بن گیا اور حارث بن الطلاطلہ آپ کے پاس سے گزرا تو اس کے سر کی جانب اشارہ کیا تو اس سے درد کے ساتھ پیپ نکلنے لگی اور اس کو موت کا مزا چکھا دیا۔

۱۸

---

[1] یہی فعل ہے جس کی ضمیر غائب دونوں کی محتمل ہے لیکن گمان غالب یہ ہے کہ جبریل نے پھینکی ہوگی (احمد محمودی)

[2] (الف) میں حبنا کے بجائے جبنا جیم سے لکھا ہے جو اس مقام سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا۔ (احمد محمودی)

[3] (ب ج د) میں ربض ضاد معجمہ سے ہے جس کے معنی ہیں بیٹھ گیا۔ (الف) میں ربص صاد مہملہ سے ہے جس کے معنی انتظار کرنے اور ٹھیرنے کے ہیں۔ پہلا نسخہ زیادہ موزوں ہے (احمد محمودی)

ابو ازیہر الدوسی کا قصہ

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب ولید کا وقت موت آیا تو اس نے اپنے بیٹوں کو بلایا جو تین تھے۔ ہشام بن الولید ولید بن الولید اور خالد بن الولید۔ اور ان سے کہا۔ اے میرے بچو! میں تمھیں تین باتوں کی وصیت کرتا ہوں ان کو کبھی ہاتھ سے جانے نہ دینا۔ بنی خزاعہ سے میرے خون کا بدلہ لیے بغیر نہ چھوڑنا[1] حالانکہ خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ وہ اس سے بری ہیں لیکن مجھے خوف ہے کہ اس کے سبب سے آج کے بعد تمھیں گالیاں دی جائیں گی۔ اور بنی ثقیف پر جو سود کی میری رقم ہے اس کو بھی بغیر لیے نہ چھوڑنا اور ابو ازیہر دوسی پر شرمگاہ کے متعلق جو میرا خونبہا ہے وہ بھی تم سے چھوٹ نہ جائے۔ ابو ازیہر نے اپنی ایک بیٹی اس کے نکاح میں دی تھی۔ پھر اس نے اس کو اس کے پاس جانے سے روک لیا۔ اور اس کے پاس اس کو جانے نہ دیا حتیٰ کہ وہ مرگیا۔ پھر جب ولید بن مغیرہ مرگیا تو بنی مخزوم نے بنی خزاعہ پر ولید کا خونبہا لینے کے لیے حملہ کر دیا اور کہا کہ تمھارے آدمی کے تیر نے اس کو مار ڈالا اور بنی کعب عبدالمطلب بن ہاشم کے حلیف تھے۔ پس بنی خزاعہ نے ان کی اس بات سے انکار کیا یہاں تک کہ ان کے درمیان اشعار میں مقابلہ ہوا اور آپس کے تعلقات کے شدت اختیار کی حالانکہ ولید کو جس شخص کا تیر لگا تھا وہ خزاعہ کی ایک شاخ بنی کعب بن عمرو میں کا تھا تو عبداللہ بن ابی امیہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن

---

[1] (ج د) میں فلا تطلنہ ہے جس کے معنی ہیں خون نہ کرنا بدلہ لیے بغیر نہ چھوڑنا (الف) میں فلا تطلبنہ لکھدیا جس کو بالکل الٹا دیا ہے یعنی خون کا بدلہ ان سے طلب نہ کرنا اور یہ معنی آگے آنیوالی عبارت کے بالکل خلاف ہیں۔ ولکنی اخشیٰ ان تسبوا بہ۔ یعنی مجھے خوف ہے کہ اگر تم بدلہ نہ لوگے تو لوگ تم کو صلواتیں سنائیںگے اور تمھیں بزدل کہا جائے گا اس لیے نسخہ (الف) غلط ہے۔ (احمد محمودی)

مخزوم نے کہا :۔

إنّی زعیمٌ أن تسیروا فتهربوا ۔ وأن تترکوا الظّهران تعوی ثعالبُه

میں اس بات کا ذمہ دار ہوں کہ تم (اپنے وطن سے) چلے جاؤ اور بھاگ جاؤ اور مقام ظہران کو (ویران کر) چھوڑ دو کہ اس میں کی لومڑیاں (اس میں) چیختی چلاتی رہیں (تو تم آفتوں سے بچ جاؤ گے)۔

وأن تترکوا ماءً بجزعة أطرقا ۔ وأن تسألوا أیّ الأراك أطایبُه

اور وادی اطرقا کے کنارے کے پنگھٹ کو چھوڑ دو اور پیلو کے درختوں کے مقامات میں سے کسی اچھے مقام کی تلاش کر لو

[ا] فإنّا أناسٌ لا تطلّ دماؤنا ۔ ولا یتعالی صاعداً من نحاربُه

کیونکہ ہم ایسے لوگ ہیں کہ ہمارا خون مباح نہیں ہوا کرتا اور جس سے ہم برسر جنگ ہوتے ہیں وہ سربرآوردہ نہیں ہو سکتا۔

اور ظہران واراکہ۔ بنی خزاعہ کی شاخ۔ بنی کعب کے رہنے کے مقامات تھے۔ اس کے بعد اس کا جواب الجون بن ابی الجون۔ بنی کعب بن عمرو الخزاعی کے ایک شخص نے دیا۔ وہ کہتا ہے۔

واللهِ لا نُؤتی الولیدَ ظُلامةً ۔ ولمّا تروا یوماً تزول کواکبُه

ولید کے (اپنے ہاتھوں) آفت میں مبتلا ہونے کا

[ا]۔ (الف) میں خان پر ف نہیں ہے۔ اس صورت میں وزن کے لیے واو عطف محذوف ماننا پڑے گا۔ (احمد محمودی)

عوض تو واللہ ہم نہیں دیں گے اور ابھی تم نے ایسا (سخت)
معرکہ تو دیکھا ہی نہیں جس کے تارے ٹوٹ پڑیں۔

۲ وَيَصْرَعَ مِنْكُمْ مُسْمِنٌ بَعْدَ مُسْمِنٍ ۞ وَتُفْتَحَ بَعْدَ الْمَوْتِ قَسْرًا مَشَارِبُه

اور تم میں کا ایک ایک چربی والا یکے بعد دیگرے
پچھڑتا چلا جائے۔ اور (اس کے) مرنے کے بعد اس کا بالاخانہ
زبردستی کھولا جائے۔ یعنی اس کے محل پر دوسروں کا قبضہ
ہو جائے۔

إِذَا مَا أَكَلْتُمْ خُبْزَكُمْ وَخَزِيرَكُمْ ۞ فَكُلُّكُمْ بَاكِي الْوَلِيدِ وَنَادِبُه

جب تم اپنی روٹی اور حریرہ کھا لوگے تو پھر تم میں کا
ہر ایک ولید پر گریہ وزاری کرے گا۔

پھر ان لوگوں میں میل ملاپ ہو گیا اور ان کو معلوم ہو گیا کہ وہ لوگ صرف بدنامی سے ڈر (کر ایسا کر) رہے ہیں۔ اس لیے بنی خزاعہ نے انھیں خونبہا کا کچھ حصہ دیا اور کچھ حصے سے وہ دست بردار ہو گئے اور جب ان لوگوں میں صلح ہو گئی۔ تو جون بن ابی الجون نے کہا۔

وَقَائِلَةٍ لَمَّا اصْطَلَحْنَا تَعَجُّبًا ۞ لِمَا قَدْ حَمَلْنَا لِلْوَلِيدِ وَقَائِلِ

جب ہم نے صلح کر لی تو تعجب سے بعض عورتیں اور
بعض مرد کہنے لگے کہ ولید کے لیے ہم نے کیوں (خونبہا کا)
بار برداشت کیا۔

أَلَمْ تُقْسِمُوا تُؤْتُوا الْوَلِيدَ ظُلَامَةً ۞ وَلَمَّا تَرَوْا يَوْمًا كَثِيرَ الْبَلَابِلِ

(انھوں نے کہا) کیا تم نے قسمیں نہیں کھائی تھیں کہ
ولید کے (اپنے ہاتھوں) آفت میں مبتلا ہونے کا عوض دینے کو

ناپسند کرو گے ۔ اور ابھی تو تم نے ایسا (سخت) معرکہ دیکھا ہی نہیں جو غم و اندوہ سے پر ہو ۔

فنحن خلطنا الحرب بالسلم فاستوت و فأم هواه آمنا كل راحل

ہم نے جنگ میں صلح کی آمیزش کی تو صلح مکمل ہوئی اور ہر ایک مسافر بے خوف و خطر اپنی پسندیدہ چیزوں کے حاصل کرنے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا ۔

اس کے بعد بھی جون بن ابی الجون باز نہ رہا اور ولید کے قتل پر فخریہ اشعار لکھے اور بیان کیا کہ انھیں لوگوں نے اس کو قتل کیا حالانکہ یہ سب غلط بات تھی ۔ غرض ولید جس بات سے ڈرتا تھا اس کو اور اس کے بچوں اور اس کی قوم کو وہی بدنامی نصیب ہوئی اور جون بن ابی الجون نے یہ شعر کہے ۔

ألا زعم المغيرة أن كعبا بمكة منهم قدر كثير ۲۱

سن لو! کہ بنی مغیرہ نے اس بات کا دعوی کیا ہے کہ مکہ میں بنی کعب کی تعداد زیادہ ہے (اور انھیں اکثریت حاصل ہے)

فلا تفخر مغيرة أن تراها بها يمشي المعلهج والمهير

ہمیں اس حالت میں دیکھ کر بنی مغیرہ فخر نہ کریں کہ مکہ میں آبرو باختہ بھی چلتے پھرتے ہیں اور صحیح النسب (شریف لوگ) بھی ۔

بها آباؤنا و بها ولدنا كما أرسى بمثبته ثبير

ہمارے بزرگ یہیں کے ہیں اور ہماری پیدائش بھی یہیں کی ہے جس طرح کوہ ثبیر اپنی جگہ پر لنگر انداز ہے ۔

وَمَا قَالَ الْمُغِيرَةُ ذَاكَ إِلَّا لِيَعْلَمَ شَأْنَنَا أَوْ يَسْتَثِيرُ

اور بنی مغیرہ نے یہ بات صرف اس لیے کہی کہ ہماری
اہمیت کا ہر شخص کو علم ہو جائے یا (ہمارے خلاف لوگوں
کو) ابھارے۔

فَإِنَّ دَمَ الْوَلِيدِ يُطَلُّ إِنَّا تُطَلُّ دِمَاءُ أَنْتَ بِهَا خَبِيرُ

کیونکہ ولید کا خون مباح ہو رہا ہے اور ہم اسی طرح
بہت سے خون مباح کر رہے ہیں جن سے تو خوب واقف ہے۔

كَسَاهُ الْفَاتِكُ الْمَيْمُونُ سَهْمًا زُعَافًا وَهُوَ مُمْتَلِئٌ بَهِيرُ

مبارک اچانک حملہ کرنے والے نے اس کے زہر
آلود تیر (پیوست کر دیا) اور وہ (غصے سے) بھرا ہوا دم توڑ رہا تھا۔

فَخَرَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مُسْلَحِبًّا كَأَنَّهُ عِنْدَ وَجْبَتِهِ بَعِيرُ

پس وہ وادی مکہ میں دراز ہو کر گرا اس کے
گرتے وقت ایسا معلوم ہوا گویا ایک اونٹ گرا۔

سَيَكْفِينِي مِطَالَ أَبِي هِشَامٍ صِغَارٌ جَعْدَةُ الْأَوْبَارِ خُورُ

ابو ہشام (کے خونبہا کی ادائی) کے وعدوں کو ٹلنے
کے لیے چھوٹی چھوٹی گھونگر والے بال والی بہت دودھ دینے والی
چند اونٹنیاں میرے لیے کافی ہو جائیں گی۔

ابن ہشام نے کہا کہ ہم نے ان اشعار میں سے ایک شعر چھوڑ دیا
ہے جس میں اس نے فحش گوئی کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر ہشام بن الولید نے ابو ازیہر پر حملہ کر دیا جبکہ

وہ سوق ذی المجاز میں تھا۔

ابو ازیہر کی بیٹی ابوسفیان بن حرب کے پاس یعنی ان کے نکاح میں تھی اور ابو ازیہر اپنی قوم میں شریف آدمی تھا۔ ہشام نے اس کو ولید کے خونبہا کے بدلے میں قتل کر دیا جو شرمگاہ سے متعلق تھا۔ جس کے متعلق اس کے باپ نے اس کو وصیت کی تھی اور یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ کو ہجرت فرمانے کے بعد ہوا اور جنگ بدر بھی گزر چکی تھی اور جنگ بدر میں مشرکین قریش میں کے بڑے بڑے سردار قتل اور آفتوں میں مبتلا ہو چکے تھے تو یزید بن ابی سفیان نکلا اور بنی عبد مناف کو جمع کیا اور ابوسفیان اس وقت ذوالمجاز میں تھے اور لوگ کہنے لگے کہ اس نے ابوسفیان کے پاس ان کی سسرال کے لیے امداد رادانہ کی ہے اور وہ اب اس کا بدلہ لینے والے ہیں لیکن جب ابوسفیان نے اپنے بیٹے کی اس کارگزاری کو سنا اور وہ بڑے ہوشیار اور متین شخص تھے اپنی قوم سے بہت محبت رکھتے تھے فوراً مکہ آئے اور انھیں خوف ہوا کہ کہیں ابو ازیہر کے متعلق قریش میں کوئی بڑا جھگڑا نہ ہو جائے اور اپنے بیٹے کے پاس اس وقت پہنچے جبکہ وہ اپنی قوم کے افراد بنی عبد مناف اور مطیبین میں مسلح ہو چکا تھا۔ اور اس کے ہاتھ سے برچھا لے کر اس کے سر پر ایسا مارا کہ اس کو زمین پر گرا دیا اور کہا اللہ تیرا منہ کالا کرے۔ کیا تو چاہتا ہے کہ دوس میں کے ایک شخص کے لیے قریش کو آپس میں لڑا دے اگر وہ قبول کریں تو ہم انھیں خونبہا دے دیں گے اور اس معاملہ کو رفع دفع کر دیا۔ اس کے بعد حسان بن ثابت اٹھے اور ابو ازیہر کے خون کے بدلے کے لیے لوگوں کو ابھارا اور ابوسفیان پر ترک یاری اور بزدلی کا الزام لگایا اور کہا۔

غَدَا أَهْلُ ضَوْجَيْ ذِي الْمَجَازِ كِلَيْهِمَا وَجَارُ ابْنِ حَرْبٍ بِالْمُغَمَّسِ مَا يَغْدُو

ذی المجاز کے دونوں نکڑ کے لوگ صبح سویرے
نکل کھڑے ہوئے لیکن ابن حرب کے ہمسایہ مغمس ہی میں ہیں

اور نکلتے نہیں ۔

وَلَمْ يَمْنَعِ الْعَيْرُ الضَّرُوطُ ذِمَارَهُ وَمَا مَنَعَتْ مَخْزَاةَ وَالِدِهَا هِنْدُ

اور بد ووڑے گدھے نے اپنی حمایت کے قابل چیزوں کی بھی حفاظت نہیں کی اور ہند نے اپنے باپ کی رسوائی کا بھی بچاؤ نہیں کیا ۔

كَسَاكَ هِشَامُ بْنُ الْوَلِيدِ ثِيَابَهُ فَأَبْلِ وَأَخْلِفْ مِثْلَهَا جُدُدًا بَعْدُ

ہشام ابن الولید نے مقتول کے کپڑے تجھے پہنا دئیے ہیں خدا کرے کہ یہ کپڑے گھس پس کر اتریں اور اس کے بجائے اس کے سے اور نئے کپڑے بھی اس کے بعد ملتے رہیں (پہننا نصیب ہو)

۲۳ قَضَى وَطَرًا مِنْهُ فَأَصْبَحَ مَاجِدًا وَأَصْبَحْتَ رِخْوًا مَا تَخُبُّ وَمَا تَعْدُو

اس نے تو اپنے کام سے فراغت حاصل کرلی اور عزت وشان والا ہوگیا اور تو بے وقوف بن گیا کہ نہ تیز چل سکتا ہے اور نہ دوڑ سکتا ہے ۔

فَلَوْ أَنَّ أَشْيَاخًا بِبَدْرٍ تَشَاهَدُوا لَبَلَّ نِعَالَ الْقَوْمِ مُعْتَبِطٌ وَرْدُ

پس اگر بدر کے بوڑھے اس کو دیکھتے تو تمام قوم کے جوتوں کو تازہ گلابی خون تر کر دیتا ۔

جب ابو سفیان کو حسان کے ان شعروں کی اطلاع ملی تو انھوں نے کہا کہ دوس کے ایک آدمی کے لیے ہم میں کے بعض کو بعض سے لڑا دینا چاہتا ہے ۔ یہ خیال جو اس نے کیا ہے بدترین خیال ہے ۔

اور جب طائف والوں نے اسلام اختیار کیا تو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کے سود کے بارے میں جو بنی ثقیف پر تھا گفتگو فرمائی کیونکہ ان کے باپ نے انھیں وصیت کی تھی۔ بعض اہل علم نے مجھ سے ان آیتوں کے متعلق بیان کیا کہ یہ آیتیں اس سود کی حرمت کے متعلق نازل ہوئی ہیں جو لوگوں کے ہاتھوں میں رہ گیا تھا اور خالد نے اس سود کا مطالبہ کیا تھا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا[1] إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ)

اے وہ لوگو! جو ایمان لاچکے ہو اللہ سے ڈرو جو سود باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو اگر تم ایماندار ہو اس بیان کے آخر تک (جو اس بارے میں ہے)

اور ابو ازیہر کے خون کے بدلے کے متعلق کوئی جھگڑا جس کا ہمیں علم ہو نہیں ہوا حتیٰ کہ اسلام نے لوگوں میں بیچ بچاؤ کر دیا۔ بجز ایک واقعہ کے کہ ضرار بن الخطاب بن مرداس الفہری قریش کے چند لوگوں کے ساتھ نکلا اور یہ لوگ سرزمین قبیلہ دوس میں ایک عورت کے پاس اترے جو دوس کی آزاد کردہ لونڈی تھی اور اس کا نام ام غیلان تھا اور عورتوں کی کنگھی چوٹی کرتی اور دلہنوں کا بناؤ سنگار کیا کرتی تھی تو قبیلہ دوس نے ان لوگوں کو ابو ازیہر کے بدلے میں مار ڈالنا چاہا تو ام غیلان اور اس کی ساتھ والیاں سینہ سپر ہو کر کھڑی ہو گئیں اور انھیں روک دیا تو ضرار بن الخطاب نے یہ شعر کہے:۔

جَزَى اللَّهُ عَنَّا أُمَّ غَيْلَانَ صَالِحًا وَنِسْوَتَهَا إِذْ هُنَّ شُعْثٌ عَوَاطِلُ[24]

ام غیلان اور اس کی ساتھ والیوں کو اللہ تعالیٰ ہماری جانب سے جزائے خیر دے کہ وہ پریشان بال اور

سب بے زیور و آرائش تھیں۔

فَهُنَّ دَفَعْنَ الْمَوْتَ بَعْدَ اقْتِرَابِهِ ۔۔۔ وَقَدْ بَرَزَتْ لِلثَّائِرِينَ الْمَقَاتِلُ

مذکورہ عورتوں نے موت کے نزدیک ہو جانے کے بعد اس کو ہٹا دیا حالانکہ خون کا بدلہ طلب کرنے والوں کے لیے قتل گاہیں ظاہر ہو گئی تھیں۔

دَعَتْ دَعْوَةً دَوْسًا فَسَالَتْ شِعَابُهَا ۔۔۔ بِعِزٍّ وَأَدَّتْهَا الشَّرَاجُ[1] الْقَوَابِلُ

(ام غیلان نے) بنی دوس کو (صلح کی جانب بلایا تو) تو اس کی شاخیں عزت کی جانب رواں ہو گئیں اور مقابل کے نالوں نے ان شاخوں کو اور زیادہ کر دیا یعنی سب کے سب صلح پر متفق ہو گئے۔

وَعَمْرًا جَزَاهُ اللّٰهُ خَيْرًا فَمَا وَنَى ۔۔۔ وَمَا بَرَدَتْ مِنْهُ لَدَيَّ الْمَفَاصِلُ

اور اللہ تعالیٰ عمرو کو بھی جزائے خیر دے کہ اس نے سستی نہیں کی اور میرے پاس اس کے جوڑ بند سرد نہیں ہوئے یعنی کوشش کرتا رہا۔

فَجَرَّدْتُ سَيْفِي ثُمَّ قُمْتُ بِنَصْلِهِ ۔۔۔ وَعَنْ أَيِّ نَفْسٍ بَعْدَ نَفْسِي أُقَاتِلُ

پس میں نے اپنی تلوار کھینچ لی اور اس کے بعد اس کا پھل لے کر کھڑا ہو گیا اور میں اپنے نفس کے بچانے کے لیے نہ لڑوں گا تو پھر کس کے لیے لڑوں گا۔

---

[1] (الف) میں السراج سین مہملہ سے ہے جس کی اس مقام سے کوئی مناسبت معلوم نہیں ہوتی۔ (احمد محمودی)

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ابو عبیدہ نے بیان کیا کہ جو عورت ضرار کے لیے سینہ سپر ہو گئی تھی اس کا نام ام جمیل تھا اور بعض کہتے ہیں ام غیلان تھا اور کہا ممکن ہے کہ ام جمیل کے ساتھ ام غیلان بھی کھڑی ہو گئی ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ ام غیلان کے ساتھ اور لوگ بھی اس کے لیے سینہ سپر ہوئے ہوں اور ان میں ام جمیل بھی ہو۔

پھر جب عمر بن الخطاب (خلافت پر) فائز ہوئے تو آپ کے پاس ام جمیل آئی اور وہ یہ سمجھ رہی تھی کہ آپ اس (ضرار) کے بھائی ہیں۔ پھر جب اس نے آپ کو نسب بتایا تو آپ کو وہ واقعہ یاد آگیا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ مجھے اس سے اسلامی بھائی چارے کے سوا اور کوئی رشتہ اس کے بھائی ہونے کا نہیں ہے اور وہ غازی ہے۔ (پھر اس سے مخاطب ہو کر فرمایا) تیرا احسان جو اس پر ہے (یعنی ضرار بن الخطاب پر) میں اس کو جانتا ہوں۔ پھر آپ نے اسے اس لحاظ سے کچھ عنایت فرمایا کہ وہ مسافرہ تھی۔

ابن ہشام نے کہا، ضرار، عمر بن الخطاب سے (جنگ) احد کے روز ملے تھے۔ تو وہ آپ کو نیزے کے عرض سے مارنے لگے، اور کہا: اے ابن الخطاب! بچو میں تمہیں قتل نہیں کروں گا۔ غرض عمر ان کے اسلام کے بعد انہیں پہچانتے تھے۔

ابو طالب اور خدیجہ کی وفات اور اس کے قبل و بعد کے واقعات

ابن اسحٰق نے کہا کہ جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے گھر آ کر ستاتے تھے وہ ابولہب۔ الحکم بن ابی العاص بن امیہ۔ عقبہ بن ابی معیط۔ عدی بن حمراء الثقفی اور ابن الاصداء الہذلی تھے اور یہ آپ کے پڑوسی تھے۔ ان میں سے حکم بن ابی العاص کے سوا اور کسی نے اسلام اختیار نہیں کیا۔ مجھے خبر پہنچی ہے کہ ان میں کے بعض تو آپ کے نماز پڑھتے وقت آپ پر بکری کا بچہ دان ڈال دیتے اور بعض آپ کے پکانے کے برتن جب پکانے کے لیے رکھے جاتے تو اس میں ڈال دیتے حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک محفوظ مقام اختیار فرما لیا تھا کہ جب نماز

ادا فرماتے تو اس مقام پر ان لوگوں سے پوشیدہ ہوجاتے اور جب اس قسم کی گندگی وہ لوگ آپ پر ڈالتے تو آپ اس کو ایک لکڑی پر سے کر نکلتے اور اس کو لے کر اپنے دروازے پر کھڑے ہوتے اور فرماتے ۔

اَیْ عَبْدَ مَنَافٍ اَیُّ جِوَارٍ هٰذَا

اے عبد مناف یہ کیسی ہمسائگی ہے ۔

(یعنی کیا پڑوسی کا یہی حق ادا کیا جارہا ہے) پھر اسے راستے پر ڈال دیتے جیسا کہ مجھ سے عمر بن عبداللہ بن عروۃ نے عروۃ بن الزبیر سے روایت کی ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر خدیجہ بنت خویلد اور ابو طالب دونوں کا ایک ہی سال میں انتقال ہوگیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خدیجہ کے انتقال کے سبب سے جو آپ کے لیئے تبلیغ اسلام میں سچی مددگار تھیں اور آپ کے چچا ابو طالب کے انتقال کے سبب سے جو آپ کے لیے آپ کے کاموں میں قوت بازو اور نگران کار اور آپ کی قوم کے مقابلے میں محافظ اور مددگار تھے پے در پے مصیبتیں آنے لگیں ۔ اور یہ واقعات مدینہ کی جانب آپ کے ہجرت کرنے سے تین سال پہلے کے ہیں ۔ جب ابو طالب کا انتقال ہوا تو قریش کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینے کے ایسے موقعے حاصل ہوگئے کہ ابو طالب کی زندگی میں ان کی وہ امید بھی نہ کر سکتے تھے حتیٰ کہ قریش کے بے وقوفوں میں سے ایک بیوقوف آپ کے راستے میں آڑے آیا اور آپ کے سر پر مٹی ڈال دی ۔ ۲۷

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ہشام بن عروہ نے اپنے والد عروہ ابن الزبیر سے روایت کی ۔ انھوں نے کہا کہ جب اس بے وقوف نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر وہ مٹی ڈالی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی حالت میں کہ مٹی آپ کے سر پر تھی بیت الشرف میں

لہ ۔ (الف) میں نہیں ہے ۔ (احمد محمودی)

تشریف لائے تو صاحبزادیوں میں سے ایک صاحبزادی اٹھیں اور آپ (کے سر پر) کی مٹی دھونے لگیں اور روتی جاتی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرماتے جاتے تھے

لَا تَبْكِي يَا بُنَيَّةُ فَإِنَّ اللّٰهَ مَانِعٌ أَبَاكِ

اے میری پیاری بیٹی نہ رو۔ اللہ تیرے باپ کا محافظ ہے۔
اور اسی اثناء میں یہ بھی فرماتے جاتے :-

مَا نَالَتْ مِنِّي قُرَيْشٌ شَيْئًا أَكْرَهُهُ حَتّٰى مَاتَ أَبُو طَالِب

ابو طالب کے مرنے تک قریش میرے ساتھ ایسا کوئی برتاؤ نہ کر سکے جو مجھے ناپسند ہوا ہو۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب ابو طالب بیمار ہوئے اور ان کی بیماری کی خبر قریش کو ہوئی تو ان کے بعضوں نے بعضوں سے کہا کہ حمزہ اور عمر دونوں نے اسلام اختیار کر لیا ہے اور قریش کے تمام قبیلوں میں محمد کی تبلیغ پھیل چکی ہے۔ ہم کو چاہئے کہ ہم ابو طالب کے پاس جائیں کہ وہ اپنے بھتیجے سے ہمارے متعلق (کوئی عہد) لیں اور ہم سے (کچھ معاہدہ) لے کر اسے دیں کیونکہ ہمیں اس بات کا خوف ہے کہ یہ لوگ ہم سے ہماری امارت چھین لیں گے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عباس بن عبد اللہ بن معبد بن عباس نے اور انھوں نے اپنے بعض خاندان والوں سے اور انھوں نے ابن عباس سے روایت بیان کی۔ انھوں نے کہا کہ لوگ ابو طالب کے پاس گئے اور ان سے گفتگو کی۔ ان میں قوم کے سر برآوردہ عتبہ بن ربیعہ۔ شیبہ بن ربیعہ۔ ابو جہل بن ہشام۔ امیہ بن خلف اور ابو سفیان بن حرب اور ان کے علاوہ قوم کے اور سر برآوردہ افراد تھے۔ ان لوگوں نے کہا اے ابو طالب آپ سے ہمارے ایسے تعلقات ہیں جن کو آپ خوب جانتے ہیں اور

اب آپ کے پاس وہ چیز آچکی ہے جس کو آپ دیکھ رہے ہیں اور ہمیں آپ کے متعلق (آپ کے مرجانے کا) خوف ہے۔ آپ کے بھتیجے اور ہمارے درمیان جیسے تعلقات ہیں اس سے بھی آپ واقف ہیں اس لیے انھیں بلائیے اور ان کے لیے ہم سے (عہد) لیجئے اور ہمارے لیے ان سے (عہد) لیجئے کہ وہ ہم (پر دست درازی) سے دست کش رہیں اور ہم ان (پر دست درازی) سے دست کش رہیں اور وہ ہمیں ہمارے دین پر چھوڑ دیں اور ہم انھیں ان کے دین پر چھوڑ دیں۔ تو ابو طالب نے آپ کو بلوایا اور آپ ان کے پاس آئے تو کہا اے میرے بھائی کے بیٹے یہ لوگ تمھاری قوم کے سربراور دہ ہیں اور تمھارے لیے جمع ہوئے ہیں کہ کچھ تم سے (عہد) لیں اور کچھ تمہیں دیں۔ راوی نے کہا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

نَعَمْ كَلِمَةٌ وَاحِدَةٌ تُعْطُونِيهَا تَمْلِكُونَ بِهَا الْعَرَبَ وَتَدِينُ لَكُمْ بِهَا الْعَجَمُ

اچھا ایک بات (کا) تم مجھے (قول) دو جس کے عوض تم عرب کے مالک ہو جاؤ گے اور اس کے سبب سے عجم بھی تمھاری اطاعت کرنے لگیں گے۔

راوی نے کہا۔ تو ابو جہل نے کہا بہت اچھا تمھارے باپ کی قسم! (ایک نہیں) دس باتیں فرمایا:

تَقُولُونَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَتَخْلَعُونَ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ

(تو اقرار کرو کہ) تم اللہ کے سوا کسی کو معبود نہیں کہو گے اور اس کے سوا جس کی (بھی) تم پوجا کرتے ہو اس کو چھوڑ دو گے۔

راوی نے کہا۔ تو وہ تالیاں بجانے لگے۔ پھر اس کے بعد کہا اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا تم یہ چاہتے ہو کہ سب معبودوں کو ایک معبود بنا دو۔ تمھاری بات تو عجیب ہے۔

راوی نے کہا کہ پھر انھوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ واللہ ان باتوں میں سے جن کو تم چاہتے ہو کسی بات پر بھی یہ شخص تمھیں قول دینے والا نہیں۔ پس چلو اور اپنے بزرگوں کے دین پر چلتے رہو یہاں تک کہ اللہ تم میں اور اس میں کوئی فیصلہ کر دے۔

راوی نے کہا کہ پھر وہ لوگ اِدھر اُدھر چلے گئے اور پھر ابو طالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا بابا! واللہ! تم نے ان سے کوئی بعید (از عقل) بات کا سوال نہیں کیا۔ راوی نے کہا کہ جب ابو طالب نے یہ بات کہی تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خود ان کے متعلق امید ہو گئی راوی نے کہا۔ تو آپ ان سے کہنے لگے :۔

أَيْ عَمِّ فَأَنْتَ فَقُلْهَا أَسْتَحِلَّ لَكَ بِهَا الشَّفَاعَةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

چچا جان! تو آپ وہی بات کہہ دیجئے تاکہ اس کے سبب سے قیامت کے روز میری سفارش آپ کے لیے جائز ہو جائے۔

راوی نے کہا کہ جب انھوں نے اپنے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش دیکھی تو کہا۔ بابا اگر میرے بعد تم پر اور تمھارے بھائیوں پر طعنہ زنی کا خوف نہ ہوتا اور قریش کی اس بدگمانی کا خوف نہ ہوتا کہ میں نے یہ الفاظ موت کی سختی پر صبر نہ کر کے کہہ لیے ہیں تو ضرور کہتا اور یہ الفاظ بھی تم سے اس لیے کہہ رہا ہوں کہ ان سے تم کو خوش کر دوں۔

راوی نے کہا کہ جب موت ابو طالب کے قریب ہو گئی تو راوی نے کہا کہ ان کے ہونٹوں کو عباس نے دیکھا کہ ہل رہے ہیں۔ راوی نے کہا۔ تو عباس نے ان کی جانب اپنا کان لگا دیا۔ راوی نے کہا کہ اس کے بعد

عباس نے کہا۔ اے میرے بھائی کے بیٹے! واللہ بے شبہ میرے بھائی نے وہ کلمہ کہا جس کے کہنے کا آپ نے انھیں حکم دیا تھا۔
راوی نے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَمْ أَسْمَعْ

میں نے نہیں سنا۔
راوی نے کہا کہ اللہ عزوجل نے اس جماعت کے بارے میں جو آپ کے پاس جمع ہوئی تھی اور آپ نے انھیں جو کچھ کہا تھا اور انھوں نے آپ کو جو جواب دیا تھا اس کے متعلق یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ ۲۸

صٓ وَالْقُرْآنِ ذِي الذِّكْرِ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي عِزَّةٍ وَشِقَاقٍ

إِلَى قَوْلِهِ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْآخِرَةِ۔

صٓ۔ نصیحت والے قرآن کی قسم! (کہ اس کی نصیحت میں کوئی نقصان نہیں ہے) بلکہ کافر تکبر و مخالفت میں (ڈوبے ہوئے) ہیں ـــ سے ـــ یہ بات تو ہم نے آخری ملت میں نہیں سنی ـــ تک
اس سے ان کی مراد نصرانیت ہے کیونکہ وہ تو کہا کرتے تھے (تین خدا ہیں) اور اللہ تین میں کا تیسرا ہے۔

إِنْ هٰذَا إِلَّا اخْتِلَاقٌ

یہ تو صرف اپنی جانب سے نکالی ہوئی بات ہے (ایجاد بندہ ہے)
اس کے بعد ابو طالب کا انتقال ہو گیا۔

بنی ثقیف سے امداد حاصل کرنے کیلیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمدورفت

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب ابو طالب کا انتقال ہوگیا تو قریش کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی کا موقع مل گیا جو آپ کے چچا ابو طالب کے زمانے میں انھیں حاصل نہ تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف کی جانب تشریف لے گئے کہ بنی ثقیف سے مدد حاصل کریں اور اپنی قوم کے خلاف ان کی محافظت میں رہیں اور اس امید پر تشریف لے گئے کہ اللہ کے پاس سے جو بات آپ ان کے پاس لائے ہیں شاید وہ اس کو قبول کرلیں اور آپ ان کے پاس تنہا تشریف لے گئے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یزید بن زیاد نے محمد بن کعب القرظی سے روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف پہنچے تو بنی ثقیف کے ان لوگوں کے پاس آپ تشریف لے گئے جو ان دنوں بنی ثقیف کے سردار اور ان میں سربرآوردہ تھے اور وہ تین بھائی تھے۔ عبد یالیل بن عمرو بن عمیر۔ مسعود بن عمرو بن عمیر اور حبیب بن عمرو بن عمیر بن عوف بن عقدہ بن غیرہ بن عوف بن ثقیف اور ان میں سے ایک کی زوجیت میں قریش کی شاخ بنی جمح کی ایک عورت تھی ان کے پاس جاکر آپ تشریف فرما ہوئے اور انھیں اللہ کی جانب دعوت دی اور ان سے اس امر میں گفتگو کی جس کے لیے آپ ان کے پاس تشریف لے گیے تھے کہ اسلام کی اشاعت میں آپ کی امداد کریں اور آپ کی قوم کے ان لوگوں کے مقابلے میں آپ کا ساتھ دیں تو ان میں سے ایک نے کہا۔ کہ وہ کعبۃ اللہ کا غلاف ٹکڑے ٹکڑے کردے گا اگر اللہ نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اور دوسرے نے کہا کہ

رسول بنا کر بھیجنے کے لیے کیا اللہ کو تمھارے سوا کوئی اور نہ ملا۔ اور تیسرے نے کہا کہ واللہ! میں تجھ سے کبھی گفتگو نہ کروں گا۔ اگر جیسا کہ تو کہتا ہے حقیقت میں تو اللہ کی طرف سے رسول ہے تو تو اس لحاظ سے بڑا خطرناک شخص ہے کہ تجھ سے بات کرنے اور تیرا جواب دینے میں خطرہ ہے اور اگر تو اللہ پر افترا کر رہا ہے تو بھی مجھے لازم ہے کہ تجھ سے بات نہ کروں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور بنی ثقیف کی بھلائی سے مایوس ہو گئے اور مجھ سے اس بات کا ذکر کیا گیا ہے کہ آپ نے ان سے فرمایا:۔

إِذْ فَعَلْتُمْ مَا فَعَلْتُمْ فَاكْتُمُوا عَنِّيْ

جب کہ تم نے (ایسا جواب ادا کیا) جو کیا (جو تمھیں زیبا نہ تھا تو خیر) مجھ سے (جو کچھ سنا ہے اس کو) راز میں رکھو۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ناپسند فرمائی کہ آپ کے متعلق آپ کی قوم کو ایسی خبریں پہنچیں کہ وہ خبریں ان لوگوں میں آپ سے نفرت و برگشتگی پیدا کر دیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ یذئرھم کے معنی یحرشھم ہیں یعنی منفرد و برگشتہ کر دے۔ عبید بن الابرص نے یہ شعر کہا ہے:۔[1]

وَلَقَدْ أَتَانِيْ عَنْ تَمِيْمٍ أَنَّهُمْ ذَئِرُوْا لِقَتْلَى عَامِرٍ وَتَعَصَّبُوْا[2]

مجھے بنی تمیم کے متعلق یہ خبر ملی ہے کہ وہ بنی عامر کے

---

[1] (الف) میں خط کشیدہ عبارت نہیں ہے۔ حالانکہ ہونا چاہیے تھی کیونکہ عبید کا جو شعر آگے آ رہا ہے وہ (الف) میں موجود ہے جو یذئرھم کے معنی کی سند ہے۔ (احمد محمودی)

[2] (الف) میں تعصبوا کے بجائے تصعصوا لکھا ہے یعنی انھوں نے اس معاملے کو ایک بھاری بوجھ سمجھا ہے۔ (احمد محمودی)

مقتولوں کے سبب سے متنفر و برگشتہ ہوگئے ہیں اور ان میں جماعت بندی ہو گئی ہے۔

پس ان تینوں نے اس گفتگو کو راز میں نہیں رکھا بلکہ انھوں نے اس گفتگو کے ذریعے سے اپنے یہاں کے شہدوں اور غلاموں کو (ایسا) ابھارا کہ وہ آپ کو گالیاں دینے اور آپ کے ساتھ ہوکر شور مچانے لگے حتیٰ کہ لوگ آپ کے پاس جمع ہوگئے اور عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ کے باغ میں اس وقت جانے پر آپ مجبور ہو گئے جبکہ وہ دونوں اس میں موجود تھے اور بنی ثقیف کے شہدے جو آپ کے ساتھ ہو گئے تھے واپس ہو گئے تو آپ نے ایک انگور کے منڈوے کے سایہ کی جانب قصد فرمایا اور سایہ میں بیٹھ گئے اور ربیعہ کے دونوں لڑکے آپ کو دیکھ رہے تھے اور آپ کے ساتھ طائف کے شہدوں کے برتاؤ کو بھی دیکھ رہے تھے۔ مجھے یہ بھی خبر پہنچی ہے کہ آپ کو (وہاں) بنی جمح میں کی ایک عورت ملی تو آپ نے اس سے فرمایا:۔

مَاذَا لَقِينَا مِنْ أَحْمَائِكِ

تو نے دیکھا کہ) ہمیں تیری سسرال سے کیا ملا (کیسی آفت انھوں نے ہم پر ڈھائی) مجھ سے یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اطمینان سے تشریف فرما ہوئے تو آپ نے فرمایا:۔

اَللّٰهُمَّ إِلَيْكَ أَشْكُو ضَعْفَ قُوَّتِي وَقِلَّةَ حِيلَتِي وَهَوَانِي عَلَى النَّاسِ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ أَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعَفِينَ وَأَنْتَ رَبِّي إِلَى مَنْ تَكِلُنِي إِلَى بَعِيدٍ يَتَجَهَّمُنِي أَمْ إِلَى عَدُوٍّ مَلَّكْتَهُ أَمْرِي إِنْ لَمْ يَكُنْ بِكَ عَلَيَّ غَضَبٌ فَلَا أُبَالِي وَلٰكِنْ عَافِيَتُكَ هِيَ أَوْسَعُ لِي

أَعُوذُ بِنُورِ وَجْهِكَ الَّذِي أَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمَاتُ وَصَلَحَ عَلَيْهِ أَمْرُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ مِنْ أَنْ تُنْزِلَ بِي غَضَبَكَ أَوْ تُحِلَّ عَلَيَّ سَخَطَكَ لَكَ الْعُتْبَى حَتَّى تَرْضَى وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ

یا اللہ! میں اپنی کمزوری۔ بے تدبیری اور لوگوں میں اپنی ذلت کی شکایت تجھی سے کرتا ہوں۔ اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے تو کمزوروں کو ترقی پر پہنچانے والا ہے اور تو میری بھی پرورش کرنے والا ہے تو مجھے کس کے حوالے کر رہا ہے!! (کیا) ایسے دور والے کے جو میرے ساتھ ترش روئی سے پیش آتا ہے یا ایسے دشمن کے جس کو میرے معاملے کا مالک بنا دیا ہے۔ اگر مجھ پر تیرا غصہ نہیں ہے تو پھر میں کوئی پروا نہیں کرتا مگر تیرا احسان میرے لیے بہت وسیع ہے۔ میں تیرے چہرے کے اس نور کی پناہ لیتا ہوں جس سے دنیا و آخرت کا معاملہ درست ہو گیا۔ اس بات سے کہ مجھ پر تیرا غضب نازل ہو یا مجھ پر تیری خفگی ہو (مجھے) تیری ہی رضامندی کی طلب ہے حتیٰ کہ تو راضی ہو جائے اور تیرے سوا کسی میں نہ کوئی ضرر دور کرنے کی قوت ہے اور نہ نفع حاصل کرنے کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عداس نصرانی کا واقعہ

کہا کہ جب ربیعہ کے دونوں بیٹوں عتبہ اور شیبہ نے آپ کو اور

آپ کے ساتھ جو سلوک ہو رہا تھا اس کو دیکھا تو ان میں رحم کا جذبہ حرکت میں آیا اور انھوں نے اپنے ایک نصرانی چھوکرے کو بلایا جس کا نام عداس تھا اور اس سے ان دونوں نے کہا۔ اس انگور کا ایک خوشہ لے اور اس کو اس تھالی میں رکھ اور اسے لے کر اس شخص کے پاس جا اور اس سے کہہ کہ اس میں سے کھائیے۔ تو عداس نے ویسا ہی کیا اور وہ اسے لے کر آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا۔ پھر آپ سے کہا کہ کھائیے۔ جب رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے اس میں ہاتھ ڈالا تو فرمایا۔ بسم اللہ۔ پھر تناول فرمایا۔ تو عداس آپ کی صورت دیکھنے لگا اور کہا واللہ یہ بات تو ایسی ہے کہ یہاں کی بستیوں کے لوگ نہیں کہا کرتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا۔

وَمِنْ أَهْلِ أَيِّ الْبِلَادِ أَنْتَ يَا عَدَّاسُ وَمَا دِينُكَ

اے عداس! تو بستیوں میں سے کس بستی کا ہے اور تیرا دین کیا ہے۔

اس نے کہا کہ میں نصرانی نینوی کا باشندہ ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا۔

امِنْ قَرْيَةِ الرَّجُلِ الصَّالِحِ يُونُسَ بْنِ مَتَّى

کیا اس نیک شخص کی بستی کا جس کا نام یونس بن متی تھا

تو عداس نے آپ سے کہا تمھیں کیا خبر کہ یونس بن متی کون تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ذَاكَ أَخِي كَانَ نَبِيًّا وَأَنَا نَبِيٌّ

وہ میرے بھائی نبی تھے اور میں بھی نبی ہوں۔

پس عداس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھک پڑا اور آپ کا سر

ہاتھ اور پیر چومنے لگا۔

راوی نے کہا کہ ربیعہ کے دونوں بیٹے ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ تمھارے چھوکرے کو اس نے بگاڑ دیا۔ پھر جب وہ ان دونوں کے پاس آیا تو ان دونوں نے اس سے کہا ارے کمبخت عداس! تجھے کیا ہو گیا کہ اس شخص کا سر۔ ہاتھ اور پیر چومنے لگا۔ اس نے کہا اے میرے سردار! زمین پر کوئی چیز ان سے بہتر نہیں ہے۔ انھوں نے مجھے ایسی بات بتلائی جسے نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ان دونوں نے کہا ارے کمبخت عداس! کہیں وہ تجھے تیرے دین سے برگشتہ نہ کر دے۔ تیرا دین تو اس کے دین سے بہتر ہے۔

حالات جن اور اللہ عزوجل کے قول "وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِنَ الْجِنِّ" کا نزول

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بنی ثقیف کی بھلائی سے ناامید ہو گئے تو طائف سے مکہ تشریف لائے یہاں تک کہ جب آپ مقام نخلہ میں تھے اور رات میں آپ نماز پڑھنے لگے تو آپ کے پاس سے جنوں کی وہ جماعت گزری جس کا ذکر اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا ہے مجھے ان کے متعلق جو خبر ملی ہے اس کے لحاظ سے وہ سات جن نصیبین کے رہنے والے تھے۔ وہ آپ کی تلاوت سنتے رہے اور جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو وہ جن اپنی قوم کی طرف واپس ہوئے تو اپنی قوم کو ڈرایا اور خود انھوں نے ایمان اختیار کیا اور جو کچھ سنا تھا اس کو قبول کیا تو اللہ تعالی نے ان کی خبر آپ کو دی اور فرمایا:۔

وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ الی قوله تعالی

وَيُجِرْكُم مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ

(اے نبی) اس وقت کو یاد کر جبکہ ہم نے تیری جانب جنوں کی ایک جماعت کو مائل کر دیا کہ وہ قرآن سن رہے تھے۔ سے اس کے قول۔ اور وہ تمھیں دردناک عذاب سے پناہ دیگا۔ تک۔

پھر فرمایا:۔

قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِنَ الْجِنِّ الی آخر القصة من خبرهم فی هذه السورة

(اے نبی) کہہ کہ میری جانب وحی آئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن سنا۔ قصہ کے آخر تک جو اس سورۃ میں ان کے متعلق خبر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے آپکو قبیلے والوں پر پیش کرنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ تشریف لائے اس حال میں کہ آپ کی قوم کی حالت آپ کے خلاف اور آپ کے دین سے علیحدگی میں پہلے سے بھی زیادہ سخت ہو گئی تھی بجز چند کمزور لوگوں کے جو آپ پر ایمان لائے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی کوئی مجمع حج وغیرہ کا ہوتا تو اپنے آپ کو قبیلے والوں کے آگے

پیش فرماتے ۔ انھیں اللہ کی جانب آنے کی دعوت دیتے اور انھیں آگاہ کرتے کہ آپ (اللہ کی جانب سے) بھیجے ہوئے نبی ہیں اور ان سے اپنی تصدیق اور اپنی حفاظت کا مطالبہ فرماتے تاکہ آپ اللہ تعالیٰ کے احکام صاف صاف ان سے بیان کریں جس کے لیے اس نے آپ کو مبعوث فرمایا تھا۔

۳۲

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ہمارے بعض ایسے دوستوں نے جن کو میں جھوٹا نہیں سمجھتا، زید بن اسلم سے، اور انھوں نے ربیعہ بن عباد الدؤلی سے، بیان کیا اور اس شخص نے بیان کیا جس سے ابو زناد نے انھیں (ربیعہ) سے روایت کی، [1]

ابن ہشام نے کہا کہ ربیعہ عباد کا بیٹا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور مجھ سے حسین بن عبد اللہ بن عبید اللہ بن عباس نے بیان کیا۔ انھوں نے کہا کہ میں نے ربیعہ بن عباد سے سنا جن سے میرے والد بیان کر رہے تھے۔ انھوں نے کہا کہ میں نوجوان تھا اور اپنے والد کے ساتھ منیٰ میں تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے قبیلوں کی منزلوں میں ٹھیرتے ہوئے فرما رہے تھے: —

يَا بَنِي فُلَانٍ إِنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَيْكُمْ، يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَعْبُدُوا اللهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَأَنْ تَخْلَعُوا مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللهِ مِنْ هٰذِهِ الْأَنْدَادِ، وَأَنْ تُؤْمِنُوا بِي وَتُصَدِّقُوا بِي وَتَمْنَعُونِي حَتّٰى أُبَيِّنَ عَنِ اللهِ مَا بَعَثَنِي بِهِ

[1] (الف) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں ۔ (احمد محمودی)

اے فلاں قبیلے والو! میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں جو تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور اللہ کے سوا اس کے مقابل ٹھیرائی ہوئی ان مخالف ہستیوں کو جن کی تم پرستش کرتے ہو ان کے لیے ٹھیرائے ہوئے عہدوں سے معزول کردو اور مجھ پر ایمان لاؤ اور مجھے سچا جانو اور میری حفاظت کرو کہ اللہ نے جو چیزیں دیکر مجھے بھیجا ہے میں اسے صاف صاف بیان کروں

راوی نے کہا اور آپ کے پیچھے ایک ڈھیرا سرخ و سپید شخص تھا جس کے دو چوٹیاں تھیں اور عدنی چادریں زیب بدن۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی باتیں اور تبلیغ ختم فرماتے تو وہ کہنے لگتا۔ اے فلاں قبیلے والو! یہ شخص اس امر کی جانب تمھیں دعوت دیتا ہے کہ تم اپنی گردنوں سے لات وعزیٰ (کے جوے) کو نکال پھینکو اور بنی مالک بن اقیش کے جن، جو تمھارے حلیف ہیں ان سے الگ ہو جاؤ اور جو بدعت وگمراہی یہ شخص لایا ہے اس کی طرف مائل ہو جاؤ۔ پس تم اس کی اطاعت نہ کرو اور اس کی (کوئی) بات نہ سنو۔

راوی نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے کہا بابا جان! یہ کون ہے جو اس شخص کے پیچھے پیچھے چلا جارہا ہے اور وہ جو کچھ کہتا ہے یہ اس کا رد کرتا جاتا ہے۔ میرے والد نے کہا یہ اس شخص کا چچا ابو لہب عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ نابغہ نے یہ شعر کہا ہے:۔

كَأَنَّكَ مِنْ جِمَالِ بَنِي أُقَيْشٍ يُقَعْقَعُ خَلْفَ رِجْلَيْهِ بِشَنٍّ

گویا کہ تو بنی اقیش کے اونٹوں میں کا ایک اونٹ ہے جس کے پاؤوں کے پیچھے مشک کھڑکھڑاتی رہتی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ہم سے ابن شہاب الزہری نے بیان کیا کہ آپ بنی کندہ کی قیام گاہوں میں بھی تشریف لے گئے جن میں ان کا سردار ملیح تھا اور انھیں اللہ کی طرف دعوت دی اور ان پر اپنے آپ کو پیش فرمایا تو انھوں نے بھی انکار کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن حصین نے بیان کیا کہ بنی کلب کی ایک شاخ کے منازل میں بھی تشریف لے گئے جو بنی عبداللہ کہلاتی تھی اور اللہ کی طرف آنے کی دعوت دی اور اپنی حفاظت کا مسئلہ ان کے سامنے بھی پیش فرمایا یہاں تک کہ آپ ان سے فرماتے تھے۔

يَا بَنِي عَبْدِ اللهِ إِنَّ اللهَ قَدْ أَحْسَنَ اسْمَ أَبِيكُمْ

اے بنی عبداللہ! اللہ نے تمہارے باپ کو اچھا نام دیا ہے۔

انھوں نے بھی آپ کی پیش کی ہوئی دعوت کو قبول نہیں کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ہمارے بعض دوستوں نے عبداللہ بن کعب بن مالک سے سنی ہوئی بات بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی حنیفہ کی قیام گاہوں میں بھی تشریف لے گئے اور انھیں بھی اللہ کی جانب مدعو کیا اور اپنے آپ کو پیش فرمایا تو آپ کی دعوت کا جو جواب انھوں نے دیا عربوں میں سے کوئی بھی ان سے زیادہ برا جواب دینے والا نہ نکلا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے زہری نے بیان کیا کہ آپ بنی عامر بن صعصعہ کے پاس بھی تشریف لے گئے اور اپنی حفاظت کا مسئلہ ان کے سامنے بھی پیش فرمایا تو ان میں سے ایک شخص نے جو بیحرۃ بن فراس کہلاتا تھا

ابن ہشام نے کہا کہ فراس بن عبداللہ بن سلمۃ الخیر بن قشیر بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ نے کہا واللہ اگر میں اس قریشی جوان کو لے لوں تو اس کے ذریعے تمام عرب کو کھا لوں[1] یا فنا کر دوں یا مطیع کر لوں۔ پھر

[1] (الف) میں لاکلت کے بجائے لا کلت مدکیساتھ لکھا ہے جو غلط معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمود ق)

اس نے آپ سے کہا اچھا یہ بتاؤ کہ اگر تمھارے پیش کیے ہوے دعوے پر تم سے ہم نے بیعت کر لی اور پھر اللہ نے تمھیں ان لوگوں پر غلبہ دیدیا جنھوں نے تمھاری مخالفت کی ہے تو کیا تمھارے بعد حکومت ہمیں ملے گی آپ نے فرمایا :۔

اَلْأَمْرُ إِلَى اللّٰهِ يَضَعُهُ حَيْثُ يَشَاءُ

حکومت اللہ کے اختیار میں ہے وہ جس کو چاہے دے۔

راوی نے کہا تو اس نے کہا کیا ہم تمھاری حفاظت کے لیے اپنے گلوں کو عرب کے تیروں کا نشانہ بنا دیں اور پھر جب اللہ تمھیں فتح نصیب کرے تو حکومت ہم کو ملنے کے بجائے اغیار کو ملے۔ ہمیں تمھاری حکومت کی ضرورت نہیں۔ پس انھوں نے بھی انکار کیا اور جب لوگ (حج کے مجمع) سے واپس ہوئے تو بنی عامر بھی لوٹ گئے اور اپنے ایک بوڑھے کے پاس گئے جس نے بڑی عمر پائی تھی حتیٰ کہ حجوں کے اجتماع کے موقعوں پر بھی وہ ان لوگوں کے ساتھ نہ جا سکتا تھا اور یہ لوگ جب لوٹ کر اس کے پاس جاتے (تو) جو کچھ حج کے موقع پر حادثے ہوتے اس سے بیان کرتے۔

اس سال جب وہ اس کے پاس گئے تو اس نے ان سے اس حج کے واقعات دریافت کیے تو ان لوگوں نے کہا کہ ہمارے پاس ایک قرشی جوان جو بنی عبدالمطلب میں کا تھا آیا اس کا دعویٰ تھا کہ وہ نبی ہے۔ وہ ہمیں اس بات کی دعوت دیرہا تھا کہ ہم اس کو اس کے دشمنوں سے بچائیں اور اس کی حفاظت کریں اور اس کو ہم اپنی بستی میں لے آئیں۔ ۴۲
راوی نے کہا پھر تو اس بوڑھے نے اپنے ہاتھ اپنے سر پر رکھ لیے اور کہا اے بنی عامر کیا اس (تمھاری کوتاہی) کی کوئی تلافی ممکن ہے۔ کیا اس کے انجام کا کوئی مطلب ہے۔ یعنی کیا تم نے اس کے متعلق کچھ غور کیا ہے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ

میں فلاں شخص کی جان ہے۔ ابتک ایسا دعوئی بنی اسمعیل میں سے کسی نے نہیں کیا ہے ۔بے شبہہ وہ سچا ہے ۔تمہاری عقل کہاں چلی گئی تھی۔

سوید بن الصامت کا حال

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت یہی رہی کہ موسم حج وغیرہ میں جہاں کہیں کوئی مجمع آپ کو نظر آتا اس کے پاس تشریف لے جاتے اور قبائل کو اللہ اور اسلام کی جانب دعوت دیتے اور اپنی ذات کو اور جو ہدایت و رحمت اللہ کے پاس سے آپ کے پاس آئی تھی (یعنی قرآن) ظاہر فرماتے ۔عرب سے مکہ آنے والوں میں سے جس کی خبر آپ کو مل جاتی کہ فلاں نامور ہے یا فلاں سربرآوردہ ہے آپ اس کی طرف متوجہ ہو جاتے اور اس کو اللہ کی طرف بلاتے اور اپنے اصول اس کے سامنے بیان فرماتے ۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ہم سے عاصم بن عمر بن قتادۃ الانصاری الظفری نے اپنی قوم کے (بڑے) بوڑھوں سے روایت کی ۔انھوں نے کہا کہ سوید ابن الصامت بنی عمرو بن عوف والا حج وعمرہ کے لیے مکہ آیا اور سوید کو اس کی قوم نے اپنے یہاں کامل کا نام دے رکھا تھا جس کا سبب اس کی قوت جسمانی ۔اس کی شاعری ۔اس کا سربرآوردہ ہوتا اور اس کا ذی نسب ہونا تھا ۔اسی نے یہ شعر کہے ہیں۔

أَلَارُبَّ مَنْ تَدْعُو صَدِيقًا وَلَوْ تَرَى مَقَالَتَهُ بِالْغَيْبِ سَاءَكَ مَا يَفْرِي

ل ۔فلاں سے مراد یہاں خود وہ بوڑھا ہے جس کا نام نہ معلوم ہونے سے فلاں کہا گیا ہے (احمد محمودی)

ہاں بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو تو دوست
(دیکھ کے) پکارتا ہے لیکن کاش پیٹھ پیچھے کی اس کی باتوں کی تجھے
خبر ہوتی تو اس کا توڑ جوڑ تجھ کو برا لگتا۔

مَقَالَتُهُ كَالشَّهْدِ مَا كَانَ شَاهِدًا ۔۔۔ وَبِالْغَيْبِ مَأْثُورٌ عَلَى ثُغْرَةِ النَّحْرِ

جب وہ روبرو ہوتا ہے تو اس کی باتیں چربی کی طرح (نرم)
اور پیٹھ پیچھے دگدگی کے گڑھے کے لیے تلوار (باعث ہلاکت)

يَسُرُّكَ بَادِيهِ وَتَحْتَ أَدِيمِهِ ۔۔۔ نَمِيمَةُ غِشٍّ تَبْتَرِي عَقِبَ الظَّهْرِ ۳۵

اس کا ظاہر تجھ کو خوش کر دیتا ہے اور اس کی کھال کے
نیچے غیر مخلصانہ سرگوشی ہے جو پیٹھ کے پٹھے کاٹ دیتی ہے۔

تُبِينُ لَكَ الْعَيْنَانِ مَا هُوَ كَاتِمٌ ۔۔۔ مِنَ الْغِلِّ وَالْبَغْضَاءِ بِالنَّظَرِ الشَّزْرِ

بغض و کینہ جنہیں کن انکھیوں میں چھپائے رکھتا ہے۔
اسے اس کی آنکھیں خود تجھ پر ظاہر کر دیں گی۔

رَشِنِي بِخَيْرٍ طَالَمَا قَدْ بَرَيْتَنِي ۔۔۔ وَخَيْرُ الْمَوَالِي مَنْ يَرِيشُ وَلَا يَبْرِي

تو نے بڑا زمانہ میری مخالفت میں گزارا کچھ تو بھلائی سے
میری امداد کر کیونکہ دوستوں میں بہترین وہ شخص ہے جو امداد
واصلاح کرتا ہے اور کاٹ میں نہیں رہتا۔

اور اسی نے ذیل کے اشعار بھی کہے ہیں (ان کا متعلقہ واقعہ یہ ہے
کہ) بنی سلیم میں کی شاخ بنی زِعب بن مالک کے ایک شخص سے ایک سوار تٹو
کے متعلق عرب کے کاہنوں میں سے ایک کاہنہ کے پاس اس نے فیصلۂ ثالثی
طلب کیا تو اس کاہنہ نے اس کے موافق فیصلہ کیا اور اس کے پاس سے
یہ اور وہ بنی سلیم کا شخص دونوں لوٹ کر آئے اور ان دونوں کے ساتھ کوئی

تیسرا شخص نہ تھا اور جب اس مقام پر پہنچے جہاں سے دونوں راستے الگ ہوتے تھے تو اس نے کہا اے بنی سلیم والے! میرے اونٹ مجھے دیدے۔ اس نے کہا میں تیرے پاس بھیج دوں گا۔ اس نے کہا جب تم میرے ہاتھ سے نکل جاؤ گے تو اس کو بھیجنے کی ضمانت کون کرتا ہے۔ اس نے کہا میں۔ اس نے کہا ایسا نہیں ہو سکتا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جب تک مجھے میرا مال نہ مل جائے تو میرے پاس سے جدا نہیں ہو سکتا پھر دونوں ایک دوسرے سے گتھ گئے تو اس نے اس کو زمین پر دے مارا اور رسی سے باندھ لیا اور اس کو لے کر بنی عمرو بن عوف کے احاطے میں گیا اور اس کے پاس ہی رہا یہاں تک کہ بنی سلیم نے اس کا حق اس کو ادا کر دیا۔ اسی کے متعلق اس نے یہ شعر کہے ہیں۔

لَا يَحْسَبَنِّيْ يَا ابْنَ زَغْبِ بْنِ مَالِكٍ[1] كَمَنْ كُنْتَ تُرْدِيْ بِالْغُيُوْبِ وَتَخْتِلُ

اے ابن زغب بن مالک! مجھے ان لوگوں کا سا نہ سمجھ جن کو تو مخالفت کر کے ہلاکت میں ڈالتا اور دھوکا دیتا رہا۔

۳۶ تَحَوَّلْتَ قِرْنًا إِذْ صُرِعْتُ بِعِزَّةٍ كَذٰلِكَ إِنَّ الْحَازِمَ الْمُتَحَوِّلُ

جب میں نے غلبہ حاصل کر کے پچھاڑا تو اپنے مقابل کو پیٹھ پر اٹھا لیا اور عقل مند ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے والے اسی طرح کیا کرتے ہیں۔

ضَرَبْتُ بِهِ إِبْطَ الشِّمَالِ فَلَمْ يَزَلْ عَلٰى كُلِّ حَالٍ خَدُّهُ هُوَ أَسْفَلُ

اس کو میں نے بائیں بغلی ماری تو اس کے بعد اس کا رخسار ہر حالت میں نیچا ہی رہا۔

---

[1] (الف) میں یا ابن بشیر الفہ کے لکھا ہے۔ (احمد محمودی)

بہت سے اشعار میں وہ اسی واقعے کا ذکر کیا کرتا ہے۔
پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس کے آنے کی خبر سنی تو اس کی طرف توجہ فرمائی اور اس کو اسلام اور اللہ کی جانب دعوت دی تو سوید نے آپ سے کہا۔ شاید آپ کے پاس کچھ ایسی ہی چیزیں ہیں جو میرے پاس بھی ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا:۔

وَمَا الَّذِی مَعَكَ۔

وہ کیا چیز ہے جو تیرے پاس ہے۔
تو اس نے کہا مجلہ لقمان یعنی حکمت لقمان تو رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا:۔

أَعْرِضْهَا عَلَيَّ

اسے میرے سامنے پیش کر
تو اس نے اسے آپ کے سامنے پیش کیا تو آپ نے فرمایا:۔

إِنَّ هٰذَا الْكَلَامَ حَسَنٌ وَالَّذِی مَعِیَ أَفْضَلُ مِنْ هٰذَا قُرْآنٌ أَنْزَلَهُ اللّٰهُ عَلَیَّ هُوَ هُدًی وَنُورٌ

بے شک یہ کلام تو اچھا ہے اور جو چیز میرے پاس ہے وہ اس سے (بھی) بہتر قرآن ہے جسے اللہ نے مجھ پر اتارا ہے وہ (سراپا) ہدایت و نور ہے۔
پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قرآن پڑھ کر سنایا اور اسے اسلام کی دعوت دی تو اس نے اس سے دوری اختیار نہیں کی اور کہا بے شک یہ کلام خوب ہے۔ پھر آپ کے پاس سے لوٹ کر اپنی قوم کے پاس مدینہ پہنچا اور چند روز نہیں رہا کہ اس کو بنی خزرج نے قتل کر دیا

اور اس کی قوم کے لوگ کہتے تھے کہ ہم تو اس کو اسلام کی حالت میں قتل ہوا سمجھتے ہیں اور اس کا قتل جنگ بعاث سے پہلے ہوا ہے۔

اسلام ایاس بن معاذ اور قصہ ابی الحیسر

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے حصین بن عبدالرحمٰن بن عمرو بن سعد بن معاذ نے محمود بن لبید سے روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ جب ابوالحیسر انس ابن رافع مکہ آیا اور اس کے ساتھ بنی عبدالاشہل کے چند نوجوان بھی تھے۔ انھیں میں ایاس بن معاذ بھی تھے۔ یہ لوگ اپنی قوم بنی خزرج کے خلاف قریش سے عہد و پیمان کرنے کے لیے آئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آمد کی خبر سنی تو ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان کے پاس بیٹھے اور ان سے فرمایا۔ ۴۷

هَلْ لَكُمْ فِي خَيْرٍ مِمَّا جِئْتُمْ لَهُ

جس بات کے لیے تم آئے ہو کیا اس سے بہتر کسی چیز کی تمھیں توفیق ہے۔

راوی نے کہا وہ کہنے لگے وہ کیا چیز ہے۔ فرمایا:۔

أَنَا رَسُولُ اللهِ بَعَثَنِي إِلَى الْعِبَادِ أَدْعُوهُمْ إِلَى أَنْ يَعْبُدُوا اللهَ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئاً وَأَنْزَلَ عَلَيَّ الْكِتَابَ۔

میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس نے مجھے بندوں کی جانب بھیجا ہے کہ اس امر کی جانب بلاؤں کہ وہ اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں اور اس نے مجھ پر

کتاب بھی اتاری ہے۔

راوی نے کہا کہ پھر آپ نے ان سے اسلام کا ذکر فرمایا اور انھیں قرآن پڑھکر سنایا۔ راوی نے کہا تو ایاس بن معاذ نے جو کم سن تھے کہا اے قوم! واللہ! یہ تو اس سے بہتر ہے جس کے لیے تم آئے ہو۔ راوی نے کہا کہ ابوالحیسر انس بن رافع نے یہ سن کر ندی کی مٹی دونوں ہاتھوں بھر کر ایاس بن معاذ کے منہ پر ماری اور کہا۔ ہمارے پاس سے نکل میں اپنی عمر کی قسم کھاتا ہوں کہ ہم اس کے سوا کسی اور چیز کے لیے آئے ہیں تو ایاس خاموش ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور وہ لوگ مدینہ کی جانب لوٹ گئے۔ اس کے بعد اوس و خزرج میں جنگ بعاث ہوئی۔ راوی نے کہا کہ اس کے بعد چند روز نہیں ہوئے کہ ایاس بن معاذ کا انتقال ہو گیا۔ محمود بن لبید نے کہا کہ یہ خبر مجھے ایسے شخص نے دی جو ان کی قوم میں سے تھا اور ان کے انتقال کے وقت موجود تھا کہ لوگ مسلسل ان سے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور سُبْحَانَ اللّٰهِ سنتے رہے حتیٰ کہ انتقال ہو گیا اور اس بات میں کچھ شبہہ نہ رکھتے تھے کہ ان کا انتقال اسلام پر ہوا۔ انھیں شعور اسلام اسی وقت سے پیدا ہو گیا تھا جب سے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مجلس میں جو کچھ آپ نے فرمایا سن لیا تھا۔

انصار میں اسلام کی ابتداء

ابن اسحٰق نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جب اپنے دین کو غالب کرنا اور اپنے نبی کو معزز بنانا اور اپنے نبی سے جو کچھ وعدے کیے تھے ان کو پورا کرنا چاہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس زمانہ حج میں نکلے جس میں آپ نے انصار کی ایک جماعت سے ملاقات کی اور عرب کے

قبیلوں پر خود کو پیش فرمایا جس طرح کہ حج کے ہر زمانے میں پیش فرمایا کرتے تھے تو اس اثناء میں کہ آپ عقبہ کے پاس تھے۔ بنی خزرج کی ایک جماعت سے آپ نے ملاقات کی جس کی بھلائی اللہ تعالیٰ کو منظور تھی مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے اپنی قوم کے (بڑے) بوڑھوں سے روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں سے ملے تو ان سے فرمایا:۔

۲۸

مَنْ اَنْتُمْ۔ تم کون ہو۔ انھوں نے کہا بنی خزرج میں کے لوگ ہیں فرمایا اَمِنْ مَوَالِیْ یَهُوْدَ۔ کیا یہودیوں کے دوست۔ انھوں نے کہا ہاں۔ فرمایا:۔

اَفَلَا تَجْلِسُوْنَ اُکَلِّمُکُمْ۔ کیا تم بیٹھو گے نہیں کہ میں تم سے کچھ گفتگو کروں انھوں نے کہا کیوں نہیں۔ (ہم ضرور بیٹھ کر آپ کی گفتگو سنیں گے) پھر وہ آپ کے ساتھ بیٹھ گئے تو آپ نے انھیں اللہ کی طرف دعوت دی اور ان کے سامنے اسلام پیش فرمایا اور انھیں قرآن پڑھ کر سنایا۔ راوی نے کہا کہ اسلام کے متعلق اللہ تعالیٰ کی روش یہ تھی کہ یہود ان (مشرکوں) کے ساتھ انھیں کی بستیوں میں رہا کرتے تھے اور وہ اہل کتاب اور علم والے تھے اور یہ مشرک اور بت پرست اور اپنی بستیوں میں ہونے کے سبب سے ان پر غلبہ رکھتے تھے۔ جب ان میں کوئی لڑائی جھگڑا ہو جاتا تو وہ ان سے کہتے ابھی چند روز میں ایک نبی بھیجا جانے والا ہے جس کا زمانہ بہت قریب آ چکا ہے۔ ہم اس کی پیروی کریں گے اور اس کے ساتھ رہ کر تمھیں عاد و ارم کی طرح قتل کریں گے تو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے گفتگو فرمائی اور اللہ تعالیٰ کی طرف انھیں مدعو کیا تو ان میں کے بعض نے بعض سے کہا لوگو سمجھ لو واللہ ضرور

لے۔ مولیٰ کے کئی معنی ہیں جیسے۔ رشتہ دار، دوست۔ آزاد شدہ غلام۔ مالک۔ حلیف میں یہاں اس کے معنی رشتہ دار یا دوست کے سمجھتا ہوں۔ (احمد محمودی)

یہ نبی وہی ہے جس کا ذکر تم سے یہود کیا کرتے تھے دیکھو کہیں وہ اس کی جانب تم سے سبقت نہ کر جائیں۔ اس لیے جس چیز کی آپ نے انھیں دعوت دی۔ انھوں نے اسے قبول کر لیا۔ انھوں نے آپ کی تصدیق کی اور اسلام جو ان پر پیش کیا گیا اسے قبول کر لیا اور آپ سے عرض کی۔ ہم نے اپنی قوم کو ایسی حالت میں چھوڑا ہے کہ عداوت و فتنہ جس قدر ان میں ہے کسی اور قوم میں نہیں۔ شاید آپ کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ ان میں اتحاد پیدا کر دے۔ ہم ان کے پاس جائیں گے اور آپ کے معاملہ (نبوت) کی جانب انھیں بھی مدعو کریں گے اور ان کے سامنے بھی اس آپ کے دین کو پیش کریں گے جس کو ہم نے قبول کر لیا ہے پس اگر اللہ تعالیٰ انھیں آپ کے متعلق متفق کر دے تو کوئی آپ سے زیادہ عزیز نہ ہوگا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جو اطلاع مجھے ملی ہے اس کے لحاظ سے وہ بنی خزرج میں کے چھ آدمیوں کی جماعت تھی۔ ان میں بعض بنی النجار میں کے تھے جو تیم اللہ کے نام سے مشہور تھے اور پھر بنی النجار میں کی بھی ایک شاخ بنی النجار بن ثعلبہ بن عمرو بن الخزرج بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر میں سے تھے (اور وہ دو آدمی تھے) اسعد بن زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ ابن غنم بن مالک بن النجار جو ابو امامہ کے نام سے مشہور تھے اور عوف ابن الحارث بن رفاعہ بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن النجار جو ابن عفرا کہلاتے تھے۔

۳۹

ابن ہشام نے کہا کہ عفرا، عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار کی بیٹی تھی۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بعض بنی زریق میں کے تھے اور بنی زریق میں سے بھی شاخ عامر بن زریق بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج کے۔

ابن ہشام نے کہا بعض لوگ عامر بن ازرق کہتے ہیں۔

اس شاخ میں کے رافع بن مالک بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردہ بن تزید بن جشم بن الخزرج کی شاخ بنی سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ میں کے قطبہ بن عامر ابن حدیدہ بن عمرو بن غنم بن سواد تھے

ابن ہشام نے کہا کہ عمرو سواد کا بیٹا تھا اور سواد کو غنم نامی کوئی بیٹا نہ تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے عقبہ بن عامر بن نابی بن زید بن حرام تھے

اور بنی عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے جابر بن عبداللہ بن رئاب بن النعمان بن سنان بن عبید تھے۔ جب یہ لوگ اپنی قوم کے پاس مدینہ آئے تو ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کیا اور انھیں اسلام کی دعوت دی یہاں تک کہ ان میں بھی اسلام پھیل گیا اور انصار کے گھروں میں سے کوئی گھر ایسا نہ رہا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ نہ ہو رہا ہو۔

واقعہ عقبۃ الاولیٰ اور مصعب بن عمیر کا نفوذ اور اس سے متعلقہ واقعات

کہا حتیٰ کہ جب آئندہ (نیا) سال آیا تو زمانہ حج میں انصار کے بارہ آدمی پہنچے اور مقام عقبہ میں آپ سے ملاقات کی اور اسی کا نام عقبۃ الاولیٰ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عورتوں کی بیعت کے طریقے[1] پر بیعت کی

---

[1] یعنی اس بیعت میں مارنے مرنے کا کوئی ذکر نہ تھا بلکہ عورتوں سے جیسی بیعت لینے کا کلام مجید

اور یہ واقعہ ان لوگوں پر جنگ فرض ہونے سے پہلے کا تھا۔ ان میں بنی النجار کی شاخ بنی مالک بن النجار میں سے زرارۃ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم ابن مالک بن النجار بھی تھے جو ابو امامہ کے نام سے مشہور تھے اور عوف و معاذ۔ حارث رفاعہ بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن النجار کے دونوں بیٹے بھی تھے جن کی ماں کا نام عفراء تھا اور بنی عامر بن زریق میں سے رافع بن مالک بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق بھی تھے اور ذکوان بن عبد قیس بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق بھی تھے۔ ۴۰

ابن ہشام نے کہا کہ ذکوان مہاجری بھی ہیں اور انصاری بھی[1] اور بنی عوف بن الخزرج کی شاخ بنی غنم بن عوف بن الخزرج میں سے، جو قواقل کے نام سے مشہور تھے، عبادہ بن الصامت ابن قیس بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم اور ابو عبد الرحمٰن جن کا نام یزید بن ثعلبہ بن حزمہ بن اصرم بن عمرو بن عمارہ تھا اور بنی غصینہ کی شاخ بلی میں کے اور ان کے (بنی غنم کے) حلیف تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ انھیں قواقل اس لیے کہا جاتا تھا کہ جب ان کی پناہ میں کوئی شخص آتا تو اس کو ایک تیر دیتے اور کہتے قَوْقِلْ بِهٖ بِيَثْرِبَ حَيْثُ شِئْتَ۔ اس تیر کو لے کر یثرب میں جہاں چاہے جا۔

ابن ہشام نے کہا کہ قوقلہ ایک قسم کی رفتار کو کہتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج کی شاخ بنی العجلان بن زید بن غنم بن سالم میں سے عباس بن عبادہ بن ۴۱

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ:۔ میں ذکر ہے کہ فلاں فلاں بری باتوں سے بچیں۔ اسی طرح کی بیعت لی گئی کیونکہ اس وقت تک جہاد فرض ہی نہیں ہوا تھا۔ (احمد محمودی)

[1] یعنی اصل میں یہ مدینہ کے رہنے والوں میں سے تھے اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی تو مکہ چلے گئے اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے (احمد محمودی)

فضلہ بن مالک بن العجلان تھے اور بنی سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردہ بن تزید بن جشم بن الخزرج کی شاخ بنی حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے عقبہ بن عامر بن نابی بن زید بن حرام تھے۔

اور بنی سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے قطبہ بن عامر بن حدیدہ بن عمرو بن غنم بن سواد تھے۔

اور اس بیعت میں قبیلہ اوس بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی شاخ عبدالاشہل بن جشم بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس میں سے ابوالہیثم بن التیہان موجود تھے جن کا نام مالک تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ تیہان بتخفیف وتشدید (یاء) دونوں طرح سے کہا جاتا ہے جس طرح میّت ومیِّت دونوں طرح کہتے ہیں۔

اور بنی عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس میں سے عویم بن ساعدہ تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یزید بن ابی حبیب نے ابو مرثد بن عبداللہ الیزنی سے انھوں نے عبدالرحمٰن بن عسیلۃ الصنابحی سے انھوں نے عبادہ بن الصامت سے روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ میں ان لوگوں میں ہوں جو (بیعت) عقبہ اولی میں حاضر تھے۔ ہم بارہ آدمی تھے اور ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عورتوں کی سی بیعت کی اور یہ واقعہ جنگ فرض ہونے سے پہلے کا ہے۔ ہم نے اس بات پر بیعت کی کہ اللہ کے ساتھ نہ کسی چیز کو شریک کریں گے نہ چوری کریں گے نہ زنا کریں گے نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گے نہ جان بوجھ کر اپنے سامنے کسی پر کوئی جھوٹا الزام لگائیں گے اور نہ کسی اچھی بات میں آپ کے حکم کے خلاف کریں گے۔ پھر اگر تم نے اس کی پوری تعمیل کی تو تمھارے لئے جنت ہے اور اگر ان میں سے کسی گناہ کا ارتکاب کیا تو تمھارا معاملہ اللہ کے اختیار میں ہے اگر وہ چاہے سزا دے اور چاہے تو بخش دے۔

۴۲ ابن اسحٰق نے کہا کہ ابن شہاب زہری نے ابو ادریس عایذ اللہ بن عبداللہ الخولانی سے سن کر ذکر کیا کہ عبداللہ بن الصامت نے ان سے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقبۃ الاولی کی رات میں بیعت کہ اللہ

کے ساتھ نہ کسی چیز کو شریک کریں گے، نہ چوری کریں گے، نہ زنا کریں گے، نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گے، نہ جان بوجھ کر اپنے سامنے کسی پر کوئی جھوٹا الزام لگائیں گے، اور نہ کسی اچھی بات میں آپ کے حکم کے خلاف کریں گے۔ پھر اگر تم نے اس کی پوری تعمیل کی تو تمہارے لیے جنت ہے اور اگر ان میں سے کسی گناہ کا ارتکاب کیا اور دنیا ہی میں اس کی سزا میں گرفتار ہو گئے تو وہ سزا اس کے لیے کفارہ ہو گی اور اگر قیامت کے دن تک وہ تمہارا ارتکاب گناہ پوشیدہ رکھ دیا گیا تو تمہارا معاملہ اللہ کے اختیار میں ہے وہ چاہے (تو) سزا دے (اور) چاہے (تو) بخش دے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب یہ لوگ وہاں سے واپس ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ مصعب بن عمیر بن ہشام بن عبد مناف ابن عبد الدار بن قصی کو بھیجا اور انھیں حکم دیا کہ ان لوگوں کو قرآن پڑھائیں اور اسلام کی تعلیم دیں اور ان میں دین کی سمجھ پیدا کریں۔ اسی لیے مصعب کا نام مقری المدینۃ پڑ گیا تھا اور ان کی قیام گاہ ابو امامہ، سعد[1] بن زرارہ بن عدس کے پاس تھی مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ وہ انھیں نماز پڑھایا کرتے تھے اس لیے کہ اوس و خزرج ایک دوسرے کا امام بننے کو ناپسند کرتے تھے۔

مدینہ میں جمعہ کی پہلی نماز

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن ابی امامہ بن سہل بن حنیف نے اپنے والد ابو امامہ سے اور انھوں نے عبد الرحمن بن کعب بن مالک سے روایت کی۔ انھوں نے کہا جب ابو کعب بن مالک کی بینائی جاتی رہی تو

---

[1] (الف) میں اسعد بن زرارۃ ہے۔ (احمد محمودی)

میں ان کی رہنمائی کیا کرتا تھا اور جب انھیں جمعہ کی نماز کے لیے لے کر نکلتا اور اور وہ جمعہ کی اذان سنتے تو ابو امامہ سعد[1] بن زرارۃ کے لیے دعا کرتے۔ کہا کہ یہی حالت کئی دن تک رہی کہ جب وہ اذان سنتے ان کے لیے دعا اور استغفار کرتے۔ تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ تو میری کمزوری ہے کہ ان سے دریافت نہ کروں کہ وہ جب جمعہ کی اذان سنتے ہیں تو کیوں ابو امامہ اسعد ابن زرارۃ کے لیے دعا کرتے ہیں۔ کہا کہ ایک جمعہ کے روز انھیں لے کر اسی طرح نکلا جس طرح انھیں لے جایا کرتا تھا تو جب انھوں نے جمعہ کی اذان سنی تو ان کے لیے دعا اور استغفار کی۔ میں نے کہا بابا جان! یہ کیا بات ہے کہ جب آپ جمعہ کی اذان سنتے ہیں تو ابو امامہ کے لیے دعا کرتے ہیں۔ تو انھوں نے جواب دیا کہ اے میرے پیارے بیٹے! وہ پہلے شخص تھے جنھوں ۴۳ مدینہ میں بنی بیضاء کے پتھریلے مقام کی نشیبی زمین میں جس کا نام حشیم خضمات تھا ہمیں جمعہ کی نماز پڑھائی تھی۔ کہا میں نے پوچھا اس روز آپ کتنے آدمی تھے۔ کہا چالیس۔

سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہما کے اسلام کا حال

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبید اللہ بن المغیرہ بن معیقب اور عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے بیان کیا کہ سعد بن زرارہ مصعب بن عمیر کو ساتھ لے کر بنی عبد الاشہل اور بنی ظفر کے محلے کو جانے کے لیے نکلے اور سعد بن معاذ بن النعمان بن امرء القیس بن زید بن عبد الاشہل کو لے کر، جو

[1] (الف) میں اسعد بن زرارۃ ہے۔ (احمد محمودی)

اسعد بن زرارۃ کے خالہ زاد بھائی تھے، بنی ظفر کے باغوں میں سے ایک باغ میں داخل ہوئے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ظفر کا نام کعب بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس تھا۔

دونوں راویوں نے کہا کہ اس باولی کے پاس جس کا نام بئر مرق تھا وہ دونوں اس باغ میں بیٹھ گئے اور ان کے پاس چند وہ لوگ بھی جمع ہو گئے جنھوں نے اسلام اختیار کر لیا تھا اور سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر ان دونوں اپنی قوم بنی عبد الاشہل کے سردار تھے اور دونوں اپنی قوم کے دین پر یعنی مشرک تھے۔ جب انھوں نے یہ خبر سنی تو سعد بن معاذ نے اسید بن حضیر سے کہا۔ ارے تیرا باپ[1] مرجائے یہ دونوں شخص جو ہمارے محلے میں اس لیے آئے ہیں کہ ہم میں کے کمزوروں کو بے وقوف بنائیں۔ ذرا ان کے پاس چل اور انھیں ڈانٹ اور ہمارے محلے میں آنے سے انھیں منع کر کیونکہ اسعد بن زرارۃ سے میرے جیسے کچھ تعلقات ہیں تو بھی جانتا ہے۔ اگر ایسے نہ ہوتے تو تجھ سے یہ کہنے کی ضرورت بھی نہ ہوتی وہ میرا خالہ زاد بھائی ہے۔ مجھے اس کے سامنے کچھ کہنے کی جراءت نہیں ہوتی۔ آخر اسید بن حضیر نے اپنا چھوٹا برچھا لیا اور ان دونوں کی طرف چلا جب اس کو اسعد بن زرارہ نے دیکھا تو مصعب بن عمیر سے کہا۔ یہ اپنی قوم کا سردار تمھارے پاس آرہا ہے لہٰذا اللہ کے حقوق کا سختی سے لحاظ رکھنا یعنی سچ کہنے میں لحاظ اور مروت کام میں نہ لانا مصعب نے کہا کہ اگر وہ بیٹھے گا تو میں اس سے بات کروں گا۔ راوی نے کہا کہ وہ آکر گالیاں دیتے کھڑے ہو گئے اور کہا تم ہمارے پاس ہمارے کمزوروں کو بے وقوف بنانے کے لیے کیوں آئے ہو۔ اگر تم

[1] لا ابا لک۔ کبھی بددعا کے لیے استعمال ہوتا ہے اور بعض وقت انتہائی تعریف کے لیے جس طرح اردو کے محاورے میں کسی شاعر کا بہترین کلام سنکر کہتے ہیں۔ کمبخت نے کیا خوب کہا ہے۔

(احمد محمودی)

دونوں کو تمہاری جان پیاری ہے تو ہم سے الگ رہا کرو مصعب نے ان سے کہا (اچھا) آپ تشریف تو رکھیں ۔ اور کچھ بات بھی تو سنیں ۔ اگر کوئی بات آپ کی مرضی کے موافق ہو تو قبول کیجئے اور اگر آپ اس کو ناپسند کریں تو جو بات آپ کو ناپسند ہو اس سے اپنے آپ کو بچائیے انھوں نے کہا تم نے انصاف کی بات کہی ۔ راوی نے کہا اس کے بعد انھوں نے اپنی چھوٹی برچھی زمین میں گاڑ دی اور ان کے پاس آکر بیٹھ گئے تو مصعب نے ان سے اسلام کے متعلق گفتگو کی اور انھیں قرآن پڑھ کر سنایا ۔ ان دونوں کے متعلق مشہور ہے کہ انھوں نے کہا واللہ ان کے اظہار اسلام سے پہلے ان کے چہرے کی چمک اور ان کی سہل انگاری سے ہم نے ان کے چہرے پر آثار اسلام کی شناخت کر لی ۔ اس کے بعد انھوں نے کہا کہ یہ چیز تو بہت ہی خوب اور بہترین ہے ۔ جب تم اس دین میں کسی کو داخل کرنا چاہتے ہو تو کیا کرتے ہو ۔ دونوں نے ان سے کہا غسل کر لیجئے اور پاک صاف ہو جائیے اور اپنے کپڑے بھی پاک صاف کر لیجئے اور اس کے بعد حق کی گواہی دیجئے اور پھر نماز ادا کیجئے تو اسید کھڑے ہو گئے اور غسل کیا اور اپنے دونوں کپڑے پاک صاف کر لیے اور حق کی گواہی دی (کلمہ توحید پڑھا) اور کھڑے ہو کر دو رکعتیں پڑھ لیں ۔ پھر ان دونوں سے کہا میرے پیچھے ایک شخص ہے اگر اس نے بھی تم دونوں کی پیروی کر لی تو اس کے بعد اس کی قوم سے کوئی نہ بچے گا ۔ میں ابھی اسے تمہارے پاس بھیجتا ہوں ۔ اور وہ سعد بن معاذ ہے ۔ پھر اپنی چھوٹی برچھی لی اور سعد اور ان کی قوم کی جانب واپس گئے وہ لوگ اپنی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے ۔ جب سعد بن معاذ نے انھیں آتے دیکھا تو کہا ۔ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ اسید تمہارے پاس سے جس حالت سے گیا تھا اس سے بالکل جدا حالت میں آرہا ہے ۔ اور جب وہ آکر مجلس میں کھڑے ہو گئے تو سعد نے ان سے کہا تم نے کیا کیا ۔ انھوں نے کہا ان دونوں سے گفتگو کی واللہ مجھے ان سے کوئی خطرہ نہیں اور میں نے انھیں منع بھی کر دیا ہے تو ان دونوں نے کہا کہ تم جیسا چاہو

۴۵

ہم ویسا ہی کریں گے[1] اور مجھے خبر ملی ہے کہ بنی حارثہ۔ اسعد بن زرارہ کو قتل کرنے کے لیے نکلے ہیں اس لیے کہ انھیں معلوم ہو گیا ہے کہ وہ تمھارا خالہ زاد بھائی ہے۔ اس کو قتل کر کے تمھیں ذلیل کرنا چاہتے ہیں۔ راوی نے کہا تو سعد غصے میں بھرے ہوئے تیزی سے اٹھے کہ کہیں بنی حارثہ کی جانب سے ویسا ہی سلوک نہ ہو جیسا کہ کہا گیا ہے۔ پھر ان کے ہاتھ سے چھوٹی برچھی لے لی اور کہا واللہ! میں تو سمجھتا ہوں کہ تم نے کچھ کام کی بات نہیں کی۔ پھر وہ نکل کر ان دونوں کے پاس گئے اور جب انھیں سعد نے مطمئن دیکھا تو سمجھ لیا کہ اسید نے ان دونوں کی باتیں صرف مجھے سنوائی ہیں اور وہاں انھیں گالیاں دیتے کھڑے ہو گئے اور اسعد بن زرارہ سے کہا اے ابو امامہ سنو! اگر تم میں مجھ میں قرابت نہ ہوتی تو تم میرے ساتھ اس قسم کا ارادہ نہ کرتے۔ کیا تم ہمارے احاطوں میں ہم پر ایسی باتوں سے ظلم ڈھاتے ہو جن کو ہم ناپسند کرتے ہیں اور اسعد بن زرارہ نے (سعد کے یہاں پہنچنے سے پہلے) مصعب بن زہیر سے کہدیا تھا کہ مصعب! واللہ! تمھارے پاس ایسا سردار آرہا ہے جس کے پیچھے اس کی قوم کے ایسے لوگ ہیں کہ اگر وہ تمھاری پیروی کرلے تو تم سے ان میں کے دو شخص بھی نہ بچ سکیں گے۔ راوی نے کہا تو مصعب نے ان سے کہا کیا آپ تشریف رکھ کر کچھ بات بھی سنیں گے۔ پھر اگر کوئی بات آپ کی مرضی کے موافق ہو اور اس کی جانب آپ کی رغبت ہو تو اسے قبول کیجئے اور اگر آپ اسے ناپسند کریں تو آپ کے پاس سے آپ کی ناپسندیدہ شئے کو دور کر دیں گے۔ سعد نے کہا۔ تم نے انصاف کی بات کہی۔ اس کے

---

[1] (ب ج د) میں نفعل ما احببت ہے (الف) تفعل ما اجببت ہے جو غلط معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

[2] (ب ج د) میں لیخفروک ہے۔ (الف) میں لیخفروک جس کے معنی تاکہ تم سے بد عہدی کریں۔ پہلا نسخہ بہتر معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

بعد انھوں نے اپنی چھوٹی برچھی زمین میں گاڑ دی اور بیٹھ گئے۔ پھر انھوں نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا اور قرآن پڑھ کر سنایا۔ ان دونوں نے کہا کہ واللہ! ہم نے سعد کے اظہار اسلام سے پہلے ان کے چہرے کی چمک اور ان کی سہل گزینی سے ان کے چہرے پر آثار اسلام کی شناخت کر لی۔ پھر انھوں نے ان دونوں سے کہا جب تم اسلام اختیار کرتے اور اس دین میں داخل ہوتے ہو تو کس طرح عمل کرتے ہو۔ ان دونوں نے کہا کہ غسل کر لو اور پاک صاف ہو جاؤ اور اپنے کپڑے بھی پاک صاف کر لو اور پھر سچی بات کی گواہی دو اور دو رکعت نماز پڑھ لو۔ راوی نے کہا پھر تو وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور غسل کیا اور اپنے کپڑے پاک کر لیے اور سچی بات کی گواہی دی (کلمۂ توحید پڑھا) اور دو رکعت نماز ادا کی۔ پھر اپنی چھوٹی برچھی لی اور اپنی قوم کی مجلس کی جانب جانے کا ارادہ کر کے چل نکلے اور اسید بن حضیر بھی ان کے ساتھ ہو گئے۔ راوی نے کہا کہ جب ان کی قوم نے ان کو آتے دیکھا۔ کہا ہم اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ سعد تمھارے پاس سے جس انداز سے گیا تھا اس سے بالکل مختلف انداز سے وہ تمھاری جانب لوٹ رہا ہے۔ جب وہ آ کر کھڑے ہو گئے تو کہا۔ اے بنی عبد الاشہل تم اپنے درمیان مجھے کیا سمجھتے ہو۔ انھوں نے کہا آپ ہمارے سردار ہم سب میں زیادہ کنبہ پرور اور سب میں بہترین رائے اور بڑی عقل والے ہیں۔ انھوں نے کہا تو تم میں کے مردوں اور عورتوں سے بات کرنا مجھ پر حرام ہے جب تک کہ تم لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لاؤ۔ راوی نے کہا اللہ کی قسم! پھر تو بنی عبد الاشہل کے احاطے میں شام تک کوئی غیر مسلم باقی رہا نہ غیر مسلمہ اور اسعد و مصعب۔ اسعد بن زرارۃ کے مکان پر واپس گئے اور وہاں لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے رہے یہاں تک کہ انصار کے گھروں میں سے کوئی گھر ایسا نہ رہا جس میں مسلم مرد اور عورتیں نہ ہوں بجز بنی امیہ بن زید۔ خطمہ۔ وایل اور واقف کے گھروں کے

۴۶

جو اوس اللہ[1] کہلاتے اور اوس بن حارثہ کی اولاد میں تھے اور ان کا اسلام سے رکنے کا سبب یہ تھا کہ ان میں ایک شخص ابو قیس بن الاسلت جس کا نام صیفی تھا۔ وہ ان کا شاعر بھی تھا اور قاید بھی۔ وہ لوگ اس کی باتیں سنتے اور اس کی اطاعت کرتے تھے۔ اسی نے انھیں اسلام سے روکا اور خود بھی رکا رہا حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی جانب ہجرت فرمائی اور جنگ بدر، احد اور خندق (کا زمانہ) بھی گزر گیا۔ جب وہ اسلام کو سمجھا تو اس کے متعلق اور لوگوں کے اس میں اختلاف کرنے کے متعلق کہا۔

أَرَبَّ النَّاسِ أَشْيَاءُ أَلَمَّتْ ‏ ‏ يُلَفُّ الصَّعْبُ مِنْهَا بِالذَّلُولِ

اے پروردگار! چند چیزیں گڈمڈ ہو گئی ہیں جن میں دشواریاں آسانیوں کے ساتھ خلط ملط کر دی جاتی ہیں۔

أَرَبَّ النَّاسِ أَمَّا إِنْ ضَلَلْنَا ‏ ‏ فَيَسِّرْنَا لِمَعْرُوفِ السَّبِيلِ

اے پروردگار عالم! اگر ہم گمراہ ہوں تو تو ہمیں نیکی کے راستے کی توفیق عطا فرما۔

فَلَوْلَا رَبُّنَا كُنَّا يَهُودًا ‏ ‏ وَمَا دِينُ الْيَهُودِ بِذِي شُكُولِ

اگر ہماری پرداخت کرنے والا کوئی نہ ہوتا تو ہم یہودی ہو جاتے اور یہودیوں کا دین بھی کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کو حقائق سے کوئی مشابہت ہو۔

وَلَوْلَا رَبُّنَا كُنَّا نَصَارَى ‏ ‏ مَعَ الرُّهْبَانِ فِي جَبَلِ الْجَلِيلِ[2]

---

[1] اوس اللہ کے معنی عطاء اللہ کے ہیں۔ (احمد محمودی)

[2] سرزمین شام کے ایک مشہور پہاڑ کا نام ہے (احمد محمودی)

اور اگر ہماری پرداخت کرنیوالا نہوتا تو ہم نصرانی ہوجاتے
اور راہبوں کے ساتھ کوہ جلیل میں رہنے لگتے۔

وَلٰکِنَّا خُلِقْنَا إِذْ خُلِقْنَا حَنِیْفًا دِیْنُنَا عَنْ کُلِّ جِیْلِ

لیکن ہمیں جب پیدا کیا گیا تو ایسے دین والا بنا کر پیدا
کیا گیا کہ اقسام کے لوگوں سے ہمارا دین توحید الگ تھلگ ہے۔

47 نَسُوْقُ الْھَدْیَ تَرْسُفُ مُذْعِنَاتٍ مُکَشَّفَةَ الْمَنَاکِبِ فِی الْجُلُوْلِ

ہم قربانی کے جانوروں کو لیجاتے ہیں تو وہ جھولوں
میں کھلے بازو اس طرح فرمان برداری سے چلتے ہیں گویا مقید ہیں۔
ابن ہشام نے کہا کہ اس کے اشعار جن کی ابتدا فلولا ربنا اور
ولولا ربنا اور مکشفة المناکب ہے۔ انصار یا خزاعہ کے ایک شخص
نے مجھے سنائے۔

بیان عقبہ ثانیہ

پھر مصعب بن عمیر مکہ چلے گئے اور مسلم انصار میں سے حج کو جانیوالے
اپنی مشرک قوم کے حج کو جانے والوں کے ساتھ حج کے لیے نکلے اور مکہ
پہنچے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مقام عقبہ میں ایام تشریق کے
درمیانی دن ملنے کی قرار داد کرلی (اور یہ جو کچھ ہوا اس وقت ہوا) جب کہ
اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ اپنے نبی کی مدد کرنا اور آپ کو معزز بنانا اور
اسلام کو اعزاز عطا فرمانا اور شرک اور اہل شرک کو ذلیل کرنا چاہا۔
ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے معبد بن کعب بن مالک بن ابی کعب بن
القین بنی سلمہ والے نے بیان کیا کہ ان کا بھائی عبداللہ بن کعب جو

نصاریٰ میں کا بڑا عالم تھا ان سے بیان کیا کہ ان کے باپ کعب نے ان
سے بیان کیا اور کعب ان لوگوں میں سے تھے جو مقام عقبہ میں حاضر تھے
اور وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔ انھوں نے
کہا کہ ہم اپنی مشرک قوم کے حاجیوں کے ساتھ نکلے اور ہم نماز بھی
پڑھتے تھے اور دینی مسائل کی تعلیم بھی حاصل کر لی تھی اور ہمارے ساتھ
براء بن معرور ہم میں کے بڑے اور ہمارے سردار بھی موجود تھے جب
ہم نے سفر اختیار کیا اور مدینہ سے نکلے تو براء نے ہم سے کہا لوگو! میری
ایک رائے ہے نہ معلوم تم سب اس سے موافقت کرتے ہو یا نہیں۔ راوی
نے کہا کہ ہم نے کہا وہ کیا رائے ہے۔ انھوں کہا میری رائے ہے کہ اس
عمارت یعنی کعبۃ اللہ کی جانب میں اپنی پیٹھ نہ کروں بلکہ اسی کی جانب نماز
پڑھوں راوی نے کہا ہم نے کہا بخدا ہمیں تو یہی خبر ملی ہے کہ ہمارے نبی
شام کی جانب نماز ادا فرمایا کرتے ہیں اور ہم ان کے خلاف عمل کرنا نہیں
چاہتے۔ راوی نے کہا انھوں نے کہا میں تو اسی کی سمت نماز پڑھتا ہوں
راوی نے کہا تو ہم نے کہا لیکن ہم تو ایسا نہیں کریں گے۔ کہا ہماری حالت ۴۸
یہ تھی کہ جب نماز کا وقت آتا تو ہم شام کی جانب نماز پڑھتے اور وہ
کعبہ کی سمت نماز ادا کرتے یہاں تک کہ ہم مکہ پہنچے۔ کہا کہ ہم نے ان
کے اس عمل پر انھیں برا بھلا کہا لیکن وہ اس پر جمے رہے اور اس سے
رجوع کرنے سے انکار کیا پھر جب ہم مکہ پہنچے تو انھوں نے مجھ سے کہا
بابا ہمارے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو کہ اس سفر
میں میں نے جو کچھ کیا ہے اس کے متعلق آپ سے دریافت کریں کیونکہ جب
میں نے اپنے بارے میں تم لوگوں کی مخالفت دیکھی تو میرے دل میں بھی
اس کے متعلق کچھ (شبہہ سا) پیدا ہو گیا ہے۔ کہا پھر ہم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو دریافت کرتے ہوئے نکلے کیونکہ نہ ہم آپ کو پہچانتے تھے اور
نہ ہم نے اس سے پہلے آپ کو دیکھا تھا۔ آخر ہم مکہ کے رہنے والوں میں
سے ایک شخص سے ملے اور اس سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق

پوچھا تو اس نے کہا کیا تم انھیں پہچانتے ہو۔ ہم نے کہا نہیں اس نے کہا تو کیا ان کے چچا عباس بن عبدالمطلب کو پہچانتے ہو ہم نے کہا ہاں۔ کہا کہ ہم عباس کو اس لیے پہچانتے تھے کہ وہ ہمیشہ تاجرانہ حیثیت سے ہمارے پاس آیا کرتے تھے۔ اس نے کہا تو جب تم مسجد میں داخل ہو تو عباس کے ساتھ جو شخص بیٹھا ہو بس وہی ہے۔ کہا پھر ہم مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ عباس بیٹھے ہوئے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم نے سلام کیا اور آپ کے پاس بیٹھ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس سے فرمایا:۔

هَلْ تَعْرِفُ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ يَا اَبَا الْفَضْلِ۔

اے ابوالفضل کیا تم ان دونوں کو پہچانتے ہو۔

انھوں نے کہا جی ہاں۔ یہ براء بن معرور اپنی قوم کا سردار ہے اور یہ کعب بن مالک ہے۔ کہا کہ واللہ! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو نہیں بھولوں گا کہ فرمایا اَلشَّاعِرُ۔ کیا (وہ کعب بن مالک جو) شاعر (ہے) انھوں نے کہا۔ جی ہاں۔ کہا کہ پھر براء بن معرور نے آپ سے عرض کی۔ اے اللہ کے نبی! میں اس حالت میں اپنے اس سفر کے لیے نکلا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کی جانب رہنمائی فرمادی تو میں نے مناسب سمجھا کہ اس عمارت (کعبۃ اللہ) کی جانب اپنی پیٹھ نہ کروں اور میں نے اسی کی جانب نماز پڑھی حالانکہ میرے ساتھیوں نے اس اس امر میں میری مخالفت کی حتٰی کہ میرے دل میں بھی اس کے متعلق کچھ (شبہہ) پیدا ہو گیا پس اے اللہ کے رسول آپ اس کو کیسا خیال فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا

قَدْ كُنْتَ عَلٰى قِبْلَةٍ لَوْ صَبَرْتَ عَلَيْهَا۔

تم ایک قبلہ پر (مامور) تھے کاش تم نے اس پر صبر کیا ہوتا۔

کہا کہ پھر تو براء نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبلہ کی جانب منہ کیا اور ہمارے ساتھ شام کی جانب نماز ادا کی۔ کہا کہ ان کے متعلقین کا دعوی ہے کہ وہ مرتے دم تک کعبہ ہی کی جانب نماز پڑھتے رہے حالانکہ ایسا نہیں ہوا اور ان کی بہ نسبت ہم اس معاملہ کو زیادہ جاننے والے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ عون بن ایوب انصاری نے کہا ہے۔

وَمِنَّا الْمُصَلِّيْ أَوَّلُ النَّاسِ مُقْبِلًا عَلٰى كَعْبَةِ الرَّحْمٰنِ بَيْنَ الْمَشَاعِرِ ۴۹

مقامات حج میں کعبۃ الرحمن کی جانب منہ کر کے نماز ادا کرنے والا تمام لوگوں میں سب سے پہلا شخص ہمیں میں کا ہے اور اس سے شاعر کی مراد براء بن المعرور ہے اور یہ شعر ان کے ایک قصیدے کا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے معبد بن کعب بن مالک نے اور ان سے ان کے بھائی عبداللہ بن کعب نے اور ان سے ان کے والد کعب بن مالک نے بیان کیا۔ کعب نے کہا کہ پھر ہم حج کے لئے نکلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مقام عقبہ میں ایام تشریق کے بیچ میں ملنے کی قرارداد کر لی۔ کہا کہ پھر جب ہم حج سے فارغ ہو گئے اور وہ رات آئی جس کی قرارداد ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تھی اور ہمارے ساتھ ابو جابر عبداللہ بن عمرو بن حرام بھی تھے اور وہ ہمارے سرداروں میں سے تھے ہم نے ان کو اپنے ساتھ لے لیا اور ہم اپنے اس معاملے کو اپنی قوم کے ان مشرکوں سے چھپاتے رہے جو ہمارے ساتھ تھے اور عبداللہ سے گفتگو کی اور ان سے کہا اے ابو جابر! تم ہمارے سرداروں میں سے ایک سردار اور ہمارے سربرآوردہ لوگوں میں سے ہو اور تم جس حالت میں ہو ہمیں تمہارے متعلق یہ بات پسند نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ کل تم آگ کے ایندھن بنو پھر ہم نے انھیں اسلام کی دعوت دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو ہم نے مقام عقبہ کی قرارداد کی تھی۔ انھیں اس کی بھی خبر دی۔ کہا

آخر انھوں نے اسلام اختیار کر لیا اور ہمارے ساتھ عقبہ میں موجود رہے کہا کہ پھر ہم
اس رات اپنی قوم کے ساتھ اپنی سواریوں میں سو رہے یہانتک کہ جب
تہائی رات گزر گئی تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قرارداد پر اپنی سواریوں سے تیتر کی چال سے دبے پاؤں
چھپتے ہوئے نکلے یہاں تک کہ ہم سب پہاڑ کی چڑھائی کے ایک دورا ہے کے پاس جمع
ہو گئے اور ہم تہتر مرد تھے اور ہماری عورتوں میں سے ام عمارہ نسیبہ بنت کعب بنی مازن بن
النجار کی عورتوں میں کی ایک عورت اور ام منیع اسماء بنت عمرو بن عدی بن نابی بنی سلمہ
کی عورتوں میں کی ایک عورت یہ دو عورتیں ہمارے ساتھ تھیں۔ کہا پس ہم اس دورا ہے پر
جمع ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کرنے لگے یہاں تک کہ آپ تشریف لائے
اور آپ کے ساتھ آپ کے چچا عباس بن عبد المطلب بھی تھے اور وہ اس وقت
اپنی قوم کے دین پر تھے مگر انھیں اپنے بھتیجے کے معاملے میں رہنے اور ان کے مفاد کی خاطر کی کرنے
کی خواہش تھی۔ پھر جب بیٹھے تو پہلے جس نے گفتگو کی وہ عباس بن عبد المطلب تھے۔ انھوں
نے کہا۔ اے گروہ خزرج! راوی نے کہا کہ عرب انصار کے اس قبیلے کو
اسی نام سے پکارا کرتے تھے خواہ وہ بنی خزرج ہوں یا بنی اوس۔ محمد (صلی اللہ
علیہ وسلم) کو ہم میں جو حیثیت حاصل ہے وہ تم لوگ جانتے ہو اور ہم میں سے ان لوگوں
نے جو ان کے متعلق ہماری رائے کے موافق ہیں ابتک۔ ان کی حفاظت کی ہے
اور یہ اپنی قوم میں عزت والے اور اپنے شہر میں محفوظ ہیں لیکن یہ اپنا وطن
چھوڑ کر تمھاری طرف جانے اور تمھارے ساتھ مل کر رہنے کے سوا دوسری
کسی بات کو مانتے ہی نہیں۔ پس اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ تم ان کو جس جانب
بلا رہے ہو وہاں ان کا حق پورا پورا ادا کرو گے اور ان کے مخالفوں سے
ان کی حفاظت کرو گے تو تم نے جو بار اپنی خوشی سے اپنے سر لیا ہے۔ وہ لو
اور اگر ان کو لے جانے کے بعد انھیں ان کے مخالفوں کے حوالے کر دینے
اور ان کی مدد سے دست بردار ہو جانے کا تمھارا خیال ہو تو پھر اسی وقت
سے ان سے دست کش ہو جاؤ کہ یہ اپنی قوم اور اپنے شہر میں معزز و محفوظ
ہیں (راوی نے) کہا تو ہم نے ان سے کہا کہ آپ نے جو کچھ کہا ہم نے سن لیا
اے اللہ کے رسول! صلی اللہ علیہ وسلم آپ گفتگو فرمائیے اور اپنی ذات کے

۵۰

متعلق اور اپنے پروردگار کے متعلق جو اقرار (ہم سے) لینا پسند فرماتے ہیں لیجئے۔ کہا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گفتگو کا آغاز فرمایا اور قرآن کی تلاوت فرمائی اور اللہ کی جانب دعوت دی اور اسلام کی ترغیب دی۔ پھر فرمایا :۔

أُبَايِعُكُمْ عَلَىٰ أَنْ تَمْنَعُونِي مِمَّا تَمْنَعُونَ مِنْهُ نِسَاءَكُمْ وَأَبْنَاءَكُمْ

میں تم سے اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ تم میری ان تمام چیزوں سے حفاظت کروگے جن سے تم اپنی عورتوں اور اور اپنے بچوں کی حفاظت کرتے ہو۔

کہا تو براء بن معرور نے آپ کا دست مبارک پکڑ لیا اور کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے۔ ہمیں یہ شرطیں قبول ہیں اور ضرور ہم آپ کی ان تمام چیزوں سے حفاظت کریں گے جن سے ہم اپنی عورتوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ پس اے اللہ کے رسول ہم سے بیعت لے لیجئے۔ واللہ ہم سپاہی اور ہتھیار بند لوگ ہیں جنگ تو ہمیں ہمارے بزرگوں کی میراث میں ملی ہے کہا کہ براء، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کر ہی رہے تھے کہ ابوالہیثم بن التیہان نے بیچ میں دخل دیا اور کہا اے اللہ کے رسول ہم میں اور دوسرے لوگوں یعنی یہود میں خاص قسم کے تعلقات ہیں۔ ہم ان تعلقات کو ان سے قطع کریں گے اور اگر ہم نے ایسا کیا اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو غلبہ عطا فرمایا تو کیا ہم آپ سے اس بات کی امید رکھیں کہ آپ ہمیں چھوڑ کر اپنی قوم کی طرف لوٹ جائیں گے۔ کہا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا۔ اور پھر فرمایا :۔

بَلِ الدَّمُ الدَّمُ وَالْهَدْمُ الْهَدْمُ[1] أَنَا مِنْكُمْ وَأَنْتُمْ مِنِّي أُحَارِبُ مَنْ

[1] سہیلی نے ابو قتیبہ کا قول نقل کیا ہے کہ عرب معاہدہ اور کسی کو پناہ دینے کے وقت کہا

حَارَبْتُمْ وَأُسَالِمُ مَنْ سَالَمْتُمْ -

(ایسا نہیں ہوگا) بلکہ (میرا) خون (کا مطالبہ تمہارا) خون (کا مطالبہ) ہوگا اور (میرا) خون کا معاف کرنا (تمہارا) خون کا معاف کرنا ہوگا یا (میرا) سفر (تمہارا) سفر ہوگا۔ تم مجھ سے (متحد ہو جاؤ گے) اور میں تم سے۔ جس سے تم جنگ کرو گے میں بھی اس سے برسرپیکار رہوں گا اور تم جس سے صلح کرو گے میں بھی اس سے مصالحت کروں گا

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے الھدم الھدم (بتحریک وال) کہا ہے جس سے مراد عزت و آبرو ہے یعنی میری عزت آبرو تمہاری عزت آبرو ہے اور میرا ذمہ تمہارا ذمہ ہے۔

کعب ابن مالک نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

أَخْرِجُوا إِلَيَّ مِنْكُمْ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيباً لِيَكُونُوا عَلَى قَوْمِهِمْ بِمَا فِيهِمْ فَأَخْرَجُوا مِنْهُمْ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيباً تِسْعَةً مِنَ الْخَزْرَجِ وَثَلَاثَةً مِنَ الْأَوْسِ

تم لوگ اپنے میں کے بارہ سرداروں کو پیش کرو کہ وہ اپنی قوم میں جو کچھ (اختلاف) ہو اس میں (حکم) ہوں تو انہوں نے اپنے میں کے بارہ سرداروں کا انتخاب کیا۔ نو خزرج میں سے اور تین اوس میں سے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ:۔ کرتے تھے کہ دمی دمک وھدمی ھدمک ای ماھدمت من الدماء ھدمت انا۔ اور بعض کا خیال ہے کہ چونکہ عرب پانی اور ہری کی تلاش میں اکثر سفر میں رہا کرتے تھے اور جہاں رہنا ہوتا وہاں خیمے گاڑ دیتے اور جب سفر کرتا ہوتا انہیں خیموں کو اکھیڑ کر دوسرے مقام پر چلے جاتے تھے۔ اس لیے ھدم کے معنی سفر کے ہیں یعنی میرا سفر تمہارا سفر ہے۔ (احمد محمودی)

بارہ سرداروں کے نام اور قصہ عقبہ کا اختتام

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے زیاد بن عبداللہ البکائی نے محمد بن اسحٰق کی حدیث بیان کی کہ خزرج میں سے ابو امامہ اسعد بن زرارۃ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار جس کا نام تیم اللہ بن عمرو بن الخزرج تھا اور سعد بن الربیع بن عمرو بن ابی زہیر بن مالک بن امرءالقیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج اور عبداللہ بن رواحہ بن امرءالقیس بن ثعلبہ بن عمرو بن امرءالقیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث ابن الخزرج اور رافع بن مالک بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج اور براء بن معرور بن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردہ بن تزید بن جشم بن الخزرج اور عبداللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردہ بن تزید بن جشم بن الخزرج اور عبادہ بن الصامت بن قیس بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج ۔ ۵۲

ابن ہشام نے کہا کہ اس کا نام غنم بن عوف ہے جو سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج کا بھائی تھا ۔

ابن اسحٰق نے کہا اور سعد بن عبادہ بن دُلیم بن حارثہ بن ابی خزیمہ ابن ثعلبہ بن طریف بن الخزرج بن ساعدہ بن کعب بن الخزرج اور المنذر بن ابن عمرو بن خنیس بن حارثہ بن لوذان بن عبد ود بن زید بن ثعلبہ بن الخزرج بن ساعدہ بن کعب بن الخزرج ۔

اور اوس میں سے اسید بن حضیر بن سماک بن عتیک بن رافع بن امرأ القیس بن زید بن عبد الاشہل بن جشم بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس

اور اسعد بن خیثمہ بن الحارث بن مالک بن کعب بن النحاط بن کعب بن حارثہ بن غنم بن السلم بن امرأ القیس بن مالک بن الاوس اور رفاعہ بن عبد المنذر بن زبیر بن زید بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف ابن مالک بن الاوس۔

ابن ہشام نے کہا کہ اہل علم انھیں میں ابو الہیثم بن التیہان کا شمار کرتے ہیں اور رفاعہ کو نہیں شمار کراتے اور ابو زید الانصاری نے مجھے کعب بن مالک کے (وہ) اشعار سنائے جن میں انھوں نے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے

فَأَبْلِغْ أُبَيًّا أَنَّهُ فَالَ رَأْيُهُ ¹ وَحَانَ غَدَاةَ الشِّعْبِ وَالْحَيْنُ وَاقِعُ

ابی کو یہ پیام پہنچا دے کہ اس کا خیال غلط ثابت ہو گیا اور اور شعب (ابی طالب) کی صبح گزر گئی اور (اب) موت آنے والی ہے

أَبَى اللّٰهُ ² مَا مَنَّتْكَ نَفْسُكَ إِنَّهُ بِمِرْصَادِ أَمْرِ النَّاسِ رَاءٍ وَسَامِعُ

تیرے نفس نے (تجھے خوش کرنے کے لئے) جن چیزوں کا آرزومند بنا دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے انکار فرما دیا۔ وہ تو لوگوں کے معاملوں کا نگراں (بھی) ہے، دیکھنے والا بھی اور سننے والا بھی۔

---

¹ (الف) میں قال قاف سے ہے (ب) میں فال فاء سے ہے۔ پہلی صورت میں قیلولہ سے لینا ہوگا یعنی اس کی رائے سو گئی لیکن فال جو بطل کے معنی میں ہے وہ بہتر ہے (احمد محمودی)

² (الف) اتی اللہ ہے جس کے معنی ہوں گے برباد کر دیا۔ (احمد محمودی)

وَأَبْلِغْ أَبَا سُفْيَانَ أَنْ قَدْ بَدَا لَنَا ... بِأَحْمَدَ نُورٌ مِنْ هُدَى اللهِ سَاطِعُ[1]

ابوسفیان کو یہ پیغام بھی پہنچا دے کہ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سبب سے ہم پر اللہ تعالیٰ کی ہدایت کا چمکتا (ہوا) نور ظاہر ہو گیا ہے۔

فَلَا تَرْعَيَنْ فِي حَشْدِ أَمْرٍ تُرِيدُهُ ... وَأَلِّبْ وَجَمِّعْ كُلَّ مَا أَنْتَ جَامِعُ

لوگوں کو فساد پر ابھار (اور جن جن چیزوں کو تو جمع کرنا چاہتا ہے۔ جمع کر لیکن جو بات تو چاہتا ہے اس کے اسباب جمع ہونے کی امید نہ رکھ۔

وَدُونَكَ فَاعْلَمْ أَنَّ نَقْضَ عُهُودِنَا ... أَبَاهُ عَلَيْكَ الرَّهْطُ حِينَ تَبَايَعُوا

اس (بات) کو (گرہ میں باندھ) لے اور (اچھی طرح) جان لے کہ ہمارے عہد کے توڑنے سے مسلسل جماعتوں نے تیرے آگے انکار کر دیا ہے۔ (ہم نے رسول اللہ صلی علیہ وسلم سے جو عہد کیا ہے ہم اس کے توڑنے والے نہیں ہیں)۔

أَبَاهُ الْبَرَاءُ وَابْنُ عَمْرٍو كِلَاهُمَا ... وَأَسْعَدُ يَأْبَاهُ عَلَيْكَ وَرَافِعُ

براء اور ابن عمرو دونوں نے اس سے انکار کر دیا اور اسعد و رافع بھی تیرے روبرو انکار کر رہے ہیں۔

وَسَعْدٌ أَبَاهُ السَّاعِدِيُّ وَمُنْذِرٌ ... لِأَنْفِكَ إِنْ حَاوَلْتَ ذَلِكَ جَادِعُ

[1] نسخہ (الف) میں یہاں ایک واو زائد ہے اور وساطع لکھا ہے۔ جو وزن شعر میں فساد پیدا کرنے کے علاوہ معنی میں بھی کوئی خوبی نہیں پیدا کرتا۔ (احمد محمودی)

اور اُس سعد نے بھی جس کا جد اعلیٰ ساعدی ہے انکار کیا اور منذر نے بھی پھر بھی اس معاملے میں (تو نے) کوشش کی تو (یاد رکھ کہ) تیری ناک کٹ جائے گی (اس میں تو بہت رسوا ہو گا)

وَمَا ابْنُ رَبِيعٍ إِنْ تَنَاوَلْتَ عَهْدَهُ　　بِمُسْلِمِهِ لَا يَطْمَعَنْ ثَمَّ طَامِعُ

اور ابن ربیع بھی ایسا شخص نہیں ہے کہ اگر تو اس سے عہد بھی لے لے تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرے حوالے کر دے۔ غرض کسی لالچی کو اس معاملے میں کسی طرح کا لالچ نہیں چاہیئے۔

وَأَيْضًا فَلَا يُعْطِيكَهُ ابْنُ رَوَاحَةٍ　　وَإِخْفَارُهُ مِنْ دُونِهِ السَّمُّ نَاقِعُ

اور ابن رواحہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرے حوالے نہیں کرے گا اور آپ کے لیے سینہ سپر ہونے کے عہد کا توڑنا اس کے لئے زہر قاتل ہو گا۔

وَفَاءٌ بِهِ وَالْقَوْقَلِيُّ ابْنُ صَامِتٍ　　بِمَنْدُوحَةٍ عَمَّا تُحَاوِلُ يَافِعُ

آپ کے ساتھ وفاداری کرنے کے لیے تو قلی بن صامت کو بھی وسعت و قدرت ہے کہ تو ان چالبازیوں سے بچنے کے لیے جو کر رہا ہے (اس سے) وہ بلند و برتر ہے۔

أَبُو هَيْثَمٍ أَيْضًا وَفِيٌّ بِمِثْلِهَا　　وَفَاءً بِمَا أَعْطَى مِنَ الْعَهْدِ خَانِعُ

ابو ہیثم نے جو عہد کیا ہے۔ اس کے پورا کرنے میں وہ بھی ویسا ہی وفادار اور اپنے اقرار کا پابند ہے۔

وَمَا ابْنُ حُضَيْرٍ إِنْ أَرَدْتَ بِمَطْمَعٍ　　فَهَلْ أَنْتَ عَنْ أُحْمُوقَةِ الْغَيِّ نَازِعُ

اگر تو (کوئی چالبازی کرنا) چاہے تو ابن حضیر کے پاس
بھی کسی امید کی گنجائش نہیں تو کیا تو اپنی احمقی اور گمراہی سے (اب
بھی) الگ ہوگا (یا نہیں)

وَسَعْدُ أَخُو عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَإِنَّهُ ضَرُوحٌ لِمَا حَاوَلْتَ مِلْأَمْرِ مَانِعُ

اور عمرو بن عوف کے بھائی سعد کی بھی یہی حالت ہے کہ
تیرے ارادوں کو ٹھکرانے والا اور اس بات کو تو نہ ہونے دینے والا ہے۔

أُولَاكَ نُجُومٌ لَا يُغِبُّكَ مِنْهُمُ عَلَيْكَ بِنَحْسٍ فِي دُجَى اللَّيْلِ طَالِعُ

یہ ایسے ستارے ہیں کہ تجھ پر نحوست لے کر نکلنے میں کوئی
اندھیری رات ناغہ نہ ہونے دیں گے۔

کعب نے بھی ان لوگوں میں ابو الہیثم بن التیہان ہی کا ذکر
کیا ہے اور رفاعہ کا ذکر نہیں کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن ابی بکر نے بیان کیا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے منتخب سرداروں سے فرمایا۔

أَنْتُمْ عَلَى قَوْمِكُمْ بِمَا فِيهِمْ كُفَلَاءُ كَكَفَالَةِ الْحَوَارِيِّينَ لِعِيسَى ابْنِ
مَرْيَمَ، وَأَنَا كَفِيلٌ عَلَى قَوْمِي۔

تمہاری قوم میں جو کچھ (بھی حادثہ) ہو اس کے متعلق تم اپنی
قوم کے ذمہ دار ہو گئے جس طرح عیسٰی بن مریم کے پاس حواریین
ذمہ دار تھے اور میں اپنی قوم کا ذمہ دار ہوں گا۔ انھوں نے
کہا بہت خوب۔

اور مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ جب یہ لوگ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنے کے لیے جمع ہوئے تو بنی سالم

ابن عوف والے عباس بن عبادۃ بن نضلۃ الانصاری نے کہا۔

اے گروہ خزرج! کیا تم جانتے ہو کہ اس شخص سے تم کس بات پر بیعت کر رہے ہو۔ انھوں نے کہا ہاں۔ عباس نے کہا کہ تم لوگ اس بات پر بیعت کر رہے ہو کہ لوگوں میں کے سیاہ و سرخ سب کے خلاف جنگ کرو گے۔ اگر تم یہ خیال کرتے ہو کہ تمھارا مال (کسی) آفت سے برباد ہو جائے اور تم میں کے بلند رتبہ لوگ قتل ہو جائیں تو تم ان کی امداد چھوڑ دو گے تو ابھی سے (چھوڑ دو)۔ کیونکہ واللہ اگر تم نے ایسا کیا تو یہ دنیا و آخرت کی رسوائی ہے اور اگر تم یہ خیال کرتے ہو کہ تم کو جس طرف دعوت دی جارہی ہے اس کو تم اپنے مال کی بربادی اور بڑے رتبے والوں کے قتل ہونے کے باوجود پورا کرسکو گے تو اس معاملے کو ہاتھ میں لو اور واللہ یہ دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔ انھوں نے کہا ہم اس کو اپنے مال کی بربادی اور سربرآوردہ لوگوں کی جانی تباہی کے باوجود قبول کرتے ہیں لیکن یارسول اللہ! اگر ہم نے اس میں وفاداری کی تو ہم کو اس کے بدلے میں کیا ملے گا۔ فرمایا جنت۔ انھوں نے کہا اچھا تو ہاتھ بڑھائیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک دراز کیا اور انھوں نے آپ سے بیعت کی۔ عاصم بن عمر نے کہا کہ عباس نے یہ جو کچھ کہا صرف اس لئے کہا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کا طوق ان کی گردنوں میں مستحکم ہو اور عبداللہ بن ابی بکر نے کہا کہ عباس نے یہ جو کچھ کہا صرف اس لیے کہا کہ لوگوں کو اس وقت تو (قبول اسلام سے) پسپا کردے کہ شاید اس کے بعد عبداللہ بن ابی بن سلول بھی موجود ہو تو قوم کے لیے قوت کی کوئی نہ کوئی شکل پیدا ہو۔ ان میں سے کون سی بات واقعی تھی خدا ہی بہتر جانتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ سلول بنی خزاعہ میں کی ایک عورت کا نام ہے اور وہ ابی بن مالک بن الحارث بن عبید بن مالک بن سالم بن غنم بن عوف ابن الخزرج کی ماں تھی۔ ۵۶

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی النجار اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ پہلا شخص

جس نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی وہ ابو امامہ اسعد بن زرارہ تھے اور بنی عبد الاشہل کہتے ہیں کہ وہ ابو الہیثم بن التیہان تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے معبد بن کعب نے اپنے بھائی عبد اللہ بن کعب سے اور انھوں نے اپنے والد کعب بن مالک سے یہ روایت بیان کرتے ہوئے کہا کہ پہلا شخص جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی وہ براء بن المعرور تھے۔ ان کے بعد تمام لوگوں نے بیعت کی۔ پھر جب ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کر لی تو عقبہ کی چوٹی پر سے شیطان نے ایسی آواز سے جو میری سنی ہوئی آوازوں میں سب سے زیادہ بلند تھی چیخ کر کہا۔ اے گھروں کے رہنے والو! مذمم (یعنی قابل مذمت شخص) اور اس کے ساتھ جو بے دین لوگ ہیں ان کے متعلق تمھیں کوئی دلچسپی ہے۔ یہ لوگ تم سے جنگ کے لیے جمع ہوئے ہیں۔ راوی نے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

هٰذَا أَزَبُّ[1] الْعَقَبَةِ هٰذَا ابْنُ أَزْيَبَ قالَ ابنُ هشام ويقال:

أَزْيَبُ اِسْتَمِعْ[2] أَيْ عَدُوَّ اللهِ أَمَا وَاللهِ لَأَفْرُغَنَّ لَكَ

یہ اس گھاٹی کا ازب (نامی شیطان) ہے۔ یہ ازیب کا بیٹا ہے۔ ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے ازیب کہا ہے۔ اے دشمن خدا سن لے کہ واللہ! میں تیرے لیے (یعنے تیری سرکوبی کے لیے بھی) وقت فرصت نکالوں گا۔ راوی نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِرْفَضُّوا إِلٰى رِحَالِكُمْ

---

[1] ۔ ازب کے معنی کوتاہ قد یا بخیل کے ہیں۔ (احمد محمودی از سہیلی)
[2] ۔ (الف) میں استمع ہے یعنی اے دشمن خدا کیا تو سن رہا ہے (احمد محمودی)

اپنی اپنی سواریوں کی طرف متفرق ہو کر چلے جاؤ۔
(راوی نے) کہا عباس بن عبادہ بن نضلہ نے کہا اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ روانہ فرمایا ہے۔ اگر آپ چاہیں تو منیٰ میں جو لوگ ہیں ان پر کل ہی ہم لوگ اپنی تلواریں لے کر حملہ کر دیں۔
(راوی نے) کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَمْ نُؤْمَرْ بِذٰلِكَ وَلٰكِنِ ارْجِعُوْا اِلٰى رِحَالِكُمْ

ہمیں اس کا حکم نہیں دیا گیا اور لیکن اپنی سواریوں کی جانب لوٹ جاؤ۔
(راوی نے) کہا آخر ہم اپنی آرام گاہوں کی جانب لوٹ گئے اور صبح تک سوتے رہے۔

سویرے قریش کا انصار کے پاس پہنچنا اور بیعت کے متعلق گفتگو

(راوی نے) کہا کہ جب صبح ہوئی تو قریش کے سرآوردہ اصحاب سویرے ہی ہمارے پاس ہماری قیام گاہوں میں پہنچے اور کہا۔ اے گروہ خزرج! ہمیں خبر ملی ہے کہ تم ہمارے اس آدمی کے پاس اس لیے آئے تھے کہ اس کو ہمارے درمیان سے لے کر نکل جاؤ اور اس لیے آئے تھے کہ ہم سے جنگ کرنے کے لیے اس کے ہاتھ پر بیعت کرو۔ واللہ! عرب کا کوئی قبیلہ ایسا نہیں ہے جس سے ہمارا جنگ میں الجھا رہنا بہ نسبت تمہارے (ساتھ جنگ میں الجھنے کے) ہمیں زیادہ ناپسند ہو۔ (راوی نے) کہا تو وہاں جو ہماری قوم میں کے چند مشرک اٹھے اور قسمیں کھانے لگے کہ ایسی کوئی بات نہیں ہوئی اور نہ ہمیں ایسی کسی بات کا علم ہے۔

(راوی نے) کہا کہ انھوں نے سچ کہا کہ انھیں اس کا علم ہی نہ تھا۔
(راوی نے) کہا کہ ہم لوگوں کی یہ حالت تھی کہ ایک دوسرے کی صورت دیکھتے تھے
(راوی نے) کہا کہ پھر وہ لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور ان میں حارث بن ہشام بن مغیرہ مخزومی بھی تھا جو نئی نعلیں (جوتی کا جوڑا) پہنے تھا۔
(راوی نے) کہا کہ میں نے اس ارادے سے کہ گویا ان لوگوں کی باتوں میں (میں) خود بھی شریک ہوں اس سے ایک بات کہی۔ میں نے کہا اے جابر! تم تو ہماری قوم کے سردار ہو گیا تم سے اتنا بھی نہیں ہو سکتا کہ قریش کے اس جوان مرد کی سی ایک نعلین بنوا لو۔
(راوی نے) کہا حارث نے یہ بات سن لی اور اپنے پاؤوں سے نعلین اتار کر میری جانب پھینک دی اور کہا بخدا تم اسے پہن لو۔
(راوی نے) کہا کہ ابو جابر نے کہا خاموش رہو واللہ تم نے تو اس جوان کو غصے کر دیا۔ پس اس کی نعلین اسے پھیر دو۔
(راوی نے) کہا کہ میں نے کہا واللہ اسے واپس نہ دوں گا واللہ یہ تو ایک نیک شگون ہے[1]۔ واللہ اگر یہ شگون ٹھیک نکلا تو میں اس سے (سب کچھ) چھین لوں گا۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا کہ یہ لوگ عبداللہ بن ابی سلول کے پاس گئے اور اس سے ویسا ہی کہا جیسا کہ کعب نے ذکر کیا ہے تو اس نے ان سے کہا واللہ! یہ تو بڑی اہمیت رکھنے والی چیز ہے۔ میری قوم تو مجھ سے اس طرح سبقت کرنے والی نہ تھی اور میں نہیں سمجھتا کہ ایسا ہوا ہو۔ راوی نے کہا کہ پھر وہ اس کے پاس سے واپس ہو گئے۔

قریش کا انصار کی تلاش میں نکلنا

(راوی نے) کہا کہ لوگ منیٰ سے واپس ہوئے تو یہ لوگ اسی

---

[1] (ب ج د) میں فاءل واللہ صالح ہے اور (الف) میں قال واللہ صالح اس کے معنی یہ ہوں گے کہ انھوں نے کہا واللہ اچھی بات ہے۔ (احمد محمودی)

خبر کی چھان بین میں لگ گئے تو انھیں معلوم ہوا کہ ضرور یہ بات ہوئی ہے اور ان لوگوں کی تلاش میں نکلے تو سعد بن عبادہ اور بنی ساعدہ بن کعب ابن الخزرج والوں نے منذر بن عمرو کو مقام اذاخر میں جا ملایا اور یہ دونوں کے دونوں سرداران قوم تھے۔ منذر نے تو ان لوگوں کو تنگ کر دیا لیکن سعد کو ان لوگوں نے پکڑ لیا اور ان کی سواری کے تسمے سے ان کے ہاتھ ان کی گردن سے باندھ دیے اور انھیں لے کر مکہ آئے ان کو مارتے بھی جاتے تھے اور ان کے سر کے بال بھی پکڑ کر کھینچتے جاتے تھے اور وہ بہت بالوں والے تھے۔ سعد نے کہا کہ واللہ! میں ان کے ہاتھوں میں (پھنسا ہوا) تھا کہ ایکا ایکی ان کے پاس قریش کی ایک جماعت آئی جس میں ایک شخص پاک صاف گورا لمبا حسین لوگوں میں مقبول صورت بھی تھا۔ راوی نے کہا میں نے اپنے دل میں کہا اگر ان لوگوں میں سے کسی میں کوئی بھلائی ہو تو اسی شخص میں ہوگی۔ کہا کہ جب وہ میرے نزدیک ہوا تو اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور مجھے زور سے ایک تھپیڑ مارا۔

(راوی نے) کہا کہ میں نے اپنے دل میں کہہ لیا کہ نہیں واللہ اس کے بعد ان میں سے کسی میں بھی کوئی بھلائی نہیں ہے۔ کہا کہ واللہ میں ان کے ہاتھوں میں تھا وہ مجھے کھینچے لیے پھرتے تھے کہ ایکا ایکی انھیں میں کے ایک شخص نے مجھ پر ترس[1] کھایا اور کہا ارے تجھ پر افسوس! کیا تیرے اور قریش کے لوگوں میں سے کسی کے درمیان پناہ یا کوئی معاہدہ نہیں ہے۔

(راوی نے) کہا کہ میں نے کہا کیوں نہیں واللہ میں جبیر بن معطم ابن عدی بن نوفل بن عبد مناف کو اس کی تجارت کے زمانے میں پناہ دیتا رہا ہوں اور میری بستیوں میں جو لوگ ان پر ظلم کرنا چاہتے تھے

---

[1] (ب ج د) میں اوی لی ہے جس کے معنی رحم کرنے ترس کھانے کے ہیں۔ (الف) میں اوی الی ہے جس کے معنی آنے یا مائل ہونے کے لیے جا سکتے ہیں لیکن پہلا نسخہ مرجح ہے۔ (احمد محمودی)

ان سے انھیں بچاتا رہا ہوں اور حارث بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف کو بھی بچاتا رہا ہوں تو اس نے کہا ارے کمبخت! تو پھر ان دونوں شخصوں کا نام لیکر انھیں پکار اور تیرے اور ان کے درمیان جو تعلقات ہیں انھیں یاد دلا۔

(راوی نے) کہا میں نے ویسا ہی کیا اور وہ شخص ان دونوں کی طرف چلا گیا اور انھیں مسجد میں کعبۃ اللہ کے پاس پایا تو اس نے ان سے کہا کہ بنی خزرج کا ایک شخص اس وقت مقام ابطح میں پٹ رہا ہے اور تم دونوں کا نام لے کر چلا رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ اس کے اور تمھارے درمیان پناہ دہی کا عہد ہے۔ ان دونوں نے کہا۔ وہ ہے کون۔ اس نے کہا کہ سعد بن عبادۃ۔ ان دونوں نے کہا۔ اس نے سچ کہا ہے۔ واللہ! وہ ہماری تجارت کے زمانے میں ہمیں پناہ دیا کرتا تھا اور اپنی بستی میں ان لوگوں کو ظلم کرنے سے روکتا تھا۔

(راوی نے) کہا تو وہ دونوں آئے اور سعد کو ان کے ہاتھوں سے چھڑا دیا وہ چھوٹ کر چلے گئے اور سعد کو جس نے تماچہ مارا تھا وہ بنی عامر بن لوئی میں کا ایک شخص سہیل بن عمرو تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ جس شخص نے سعد پر ترس کھایا تھا وہ ابو البختری بن ہشام تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ پہلا شعر جو ہجرت کے متعلق کہا گیا ہے وہ دو بیتیں ہیں جو بنی محارب بن فہر میں کے ایک شخص ضرار بن الخطاب بن مرداس نے کہی ہیں:-

تَدَارَكْتُ سَعْدًا عَنْوَةً فَأَخَذْتُهُ ۔۔۔ وَكَانَ شِفَاءً لَوْ تَدَارَكْتُ مُنْذِرًا

میں نے سعد پر غلبہ حاصل کرلیا اور اسکو پکڑ لیا اور میرے دل کو تشفی ہوتی اگر میں منذر کو جا ملاتا۔

وَلَوْ نِلْتُهُ طُلَّتْ هُنَاكَ جِرَاحُهُ ۔۔۔ وَكَانَ حَرِيًّا[1] أَنْ يُهَانَ وَيُهْدَرَا

[1] (ب ج د) میں وکان حریا ان یہان یھدرا۔ جس کے یہ معنی ہوں گے کہ وہ شخص ہے بھی

اور اگر میں اسے پاتا، تو وہاں اسے جس قدر بھی زخم لگائے جاتے، وہ بے بدل ہوتے (اس کا بدلہ کوئی مجھ سے نہ لے سکتا)۔

اور وہ زخم تجھے بھی اسی قسم کے کہ ان کی ذلت کی جائے اور انھیں جائز کیا جائے (اور اس کا بدلہ نہ لیا جائے۔)

ابن ہشام نے کہا کہ بعض روایتوں میں "وکان حقیقاً ان تہان ویھدرا"[1] ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اس کے بعد حسان بن ثابت نے اس کا جواب دیا اور کہا۔

لَسْتَ إِلَى سَعْدٍ وَلَا الْمَرْءِ مُنْذِرٍ ... إِذَا مَا مَطَايَا الْقَوْمِ أَصْبَحْنَ ضُمَّرَا

تو نہ تو سعد کی برابری کر سکتا ہے اور نہ منذر (جیسے) شخص کی خاص کر جب کہ ان لوگوں کی سواریاں خاص طریقے سے تیار کی ہوئی ہیں۔

۶۰ فَلَوْلَا أَبُو وَهْبٍ لَمَرَّتْ قَصَائِدٌ ... عَلَى شَرَفِ الْبَرْقَاءِ يَهْوِينَ حُسَّرَا

پس اگر ابو وہب نہ ہوتا (جس نے تیرے شعر یہاں تک پہنچائے) تو (تیرے) قصیدے پتھریلی اور ریتیلی مسافت تک پہنچ کر تھک کر گر جاتے۔ (یعنی تیرے اشعار اس قابل نہیں کہ وہ شہرت پا کر دور دور تک پہنچ سکیں)۔

أَتَفْخَرُ بِالْكَتَّانِ لَمَّا لَبِسْتَهُ ... وَقَدْ تَلْبَسُ الْأَنْبَاطُ رِيطًا مُقَصَّرَا

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ:۔ اسی قابل کہ اس کو ذلیل کیا جائے اور اس کا خون مباح کر دیا جائے اور یہی نسخہ مرجح معلوم ہوتا ہے کیونکہ زخموں کو ذلیل کرنا کوئی معقول بات نہیں بلکہ زخموں کو ذلیل کرنے کے معنی ہو سکتے ہیں کہ زخمی کرنے کو اہمیت نہ دی جائے۔ قلت یدیں (احمد محمودی)

[1] (ب ج د) میں یہان ویھدرا دونوں جگہ یائے تحتانی سے ہے (الف) میں تہان یا جاد فوقانی اور یھدرا یائے تحتانی ہے۔ جرا ما کے ساتھ تہان یا تائے فوقانی صحیح ہو سکتا تھا لیکن حقیقاً کے ساتھ یہ کس طرح درست ہو سکیگا۔ میری سمجھ میں تو نہ آسکا۔ (احمد محمودی)

کیا تو کتان۔کا لباس پہن کر اتراتا ہے حالانکہ نبطی قوم
کے لوگ بھی سفید دھوئی ہوئی چادروں کا استعمال کرتے ہیں
(کیا وہ ایسے کپڑوں کے پہن لینے سے شرافت کا کوئی رتبہ
حاصل کر سکتے ہیں)۔

فَلَاتَكُ كَالْوَسْنَانِ يَحْلُمُ أَنَّهُ بِقَرْيَةِ كِسْرَى أَوْبِقَرْيَةِ قَيْصَرَا

پس تو اونگھنے والے کی طرح نہ ہو جا جو خواب میں دیکھتا
ہے کہ وہ کسریٰ کی بستی میں یا قیصر کی بستی میں ہے۔

وَلَاتَكُ كَالثَّكْلَى وَكَانَتْ بِمَعْزِلٍ عَنِ[1] الثُّكْلِ لَوْكَانَ الْفُؤَادُ تَفَكَّرَا

اور نہ اس عورت کی طرح ہو جا جس کا بچہ مرگیا ہو (اور
وہ رات دن اسی کے خیال میں رنج و غم میں مبتلا رہتی ہو) اگر
اس کے دل میں عقل و تفکر ہوتا تو وہ بچے کے مرنے پر غم و اندوہ
کرنے سے الگ ہو جاتی۔

وَلَاتَكُ كَالشَّاةِ الَّتِي كَانَ حَتْفُهَا بِحَفْرِ ذِرَاعَيْهَا فَلَمْ تَرْضَ مَحْفَرَا

اور تو اس بکری کا سا نہ ہو جا جس کی موت اس کے
ہاتھوں سے کھودی ہوئی چیز[2] سے ہوئی اور وہ (اپنے) کھودنے
سے خوش نہ ہوئی۔

---

[1] (الف میں عن کے بجائے علی ہے جو تحریف کاتب معلوم ہوتی ہے کیونکہ عزل کا
صلہ علی سے نہیں آتا (احمد محمودی)

[2] اس کا قصہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ کوئی شخص کسی بکری کو پکڑ کر اس کے ذبح کرنے
کے لیے کوئی چیز تلاش کر رہا تھا۔اس حالت میں وہ بکری ہاتھ پاؤں مارنے لگی جس سے
زمین کھدی تو وہاں سے ایک چھری نکل آئی اور وہی چھری اس کے ذبح کرنے میں کام آئی
تو یہ قصہ ضرب المثل ہوگیا۔ (احمد محمودی)

۶۱ وَلَاتَكُ كَالْغَاوِي فَأَقْبَلَ نَحْرَهُ ۔ وَلَمْ يَخْشَهُ سَهْمًا مِنَ النَّبْلِ مُضْمَرًا

اور اس چھپے ہوئے بھونکنے والے کا سا نہ ہو جا جس سے تیروں میں سے کسی تیر نے خوف نہیں کیا بلکہ ایک تیر آکر اس کے حلق میں بیٹھ گیا۔

فَإِنَّا وَمَنْ يُهْدِي الْقَصَائِدَ نَحْوَنَا ۔ كَمُسْتَبْضِعٍ تَمْرًا إِلَى أَرْضِ خَيْبَرَا

ہماری اور ہماری جانب قصائد بھیجنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص سرزمین خیبر میں تجارت کے مال کے طور پر فروخت کے لیے کھجور لایا ہو (یعنی ہم لوگ تو شعر و شاعری کا معدن ہیں ہمارے سامنے کوئی شخص شعر کس طرح پیش کر سکتا ہے)۔

عمرو بن الجموح کے بت کا قصہ

راوی نے کہا کہ پھر جب یہ لوگ مدینہ آئے تو وہاں اسلام کا اظہار کیا اور حالت یہ تھی کہ ان کی قوم کے بہت سے بڑے بوڑھے اپنے دین شرک پر باقی تھے جن میں سے عمرو بن الجموح بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ بھی تھا جس کے لڑکے معاذ بن عمرو نے عقبہ کی حاضری کا اور وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کا شرف حاصل کر لیا تھا اور عمرو بن الجموح بنی سلمہ کے سرداروں میں کا ایک سردار تھا اور ان میں کے سربرآوردہ لوگوں میں سے تھا اس نے اپنے گھر میں لکڑی کا ایک بت دوسرے سربرآوردہ افراد کی طرح بنا رکھا تھا جس کا نام مناۃ تھا۔ اس کو معبودانہ حیثیت میں رکھا تھا اس کی عظمت کرتا اور اس کو پاک صاف رکھتا تھا۔ پھر جب بنی سلمہ میں کے نوجوان افراد معاذ بن جبل اور خود اس کا لڑکا معاذ بن عمرو

ابن الجموح وغیرہ نے اسلام قبول کیا اور مقام عقبہ میں حاضر ہو کر آئے تو یہ لوگ رات کے وقت اندھیرے میں عمرو کے اس بت کے پاس پہنچے اور اسے اٹھا کر بنی سلمہ کی بستی کے کسی گڑھے میں جس میں لوگوں کی گندگیاں ہوتیں، اسے الٹا سر کے بل ڈال دیتے اور جب عمرو صبح میں اٹھتا تو کہتا ارے کمبختو! ہمارے معبود پر آج کی رات کس نے دست درازی کی۔ پھر وہ سویرے ہی ڈھونڈنے نکلتا اور جب وہ اسے پالیتا تو اس کو دھوتا اور پاک صاف کرتا اور خوشبو لگاتا اور کہتا واللہ! اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ کس نے تیرے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے تو ضرور اسے ذلیل کروں اور پھر جب شام ہوتی اور عمرو سو جاتا تو اس پر دست درازی کرتے اور اس کے ساتھ وہی سلوک کرتے اور پھر جب وہ سویرے اٹھتا اور اس کو ویسی ہی گندگی میں پڑا پاتا جس طرح پہلے پایا تھا تو اس کو دھوتا اور پاک وصاف کرتا اور خوشبو لگاتا۔ پھر جب شام ہوتی تو اسی طرح اس پر دست درازی کرتے اور اس کے ساتھ وہی معاملہ کیا جاتا۔ پھر جب یہی سلوک انھوں نے اس کے ساتھ کئی بار کیا تو ایک روز جب اسے وہاں سے نکال لایا جہاں انھوں نے اسے ڈال دیا تھا تو اسے دھو دھلا کر خوشبو لگا کر رکھا اور ایک تلوار لا کر اس کے گلے میں لٹکا دی اور اس سے کہا واللہ میں نہیں جانتا کہ یہ معاملہ جو تیرے ساتھ کر رہا ہے وہ کون ہے اور جس کو تو بھی دیکھ رہا ہے اور اگر تجھ میں کسی طرح کی بھلائی (قوت) ہے تو خود اپنی حفاظت کر لے۔ یہ تلوار بھی تیرے ساتھ ہے پھر جب شام ہوئی اور وہ سو گیا تو ان لوگوں نے اس پر چھاپہ مارا اور اس کے گلے میں سے تلوار بھی لے لی اور ایک مرا ہوا کتا لے کر اس کے ساتھ رسی سے باندھ دیا اور اس کو بنی سلمہ کے گڑھوں میں سے کسی گڑھے میں ڈال دیا جس میں لوگوں کی گندگیاں تھیں۔ پھر جب عمرو بن الجموح صبح اٹھا اور اس کو اس جگہ نہ پایا جس جگہ وہ رہا کرتا تھا تو اس کو ڈھونڈنے نکلا یہاں تک کہ اس کو اس گڑھے میں پایا کہ مردہ کتے کے ساتھ اوندھا

۹۲

پڑا ہے۔ جب اس نے اسے دیکھا اور اس کی حالت پر بھی غور کی نظر ڈالی اور اس کی قوم میں سے بعض ان لوگوں نے اس سے گفتگو بھی کی جنھوں نے اسلام اختیار کر لیا تھا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سبب سے اس نے اسلام اختیار کر لیا اور اسلام میں اچھی حالت حاصل کر لی اور جب اسلام اختیار کر لیا اور اللہ تعالیٰ کے صفات کا بھی عرفان حاصل ہوا تو اپنے اس بت کا اور اس بت کے جو حالات گہری نظر سے دیکھے تھے۔ ان کا ذکر کرتے ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ کا جس نے اس کو اس اندھے پن اور گمراہی سے نکالا۔ شکر کرتے ہوئے کہا۔

وَاللّٰهِ لَوْ كُنْتَ إِلٰهًا لَمْ تَكُنْ ۔۔۔ أَنْتَ وَكَلْبٌ وَسْطَ بِئْرٍ فِي قَرَنْ

اللہ کی قسم! اگر تو معبود ہوتا تو تو ایک گڑھے میں کتے کے ساتھ نہ پڑا رہتا۔

أُفٍّ لِمَلْقَاكَ إِلٰهًا مُسْتَدَنْ ۔۔۔ أَلْآنَ فَتَّشْنَاكَ عَنْ سُوءِ الْغَبَنْ

باوجود معبود ہونے کے تیرے اس طرح پڑے رہنے پر تف ہے۔ تیرے متعلق اب ہمیں اپنی رائے کی بدترین غلطی کی تحقیق ہو گئی

أَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ ذِي الْمِنَنْ ۔۔۔ أَلْوَاهِبِ الرَّزَّاقِ دَيَّانِ الدِّيَنْ

تمام تعریف تو اللہ تعالیٰ کی ہے جو احسانات والا اور صاحب عطا۔ روزی دینے والا اور دینداروں کو جزا دینے والا ہے۔

هُوَ الَّذِي أَنْقَذَنِي مِنْ قَبْلِ أَنْ ۔۔۔ أَكُونَ فِي ظُلْمَةِ قَبْرٍ مُرْتَهَنْ

وہی ذات ہے جس نے قبر کی اندھیری میں پھنسنے سے پہلے ہی مجھے (شرک و کفر سے) بچا لیا۔

عقبہ دوم کی بیعت کی شرطیں

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ کی اجازت دی تو اس جنگ کی بیعت کی شرطیں ان شرطوں سے علیحدہ تھیں جو عقبہ اولیٰ میں کی گئی تھیں۔ پہلی بیعت عورتوں کی بیعت (کے الفاظ) پر تھی اور اس کا سبب یہ تھا کہ اللہ عزوجل نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ کی اجازت عطا نہیں فرمائی تھی اور جب اللہ نے آپ کو جنگ کی اجازت مرحمت فرمائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ دوم میں ان لوگوں سے سیاہ و سرخ (تمام) سے جنگ کرنے کی بیعت لی تو آپ نے اپنی ذات کے لیے بھی (عہد) لیا اور اپنے پروردگار کے متعلق بھی ان پر شرطیں لگائیں اور ان شرطوں کے پورا کرنے کے عوض میں ان کے لیے جنت کی قرارداد کی۔ مجھ سے عبادۃ بن الولید بن عبادۃ بن الصامت نے اپنے والد ولید اور اپنے دادا عبادۃ بن الصامت سے جو (عقبہ دوم کے منتخبہ) سرداروں میں سے تھے۔ حدیث بیان کی انھوں نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے پر بیعت کی اور عبادہ ان بارہ آدمیوں میں سے تھے جنھوں نے آپ سے عقبہ اولیٰ میں عورتوں کی بیعت (کے الفاظ) پر بیعت کی تھی کہ ہم اپنی تنگ حالی اور تونگری اور خوشی اور مجبوری میں اور ہر ایک قطعی حکم میں جو ہمیں دیا جائے۔ اطاعت و فرمانبرداری کریں گے اور احکام میں حکام سے نہ جھگڑیں گے اور ہم جہاں کہیں بھی ہوں حق بات کہیں گے اور اللہ (کے احکام) کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت کا خوف نہ کریں گے۔

فصل۔حاضرین عقبہ کے نام

ابن اسحٰق نے کہا کہ یہ نام ہیں ان لوگوں کے جو اوس وخزرج میں سے مقام عقبہ میں حاضر ہوئے تھے اور وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور یہ تہتر مرد اور دو عورتیں تھیں۔ اوس بن حارثہ ابن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی شاخ بنی عبد الاشہل بن جشم بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن عامر بن الاوس میں سے تین شخص اُسید بن حضیر بن سماک بن عتیک بن رافع بن امرئ القیس بن زید بن عبد الاشہل جو منتخب سردار تھے یہ جنگ بدر میں موجود نہ تھے اور سلمۃ بن سلامہ بن وقش بن زغبۃ بن زعوراء بن عبد الاشہل۔ یہ بدر میں بھی موجود تھے۔ اورابوالہیثم بن التیہان جن کا نام مالک تھا اور بدر میں بھی یہ موجود تھے۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے زَعورا کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی حارثہ بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس میں سے تین آدمی ظہیر بن رافع بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ۔

اور ابو بردہ بن نیار جن کا نام ہانی بن نیار بن عمرو بن عبید بن عمرو ابن کلاب بن دہمان بن غنم بن ذہل بن ہمیم بن کاہل بن ذہل ابن ہنی بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ جو ان کے حلیف اور بدر میں حاضر تھے۔

اور نہیر بن الہیثم جو بنی نابی بن مجدعہ بن حارثہ بن الحارث ابن الخزرج بن عمرو بن مالک ابن اوس کی شاخ آل السواف بن قیس بن عامر بن نابی بن مجدعہ بن حارثہ میں سے تھے۔

اور بنی عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس میں سے پانچ شخص سُعد ابن خیثمہ بن الحارث بن مالک بن کعب بن النحاط بن کعب بن حارثہ ابن غنم بن السلم بن امرئ القیس بن مالک بن الاوس جو منتخب سردار اور بدر میں موجود تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ کر شہادت

کا مرتبہ حاصل کیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابن اسحٰق نے انھیں بنی عمرو بن عوف کی جانب منسوب کیا ہے حالانکہ یہ بنی غنم بن السلم میں کے تھے کیونکہ بعض وقت کوئی شخص کسی قوم میں متبنیٰ ہوتا تھا تو وہ انھیں ایں رہتا تھا اور انھیں کی جانب منسوب ہوتا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور رفاعہؓ بن عبدالمنذر بن زنبر بن زید بن امیہ ابن زید بن مالک بن عوف بن عمرو جو منتخب سردار اور بدر میں موجود تھے اور احد کے روز شہید ہوئے اور عبداللہؓ بن جبیر بن النعمان بن امیہ بن البرک اور برک کا نام امرءالقیس تھا۔ ابن ثعلبہ بن عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس بدر میں موجود تھے اور احد میں شہید ہوئے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے تیر اندازی کرنے والوں پر امیر تھے۔

ابن ہشام کے قول کے مواق بعضوں نے امیۃ بن البرک کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور معنؓ بن عدی بن الجد بن العجلان بن حارثہ بن صبیعہ جو ان کے حلیف بنی بلیؔ میں سے تھے بدر و احد و خندق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام مشاہد میں حاضر رہے اور ابو بکر الصدیق کے عہد خلافت میں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

اور عویمؓ بن ساعدۃ بدر و احد و خندق میں موجود تھے۔ جملہ گیارہ آدمی عقبہ میں قبیلہ اوس کے تھے۔

۶۶ اور خزرج بن الحارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی شاخ بنی النجار میں سے جس کا نام تیم اللہ بن ثعلبہ بن عمرو بن الخزرج تھا چھ شخص ابو ایوب خالد بن زید بن کلیب بن ثعلبہ بن عبد عوف بن غنم بن مالک بن النجار جو بدر و احد و خندق تمام مشاہد میں موجود رہے اور زمانہ معاویہ میں سرزمین روم میں غازیانہ حالت میں انتقال کیا

اور معاذؓ بن الحارث بن رفاعۃ بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک ابن النجار بدر و احد و خندق تمام مشاہد میں حاضر رہے اور یہ عفراء کے

بیٹے تھے۔

اوران کے بھائی عوفؓ بن الحارث بھی بدر میں موجود تھے اور اسی میں شہید ہوئے اور یہ بھی عفراء کے فرزند تھے۔

اوران کے (ایک دوسرے) بھائی معوذؓ بن الحارث تھے اور بدر میں موجود تھے اور اسی میں شہید بھی ہوئے اور یہی وہ شخص ہیں جنھوں نے ابوجہل بن ہشام بن المغیرہ کو قتل کیا اور یہ بھی عفراء ہی کے فرزند تھے۔

اور ابن ہشام کے قول کے مطابق بعضوں نے کہا کہ رفاعۃ بن الحارث ابن سواد۔

اور عمارہؓ بن حزم بن زید بن لوذان بن عمرو بن عبد عوف بن غنم بن مالک بن النجار بدر و احد و خندق تمام مشاہد میں موجود رہے اور ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

اور اسعدؓ بن زرارۃ بن عدس بن عبید بن ثعلبۃ بن غنم بن مالک بن النجار جو منتخب سردار تھے بدر کے پہلے ہی جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کی تعمیر ہو رہی تھی انتقال کیا اور یہ ابو امامہ سے مشہور تھے۔

اور بنی عمرو بن مبذول بن عامر بن مالک بن النجار میں سے۔

سہل بن عتیک بن نعمان بن عمرو بن عتیک بن عمرو جو بدر میں موجود تھے ایک ہی شخص۔

اور بنی عمرو بن مالک بن النجار میں سے جو بنو حدیلہ کہلاتے ہیں دو شخص۔

ابن ہشام نے کہا کہ حدیلہ مالک بن زید مناۃ بن حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج کی بیٹی تھی۔

اوسؓ بن ثابت بن المنذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار جو بدر میں موجود تھے۔

اور ابو طلحہؓ جن کا نام زید بن سہل بن الاسود بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ

ابن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار جو بدر میں بھی تھے ۔
اور بنی مازن بن النجار میں سے دو شخص ۔
قیس بن ابی صعصعہ عمرو بن زید بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن جو بدر میں بھی حاضر تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز انھیں لشکر کے پچھلے حصے پر مامور فرمایا تھا ۔
اور عمرو بن غزیہ بن عمرو بن ثعلبہ بن عطیہ بن خنساء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن ۔ جملہ گیارہ آدمی بنی النجار میں کے عقبہ میں حاضر تھے ۔
ابن ہشام نے کہا کہ عمرو بن غزیہ بن عمرو بن ثعلبۃ بن عطیہ بن خنساء جس کا ذکر ابن اسحٰق نے کیا ہے وہ عمرو بن غزیہ بن عمرو بن عطیہ بن خنساء ہے اس کا ذکر ابن خنساء نے کیا ہے ۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ بلحارث بن الخزرج میں سے سات شخص ۔
سعد بن الربیع بن عمرو بن ابی زہیر بن مالک بن امرء القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث جو منتخب سردار اور حاضر بدر تھے اور احد میں شہید ہوئے ۔
اور خارجہ بن زید بن ابی زہیر بن مالک بن امرء القیس بن مالک ابن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث بدر میں حاضر تھے اور احد میں شہید ہوئے ۔

لہ ۔ اس جگہ پر (الف) میں ابن عطیہ نہیں ہے ۔
۲ ۔ اس مقام پر (الف) میں عمرو بن کا لفظ نہیں ہے ۔
۳ ۔ خط کشید الفاظ صرف (الف) میں ہیں دوسرے نسخوں میں نہیں ہیں اور غلط معلوم ہوتے ہیں ۔ اصل مقصد ابن ہشام کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابن اسحٰق نے جو نسب نامہ بیان کیا ہے اس میں بن ثعلبہ کا لفظ زیادہ ہے لیکن نسخہ (الف) میں "ابن عطیہ" اور عمرو بن" کے الفاظ کے حذف اور " اس کا ذکر ابن خنساء نے کیا ہے" کی زیادتی سے عبارت کچھ بے ربط سی ہوگئی ہے جس کا مطلب میری سمجھ ہی نہیں آیا اور (ب ج د) کا نسخہ بالکل واضح ہے ۔ (احمد محمودی)

اورعبداللہ بن رواحہ بن امرء القیس بن عمرو بن امرء القیس بن مالک ابن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث منتخب سردار بدر واحد وخندق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام مشاہد میں بجز فتح مکہ اور اس کے بعد کی جنگوں کے موجود رہے اور جنگ موتہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امیر بنے ہوئے شہید ہوئے۔

اور بشیر بن سعد بن ثعلبہ بن خلاس بن زید بن مالک بن ثعلبۃ بن کعب ابن الخزرج بن الحارث ابوالنعمان بن بشیر بدر میں حاضر تھے

اورعبداللہ بن زید بن ثعلبہ بن عبدربہ بن زید مناۃ بن الحارث بن الخزرج بدر میں موجود تھے اور یہی صاحب ہیں جنھیں خواب میں اذان دینے کا طریقہ بتایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس خواب کو بیان کیا تو آپ نے اسی طرح اذان دینے کا حکم فرمایا:۔

اور خلاد بن سوید بن ثعلبۃ بن عمرو بن حارثہ بن امرء القیس بن مالک بن ثعلبۃ بن کعب بن الخزرج بدر، احد اور خندق میں حاضر تھے اور بنی قریظہ کے روز شہید ہوئے۔ بنی قریظہ کے قلعوں میں سے ایک قلعہ پر سے ان پر چکی گرائی گئی جس سے ان کا سر پھٹ گیا تو لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

إِنَّ لَهُ لَأَجْرَ شَهِيدَيْنِ۔

ان کے لیے دو شہیدوں کا اجر ہے۔

اور عقبہ بن عمرو بن ثعلبہ بن اسیرۃ بن عُسیرۃ بن جدارۃ بن عوف بن الحارث بن الخزرج جن کی کنیت ابومسعود تھی اور یہ حاضرین عقبہ میں سب سے کم عمر تھے۔ بدر میں حاضر نہ تھے۔

اور بنی بیاضہ بن عامر بن زریق بن عبد حارثہ میں سے تین شخص۔

لہ خط کشیدہ اسماء (الف) میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

زیادؓ بن لبید بن ثعلبہ بن سنان بن عامر بن عدی بن امیہ بن بیاضہ جو بدر میں بھی موجود تھے۔

اورؓ فروہ بن عمرو بن ودفہ بن عبید بن عامر بن بیاضہ جو بدر میں بھی حاضر تھے۔
ابن ہشام نے کہا بعضوں نے وذفہ کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اورؓ خالد بن قیس بن مالک بن العجلان بن عامر بن بیاضہ جو بدر میں بھی تھے۔ ۶۹

اور بنی زریق کی شاخ عامر بن زریق بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب ابن جشم بن الخزرج میں سے چار شخص۔

ازؓ رافع بن مالک بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق۔ منتخب سردار۔ اور ذکوان بن عبد قیس بن خلدۃ بن مخلد بن عامر بن زریق یہ صاحب (مدینہ سے) نکلکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگئے تھے اور مکہ میں آپ کے ساتھ ہی رہا کرتے تھے۔ اور مدینہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہجرت کر کے آگئے تھے۔ اسی لیے انھیں مہاجر انصاری کہا جاتا تھا۔ بدر میں موجود رہے اور احد میں شہید ہوئے۔

اورؓ عبادۃ بن قیس بن عامر بن خلدۃ بن مخلد بن عامر بن زریق نے بدر مین حاضری دی۔

اورؓ الحارث بن قیس بن خالد بن عامر بن زریق۔ بدر میں بھی حاضر رہے۔

اور بنی سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردۃ بن تزید بن جشم بن الخزرج کی شاخ بنی عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے گیارہ آدمی۔

البراءؓ بن معرور بن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید۔ منتخب سردار جن کے متعلق بنو سلمہ کا دعوی ہے کہ وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور بیعت کے لیے شرط پیش کی اور ان سے بھی شرط منوائی گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ کو

تشریف لانے سے پہلے انتقال کر گئے۔

اوران کے فرزند بشر بن البراء بدر، احد اور خندق میں حاضر رہے اور خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زہر آلود بکری کے گوشت کا ایک نوالہ کھانے کے سبب سے وہیں انتقال کر گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی سلمہ سے جب دریافت فرمایا۔ مَنْ سَيِّدُكُمْ۔ تم میں کا سردار کون ہے تو انھوں نے عرض کی کہ ہمارا سردار الجد بن قیس ہے اگرچہ وہ کنجوس ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں کے متعلق فرمایا تھا۔

وَأَيُّ دَاءٍ أَكْبَرُ مِنَ الْبُخْلِ، سَيِّدُ بَنِي سَلِمَةَ الْأَبْيَضُ الْجَعْدُ بِشْرُ ابْنُ الْبَرَاءِ

کنجوسی سے بڑھ کر کونسی بیماری ہے (نہیں) بنی سلمہ کا سردار گورا۔ گھونگر والے بال والا بشر بن البراء ہے۔

اور سنان بن صیفی بن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید۔ بدر میں رہے اور خندق کے روز شہید ہوئے

اور الطفیل بن النعمان بن خنساء بن سنان بن عبید۔ بدر میں موجود تھے اور خندق کے روز شہید ہوئے۔

اور معقل بن المنذر بن سرح بن عبید۔ بدر میں بھی تھے

اور ان کے بھائی یزید بن المنذر۔ بدر میں بھی تھے

اور مسعود بن یزید بن سبیع بن خنساء بن سنان بن عبید۔

اور الضحاک بن حارثہ بن زید بن ثعلبہ بن عبید۔ بدر میں بھی رہے۔

اور یزید بن خذام بن سبیع بن خنساء بن سنان بن عبید۔

اور جبار بن صخر بن امیہ بن خنساء بن سنان بن عبید۔ بدر میں بھی موجود تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض جبار بن صخر بن امیہ بن خناس بھی کہتے ہیں
ابن اسحٰق نے کہا اور طفیل بن مالک بن خنساء بن سنان بن عبید بدر میں بھی تھے۔

۱۷ اور بنی سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ کی شاخ بنی کعب بن سواد میں سے کعب بن مالک بن ابی کعب بن القین بن کعب (صرف) ایک شخص۔

اور بنی غنم بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے پانچ آدمی۔
سلیم بن عمرو بن حدیدۃ بن عمرو بن غنم بدر میں بھی موجود تھے۔
اور قطبہ بن عامر بن حدیدۃ بن عمرو بن غنم۔ بدر میں بھی تھے۔
اور ان کے بھائی یزید بن عامر بن حدیدۃ بن عمرو بن غنم جنکی کنیت ابو المنذر تھی۔ بدر میں بھی حاضر تھے۔
اور ابو الیسر جن کا نام کعب بن عمرو بن عباد بن عمرو بن غنم تھا۔ بدر میں بھی تھے
اور صیفی بن سواد بن عباد بن عمرو بن غنم۔
ابن ہشام نے کہا صیفی بن اسود بن عباد بن عمرو بن سواد کو غنم نامی کوئی بیٹا نہ تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی نابی بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے پانچ آدمی۔
ثعلبہ بن غنمہ بن عدی بن نابی۔ بدر میں موجود تھے اور خندق میں شہید ہوئے۔
اور عمرو بن غنمہ بن عدی بن نابی۔
اور عبس بن عامر بن عدی بن نابی۔ بدر میں موجود تھے۔
اور ان کے حلیف عبد اللہ بن انیس جو قضاعہ میں سے تھے۔
اور خالد بن عمرو بن عدی بن نابی۔
اور بنی حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے سات آدمی۔
عبد اللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام سردار منتخب۔ بدر میں موجود

تھے اور احد کے روز شہید ہوئے۔

اور ان کے فرزند جابر بن عبد اللہ۔

اور معاذ بن عمرو بن الجموح بن زید بن حرام بدر میں بھی موجود تھے۔

اور ثابت بن الجذع اور جذع کا نام ثعلبۃ بن زید بن الحارث بن حرام۔ طائف میں شہید ہوئے۔

اور عمیر بن الحارث بن ثعلبۃ بن الحارث بن حرام بدر میں بھی موجود تھے۔

ابن ہشام نے کہا عمیر بن الحارث بن لبدۃ بن ثعلبۃ۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ان کے حلیف خدیج بن سلامۃ بن اوس بن عمرو ابن الفرافر جو قبیلے بلی میں سے تھے۔ ۶۲

اور معاذ بن جبل بن عمرو بن اوس بن عایذ بن عدی بن کعب بن عمرو ابن اذن بن سعد بن علی بن اسد بن ساردۃ بن تزید بن جشم بن الخزرج جو بنی سلمہ میں رہا کرتے تھے۔ بدر اور تمام مشاہد میں حاضر رہے۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جس سال شام میں طاعون ہوا اسی سال مقام عمواس میں (ان کا) انتقال ہوا۔ بنو سلمہ نے انھیں اپنا متبنیٰ کر لیا تھا اور یہ سہل بن محمد بن الجد بن قیس بن صخر بن خنساء ابن سنان بن عبید بن عدی ابن غنم بن کعب بن سلمہ کے مادری بھائی تھے۔

ابن ہشام نے کہا اوس بن عباد بن عدی بن کعب بن عمرو بن ادی ابن سعد۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی عوف بن الخزرج کی شاخ بنی سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج میں سے چار آدمی۔

عبادۃ بن الصامت بن قیس بن اصرم بن فہر بن ثعلبۃ بن غنم بن سالم ابن عوف سردار منتخب۔ بدر اور تمام مشاہد میں حاضر رہے۔

ابن ہشام نے کہا یہ غنم بن عوف سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج کے بھائی تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عباس بن عبادۃ بن نضلۃ بن مالک بن العجلان

ابن زید بن غنم بن سالم بن عوف۔ اور یہ ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ سے رہنے کے زمانے میں آپ کی جانب نکل آئے تھے اور مکہ میں آپ کے ساتھ ہی مقیم ہو گئے تھے اسی لیے انھیں مہاجر انصاری کہتے تھے۔ احد کے روز شہید ہوئے۔

اور ان کے حلیف ابو عبدالرحمن یزید بن ثعلبہ بن خزمہ بن اصرم ابن عمرو بن عمارۃ جو بنی عصینہ کی شاخ بلی میں سے تھے۔

اور عمرو بن الحارث بن لبدہ بن عمرو بن ثعلبہ جو قواقل کہلاتے تھے اور بنی سلیم ابن غنم بن عوف بن الخزرج میں سے جو بنی الحبلی کہلاتے تھے دو آدمی۔

ابن ہشام نے کہا الحبلی کا نام سالم بن غنم بن عوف تھا اس کے پیٹ کے بڑے ہونے کے سبب سے الحبلی نام پڑ گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا رفاعۃ بن عمرو بن زید بن عمرو بن ثعلبۃ بن مالک بن سالم بن غنم۔ بدر میں بھی حاضر تھے اور ان کی کنیت ابو الولید تھی۔

ابن ہشام نے کہا بعض رفاعۃ بن مالک کہتے ہیں اور مالک الولید بن عبد اللہ بن مالک بن ثعلبہ بن جشم بن مالک بن سالم کا بیٹا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ان کے حلیف عقبہ بن وہب بن کلدہ بن الجعد بن ہلال بن الحارث بن عمرو بن عدی بن جشم بن عوف بن بہثہ ابن عبد اللہ بن عطفان بن سعد بن قیس بن عیلان۔ بدر میں موجود تھے اور ان لوگوں میں سے تھے جو مدینہ سے ہجرت کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکہ چلے آئے تھے اس لیے مہاجر انصاری کہلاتے تھے

ابن ہشام نے کہا کہ (بنی سلیم میں کے یہ) دو ہی شخص تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی ساعدۃ بن کعب بن الخزرج میں سے دو ہی شخص سعد بن عبادۃ بن ولیم بن حارثہ بن ابی خزیمہ بن ثعلبۃ بن طریف بن الخزرج بن ساعدۃ جو سردار منتخب تھے۔

اور منذر بن عمرو بن خنیس بن حارثہ بن لوذان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ بن الخزرج بن ساعدۃ۔ سردار منتخب۔ بدر و احد میں حاضر رہے اور بیر معونہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں امیر

مقرر فرمایا تھا اسی امارت کی حالت میں شہید ہوئے اور یہ اَعْنَقَ لِیَمُوْتَ کہلاتے تھے یعنی موت کی جانب تیز چال سے جانے والے

ابن ہشام نے کہا کہ بعض منذر بن عمرو بن خنش کہتے ہیں۔

غرض جملہ اشخاص جو بیعۃ العقبہ میں اوس وخزرج میں سے حاضر تھے تہتر مرد تھے اور انھیں میں سے دو عورتیں بھی تھیں جن کے متعلق دعویٰ کیا جاتا ہے کہ ان دونوں نے بھی بیعت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (بیعت میں) عورتوں سے ہاتھ نہیں ملایا کرتے تھے۔ صرف ان سے اقرار لے لیتے تھے جب وہ اقرار کر لیتیں تو آپ فرماتے۔

اِذْهَبْنَ فَقَدْ بَايَعْتُكُنَّ

جاؤ میں نے تم سے بیعت لے لی۔

(یہ دو عورتیں) بنی مازن بن نجار میں کی (ایک) نسیبہ بنت کعب بن عمرو بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن جن کی کنیت ام عمارۃ تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ میں بھی حاضر ہوئی ہیں اور ان کے ساتھ ان کی بہن اور ان کے شوہر زید بن عاصم بن کعب اور ان کے دونوں بیٹے حبیب بن زید اور عبد اللہ بن زید بھی حاضر رہے ہیں اور ان بھی بیٹے حبیب کو یمامہ والے مسیلمہ الکذاب الحنفی نے گرفتار کر لیا تھا اور وہ ان سے کہتا تھا۔ کیا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کا رسول ہے۔ یہ کہتے ہاں۔ پھر وہ کہتا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو یہ کہتے میں نہیں سنتا۔ وہ ان کا ایک ایک عضو کاٹتا جاتا یہاں تک کہ اسی کے ہاتھوں ان کا انتقال ہو گیا اور وہ ان الفاظ سے کچھ زیادہ نہ کہتے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کیا جاتا تو ایمان کا اظہار کرتے اور آپ پر درود پڑھتے اور جب مسیلمہ کا ذکر کیا جاتا تو کہتے میں نہیں سنتا۔ غرض نسیبہ مسلمانوں کے ساتھ یمامہ کی طرف نکلیں اور بذات خود جنگ میں شرکت کی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے

مسیلمہ کو قتل کر دیا اور وہ اس حالت سے وہاں سے واپس ہوئیں کہ تلواروں اور برچھوں کے بارہ زخم انھیں لگے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس حدیث کی روایت مجھے نسیبۃ ہی سے محمد بن یحییٰ بن حبان نے عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن ابی صعصعہ کی وساطت سے سنائی۔

اور بنی سلمہ میں سے (ایک عورت) ام منیع اسماء بنت عمرو بن عدی بن نابی بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ (شریک بیعۃ العقبہ تھیں)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حکم جنگ کا نزول

محمد بن اسحٰق نے مذکورہ اسناد سے بیان کیا کہ بیعت عقبہ سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ کی اجازت نہ تھی اور خونریزی آپ کے لیے حلال نہیں کی گئی تھی۔ آپ کو صرف اللہ تعالیٰ کی جانب بلانے اور تکلیفوں پر صبر کرنے اور جاہلوں سے روگردانی کرنے کا حکم تھا تو قریش آپ کی قوم کے مہاجروں اور آپ کے پیروؤں پر ظلم و زیادتی کرتے تھے حتیٰ کہ انھیں ان کے دین کے متعلق صبر آزما مصیبتیں پہونچاتے رہے اور اور انھیں ان کی بستیوں سے نکالا۔ غرض آپ کے پیروؤں میں سے بعض تو اپنے دین کے متعلق صبر آزما مصیبتوں میں مبتلا تھے اور بعض ان کے ہاتھوں میں پھنسے ہوئے تکلیفیں برداشت کر رہے تھے اور بعض ان سے بچنے کے لیے دوسرے شہروں میں بھاگ گئے تھے ان میں سے بعض تو سرزمین حبشہ میں چلے گئے تھے اور بعض مدینہ سے چلے گئے تھے اور ہر طرف (تتر بتر)

لہ۔ (الف) میں فی کل وجہ کے بجائے فی کل وجۃ لکھدیا ہے جو نمایاں تحریف معلوم ہوتی ہے (احمد محمودی)

تھے۔ غرض جب قریش نے اللہ تعالیٰ کے مقابل سرکشی کی اور اللہ تعالیٰ نے انھیں جو عظمت دینا چاہا تھا انھوں نے اس کو ٹھکرا دیا اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا اور اس کے پرستاروں اور اس کی توحید کو ماننے والوں اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے والوں اور اس کے دین کو تھامنے والوں کو تکلیفیں پہنچائیں اور انھیں جلا وطن کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ اور ان پر ظلم کرنے والوں اور ان پر ظلم کا ہاتھ بڑھانے والوں سے بدلہ لینے کی اجازت دیدی تو پہلی آیت جو آپ کو جنگ کی اجازت دینے اور آپ کے لئے خونریزی حلال ٹھیرانے اور ان پر ظلم کرنیوالوں سے لڑنے کے متعلق نازل ہوئی وہ اللہ تعالیٰ کا حسب ذیل قول تھا۔

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ

ان لوگوں کو (بھی جنگ کی) اجازت دی گئی جن سے
(زبردستی) جنگ کی جارہی ہے اس وجہ سے کہ ان پر ظلم کیا گیا ہے
اور بے شبہ اللہ ان کی امداد پر بڑی قدرت رکھنے والا ہے۔

تو آپ نے (مذکورہ آیت) پڑھی حتی کہ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ تک پہنچے (یعنی تمام کاموں کا انجام اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے) یعنی میں نے ان کے لئے جنگ صرف اس لئے حلال کر دی ہے کہ ان پر ظلم کیا گیا اور لوگوں کے ساتھ ان کے برتاؤ میں ان کی کوئی غلطی نہ تھی بجز اس کے کہ وہ اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے اور جب کبھی انھیں غلبہ حاصل ہوا تو انھوں نے نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی اور نیکی کرنے کا حکم دیا اور برائی سے روکا اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب ہیں۔ اس کے بعد آپ پر یہ آیت نازل فرمائی۔

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ

ان سے اس وقت تک جنگ کرو کہ فتنہ باقی نہ رہے۔

یعنی ایمانداروں پر ان کے دین کے متعلق صبر آزما آفتیں نہ ڈھائیں

وَيَكُونَ الدِّينُ لِلّٰهِ

اور دین صرف اللہ کے لیے رہے یعنی تاکہ قانون الہیٰ بلادری ہو اور اللہ تعالیٰ ہی کی پرستش ہو اور اس کے ساتھ اس کے غیر کی پرستش باقی نہ رہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے جنگ کی اجازت دے دی اور انصار کے مذکورۂ بالا قبیلوں نے فرماں برداری اور آپ کی اور آپ کے متبعین کی امداد پر آپ سے بیعت کی اور مسلمان ان کے پاس جا کر پناہ گزین ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کے مہاجروں اور ان مسلمانوں کو جو مکہ میں آپ کے ساتھ تھے مدینہ کی جانب نکل جانے اور ہجرت کرنے اور اپنے انصار بھائیوں سے جا ملنے کا حکم دیا اور فرمایا۔

اِنَّ اللّٰهَ قَدْ جَعَلَ لَكُمْ إِخْوَانًا وَدَارًا تَأْمَنُونَ بِهَا۔

اللہ نے تمہارے لیے ایسے بھائی اور ایسا گھر فراہم کر دیا کہ تم وہاں بے خوف رہ سکو گے۔

پھر تو ٹکڑیوں کی ٹکڑیاں نکلیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ ہی میں اس بات کا انتظار فرماتے رہے کہ آپ کو آپ کا پروردگار مکہ سے نکلنے اور مدینہ کی جانب ہجرت کرنے کی اجازت مرحمت فرمائے۔

مدینہ کی جانب ہجرت کرنے والوں کا ذکر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہاجرین صحابہ میں سب سے پہلے ہجرت کرنے والے قریش کی شاخ بنی مخزوم میں کے ابو سلمہ بن عبدالاسد ابن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھے۔ جن کا نام عبداللہ تھا۔ اصحاب عقبہ کی بیعت سے ایک سال قبل انھوں نے مدینہ کی جانب ہجرت کی اور

یہ سرزمین حبشہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکہ میں آگئے تھے اور جب قریش نے ان کو تکلیفیں دیں اور انھیں انصار کے بعض افراد کے اسلام اختیار کرنے کی اطلاع ملی تو وہ مدینہ کی جانب ہجرت کے ارادے سے نکل گئے۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے میرے والد اسحٰق بن یسار نے سلمہ بن عبداللہ بن عمر بن ابی سلمہ سے اور انھوں نے اپنی دادی ام سلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محل مبارک کی روایت بیان کی۔ ام سلمہ نے کہا کہ جب ابوسلمہ نے مدینہ کی جانب نکل جانے کا پکا ارادہ کرلیا تو اپنے اونٹ پر میرے لیے کجاوا کسا اور مجھے اس پر سوار کرا دیا اور میرے ساتھ میرے لڑکے سلمہ بن ابی سلمہ کو بھی میری گود میں بٹھا دیا اور مجھ کو لے کر اپنا اونٹ کھینچے ہوئے نکلے اور جب انھیں بنی مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کے لوگوں نے دیکھا تو وہ ان کی طرف جھپٹے اور انھوں نے کہا کہ تم نے اپنی ذات کے متعلق تو (حجت میں) ہم پر غلبہ حاصل کرلیا (کہ تم کو اپنی ذات کے متعلق اختیار ہے کہ جو چاہو کرو جہاں چاہو رہو جو دین چاہو اختیار کرلو لیکن) یہ بتاؤ کہ اس تمھاری بی بی کو ہم کیوں چھوڑیں کہ تم اسے لے کر شہر بہ شہر پھرو۔ ام سلمہ نے کہا کہ انھوں نے اونٹ کی مہار[1] ابوسلمہ کے ہاتھ سے چھین لی اور مجھے ان سے لے لیا کہا کہ تب تو ابوسلمہ کی جماعت بنی عبدالاسد غصے میں آگئی اور انھوں نے کہا جب تم نے ہمارے آدمی سے (اس کی عورت) کو چھین لیا ہے تو واللہ ہم بھی اپنے بچے کو اس (کی ماں) کے پاس نہ چھوڑیں گے۔ کہا کہ پھر تو میرے بچے سلمہ پر (ایسی) کشمکش ہونے لگی کہ اس کا ہاتھ جوڑ سے ہٹ گیا اور بنی عبدالاسد اس کو لے کر چلے گئے اور بنی مغیرہ نے مجھے اپنے پاس روک لیا اور میرے شوہر ابوسلمہ مدینہ چلے گئے۔ کہا کہ میرے اور میرے شوہر اور میرے بچے میں جدائی

---

[1] (الف) میں خطام کے بجائے جطام جیم سے لکھا ہے جو تحریف کاتب ہے۔ (احمد محمودی)

ڈال دی گئی یعنی ہر ایک دوسرے سے الگ ہو گیا کہا کہ پھر تو میری یہ حالت ہو گئی کہ ہر روز صبح نکلتی اور ندی کی ریت پر جا بیٹھتی اور شام تک روتی رہتی۔ ایک سال یا ایک سال کے قریب تک یہی حالت رہی یہاں تک کہ بنی مغیرہ میں کا ایک شخص جو میرے چچا زاد بھائیوں میں سے تھا۔ میرے پاس سے گزرا اور میری حالت دیکھی تو مجھ پر اس کو رحم آگیا تو اس نے بنی مغیرہ سے کہا کیا تم لوگ اس مسکین عورت (کی اس حالت) سے تنگ[1] دلی محسوس نہیں کرتے (یا اس کو تم لوگ گناہ یا پاپ نہیں خیال کرتے) کہ تم نے اس کے اور اس کے شوہر اور اس کے لڑکے کے درمیان جدائی ڈال دی ہے ان لوگوں نے مجھ سے کہا کہ اگر تو چاہتی ہے تو اپنے شوہر کے پاس چلی جا۔ کہا کہ (جب مجھے اپنے شوہر کے پاس جانے کی اجازت مل گئی تو) اس وقت بنی عبدالاسد نے بھی میرے بچے کو میرے پاس لوٹا دیا کہا کہ پھر تو میں اپنا اونٹ لے کر چل نکلی اور اپنے بچے کو لے لیا۔ اور اپنی گود میں بٹھا لیا اور اپنے شوہر کے پاس مدینہ جانے کے لیے نکل کھڑی ہوئی۔ کہا اور میرے ساتھ اللہ کی مخلوق میں سے کوئی نہ تھا۔ کہا میں (اپنے دل میں) کہنے لگی کہ جو بھی مل جائے میں اس کو کافی سمجھوں گی کہ (کسی طرح) میں اپنے شوہر کے پاس پہنچ جاؤں یہاں تک کہ جب میں مقام تنعیم میں پہنچی تو بنی عبدالدار والے عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ سے ملی۔ اس نے کہا۔ اے ابو امیہ کی بیٹی کہاں کا قصد ہے۔ میں نے کہا۔ میں اپنے شوہر کے پاس مدینہ جانا چاہتی ہوں اس نے کہا۔ کیا تمہارے ساتھ کوئی نہیں۔ میں نے کہا۔ واللہ اللہ اور اس میرے بچے کے سوا کوئی نہیں۔ اس نے کہا واللہ اب تجھے (تنہا) چھوڑا

۷۸

[1] (ب) تحرجون من ھذہ المسکینۃ حائے حطی سے ہے جس کا ترجمہ میں نے لکھا ہے (الف ج) میں تخرجون خاء معجمہ سے ہے اور (الف) میں تو رائے مہملہ کو تشدید بھی کر دیا ہے جس کے معنی بشکل بنانا ہوں گے کہ اس مسکین عورت کے لیے تم کوئی شکل کیوں نہیں نکالتے لیکن من کے من کا صلہ اس شکل کو اور بڑھا دیتا ہے۔ فلیتدبر۔ (احمد محمودی)

بغیر کسی رہنما کے آیا جایا کرتے تھے اور شاعر تھے اور الفرعہ بنت ابی سفیان بن حرب انھیں کی زوجیت میں تھی۔ ان کی ماں کا نام امیمہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم تھا۔ بنی جحش کے ہجرت کر جانے کے بعد ان کا گھر بند پڑا رہا جس کی گری ہوئی دیواروں کے پاس آج ابان بن عثمان کا گھر ہے وہاں سے عتبہ بن ربیعہ اور العباس بن عبدالمطلب اور ابوجہل بن ہشام بن مغیرہ مکہ کے بلند حصے کی جانب جاتے ہوئے گزرے تو اس کو عتبہ بن ربیعہ نے دیکھا کہ اس میں کوئی باشندہ نہیں اور کھنڈر ہونے کے سبب سے اس کے دروازے دھڑ دھڑ کر رہے ہیں جب اس نے اس کو اس حالت میں دیکھا تو ٹھنڈی سانس لی اور کہا۔

وَكُلُّ دَارٍ وَإِنْ طَالَتْ سَلَامَتُهَا يَوْمًا سَتُدْرِكُهَا النَّكْبَاءُ وَالْحُوبُ

ہر ایک گھر کو ایک نہ ایک مخالف ہوا اور دردناک حالت آگھیرے گی اگرچیکہ وہ بڑے زمانے تک سلامت رہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ حوب کے معنی توجع (دردناک حالت) کے ہیں اور دوسرے مقامات پر اس کے معنی حاجت کے بھی آئے ہیں اور حوب گناہ کو بھی کہتے ہیں اور یہ شعر ابودواد الایادی کے ایک قصیدے کا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا پھر عتبہ بن ربیعہ نے کہا کہ بنی جحش کا گھر اس کے رہنے والوں سے خالی ہو گیا تو ابوجہل نے کہا ایک اکیلے شخص اور اکیلے باپ والے (کمزور اور غیر معروف) شخص پر کیا گریہ و زاری کرتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ قل[1] کے معنی واحد کے ہیں۔ لبید بن ربیعہ نے کہا ہے۔

كُلُّ بَنِي حُرَّةٍ مَصِيرُهُمُ قُلٌّ وَإِنْ أَكْثَرَتْ مِنَ الْعَدَدِ

---

[1] اصل میں قل بن قل ہے۔ (احمد محمودی)

بغیر کسی رہنما کے آیا جایا کرتے تھے اور شاعر تھے اور الفرعہ بنت ابی سفیان بن حرب انھیں کی زوجیت میں تھی۔ ان کی ماں کا نام امیمہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم تھا۔ بنی جحش کے ہجرت کر جانے کے بعد ان کا گھر بند پڑا رہا جس کی گری ہوئی دیواروں کے پاس آج ابان بن عثمان کا گھر ہے وہاں سے عتبہ بن ربیعہ اور العباس بن عبدالمطلب اور ابوجہل بن ہشام بن مغیرہ مکہ کے بلند حصے کی جانب جاتے ہوئے گزرے تو اس کو عتبہ بن ربیعہ نے دیکھا کہ اس میں کوئی باشندہ نہیں اور کھنڈر ہونے کے سبب سے اس کے دروازے دھڑ دھڑ کر رہے ہیں جب اس نے اس کو اس حالت میں دیکھا تو ٹھنڈی سانس لی اور کہا۔

وَكُلُّ دَارٍ وَإِنْ طَالَتْ سَلَامَتُهَا يَوْمًا سَتُدْرِكُهَا النَّكْبَاءُ وَالْحُوبُ

ہر ایک گھر کو ایک نہ ایک مخالف ہوا اور دردناک حالت آگھیرے گی اگرچہ وہ بڑے زمانے تک سلامت رہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ حوب کے معنی توجع (دردناک حالت) کے ہیں اور دوسرے مقامات پر اس کے معنی حاجت کے بھی آئے ہیں اور حوب گناہ کو بھی کہتے ہیں اور یہ شعر ابو دؤاد الایادی کے ایک قصیدے کا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا پھر عتبہ بن ربیعہ نے کہا کہ بنی جحش کا گھر اس کے رہنے والوں سے خالی ہو گیا تو ابوجہل نے کہا ایک اکیلے شخص اور اکیلے باپ والے (کمزور اور غیر معروف) شخص پر کیا گریہ و زاری کرتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ قُلّ کے معنی واحد کے ہیں۔ لبید بن ربیعہ نے کہا ہے۔

كُلُّ بَنِي حُرَّةٍ مَصِيرُهُمْ قُلٌّ وَإِنْ أَكْثَرَتْ مِنَ الْعَدَدِ

لہ۔ اصل میں قُلّ بن قُلّ ہے۔ (احمد محمودی)

ہر ایک شریف کی اولاد کا انجام اکیلا ہونا ہے اگرچیکہ وہ
شمار میں بہت ہوں۔

ابن اسحٰق نے کہا پھر اس نے کہا کہ یہ سب کچھ میرے بھائی کے بیٹے کا کام ہے اسی نے ہماری جماعت میں پھوٹ ڈالی ہمارے اتحاد کو منتشر کر دیا اور ہمارے درمیانی تعلقات کو توڑ دیا۔

غرض ابوسلمہ بن عبد الاسد عامر بن ربیعہ، عبد اللہ بن جحش اور ان کے بھائی ابو احمد بن جحش (محلہ) بنی عمرو بن عوف میں، مبشر بن عبد المنذر بن زنبر کے پاس رہا کرتے تھے اس کے بعد مہاجرین جوق جوق آنے لگے اور بنی غنم بن دودان جو اسلام اختیار کر چکے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب کے سب ہجرت کر کے مدینہ آگئے۔ عبد اللہ بن جحش اور ان کے بھائی اور احمد بن جحش۔ عکاشہ بن محصن۔ شجاع وعقبہ وہب کے دونوں بیٹے اور اربد بن حُمَیرَۃ۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض حُمَیرَۃ کہتے ہیں۔　　۸۱

ابن اسحٰق نے کہا اور منقذ بن نبتہ۔ سعید بن رقیش۔ محرز بن نضلۃ۔ یزید بن رقیش۔ قیس بن جابر۔ عمرو بن محصن۔ مالک بن عمرو ثقیف بن عمرو۔ ربیعہ بن اکثم۔ زبیر بن عبیدہ۔ تمام بن عبیدہ۔ سنجرہ بن عبیدہ۔ محمد بن عبد اللہ بن جحش اور ان کی عورتوں میں سے زینب بنت جحش۔ ام حبیب بنت جحش۔ جدامہ بنت جندل۔ ام قیس بنت محصن۔ ام حبیب بنت تمامہ۔ آمنہ بنت رقیش۔ سنجرۃ بنت تمیم حمنہ بنت جحش۔

ابو احمد بن جحش نے بنی اسد بن خزیمہ کی اپنی قوم کی چھوڑ کر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرنے، اور جب انھیں ہجرت کی دعوت دی گئی تو ان سب کے متفقہ طور پر قبول کرنے کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے:۔

۸۲　وَلَوْ حَلَفَتْ بَيْنَ الصَّفَا أُمُّ أَحْمَدٍ　　وَمَرْوَتِهَا بِاللّٰهِ بَرَّتْ يَمِينُهَا

اگر ام احمد صفا و مروہ کے درمیان اللہ کی قسم کھائے
تو وہ اپنی قسم میں سچی نکلے گی۔

لَنَحْنُ الْأُولَى كُنَّا بِهَا ثُمَّ لَمْ نَزَلْ ... بِمَكَّةَ حَتَّى عَادَ غَثًّا سَمِينُهَا

کہ ہمیں وہ تھے جو مکہ میں رہا کرتے تھے اور ہم نے
اس کو اس وقت تک نہ چھوڑا جب تک کہ وہاں کے موٹے
دبلے نہیں ہو گئے (یا عزت دار ذلیل نہیں ہوئے)۔

بِهَا خَيَّمَتْ غَنْمُ بْنُ دُودَانَ وَابْتَنَتْ[1] ... وَمِنْهَا[2] غَدَتْ غَنْمٌ وَخَفَّ قَطِينُهَا[3]

غنم بن دودان نے وہیں ڈیرے ڈالدیئے اور گھر
بنا لیے اور پھر بنی غنم نے وہاں سے صبح سویرے کوچ کر دیا اور
وہاں کے رہنے والوں کو سفر کرنا آسان ہو گیا۔

إِلَى اللَّهِ تَغْدُو بَيْنَ مَثْنَى وَوَاحِدٍ ... وَدِينُ رَسُولِ اللَّهِ بِالْحَقِّ دِينُهَا

ایک ایک دو دو اللہ کی طرف (ہجرت کرکے) چلے
جارہے ہیں اور اللہ کے رسول کا سچا دین ان کا دین بن گیا ہے۔
اور ابو احمد بن جحش نے یہ بھی کہا ہے۔

لَمَّا رَأَتْنِي أُمُّ أَحْمَدَ غَادِيًا ... بِذِمَّةِ مَنْ أَخْشَى بِغَيْبٍ وَأَرْهَبُ

جب ام احمد نے مجھے دیکھا کہ میں اس ذات کے

---

[1] ۔ (الف) میں ابن کا لفظ غلطی سے چھوٹ گیا ہے۔ (احمد محمودی) [2] (ب ج د) میں منہا کے بجائے "وماان" ہے۔ اس کے لحاظ سے معنی یوں ہوں گے کہ بنی غنم میں سے وہاں کوئی بھی نہ چھوٹا اور وہاں کے رہنے والوں کو سفر آسان ہو گیا۔ (احمد محمودی)
[3] ۔ (الف) میں قطینہا کے بجائے قطیتہا لکھا گیا ہے جو کاتب کی تصحیف معلوم ہوتی ہے۔ (احمد محمودی)۔

بھروسے صبح سویرے سفر کرنے کے لیے کھڑا ہو گیا جس سے
میں اسے دیکھے ڈرتا اور کانپتا ہوں۔

تَقُولُ فَإِمَّا كُنْتَ لَابُدَّ فَاعِلًا ... فَيَمِّمْ بِنَا الْبُلْدَانَ وَلْتَنْأَ يَثْرِبُ

تو کہتی ہے کہ تمھیں سفر کرنا ہی ہے تو یثرب سے دور
دوسرے ممالک میں ہمیں لے چلو۔

فَقُلْتُ لَهَا بَلْ يَثْرِبُ الْيَوْمَ وَجْهُنَا[1] ... وَمَا يَشَإِ الرَّحْمَٰنُ فَالْعَبْدُ يَرْكَبُ

تو میں نے اس سے کہا (نہیں دوسرے ممالک کو ہم
نہ جائیں گے) بلکہ یثرب ہی ہماری توجہ قبلہ کا ہے اور (حقیقت تو
یہ ہے کہ) رحمٰن جو چاہتا ہے بندہ وہی کام کرتا ہے۔

إِلَى اللَّهِ وَجْهِي وَالرَّسُولِ وَمَنْ يُقِمْ ... إِلَى اللَّهِ يَوْمًا وَجْهَهُ لَا يُخَيَّبُ

میری توجہ اللہ اور رسول کی جانب ہے اللہ کی جانب
جو شخص بھی کبھی توجہ کرے وہ محروم نہیں ہوتا۔

وَكَمْ قَدْ تَرَكْنَا مِنْ حَمِيمٍ مُنَاصِحٍ ... وَنَاصِحَةٍ تَبْكِي بِدَمْعٍ وَتَنْدُبُ

اور ہم نے کتنے خیر خواہ گاڑھے دوستوں کو اور خیر خواہ
آنسو بہاتی اور چیختی چلاتی ہوئی عورتوں کو چھوڑ دیا۔

تَرَى أَنَّ وِتْرًا نَأْيُنَا عَنْ بِلَادِنَا ... وَنَحْنُ نَرَى أَنَّ الرَّغَائِبَ نَطْلُبُ

وہ خیال کرتی ہیں کہ ہمارا اپنی بستیوں سے دور ہونا اکیلے ہو جانا۔

[1] "بل یثرب الیوم وجہنا" کے بجائے (الف) میں "یثرب مناطنة" ہے جس کے
معنی یہ ہوں گے کہ ہمارا خیال تو یثرب پہنچنے کا ہے اور ہوتا وہی ہے جو خدا چاہے۔ (احمد محمود عفا)

ہے اور ہم خیال کرتے ہیں کہ ہم پسندیدہ چیزیں طلب کر رہے ہیں

دَعَوْتُ بَنِي غَنْمٍ لِحَقْنِ دِمَائِهِمْ وَلِلْحَقِّ لَمَّا لَاحَ لِلنَّاسِ مُلْحَبُ ۸۳

میں نے بنی غنم کو ان کی جانوں کی حفاظت کی جانب
اور حق کی جانب دعوت دی جبکہ لوگوں کے لیے صاف راستہ
ظاہر ہو گیا۔

أَجَابُوا بِحَمْدِ اللهِ لَمَّا دَعَاهُمُ إِلَى الْحَقِّ دَاعٍ وَالنَّجَاةِ فَأَوْعَبُوا

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جب انھیں بلانے والے نے حق
کی طرف اور نجات کی جانب دعوت دی تو سب ہی کے سب نے
اس دعوت کو قبول کیا۔

وَكُنَّا وَأَصْحَابًا لَنَا فَارَقُوا الْهُدَى أَعَانُوا عَلَيْنَا بِالسِّلَاحِ وَأَجْلَبُوا

ہماری اور ہمارے ان ساتھیوں کی جنھوں نے حق سے
علیحدگی اختیار کی اور ہمارے خلاف دوسروں کی امانت کی
اور ہتھیاروں سے مدد دی ایسی مثال تھی۔

كَفَوْجَيْنِ أَمَّا مِنْهُمَا فَمُوَفَّقٌ عَلَى الْحَقِّ مَهْدِيٌّ وَفَوْجٌ مُعَذَّبُ

جیسے دو فوجیں ہیں کہ ان میں سے ایک حق کی توفیق
سے ہدایت یافتہ ہے اور ایک سزاؤں میں گرفتار ہونے والی۔

طَغَوْا وَتَمَنَّوْا كِذْبَةً وَأَزَلَّهُمْ عَنِ الْحَقِّ إِبْلِيسُ فَخَابُوا وَخُيِّبُوا

انھوں نے سرکشی کی اور جھوٹی تمناؤں میں رہ گئے اور
ابلیس نے حق کی راہ سے ان کے قدم پھسلا دئیے تو وہ محروم رہے
اور محروم کر دئیے گئے۔

وَرُعْنَا اِلَی قَوْلِ النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ   فَطَابَ وُلَاۃُ الْحَقِّ مِنَّا وَطُیِّبُوْا

ہم پیغمبر (خدا) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات کی طرف لوٹے اور حق کی سرپرستی کرنے والے پاک وصاف ہوگئے اور پاک وصاف کر دیئے گئے۔

نَمُتُّ بِأَرْحَامٍ اِلَیْہِمْ قَرِیْبَۃٍ   وَلَا قُرْبَ بِالْأَرْحَامِ اِذْ لَا تَقَرُّبُ

ہم ان لوگوں سے قریب کرنے والے رشتوں سے تقرب حاصل کرتے ہیں اور ان رشتوں سے کوئی قربت حاصل نہیں ہوتی جو قریب کرنے والے ہی نہیں۔

فَأَیُّ ابْنِ أُخْتٍ بَعْدَنَا یَأْمَنَنَّکُمْ   وَأَیَّۃُ صِہْرٍ بَعْدَ صِہْرِیْ تُرَقَّبُ

پھر اس کے بعد کونسا بھانجا تم پر بھروسہ کرے گا اور میرے سمدھیانے کے (سے تعلقات کے) بعد کس سمدھیانے سے امید کیجا سکے گی۔

۸۴ سَتَعْلَمُ یَوْمًا أَیُّنَا اِذْ تَزَایَلُوْا   وَزُیِّلَ أَمْرُ النَّاسِ لِلْحَقِّ أَصْوَبُ

جب لوگ متفرق ہو جائیں گے اور ان کے درمیانی تعلقات منقطع ہوجائیں گے تو اس روز تمہیں معلوم ہوگا کہ ہم میں کاکون حق کے راستے پر زیادہ سیدھا چلنے والا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کے جن اشعار میں "ولنناء یترب" اور اذلاتقریب" ہے وہ ابن اسحٰق کے سوا دوسروں سے مروی ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کے شعر میں جو" اذ" ہے اس کے معنی "اذا" کے ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:—

اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ۔

یعنی اس وقت جبکہ ظالموں کو کھڑا کیا جائے گا۔
ابو النجم العجلی نے کہا ہے:۔

ثُمَّ جَزَاهُ اللّٰهُ عَنَّا إِذْ جَزَى جَنَّاتِ عَدْنٍ فِي الْعَلَالِي وَالْعُلا

پھر جب اللہ تعالیٰ جزا دے تو ہماری جانب سے اس کو
بالاخانوں میں سدابہار باغ اور اعلیٰ درجہ عطا فرمائے۔

(حضرت) عمر کی ہجرت اور آپ کے ساتھ مدینہ کی طرف عیاش کے جانے کے حالات

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد عمر بن الخطاب اور عیاش بن ابی ربیعہ المخزومی نکلے اور مدینہ پہنچ گئے۔ مجھ سے عبداللہ بن عمر کے آزاد کردہ غلام نافع نے عبداللہ بن عمر سے اور انھوں نے اپنے والد عمر بن الخطاب کی روایت بیان کی۔ آپ نے کہا کہ جب ہم نے یعنی میں اور عیاش بن ربیعہ اور ہشام بن العاص بن وائل السہمی نے مدینہ کی جانب ہجرت کا ارادہ کیا تو مقام سرف سے اوپر بنی غفار کے تالاب کے پاس مقام تناضب (میں ملنے) کا وعدہ کیا اور ہم نے کہا کہ ہم میں سے جو شخص صبح وہاں نہ پہنچا تو (سمجھ لینا چاہیئے کہ) وہ گرفتار ہو گیا تو اس کے دونوں ساتھیوں کو چاہیئے کہ چلے جائیں۔ آپ نے کہا کہ (دوسرے روز) صبح میں اور عیاش بن ربیعہ مقام تناضب پہنچ گئے اور ہشام ہم سے (ہمارے) پاس آنے سے روک لیے گئے اور بڑی آفتوں میں پھنس گئے اور کافروں کی باتیں قبول کرلیں اور ہم جب مدینہ پہنچے تو بنی عمرو بن عوف کے پاس قبا میں اترے اور ابوجہل بن ہشام اور حارث بن ہشام نکلے اور عیاش بن ابی ربیعہ کے پاس پہنچے اور یہ ان دونوں کے

چچازاد بھائی بھی ہوتے تھے اور مادری بھائی بھی۔ وہ دونوں ہمارے پاس مدینہ میں پہنچے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی مکہ ہی میں تھے۔ ان دونوں نے عیاش سے کہا کہ تمھاری ماں نے قسم کھائی ہے کہ وہ اپنے سر میں کنگھی نہ کریگی جب تک کہ تمھیں نہ دیکھ لے اور دھوپ میں سے سایے میں نہ جائے گی جب تک کہ تم سے نہ مل لے تو عیاش کو اپنی والدہ پر رحم آیا۔ میں نے ان سے کہا اے عیاش! واللہ یہ لوگ صرف تم کو تمھارے دین سے روگردان کرنا چاہتے ہیں۔ خبردار ان سے بچتے رہنا۔ واللہ! اگر تمھاری ماں کو جوئیں تکلیف دیں گی تو وہ ضرور کنگھی کرے گی اور اگر مکہ کی دھوپ اس پر تیز ہوگی تو وہ ضرور سایے میں جائے گی۔ (حضرت) عمر نے کہا کہ ہشام نے کہا کہ میں اپنی ماں کی قسم پوری کروں گا اور میرا وہاں کچھ مال بھی ہے۔ اسے بھی لے لوں گا۔ (حضرت) عمر نے کہا کہ میں نے (ان سے) کہا تم جانتے ہو کہ میں قریش میں سب سے زیادہ مالدار ہوں میں تمھیں اپنا آدھا مال دیئے دیتا ہوں تم ان دونوں کے ساتھ نہ جاؤ (حضرت) عمر نے کہا کہ انھوں نے میری بات نہ مانی اور ان کے ساتھ جانے پر اصرار کیا اور جب انھوں نے جانے کے سوا کوئی دوسری صورت نہ اختیار کی تو کہا کہ میں نے ان سے کہا کہ اگر تم نے وہی کیا جو کرنا چاہتے ہو تو میری یہ اونٹنی لے لو کہ یہ منتخب اور مرضی کے موافق چلنے والی ہے تم اس کی پیٹھ پر سے نہ اترو اگر تمھیں ان لوگوں سے کسی طرح کا دھوکا معلوم ہو تو اس اونٹنی پر بچ نکلو۔ اس کے بعد عیاش اسی اونٹنی پر ان دونوں کے ساتھ نکلے حتیٰ کہ جب یہ لوگ چلے تو راستے میں ایک مقام پر ان سے ابوجہل نے کہا بابا! واللہ! میں نے اپنے اس اونٹ پر بہت بوجھ لاد دیا ہے۔ کیا تم اپنی اونٹنی تھوڑی دیر کے لیے نہ بٹھنے دو گے۔ انھوں نے کہا کیوں نہیں (ضرور بیٹھو)۔ راوی نے کہا کہ انھوں نے اونٹ بٹھایا اور ان دونوں نے بھی اونٹ بٹھائے تاکہ ایک دوسرے کی سواری پر بیٹھ جائے اور جب تینوں کے تینوں زمین پر اتر آئے تو ان

دونوں نے عیاش پر حملہ کر دیا اور دونوں نے مل کر انھیں رسی میں باندھ لیا اور انھیں لے کر مکہ میں داخل ہوئے اور انھیں بڑی تکلیفیں دیں تو انھوں نے ان کی باتیں مان لیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عیاش بن ابی ربیعہ کے گھر والوں میں سے ایک نے بیان کیا کہ وہ دونوں جب انھیں لیے ہوئے مکہ میں داخل ہوئے اور دن کے وقت انھیں باندھے ہوئے لائے تو انھوں نے کہا کہ مکہ والو! اپنے بیہودہ لوگوں کے ساتھ اسی طرح کا سلوک کرو جس طرح ہم نے اپنے اس بیہودہ شخص کے ساتھ کیا ہے۔

عمر رضی اللہ عنہ کا خط ہشام بن العاص کی طرف

ابن اسحٰق نے کہا کہ نافع نے عبداللہ بن عمر سے اور انھوں نے عمر سے ایک حدیث کی روایت میں کہا کہ (حضرت) عمر نے فرمایا۔ ہم کہا کرتے تھے کہ جس شخص نے صبر آزما تکلیفوں میں کافروں کی باتیں قبول کر لیں اللہ اس کے نہ فرائض قبول کرتا ہے نہ نوافل اور نہ ایسے لوگوں کی توبہ اللہ قبول فرماتا ہے جو اللہ کو پہچاننے کے بعد کسی آفت میں مبتلا ہونے کے سبب سے کفر کی طرف لوٹ جائے۔ فرمایا کہ لوگ یہ باتیں اپنے متعلق کہا کرتے تھے لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو ان کے متعلق اور ہماری اور ان کی ان باتوں کے متعلق جو اپنی نسبت کہا کرتے تھے اللہ عزوجل نے ذیل کی آیتیں نازل فرمائیں۔

قل یٰعبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ۸۷

ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ھو الغفور الرحیم وانیبوا الیٰ ربکم

لہ۔ خط کشیدہ حصہ کلام مجید (الف) میں نہیں ہے بلکہ اس کے بجائے ثم تراٰحتی بلغ یاتیکم العذاب بغتۃ وانتم لا تشعرون ہے۔ (احمد محمودی)۔

وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ وَاتَّبِعُوْا اَحْسَنَ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۔

(اے نبی) ان لوگوں سے کہدے جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی کہ تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہوجاؤ۔ بے شک اللہ تمام گناہوں کو ڈھانک لیتا ہے۔ بے شبہہ وہ بڑا خطا پوش اور بڑا رحم والا ہے۔ اور تم پر عذاب آنے سے پہلے تم لوگ اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرو اور اس کے فرمانبردار ہو (ورنہ عذاب آنے کے بعد) پھر تمھاری مدد نہیں کیجائے گی۔ اور جو بہترین چیز تمھارے پروردگار کی جانب سے تمھاری طرف اتاری گئی ہیں اس کی پیروی اس (وقت) سے پہلے کرلو کہ تم پر اچانک عذاب آجائے اور تمھیں اس کا شعور بھی نہ ہو۔

(حضرت) عمر نے فرمایا کہ پھر میں نے اپنے ہاتھوں سے ایک خط میں یہ آیتیں لکھیں اور ہشام بن العاص کے پاس بھیج دیں۔ فرمایا کہ ہشام ابن العاص نے کہا کہ جب میرے پاس مذکورہ آیتیں آئیں تو میں انھیں مقام ذی طوی میں پڑھتا جاتا تھا اور (نشیب و فراز میں) چڑھتا اترتا چلا جاتا تھا اور ان کا کچھ مطلب میری سمجھ میں نہ آتا تھا یہاں تک کہ میں نے (دل میں) کہا یا اللہ! مجھے ان کا مطلب سمجھا دے۔ کہا کہ پھر تو اللہ نے میرے دل میں ڈال دیا کہ وہ آیتیں ہماری ہی نسبت اتری ہیں ہم جو باتیں اپنے دلوں میں کہا کرتے تھے اور ہماری نسبت جو کچھ لوگ کہا کرتے تھے انھی کے متعلق اتری ہیں تو میں اپنے اونٹ کے پاس گیا اور اس پر بیٹھ کر مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آملا۔

ولید بن الولید کا عیاش و ہشام کے لیے نکلنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا جس پر میں بھروسہ رکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں فرمایا:۔

مَنْ لِي بِعَيَّاشِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ وَهِشَامِ بْنِ الْعَاصِ.

عیاش بن ابی ربیعہ اور ہشام بن العاص کو لانے کون میرے (یعنی میری امداد کے) لیے (تیار) ہے۔

ولید بن ولید نے عرض کی میں آپ کے پاس انھیں لانے (کے لئے تیار) ہوں اور وہ اس کے بعد مکہ جانے نکل کھڑے ہوئے اور چھپکر مکہ پہنچے اور ایک عورت سے ملے جو کھانا لیجارہی تھی تو انھوں نے اس عورت سے کہا اے اللہ کی بندی! تو کہاں جاتی ہے۔ اس نے کہا میں ان دونوں قید میں گرفتار شخصوں کے پاس جارہی ہوں اور اس نے انھیں دونوں کے پاس جانے کا ارادہ ظاہر کیا تو یہ بھی اس کے پیچھے ہو گئے اور اس مقام کو پہچان لیا اور وہ دونوں ایک ایسے گھر میں قید تھے جس کے اوپر چھت نہ تھی۔ جب شام ہوئی تو دیوار پھاند کر ان کے پاس پہنچے اور ایک سفید سخت پتھر (مروۃ) لے کر ان کی بیڑیوں کے نیچے رکھا اور تلوار سے ان پر مار کر انھیں کاٹ دیا۔ اسی لیے ان کی تلوار کو ذوالمروۃ کہا جاتا تھا۔ ۸۸ پھر ان دونوں کو اپنے اونٹ پر سوار کرالیا اور انھیں لیے ہوئے اونٹ کو ہانکتے چلے اور ٹھوکر کھائی تو ان کی انگلی خون آلودہ ہو گئی تو کہا۔

مَا أَنْتِ إِلَّا إِصْبَعٌ دَمِيتِ ۔۔۔ وَفِي سَبِيلِ اللهِ مَا لَقِيتِ

اے انگلی! تجھ سے تو صرف (ذرا سا) خون بہہ گیا اور یہ جو تجھے (تکلیف) پہنچی اللہ تعالیٰ کی راہ میں پہنچی ہے (اس لیے اس سے کوئی

ناخوش ہونا نہ چاہیئے)

پھر ان دونوں کو لئے ہوئے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ پہنچ گئے۔

مدینہ میں انصار کے پاس مہاجرین کی فرودگاہیں اللہ ان سب سے راضی رہے

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب عمر بن الخطاب اور آپ کے ساتھ آپ کے گھر والے آملے اور آپ کے قبیلے کے لوگ اور آپ کے بھائی زید بن الخطاب اور سراقہ بن المعتمر کے دونوں بیٹے عمرو و عبداللہ اور خنیس بن حذافۃ السہمی جو آپ کے داماد اور حفصہ بنت عمر کے شوہر تھے جن کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اپنی زوجیت میں لیا اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل اور ان کے حلیف واقد بن عبداللہ تمیمی اور ان کے دونوں حلیف خولی بن ابی خولی اور مالک بن ابی خولی۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابو خولی بنی عجل بن لجیم بن صعب بن علی بن بکر ابن وائل میں سے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ان کے حلیف بکیر کے چاروں بیٹے ایاس ابن بکیر اور عاقل بن بکیر اور عامر بن بکیر اور خالد بن بکیر جو بنی سعد بن لیث میں سے تھے یہ سب کے سب جب مدینہ آئے تو بنی عمرو بن عوف میں بمقام قباء رفاعہ بن عبدالمنذر بن زنبر کے پاس اترے اور عیاش بن ابی ربیعہ بھی جب مدینہ آئے تو (حضرت) عمر کے ساتھ ہی رفاعہ ہی کے گھر اترے۔ اس کے بعد مہاجرین کا تانتا بندھ گیا تو طلحہ بن عبیداللہ بن عثمان اور صہیب بن سنان۔ بلحارث بن الخزرج والے حبیب بن اساف

کے پاس بمقام سنخ میں اترے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے ابن اسحٰق کی روایت جو مجھے سنائی اس میں یساف[۲] بتایا۔[۱]

بعض کہتے ہیں کہ طلحہ بن عبید اللہ بنو نجار والے اسعد بن زرارہ کے پاس اترے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابو عثمان النہدی سے مجھے روایت پہنچی انھوں نے کہا کہ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ صہیب نے جب ہجرت کا ارادہ کیا تو کفار قریش نے ان سے کہا کہ تم ہمارے پاس بھک منگوں کی (سی) حالت میں آئے تھے اور ہمارے پاس رہ کر تم مالدار بنے اور اس حالت تک پہنچے جو اس وقت تمھاری حیثیت ہے۔ اب تم اپنے مال کے ساتھ یہاں سے نکل جانا چاہتے ہو۔ واللہ یہ تو نہ ہو سکے گا صہیب نے ان سے کہا اچھا یہ بتاؤ کہ اگر میں اپنا تمام مال تمھیں دے دوں پھر تو تم میری راہ میں حائل نہ ہوگے۔ انھوں نے کہا ہاں (یہ ہو سکتا ہے) تو انھوں نے کہا کہ میں نے اپنا مال سب تمھیں دے دیا۔ راوی نے کہا کہ یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے فرمایا:۔

رَبِحَ صُهَيْبٌ، رَبِحَ صُهَيْبٌ.

صہیب فائدے میں رہے صہیب فائدے میں رہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ حمزۃ بن عبد المطلب اور زید بن حارثہ اور حمزۃ ابن عبد المطلب کے دونوں حلیف ابو مرثد کناز بن حصن غنوی۔ ۹۰

ابن ہشام نے کہا بعض ابن حصین کہتے ہیں۔

۱؎۔ (الف) میں خط کشیدہ عبارت نہیں ہے۔ ۲؎ (ب) میں یساف ہے اور (ج د) میں سباف ہے۔ (احمد محمودی)

اور ان کے بیٹے مرثد غنوی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ انسہ اور ابو کبشہ بنی عمر بن عوف والے کلثوم بن ہدم کے پاس قبا میں اترے۔ بعض کہتے ہیں کہ (یہ صحیح نہیں ہے) بلکہ یہ لوگ سعد بن خثیمہ کے پاس اترے۔ بعض کہتے ہیں (یہ بھی صحیح نہیں) بلکہ حمزۃ بن عبد المطلب بنی نجار والے اسعد بن زرارۃ کے پاس اترے۔ غرض یہ مختلف روایتیں ہیں اور عبیدہ بن الحارث بن عبد المطلب اور ان کے دونوں بھائی طفیل بن الحارث اور حصین بن الحارث اور مسطح بن اثاثہ بن عباد بن المطلب اور بنی عبد الدار والے سویبط بن سعد بن حریملۃ اور بنی عبد بن قصی والے طلیب بن عمیر اور عتبہ بن غزوان کے آزاد کردہ خباب بلعجلان والے عبداللہ بن سلمہ کے پاس قبا میں اترے۔ اور عبدالرحمٰن بن عوف دوسرے مہاجرین کے ساتھ۔ بلحارث بن الخزرج والے سعد بن الربیع کے پاس بلحارث ہی کے احاطے میں اترے اور زبیر بن العوام اور ابو سبرہ بن ابی رہم[1] بن عبد العزیٰ منذر بن عقبہ بن احیحہ بن الجلاح کے پاس مقام عصبہ میں بنی جحجبی کے احاطے میں اترے اور بنی عبد الدار والے مصعب بن عمیر بن ہاشم۔ بنی عبد الاشہل والے سعد بن معاذ بن النعمان کے پاس بنی عبد الاشہل کے احاطے میں اترے۔ اور ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ اور ابی[2] حذیفہ کے آزاد کردہ سالم۔

ابن ہشام نے کہا کہ سالم بن ابی حذیفہ ثبیتہ بنت یعار ابن زید بن عبید ابن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس کے آزاد کردہ تھے۔ جب اس نے انھیں آزاد کیا تو اس سے الگ ہو کر ابو حذیفۃ بن عتبہ کے پاس آگئے اور انہوں نے ان کو اپنا متبنی بنا لیا اسی لیے ابو حذیفۃ کے آزاد کردہ سالم کہلانے لگے۔

اور بعض کہتے ہیں کہ ثبیتہ بنت یعار ابو حذیفہ بن عتبہ کی زوجیت میں تھی اس نے سالم کو آزاد کیا اس لیے سالم ابو حذیفہ کے آزاد کردہ کہلانے لگے۔

۹۱

---

[1] ۔ (الف) میں ابو سبرۃ بن ابن رہم لکھا ہے۔ (احمد محمودی) [2] ۔ (الف) میں ابن حذیفہ غلط لکھا ہے کیونکہ اس کے بعد پھر ابی حذیفہ آرہا ہے۔ (احمد محمودی)

۹۲ ابن اسحٰق نے کہا اور عتبہ بن غزوان بن جابر بنی عبدالاشہل والے جبار ابن بشر بن وقش کے پاس بنی عبدالاشہل کے احاطے میں اترے اور عثمان بن عفان۔ حسان بن ثابت کے بھائی اوس بن ثابت بن المنذر کے پاس بنی النجار کے احاطے میں اترے۔ حسان سے محبت رکھتے تھے اور جب آپ کو شہید کیا گیا تو حسان نے آپ کا مرثیہ کہا۔ اور کہا جاتا ہے کہ مہاجروں میں کے بن بیاہے افراد خیثمہ کے پاس اترے اس لیے کہ وہ خود بھی بن بیاہے تھے۔ اللہ (ہی) کو علم ہے کہ کونسی بات صحیح ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ہجرت کر جانے کے بعد مکہ ہی میں اپنی ہجرت کی اجازت ملنے کا انتظار فرماتے رہے اور مہاجروں میں سے کوئی مکہ میں آپ کے ساتھ نہ رہا بجز ان لوگوں کے جو گرفتار کر لیے گئے یا صبر آزما تکلیفوں میں مبتلا کیے گئے مگر علی بن ابی طالب اور ابوبکر بن ابی قحافہ الصدیق رضوان اللہ علیہما۔ ابوبکر بار بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کی اجازت طلب کرتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے:

لَا تَعْجَلْ لَعَلَّ اللّٰهَ يَجْعَلُ لَكَ صَاحِباً۔

جلدی نہ کرو شاید اللہ تمھارے لیے کوئی ساتھی پیدا کر دے۔
تو ابوبکر کو امید ہوتی تھی کہ آپ ہی ہوں گے۔

قریش کے سر برآوردہ لوگوں کا جمع ہونا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آپس میں مشورہ کرنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب قریش نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی حمایت میں ایک جماعت فراہم ہوگئی اور غیروں اوران کے شہر کے علاوہ دوسرے شہروں کے بہت سے (لوگ) آپ کے ہمراہ ہوگئے ہیں اورانھوں نے یہ بھی دیکھ لیا کہ آپ کے صحابہ ہجرت کر کے ان لوگوں سے جا ملے تو انھوں نے جان لیا کہ ان لوگوں نے کسی محفوظ مقام کو اپنی قیام گاہ بنایا ہے اوران (انصار) کے پاس محفوظ جگہ حاصل کرلی ہے تو انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چڑھائی کا خوف ہوا اور وہ سمجھ گئے کہ آپ نے ان سے جنگ کرنے کا عزم کرلیا ہے توسب کے سب دارالندوہ میں آپ کے متعلق مشورہ کرنے کے لیے جمع ہوئے اور یہ دارالندوہ قصی ابن کلاب کا گھر تھا جس میں مشورہ کئے بغیر قریش کسی معاملے کا فیصلہ نہ کرتے تھے جب انھیں آپ سے خوف ہوا تو اسی میں مشورہ کرنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کیا کریں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ہمارے دوستوں میں سے ایسے افراد نے جنھیں میں جھوٹا نہیں سمجھتا عبداللہ بن ابی نجیح سے اورانھوں نے ابوالحجاج مجاہد بن[1] جبیر وغیرہ سے جن پر میں جھوٹ کا الزام نہیں لگا سکتا اورانھوں نے عبداللہ بن عباس سے روایت سن کر مجھ سے بیان کی۔ انھوں نے کہا کہ کفار قریش نے جب اس بات کا عزم کیا اور دارالندوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مشورہ کرنے کی قرارداد کرلی اور وہ دن آیا جس کی آپ کے لیے قرارداد ہو چکی تھی تو اس دن کا نام یوم الزحمۃ رکھا گیا تھا اوران لوگوں سے ابلیس ایک شاندار بوڑھے کی شکل میں آملا جو ایک موٹی چادر اوڑھے تھا اور دارالندوہ کے دروازے پر

[1] (ع ف) میں عن مجاہد بن جبیر ابی الحجاج عن عبداللہ بن عباس وغیرہ ممن لا اتہم عن عبداللہ ابن عباس ہے یعنی عبداللہ بن عباس کا نام غلطی سے مکرر ہوگیا
(احمد محمودی)

آکر کھڑا ہوگیا جب ان لوگوں نے اس کو اس کے دروازے پر کھڑا دیکھا تو اس سے کہا بڑے میاں تم کون ہو۔ اس نے کہا میں نجد والوں میں کا ایک بڑا بوڑھا ہوں جس نے وہ خبر سن لی ہے جس کے لیے تم نے قرار داد کی ہے اس لیے وہ بھی تمھارے ساتھ شریک ہوگیا ہے تاکہ جو کچھ تم کہو (وہ) سنے اور امید ہے کہ وہ بھی تمھارے ساتھ رائے دہی اور خیر خواہی میں کوتاہی نہ کرے گا۔

انھوں نے کہا اچھی بات ہے آو۔ آخر وہ بھی ان کے ساتھ اندر داخل ہوگیا وہاں قریش کے پورے سرغنے جمع ہوگئے تھے بنی عبد شمس میں عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ابو سفیان بن حرب اور بنی نوفل بن عبد مناف میں سے طعیمہ بن عدی اور جبیر بن مطعم اور حارث بن عامر بن نوفل اور بنی عبدالدار بن قصی میں سے نضر بن الحارث بن کلدۃ اور بنی اسد بن عبدالعزی میں سے ابو البختری بن ہشام اور زمعۃ بن الاسود بن المطلب اور حکیم بن حزام اور بنی مخزوم میں سے ابوجہل بن ہشام اور بنی سہم میں سے حجاج کے دونوں بیٹے نبیہ اور منبہ اور بنی جمح میں سے امیہ بن خلف اور دوسرے وہ لوگ جو انھیں میں کے تھے اور ان کے علاوہ قریش میں کے دوسرے جن کی تعداد کا شمار نہیں ہوسکتا۔ اس کے بعد ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اس شخص کا معاملہ تو تم لوگ دیکھ چکے ہو واللہ! اب ہمارے علاوہ دوسرے لوگ اس کے پیرو ہو چکے ہیں۔ ان کے ساتھ ہوکر ہم پر اس کے حملہ کرنے سے اب ہمیں بے خوفی نہیں رہی ہے اس لیے سب مل کر کوئی رائے سوچو! راوی نے کہا کہ سب نے مشورہ کیا اور ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ اسے لوہے (کی ہتکڑیوں اور بیڑیوں) میں جکڑ کر کہیں بند رکھو اور اس کی موت کا انتظار کرو کہ جس طرح اس کے سے شاعروں پر جو اس سے پہلے زہیر و نابغہ وغیرہ گزر چکے ہیں موت آئی اس کو بھی موت آئے تو شیخ نجدی نے کہا۔ نہیں واللہ! یہ تمھاری کوئی ٹھیک رائے نہیں ہے۔ واللہ اگر تم نے اس کو قید رکھا جس طرح تم کہہ رہے ہو تو

جس کو تم نے بند رکھا ہے اس کا حکم اس بند دروازے کے باہر اس کے ساتھیوں کی طرف جائے گا۔ اور قرین قیاس ہے کہ وہ تم پر حملہ کریں اور اس کو تمہارے ہاتھوں سے چھین لے جائیں اور اس کے ذریعے وہ اپنی تعداد کو تمہارے مقابلے میں بڑھائیں اور تمہاری حکومت پر غلبہ حاصل کرلیں یہ تمہارے لیے کوئی ٹھیک رائے نہیں ہے۔ اس کے سوا دوسری کوئی رائے سوچو۔ پھر انھوں نے مشورہ کیا اور ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ اس کو اپنے پاس سے نکال دیں اور اپنی بستیوں میں سے اس کو جلاوطن کردیں اور جب وہ ہمارے پاس سے نکل جائے گا تو واللہ ہمیں کوئی پروا نہیں کہ وہ کہاں چلا گیا یا کہاں جا بسا اور جب وہ ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو جائے گا اور ہمیں اس سے کوئی کام نہ رہے گا تو ہم اپنے معاملات اور محبت کے تعلقات کی اسی طرح درستی کرلیں گے جیسی پہلے تھی تو شیخ نجدی نے کہا نہیں! واللہ! تمہاری یہ رائے (بھی) کوئی ٹھیک رائے نہیں کیا تم نے اس کی شیرینی گفتار اور خوبی کلام اور لوگوں کے دلوں پر اس کی پیش کردہ چیز کے غلبے کو نہیں دیکھا۔ واللہ اگر تم نے ایسا کیا تو مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ وہ عرب کے جس قبیلے میں ٹھیرے گا ان پر اپنے اس کلام و گفتار سے ایسا غلبہ حاصل کرلے گا کہ وہ اس کے پیرو ہو جائیں گے اور وہ انھیں لیکر تم پر چڑھ آئے گا اور ان کے ذریعہ تمھیں پامال کرے گا اور تمہاری حکومت تمہارے ہاتھوں سے چھین لے گا اور پھر وہ تمہارے ساتھ جو چاہے گا سلوک کرے گا اس کے متعلق اس کے سوا کوئی اور رائے سوچو راوی نے کہا تو ابوجہل بن ہشام نے کہا کہ واللہ! میری اس کے متعلق ایک رائے ہے میں نہیں سمجھتا کہ ابتک تم میں سے کسی نے اس کا خیال کیا ہو۔ سب نے کہا۔ اے ابوالحکم آخر وہ کیا رائے ہے۔ اس نے کہا میری رائے یہ ہے کہ ہر قبیلے میں سے ایک جوان مرد۔ نوعمر قوی۔ شریف النسب ہم سب میں بہترین لے لیں اور ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک تلوار دے دیں اور یہ سب اس کے پاس

پہنچیں اور اس کو ان تلواروں سے اس طرح (ایک ساتھ) ماریں گویا ایک ہی شخص کا وار ہے اور (اس طرح) اس کو قتل کر دیں۔ تب ہم اس سے (بے فکر ہو سکیں گے اور) چین پا سکیں گے۔ کیونکہ جب یہ سب اس طرح کریں گے اس کا خون تمام قبیلوں پر بٹ جائے گا اور بنی عبد مناف اپنی قوم کے تمام افراد سے جنگ نہ کر سکیں گے اور ہم سے خونبہا لینے پر راضی ہو جائیں گے اور ہم انھیں اس کا خونبہا دے دیں گے۔

۹۵

(راوی نے) کہا تو شیخ نجدی نے کہا بات تو بس یہی ہے جو اس شخص نے کہی۔ یہ ایسی رائے ہے جس کے سوا اور کوئی رائے (ٹھیک) نہیں۔ اس کے بعد سب لوگ اسی پر اتفاق کر کے ادھر ادھر چلے گئے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے گھر سے نکلنا اور علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر چھوڑ جانا

(راوی نے) کہا کہ مذکورہ مشورے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبریل آئے اور کہا کہ آج کی رات آپ اس بستر پر آرام نہ فرمائیں جس پر آپ روزانہ آرام فرمایا کرتے تھے۔

(راوی نے) کہا کہ جب رات کا اندھیرا ہوا تو وہ سب کے سب آپ کے دروازے پر جمع ہو گئے اور انتظار کرنے لگے کہ آپ سو جائیں تو آپ پر حملہ کریں اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو ان کے مقامات پر ملاحظہ فرمایا تو علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ سے فرمایا تم میرے بستر پر سو جاؤ اور میری یہ سبز حضرمی چادر اوڑھ لو اور اس (چادر) میں سو جاؤ ان لوگوں کی طرف سے تم تک کوئی ایسی چیز پہنچ نہ سکے گی جو تمھیں ناپسند ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آرام فرمایا کرتے تو اسی چادر میں آرام فرمایا کرتے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یزید بن زیاد نے محمد بن کعب القرظی کی روایت بیان کی انھوں نے کہا کہ جب وہ سب کے سب آپ کے دروازے پر جمع ہو گئے جن میں ابو جہل بن ہشام بھی تھا تو اس نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دعوی ہے کہ اگر تم اس کے اصول پر اس کی پیروی کرو تو تم عرب و عجم کے بادشاہ ہو جاؤ گے اور مرنے کے بعد پھر تم اٹھائے جاؤ گے تو تمھارے لیے اردن کے باغوں کے سے باغ ہوں گے اور اگر تم نے اس کی پیروی نہ کی تو تمھیں قتل اور ذبح کرنا اسے جائز ہو جائے گا اور پھر جب تم اپنے مرنے کے بعد اٹھائے جاؤ گے تو تمھارے لیے آگ ہوگی جس میں تم جلائے جاؤ گے۔

(راوی نے) کہا کہ اسی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے باہر نکلے اور ایک مٹھی بھر خاک لی اور فرمایا۔

نَعَمْ أَنَا أَقُولُ ذٰلِكَ، أَنْتَ أَحَدُهُمْ

ہاں میں یہ باتیں کہتا ہوں (اور) تو بھی انھیں میں کا ایک ہے۔
(جو آگ میں جلائے جائیں گے)۔

اور اللہ تعالی نے آپ کے دیکھنے سے ان کی بینائیوں کو روک لیا اور وہ آپ کو دیکھ نہ سکتے تھے اور آپ ان کے سروں پر وہ خاک ڈالتے جاتے تھے۔ اور سورہ یٰسین کی یہ آیتیں پڑھتے جاتے تھے۔

یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِیْمِ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۹۲

الی قولہ وَجَعَلْنَا مِنْ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ۔

یٰسین (اے انسان کامل) حکمت والے قرآن کی قسم تو

(اللہ کی طرف سے) بھیجے ہوؤں میں سے ہے (اور) سیدھے راستے پر ہے۔ ان آیتوں تک آپ نے تلاوت فرمائی۔ اور ہم نے ان کے آگے اور ان کے پیچھے ایک قسم کی روک بنا دی ہے اور ان (کی آنکھوں) پر پردے ڈال دیئے ہیں کہ وہ دیکھتے (ہی) نہیں۔

یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان آیتوں کی تلاوت سے فارغ ہوئے اور ان میں سے کوئی شخص باقی نہ رہا جس کے سر پر آپ نے خاک نہ ڈالی ہو اس کے بعد پلٹ کر آپ جہاں جانا چاہتے تھے چلے گئے۔ پھر ان کے پاس ایک شخص آیا جو ان میں کا نہیں تھا اور کہا تم لوگ یہاں کس چیز کا انتظار کر رہے ہو۔ انھوں نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا۔ اس نے کہا اللہ نے تمھیں محروم کر دیا۔ واللہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمھارے سامنے نکل گیا اور تم میں سے کسی کو نہ چھوڑا جس کے سر پر خاک نہ ڈالی ہو اور پھر وہ اپنے کام کو چلا گیا۔ کیا تم لوگ اپنی حالتوں کو نہیں دیکھ رہے ہو۔

(راوی نے) کہا تو ان میں کے ہر شخص نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھا تو دیکھا کہ اس پر خاک پڑی ہوئی ہے پھر وہ لوگ (دیواروں پر) چڑھ کر جھانکنے لگے اور بستر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر اوڑھے ہوئے علیؓ کو دیکھا اور کہنے لگے واللہ! بے شبہ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سو رہا ہے اور اس پر خود اسی کی چادر ہے غرض صبح تک وہ اسی حالت میں رہے یہاں تک کہ جب صبح ہوئی تو علی بستر پر سے اٹھے تو انھوں نے کہا واللہ ہم سے بیان کرنے والے نے سچ کہا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ وہ لوگ جو آپ (کے قتل) کے لیے جمع ہو گئے تھے ان کے اور اس روز کے متعلق اللہ تعالیٰ نے جو قرآنی آیتیں نازل فرمائیں ان میں سے یہ بھی ہے۔

وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا الآیہ

(وہ دن یاد کر) جبکہ میرے متعلق کافر چالبازیاں کر رہے تھے۔ آخر آیت تک۔

اور اللہ عزوجل کا یہ قول بھی ہے۔

أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهِ رَيْبَ الْمَنُونِ قُلْ تَرَبَّصُوا فَإِنِّي مَعَكُم مِّنَ الْمُتَرَبِّصِينَ۔

بلکہ یہ لوگ تو کہتے ہیں کہ وہ شاعر ہے ہم اس کی موت کے حادثے کے منتظر رہیں گے (اے نبی) تو کہدے کہ تم بھی انتظار کرو اور بے شبہہ میں بھی تمھارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں ہوں (کہ تمھاری موت کا وقت آجائے)

ابن ہشام نے کہا کہ منون کے معنی موت کے ہیں اور ریب المنون کے معنی موت کا نزول اور حادثہ موت ہے۔ ابوذویب ہذلی نے کہا ہے

أَمِنَ الْمَنُونِ وَرَيْبِهَا تَتَوَجَّعُ ۔۔۔ وَالدَّهْرُ لَيْسَ بِمُعْتِبٍ مَّنْ يَّجْزَعُ

کیا تو موت اور موت کے نزول سے دردمند ہے

حالانکہ زمانہ گھبرانے والوں یا دردمندوں سے اپنا عتاب دور نہیں کر دیتا۔

یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کی اجازت دی اور ابوبکر مالدار شخص تھے اور جب آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کی اجازت طلب کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا تَعْجَلْ لَعَلَّ اللّٰهَ يَجْعَلُ لَكَ صَاحِبًا۔

جلدی نہ کرو شاید اللہ تعالیٰ تمھارے لیے کوئی ساتھی پیدا کر دے۔

تو آپ کو امید بندھ گئی کہ اس ساتھی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد خود اپنی ذات مبارک ہی ہو گی۔ جب آپ نے ایسا فرمایا تو ابو بکر نے دو اونٹنیاں خریدیں اور انھیں اپنے گھر میں چارہ ڈالتے ہوئے اسی ہجرت کے سامان کے طور پر روک رکھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ کی جانب ہجرت کے واقعات

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ایسے شخص نے جس کو میں جھوٹا نہیں سمجھتا عروۃ بن الزبیر سے اور انھوں نے ام المومنین عائشہ سے روایت سن کر بیان کی کہ ام المومنین نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر کے گھر آنے میں کبھی تامل نہ فرماتے تھے دن کے دونوں وقتوں میں سے کسی ایک وقت یا تو صبح تشریف لاتے یا شام یہاں تک کہ جب وہ دن آیا جس میں اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت اور مکے سے اپنی قوم کے درمیان سے نکل جانے کی اجازت مرحمت فرمائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس دوپہر میں ایسے وقت تشریف لائے کہ اس وقت آپ تشریف نہیں لایا کرتے تھے۔ ام المومنین نے کہا کہ جب آپ کو ابو بکر نے دیکھا تو کہا کہ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی نئی بات کے بغیر تشریف نہیں لائے ہیں کہا کہ جب آپ اندر داخل ہوئے تو ابو بکر آپ کے لیے اپنے تخت سے ہٹ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور ابو بکر کے پاس میں اور میری بہن اسماء بنت

ابی بکر کے سوا کوئی نہ تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

أَخْرِجْ عَنِّي مَنْ عِنْدَكَ

جو لوگ تمہارے پاس ہوں انھیں میرے پاس سے ہٹا دو۔
تو ابو بکر نے عرض کی صرف یہ میری دونوں لڑکیاں ہیں آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔ ان کے رہنے میں کیا حرج ہے فرمایا۔

إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَذِنَ لِي فِي الْخُرُوجِ وَالْهِجْرَةِ۔

اللہ تعالیٰ نے نکل جانے اور ہجرت کر جانے کی مجھے اجازت دے دی ہے۔ کہا کہ ابو بکر نے عرض کی:۔

اَلصُّحْبَةَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ

اے اللہ کے رسول (کیا میں بھی آپ کے) ساتھ رہ سکتا ہوں۔ فرمایا۔

اَلصُّحْبَةَ

(ہاں تم بھی) ساتھ رہو گے۔
ام المومنین نے کہا کہ مجھے اس سے پہلے کبھی یہ بات معلوم نہیں ہوئی تھی کہ کوئی شخص خوشی سے بھی روتا ہے حتی کہ میں نے اس روز (اپنے والد) ابو بکر کو دیکھا کہ وہ رو رہے تھے۔ پھر عرض کی اے اللہ کے نبی! یہ دونوں اونٹنیاں ہیں جن کو میں نے اسی روز کے لیے لے رکھا تھا اس کے بعد آپ دونوں نے عبد اللہ بن ارقط کو جو بنی وائل بن بکر میں کا ایک شخص تھا اور اس کی ماں بنی سہم بن عمرو میں کی ایک عورت تھی اور وہ مشرک تھا راستہ بتلانے کے لیے اجرت پر ٹھیرالیا اور دونوں نے اپنی دونوں اونٹنیاں اس کے حوالے کر دیں اور وہ اسی کے پاس رہنے لگیں کہ وہ انھیں

۹۸

ایک وقت مقررہ تک کے لیے چرائے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے اس بات کی خبر ملی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نکلنے کی خبر آپ کے نکلنے تک بجز علی بن ابی طالب اور ابوبکر الصدیق اور آل ابوبکر کے کسی اور کو نہیں ہوئی۔ علی کو تو۔ جیسا کہ مجھے معلوم ہوا ہے۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نکلنے کی خبر دی اور انھیں حکم دیا کہ آپ کے (جانکلے) بعد مکہ میں رہیں تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے لوگوں کی وہ امانتیں جو آپ کے پاس رہا کرتی تھیں ادا کردیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت تھی کہ مکّہ کا ہر ایک شخص جس کو اپنی کسی چیز کے (تلف ہونے کا) خوف ہوتا وہ اس کو آپ پاس رکھ دیتا اس لیے کہ آپ کی دیانت اور سچائی کو سب جانتے تھے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات غار میں ابوبکر کے ساتھ

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکلنے کا عزم فرمالیا تو ابوبکر بن ابی قحافہ کے پاس تشریف لائے اور ابوبکر کے گھر کے پیچھے کی ایک کھڑکی سے دونوں نکل گئے اور پھر دونوں نے کوہ ثور کے ایک غار کا قصد فرمایا جو مکہ کے نشیبی جانب ہے اور دونوں اس میں داخل ہوگئے اور ابوبکر نے اپنے فرزند عبداللہ بن ابی بکر کو حکم دے دیا تھا کہ دن میں لوگوں کی وہ باتیں سنتے رہیں۔ جو ان دونوں کے فائدے کی ہوں کہ لوگ ان دونوں کے متعلق کیا کہتے ہیں اور جو کچھ دن بھر میں ہو اس کی خبر شام میں ان کے پاس لاویں اور آپ اپنے آزاد کردہ عامر بن فہیرہ کو حکم

دے دیا تھا کہ آپ کی بکریاں دن میں چراتا رہے اور شام میں ان کے پاس غار میں لائے اور جب شام ہوتی تو اسماء بنت ابی بکر کھانے میں سے جو چیز ان دونوں کے قابل ہوتی ان کے پاس لاتیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا کہ حسن بن ابی الحسن نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر غار کے پاس رات کے وقت پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ابو بکر اندر گئے اور غار کو یہ دیکھنے کے لیے (ادھر ادھر) ٹٹولا کہ اس میں کوئی درندہ یا سانپ ہو تو معلوم ہو جائے اور خود خطرے میں پڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچا لیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ ابو بکر غار میں تین روز رہے اور قریش نے جب آپ کو نہ پایا تو آپ کے متعلق سو اونٹ اس شخص کے لیے مقرر کئے جو آپ کو ان کے پاس لوٹا لائے اور عبد اللہ بن ابی بکر دن میں قریش کے ساتھ انھیں میں رہا کرتے تھے اور جو کچھ مشورے وہ کرتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر کے متعلق جو کچھ وہ کہتے سب سنتے اور جب شام ہوتی تو دونوں کے پاس آتے اور ساری خبریں دونوں کو پہنچا دیتے۔ اور ابو بکر کے آزاد کردہ عامر بن فہیرہ مکہ والوں کے چرواہوں میں بکریاں چراتے اور جب شام ہوتی تو ابو بکر کی بکریاں ان دونوں کے پاس لاتے اور آپ دونوں ان کا دودھ دوہتے اور انھیں ذبح کرتے اور جب عبد اللہ بن ابی بکر صبح ان کے پاس سے مکہ جاتے تو عامر بن فہیرہ بھی بکریاں لے کر ان کے پیچھے پیچھے ہو جاتے تا کہ ان کے نشان قدم مٹ جائیں۔ یہاں تک کہ جب تین روز گزر گئے اور لوگوں کی بے چینی آپ دونوں کے متعلق جاتی رہی تو آپ کے پاس آپ کا وہ ساتھی جس کو اجرت پر مقرر کر لیا تھا آپ کے دونوں اونٹ اور اپنا اونٹ لے کر آیا اور اسماء بنت ابی بکر آپ دونوں کا چمڑے کا توشہ دان لے کر آئیں لیکن اس کا بندھن (یعنی رسی جس کو پکڑ کر اٹھایا جاتا ہے اور کسی چیز سے لٹکایا جاتا ہے)

اس کو باندھنا بھول گئیں اور جب دونوں نے قصد سفر کیا تو توشہ دان لٹکانے گئیں تو دیکھا کہ اس کا بندھن نہیں ہے تو اپنا نطاق (یعنی کمر کو باندھنے کا کپڑا یا دوپٹہ) کھولا اور اسے توشہ دان کے بندھن کے بجائے استعمال کیا اور اس سے اسے باندھ دیا اسی لیے اسماء بنت ابی بکر کو ذات النطاق کہا جاتا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ میں نے متعدد اہل علم سے سنا ہے کہ وہ ذات النطاقین کہتے ہیں اسکی توجیہ یہ ہے کہ جب انھوں نے چاہا کہ توشہ دان کو لٹکائیں تو انھوں نے اپنے دوپٹے کو پھاڑ کر دو حصے کر ڈالے اور ایک حصے سے توشہ دان لٹکا دیا اور دوسرے حصے کو کمر سے باندھ لیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب ابو بکر نے دونوں اونٹنیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیں تو ان دونوں میں جو بہتر تھی اس کو آگے رکھا اور عرض کی آپ پر میرے ماں باپ فدا۔ سواری پر تشریف فرما ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

إِنِّي لَا أَرْكَبُ بَعِيرًا لَيْسَ لِي

میں ایسے اونٹ پر نہیں بیٹھتا جو میرا نہ ہو۔

تو عرض کی اے اللہ کے رسول آپ پر میرے ماں باپ فدا یہ آپ کی نذر ہے فرمایا۔

لَا وَلٰكِنْ مَا الثَّمَنُ الَّذِي ابْتَعْتَهَا بِهِ

نہیں (ایسا نہیں) لیکن تم نے اسے کتنے میں خرید ا ہے عرض کی اتنے میں فرمایا۔

قَدْ أَخَذْتُهَا بِذٰلِكَ

میں نے اسے اسی قیمت میں لے لیا۔

عرض کی۔ اے اللہ کے رسول وہ آپ کی ہوگئی۔ اس کے بعد دونوں سوار ہوئے اور چلے اور ابوبکر نے اپنے آزاد کردہ عامر بن فہیرہ کو اپنے پیچھے بٹھا لیا کہ راستے میں وہ آپ دونوں کی خدمت کرسکیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے اسماء بنت ابی بکر سے (یہ) روایت پہنچی کہ انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر نکل گئے۔ ہمارے پاس قریش کی ایک ٹولی آئی جس میں ابوجہل بھی تھا اور وہ آکر ابوبکر کے دروازے پر کھڑے ہوگئے تو میں ان کی طرف چلی تو انھوں نے کہا اے ابوبکر کی بیٹی تیرا باپ کہاں ہے۔ میں نے کہا۔ واللہ میں نہیں جانتی کہ میرا باپ کہاں ہے۔ تو ابوجہل نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور وہ بدمعاش خبیث تھا اور اس نے میرے گال پر ایک ایسا تھپڑ مارا جس سے میرے کان کا بالا گر پڑا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر کی سمت کے متعلق ایک جن کی غیبی آواز کی خبر میں

(اسماء نے) کہا کہ پھر وہ لوگ لوٹ گئے اور ہم تین روز تک ایسی حالت میں رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرف تشریف لے گئے ہمیں اس کا علم ہی نہ تھا یہاں تک کہ جنوں میں کا ایک شخص[1] مکہ کی نشیبی جانب سے عربوں کے گانے کی طرح چند اشعار گاتا ہوا آیا اور لوگ اس کے پیچھے پیچھے چلے جارہے ہیں اس کی آواز سن رہے ہیں لیکن

[1] دوسرے نسخوں میں "رجل من الجن" ہے۔ (الف) میں نقطہ غائب ہوگیا ہے اور رحل من الجن لکھا ہے۔ (احمد محمودی)

وہ دکھائی نہ دیتا تھا یہاں تک کہ وہ مکہ کی بلند جانب سے یہ کہتا ہوا نکل گیا۔

جَزَا اللّٰہُ رَبُّ النَّاسِ خَیْرَ جَزَاءِہٖ ۔۔۔ رَفِیْقَیْنِ حَلَّا خَیْمَتَیْ أُمِّ مَعْبَدِ

اللہ، لوگوں کا پروردگار' ان دونوں رفیقوں کو اپنے
پاس کی بہترین جزا دے جو ام معبد کے دونوں خیموں میں اترے ہیں۔

ھُمَا نَزَلَا بِالْبِرِّ ثُمَّ تَرَوَّحَا ۔۔۔ فَأَفْلَحَ مَنْ أَمْسٰی رَفِیْقَ مُحَمَّدِ

وہ اترے تو نیکی کو اپنے ساتھ لیے ہوئے اور پھر شام
ہوتے ہوتے چلے گئے۔ ترقی اسی نے پائی (اور) وہی پھلا پھولا
جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا رفیق ہو گیا۔

لِیَھْنِیْ بَنِیْ کَعْبٍ مَکَانُ فَتَاتِھِمْ ۔۔۔ وَمَقْعَدُھَا لِلْمُؤْمِنِیْنَ بِمَرْصَدِ ۱۰۱

بنی کعب کو اپنے زنان خانے اور دیوان خانے سے
خوش ہونا چاہیے کہ وہ ایمانداروں کے انتظار کرنے (یا ٹھیرنے)
کے مقام ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ام معبد بنت کعب بنی کعب کی شاخ خزاعہ میں کی عورت تھی اور شاعر کا قول "حَلَّا خَیْمَتَیْ أُمِّ مَعْبَدِ" اور "ھُمَا نَزَلَا بِالْبِرِّ ثُمَّ تَرَوَّحَا" ابن اسحٰق کے سوا دوسروں کی روایت ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اسماء بنت ابی بکر نے کہا کہ جب ہم نے اس (جن) کا قول سنا تو ہمیں معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس سمت کا رخ کیا ہے اور معلوم ہوا کہ آپ کی توجہ مدینہ کی جانب ہے اور وہ چار شخص یہ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ابوبکر۔ ابوبکر کے آزاد کردہ عامر بن فہیرہ اور عبداللہ بن ارقط آپ دونوں کو راہ بتانے والا ۱۰۲

ابن ہشام نے کہا کہ بعض لوگ عبداللہ بن اریقط کہتے ہیں۔

ابو قحافہ کا اسماء کے پاس آنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن عباد بن عبد اللہ بن الزبیر نے بیان کیا کہ ان سے ان کے والد عباد نے ان کی دادی اسماء بنت ابی بکر کی روایت سنائی کہ اسماء نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور آپ کے ساتھ ابو بکر بھی نکل گئے تو ابو بکر اپنا تمام مال اٹھا لے گئے۔ آپ کے پانچ یا چھ ہزار درہم تھے آپ انھیں اپنے ساتھ لے کر چلے گئے۔ اسماء نے کہا کہ میرا دادا ابو قحافہ جب ہمارے گھر آیا اس وقت اس کی بینائی جاتی رہی تھی اس نے کہا واللہ میں سمجھتا ہوں کہ اس نے اپنا مال اپنے ساتھ لے جا کر تمھیں دکھ دیا کہا کہ میں نے کہا ابا جان ایسا نہیں ہے وہ ہمارے لیے بہت سا مال چھوڑ گئے ہیں۔ کہا کہ میں نے بہت سے پتھر لیے اور انھیں گھر کے ایک روشندان میں رکھا جس میں میرے والد اپنا مال رکھا کرتے تھے اور میں نے اس پر ایک کپڑا ڈال دیا اور ان کا ہاتھ پکڑ کر کہا ابا جان! آپ اپنا ہاتھ اس مال پر رکھیے۔ کہا آخر انھوں نے اپنا ہاتھ اس پر رکھا اور کہا جب وہ تمھارے لیے یہ چھوڑ گیا ہے تو پھر کچھ ڈر کی بات نہیں اس نے اچھا کیا۔ بس یہ تمھارے لیے کافی ہے حالانکہ انھوں نے ہمارے لیے بخدا کچھ بھی نہ چھوڑا تھا لیکن میں نے چاہا کہ اس طریقے سے بوڑھے کو تسکین دے دوں۔

سراقہ کی حالت اور اس کا سوار ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے جانا

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے زہری نے بیان کیا کہ ان سے عبد الرحمٰن

ل۔ (الف) میں الشیخ کے بجائے الشیج لکھا ہے یعنی خاء منقوطہ کا نقطہ غائب ہے۔ (احمد محمودی)

ابن مالک بن جعشم نے اپنے والد سے اور انھوں نے اپنے والد سے اور انھوں نے اپنے چچا سراقہ بن مالک بن جعشم سے روایت کی۔ سراقہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ کی جانب روانہ ہوئے تو قریش نے آپ کے متعلق سو اونٹ (انعام) اس شخص کیلئے مقرر کیے جو آپ کو ان کے پاس لوٹا لائے کہا کہ میں اپنی قوم کی مجلس میں بیٹھا تھا کہ ہمیں میں کا ایک شخص آیا اور ہمارے پاس کھڑا ہو گیا اور کہا واللہ میں نے تین مسافروں کو ابھی ابھی گزرتے دیکھا اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے ساتھی تھے۔ میں نے اس کو اپنے آنکھ سے اشارہ کیا کہ خاموش رہ اور میں نے کہا کہ وہ تو فلاں قبیلے کے لوگ تھے جو اپنے گم شدہ جانور ڈھونڈ رہے تھے۔ اس نے کہا شائد (ایسا ہی ہو) پھر وہ خاموش[1] ہو گیا۔ کہا کہ اس وقت تو میں تھوڑی دیر ٹھیرا رہا اور پھر اٹھا اور اپنے گھر گیا۔ اور اپنے گھوڑے کو لانے کا حکم دیا اور وہ بطن وادی میں لاکر باندھ دیا گیا اور اپنا ہتھیار نکالنے کا حکم دیا اور وہ حجرے کے پیچھے سے نکال کر لایا گیا۔ پھر میں نے اپنے وہ تیر لئے جن سے میں اپنی قسمت دیکھا کرتا تھا (یا استخارہ کیا کرتا تھا یا فال دیکھا کرتا تھا) پھر میں نے جاکر اپنی زرہ پہن لی اور تیر نکالی کر ان سے فال دیکھی تو وہ تیر نکلا جس کو میں ناپسند کرتا تھا اور وہ آپ کو (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو) کوئی ضرر نہ دیتا تھا۔ کہا کہ مجھے امید تھی کہ میں آپ کو قریش کے پاس واپس لاؤں گا اور قریش سے سو اونٹنیاں لوں گا کہا کہ پھر میں سوار ہو کر آپ کے نشان قدم پر چلا اور میرا گھوڑا دوڑ رہا تھا کہ اس نے ٹھوکر کھائی اور میں اس پر سے گر پڑا۔ کہا کہ میں نے (دل میں) کہا آخر یہ کیا بات ہے۔ کہا کہ پھر میں نے اپنے تیر نکالے اور

۱۰۳

[1] (الف) میں ثم ساکت ہے لیکن دوسرے نسخوں میں ثم سکت ہے اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے جس کے معنی ہیں وہ خاموش ہو گیا۔ (احمد محمودی)

ان سے فال دیکھی تو پھر وہی تیر نکلا جس کو میں ناپسند کرتا تھا اور وہ آپ کو کوئی ضرر دینے والا نہ تھا۔ کہا کہ پھر میں نے آپ کا پیچھا کرنے کے سوا دوسری کسی حالت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور آپ کے نشان قدم پر چلا۔ میرا گھوڑا دوڑ رہا تھا کہ پھر اس نے ٹھوکر کھائی اور میں اس پر سے گر پڑا۔ کہا میں نے (دل میں) کہا آخر یہ کیا بات ہے۔ پھر میں نے اپنے تیر نکالے اور فال دیکھی تو پھر بھی وہی تیر نکلا جس کو میں پسند نہ کرتا تھا اور وہ آپ کو کوئی ضرر دینے والا نہ تھا کہا کہ پھر میں نے آپ کا پیچھا کرنے کے سوا دوسری کسی حالت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور سوار ہو کر آپ کا پیچھا کیا اور جب وہ لوگ نمایاں ہوئے اور میں نے انھیں دیکھ لیا تو میرے گھوڑے نے پھر ٹھوکر کھائی اور اس کے اگلے پیر زمین میں دھنس گئے اور میں اس پر سے گر پڑا۔ پھر گھوڑے نے اپنے پیر زمین سے نکالے تو اس کے ساتھ ہی بگولے کی طرح دھواں نکلا۔ کہا کہ جب میں نے یہ حالت دیکھی تو جان گیا کہ آپ مجھ سے محفوظ رکھے گئے ہیں اور یہ بات بالکل صاف ہے۔ کہا کہ پھر تو میں نے ان لوگوں کو پکارا کہ لوگو! میں سراقہ ابن جعشم ہوں مجھے اتنی مہلت دو کہ میں تم سے بات کروں واللہ میں تم سے کوئی دغا نہ کروں گا اور نہ میری جانب سے تمھیں کوئی ایسی بات پہنچے گی جس کو تم پسند نہ کرو کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر سے فرمایا:۔

قُلْ لَهُ مَا تَبْتَغِي مِنَّا۔

اس سے کہو کہ وہ ہم سے کیا چاہتا ہے

کہا تو ابوبکر نے مجھ سے وہی کہا۔ تو میں نے کہا کہ مجھے آپ ایک تحریر لکھ دیں کہ وہ میرے پاس آپ کی ایک نشانی ہو۔ فرمایا:۔

اُكْتُبْ لَهُ يَا أَبَا بَكْرٍ۔

اے ابوبکر اس کو لکھ دو۔

کہا آخر ابو بکر نے کسی ہڈی یا کسی چٹھی یا کسی ٹھیکری پر ایک تحریر لکھی اور میری طرف پھینک دی۔ میں نے اس کو لے لیا اور اپنے ترکش میں رکھ کر واپس ہو گیا۔ پھر جو کچھ ہوا تھا اس کا میں نے کسی سے ذکر نہیں کیا اور خاموش رہا یہاں تک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح فرمایا اور حنین و طائف (کی جنگوں) سے فارغ ہوئے تو اس تحریر کو لے کر نکلا کہ آپ سے ملوں اور مقام جعرانہ میں میں آپ سے ملا اور آپ کے لشکر میں انصار کے رسالے میں داخل ہو (نے) گیا تو وہ لوگ مجھے برچھوں سے مارنے لگے اور ہٹ جا ہٹ جا کہا (آخر) تو چاہتا کیا ہے۔ کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب گیا اور آپ اپنی اونٹنی پر تشریف فرما تھے۔ واللہ (مجھے اس وقت ایسا معلوم ہو رہا ہے) گویا میں آپ کی پنڈلی کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ رکاب میں کھجور کے درخت کے گابھے کی سی (سفید اور نرم) ہے۔ کہا میں نے اس تحریر کو لیے ہوئے اپنا ہاتھ بلند کیا اور عرض کی یا رسول اللہ! یہ میری نسبت آپ کی تحریر ہے میں سراقہ بن جعشم ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:—

۱۰۳

يَوْمُ وَفَاءٍ وَبِرٍّ

(آج کا دن) وعدوں کے پورا کرنے اور نیکی کرنے کا ہے

اس کو میرے قریب لاؤ۔ کہا تو میں آپ کے قریب گیا اور اسلام اختیار کیا۔ پھر میں نے ایک بات یاد کی کہ اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کروں لیکن وہ بات مجھے یاد نہ آتی تھی مگر میں نے عرض کی یا رسول اللہ! بھولے بھٹکے اونٹ میرے حوض پر آتے ہیں اور میں نے اسے اپنے اونٹوں کے لیے بھر رکھا ہے کیا اگر میں انھیں پانی پلاؤں تو مجھے کوئی اجر ملے گا۔ فرمایا:—

نَعَمْ فِي كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ حَرَّى أَجْرٌ۔

لہ۔ (الف) میں حرا جیم رائے مہمل مشددہ اور ہمزہ سے لکھا ہے جس کے کوئی مناسب معنی نہیں۔ (احمد محمودی)

ہاں۔ ہر پیاسے جگر والی چیز کے متعلق اجر ہے۔
کہا کہ پھر میں اپنی قوم کی جانب واپس ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس زکوٰۃ کے اونٹ روانہ کئے۔
ابن ہشام نے کہا کہ عبدالرحمٰن۔ حارث بن مالک بن جعشم کے فرزند تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے وقت کی منزلیں

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب آپ کو راہ بتانے والا عبداللہ بن ارقط آپ کو مکہ کے نشیبی حصے سے لے کر چلا تو آپ کو لیے ہوئے (سمندر کے) کنارے کنارے عسفان کے نیچے سے چلا۔ پھر امج کے نیچے سے ہوتے ہوئے لے گیا پھر قدید سے گزرنے کے بعد وہاں سے راہ کاٹ کے آپ کو لے نکلا اور خرار میں لایا پھر ثنیۃ المرۃ سے ہوتے ہوئے لقفا کو لے گیا۔ ۱۰۵

ابن ہشام نے کہا لقفا۔ معقل بن خویلد الہذلی نے کہا ہے ۱۰۶

نَزِيعاً مُحْلِباً مِنْ أَهْلِ لِفْتٍ لِحَيٍّ بَيْنَ أَثْلَةَ وَالنِّحَامِ

(میں مدح وستائش کرتا ہوں) اس پردیسی کی جس کو
اس کی قوم میں سے نکال لایا گیا ہے جو دوسروں کی امداد کرنیوالا
اور مقام لفت کے رہنے والوں میں کے اس قبیلے کا ہے جو مقام
اثلۃ اور نحام کے درمیان رہنے والے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ وہ آپ دونوں کو لیے ہوئے لقف کے وحشی جانوروں کے رہنے کے جنگل سے گزرا اور پھر مجاج کے وحشی جانوروں کے جنگل کے درمیان سے چلا ابن ہشام کے قول کے موافق بعض لوگ

مجاح کہتے ہیں۔

پھر مجاح کے مقام مرجح سے ہوتے ہوئے مرجح کے مقام ذی الغضوین کے وسط میں لے گیا۔

ابن ہشام نے کہا بعض الغضوین کہتے ہیں۔

پھر ذی کشند[1] کے بطن میں پہنچا۔ پھر مقام جداجد پر لے گیا پھر الاجرد پر ۱۰۷ پھر انھیں بطن اعدا کے مقام ذی سلم میں لے گیا جو تعہن کے جنگلی جانوروں کا جنگل ہے۔ پھر عبابید پر۔

ابن ہشام نے عبابیب کہا ہے اور بعض العثیانۃ کہتے ہیں اور مراد عبابیب ہی ہوتا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا پھر انھیں لیے ہوئے الفاجۃ پر سے گزرا اور ابن ہشام کے قول کے موافق بعض القاحۃ کہتے ہیں۔

پھر انھیں لیے ہوئے العرج کی طرف اترا اور آپ کے ساتھ کے سواریوں میں سے کسی نے دیر کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۰۸ بنی اسلم میں کے ایک شخص کو جس کا نام اوس بن حجر تھا اپنے ایک اونٹ پر سوار کرالیا جس کا نام ابن الرداو تھا اور اسے مدینہ تک لے گئے اور اس کے ساتھ اس کے (یا اپنے) ایک چھوکرے کو بھیجا جس کا نام مسعود بن ہنیدہ تھا۔ پھر آپ کا راہ بتلانے والا آپ کو لیے ہوئے عرج سے نکل کر عائر نامی پہاڑی پر لے گیا۔

ابن ہشام کے قول کے موافق بعضوں نے غائر کہا ہے جو رکوبہ نامی پہاڑی کے سیدھی جانب ہے حتی کہ آپ کو بطن رئم میں اتارا۔

پھر آپ کو بنی عمرو بن عوف کے پاس قباء میں لایا۔ ۱۰۹

ماہ ربیع الاول کی بارہ راتیں گزر چکی تھیں۔ پیر کا دن تھا دن کی گرمی بہت بڑھ گئی تھی اور سورج معتدل ہونے (یعنی نصف النہار) کے

---

[1] (ب) میں ذی کشر ہے۔ (احمد محمودی)

قریب ہوگیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ میں قیام اور وہاں آپ کے نزول کے مقامات اور مسجد کی تعمیر

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن جعفر بن الزبیر نے عروۃ بن الزبیر سے اور انھوں نے عبدالرحمٰن بن عویم بن ساعدہ سے روایت بیان کی۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے میرے قبیلے کے چند لوگوں نے مجھ سے بیان کیا۔ انھوں نے کہا کہ جب ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ سے نکلنے کی خبر سنی اور آپ کی تشریف آوری کا انتظار کرنے لگے۔ تو ہم صبح (کی نماز) پڑھ کر اپنے پہاڑی مقام سے باہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار میں نکل جایا کرتے اور وہیں ٹھیرے رہتے یہاں تک کہ دھوپ ہمارے سایہ دار مقامات پر پھیل جاتی اور جب ہم کہیں سایہ نہ پاتے تو پھر شہر میں چلے آتے اور یہ واقعہ گرمی کے دنوں کا تھا حتیٰ کہ جب وہ دن آیا جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں تو ہم اس روز بھی اسی طرح (انتظار کرتے) بیٹھے رہے۔ یہاں تک کہ جب سایہ نہ رہا تو ہم اپنے گھروں میں آگئے اور جیسے ہی ہم گھروں میں داخل ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پہلا شخص جس نے آپ کو دیکھا وہ ایک یہودی تھا اور ہم جو کچھ کیا کرتے تھے اس نے دیکھ لیا تھا کہ ہم اپنے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کا انتظار کر رہے ہیں (اس لیے) ۔ وہ اپنی بلند آواز سے پکارا اے بنی قیلہ! یہ تمھاری (منتظرہ) ذی شان ہستی آگئی۔

راوی نے کہا پھر تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب نکل کھڑے ہوئے اور آپ ایک کھجور کے درخت کے سایے میں تھے اور آپ کے ساتھ ابو بکر بھی جو آپ ہی کے ہم عمر تھے اور ہم میں سے اکثر لوگوں نے اس سے پہلے آپ کو دیکھا نہ تھا۔ لوگوں کی آپ کے پاس بھیڑ لگ گئی حالانکہ وہ آپ میں اور ابو بکر میں امتیاز نہ کر سکتے تھے۔ یہاں تک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سے سایہ ہٹا۔ تو ابو بکر اٹھے اور آپ پر اپنی چادر سے سایہ کیا تو اس وقت ہم نے آپ کو پہچانا۔ ۱۱۰

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ لوگوں کے بیان کے لحاظ سے۔ بنی عمرو بن عوف والے کلثوم بن ہدم کے پاس اترے اور اس کے بعد بنی عبید کے ایک شخص کے پاس بعض کہتے ہیں (نہیں) بلکہ سعد بن خیثمہ کے پاس اترے۔ اور جو لوگ کلثوم بن ہدم کے پاس اترنے کا ذکر کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلثوم بن ہدم کے گھر سے باہر تشریف فرما ہوتے تو سعد بن خیثمہ کے گھر میں لوگوں (سے ملنے) کے لیے تشریف فرما ہوا کرتے تھے اس لیے کہ وہ مجرد تھے اور ان کے بی بی بچے نہ تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہاجرین صحابہ میں سے کے بن بیاہوں کی قیام گاہ انھیں کا گھر تھا اسی وجہ سے لوگ کہتے ہیں کہ آپ سعد بن خیثمہ کے گھر اترے تھے اور سعد بن خیثمہ کے گھر کو لوگ "بیت العزاب" یعنی کنواروں کا گھر کہا کرتے تھے۔ واللہ عالم کہ ان میں سے کون سی بات واقعی ہے۔ ہم نے تو یہ بھی سنا ہے اور وہ بھی۔ ابو بکر الصدیق۔ بنی الحارث بن الخزرج میں کے ایک شخص خبیب بن اساف کے پاس مقام سنح میں اترے اور ایک کہنے والا یہ بھی کہتا ہے کہ (نہیں) بلکہ آپ کی فرودگاہ بنی الحارث بن الخزرج والے خارجہ بن زید بن ابی زہیر کے پاس تھی۔

اور علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ مکہ میں تین دن اور تین رات رہے تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے لوگوں کی ان امانتوں ۱۱۱

جو آپ کے پاس تھیں انھیں واپس دے دیں۔ یہاں تک کہ جب آپ ان کی واپسی سے فارغ ہو گئے تو آپ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آملے اور آپ کے ساتھ ہی کلثوم بن ہدم کے پاس اترے۔

اور علی بن ابی طالب فرمایا کرتے تھے کہ آپ کی اقامت قبا میں ایک[1] مسلمہ عورت کے گھر جس کا شوہر نہ تھا ایک رات یا دو راتیں رہی۔ اور آپ[1] فرمایا کرتے تھے کہ قباء میں ایک مسلمہ عورت تھی جس کا شوہر نہ تھا۔ فرمایا میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ آدھی رات کے اوقات میں اس کے پاس آتا اور اس کا دروازہ کھٹکھٹاتا اور وہ نکل کر اس کے پاس جاتی اور وہ شخص اس عورت کو اپنے پاس سے کچھ نہ کچھ دیتا اور یہ اس کو لے لیتی۔ فرمایا کہ مجھے اس کی حالت پر شبہہ ہوا تو میں نے اس سے کہا اے اللہ کی بندی! یہ کون شخص ہے جو ہر رات تیرے لیے تیرا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اور تو نکل کر اس کے پاس جاتی ہے اور وہ تجھے کچھ نہ کچھ دے جاتا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کیا (دیتا) ہے۔ حالانکہ تو ایک مسلمہ عورت ہے۔ تیرا کوئی شوہر بھی نہیں۔ اس نے کہا یہ سہل بن حنیف بن واہب ہیں انھیں معلوم ہے کہ میں ایسی عورت ہوں جس کا کوئی نہیں ہے۔ جب شام ہوتی ہے تو اپنی قوم کے بتوں پر چھاپہ مارتے ہیں اور انھیں توڑ کر ان میں سے کچھ مجھے لا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انھیں ایندھن بنا لو اور جب سہل بن حنیف نے عراق میں وفات پائی تو علی رضی اللہ عنہ ان کے یہ حالات بیان فرماتے تھے۔

ابن اسحق نے کہا کہ علی (رضی اللہ عنہ) کے اس بیان کا مجھ سے ہند بن سعد بن سہل بن حنیف نے ذکر کیا۔

ابن اسحق نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قباء میں بنی عمرو بن

---

[1] خط کشیدہ الفاظ طبری کی روایت کے ہیں جو انھوں نے ابن اسحق سے کی ہے۔ اس کی تصریح (ب) کے حاشیے پر کی گئی ہے اور (ب) کے متن میں یہ الفاظ قوسین میں لکھے گئے ہیں۔

(احمد محمودی)

عوف (کی بستی) میں دوشنبہ سہ شنبہ چہارشنبہ اور پنجشنبہ تشریف فرما رہے اور ان کی مسجد کی بنیاد ڈالی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان سے جمعہ کے روز آپ کو نکالا اور بنی عمرو بن عوف کا ادعا تو یہ ہے کہ آپ ان میں اس سے زیادہ تشریف فرما رہے۔ واللہ اعلم۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جمعہ بنی سالم بن عوف میں ہوا اور جمعہ کی نماز آپ نے اس مسجد میں ادا فرمائی جو وادی رانوناء کے درمیان ہے اور جمعہ کی یہ پہلی نماز تھی جو مدینہ میں آپ نے ادا فرمائی۔ اس کے بعد آپ کے پاس عتبان ابن مالک اور عباس بن عبادہ بن نضلہ بنی سالم بن عوف کے چند لوگوں کے ساتھ حاضر ہوئے اور عرض کی اے اللہ کے رسول! آپ ہمارے پاس زیادہ تعداد والوں۔ ساز و سامان والوں اور عزت والوں میں تشریف فرما ہوں۔ ۱۱۲

آپ نے اپنی اونٹنی کے متعلق فرمایا:—

خَلُّوا سَبِيلَهَا فَإِنَّهَا مَأْمُورَةٌ

اس کا راستہ چھوڑ دو کیونکہ وہ مامور (من اللہ) ہے۔

ان لوگوں نے اس کی راہ چھوڑ دی اور وہ چلی یہاں تک کہ جب وہ بنی بیاضہ کے احاطے کے برابر آئی تو آپ سے زیاد بن لبید اور فروہ بن عمرو بنی بیاضہ کے چند لوگوں کے ساتھ آکر ملے اور عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس زیادہ تعداد والوں۔ ساز و سامان والوں اور عزت والوں میں تشریف لائیے آپ نے فرمایا:—

خَلُّوا سَبِيلَهَا فَإِنَّهَا مَأْمُورَةٌ

اس کا راستہ چھوڑ دو کیونکہ وہ مامور (من اللہ) ہے۔

ان لوگوں نے اس کی راہ چھوڑ دی اور وہ چلی یہاں تک کہ جب وہ بنی ساعدہ کے احاطے سے گزری تو سعد بن عبادہ اور منذر بن عمرو بنی ساعدہ کے چند لوگوں کو لیے ہوئے آپ کے راستے میں حائل ہوئے اور عرض کی

اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس زیادہ تعداد والوں ساز وسامان والوں اور عزت والوں میں تشریف لایئے آپ نے فرمایا:۔

خَلُّوا سَبِيلَهَا فَإِنَّهَا مَأْمُورَةٌ

اس کی راہ چھوڑ دو۔ کیونکہ وہ مامور (من اللہ) ہے۔

انھوں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا اور وہ چلی یہاں تک کہ جب وہ بنی عدی بن نجار کے احاطے سے گزری جو آپ کے قریب کے رشتے کے ماموں ہوتے تھے کہ عبدالمطلب کی والدہ سلمی بنت عمرو انھیں کے خاندان کی تھیں تو سلیط بن قیس اور ابو سلیط۔ اسیرہ بن ابی خارجہ بنی عدی ابن نجار کے چند لوگوں کے ساتھ آکر آپ کے راستے میں حائل ہوئے اور عرض کی اے اللہ کے رسول! اپنے ماموں کے پاس تشریف لائے جو زیادہ تعداد والے سامان والے اور عزت والے ہیں تو آپ نے فرمایا:۔ ۱۱۳

خَلُّوا سَبِيلَهَا فَإِنَّهَا مَأْمُورَةٌ

اس کی راہ چھوڑ دو کیونکہ وہ مامور (من اللہ) ہے۔

تو ان لوگوں نے اس کی راہ چھوڑ دی اور وہ چلی یہاں تک کہ جب بنی نجار کے احاطے میں آئی تو آپ کی مسجد کے دروازے کے پاس بیٹھ گئی جہاں ان دنوں بنی نجار کی شاخ بنی مالک بن نجار کے دو یتیم لڑکوں سہل و سہیل کی کھجوریں سکھانے کی جگہ تھی جو معاذ بن عفراء کے زیر پرورش تھے اور جب وہ اونٹنی اسی حالت میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر تشریف فرما ہیں بیٹھ گئی تو آپ (اس پر سے) اترے نہیں پھر اس نے چھلانگ ماری اور کچھ دور نہیں گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نکیل اسی پر رکھ دی اس کو اس کی نکیل کے ذریعہ (کسی جانب) موڑا بھی نہیں آخر وہ اپنے پیچھے کی جانب پلٹی اور لوٹ کر وہیں آئی جہاں وہ پہلی بار بیٹھی تھی۔ اس کے بعد پھر اس نے حرکت کی اور جم کر بیٹھ گئی اور اپنی گردن نیچے رکھ دی کہ رسول اللہ

ل۵۔ چاروں نسخوں میں اس مقام پر "تحلحت" کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں حرکت کی لیکن سہیلی نے

صلی اللہ علیہ وسلم اس سے اتریں۔ اور ابو ایوب خالد بن زید نے آپ کا پالان اٹھا لیا اور اس کو اپنے گھر میں رکھ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں کے پاس نزول فرمایا اور مذکورہ بالا کھجور سکھانے کی جگہ کے متعلق آپ نے دریافت فرمایا کہ وہ کس کی ہے تو معاذ بن عفراء نے آپ سے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہ مقام عمرو کے دونوں بیٹوں سہل وسہیل کا ہے جو میرے (زیر پرورش) یتیم ہیں میں اس کے متعلق ان دونوں کو راضی کر لوں گا۔ آپ اس مقام کو مسجد بنا لیجئے۔

مسجد کی تعمیر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق حکم فرمایا کہ مسجد بنائی جائے اور آپ کی مسجد اور آپ کے رہنے کی جگہیں بننے تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو ایوب کے پاس ہی اقامت پزیر رہے اور اس کے بنانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (خود بنفس نفیس) کام کیا کہ مسلمانوں کو اس کے بنانے میں ترغیب دلائیں۔ چنانچہ مہاجرین اور انصار (دونوں) نے اس میں کام کیا اور محنت اٹھائی تو مسلمانوں میں سے ایک کہنے والے نے کہا۔

لَئِن قَعَدْنَا وَالنَّبِیُّ یَعْمَلُ ۔۔۔ لَذَاکَ مِنَّا الْعَمَلُ الْمُضَلَّلُ

ایسی حالت میں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کام میں لگے ہوئے ہیں ہم بیٹھے رہیں تو ہمارا یہ کام گمراہ کن ہوگا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔۔۔ ابن قتیبہ کی روایت لکھی ہے جس میں "تلحلحت" ہے جس کے معنی ہیں اپنے مقام پر جم کر بیٹھ گئی۔ اگرچہ معنی کے لحاظ سے موخر الذکر ہی زیادہ موزوں ہے لیکن ابن اسحٰق کی روایت مقدم الذکر ہی ہے۔ (احمد محمودی) ۱؎۔ (الف) میں ینزل عنہا ہے جس کا میں نے ترجمہ کیا (ب) میں فنزل ہے یعنی آپ اتر پڑے۔ (احمد محمودی)

اور مسلمان اس کی تعمیر کا کام کرتے وقت یہ رجز پڑھتے جاتے تھے وہ کہتے تھے :-

لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ اللَّهُمَّ ارْحَمِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةْ

زندگی تو صرف آخرۃ ہی کی زندگی ہے۔ یا اللہ انصار ومہاجرین پر رحم فرما۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ کلام (نثر) ہے رجز نہیں ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی فرماتے۔

لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ اللَّهُمَّ ارْحَمِ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ

مسجد کی تعمیر کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی[1] کہ عمار کو باغی جماعت قتل کرے گی

راوی نے کہا کہ (بنا مسجد کے اثناء میں) عمار بن یاسر (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس) اس حالت سے آئے کہ لوگوں نے ان کو اینٹوں سے گراں بار کر دیا تھا اور عرض کی۔ اے اللہ کے رسول لوگوں نے مجھے مار ڈالا۔ مجھ پر اس قدر بوجھ لاد دیتے ہیں جو وہ خود نہیں اٹھاتے

[1] اصل کتاب میں " شہادتہ " ہے جس کا ترجمہ میں نے پیشین گوئی کیا ہے حالانکہ لفظ کے لحاظ سے گواہی ہونا چاہئے لیکن چونکہ اس موقع پر اردو میں گواہی نہیں کہی جاتی اس لیے پیشین گوئی ترجمہ کیا گیا ہے۔ (احمد محمودی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی ام سلمہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ان کے سر کے بالوں کو اپنے دست مبارک سے جھٹکتے تھے اور وہ گھونگر والے بال والے تھے۔ اور آپ فرماتے جاتے تھے۔

وَيْحَ ابْنِ اُمِّ سُمَيَّةَ لَيْسُوْا بِالَّذِيْنَ يَقْتُلُوْنَكَ اِنَّمَا تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ

ابن ام سمیہ (کی سمجھ) پر افسوس ہے یہ لوگ وہ نہیں ہیں جو تمھیں قتل کر دیں گے۔ تمھیں تو صرف باغی جماعت ہی قتل کرے گی۔

اور علی بن ابی طالب اس روز یہ رجز پڑھ رہے تھے:۔

لَا يَسْتَوِي مَنْ يَعْمُرُ الْمَسَاجِدَا ۔ يَدْأَبُ فِيْهَا قَائِمًا وَقَاعِدًا ۱۱۵

وَمَنْ يُرَى عَنِ الْغُبَارِ حَائِدًا

جو شخص مسجدوں کی تعمیر کرتا ہے ان میں قیام و قعود میں بسر کرتا ہے اور وہ شخص جو گرد و غبار سے کتراتا نظر آتا ہے۔ دونوں برابر نہیں ہوں گے۔

ابن ہشام نے کہا کہ میں نے اس رجز کے متعلق متعدد اہل علم سے دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ ہمیں (بھی) اس کی اطلاع ملی ہے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے یہ رجز پڑھا ہے۔ لیکن ہمیں اس بات کی خبر نہیں کہ یہ شعر آپ ہی کے کہے ہوئے ہیں یا آپ کے سوا کسی اور کے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ عمار بن یاسر نے بھی وہی الفاظ لے لیے اور بطور رجز انہیں پڑھنے لگے۔

ابن ہشام نے کہا کہ جب یہی الفاظ انھوں نے بار بار کہے تو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک صاحب کو خیال ہوا کہ وہ طعن سے وہ (رجز) پڑھ رہے ہیں ۔ جیسا کہ ہم سے زیاد بن عبداللہ نے ابن اسحٰق کی روایت بیان کی ۔۔۔ اور ابن اسحٰق نے ان صاحب کا نام بھی بتایا ۔

ابن اسحٰق نے کہا تو ان صاحب نے کہا کہ اے ابن سمیہ تم آج (صبح) سے جو کچھ کہہ رہے ہو میں نے (وہ) سن لیا ہے واللہ! میں سمجھتا ہوں کہ اس لاٹھی سے تمھاری ناک کی خبر لوں گا اور ان صاحب کے ہاتھ میں لاٹھی بھی تھی ۔ راوی نے کہا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آگیا اور فرمایا :۔۔۔

مَالَهُمْ وَلِعَمَّارٍ يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ

إِنَّ عَمَّارًا جِلْدَةُ مَا بَيْنَ عَيْنَيَّ وَأَنْفِي

ان لوگوں کو عمار سے کیوں (پرخاش) ہے وہ تو انھیں
جنت کی جانب بلاتا ہے اور یہ لوگ اسے آگ کی جانب بلاتے ہیں۔
سن لو کہ عمار میری آنکھوں اور ناک کے درمیان کا چمڑا ہے۔
(یعنی وہ مجھے اس قدر عزیز ہے) ۔

اور جب انھیں (عمار کو) ان صاحب کے متعلق (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) فرمان کی خبر پہنچی پھر تو انھوں نے (اپنا رجز) ترک نہیں کیا اور لوگوں نے ان سے کنارہ کشی کی ۔

ابن ہشام نے کہا کہ سفیان بن عیینہ نے زکریا سے اور انھوں نے شعبی سے روایت کی کہ پہلے پہل جس نے مسجد کی تعمیر کی ابتدا کی وہ عمار ابن یاسر تھے ۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو ایوب کے گھر ہی میں (تشریف فرما) رہے یہاں تک کہ آپ کے لیے مسجد اور آپ کے

رہنے کے مقامات بن گئے اس کے بعد ابو ایوب رحمہ اللہ تعالیٰ کے گھر سے آپ اپنے مقامات کی طرف منتقل ہو گئے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یزید بن ابی حبیب نے مرثد بن عبداللہ یزنی سے انھوں نے ابو رہم السماعی سے روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ مجھ سے ابو ایوب نے بیان کیا۔ اور کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر میں میرے پاس نزول فرمایا تو آپ نیچے کی منزل میں تشریف فرما ہوئے اور میں اور ام ایوب اوپر کی منزل میں (رہنے لگے) تو میں نے آپ سے عرض کی اے اللہ کے نبی! آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں اور بڑی (بے ادبی) خیال کرتا ہوں کہ میں آپ سے اوپر رہوں اور آپ نیچے اس لیے آپ اوپر تشریف فرما ہوں اور ہم اتر آئیں گے اور نیچے رہیں گے تو آپ نے فرمایا:۔

إِنَّ أَرْفَقَ بِنَا وَبِمَنْ يَغْشَانَا أَنْ نَكُونَ فِي سُفْلِ الْبَيْتِ۔

ہمارے اور ان لوگوں کے لیے جو ہمارے پاس آتے جاتے ہیں یہی بات آرام دہ ہے کہ ہم گھر کے نیچے کے حصے میں رہیں۔

کہا اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے نیچے کے حصے میں اور ہم اس کے اوپر کے حصے میں رہا کرتے تھے۔ ایک وقت ہمارا ایک بڑا گھڑا جس میں پانی تھا ٹوٹ گیا تو میں اور ام ایوب نے اپنی ایک چادر لی اور اس کے سوا ہمارے پاس اوڑھنے کے لیے کوئی لحاف بھی نہ تھا۔ ہم اسی سے پانی خشک کرنے لگے کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس میں سے کچھ پانی نہ ٹپک جائے جس سے آپ کو تکلیف پہنچے۔ انھوں نے کہا ہم آپ کے لیے رات کا کھانا تیار کر کے آپ پاس بھیجا کرتے تھے اور جب آپ اپنا بچا ہوا کھانا واپس فرماتے تو (برتن میں) جس مقام پر آپ کا دست مبارک پڑتا میں اور ام ایوب اس مقام کو تلاش کرتے اور برکت حاصل کرنے کے لیے اسی مقام سے کھاتے۔ ایک رات آپ کا رات کا کھانا ہم نے آپ کے پاس بھیجا

اور ہم نے آپ کے لیے اس میں پیاز یا لہسن ڈالا تھا۔ انھوں نے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو واپس فرما دیا اور میں نے اس میں آپ کے دست مبارک کا کوئی نشان نہیں دیکھا۔ انھوں نے کہا اس لیے میں ڈر کے مارے آپ کے پاس پہنچا اور عرض کی اے اللہ کے رسول آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں آپ نے شب کا خاصہ واپس فرما دیا اور میں نے اس میں آپ کے دست مبارک کا کوئی اثر نہیں دیکھا اور میں اور ام ایوب برکت حاصل کرنے کے لیے اس مقام کو تلاش کیا کرتے تھے جہاں آپ کا دست مبارک پڑا کرتا تھا۔ فرمایا:۔

إِنِّي وَجَدْتُ فِيهِ رِيحَ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ وَأَنَا رَجُلٌ أُنَاجِي

میں نے اس میں اس درخت کی بو پائی اور میں ایسا شخص ہوں جس سے سرگوشی کیجاتی ہے۔ (یعنی مجھ سے رب العزت یا فرشتے سرگوشی کیا کرتے ہیں)۔

فَأَمَّا أَنْتُمْ فَكُلُوهُ

لیکن تم (لوگوں کی یہ حالت نہیں ہے اس لیے تم) اس کو کھاؤ۔

انھوں نے کہا تو ہم نے اس کو کھا لیا اور اس کے بعد ہم نے آپ کے لیے اس درخت کا کوئی خاصہ تیار نہیں کیا۔

مہاجرین کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدینہ میں آملنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد مہاجرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

آملنے اور بجز فتنے میں مبتلا یا مقبدرا افراد کے ان میں سے کوئی شخص مکہ میں باقی نہ رہا لیکن اپنے اہل وعیال اور اپنے مال کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ہجرت کرنے والے مکہ سے سب کے سب نہیں نکل گئے بجز ان گھر والوں کے جو بنی مظعون کہلاتے تھے اور بنی جمح میں سے تھے اور بنو جحش بن رئاب کے جو بنی امیہ کے حلیف تھے اور بنی بکیر کے، جو بنی سعد بن لیث میں سے تھے اور بنی عدی بن کعب کے حلیف تھے کہ ان کی ہجرت کے سبب سے ان لوگوں کے مکے کے گھر بند پڑے تھے جن میں کوئی نہ رہتا تھا اور جب بنی جحش بن رئاب اپنے گھر سے نکل گئے تو ابوسفیان ابن حرب نے ان پر دست درازی کی اور انھیں بنی عامر بن لوی والے عمرو ابن علقمہ کے ہاتھ بیچ ڈالا اور جب بنی جحش کو ان کے گھروں کے متعلق ابوسفیان کی اس کارگزاری کی خبر پہنچی تو عبداللہ بن جحش نے اس بات کا تذکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا :۔

أَلَا تَرْضَى يَا عَبْدَ اللهِ أَنْ يُعْطِيَكَ اللهُ بِهَا دَارًا خَيْرًا مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ

قَالَ بَلَى قَالَ فَذٰلِكَ لَكَ

اے عبداللہ کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہوں گے کہ اللہ تمھیں اس کے عوض میں اس سے بہتر گھر جنت میں دے۔ عرض کی کیوں نہیں (ضرور مجھے خوشی ہوگی) فرمایا بس وہ تمھارے لیے ہے۔

اس کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح فرمالیا تو ابو احمد نے ان کے گھر کے متعلق آپ سے عرض کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں تاخیر فرمائی تو لوگوں نے ابو احمد سے کہا اے ابو احمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کو ناپسند فرماتے ہیں کہ

اللہ کی راہ میں تمہارا جو مال تمہارے ہاتھ سے نکل گیا اس میں (سے) کچھ حصہ بھی تم واپس لو اس لیے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (اس کے متعلق) عرض کرنے سے باز رہے اور ابو سفیان سے کہا:۔

أَبْلِغْ أَبَا سُفْيَانَ عَنْ أَمْرٍ عَوَاقِبُهُ نَدَامَهْ

دَارُ ابْنِ عَمِّكَ بِعْتَهَا تَقْضِي بِهَا عَنْكَ الْغَرَامَهْ

وَحَلِيفُكُمْ بِاللَّهِ رَ بِّ النَّاسِ مُجْتَهِدُ الْقَسَامَهْ

إِذْهَبْ بِهَا إِذْهَبْ بِهَا طُوِّقْتَهَا طَوْقَ الْحَمَامَهْ

ابو سفیان کو اس معاملے کے متعلق پیام پہنچا دو جس کا انجام ندامت ہے کہ تو نے اپنے چچا زاد بھائی کا گھر اس لیے بیچ ڈالا کہ اس سے اپنے قرضے ادا کرے حالانکہ قسم بخدائے پروردگار عالم! کہ تمہارا حلیف (یعنی خود شاعر) مصالحت میں کوشش کرنے والا ہے اس گھر کی قیمت لیجا لیجا تو نے تو اس کو کبوتر کی طرح اپنے گلے کا طوق بنا لیا ہے۔

۱۱۸ غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ماہ ربیع الاول میں مدینہ تشریف لائے تو آنے والے سنہ کے ماہ صفر تک (وہاں) تشریف فرما رہے یہاں تک کہ آپ کے لیے وہاں مسجد اور آپ کے رہنے کے مقامات بن گئے اور قبیلہ انصار پوری طرح آپ کا فرمانبردار بن گیا اور انصار کے گھروں میں سے کوئی گھر باقی نہ رہا جس کے رہنے والوں نے اسلام اختیار نہ کر لیا ہو بجز (بنی) خطمہ اور (بنی) واقف اور (بنی) وائل اور (بنی) امیہ اور اوس اللہ کے جو قبیلہ اوس کی شاخیں تھیں یہ اپنے شرک پہ قایم رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا خطبہ

راوی نے کہا کہ پہلا خطبہ جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا اور جو مجھے ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن سے پہنچا ہے ۔ اور ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اس بات سے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسی بات کہیں جو آپ نے نہ کہی ہو ۔ یہ ہے کہ آپ ان لوگوں میں کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد وثنا ایسے الفاظ سے فرمائی جن کا وہ مستحق ہے اس کے بعد فرمایا :۔

أَمَّا بَعْدُ أَيُّهَا النَّاسُ فَقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ تَعْلَمُنَّ وَاللّٰهِ لَيُصْعَقَنَّ أَحَدُكُمْ ۔

حمد وثنا کے بعد لوگو! اپنی ذات کے لئے (مرنے سے) پہلے (کچھ اچھے کام) کر لو تمھیں اس بات کا علم ہونا ضروری ہے کہ بخدا! تم میں سے ایک (ایک شخص) بیہوش ہو جائے گا ۔

ثُمَّ لَيَدَعَنَّ غَنَمَهُ لَيْسَ لَهَا رَاعٍ ثُمَّ لَيَقُولَنَّ لَهُ رَبُّهُ وَلَيْسَ لَهُ تَرْجُمَانٌ وَلَا حَاجِبٌ يَحْجُبُهُ دُونَهُ أَلَمْ يَأْتِكَ رَسُولِي فَبَلَّغَكَ وَآتَيْتُكَ مَالًا وَأَفْضَلْتُ عَلَيْكَ فَمَا قَدَّمْتَ لِنَفْسِكَ فَلَيَنْظُرَنَّ يَمِينًا وَشِمَالًا فَلَا يَرَى شَيْئًا ثُمَّ لَيَنْظُرَنَّ قُدَّامَهُ فَلَا يَرَى غَيْرَ جَهَنَّمَ فَمَنِ اسْتَطَاعَ

أَنْ يَقِيَ وَجْهَهُ مِنَ النَّارِ وَلَوْ بِشِقٍّ[1] مِنْ تَمْرَةٍ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ لَمْ يَجِدْهُ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ فَإِنَّ بِهَا تُجْزَى الْحَسَنَةُ عَشْرَ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَعَلَى[2] رَسُولِ اللّٰهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

(اور) پھر وہ اپنی بکریوں کو اس حالت میں چھوڑ جائیگا کہ ان کا کوئی چروا ہا نہیں۔ پھر اس سے اس کا پروردگار اس طرح گفتگو فرمائے گا کہ نہ کوئی ترجمان (درمیان میں) ہوگا اور نہ اس کے سامنے کوئی پردہ ہوگا کہ اس کو اس سے چھپائے (وہ فرمائے گا کہ بندے) کیا تیرے پاس میرا رسول نہیں آیا تھا اور اس نے تجھے تبلیغ نہیں کی تھی اور میں نے تجھ کو مال دیا اور تجھ کو (تیری ضرورت سے) زیادہ دیا تھا تو تونے اپنی ذات کے لیے (موت سے) پہلے کیا کیا تو وہ دہنے بائیں دیکھنے لگے گا اور کچھ نہ پائیگا۔ پھر وہ سامنے دیکھے گا تو دوزخ کے سوا کچھ نہ دیکھے گا لہٰذا جس سے ہو سکے کہ اپنا چہرہ آگ سے بچائے اگرچہ کہ ایک کھجور کے ٹکڑے کے ذریعہ سے ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ ایسا کرے اور جو شخص (کھجور کا ایک ٹکڑا بھی) نہ پائے تو ایک نیک بات ہی کے ذریعہ (سہی) کیونکہ اس کا بھی بدلہ اس کو دیا جائیگا اور ایک نیکی کا عوض دس گنے سے سات سو گنے تک (دیا جائیگا) اور تم پر اور اللہ کے رسول پر سلام اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔

---

[1] ۔ (الف) میں بشقۃ لکھا ہے۔ (احمد محمودی)

[2] ۔ خط کشیدہ الفاظ الف میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا خطبہ

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ خطبہ دیا تو فرمایا:—

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ أَحْمَدُهُ وَأَسْتَعِينُهُ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَسَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ إِنَّ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَيَّنَهُ اللّٰهُ فِي قَلْبِهِ وَأَدْخَلَهُ فِي الْإِسْلَامِ بَعْدَ الْكُفْرِ وَاخْتَارَهُ عَلَى مَا سِوَاهُ مِنْ أَحَادِيثِ النَّاسِ إِنَّهُ أَحْسَنُ الْحَدِيثِ وَأَبْلَغُهُ أَحِبُّوا مَا أَحَبَّ اللّٰهُ أَحِبُّوا اللّٰهَ مِنْ كُلِّ قُلُوبِكُمْ وَلَا تَمَلُّوا كَلَامَ اللّٰهِ وَذِكْرَهُ وَلَا تَقْسُ عَنْهُ قُلُوبُكُمْ فَإِنَّهُ مِنْ كُلِّ مَا يَخْلُقُ اللّٰهُ يَخْتَارُ وَيَصْطَفِي فَقَدْ سَمَّاهُ خِيَرَتَهُ مِنَ الْأَعْمَالِ وَمُصْطَفَاهُ مِنَ الْعِبَادِ وَالصَّالِحَ مِنَ الْحَدِيثِ وَمِنْ كُلِّ مَا

أُوتِيَ النَّاسُ مِنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ فَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَاتَّقُوهُ حَقَّ تُقَاتِهِ وَاصْدُقُوا اللّٰهَ صَالِحَ مَا تَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُمْ وَتَحَابُّوا بِرُوحِ اللّٰهِ بَيْنَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ يَغْضَبُ أَنْ يُنْكَثَ عَهْدُهُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ

کوئی شبہ نہیں کہ تعریف تو ساری اللہ ہی کی ہے۔ میں اس کی تعریف کرتا ہوں اور اس سے امداد کا طالب ہوں اور ہم اپنے نفسوں کی شرارتوں اور اپنے اعمال کی برائیوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں جس کو اللہ نے ہدایت کی اس کو گمراہ کرنے والا کوئی نہیں اور جس کو اس نے گمراہ کر دیا تو اس کے لیے کوئی رہنما نہیں اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ سن لو کہ بہترین کلام اللہ کی کتاب ہے۔ اللہ نے اس (کتاب) کی خوبی جس کے دل نشین کر دی اور اس کو کفر کے بعد اسلام میں داخل کر دیا اور اس شخص نے اس کتاب کے سوا دوسرے تمام لوگوں کی باتوں پر اس کتاب کو ترجیح دی بے شبہہ وہ پھلا پھولا اور اس نے ترقی حاصل کر لی۔ بے شبہہ وہ بہترین اور نہایت بلیغ کلام ہے جس چیز سے اللہ کو محبت ہے۔ تم بھی اس سے محبت رکھو اپنے پورے دل سے اللہ کو چاہو اور اللہ کے کلام اور اس کی یاد سے بیزار نہ ہو جاؤ تمہارے دل اس سے سخت نہ ہو جائیں۔ کیونکہ وہ جن جن چیزوں کو پیدا فرماتا ہے ان میں سے (بعض کو) برگزیدہ اور منتخب بنا لیتا ہے اس نے

119

اس کا نام" اعمال میں سے اپنا برگزیدہ" اور" بندوں میں سے اپنا منتخب" اور" کلام میں سے اچھا" رکھا ہے ان چیزوں میں سے جو لوگوں کو دی گئی ہیں حلال و حرام بھی ہے اس لیے اللہ کی عبادت کرو۔ اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو اور اس سے جیسا ڈرنا چاہیے ویسا ڈرو اور اللہ کے متعلق سچ کہو کہ یہ جو کچھ تم اپنے منہ سے کہتے ہو اس میں بہترین ہے۔ اللہ کی رحمت کے سبب تم آپس میں محبت رکھو۔ اللہ کے عہد کو توڑنے سے اللہ غضب ناک ہوتا ہے۔ اور تم پر سلام اور اللہ کی رحمت ہو۔

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ تحریر جو آپ نے مہاجرین و انصار کے (باہمی تعلقات کی نسبت) اور یہود سے مصالحت (کے طور پر) لکھ دی)

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین و انصار کے درمیان ایک تحریر لکھ دی جس میں یہود سے مصالحت و عہد تھا اور انھیں ان کے دین اور مال پر برقرار رکھا اور ان پر بعض شرطیں عاید فرمائیں اور بعض شرطیں ان کے مفید رکھیں:۔۔۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هٰذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قُرَيْشٍ وَيَثْرِبَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ فَلَحِقَ بِهِمْ وَجَاهَدَ مَعَهُمْ إِنَّهُمْ أُمَّةٌ وَّاحِدَةٌ مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ الْمُهَاجِرُوْنَ مِنْ قُرَيْشٍ عَلٰى رِبْعَتِهِمْ

يَتَعَاقَلُونَ بَيْنَهُمْ وَهُمْ يَفْدُونَ عَانِيَهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ
بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَبَنُو عَوْفٍ عَلَى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُونَ مَعَاقِلَهُمُ الْأُولَى
وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِي عَانِيَهَا بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ ۱۲۰
وَبَنُو الْحَارِثِ عَلَى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُونَ مَعَاقِلَهُمُ الْأُولَى وَكُلُّ طَائِفَةٍ
تَفْدِي عَانِيَهَا بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَبَنُو سَاعِدَةَ عَلَى
رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُونَ مَعَاقِلَهُمُ الْأُولَى وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِي عَانِيَهَا
بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَبَنُو جُشَمٍ عَلَى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُونَ
مَعَاقِلَهُمُ الْأُولَى وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِي عَانِيَهَا بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ
بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَبَنُو النَّجَّارِ عَلَى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُونَ مَعَاقِلَهُمُ الْأُولَى
وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِي عَانِيَهَا بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ
وَبَنُو عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ عَلَى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُونَ مَعَاقِلَهُمُ الْأُولَى وَكُلُّ
طَائِفَةٍ تَفْدِي عَانِيَهَا بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَ
بَنُو النَّبِيتِ عَلَى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُونَ مَعَاقِلَهُمُ الْأُولَى وَكُلُّ طَائِفَةٍ

تَفْدِي عَانِيَهَا بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَبَنُو الْأَوْسِ عَلَى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُونَ مَعَاقِلَهُمُ الْأُولَى وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِي عَانِيَهَا بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَإِنَّ الْمُؤْمِنِينَ لَا يَتْرُكُونَ مُفْرَحًا بَيْنَهُمْ أَنْ يُعْطُوهُ بِالْمَعْرُوفِ فِي فِدَاءٍ أَوْ عَقْلٍ۔

ابتداء رحمٰن و رحیم اللہ کے نام سے ہے یہ تحریر نبی محمد کی جانب سے ہے۔ ایمانداروں اور قریش اور یثرب کے اطاعت گزاروں کے درمیان اور ان کے پیرووں کے درمیان جو ان سے مل گئے اور جنھوں نے ان کے ساتھ (رہ کر) جہاد کیا۔ غرض دوسروں کو چھوڑ کر یہ لوگ ایک (الگ) گروہ ہیں۔ قریش کے مہاجر اپنی اگلی حالت پر اپنے آپس کے خونبہا کا لین دین کیا کریں گے اور ایمانداروں (کے معاملات) میں اپنے اسیروں کا فدیہ رواج اور انصاف کے موافق دیا کریں گے اور بنو عوف اپنی اگلی حالت پر اپنے آپس کے خونبہا کا لین دین حسب سابق کیا کریں گے اور (عام) مومنین کے درمیان ہر گروہ اپنے قیدیوں کا فدیہ رواج اور انصاف کے موافق دیا کرے گا اور بنو الحارث اپنی اگلی حالت پر اپنی دیتوں کا پہلے کی طرح لین دین کیا کریں گے اور (عام) ایمانداروں (کے معاملات) میں ہر گروہ اپنے قیدیوں کا فدیہ رواج اور انصاف کے موافق دیا کرے گا۔ اور بنو ساعدہ اپنی اگلی حالت پر اپنی دیتوں کا پہلے کی طرح لین دین کیا کریں گے اور (عام) ایمانداروں (کے معاملات)

ہر گروہ اپنے قیدیوں کا فدیہ رواج اور انصاف کے موافق ادا کیا کرے گا اور بنو جشم اپنی اگلی حالت پر دیتوں کا حسب سابق لین دین کیا کریں گے اور (عام) ایمانداروں (کے معاملات) میں ہر گروہ اپنے قیدیوں کا فدیہ رواج اور انصاف کے لحاظ سے ادا کیا کرے گا اور بنو النجار اپنی اگلی حالت پر اپنی دیتوں کا حسب سابق لین دین کیا کریں گے اور (عام) ایمانداروں (کے معاملات) میں ہر گروہ اپنے قیدیوں کا فدیہ رواج اور انصاف کے موافق ادا کیا کرے گا اور بنو عمرو بن عوف اپنی اگلی حالت پر اپنی دیتوں کا پہلے کی طرح لین دین کیا کریں گے اور (عام) ایمانداروں کے معاملات) میں ہر گروہ اپنے قیدیوں کا فدیہ رواج اور انصاف کے موافق ادا کیا کرے گا اور بنو النبیت اپنی گزشتہ حالت کے لحاظ سے اپنی دیتوں کا پہلے کی طرح لین دین کیا کریں گے اور (عام) ایمانداروں (کے معاملات) میں ہر گروہ اپنے قیدیوں کا فدیہ رواج اور انصاف کے موافق ادا کیا کرے گا اور بنو الاوس اپنی گزشتہ حالت کے لحاظ سے اپنی دیتوں کا پہلے کی طرح لین دین کیا کریں گے اور (عام) ایمانداروں (کے معاملات) میں ہر ایک جتھا اپنے قیدیوں کا فدیہ رواج اور انصاف کے موافق ادا کیا کرے گا اور مومنین اپنے درمیان کسی مفلس اور زیر بار شخص کو اس کا فدیہ یا خوں بہا رواج کے موافق دینا (کبھی) نہ چھوڑیں گے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مفرح اس شخص کو کہتے ہیں جو قرض و عیال میں زیر بار ہو۔ شاعر نے کہا ہے۔

إِذَا أَنْتَ لَمْ تَبْرَحْ تُؤَدِّي أَمَانَةً ۔۔۔ وَتَحْمِلُ أُخْرَى أَفْرَحَتْكَ الْوَدَائِعُ

جب تو ہمیشہ امانتیں ادا کرتا اور پھر دوسری امانت کا
بوجھ اٹھاتا رہے گا تو امانتیں تجھے بوجھل کر دیں گی۔

وَاَنْ لَّا يُحَالِفَ مُؤْمِنٌ مَوْلٰى مُؤْمِنٍ دُوْنَهٗ وَاِنَّ الْمُؤْمِنِيْنَ الْمُتَّقِيْنَ

عَلٰى مَنْ بَغٰى مِنْهُمْ اَوِ ابْتَغٰى دَسِيْعَةَ ظُلْمٍ اَوْ اِثْمٍ اَوْ عُدْوَانٍ اَوْ فَسَادٍ بَيْنَ

الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِنَّ اَيْدِيَهُمْ عَلَيْهِ جَمِيْعًا وَلَوْ كَانَ وَلَدَ اَحَدِهِمْ وَلَا يَقْتُلُ ۱۲۱

مُؤْمِنٌ مُؤْمِنًا فِيْ كَافِرٍ وَلَا يَنْصُرُ كَافِرًا عَلٰى مُؤْمِنٍ وَاِنَّ ذِمَّةَ اللّٰهِ وَاحِدَةٌ

يُجِيْرُ عَلَيْهِمْ اَدْنَاهُمْ وَاِنَّ الْمُؤْمِنِيْنَ بَعْضُهُمْ مَوَالِيْ بَعْضٍ دُوْنَ النَّاسِ

وَاِنَّهٗ مَنْ تَبِعَنَا مِنْ يَّهُوْدَ فَاِنَّ لَهُ النَّصْرَ وَالْاُسْوَةَ غَيْرَ مَظْلُوْمِيْنَ وَلَا

مُتَنَاصِرِيْنَ عَلَيْهِمْ وَاِنَّهٗ سِلْمُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاحِدَةٌ لَا يُسَالِمُ مُؤْمِنٌ دُوْنَ

مُؤْمِنٍ فِيْ قِتَالٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا عَلٰى سَوَاءٍ وَعَدْلٍ وَاِنَّ كُلَّ غَازِيَةٍ

غَزَتْ مَعَنَا يُعْقِبُ بَعْضُهَا بَعْضًا وَاِنَّ الْمُؤْمِنِيْنَ يُبِيْئُ[2] بَعْضُهُمْ

---

[1] (الف) میں یخالف خانے معجمہ سے لکھا ہے جو اس مقام پر مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ (احمد محمودی)
[2] سہیلی نے یبیئ کے معنی یساوی کے لیے ہیں اور (ب) کے حاشیہ پر یمنع و یکف کے۔ پہلے اعتبار سے وہ معنی ہوں گے جو میں نے ترجمے میں اختیار کئے ہیں اور دوسرے لحاظ سے معنی یوں ہونگے کرراہ خدا (یعنی جنگ) میں ان کو قتل کرنے کی قدرت حاصل ہونے کے وقت بھی ایماندار

عَنْ[1] بَعْضٍ بِمَا نَالَ دِمَاءَهُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَإِنَّ الْمُؤْمِنِينَ الْمُتَّقِينَ عَلَىٰ أَحْسَنِ هُدًى وَأَقْوَمِهِ وَإِنَّهُ لَا يُجِيرُ مُشْرِكٌ مَالًا لِقُرَيْشٍ وَلَا نَفْسًا وَلَا يَحُولُ دُونَهُ عَلَىٰ مُؤْمِنٍ وَإِنَّهُ مَنِ اعْتَبَطَ مُؤْمِنًا قَتْلًا عَنْ بَيِّنَةٍ فَإِنَّهُ قَوَدٌ بِهِ إِلَّا أَنْ يَرْضَىٰ وَلِيُّ الْمَقْتُولِ ۔

وَإِنَّ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ كَافَّةً وَلَا يَحِلُّ لَهُمْ إِلَّا قِيَامٌ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ أَقَرَّ بِمَا فِي هٰذِهِ الصَّحِيفَةِ وَآمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَنْصُرَ مُحْدِثًا وَلَا يُؤْوِيهِ وَإِنَّهُ مَنْ نَصَرَهُ أَوْ آوَاهُ فَإِنَّ عَلَيْهِ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَغَضَبَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ وَإِنَّكُمْ مَهْمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ مَرَدَّهُ إِلَى اللّٰهِ وَإِلَىٰ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَإِنَّ الْيَهُودَ يَتَّفِقُونَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ مَا دَامُوا مُحَارِبِينَ وَإِنَّ يَهُودَ بَنِي عَوْفٍ أُمَّةٌ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ لِلْيَهُودِ دِينُهُمْ

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ: ۔ ایک دوسرے کی حفاظت کرے گا اور ایماندار کے قتل سے خود کو باز رکھے گا۔ (احمد محمودی) [1] ۔ (ب ج د) میں عن کے بجائے علی ہے (احمد محمودی)

وَلِلْمُسْلِمِيْنَ دِيْنُهُمْ مَوَالِيْهِمْ وَأَنْفُسُهُمْ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ أَوْ أَثِمَ فَإِنَّهُ لَا يُوتِغُ إِلَّا نَفْسَهُ وَأَهْلَ بَيْتِهِ۔

اور کوئی ایماندار کسی اور ایماندار کے غلام کا حلیف بغیر اس (کی اجازت) کے نہ بنے اور متقی ایماندار اپنے میں کے اس شخص کی مخالفت پر (مستعد اور کمر بستہ رہیں گے) جو بغاوت کرے یا ظلم ۔ زیادتی ۔ گناہ یا ایمانداروں میں فساد پیدا کر کے کوئی چیز حاصل کرنا چاہے ۔ ان سب کے ہاتھ ایک ساتھ ایسے شخص کی مخالفت پر (اٹھیں گے) چاہے وہ کسی کا بیٹا (ہی کیوں نہ) ہو اور کوئی ایماندار کسی ایماندار کو کافر کے عوض میں قتل نہیں کرے گا اور نہ ایماندار کے خلاف کسی کافر کی مدد کرے گا اور اللہ کی ذمہ داری (پناہ دہی) ایک ہے ایمانداروں میں سے ادنیٰ شخص کی پناہ دہی بھی تمام ایمانداروں پر عائد ہوگی دوسرے لوگوں کے برعکس ایمانداروں میں کے ایک کو دوسرے پر تولیت حاصل رہے گی اور یہودیوں میں سے جو شخص ہمارا تابع ہو (ہماری جانب سے اس کی) مدد و معاونت اس کا حق ہوگا کہ وہ مظلوم نہ رہے اور نہ ان کے خلاف کوئی شخص مدد حاصل کرے اور ایمانداروں کی صلح ایک ہی ہوگی بجز آپس کی برابری اور مساوات کے ایک ایماندار دوسرے ایماندار کے بغیر جنگ راہ خدا میں صلح نہ کرے گا اور ہر ایک جنگ کرنے والی جماعت جو ہمارے ساتھ ہو کر جنگ کرے وہ ایک دوسرے کے پیچھے ہوگی اور ایماندار راہ خدا میں خون کے معاملات میں ایک کو دوسرے کے برابر سمجھیں گے اور پرہیزگار ، ایماندار ہدایت کی بہترین حالت اور زیادہ سیدھی راہ پر رہیں گے اور کسی ایماندار کے

۱۲۱

خلاف کوئی مشرکِ قریش کو مال یا جان کی پناہ نہ دے گا اور نہ اس کے متعلق کوئی رکاوٹ ڈالے گا اور جو شخص کسی ایماندار کو بے سبب (ناحق) قتل کرے (اور) گواہوں سے (اس کا) ثبوت (بھی بہم) ہو تو اس کو اس کے بدلے میں قتل کیا جائے گا بجز ایسی صورت کے کہ مقتول کا ولی راضی ہو جائے۔ اور ایماندار سب کے سب اس (کی مخالفت) پر (کمربستہ رہیں گے) اور انھیں بجز اس (کی مخالفت) پر (رہنے) کے کوئی اور شکل جائز نہ ہوگی اور جس ایماندار نے اس مکتوب میں جو کچھ (لکھا) ہے اس کا اقرار کیا اور اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لایا اسے جائز نہیں کہ وہ کسی نئی (رسم و راہ مذہب) ایجاد کرنے والے کی مدد کرے اور نہ (اس کو جائز ہے کہ) اس کو پناہ دے اور حقیقت یہ ہے کہ جس نے اس کو مدد دی یا اس کو پناہ دی تو اس پر قیامت کے روز اللہ کی لعنت و غضب ہوگا اور نہ اس کا کوئی فریضہ قبول ہوگا اور نہ کوئی نفل۔ اور تم میں جس کسی چیز کے متعلق آپس میں اختلاف ہو تو اس کا مرجع اللہ اور محمد علیہ السلام کی جانب (ہونا چاہئے) اور یہود بھی جب تک جنگ میں شریک رہیں تو ایمانداروں کے ساتھ اخراجات (جنگ میں) شریک رہیں گے اور بنی عوف کے یہود بھی ایمانداروں کا ہمراہی گروہ ہوگا۔ یہودیوں کے لیے ان کا دین اور مسلموں کے لیے ان کا دین۔ ان کی ذاتوں اور ان کے آزاد کردہ لونڈی غلام (دونوں کا ایک ہی حکم ہوگا) بجز ان لوگوں کے جنھوں نے ظلم و زیادتی کی کسی جرم کا ارتکاب کیا تو (اس کے خمیازے میں) وہ صرف اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو برباد کریں گے۔

وَإِنَّ لِيَهُودِ بَنِي النَّجَّارِ مِثْلَ مَا لِيَهُودِ بَنِي عَوْفٍ وَإِنَّ لِيَهُودِ بَنِي الْحَارِثِ

مِثْلَ مَا لِيَهُودِ بَنِي عَوْفٍ وَإِنَّ لِيَهُودِ بَنِي سَاعِدَةَ مِثْلَ مَا لِيَهُودِ بَنِي عَوْفٍ وَإِنَّ لِيَهُودِ بَنِي جُشَمَ مِثْلَ مَا لِيَهُودِ بَنِي عَوْفٍ وَإِنَّ لِيَهُودِ بَنِي الْأَوْسِ مِثْلَ مَا لِيَهُودِ بَنِي عَوْفٍ وَإِنَّ لِيَهُودِ بَنِي ثَعْلَبَةَ مِثْلَ مَا لِيَهُودِ بَنِي عَوْفٍ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ وَأَثِمَ فَإِنَّهُ لَا يُوتِغُ إِلَّا نَفْسَهُ وَأَهْلَ بَيْتِهِ وَإِنَّ جَفْنَةَ بَطْنٌ مِنْ ثَعْلَبَةَ كَأَنْفُسِهِمْ

اور بنی نجار کے یہودیوں کے لیے (بھی) اسی طرح (کے حقوق ہوں گے) جس طرح بنی عوف کے یہودیوں کے لیے ہیں اور بنی حارث کے یہودیوں کے لیے (بھی) اسی طرح (کے حقوق ہوں گے) جس طرح بنی عوف کے یہودیوں کے لیے ہیں اور بنی ساعدۃ کے یہودیوں کے لیے (بھی) اسی طرح (کے حقوق ہوں گے) جس طرح بنی عوف کے یہودیوں کے لیے ہیں اور بنی جشم کے یہودیوں کے لیے (بھی) اسی طرح (کے حقوق ہوں گے) جس طرح بنی عوف کے یہودیوں کے لیے ہیں اور بنی اوس کے یہودیوں کے لیے (بھی) اسی طرح (کے حقوق ہوں گے) جس طرح بنی عوف کے یہودیوں کیلیے ہیں اور بنی ثعلبہ کے یہودیوں کے لیے (بھی) اسی طرح (کے حقوق ہوں گے) جس طرح بنی عوف کے یہودیوں کے لیے ہیں بجز ان لوگوں کے جنھوں نے ظلم و زیادتی کی یا کسی جرم کا ارتکاب کیا تو (اس کے عوض میں) وہ صرف اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو برباد کریں گے اور بنی ثعلبہ کی کسی شاخ کا سردار بنی ثعلبہ کے افراد کے مثل (سمجھا جائے گا)

وَإِنَّ لِبَنِي الشُّطَيْبَةَ مِثْلَ مَا لِيَهُودِ بَنِي عَوْفٍ وَإِنَّ الْبِرَّ دُونَ الْإِثْمِ وَإِنَّ مَوَالِيَ ثَعْلَبَةَ كَأَنْفُسِهِمْ - وَإِنَّ بِطَانَةَ يَهُودَ كَأَنْفُسِهِمْ إِنَّهُ لَا يَخْرُجُ مِنْهُمْ أَحَدٌ إِلَّا بِإِذْنِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَإِنَّ لَا يَنْحَجِزُ عَلَى ثَارِ جُرْحٍ وَإِنَّهُ مَنْ فَتَكَ فَبِنَفْسِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ وَإِنَّ اللّٰهَ عَلَى أَبَرِّ هٰذَا

اور بنی شطیبہ کے لیے (بھی) اسی طرح (کے حقوق ہوں گے) جس طرح بنی عوف کے یہودیوں کے لیے ہیں اور وفائے عہد ارتکاب جرم کے لیے مانع ہوگا۔ اور بنی ثعلبہ کے آزاد کردہ لونڈی غلام خود انھیں کے مثل (سمجھے جائیں گے) اور یہودیوں کے احباب اور مددگار انھیں کی طرح (سمجھے جائیں گے) اور محمد (رسول اللہ) علیہ السلام کی اجازت کے بغیر ان میں کا کوئی شخص باہر نہ جائے اور کوئی شخص کسی جرم کا خمیازہ بھگتنے سے پہلو تہی نہ کرے۔ اور جو شخص (کسی سے بدلہ لینے کے لیے اس کی) غفلت کی حالت میں اچانک حملہ کردے یا جائت بیجا کا مرتکب ہو تو (اس کی ذمہ داری) اس کی ذات اور اس کے گھر والوں پر (ہوگی) بجز اس شخص کے جس پر ظلم کیا گیا ہو (کہ مظلوم کی مدد کی جائے گی) اور اللہ (اپنے عہود و ذمہ داریوں میں) اس سے بھی زیادہ باوفا ہے۔

لہ یعنی وہ باوفا لوگ جنھیں اپنے عہد و اقرار کا لحاظ ہو وہ بدعہدی نہ کریں۔ (احمد محمودی)

وَإِنَّ عَلَى الْيَهُودِ نَفَقَتَهُمْ وَعَلَى الْمُسْلِمِينَ نَفَقَتَهُمْ وَإِنَّ بَيْنَهُمُ النَّصْرَ عَلَى مَنْ حَارَبَ أَهْلَ هٰذِهِ الصَّحِيفَةِ وَإِنَّ بَيْنَهُمُ النُّصْحَ وَالنَّصِيحَةَ وَالْبِرَّ دُونَ الْإِثْمِ

اور یہود کے اخراجات (جنگ) کا بار یہود پر اور مسلمانوں کا مسلمانوں پر۔ یہود اور مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے معین اور مددگار رہ کر ان لوگوں کا مقابلہ کریں گے جو اس نوشتے کے موافق رہنے والوں کے مخالف ہوں گے۔ اور ان میں آپس میں خلوص اور خیر خواہی رہے گی اور وفاداری بے وفائی سے روکے گی۔

وَإِنَّهُ لَمْ يَأْثَمِ امْرُؤٌ بِحَلِيفِهِ وَإِنَّ النَّصْرَ لِلْمَظْلُومِ

اور کسی شخص نے اپنے حلیف کے ساتھ بدعہدی نہیں کی ہے اور امداد مظلوم کا حق ہے۔

وَإِنَّ الْيَهُودَ يُنْفِقُونَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ مَا دَامُوا مُحَارِبِينَ وَإِنَّ يَثْرِبَ حَرَامٌ جَوْفُهَا لِأَهْلِ هٰذِهِ الصَّحِيفَةِ وَإِنَّ الْجَارَ كَالنَّفْسِ غَيْرَ مُضَارٍّ وَلَا آثِمٍ

اور یہودی جب تک مومنین کے ساتھ رہکر جنگ کرتے رہیں اخراجات (جنگ) بھی مومنین کے ساتھ ادا کریں گے اور یثرب کے اندر (جنگ) اس نوشتے والوں کے لیے

حرام ہے۔ اور ہمسایہ (کی حفاظت) اپنی ذات کی طرح ہوگی۔ نہ اس کو (کوئی) نقصان پہنچایا جا سکے گا اور نہ (اس کے خلاف) (کوئی) جرم کیا جا سکے گا۔

وَإِنَّهُ لَا تُجَارُ حُرْمَةٌ إِلَّا بِإِذْنِ أَهْلِهَا وَإِنَّهُ مَا كَانَ بَيْنَ أَهْلِ هٰذِهِ الصَّحِيفَةِ مِنْ حَدَثٍ أَوِ اشْتِجَارٍ يُخَافُ فَسَادُهُ فَإِنَّ مَرَدَّهُ إِلَى اللّٰهِ وَإِلَى مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّ اللّٰهَ عَلَى أَتْقَى مَا فِي هٰذِهِ الصَّحِيفَةِ وَأَبَرِّهِ۔

اور کسی عورت کو اس کے لوگوں کی اجازت کے بغیر پناہ نہ دی جائے گی اور اس نوشتے سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے درمیان کوئی حادثہ یا (ایسا) اختلاف ہو جس سے فساد کا خوف ہو تو اس کا فیصلہ اللہ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ہی) کی جانب (سے) ہوگا۔ اور اس نوشتے میں جو کچھ ہے اللہ اس (عہد کو توڑنے) سے زیادہ پرہیز کرنے والا اور (اس کو پورا کرنے میں) زیادہ سچا ہے۔ یا اللہ اس کی امداد پر رہے گا جو اس کو توڑنے سے بہت بچنے والا اور (اس کو پورا کرنے میں) بڑا سچا ہو۔

۱۲۲

وَإِنَّهُ لَا تُجَارُ قُرَيْشٌ وَلَا مَنْ نَصَرَهَا وَإِنَّ بَيْنَهُمُ النَّصْرَ عَلَى مَنْ دَهَمَ يَثْرِبَ وَإِذَا دُعُوا إِلَى صُلْحٍ يُصَالِحُوْنَهُ وَيَلْبَسُوْنَهُ فَإِنَّهُمْ يُصَالِحُوْنَهُ وَيَلْبَسُوْنَهُ وَإِنَّهُمْ إِذَا دُعُوا إِلَى مِثْلِ ذٰلِكَ فَإِنَّهُ

لَهُمْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِلَّا مَنْ حَارَبَ فِي الدِّيْنِ - عَلٰى كُلِّ اِنْسَانٍ حِصَّتُهُمْ مِنْ جَانِبِ الَّذِي قِبَلَهُمْ - وَاِنَّ يَهُوْدَ الْاَوْسِ مَوَالِيَهُمْ وَاَنْفُسَهُمْ عَلٰى مِثْلِ مَا لِاَهْلِ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ مَعَ الْبِرِّ الْمَحْضِ مِنْ اَهْلِ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ

اور نہ قریش کو پناہ دی جائے گی اور نہ (قریش) کے معاونوں کو۔ اور یثرب پر جو (دشمن) چھا جائے اس کے مقابلے میں ان (سب) میں امداد (باہمی) ہو گی اور جب کسی صلح کے لیے انھیں بلایا جائے کہ (یہ) صلح کریں اور اس میں شریک ہوں تو یہ لوگ اس سے صلح کریں گے اور صلح میں شرکت کریں گے اور جب یہ لوگ اسی طرح کسی کو صلح کی خاطر بلائیں تو یہ بھی ان کو حق ہو گا ایمانداروں پر بھی (یہ صلح لازمی ہو گی) بجز ان لوگوں (کی موافقت) کے جنھوں نے دین کے متعلق کوئی جنگ کی ہو۔ (اور) ہر شخص پر اس (آفت) کی ذمہ داری ہو گی جو خود اس کی جانب سے (اس پر نازل ہوئی) ہو۔ اور اس نوشتے کے شریکوں کے ساتھ مخلصانہ اچھا برتاؤ ہو تو (بنی) اوس والوں اور ان کے آزاد کردہ لونڈیوں اور غلاموں کے ساتھ (بھی) وہی (رعایتیں) ہوں گی جو اس نوشتے والوں کے ساتھ ہونگی۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے مَعَ الْبِرِّ الْمُحْسِنِ مِنْ اَهْلِ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ بھی کہا ہے۔ یعنی اس نوشتے کے شریکوں کے ساتھ اچھا برتاؤ اور احسان ہو تو۔

ابن اسحٰق نے کہا۔ (یعنی بعض روایتوں کے الفاظ حسب ذیل ہیں)

وَإِنَّ الْبِرَّ دُوْنَ الْإِثْمِ لَا يَكْسِبُ كَاسِبٌ إِلَّا عَلَىٰ نَفْسِهٖ وَإِنَّ اللّٰهَ عَلَىٰ أَصْدَقِ مَا فِيْ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ وَأَبَرِّهٖ۔

اور وفاداری عہد شکنی سے مانع ہوگی۔ ہر شخص کے کئے دھرے کا نقصان اسی پر ہوگا۔ اور اللہ اس شخص کی حمایت) پر ہوگا جو اس نوشتے کے مشمولات پر زیادہ سچائی اور زیادہ وفاداری سے (قائم) ہو۔

وَإِنَّهٗ لَا يَحُوْلُ هٰذَا الْكِتَابُ دُوْنَ ظَالِمٍ أَوْ آثِمٍ۔ وَإِنَّ مَنْ خَرَجَ آمِنٌ وَمَنْ قَعَدَ آمِنٌ بِالْمَدِيْنَةِ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ وَأَثِمَ۔

اور یہ نوشتہ کسی ظالم یا مجرم (کے بچانے) کے لیے رکاوٹ نہ ہوگا اور جو شخص مدینے سے نکل جائے اور جو مدینے میں رہنے لگے سب کے لیے امن ہے۔ اس شخص کے سوا جس نے (کوئی) ظلم یا جرم کیا۔

وَإِنَّ اللّٰهَ جَارٌ لِّمَنْ بَرَّ وَاتَّقٰى وَمُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور اللہ حامی ہے اس شخص کا جو (عہد و اقرار میں) باوفا اور پرہیزگار رہا اور اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی (اس کے حامی ہیں)۔

ابن ہشام نے کہا کہ یوتغ کے معنی یُہلِکُ یا یُفسِدُ کے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مہاجرین اور انصار میں بھائی چارہ قائم کرنا

۱۲۴

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب مہاجرین اور انصار میں بھائی چارہ قایم فرمایا۔ اور مجھے جو خبر ملی ہے اس کے لحاظ سے آپ نے فرمایا:۔

اور آپ کی جانب ایسی بات کی نسبت کرنے سے ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں جس کو آپ نے نہ فرمایا ہو — (آپ نے فرمایا)۔

تَآخَوْا[1] فِي اللهِ أَخَوَيْنِ أَخَوَيْنِ

اللہ کی راہ میں دو دو شخص[2] بھائی بھائی بن جاؤ۔

پھر آپ نے علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا۔ ھٰذَا أَخِي ۔ یہ میرا بھائی ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید المرسلین، امام المتقین، رسول رب العالمین جن کا اللہ کے بندوں میں کوئی مثل[3] و نظیر نہیں تھا اور علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ بھائی بھائی بن گئے۔

اور حمزہ بن عبد المطلب شیر خدا اور شیر رسول خدا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور زید بن حارثہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ بھائی بھائی قرار پائے اور جنگ احد کے روز جب لڑائی ہونے لگی تو حمزہ نے انھیں کو وصیت کی کہ اگر ان کو

---

[1] (ب ج د) میں تآخوا ہے۔ [2] (ب ج د) میں نہیں ہے۔ [3] (الف) میں خطر والا نظیر ہے جو غلط معلوم ہوتا ہے۔ دوسرے نسخوں میں خطیر ولا نظیر ہے۔ (احمد محمودی)۔

موت کا حادثہ پیش آئے (تو ان کی وصیت کے مطابق عمل کریں)

اور جعفر بن ابی طالب ذو الجناحین الطیار فی الجنۃ (جنت میں اڑتے پھرنے والے) کا بنی سلمہ والے معاذ بن جبل سے بھائی چارہ ہوا۔

ابن ہشام نے کہا کہ جعفر بن ابی طالب اس وقت (مدینہ منورہ میں) موجود نہ تھے (بلکہ) سرزمین حبشہ میں تھے[1]۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بن ابی قحافہ اور بلحارث بن خزرج والے خارجہ بن زید بن ابی زہیر بھائی بھائی ٹھہرائے گئے۔

اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور بنی سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج والے عتبان بن مالک بھائی بھائی بنے۔

اور ابو عبیدہ بن الجراح جن کا نام عامر بن عبداللہ تھا اور بنی عبدالاشہل والے سعد بن معاذ بن النعمان بھائی بھائی ٹھیرے۔

۶۲۵ اور عبدالرحمٰن بن عوف اور بلحارث بن الخزرج والے سعد بن الربیع بھائی بھائی ہوئے۔

اور زبیر بن العوام اور بنی عبدالاشہل والے سلمہ بن سلامۃ بن وقش بھائی بھائی بنے۔ بعض کہتے ہیں کہ زبیر کا بنی زہرہ کے حلیف عبداللہ بن مسعود سے بھائی چارہ ہوا تھا۔

اور عثمان بن عفان اور بنی نجار والے ثابت بن المنذر بھائی بھائی قرار پائے۔

اور طلحہ بن عبید اللہ اور بنی سلمہ والے کعب بن مالک میں برادری قایم ہوئی۔

اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل اور بنی النجار والے ابی بن کعب میں بھائی چارہ ہوا۔

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

اور مصعب بن عمیر بن ہاشم اور بنی النجار والے ابو ایوب خالد ابن زید بھائی بھائی ٹھہرے۔

اور ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ اور بنی عبدالاشہل والے عباد ابن بشر بن وقش میں برادری قرار دی گئی۔

اور بنی مخزوم کے حلیف عمار بن یاسر اور بنی عبدالاشہل کے حلیف بنی عبس والے حذیفہ بن الیمان میں بھائی چارہ ٹھہرا۔ بعض کہتے ہیں عمار بن یاسر کا بھائی چارہ بلحارث بن الخزرج والے ثابت بن قیس سے ہوا تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطیب تھے۔

اور ابو ذر بریر بن جنادۃ الغفاری کا بھائی چارہ بنی ساعدہ بن کعب ابن الخزرج والے منذر بن عمرو المعنق لیموت (موت کی جانب تیزی سے جانے والے) سے ہوا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ میں نے متعدد علماء کو ابو ذر جندب بن جنادہ کہتے سنا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی اسد بن عبدالعزیٰ کے حلیف حاطب بن ابی بلتعہ کا بنی عمرو بن عوف والے عویم بن ساعدہ سے بھائی چارہ ہوا اور سلمان فارسی کا بلحارث بن الخزرج والے ابو الدرداء عویمر بن ثعلبہ سے۔

۱۲۶

ابن ہشام نے کہا کہ عویمر بن عامر اور بعض عویمر بن زید کہتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابو بکر کے آزاد کردہ بلال[1] رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موذن کا ابو رویحہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن الخثعمی ثم الفزعی سے۔

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ [2] (الف) میں رائے قرشت سے اور (ب ج د) میں زائے ہوز سے لکھا ہے اور (ب) کے حاشیہ پر فا اور زائے کی تقیید کی روایت ابوذر سے لکھی ہے اور بعض روایت میں بجائے فا قاف کی بھی روایت آئی ہے۔ (احمد محمودی)

غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب میں سے جن کے درمیان بھائی چارے کی قرارداد فرمائی اور ان کے نام ہمیں معلوم ہوئے یہ تھے۔

۱۲۷ عمر بن الخطاب نے جب شام کے وظائف کی ترتیب دی۔ اور بلال نے بھی شام کی جانب سفر کر کے جہاد کے لیے وہیں اقامت اختیار کرلی تھی۔ تو بلال سے دریافت فرمایا کہ اے بلال تمھارا وظیفہ کس کے ساتھ رکھیں تو بلال نے کہا ابو رویحہ کے ساتھ کیونکہ اس برادری کے سبب سے جس کی قرارداد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور میرے درمیان فرمادی ہے میں ان سے کبھی الگ نہ ہونگا۔

راوی نے کہا تو ان کا وظیفہ ابو رویحہ ہی کے ساتھ ملا دیا گیا اور حبشہ کے تمام وظیفے خثعم ہی کے ساتھ ملا دیے گئے۔ کیونکہ بلال خثعم ہی میں سے تھے اور اب تک بھی شام میں اس کا انضمام خثعم ہی کے ساتھ ہے۔

ابو امامہ اسعد بن زرارۃ کی موت اور بنی النجار کی سرداری کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان

ابن اسحٰق نے کہا کہ انھیں مہینوں میں ابو امامہ اسعد بن زرارہ کا انتقال ہوا جبکہ مسجد کی تعمیر ہو رہی تھی۔ وہ ذبحۃ[1] یا شہیقہ[2] میں مبتلا تھے۔

ابن اسحٰق[3] نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے یحییٰ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن اسعد بن زرارہ کی روایت بیان کی کہ رسول اللہ

---

[1] ذبحہ خناق کی ایک قسم ہے۔ [2] شہیقہ کالی کھانسی۔ [3] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

بِئْسَ الْمَيِّتُ أَبُو أُمَامَةَ لِيَهُودَ وَمُنَافِقِي الْعَرَبِ يَقُولُونَ لَوْ كَانَ نَبِيًّا لَمْ يَمُتْ صَاحِبُهُ وَلَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي وَلَا لِصَاحِبِي مِنَ اللهِ شَيْئًا۔

ابو امامہ یہودیوں اور عرب کے منافقوں کے لیے بری میت ہیں وہ کہتے ہیں کہ اگر یہ شخص نبی ہوتا تو اس کا دوست مرنہ جاتا حالانکہ اللہ (کی مشیت) کے خلاف میں نہ اپنی ذات کے لیے کچھ قدرت رکھتا ہوں اور نہ اپنے دوست کے لیے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادۃ الانصاری نے بیان کیا کہ جب ابو امامہ اسعد بن زرارۃ کا انتقال ہوا تو بنی النجار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے۔ اور ابو امامہ ان کے نقیب یا سردار تھے۔ اور آپ سے عرض کی اے اللہ کے رسول یہ (متوفی) شخص ہم میں جو حیثیت رکھتا تھا اس سے تو آپ واقف ہیں اس لیے ہم میں سے کسی کو ان کا قائم مقام کیجئے کہ جن امور کی اصلاح وہ کیا کرتے تھے وہ کیا کرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:۔

أَنْتُمْ أَخْوَالِي وَأَنَا بِمَا فِيكُمْ وَأَنَا نَقِيبُكُمْ۔

تم لوگ (رشتے میں) میرے ماموں ہو اور میں (ان امور کی اصلاح کے لیے موجود) ہوں۔ جو تم میں (رونما) ہوں اور میں تمہارا نقیب (ذمہ دار انتظام و اصلاح) ہوں۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو ناپسند فرمایا کہ ان میں کے بعض کو بعض کے مقابلے میں کوئی خصوصیت دی جائے۔

اور یہ بنی نجار کے لیے ایک ایسی فضیلت تھی جس کو وہ اپنی قوم کے مقابلے میں (خصوصی فضائل میں) شمار کیا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے نقیب تھے۔

نمازوں کے لیے اذاں کی ابتدا

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں جب اطمینان حاصل ہوا اور آپ کے مہاجرین بھائی بند جمع ہو گئے اور انصار کے معاملات میں بھی جمعیت حاصل ہو گئی اور اسلام کا معاملہ مستحکم ہو گیا اور نماز اچھی طرح ہونے لگی اور زکوٰۃ اور روزے فرض ہو گئے اور سزائیں مقرر ہوئیں اور حلال و حرام چیزیں مقرر کر دی گئیں اور ان میں اسلام نے گھر کر لیا اور اس قبیلۂ انصار نے اَلَّذِیْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ کی صفت حاصل کر لی یعنی دار ہجرۃ اور ایمان میں استحکام حاصل کر لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو آپ کے پاس لوگ نماز کے اوقات پر (اس کے ادا کرنے کے) لیے بے بلائے جمع ہو جایا کرتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا کہ یہود کے سنکھ کی طرح کوئی سنکھ بنایا جائے جس سے انھیں ان کی نمازوں کے لیے بلایا جائے۔ پھر آپ نے اس کو ناپسند فرمایا۔ (اور) آپ نے گھنٹہ بنانے کا حکم فرمایا اور ایک گھنٹہ بنایا بھی گیا تاکہ نماز کے واسطے مسلمانوں کو (جمع کرنے کے لیے) بجایا جائے۔ غرض یہ لوگ اسی (سوچ) میں تھے کہ بلحارث ابن الخزرج والے عبداللہ بن زید بن ثعلبہ بن عبدربہ نے (خواب میں کسی کو) اذان دیتے دیکھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے عرض کی یا رسول اللہ آج رات میرے پاس ایک چکر لگانے والے نے چکر لگایا۔ میرے پاس سے ایک (ایسا) شخص گزرا جس (کے جسم) پر دو سبز چادریں تھیں اور اپنے ہاتھ میں (وہ) ایک

گھنٹہ لیے ہوئے تھا میں نے کہا اے اللہ کے بندے کیا تو یہ گھنٹہ فروخت کرے گا۔ اس نے کہا تم اس کو لے کر کیا کرو گے۔ انھوں نے کہا کہ میں نے کہا ہم اس سے (لوگوں کو) نماز کے لیے بلائیں گے۔ اس نے کہا تو کیا میں تمھیں اس سے اچھی چیز نہ بتا دوں۔ میں نے کہا وہ کیا ہے۔ اس نے کہا تم یہ کہو

اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر أشہد أن لا إلہ إلا اللہ أشہد أن لا إلہ إلا اللہ، أشہد أن محمدا رسول اللہ، أشہد أن محمدا رسول اللہ، حی علی الصلاۃ، حی علی الصلاۃ، حی علی الفلاح حی علی الفلاح، اللہ اکبر اللہ اکبر لا إلہ إلا اللہ،

جب انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی تو فرمایا:—

إِنَّهَا لَرُؤْيَا حَقٍّ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَقُمْ مَعَ بِلَالٍ فَأَلْقِهَا عَلَيْهِ فَلْيُؤَذِّنْ بِهَا فَإِنَّهُ أَنْدَى صَوْتًا مِنْكَ۔

اللہ نے چاہا تو یہ خواب حق ہے۔ بلال کے ساتھ تم کھڑے ہو جاؤ۔ اور یہ الفاظ انھیں بتلاتے جاؤ۔ اور انھیں چاہیے کہ ان الفاظ کے ذریعہ اعلان کریں کیونکہ وہ تم سے زیادہ بلند آواز ہیں۔

اور جب بلال نے ان الفاظ سے اذان دی عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے اس کو اس حالت میں سنا کہ وہ اپنے گھر میں تھے تو (گھر سے) نکل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنی چادر کھینچتے ہوئے حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے۔ اے اللہ کے نبی اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچائی دے کر مبعوث فرمایا ہے میں نے بھی ایسا ہی (خواب میں) دیکھا ہے جیسا کہ انھوں نے دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:—

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔ پھر تو اللہ کا شکر ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے اس حدیث کی روایت محمد بن ابراہیم ابن الحارث نے محمد بن عبداللہ بن زید بن ثعلبہ بن عبدربہ سے اور انھوں نے اپنے والد سے کی۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابن جریج نے بیان کیا کہ ان سے عطاء نے کہا کہ میں نے عبید بن عمیر اللیثی سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے نماز کے لیے جمع ہونے کے واسطے گھنٹے کے متعلق مشورہ فرمایا اور عمر بن الخطاب گھنٹے کے لیے دو لکڑیاں خریدنا چاہتے تھے کہ یکایک عمر (رضی اللہ عنہ) نے خواب میں دیکھا کہ (کوئی کہتا ہے) گھنٹہ نہ بناؤ بلکہ نماز کے لیے اذان کہو تو عمر (رضی اللہ عنہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس لیے حاضر ہوئے کہ جو کچھ دیکھا تھا۔ اس سے آپ کو آگاہ کریں کہ (وہاں) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس کے متعلق وحی آئی اور عمر (رضی اللہ عنہ) کو اس بات کی اطلاع بلال کی اذان ہی سے ہوئی اور جب آپ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات اطلاعاً عرض کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

قَدْ سَبَقَكَ بِذٰلِكَ وَحْيٌ

اس بات کے متعلق وحی نے تم سے سبقت کی۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے محمد بن جعفر بن الزبیر نے عروہ بن الزبیر سے اور انھوں نے بنی النجار کی ایک عورت سے روایت کی اس عورت نے کہا کہ میرا گھر مسجد کے آس پاس کے گھروں میں سب سے زیادہ لمبا تھا اور بلال اسی پر ہر صبح فجر کی اذان دیا کرتے تھے وہ سحر کے وقت آتے اور فجر کا انتظار کرتے ہوئے گھر پر بیٹھ جاتے اور جب اس (طلوع فجر کی روشنی) کو دیکھتے تو سیدھے کھڑے ہو جاتے اور کہتے یا اللہ میں تیری تعریف کرتا ہوں اور قریش کے مقابلے میں تیری مدد کا خواہاں ہوں کہ

۱۳۰

وہ تیرے دین پر سیدھے قایم ہوجائیں۔ اس عورت نے کہا۔ اس کے بعد اذان دیتے۔ اس عورت نے کہا کہ اللہ کی قسم ایک رات بھی اس (عمل) کو چھوڑتے ہوئے میں نے انھیں نہیں پایا۔

ابو قیس بن ابی انس کا حال

ابن اسحٰق نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے دار (الہجرت) میں اطمینان نصیب ہوا اور اللہ نے وہاں اپنا دین غالب کر دیا اور مہاجرین و انصار کو آپ کی سرپرستی میں اللہ نے آپ کے لیے جمع فرما دیا تو عدی بن نجار والے ابو قیس صرمہ بن ابی انس نے کہا۔
ابن ہشام نے کہا کہ ابو قیس (کا سلسلہ نسب یوں ہے) صرمہ بن ابی انس بن صرمہ ابن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ انھوں نے جاہلیت کے زمانے میں رہبانیت اختیار کر لی تھی اور موٹے کپڑے پہنا کرتے تھے اور بتوں (کی پوجا) چھوڑ دی تھی اور جنابت کے موقع پر غسل کیا کرتے تھے اور حیض والی عورتوں سے دامن بچائے رکھتے تھے اور نصرانی ہو جانے کا ارادہ کر لیا تھا لیکن پھر اس سے رک گئے اور اپنے ایک گھر میں جا بیٹھے اور اس کو مسجد بنا لیا تھا کہ ان کے پاس نہ کوئی ناپاک عورت جائے اور نہ ایک مرد۔ انھوں نے جب بتوں سے علحدگی اختیار کر لی اور انھیں ناپسند کرنے لگے تو وہ کہا کرتے تھے کہ میں رب ابراہیم کی پرستش کرتا ہوں یہاں تک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو انھوں نے اسلام اختیار کیا اور ان کا اسلام بھی خوب رہا۔ وہ ایک بڑے بوڑھے آدمی تھے۔ سچی بات کہنے میں ماہر تھے۔ جاہلیت کے زمانے میں بھی عظمت الٰہی کا اظہار کیا کرتے تھے۔ اس (حقانیت اور

عشمت الٰہی) میں اچھے اچھے شعر کہا کرتے تھے۔ ان اشعار کے کہنے والے یہی حضرت ہیں۔

يَقُولُ أَبُو قَيْسٍ وَأَصْبَحَ غَادِيًا ۔ أَلَا مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ وَصَاتِي فَافْعَلُوا

صبح سویرے ابو قیس کہہ رہا ہے سنو اور میری نصیحتوں میں سے جس قدر تم سے ہو سکے اس پر عمل کرو۔

وَأُوصِيكُمْ بِاللَّهِ وَالْبِرِّ وَالتُّقَى ۔ وَأَعْرَاضِكُمْ وَالْبِرُّ بِاللَّهِ أَوَّلُ

اللہ کے ساتھ (جو عہود ہوں ان میں) سچے رہنے اور پرہیزگاری اور اپنی عزت کا خیال رکھنے کی میں تمھیں نصیحت کرتا ہوں اور اللہ کے ساتھ سچائی سب سے مقدم چیز ہے۔

وَإِنْ قَوْمُكُمْ سَادُوا فَلَا تَحْسُدُنَّهُمْ ۔ وَإِنْ كُنْتُمُ أَهْلَ الرِّيَاسَةِ فَاعْدِلُوا

اور اگر تمھاری قوم (کے بعض افراد) سردار بن جائیں تو ان پر تم حسد نہ کرو اور اگر سرداری تمھیں نصیب ہو تو تم انصاف سے کام لیا کرو۔

وَإِنْ نَزَلَتْ إِحْدَى الدَّوَاهِي بِقَوْمِكُمْ ۔ فَأَنْفُسَكُمْ دُونَ الْعَشِيرَةِ فَاجْعَلُوا

اور اگر تمھاری قوم پر کوئی آفت نازل ہو تو اپنی جانوں کو اپنے خاندان پر (قربان) کرادو۔

۱۲۱ وَإِنْ نَابَ غُرْمٌ فَادِحٌ فَارْفُقُوهُمُ ۔ وَمَا حَمَّلُوكُمْ فِي الْمُلِمَّاتِ فَاحْمِلُوا

اور اگر کسی ڈنڈ کا بھاری بوجھ پڑے تو ان کے ساتھ نرمی کرو اور آفتوں میں وہ تم پر بار ڈالیں تو تم اس کو برداشت کرو۔

وَإِنْ أَنْتُمُ أَمْعَرْتُمُ فَتَعَفَّفُوا ۔ وَإِنْ كَانَ فَضْلُ الْخَيْرِ فِيكُمْ فَأَفْضِلُوا

اور اگر تنگدست ہو تو ان سے کسی چیز کی طلب کرنے سے بچو
اور اگر ضرورت سے زیادہ مال ہو تو زیادہ مال کو ان پر خرچ کرو۔
ابن ہشام نے کہا کہ بعض روایتوں میں وَاِنْ نَابَ غُرْمٌ فَادِحٌ فَارْفِدُوْھُمْ ہے (یعنی اگر کسی ڈنڈ کا بار ان پر آپڑے تو تم بھی ان کے ساتھ شریک ہو جاؤ۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ ابو قیس نے یہ بھی کہا ہے:۔

سَبِّحُوا اللّٰهَ شَرْقَ كُلِّ صَبَاحٍ طَلَعَتْ شَمْسُهٗ وَكُلَّ هِلَالٍ

اللہ تعالیٰ کی تنزیہ ہر ایک صبح کے اجالے کے
وقت کرو جب اس کا سورج نکلے اور جب چاند نکلے۔

عَالِمِ السِّرِّ وَالْبَيَانِ لَدَيْنَا لَيْسَ مَا قَالَ رَبُّنَا بِضَلَالٍ

ہمارے عقیدے میں وہ ظاہر و باطن کا جاننے والا
ہے (اس لیے) ہمارے پروردگار نے جو کچھ فرمایا۔ وہ (کبھی)
گمراہی نہیں ہو سکتی۔

وَلَهُ الطَّيْرُ تَسْتَرِيْدُ وَتَأْوِيْ فِيْ وُكُوْرٍ مِنْ آمِنَاتِ الْجِبَالِ

وہ پرند جو امن والے پہاڑوں کے گھونسلوں میں
رہتے اور آتے جاتے ہیں وہ سب اسی کی ملک ہیں۔

وَلَهُ الْوَحْشُ بِالْفَلَاةِ تَرَاهَا وَحِقَافٍ وَفِيْ ظِلَالِ الرِّمَالِ

جنگلوں اور ٹیلوں کے دامنوں اور ٹیلوں کے سایے
میں جن جنگلی جانوروں کو تو دیکھتا ہے وہ سب اسی کی ملک ہیں۔

وَلَهُ هَوَّدَتْ يَهُوْدُ وَدَانَتْ كُلَّ دِيْنٍ إِذَا ذَكَرْتَ عُضَالٍ

یہود نے اسی کی جانب رجوع کیا ہے اور اسی کی اطاعت
کی ہے اس کے مقابلے میں جس دین کا بھی تو ذکر کرے وہ ایک
ایسی بیماری کا ہے جو لا دوا ہے۔

وَلَهُ شَمَّسَ النَّصَارَى وَقَامُوْا   كُلَّ عِيْدٍ لِرَبِّهِمْ وَاحْتِفَالِ

اسی کے لیے نصاریٰ (کڑی) دھوپ میں تپتے رہے
اور اپنے پروردگار کے لیے عیدوں اور مجلسوں میں (عبادت
کرتے ہوئے) کھڑے رہے۔

وَلَهُ الرَّاهِبُ الْحَبِيْسُ تَرَاهُ   رَهْنَ بُؤْسٍ وَكَانَ نَاعِمَ بَالِ

اسی کے لیے تارک الدنیا راہب تکلیف میں مبتلا ہے
حالانکہ وہ بے فکر سکھ چین میں تھا۔

يَا بَنِيَّ الْأَرْحَامَ لَا تَقْطَعُوْهَا   وَصِلُوْهَا قَصِيْرَةً مِنْ طِوَالِ

بچو رشتے داروں سے قطع تعلق نہ کرو ان سے
میل ملاپ رکھو۔ ان میں کے کوتاہ (دستوں) پر تم اپنا (دست)
کرم دراز کرو۔ یا۔ وہ بڑے خاندان کے شریف ترین ہیں۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ فِيْ ضِعَافِ الْيَتَامٰى   رُبَّمَا يُسْتَحَلُّ غَيْرُ الْحَلَالِ

اور کمزور یتیموں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے
رہو کیونکہ بعض ناجائز بات جائز سمجھ لیجاتی ہے۔

وَاعْلَمُوْا أَنَّ لِلْيَتِيْمِ وَلِيًّا   عَالِمًا يَهْتَدِيْ بِغَيْرِ السُّؤَالِ

اور یہ بات جان لو کہ یتیم کا بھی ایک سرپرست ہے
جو خوب جاننے والا ہے اور بے پوچھے ہر بات سے واقف

ہو جاتا ہے۔

ثُمَّ مَالَ الْيَتِيمِ لَا تَأْكُلُوهَا ۔۔۔ إِنَّ مَالَ الْيَتِيمِ يَرْعَاهُ وَالِي

اور یتیم کا مال نہ کھاؤ۔ کیونکہ یتیم کے مال کی بھی ایک حاکم نگرانی کرتا ہے۔

۱۳۳ يَا بَنِيَّ التُّخُومَ لَا تَخْزِلُوهَا ۔۔۔ إِنَّ خَزْلَ التُّخُومِ ذُو عِقَالِ

بچو زمین کی حدوں میں بد دیانتی نہ کرو کیونکہ حدوں میں بد دیانتی ترقیوں سے روکنے والی ہے۔

يَا بَنِيَّ الْأَيَّامَ لَا تَأْمَنُوهَا ۔۔۔ وَاحْذَرُوا مَكْرَهَا وَمَرَّ اللَّيَالِي

بچو زمانے اور دن رات کے گزرنے سے بے فکر نہ رہو۔ اس کی چالبازیوں سے ڈرتے رہو۔

وَاعْلَمُوا أَنَّ مَرَّهَا لِنَفَاذِ الْخَلْقِ ۔۔۔ مَا كَانَ مِنْ جَدِيدٍ وَبَالِي

اور یاد رکھو کہ اس کا گزرنا مخلوق کو ختم کرنے کے لیے ہے خواہ وہ نئی ہو یا پرانی۔

وَاجْمَعُوا أَمْرَكُمْ عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى ۔۔۔ وَتَرْكِ الْخَنَا وَأَخْذِ الْحَلَالِ

اور اپنے نیک ارادے پرہیزگاری اختیار کرنے فحش کو چھوڑنے اور کسب حلال پر مضبوط رکھو۔

اور ابو قیس صرمہ نے اس اعزاز کا ذکر کرتے ہوئے جو انھیں اسلام کے سبب سے حاصل ہوا اور اس خصوصیت کا تذکرہ کرتے ہوئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے سبب سے انھیں حاصل ہوئی تھی کہا ہے:

ثَوَى فِي قُرَيْشٍ بِضْعَ عَشْرَةَ حِجَّةً يُذَكِّرُ لَوْ يَلْقَى صَدِيقًا مُوَاتِيَا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس سال سے کچھ زائد قریش میں اس امید پر نصیحت فرماتے رہے کہ کوئی موافق دوست مل جائے۔

وَيَعْرِضُ فِي أَهْلِ الْمَوَاسِمِ نَفْسَهُ فَلَمْ يَرَ مَنْ يُؤْوِي وَلَمْ يَرَ دَاعِيَا

اور حجوں کے موقعوں پر اپنی ذات کو پیش کرتے رہے تو کسی ایسے کو نہ دیکھا جو آپ کو پناہ دیتا نہ کوئی ایسا نظر آیا جو (دین الہی کی طرف لوگوں کو) بلانے والا ہوتا۔

فَلَمَّا أَتَانَا أَظْهَرَ اللهُ دِينَهُ فَأَصْبَحَ مَسْرُورًا بِطَيْبَةَ رَاضِيَا

جب آپ ہمارے پاس تشریف لائے تو اللہ نے اپنے دین کو غلبہ عنایت فرمایا اور آپ طیبہ سے خوش اور راضی ہو گئے۔

وَأَلْفَى صَدِيقًا وَاطْمَأَنَّتْ بِهِ النَّوَى وَكَانَ لَنَا عَوْنًا مِنَ اللهِ بَادِيَا

اور آپ نے ایسا دوست پالیا جس میں آپ کی غریب الوطنی کو اطمینان حاصل ہوا اور آپ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایسے معاون تھے کہ آپ کی مدد بالکل ظاہر تھی۔

يَقُصُّ لَنَا مَا قَالَ نُوحٌ لِقَوْمِهِ وَمَا قَالَ مُوسَى إِذْ أَجَابَ الْمُنَادِيَا

نوح نے اپنی قوم سے جو کچھ کہا وہ آپ ہم سے بیان فرماتے ہیں اور موسیٰ نے (ایک غیب سے) پکارنے والے کو

جو جواب دیا اس کی تفصیل فرماتے ہیں۔

وَأَصْبَحَ لَا يَخْشَى مِنَ النَّاسِ وَاحِدًا ... قَرِيبًا وَلَا يَخْشَى مِنَ النَّاسِ نَائِيَا

اور آپ نے اس حالت میں صبح کی کہ لوگوں میں سے
کسی سے آپ نہیں ڈرتے چاہے وہ نزدیک والا ہو یا دور والا۔

بَذَلْنَا لَهُ الْأَمْوَالَ مِنْ جُلِّ مَالِنَا ... وَأَنْفُسَنَا عِنْدَ الْوَغَا وَالتَّآسِيَا

۱۳۴

ہم نے آپ کے لیے اپنی جانیں اور اپنے مال کا بڑا
حصہ جنگوں اور ہمدردیوں میں صرف کیا۔

وَنَعْلَمُ أَنَّ اللّٰهَ لَا شَيْءَ غَيْرُهُ ... وَنَعْلَمُ أَنَّ اللّٰهَ أَفْضَلُ هَادِيَا

اور ہم جاننے لگے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی چیز
ہے ہی نہیں اور جان رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی بہترین رہنما ہے۔

نُعَادِي الَّذِي عَادَى مِنَ النَّاسِ كُلِّهِمْ ... جَمِيعًا وَإِنْ كَانَ الْحَبِيبَ الْمُصَافِيَا

سب لوگوں میں سے جس سے آپ دشمنی کا اظہار
فرماتے ہیں ہم بھی اس کے دشمن ہو جاتے ہیں اگرچہ وہ مخلص
دوست ہو۔

أَقُولُ إِذَا أَدْعُوكَ فِي كُلِّ بِيعَةٍ ... تَبَارَكْتَ قَدْ أَكْثَرْتُ لِاسْمِكَ دَاعِيَا

اے بابرکت ہر وقت جب میں عبادت گاہ میں جا کر
تجھ سے دعا کرتا ہوں تو کہتا ہوں کہ میں نے دعا کرتے ہوئے
تیرا نام بہت لیا ہے۔

أَقُولُ إِذَا جَاوَزْتُ أَرْضًا مَخُوفَةً ... حَنَانَيْكَ لَا تُظْهِرْ عَلَيَّ الْأَعَادِيَا

جب میں کسی خطرناک سرزمین سے گزرتا ہوں تو کہتا ہوں کہ تو اپنی مہربانیوں سے مجھ پر میرے دشمنوں کو غلبہ نہ دے۔

فَطَأْ مُعْرِضًا إِنَّ الْحُتُوفَ كَثِيرَةٌ ۔۔۔ وَإِنَّكَ لَا تُبْقِي بِنَفْسِكَ بَاقِيَا

منہ پھیرے ہوئے (اس سرزمین پر سے) چلا جا کیونکہ موتیں بہت سی ہیں (یعنی موت کے اسباب بہت سے ہیں) اور تو اپنے نفس کے متعلق باقی رہنے کی امید بھی نہیں کر سکتا۔

فَوَاللهِ مَا يَدْرِي الْفَتَى كَيْفَ يَتَّقِي ۔۔۔ إِذَا هُوَ لَمْ يَجْعَلْ لَهُ اللهُ وَاقِيَا

خدا کی قسم کوئی جوان مرد اس بات کو نہیں جانتا کہ وہ (آفتوں سے) کیسے بچے جبکہ اللہ تعالیٰ کوئی بچانے والا (سبب) اس کے لیے نہ فراہم کرے۔

وَلَا تَحْفِلُ النَّخْلُ الْمُقِيمَةُ رَبَّهَا ۔۔۔ إِذَا أَصْبَحَتْ رِيًّا وَأَصْبَحَ ثَاوِيَا

کھجور کا کھڑا ہوا سیراب درخت اپنے مالک کو کوئی فائدہ نہیں دیتا جبکہ وہ ہلاک ہو رہا ہو۔

ابن ہشام نے کہا کہ جس بیت کی ابتدا "فَطَأْ مُعْرِضًا" ہے اور اس کے بعد کی بیت جس کی ابتدا فَوَاللهِ مَا يَدْرِي الْفَتَى ہے۔ یہ دونوں شعر افنون التغلبی کے ہیں جس کا نام صریم بن معشر تھا اور یہ اس کے اشعار میں موجود ہیں۔ ۱۲۵

یہودیوں میں سے دشمنوں کے نام

ابن اسحٰق نے کہا چونکہ اللہ نے عرب میں سے رسول کو انتخاب فرما کر

انھیں خصوصیت عطا فرمائی اس لیے یہودیوں کے علما نے مخالفت حسد اور کینے کے سبب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی کو اپنا نصب العین بنا لیا اور اوس وخزرج کے کچھ ایسے لوگ جو منافق تھے اور اپنی جاہلیت اور اپنے باپ دادا کے دین شرک پر اور موت کے بعد کی زندگی کو جھٹلانے پر سختی سے جمے ہوئے تھے لیکن اسلام نے اپنے غلبے اور خود ان کی قوم کے افراد کے اسلام کی جانب جمع ہو جانے کے سبب سے ان کو مجبور کر دیا تھا۔ ایسے لوگوں نے بظاہر تو اسلام اختیار کر لیا اور قتل سے بچنے کے لیے اس کو ایک سپر بنا لیا تھا۔ لیکن وہ باطن میں نفاق رکھتے تھے اور ان کی خواہشیں یہود کے ساتھ تھیں کیونکہ وہ اسلام کے منکر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلاتے تھے یہود کے علماء کی یہ حالت تھی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (مختلف قسم کے ایسے) سوالات کرتے کہ آپ پر گراں ہوں اور طرح طرح کے شبہات پیش کرتے کہ حق کو باطل سے مشتبہ کر دیں تو قرآنی آیتیں بھی ان کے حالات اور ان کے سوالوں کے متعلق نازل ہوتی رہتیں حلال وحرام کے چند مسائل کے سوا جن کے متعلق مسلمان پوچھا کرتے تھے۔

ایسے ہی لوگوں میں سے حیی بن اخطب اور اس کے دونوں بھائی ابو یاسر بن اخطب اور جدی بن اخطب اور سلام بن مشکم اور کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق اور اس کا بھائی سلام بن الربیع تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ یہی ابو رافع الاعور کہلاتا تھا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں نے خیبر میں قتل کیا۔

اور الربیع بن الربیع بن ابی الحقیق اور عمرو بن جحاش اور کعب ابن اشرف جو بنی طئی کی شاخ بنی نبہان میں کا ایک شخص تھا اور اس کی ماں بنی نضیر میں کی تھی اور کعب بن اشرف کا حلیف حجاج بن عمرو اور کعب بن اشرف کا حلیف کردم بن قیس۔ بنی نضیر میں کے یہی لوگ تھے اور بنی ثعلبہ بن الفطیون میں سے عبد اللہ بن صوری الاعور جس کی

حالت یہ تھی کہ حجاز میں توریت کا جاننے والا اس کے زمانے میں اس سے بڑھ کر کوئی نہ تھا۔

اور ابن سلوبا اور مخیرق۔ اور ان میں کے ایک عالم نے اسلام اختیار کیا ہے۔ (یعنی عبداللہ بن صوری الاعور)۔

اور بنی قینقاع میں سے زید بن اللصیت۔ اور بعض ابن اللصیب کہتے ہیں اور ابن ہشام نے یہی کہا ہے۔

اور سعد بن حنیف، محمود بن سیحان، عزیر بن ابی عزیر اور عبداللہ ابن صیف۔ ابن ہشام نے کہا کہ بعض ابن ضیف کہتے ہیں۔　۱۳۷

ابن اسحٰق نے کہا سوید بن الحارث، رفاعۃ بن قیس، فنحاص، اشیع نعمان بن اضا، بحری بن عمرو، شاس بن عدی، شاس بن قیس، زید بن الحارث، نعمان بن عمرو، سکین بن ابی سکین، عدی بن زید، نعمان بن ابی اوفی ابو انس، محمود بن دحیہ اور مالک بن صیف۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض ابن ضیف بھی کہتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا اور کعب بن راشد اور عازر اور رافع بن ابی رافع اور خالد اور ازار بن ابی ازار

ابن ہشام نے کہا کہ بعض آزر بن ابی آزر کہتے ہیں۔

ابن اسحاق نے کہا اور رافع بن حارثہ اور رافع بن حریملہ اور رافع بن خارجہ اور مالک بن عوف اور رفاعۃ بن زید بن التابوت اور عبداللہ بن سلام بن الحارث جو ان میں کا عالم اور ان سب میں زیادہ جاننے والا تھا اور اس کا نام الحصین تھا۔ انھوں نے اسلام اختیار کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبداللہ رکھا اور بنی قینقاع میں کے یہی لوگ تھے۔

بنی قریظہ میں سے الزبیر بن باطا بن وہب اور عزال بن شمویل اور کعب بن اسد اور اسی نے بنی قریظہ کی جانب سے معاہدہ کیا تھا اور

لہ۔ (ب) کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ ایک نسخہ میں شاش شین معجمہ سے ہے۔ (احمد محمودی)

جنگ احزاب کے روز اس نے معاہدہ توڑ دیا اور شمویل بن زید اور جبل ابن عمرو بن سکینہ اور نخام بن زید اور فردم بن کعب اور وہب بن زید اور نافع بن ابی نافع اور ابو نافع اور عدی بن زید اور الحارث بن عوف اور کردم بن زید اور اسامہ بن حبیب اور رافع بن رمیلہ اور جبل بن ابی قشیر اور واہب بن یہوذا۔ یہ لوگ بنی قریظہ میں کے تھے۔

اور بنی زریق کے یہود میں سے لبید بن اعصم اور اسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بی بیوں کے پاس جانے سے روکنے کے لیے جادو کیا تھا۔ ۱۳۸

اور بنی عمرو بن عوف کے یہود میں سے فردم بن عمرو۔
اور بنی النجار کے یہود میں سے سلسلہ بن برہام۔

غرض یہ لوگ یہود کے علماء اور فتنہ انگیز اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب سے دشمنی رکھنے والے اور سوالات کرنے والے[1] اور اسلام (کی مخالفت) میں سخت تھے کہ اس (کی روشنی) کو بجھا دیں بجز عبداللہ بن سلام اور مخیریق کے (جن کا ذکر آگے آ رہا ہے)۔

عبداللہ بن سلام کا اسلام

ابن اسحٰق نے کہا کہ عبداللہ بن سلام اور ان کے اسلام اختیار کرنے کے واقعات جن کی انھیں نے ان کے بعض گھر والوں نے روایت کی ہے یہ ہیں کہ وہ ایک ماہر عالم تھے۔ انھوں نے کہا کہ جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سنا اور آپ کی صفت اور آپ

---

[1] (ب ج د) میں اصحاب المسئلہ اور اصحاب المساءلہ ہے جس کے معنی میں نے لکھے۔ اور (الف) میں اصحاب المسلہ بغیر ہمزہ کے ہے جس کے مناسب مقام کوئی معنی میرے خیال میں نہیں آئے۔ (احمد محمودی)

کا نام اور آپ کا وہ زمانہ جس کے ہم (لوگ) منتظر تھے مجھے معلوم ہو گیا تو میں نے اس معاملے کو خاموشی کے ساتھ یہاں تک راز میں رکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے اور جب آپ بنی عمرو بن عوف (کے محلہ) قباء میں تشریف فرما ہوئے تو ایک شخص آیا اور آپ کی تشریف آوری کی خبر ایسی حالت میں دی کہ میں اپنے ایک کھجور کے درخت کے اوپر کام کر رہا تھا اور میری پھپی خالدہ بنت الحارث میرے نیچے بیٹھی ہوئی تھی۔ پھر جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر سنی تو میں نے تکبیر کہی میری پھپی نے جب میری تکبیر سنی تو مجھ سے کہا کہ اللہ تجھے ناکام رکھے۔ واللہ اگر تو موسیٰ بن عمران کی تشریف آوری کی خبر سنتا تو (اس سے کچھ) زیادہ نہ کرتا۔ انھوں نے کہا کہ میں نے ان سے کہا پھپی جان! اللہ کی قسم وہ موسیٰ بن عمران کا بھائی ہے اور انھیں کے دین پر ہے اور اسی چیز کے ساتھ بھیجا گیا ہے جس چیز کے ساتھ وہ بھیجے گئے تھے۔ انھوں نے کہا کہ پھر تو میری پھپی نے کہا کہ بابا! کیا یہ وہی نبی ہے جس کی خبر ہمیں دی جاتی رہی ہے کہ وہ عین قیامت کے وقت بھیجا جائے گا۔ انھوں نے کہا کہ میں نے کہا ہاں۔ ان کی پھپی نے کہا جب ہی تو (تمھاری) یہ حالت ہے۔ انھوں نے کہا کہ اس کے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب چلا اور اسلام اختیار کر لیا پھر میں اپنے گھر والوں کی طرف لوٹا اور انھیں حکم دیا تو انھوں نے بھی اسلام اختیار کر لیا۔ انھوں نے کہا کہ میں نے اپنے اسلام کو یہود سے پوشیدہ رکھا اور پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ یہود جھوٹی باتیں بنانے والے لوگ ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اپنے کسی حجرے میں ان لوگوں کی نظروں سے چھپا دیجئے اور پھر میرے اسلام کا انھیں علم ہونے سے پہلے ان سے میرے متعلق دریافت فرمائیے تاکہ وہ آپ کو بتلائیں کہ میں ان میں کس حیثیت کا شخص ہوں کیونکہ اگر انھیں میرے اسلام کا علم ہو جائے گا تو وہ

۱۳۹

مجھ پر افترا پردازی کریں گے اور مجھے عیب دار بتائیں گے۔ انھوں نے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے حجروں میں سے کسی حجرے میں چلے جانے کا حکم فرمایا اور وہ لوگ آپ کے پاس آئے اور آپ سے گفتگو کرنے لگے اور آپ سے (مختلف قسم کے) سوالات کرنے لگے۔ پھر آپ نے ان سے فرمایا:—

أَيُّ رَجُلٍ الْحُصَيْنُ بْنُ سَلَامٍ فِيكُمْ

الحصین بن سلام تم میں کیسا شخص ہے۔

انھوں نے کہا وہ تو ہمارا سردار اور ہمارے سردار کا بیٹا ہے اور ہم میں کا ماہر اور ہم میں کا عالم ہے۔ انھوں نے کہا کہ جب وہ اپنی باتیں ختم کر چکے تو میں ان کے سامنے نکل آیا اور میں نے ان سے کہا اے گروہ یہود اللہ سے ڈرو اور جو چیز لے کر آپ تشریف لائے ہیں اس کو قبول کرو۔ واللہ تم لوگ اس بات کو خوب جانتے ہو کہ آپ اللہ کے بھیجے رسول ہیں کہ تم لوگ اپنے پاس توراۃ میں آپ کا ذکر آپ کا نام (مبارک) اور آپ کی صفت لکھی ہوئی پاتے ہو۔ میں تو گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ میں آپ کو جانتا ہوں اور آپ کی تصدیق کرتا ہوں اور آپ پر ایمان لاتا ہوں۔ انھوں نے کہا تم جھوٹے ہو اور مجھ میں عیوب نکالنے اور مجھے گالیاں دینے لگے۔ انھوں نے کہا پھر تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی اے اللہ کے نبی کیا میں نے آپ سے عرض نہیں کیا تھا کہ یہ لوگ دروغ باف۔ بیوفا۔ جھوٹے اور نافرمان ہیں۔ انھوں نے کہا کہ پھر میں نے اپنے اور اپنے گھر والوں کے اسلام کا اظہار کیا اور میری پھپی خالدہ بنت الحارث نے بھی اسلام قبول کر لیا اور سچی مسلمہ بن گئیں۔

مخیریق کا اسلام

ابن اسحٰق نے کہا کہ مخیریق کے واقعات یہ ہیں کہ وہ ایک ماہر عالم

مالدار اور نخلستان کی بڑی آمدنی والے تھے اور اپنے علم کے ذریعے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (اور) آپ کی صفات کو جانتے تھے۔
ان پر ان کے دین کی محبت غالب تھی اور وہ اسی پر ایسے جمے رہے کہ
جب جنگ احد کا دن ہوا اور جنگ احد شنبہ کے دن ہوئی۔ انھوں نے
کہا اے گروہ یہود! واللہ تم لوگ خوب جانتے ہو کہ تمھارے خلاف
محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امداد بالکل حقیقی ہے۔ انھوں نے کہا کہ آج
شنبہ کا روز ہے۔ انھوں نے کہا تمھارے لیے شنبہ کا روز کچھ نہیں۔
پھر اپنے ہتھیار لیے اور نکل پڑے حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور آپ کے اصحاب کے پاس مقام احد میں آپہنچے اور اپنے پیچھے رہنے والوں کو وصیت
کر دی کہ اگر آج میں مار ڈالا جاؤں تو میری (ہر طرح کی) ملکیت محمد (صلی اللہ
علیہ وسلم) کے لیے ہے۔ وہ ان میں اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے موافق تصرف
کریں۔ پھر جب لوگوں میں جنگ ہوئی تو انھوں نے بھی جنگ کی اور مارے گئے
مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:۔

مُخَیْرِیْقُ خَیْرُ یَهُوْدَ یہودیوں کی بہترین فرد تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ان کی (ہر طرح کی) ملکیت پر قبضہ فرمایا اور مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے عام صدقات اسی مال میں سے ہوا کرتے تھے۔

صفیہ کی گواہی

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم
نے بیان کیا۔ انھوں نے کہا کہ مجھے صفیہ بنت حیی بن اخطب سے روایت
پہنچی ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں اپنے باپ اور اپنے چچا ابو یاسر کے بچوں
میں سب سے زیادہ لاڈلی تھی۔ جب کبھی ان کے اور بچوں کے ساتھ ان
سے ملتی تو وہ دونوں بھی اپنے دوسرے بچوں کو چھوڑ کر مجھے لے لیتے
جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے اور قبا میں بنی

عمرو بن عوف (کے محلہ) میں نزول فرمایا تو دوسرے روز سویرے اندھیرے سے میرے والد حیی بن اخطب اور میرے چچا ابو یاسر بن اخطب آپ کے پاس پہنچے۔ اور وہ سورج ڈوبنے تک واپس نہ آئے۔ کہا کہ جب وہ آئے تو دونوں تھکے ماندے ایسی سست رفتار سے چل رہے تھے کہ گویا وہ گرے پڑتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ میں ہشاش بشاش ان کی طرف اسی طرح گئی جس طرح ہمیشہ جایا کرتی تھی تو اللہ کی قسم ان دونوں میں سے کسی نے (بھی) میری جانب توجہ نہیں کی اور وہ دونوں غم میں مبتلا تھے۔ انھوں نے کہا۔ میں نے اپنے چچا ابو یاسر کو اپنے باپ حیی بن اخطب سے کہتے سنا کہ کیا یہ وہی ہے۔ میرے باپ نے کہا بخدا! ہاں۔ کہا کیا تم اس کو جانتے ہو اور تحقیق کر لی ہے۔ کہا ہاں۔ کہا پھر تمھارے دل میں اس کے متعلق کیا ہے۔ کہا واللہ جب تک زندہ رہوں گا اس سے دشمنی رہے گی۔ ۱۴۱

یہود کے ساتھ انصار میں کے ملنے جلنے والے منافق

ابن اسحٰق نے کہا کہ اوس و خزرج میں کے وہ منافقین جو یہود کی جانب منسوب تھے ان میں سے جن کے نام ہمیں بتائے گئے ہیں۔ اور اللہ (ہی) بہتر جاننے والا ہے۔ (یہ ہیں) اوس کی شاخ بنی عمرو بن عوف ابن مالک بن الاوس کی شاخ بنی لوذان بن عمرو بن عوف میں سے ذوی بن الحارث اور شاخ بنی حبیب بن عمرو بن عوف میں سے جلاس بن سوید بن صامت اور اس کا بھائی الحارث بن سوید۔ اور جلاس ہی وہ شخص ہے جو غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ جا کر رہ گیا تھا اور کہا تھا کہ اگر یہ شخص (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سچا ہوتا تو ہم گدھوں سے بھی بدترین ہوتے تو عمیر بن سعد نے جو انھیں کے خاندان کے ایک شخص تھے اور جلاس نے عمیر کے والد کے بعد ان کی

والدہ سے نکاح کر لیا تھا اور یہ اس کی گود میں (پلے) تھے۔ اس بات کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا دی۔ عمیر بن سعد نے اس سے کہا اے جلاس واللہ تمام لوگوں میں تم مجھے سب سے زیادہ عزیز ہو اور مجھ پر احسان کرنے کے لحاظ سے میرے لیے سب میں تم بہتر ہو اور ایسے شخص کے لیے کوئی ایسا واقعہ پیش آنا جس کو وہ ناپسند کرے مجھ پر بہت گراں ہے لیکن تم نے ایک ایسی بات کہدی کہ اگر تمھارے خلاف اس بات کو اوپر تک پہنچا دوں یعنی اس کی اطلاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کر دوں تو میری جانب سے تمھاری بدنامی ہو گی اور اگر اس کی اطلاع سے پہلو تہی کر کے خاموش ہو جاؤں تو میرا دین برباد ہو جائے گا اور بے شبہ ان دونوں حالتوں میں سے ایک دوسری کی بہ نسبت میرے لیے زیادہ آسان ہے۔ پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے وہ بات عرض کر دی جو جلاس نے کہی تھی تو جلاس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اللہ کی قسم کھائی کہ عمیر نے مجھ پر جھوٹا الزام لگایا ہے۔ عمیر بن سعد نے جو بات کہی ہے وہ میں نے نہیں کہی۔ تو اللہ تعالی نے اس کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی۔

يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوا بِمَا لَمْ يَنَالُوا وَمَا نَقَمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ فَإِنْ يَتُوبُوا يَكُ خَيْرًا لَهُمْ وَإِنْ يَتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ عَذَابًا أَلِيمًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُمْ فِي الْأَرْضِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ

وہ اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انھوں نے (وہ بات) نہیں کہی۔ حالانکہ انھوں نے کفر کی بات کہی اور اپنے اسلام کے بعد

کافر (بھی) ہوگیے۔ اور انھوں نے ایک ایسی بات کا قصد کیا جس کو انھوں نے حاصل نہیں کیا۔ اور انھوں نے دشمنی نہیں کی مگر (اس بات کے عوض میں) کہ اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے انھیں غنی بنا دیا۔ پھر اگر انھوں نے توبہ کرلی تو ان کے لیے بھلائی ہوگی اور اگر انھوں نے روگردانی کی تو اللہ انھیں دنیا اور آخرۃ میں دردناک عذاب دے گا اور زمین میں ان کا کوئی سرپرست اور حمایت کرنیوالا نہ ہوگا۔

ابن ہشام نے کہا کہ الیم کے معنی موجع یعنی دردناک کے ہیں ذوالرمۃ نے اونٹوں کی صفت میں (اس لفظ کا استعمال کیا اور) کہا ہے۔ ۱۴۲

وَنَرْفَعُ مِنْ صُدُوْرِ شَمَرْدَلَاتٍ يَصُكُّ وُجُوهَهَا وَهَجٌ أَلِيْمُ

ہم لانبی لانبی گردنوں والے اونٹوں کے سینوں پر سے چڑھ جاتے ہیں جو سخت گرمازدہ دردناک حالت میں اپنے منہ مارتے رہتے ہیں۔

یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

ابن اسحق نے کہا لوگوں کا خیال ہے کہ اس کے بعد اس نے توبہ کرلی اور اس کی توبہ (ایسی) اچھی رہی کہ اسلام اور بھلائی میں وہ مشہور ہوگیا۔ اور اس کا بھائی الحارث بن سوید وہ شخص ہے جس نے المجذر بن زیاد البلوی اور قیس بن زید ضبعی کو جنگ احد کے روز قتل کیا ہے۔ مسلمانوں کے ساتھ جنگ احد کے دن نکلا اور تھا منافق جب لوگ ایک دوسرے سے بھڑ گئے تو اس نے ان دونوں پر حملہ کر دیا اور ان دونوں کو قتل کر ڈالا اور پھر قریش سے (جاکر) مل گیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ المجذر بن زیاد نے سوید بن صامت کو کسی جنگ میں جو اوس و خزرج کے درمیان ہوئی تھی مار ڈالا تھا۔ پھر جب

جنگ کا دن آیا تو الحارث بن سوید ۔ المجذر بن زیاد کی غفلت کا طالب تھا کہ اس کو اپنے باپ کے عوض میں قتل کر دے اور اس نے اس کو قتل کیا اور صرف اسی ایک کو قتل کیا اور یہ بات میں نے متعدد اہل علم سے سنی ہے اور اس کے قیس بن زید کے قتل نہ کرنے پر دلیل یہ ہے کہ ابن اسحٰق نے جنگ احد میں مارے جانے والوں میں قیس کا ذکر نہیں کیا ہے ۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ سوید بن صامت کو معاذ بن عفرا نے یوم بعاث سے پہلے بغیر کسی جنگ کے تیر مار کر دھوکے سے مار ڈالا ۔

ابن اسحٰق نے کہا لوگ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کو حکم فرمایا تھا کہ اگر وہ اس پر قابو پا لیں تو اس کو قتل کر دیں ۔ لیکن وہ آپ سے بچ کر نکل گیا اور مکہ ہی میں رہا کرتا تھا ۔ اور پھر اس نے اپنے بھائی جلاس کے پاس توبہ کی استدعا کے لیے کہلا بھیجا تا کہ وہ اپنی قوم کی جانب لوٹ آئے تو ابن عباس سے مجھے روایت پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی ۔

كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْا أَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۔

ایسے لوگوں کو اللہ کیسے ہدایت دے جنھوں نے اپنے ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کیا حالانکہ انھوں نے گواہی دی تھی کہ رسول سچا ہے اور ان کے پاس کھلی (نشانیاں) آچکی تھیں ۔ اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیا کرتا ۔ آخر بیان تک ۔

۱۲۳ بنی ضبیعۃ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف میں سے بجاد بن عثمان بن عامر ۔

اور بنی لوذان بن عمرو بن عوف میں سے نبتل بن الحارث اور یہ وہ شخص ہے جس کے متعلق مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا تھا:۔

مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى الشَّيْطَانِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى نَبْتَلِ بْنِ الْحَرِثِ

جس کو اس بات کی خواہش ہو کہ شیطان کو دیکھے تو اس کو چاہیئے کہ نبتل بن الحارث کو دیکھ لے۔

اور یہ شخص جسیم۔ لانبا سیاہ ہونٹ لٹکا ہوا اور سر کے بال پریشان لال آنکھوں اور پچکے ہوئے گالوں والا تھا۔ اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا اور آپ سے بات چیت کرتا اور آپ کی گفتگو سنتا اور اس کے بعد آپ کی گفتگو منافقوں کے پاس پہنچاتا۔ یہی وہ شخص ہے جس نے کہا تھا کہ محمد تو (سرتاپا) کان ہے جس نے اس سے کچھ بیان کر دیا وہ اس کو سچا سمجھ لیتا ہے۔ تو اللہ تعالی نے اس کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:۔

وَمِنْهُمُ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ هُوَ أُذُنٌ قُلْ أُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔

ان (لوگوں) میں بعض ایسے بھی ہیں جو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ایذا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ (تو سرتاپا) کان ہے (اے نبی) تو کہہ دے کہ (وہ تو) بھلائی کا کان ہے (کہ) اللہ کو (بھی) مانتا ہے اور ایمانداروں کو (بھی سچا) مانتا ہے اور تم میں سے جن لوگوں نے ایمان اختیار کیا ہے۔ ان کے لیے تو (سرتاپا) رحمت ہے اور جو لوگ اللہ کے رسول کو تکلیف پہنچاتے ہیں ان کے لیے دردناک سزا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بلعجلان والوں میں سے ایک نے بیان کیا کہ کسی نے اس سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبریل علیہم السلام آئے تو آپ سے کہا کہ آپ کے پاس ایک شخص بیٹھا کرتا ہے جو لانبا سیاہ ہونٹ لٹکا ہوا۔ پریشان بال بکھرے ہوئے گالوں والا ہے اور دونوں آنکھیں ایسی سرخ گویا پیتل کی دو ہانڈیاں ہیں۔ اس کا جگر گدھے کے جگر سے بھی زیادہ سخت ہے وہ آپ کی باتیں منافقوں کے پاس پہنچاتا ہے۔ اس سے آپ احتیاط فرمائیں اور لوگوں کے بیان کے لحاظ سے یہ حالت نبتل بن الحارث ہی کی تھی۔

اور بنی ضبیعہ میں سے ابوحبیبہ بن الازعر اور یہ ان لوگوں میں سے تھا جنھوں نے مسجد ضرار بنائی تھی اور ثعلبہ بن حاطب اور معتب بن قشیر اور یہ دونوں وہ ہیں جنھوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر اللہ ہمیں اپنے فضل سے کچھ دے تو ہم ضرور صدقہ دیں گے اور ضرور نیکو کاروں میں سے ہوں گے (وغیرہ) آخر بیان تک۔

اور معتب جس نے جنگ احد کے روز کہا تھا کہ حکومت میں ہمارا کچھ بھی حصہ ہوتا تو ہم یہاں قتل نہ کیے جاتے تو اللہ عزوجل نے اس کے متعلق اپنا یہ قول نازل فرمایا:۔

وَطَائِفَةٌ قَدْ أَهَمَّتْهُمْ أَنْفُسُهُمْ يَظُنُّونَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُولُونَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ مَا قُتِلْنَا هٰهُنَا

إِلَىٰ آخِرِ الْقِصَّةِ

اور ایک گروہ ہے جس کو ان کی جانوں نے فکر میں ڈال دیا ہے۔ اللہ کے متعلق غیر حقیقی جاہلیت کے سے خیال کرتے ہیں کہتے ہیں کہ اگر حکومت میں ہمارا کچھ بھی حصہ ہوتا تو ہم یہاں مارے نہ جاتے

(وغیرہ) آخر بیان تک ۔

اور اسی نے جنگ احزاب کے روز کہا تھا کہ محمد تو ہم سے وعدے کیا کرتا تھا کہ ہم قیصر و کسریٰ کے خزانے کھائیں گے اور (اب تو) حالت یہ ہے کہ ہم میں کوئی شخص بے فکری کے ساتھ جھاڑی تک بھی نہیں جا سکتا تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں (یہ آیت) نازل فرمائی :۔

وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا

اور (وہ وقت یاد کرو) جب کہ منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں ایک قسم کی بیماری ہے ۔ کہہ رہے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول نے جو کچھ ہم سے وعدہ کیا وہ صرف ایک دھوکا تھا ۔

اور الحارث بن حاطب ۔

ابن ہشام نے کہا کہ اہل علم میں سے جن پر مجھے بھروسا ہے انھوں نے بیان کیا کہ معتب بن قشیر اور حاطب کے دونوں بیٹے ثعلبہ اور الحارث بنی امیہ بن زید کی اولاد میں سے اور اصحاب بدر میں سے ہیں منافقوں میں سے نہیں اور خود ابن اسحٰق نے بھی ثعلبہ اور الحارث کو بدریوں کے ناموں میں امیہ بن زید کی اولاد میں شمار کیا ہے ۔

ابن اسحٰق نے کہا اور سہل بن حنیف کا بھائی عباد بن حنیف اور بخرج اور یہ ان لوگوں میں تھا جنھوں نے مسجد ضرار بنائی تھی اور عمرو بن خذام اور عبداللہ بن نبتل ۔

اور بنی ثعلبہ بن عمرو بن عوف میں سے جاریہ بن عامر بن العطاف اور اس کے دونوں بیٹے زید بن جاریہ اور مجمع بن جاریہ اور یہ سب مسجد بنانے والوں ہی میں سے تھے ۔ اور مجمع کم سن نوجوان تھا قرآن کا بہت کچھ حصہ یاد کر لیا تھا اور اس مسجد میں ان کو نماز پڑھایا کرتا تھا ۔

اور جب وہ مسجد برباد کر دی گئی اور عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کے زمانے میں بنی عمرو بن عوف اپنی مسجد میں جو بنی عمرو بن عوف کے محلہ میں تھی نماز پڑھنے گئے تو مجمع کے متعلق کہا گیا کہ وہ انھیں نماز پڑھا دیا کرے تو (عمر رضی اللہ عنہ نے) فرمایا نہیں۔ (ایسا نہیں ہو سکتا) کیا یہ شخص مسجد ضرار میں منافقوں کا امام نہیں رہا ہے۔ تو مجمع نے عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) سے کہا اے امیر المومنین اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ان لوگوں کے معاملات سے میں بالکل بے خبر تھا لیکن کم سن قاری قرآن تھا اور ان میں کسی کو قرآن یاد نہ تھا تو انھوں نے مجھے (آگے) بڑھا دیا کہ میں انھیں نماز پڑھا دیا کروں اور جو اچھی باتیں انھوں نے بیان کیں میں انھیں اسی حالت پر سمجھتا تھا۔ تو لوگوں کا بیان ہے کہ عمر (رضی اللہ عنہ) نے اسے چھوڑ دیا اور وہ اپنی قوم کو نماز پڑھایا کرتا تھا۔

۱۲۵

اور بنی امیہ بن زید بن مالک میں سے ودیعہ بن ثابت اور یہ بھی مسجد ضرار بنانے والوں میں سے تھا اور اسی نے کہا تھا کہ ہم تو صرف دل لگی کر رہے اور دل بہلا رہے تھے تو اللہ (تعالیٰ) نے اس کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:۔

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ إِلَى آخِرِ الْقِصَّةِ

اور بے شبہ اگر تو ان سے سوال کرے گا تو کہیں گے کہ ہم تو صرف دل لگی کر رہے اور دل بہلا رہے تھے۔ (اے نبی) کہ دے کہ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنسی مذاق کرتے ہو۔ وغیرہ آخر بیان تک۔

اور بنی عبید بن زید بن مالک میں سے خذام بن خالد ہی وہ شخص ہے جس کے گھر سے مسجد ضرار برآمد ہوئی اور بشر اور رافع بن زید۔

اور بنی النبیت میں سے۔

ابن ہشام نے کہا النبیت (کا نام) عمرو بن مالک بن الاوس ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کی شاخ بنی حارثہ بن الحارث بن الخزرج ابن عمرو بن مالک بن الاوس میں سے مربع بن قیظی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کو جانے کے ارادے کے وقت اس کے باغ میں (سے) جانے کی اجازت چاہی تو اسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ اے محمد اگر تم نبی ہو تو میں تمھیں اپنے باغ میں (سے) گزرنے کی اجازت نہیں دیتا اور اپنے ہاتھ میں مٹھی بھر مٹی لی اور کہا واللہ اگر مجھے یہ یقین ہوتا کہ یہ مٹی تمھارے سوا (کسی) دوسرے پر نہ پڑ جائے گی تو اسے تم پر پھینک مارتا تو لوگ اس پر ٹوٹ پڑے کہ اس کو مار ڈالیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

دَعُوهُ فَهٰذَا الأَعْمٰى أَعْمَى الْقَلْبِ أَعْمَى الْبَصَرِ

اس کو چھوڑ دو کیونکہ یہ اندھا دل کا (بھی) اندھا ہے (اور) بینائی کا بھی اندھا ہے۔

پھر بنی اشہل والے سعد بن زید نے اسے کمان سے مار کر زخمی کر ڈالا۔ اور اس کا بھائی اوس بن قیظی یہی وہ شخص ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خندق کے روز کہا تھا کہ ہمارے گھر عریاں (یعنی بے سہارا غیر محفوظ) ہیں اس لیے ہمیں (جنگ میں شریک نہ ہونے کی) اجازت دیجئے کہ ہم گھروں کو چلے جائیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:۔

يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ إِنْ يُرِيدُونَ إِلَّا فِرَارًا۔

(یہ لوگ) کہتے ہیں کہ ہمارے گھر عریاں (غیر محفوظ) ہیں
حالانکہ وہ عریاں (غیر محفوظ) نہیں ہیں (یہ لوگ) صرف (جنگ میں
سے) بھاگ جانا چاہتے ہیں۔

۱۴۶ ابن ہشام نے کہا کہ عورۃ کے معنی معورۃ للعدو وضائعۃ۔ دشمن کو موقع دینے والے اور برسر بربادی ہیں اور اس کی جمع عورات ہے۔ نابغہ الذبیانی نے کہا ہے ؎

مَتَی تَلْقَهُمْ لَا تَلْقَ لِلْبَيْتِ عَوْرَةً ۔ وَلَا الْجَارَ مَحْرُومًا وَلَا الْأَمْرَ ضَائِعًا

جب تو ان سے مقابلہ کرے تو ایسی حالت میں مقابلہ
نہ کر کہ گھر عریاں (غیر محفوظ) پڑوسی محروم اور معاملہ برسر بربادی ہو۔

یہ بیت اس کی بیتوں میں کی ہے اور عورۃ کے معنی مرد کی گھر والی کے بھی ہیں اور عورۃ کے معنی شرم گاہ کے بھی ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی ظفر میں سے جس کا نام کعب بن الحارث بن الخزرج تھا حاطب بن امیہ بن رافع یہ بوڑھا موٹا تازہ تھا اور اپنی جاہلیت ہی میں عمر بسر کر دی اور اس کا ایک لڑکا تھا جو بہترین مسلمانوں میں سے تھا اور اس کو یزید بن حاطب کہتے تھے۔ جنگ بدر کے روز وہ (ایسا) زخمی ہوگیا کہ زخموں کی وجہ سے وہ (اپنی) جگہ سے نہ ہل سکا تو اسے اٹھا کر بنی ظفر کے گھر لایا گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ اس کے پاس اس گھر کے مسلمان مرد اور عورتیں جمع ہوئیں جبکہ وہ موت کے قریب تھا وہ لوگ اس سے کہنے لگے اے ابن حاطب! تمھیں جنت کی خوشخبری ہو۔ راوی نے کہا کہ اس وقت اس کے باپ کا نفاق ظاہر ہوگیا اور وہ کہنے لگا ہاں باغ کلنے دانے کا!!! واللہ تم ہی لوگوں نے ورغلا کر اس مسکین کی جان لے لی۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ابو طلعہ بشیر بن ابیرق زرہوں کا چور جس کے متعلق

۱۴۷

اللہ (تعالیٰ) نے (یہ آیت) نازل فرمائی۔

وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِينَ يَخْتَانُونَ أَنفُسَهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ خَوَّانًا أَثِيمًا۔

(اے نبی) ان لوگوں کی جانب داری کرکے جھگڑا نہ کرو
جو (خود) اپنی جانوں سے خیانت کرتے ہیں۔ بے شبہ اللہ
ایسے شخص سے محبت نہیں کرتا جو بڑا بد دیانت اور بہت گنہگار ہو۔

اور انھیں (بنی ظفر) کا حلیف قزمان۔ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ وہ بے شبہہ آگ والوں میں سے ہے اور جب احد کا دن ہوا تو اس نے خوب جنگ کی یہاں تک کہ مشرکوں میں کے نو آدمیوں کو اس نے قتل کیا اور زخمی ہو کر پڑ گیا اور بنی ظفر کے گھر اٹھا لایا گیا تو مسلمانوں میں سے ایک نے اس سے کہا کہ اے قزمان تیرے لیے خوش خبری ہے کہ تو نے آج (خوب) داد شجاعت دی اور راہ خدا میں تجھے ایسی مصیبتیں پہنچیں جو تو دیکھ رہا ہے۔ اس نے کہا میرے لیے کس بات کی خوش خبری ہے واللہ میں نے تو صرف اپنی قوم کی حمایت میں جنگ کی ہے اور جب اس کے زخم اس کو تکلیف دینے لگے اور ان کی تکلیف بڑھ گئی تو اس نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر لیا اور اس سے اپنے ہاتھ کی رگیں کاٹ لیں اور خودکشی کر لی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی عبد الاشہل میں کوئی ایسا منافق مرد یا منافقہ عورت نہ تھی جو شہرت رکھتا ہو ضحاک بن ثابت کے سوا جو سعد بن زید کی جماعت بنی کعب میں کا ایک شخص تھا جس پر کبھی کبھی نفاق اور یہود کی محبت کا الزام لگایا جاتا تھا۔ حسان بن ثابت نے کہا ہے۔

۱۴۸

مَنْ مُبْلِغُ الضَّحَّاكِ أَنَّ عُرُوقَهُ ... أَعْيَتْ عَلَى الْإِسْلَامِ أَنْ تَتَمَجَّدَا

ضحاک کو (یہ پیام) پہنچانے والا کون ہے کہ اسلام کی
مخالفت کرکے عزت حاصل کرنے میں اس کی رگیں تھک کر رہ گئیں۔

أَتُحِبُّ يَهُودَ الحِجَازِ وَدِينَهُمْ كَبِدَ الحِمَارِ وَلَا تُحِبُّ مُحَمَّدَا

کیا تو گدھے کے کلیجے والے (کمبخت) حجاز کے یہود
اور ان کے دین سے محبت رکھتا ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
سے محبت نہیں رکھتا۔

دِينًا لَعَمْرِي لَا يُوَافِقُ دِينَنَا مَا اسْتَنَّ آلٌ فِي الفَضَاءِ وَخَوَّدَا

اپنی جان کی قسم وہ ایسے دین سے محبت رکھتا ہے جو
ہمارے دین سے (کبھی) موافقت نہیں کرے گا جبتک کہ فضا
میں سراب تیزی سے حرکت کرتا رہے۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھے خبر ملی ہے کہ جلاس بن سوید بن صامت اپنی توبہ سے پہلے اور معتب بن قشیر اور رافع بن زید اور بشر جو مسلمان سمجھے جاتے تھے۔ انھیں انھیں کی قوم کے چند مسلمانوں نے ان کے آپس کے ایک جھگڑے کے فیصلے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلنے کی دعوت دی تو ان لوگوں نے انھیں جاہلیت کے لوگوں کے حاکم کاہنوں کی جانب چلنے کی دعوت دی تو اللہ (تعالیٰ) نے ان کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا
أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَنْ يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا
أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا۔ الخ

(اے نبی) کیا تو نے انھیں نہیں دیکھا جو یہ دعوی کرتے ہیں
کہ وہ ایمان لائے ہیں اس چیز پر جو تجھ پر اتاری گئی ہے اور اس چیز پر
جو تجھ سے پہلے اتاری گئی وہ چاہتے ہیں سرکشوں (یا گمراہ سرداروں)
کے پاس اپنا مقدمہ پیش کریں حالانکہ انھیں حکم دیا جا چکا ہے کہ وہ
سرکشوں کو نہ مانیں اور شیطان چاہتا ہے انھیں خوب بھٹکا کر
(مطلوب حقیقی سے) دور ڈال دے۔ واقعات کے آخر تک۔

اور خزرج کی شاخ بنی النجار میں سے رافع بن ودیعہ اور زید بن عمرو
اور عمرو بن قیس اور قیس بن عمرو بن سہل۔

اور بنی جشم بن الخزرج کی شاخ بنی سلمہ میں سے الجدّ بن قیس اور یہی وہ
شخص ہے جو کہتا ہے۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے (جنگ تبوک میں
نہ چلنے اور گھر میں بیٹھ رہنے کی) اجازت دیدیجئے اور مجھے فتنے میں نہ پھنسا
دیجئے۔ اس کے متعلق اللہ (تعالیٰ) نے (یہ آیت) نازل فرمائی:۔

وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ ائْذَنْ لِي وَلَا تَفْتِنِّي أَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا الخ

ان میں بعض ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ مجھے اجازت
دیجئے اور مجھے فتنے میں نہ ڈال دیجئے وہ (واقعی) فتنے میں نہیں گر پڑے؟
ہیں (یعنی جنگ سے ڈر کر گھر بیٹھے رہنا حقیقت میں ایک فتنے
میں گر پڑنا ہے)۔

اور بنی عوف بن الخزرج میں سے عبد اللہ بن ابی بن سلول۔ اور
یہ شخص تمام منافقوں کا سرغنہ تھا۔ اور اسی کے پاس سب جمع ہوا کرتے تھے۔
اور اسی نے غزوۂ بنی المصطلق میں کہا تھا:۔

لَئِن رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ

بے شک اگر ہم مدینہ کی جانب لوٹینگے تو بڑی عزت والا
اس میں سے بڑے ذلیل شخص کو ضرور نکال دے گا۔

اور اسی کے اس قول کے متعلق سورہ منافقین پوری کی پوری نازل ہوئی۔ اس کے متعلق اور ودیعہ کے متعلق جو بنی عوف میں کا ایک شخص تھا اور مالک بن ابی توقل اور سوید اور داعس کے متعلق جو عبد اللہ بن ابی بن سلول کی جماعت کے لوگ تھے۔

۱۴۹

اور جب بنی النضیر کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محاصرہ فرمایا تو عبد اللہ بن ابی اور[1] اس کی قوم کے یہی وہ لوگ تھے جو ان کو خیر خواہانہ مشورے[2] (یا خفیہ خبریں) دیا کرتے تھے کہ تم لوگ ڈٹے رہو۔ واللہ اگر تم نکالے جاؤ گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ ضرور نکل چلیں گے اور تمہارے متعلق ہم کبھی کسی کی بات نہ مانیں گے اور اگر تم سے کوئی جنگ کرے گا تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے۔ تو اللہ (تعالیٰ) نے ان کے متعلق وہیں اسی سورۃ میں پورے واقعات نازل فرمائے:۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نَافَقُوا يَقُولُونَ لِإِخْوَانِهِمُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَئِنْ أُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيعُ فِيكُمْ أَحَدًا أَبَدًا وَإِنْ قُوتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ

(اے مخاطب) کیا تو نے ان لوگوں کی (حالت کی) طرف (غور کی) نظر نہیں ڈالی جنہوں نے ظاہرداری سے اسلام اختیار کیا ہے کہ وہ اہل کتاب میں کے اپنے ان بھائیوں سے جنہوں نے کفر

---

[1] ۔ (الف) میں فھؤلاء ہے اور (ب ج د) میں وھؤلاء ہے۔ موخر الذکر نسخے صحیح معلوم ہوتے ہیں اور میں نے اسی کے موافق ترجمہ کیا ہے۔ اس مقام پر نے والا نسخہ غلط معلوم ہوتا ہے (احمد محمودی)

[2] ۔ (الف) میں ینصدون ہے جس کے معنی رہنمائی کرنے یا خیر خواہانہ مشورہ دینے کے ہو سکتے ہیں (ب ج د) میں یدسون ہے جس کے معنی خفیہ خبریں دینے اور جاسوسی کرنے کے ہیں (احمد محمودی)

اختیار کر رکھا ہے۔ کہتے ہیں کہ بے شبہ اگر تم نکالے جاؤ گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ ضرور نکل چلیں گے اور تمہارے متعلق ہم کبھی کسی کی بات نہ مانیں گے اور اگر تم سے جنگ کی جائے گی تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے اور اللہ (تعالیٰ) گواہی دیتا ہے کہ بے شبہ وہ جھوٹے ہیں۔

حتیٰ کہ (اللہ تعالیٰ) اپنے اس قول تک پہنچا:۔

كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِنْكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ

شیطان کی اس حالت کی طرح جبکہ اس نے انسان سے کہا کہ تو کافر ہو جا پھر جب وہ کافر ہو گیا تو کہا کہ میں تجھ سے الگ ہوں۔ میں تمام جہاں کی پرورش کرنے والے اللہ سے ڈرتا ہوں۔

یہود کے عالموں میں سے صرف ظاہر داری سے اسلام اختیار کرنے والے

ابن اسحٰق نے کہا کہ یہود کے علماء میں سے وہ لوگ جنھوں نے اسلام کی پناہ لی اور اس میں دوسرے مسلمانوں کے ساتھ داخل ہو گئے اور صرف نفاق سے اظہار اسلام کیا: بنی قینقاع میں سے سعد بن حنیف اور زید بن اللصیت اور نعمان بن اوفی بن عمرو اور عثمان بن اوفی تھے زید بن اللصیت وہ شخص ہے جس نے عمر بن الخطاب سے (رضی اللہ عنہ) سوق بنی قینقاع میں جنگ کی اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کھو گئی تو

یہی وہ شخص ہے جس نے آپ کے متعلق کہا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دعویٰ کرتا ہے کہ اس کے پاس آسمان کی خبر آیا کرتی ہے اور وہ (اتنا بھی) نہیں جانتا کہ اس کی اونٹنی کہاں ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (اللہ کی طرف سے) اس بات کی خبر پہنچ گئی جو اللہ کے دشمن نے اپنی سواری میں کہا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی اونٹنی کی جانب رہنمائی کی گئی اور آپ نے فرمایا :۔

إِنَّ قَائِلًا قَالَ يَزْعُمُ مُحَمَّدٌ أَنَّهُ يَأْتِيهِ خَبَرُ السَّمَاءِ وَلَا يَدْرِي أَيْنَ نَاقَتُهُ

بے شک ایک کہنے والے نے کہا ہے کہ محمد دعویٰ کرتا ہے کہ اس کے پاس آسمان سے خبر آتی ہے اور وہ (یہ بھی) نہیں جانتا کہ اس کی اونٹنی کہاں ہے۔

وَإِنِّي وَاللّٰهِ لَا أَعْلَمُ إِلَّا مَا عَلَّمَنِيَ اللّٰهُ وَقَدْ دَلَّنِيَ اللّٰهُ عَلَيْهَا فَهِيَ فِي هٰذَا الشِّعْبِ قَدْ احْتَبَسَتْهَا شَجَرَةٌ بِزِمَامِهَا۔

اور خدا کی قسم بے شک میں نہیں جانتا مگر وہی چیز جس کا اللہ نے مجھے علم دیا ہے اور اب اللہ نے اس کی جانب میری رہنمائی کر دی ہے اور وہ اس گھاٹی میں ہے۔ ایک درخت نے اس کی نکیل کو روک رکھا ہے۔

تو مسلمانوں میں سے چند آدمی گئے اور اس کو وہاں اسی طرح پایا جس طرح اور جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا

اور مجھے خبر ملی ہے کہ رافع بن حریملہ جب مرا تو اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافقوں کے سرغنوں میں سے ایک بڑا سرغنہ

آج مرگیا۔

اور رفاعہ بن زید بن التابوت وہ شخص ہے جس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بنی المصطلق سے واپس ہوتے ہوئے جب آپ کے پاس ایسی زور کی ہوا چلی کہ مسلمان اس سے خوف زدہ ہوگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے اس شخص کے متعلق فرمایا:۔

لَاتَخَافُوْا فَاِنَّمَا هِيَ هَبَّتْ لِمَوْتِ عَظِيْمٍ مِنْ عُظَمَاءِ الْكُفَّارِ

تم لوگ نہ ڈرو یہ (ہوا) تو کافروں کے سرغنوں میں سے ایک بڑے شخص کی موت کے لیے چلی ہے:۔

پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو رفاعۃ بن زید بن التابوت کے متعلق معلوم ہوا کہ وہ اسی روز مرا جس روز وہ ہوا چلی تھی۔ اور سلسلہ بن برہام اور کنانہ بن صوریاء یہ منافقین مسجد میں آتے تھے اور مسلمانوں کی باتیں سنتے اور ان کا مذاق اڑاتے اور ان کے دین کے ساتھ مسخرہ پن کرتے تھے۔

منافقوں کی اہانت وذلت اوران کا مسجد سے نکالا جانا

ایک روز ان لوگوں میں کے چند لوگ مسجد میں جمع ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا کہ وہ ایک دوسرے سے چمٹے ہوئے آپس میں کاناپھوسی کررہے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا تو وہ لوگ مسجد سے سختی کے ساتھ نکال دیئے گئے اور ابو ایوب خالد بن زید بن کلیب اٹھے اور بنی غنم بن مالک بن نجار والے عمرو بن قیس کا جو جاہلیت میں

ان کے بتوں کا پجاری تھا پاؤں پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے یہاں تک لے گئے کہ اس کو مسجد سے باہر نکال دیا اور وہ کہتا رہا کہ اے ابو ایوب تو مجھے بنی ثعلبہ کے اونٹ اور بکریاں باندھنے کی جگہ سے نکالتا ہے۔ پھر ابو ایوب بنی النجار کے ایک شخص رافع بن ودیعہ کی طرف بھی بڑھے اور اس کی چادر سینے کے پاس پکڑ لی اور اس کو زور سے جھنجھوڑ کر اس کے منہ پر تھپڑ مارا اور اس کو مسجد سے نکال دیا اور ابو ایوب کہ رہے تھے۔ اے خبیث منافق تجھ پر تف ہے۔ اے منافق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد سے دور رہو اور اپنے راستے چلا جا۔ اور عمارہ بن حزم زید بن عمرو کی جانب بڑھے اور یہ شخص لانبی ڈاڑھی والا تھا۔ انھوں نے اس کی داڑھی پکڑ لی اور ڈاڑھی کو زور سے کھینچتے ہوئے اس کو مسجد سے نکال دیا اور عمارہ نے اس کے سینے پر ایسا دوہتڑ مارا (لدم) کہ وہ گر پڑا۔ راوی نے کہا کہ وہ کہ رہا تھا۔ اے عمارہ تم نے مجھے (خوب) گھستے دیے۔ عمارہ نے کہا اے منافق اللہ تجھے دور کرے اور اللہ نے جو عذاب تیرے لیے معین کر رکھا ہے وہ اس سے زیادہ سخت ہے۔ خبردار پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے پاس نہ پھٹکنا۔ ۱۵۱

ابن ہشام نے کہا کہ لدم کے معنی ہتیلیوں سے مارنے کے ہیں تمیم بن ابی بن مقبل نے کہا :۔

لَدمَ الوَلِيدِ وَرَاءَ الغَيبِ بِالحَجَرِ ۔۔۔ وَلِلفُؤادِ وَجِيبٌ تَحتَ أَبهَرِهِ

یعنی ابھر نامی رگ کے نیچے دل دھڑک رہا ہے اور نشیبی زمین کے پیچھے سے ولید کے پتھر مارنے کی طرح دھڑا دھڑ مار رہا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ غیب کے معنی نشیبی زمین کے ہیں اور ابہر دل کی رگ کا نام ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی النجار میں کے ایک صاحب ابو محمد نامی بدری تھے اور ابو محمد کا نام مسعود بن اوس بن زید بن اصرم بن زید بن ثعلبہ بن غنم

ابن مالک بن النجار۔ قیس بن عمرو بن سہل کی طرف بڑھے اور قیس کم سن جوان تھا اور جوانوں میں اس کے سوا کسی منافق کی خبر نہیں ملی اور اس کی گردن میں ہاتھ دیکر ڈھکیلتے ہوے (اسے) مسجد سے باہر کر دیا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد سے منافقوں کے نکالنے کا حکم فرمایا تو ابو سعید الخدری کی جماعت کا ایک شخص جو بلخدرہ بن الخزرج میں سے تھا اور اس کا نام عبداللہ بن الحارث تھا۔ الحارث بن عمرو کی طرف بڑھا اور یہ شخص پٹوں والا تھا۔ اس نے اس کے پٹے پکڑ لئے اور اس کو سختی سے اسی طرح زمین پر کھینچتے ہوئے جس طرح اوپر ذکر ہو چکا ہے مسجد سے باہر کر دیا۔ یہ منافق اس شخص سے کہتا چلا جا رہا تھا کہ اے ابن الحارث تم نے بہت سختی کی تو اس شخص نے اس سے کہا اے اللہ کے دشمن بے شک تو اسی قابل ہے کیونکہ اللہ نے تیرے متعلق (احکام) نازل فرمائے ہیں۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے قریب نہ آنا کیونکہ تو پلید ہے۔

اور بنی عمرو بن عوف میں کا ایک شخص اپنے بھائی زوی بن الحارث کی طرف بڑھا اور اس کو سختی سے مسجد کے باہر کر دیا اور اس سے بیزاری ظاہر کی اور کہا کہ تجھ پر شیطان اور شیطانی باتوں کا غلبہ ہے۔ غرض یہ وہ منافقین تھے جو اس روز مسجد میں موجود تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نکالنے کا حکم فرمایا۔

سورہ بقرہ میں منافقوں اور یہودیوں کے متعلق جو نازل ہوا

غرض مجھے جو خبر ملی ہے وہ یہ ہے کہ انھیں یہود کے علما اور اوس وخزرج میں کے منافقوں کے بارے میں ابتدائے سورۂ بقرہ کی سو آیتیں

نازل ہوئیں۔ واللہ اعلم۔ اللہ سبحانہ فرماتا ہے:۔

الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ

الم (اس کتاب میں) کسی قسم کا شک نہیں ہے۔

ابن ہشام نے کہا ساعدہ بن جوئیۃ الہذلی نے کہا ہے:۔

فَقَالُوا عَهِدْنَا الْقَوْمَ قَدْ حَصِرُوا بِهِ ۔۔۔ فَلَا رَيْبَ أَنْ قَدْ كَانَ ثَمَّ لَحِيْمُ

ان لوگوں نے کہا کہ ہم نے ان لوگوں کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ انھوں نے اس کو گھیر لیا تھا اور اس میں کسی قسم کا شک و شبہہ نہیں کہ وہاں ایک مقتول شخص بھی تھا۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔ ۱۵۲

اور ریب کے معنی بدگمانی کے بھی ہیں۔ خالد بن زہیر الہذلی نے کہا ہے:۔

كَأَنَّنِي أُرِيْبُهُ بِرَيْبِ

گویا میں اسے کسی بدگمانی میں ڈال رہا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ اربتہ[1] بھی کہا جاتا ہے۔

اور یہ بیت اس کے ابیات میں کی ہے اور وہ ابو ذویب الہذلی کا بھتیجا ہے۔

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ

متقیوں کے لیے ہدایت ہے۔ یعنی ان لوگوں کے لیے جو

---

[1] (ب ج د) میں ہے ومنھم من یرویہ کانی اربتہ بریب یعنی گویا میں نے اسے بدگمانی میں ڈالدیا تھا۔ (احمد محمودی)۔

ہدایت کی جن باتوں کو جانتے ہیں ان کو چھوڑنے میں اللہ کی سزا سے ڈرتے اور اس میں جو باتیں مذکور ہیں ان کی تصدیق میں اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں۔

اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ[1] وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ

جو لوگ نہ دیکھی (ہوئی) چیزوں پر ایمان لاتے اور نماز جس طرح ادا کرنا چاہئے اس طرح ادا کرتے اور جو کچھ ہم نے انھیں دیا ہے اس میں سے صرف کرتے ہیں یعنی فرض نماز کو جس طرح ادا کرنا چاہئے اس طرح ادا کرتے اور ثواب سمجھ کر زکوٰۃ دیتے ہیں۔

وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ

اور جو مانتے ہیں اس چیز کو جو تیری طرف اتاری گئی ہے اور جو تجھ سے پہلے اتاری گئی۔

یعنی جو چیزیں اللہ عزوجل کے پاس سے آپ لائے ہیں ان میں وہ آپ کو سچا جانتے ہیں اور آپ سے پہلے کے رسول جو کچھ لائے تھے اس کو بھی سچا جانتے ہیں۔ ان کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتے اور وہ اپنے پروردگار کے پاس سے جو کچھ لائے ہیں اس کا انکار نہیں کرتے۔

وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ

اور آخرت پر یہی لوگ یقین رکھتے ہیں۔

یعنی مرنے کے بعد اٹھائے جانے اور قیامت، جنت، دوزخ، حساب

---

[1] خط کشیدہ الفاظ الف میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

اور میزان پر۔
یعنی یہی وہ لوگ ہیں جو اس بات کے دعویدار ہیں کہ وہ ان چیزوں پر جو آپ سے پہلے ہوئی ہیں اور ان چیزوں پر جو آپ کے رب کے پاس سے آپ کے پاس آئی ہیں ایمان لاچکے ہیں (یہی لوگ اس کا یقین رکھتے ہیں)۔

أُولٰئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ

یہی لوگ اپنے پروردگار کی جانب سے ہدایت پر ہیں۔
یعنی انھیں ان کے پروردگار کی جانب سے ایک روشنی حاصل ہے اور جو کچھ ان کے پاس آیا ہے اس پر انھیں استقامت ہے۔

وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

یہی لوگ فلاح پانے والے (کامیاب، پھولنے پھلنے والے) ہیں۔
یعنی ان لوگوں نے جو چیز طلب کی اس کو انھوں نے حاصل کرلیا اور جس برائی سے وہ بھاگے اس سے انھیں نجات مل گئی۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا

بے شک جن لوگوں نے انکار کیا۔
یعنی اس چیز کا جو آپ کی جانب اتاری گئی ہے اگرچہ وہ کہیں کہ ہم اس چیز پر ایمان لاچکے جو آپ سے پہلے ہمارے پاس آئی ہے۔

سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ

ان کے لیے برابر ہے چاہے تو انھیں ڈرائے یا نہ ڈرائے وہ ایمان نہیں لائیں گے
یعنی انھوں نے اس یادداشت کا انکار کیا جو آپ کے متعلق ان کے

پاس موجود ہے۔ اور انھوں نے اس عہد کا انکار کر دیا جو آپ کے متعلق ان سے لیا گیا تھا۔ اس لیے انھوں نے اس چیز کا بھی انکار کر دیا جو آپ کے پاس آئی ہے۔ اور اس کا بھی انکار کر دیا جو ان کے پاس ہے اور اسے ان کے پاس آپ کے سوا دوسرے لائے ہیں۔ اس لیے وہ آپ کے ڈرانے اور دھمکانے کو کسی طرح نہیں سنیں گے حالانکہ اس علم کا انکار کر دیا ہے جو آپ کے متعلق ان کے پاس موجود ہے۔

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ

اللہ نے ان کے دلوں اور ان کی سماعت پر مہر کر دی ہے اور ان کی بصارتوں پر ایک قسم کا پردہ (ڈال دیا گیا) ہے

یعنی ہدایت کے حاصل کرنے سے (انھیں روک دیا گیا ہے) کہ وہ اس کو کبھی نہیں پا سکتے یعنی آپ کے پاس آپ کے پروردگار کی جانب سے جو حق بات آئی اس کے جھٹلانے کے سبب سے حتیٰ کہ وہ اس کو مانیں (اس کو نہ مان کر) اگرچہ وہ ان تمام چیزوں کو مان لیں جو آپ سے پہلے تھیں (انھیں ہدایت حاصل نہ ہوگی)

وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ

اور ان کے لیے (اس سبب سے کہ وہ آپ کی مخالفت پر اڑے ہوئے ہیں) بڑا عذاب ہے۔

غرض یہ کہ یہ تمام بیان یہود کے علماء کے متعلق ہے کہ انھوں نے حق بات کو جان لینے اور پہچان لینے کے بعد جھٹلایا ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ

اور لوگوں میں بعض ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لا چکے ہیں حالانکہ وہ ایمان والے نہیں ہیں۔

یعنی اوس و خزرج میں کے منافقین اور وہ لوگ جو انھیں کے قدم بقدم تھے۔

يُخَادِعُونَ اللّٰهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ

وہ اللہ سے اور ان لوگوں سے جو ایمان لا چکے دھوکا بازی کرتے ہیں حالانکہ وہ خود اپنے نفسوں کے سوا کسی اور کو دھوکا نہیں دے رہے ہیں کیونکہ وہ (اس کا) احساس نہیں رکھتے ان کے دلوں میں (شک کی) بیماری ہے۔

فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ۔

تو اللہ نے ان کی (اس) بیماری کو اور بڑھا دیا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے اس سبب سے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے اور جب ان سے کہا گیا کہ زمین میں فساد نہ کرو تو انھوں نے کہا کہ ہم تو صرف اصلاح کرنا چاہتے ہیں ہم مومنین اور اہل کتاب کے درمیان اصلاح کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:۔

أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلٰكِنْ لَا يَشْعُرُونَ

خبردار ان کی حالت یہ ہے کہ یہ فسادی ہیں لیکن انھیں اپنے فسادی ہونے کا شعور (بھی) نہیں۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَٰكِن لَّا يَعْلَمُونَ وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ

اور جب ان سے کہا گیا کہ تم (بھی) ایمان لے آؤ جس طرح (اور) لوگوں نے ایمان قبول کیا ہے تو انھوں نے کہا کیا (یہ) ناسمجھ (یا کم درجے کے) لوگوں نے جس طرح ایمان قبول کر لیا ہے اسی طرح ہم بھی ایمان قبول کر لیں۔ سن لو ان لوگوں کی حالت یہ ہے کہ یہی تو ناسمجھ (یا کم درجے کے) لیکن وہ (اس بات کو) جانتے نہیں۔ اور جب ان لوگوں نے ایسے لوگوں سے ملاقات کی جو ایمان اختیار کر چکے ہیں تو ان لوگوں نے کہہ دیا کہ ہم نے بھی ایمان اختیار کر لیا ہے۔ اور جب اپنے شیطانوں کے پاس تنہائی میں پہنچے۔

یعنی یہودیوں کے ان لوگوں کے پاس جو انھیں حق کے جھٹلانے اور رسول جس چیز کو لے کر آئے ہیں اس کے خلاف حکم دیتے ہیں۔

قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ

کہہ دیا کہ اس میں کچھ شبہ نہیں کہ ہم تمھارے ساتھ ہیں۔
یعنی ہم انھیں عقیدوں کے سے (عقائد) پر ہیں جن پر تم ہو۔

إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ

ہم تو صرف ہنسی اڑانے والے ہیں۔
یعنی ہم صرف ان لوگوں کا مذاق اڑاتے اور ان کے ساتھ دل لگی

کرتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:—

اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ

اللہ (بھی) ان کا مذاق اڑاتا ہے۔ اور انھیں ان کی سرکشی میں ڈھیل دیتا جاتا ہے کہ حیران پھرتے رہیں۔

ابن ہشام نے کہا یعمہون کے معنی یحارون یعنی حیران پھریں عرب کہتے ہیں رجل عمہ وعامہ یعنی حیران۔ رؤبہ بن العجاج ایک شہر کا بیان کرتے ہوئے کہتا ہے۔

اَعْمَى الْهُدَى بِالْجَاهِلِيْنَ الْعُمَّهِ

۱۵۵

ناواقف حیران پھرنے والوں کو راہ یابی سے اندھا کر دیا۔

اور یہ بیت اس کے ایک بحر رجز کے قصیدے کی ہے۔ اور عمہ عامہ کی جمع ہے اور عمہ کی جمع عمہون ہے اور عورت کو عمہۃ اور عمہٰی کہا جاتا ہے۔

أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدٰى

یہی لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کے عوض میں گمراہی خرید لی ہے۔

یعنی ایمان کے بدلے کفر مول لیا ہے۔

فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ

پس ان کی تجارت سود مند نہ ہوئی اور وہ سیدھی راہ پر آنے والے ہی نہ تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی ایک مثال دی

اور فرمایا:—

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا

ان کی مثال اس شخص کی سی مثال ہے جس نے آگ روشن کی۔

فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَا يُبْصِرُونَ

پھر جب اس آگ نے اس شخص کے ماحول کو روشن کر دیا تو اللہ ان کا نور لے کر چلا گیا اور انھیں اندھیریوں میں چھوڑ دیا کہ وہ دیکھتے ہی نہیں۔

یعنی نہ حق کو دیکھتے ہیں اور نہ حق کہتے ہیں یہاں تک کہ جب وہ اس (روشنی) کی وجہ سے کفر کی اندھیری سے نکلے تو انھوں نے اس سے کفر اور اس میں نفاق کر کے اس کو بجھا ڈالا تو اللہ نے بھی انھیں کفر کی اندھیری میں چھوڑ دیا۔ اس لیے وہ سیدھی راہ کو دیکھتے نہیں اور حق پر سیدھے چلتے نہیں۔

صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ

بہرے گونگے اندھے ہیں اس لیئے وہ (اپنی گمراہی سے) نہیں لوٹتے۔

یعنی سیدھی راہ کی طرف نہیں لوٹتے۔ بھلائی (کے سننے بولنے دیکھنے) سے بہرے گونگے۔ اندھے ہیں۔ بھلائی کی طرف لوٹتے نہیں اور نہ وہ نجات (کی کوئی راہ) پاتے ہیں جب تک کہ وہ جس حال پر ہیں اسی پر رہیں۔

أَوْ كَصَيِّبٍ مِنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمَاتٌ وَرَعْدٌ وَبَرْقٌ يَجْعَلُونَ

أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِم مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ وَاللَّهُ مُحِيطٌ بِالْكَافِرِينَ

یا آسمان سے اترنے والی بارش کی مثال ہے جس میں اندھیریاں (بھی) ہیں اور کڑک (بھی) اور چمک (بھی) بجلیوں کے کڑاکوں کے سبب موت سے ڈر کر وہ اپنی انگلیاں کانوں میں دے لیتے ہیں حالانکہ اللہ کافروں کو (ہر طرف سے) گھیرے ہوئے ہے (وہ اس سے بھاگ کر کہیں جا نہیں سکتے)۔

ابن ہشام نے کہا کہ الصیّب کے معنی المطر یعنی بارش کے ہیں اور یہ صاب یصوب سے ہے (جس کے معنی اترنے کے ہیں)۔ جس طرح عرب ساد یسود سے سیّد اور مات یموت سے میّت کہتے ہیں اس کی جمع صیائب ہے۔ بنی ربیعہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم میں کے ایک شخص علقمہ بن عبدہ نے کہا ہے:۔

كَأَنَّهُمُ صَابَتْ عَلَيْهِمْ سَحَابَةٌ ‏ صَوَاعِقُهَا لِطَيْرِهِنَّ دَبِيبُ

ان کی حالت یہ ہے کہ گویا ان پر ابر میں کی بجلیاں گری ہیں کہ ان میں کے اڑنے والوں کے لیے بھی رینگنا ہے۔ (یعنی ان کے لشکر پر تلواروں کی بجلیاں ایسی گریں کہ ان میں قوت والے بھی جان بچانے کے لیے اڑ نہ سکے یعنی بھاگ نہ سکے بلکہ ان کو بھی رینگنا پڑا)۔ اور اسی میں ہے:۔

فَلَا تَعْدِلِي[1] بَيْنِي وَبَيْنَ مُغَمَّرٍ ‏ سَقَتْكِ[2] رَوَايَا الْمُزْنِ حِينَ تَصُوبُ

۱۵۶

[1] (الف ج د) میں لا تعذلی ذال معجمہ سے ہے۔ لیکن (ب) کے حاشیے پر لکھا ہے کہ یہ تصحیف معلوم ہوتی ہے۔ میں بھی اسے غلط سمجھتا ہوں کیونکہ عذل کے ساتھ بینی و بین مغمر کو کوئی مناسبت نہیں۔ (احمد محمودی) [2] (ب ج د) میں سقیت ہے۔ دونوں صورتوں میں جملہ دعائیہ ہی ہوگا۔ (احمد محمودی)

اس لیے (اے محبوبہ) مجھ میں اور نادان ناتجربہ کاروں میں برابری کا خیال نہ کر جب پانی سے بھرے ہوئے (ابر اتریں (تو خدا کرے کہ) وہ تجھے سیراب کریں۔

اور یہ دونوں بیتیں اس کے ایک قصیدے کی ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا یعنی وہ ظلمت کفر کی جس حالت اور تمہاری مخالفت اور تم سے ڈرنے کے سبب سے قتل کے جس خطرے میں ہیں وہ اس حالت کے مثل ہے جو بارش کی تاریکی سے بیان کی گئی ہے کہ وہ کڑک، گرج کے سبب موت سے ڈر کر اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں دے لیتے ہیں۔ وہ فرماتا ہے کہ اللہ کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔ یعنی ان پر وہ عذاب نازل کرنے والا ہے۔

يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ

چمک ان کی بینائیوں کو اچک لینے کے قریب ہو جاتی ہے (ان کی بینائیوں کو چوندھیا دیتی ہے) یعنی حق کی روشنی کی تیزی۔

كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُمْ مَشَوْا فِيهِ وَإِذَا أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا

جب کبھی اس چمک نے انھیں روشنی دی وہ اس میں چلنے لگے اور جب ان پر اندھیرا چھا گیا (تو ٹھٹک کر) کھڑے ہو گئے۔

یعنی حق کو پہچانتے ہیں اور سچی بات کہنے لگتے ہیں اور وہ سچ بول کر سیدھی راہ پر آبھی جاتے ہیں اور جب حق سے پلٹ کر کفر میں چلے جاتے ہیں تو (وہ) حیران کھڑے رہ جاتے ہیں۔

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

اور اگر اللہ چاہتا تو ان کی سماعت اور ان کی بینائیاں لیجاتا یعنی اس لیے کہ انھوں نے حق کے پہچاننے کے بعد اس کو چھوڑ دیا بے شبہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

۱۵۷

پھر فرمایا:۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ

لوگو! اپنے پروردگار کی عبادت کرو۔ کافروں اور منافقوں دونوں کی جانب خطاب ہے۔ یعنی اپنے پروردگار کو یکتا مانو۔

الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَكُمْ فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ

جس نے تم کو اور ان لوگوں کو پیدا کیا جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم متقی (اور محتاط) بن جاؤ۔ (اس کی عبادت کرو اس کو یکتا مانو) جس نے تمہارے لیے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنا دیا اور آسمان سے تمہارے لیے رزق اتارا۔ پس (کسی کو) اللہ کا ہمسر نہ بناؤ حالانکہ تم (اس بات کو) جانتے ہو (کہ اس کا کوئی ہمسر نہیں)۔

ابن ہشام نے کہا کہ انداد کے معنی امثال کے ہیں اور اس کا واحد "ند" ہے لبید ابن ربیعہ نے کہا ہے:۔

أَحْمَدُ اللهَ فَلَا نِدَّ لَهُ ۔۔۔ بِيَدَيْهِ الْخَيْرُ مَا شَاءَ فَعَلْ

میں اللہ کی تعریف کرتا ہوں اسی کے ہاتھوں میں بھلائی ہے اس نے جو چاہا کر دیا۔ اس کا کوئی ہمسر نہیں۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا یعنی اللہ کے ساتھ اس کے غیروں کو جن کو تم اس کا

ہمسر خیال کرتے ہو اس کا شریک نہ بناؤ جو نہ فائدہ دیتے ہیں نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں اور تم جانتے ہو کہ اس کے سوا تمھارے لیے کوئی پروردگار نہیں ہے جو تمھیں رزق دیتا ہو اور تم اس بات کو بھی جانتے ہو کہ ربوبیت کی جس توحید کی جانب رسول تمھیں بلا رہا ہے وہ حق ہے اور اس میں کچھ شبہہ نہیں ہے۔

وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا

اگر تم اس چیز کے متعلق جو ہم نے اپنے بندے پر اتاری ہے شک میں ہو۔

یعنی اس چیز کے متعلق جسے لیکر وہ تمھارے پاس آیا ہے شک میں ہو۔

فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ

تو اس کی سی ایک سورۃ (بنا) لاؤ اور اللہ کو چھوڑ کر تمھارے پاس جو لوگ حاضر ہوں ان (سب) کو بلا لو۔

یعنی تم جس حالت پر ہو اس میں تمھاری حمایت کرنے والے اللہ کے سوا جو جو ہوں جس جس کو تم بلا سکو (ان سب کو) بلا لو۔

إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا

اگر تم سچے ہو پھر اگر تم نے (ایسا) نہیں کیا اور ہرگز نہیں کر سکو گے! تو تم پر سچائی صاف طور پر ظاہر ہو چکی۔

فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ

تو پھر اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔

یعنی ان لوگوں کے لیے جو تمھاری طرح کفر پر ہیں۔ پھر انھیں ترغیب دی

اور اس عہد کے توڑنے سے ڈرایا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ان سے لیا گیا تھا کہ جب آپ ان کے پاس تشریف لائیں (تو انھیں کیا معاملہ کرنا ہو گا) پھر ان سے ان کی پیدائش کی ابتدا کا ذکر فرمایا کہ جب انھیں پیدا کیا تھا (تو ان کی کیا حالت تھی) اور ان کے باپ آدم کی کیا حالت تھی اور انھیں کیا واقعات پیش آئے اور جب انھوں نے اس کی اطاعت کے خلاف کیا تو ان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا گیا۔ پھر فرمایا:۔

يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ

اے اسرائیل کی اولاد۔ یہود کے علماء سے خطاب ہے

اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ

یاد کرو میری اس نعمت کو جو میں نے تمھیں دی (تھی)

یعنی میرے اس انتخاب کو یاد کرو (جس کی یادداشت) تمھارے پاس (بھی ہے) اور تمھارے بزرگوں کے پاس بھی تھی جس کے سبب سے انھیں فرعون اور اس کی قوم سے چھڑا لیا تھا۔

۱۵۸

وَأَوْفُوا بِعَهْدِي

اور میرے عہد کو پورا کرو۔ جو میں نے تم سے نبی احمد کے لیے لیا تھا کہ جب وہ تمھارے پاس آئیں (تو تمھیں کیا کرنا ہو گا) اور تمھاری گردنوں میں (اس عہد کو ڈال کر تمھارے لیے لازمی) کر دیا تھا۔

أُوفِ بِعَهْدِكُمْ

کہ میں تمھارے عہد کو پورا کروں۔ کہ آپ کی تصدیق اور پیروی کرنے پر جو وعدہ تم سے کیا گیا تھا اس کو پورا کروں اور

وہ بوجھ اور بندشیں جو تمھارے ان گناہوں کی وجہ سے تمھاری گردنوں میں پڑ گئی تھیں جو تمھاری بدعتوں کی وجہ سے تھیں ان کو ہلکا کر دوں۔

وَإِيَّايَ فَارْهَبُونِ

اور مجھی سے ڈرو۔ کہ کہیں تم پر وہ آفتیں نہ نازل کیجائیں جو تم سے پہلے تمھارے بزرگوں پر مسخ وغیرہ کی سزائیں نازل ہوئی تھیں جن کو تم جانتے ہو۔

وَآمِنُوا بِمَا أَنزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُونُوا أَوَّلَ كَافِرٍ بِهِ

اور اس چیز پر ایمان لاؤ جو میں نے اتاری ہے اور تصدیق کرنے والی ہے اس چیز کی جو تمھارے پاس ہے اور اس کے انکار کرنے میں سب سے پہلے تم نہ ہو جاؤ کیونکہ تمھارے پاس وہ علمی باتیں ہیں جو تمھارے سوا دوسروں کے کے پاس نہیں۔

وَإِيَّايَ فَاتَّقُونِ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ

اور مجھی سے ڈرو اور حق کو باطل کا لباس نہ پہناؤ۔ اور سچی بات کو نہ چھپاؤ حالانکہ تم جانتے ہو۔
یعنی میرے رسول اور اس کی لائی ہوئی چیز کے متعلق جو کچھ پہچان تمھارے پاس ہے اس کو نہ چھپاؤ اور تمھارے ہاتھوں میں جو کتابیں ہیں اور اس کے ذریعے سے جو کچھ تمھیں علم ہے اس میں آپ کے حالات بھی موجود ہیں۔

أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنسَوْنَ أَنفُسَكُمْ وَأَنتُمْ تَتْلُونَ

أَلْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُوْنَ

کیا تم (اور) لوگوں کو تو نیکی کا حکم دیتے ہو اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو حالانکہ تم کتاب (سماوی) پڑھتے (بھی) ہو تو کیا تمھیں (ایسے برے کام سے روکنے کے لیے) عقل نہیں۔

یعنی تم لوگوں کو تو نبوت اور عہد تورات کے انکار سے منع کرتے ہو اور خود اپنے آپ کو چھوڑ دیتے ہو اور اس میں میرا جو عہد میرے رسول کی تصدیق کے متعلق تم سے ہے اس کا انکار کرتے ہو اور اس میثاق کو توڑ دیتے ہو جو میں نے لیا تھا اور میری کتاب سے جو معلومات تمھیں ہوئے ہیں اس کا انکار کرتے ہو۔

اس کے بعد ان کی بدعتوں اور اختراعوں کا شمار فرمایا اور ان سے بچھڑے کا اور بچھڑے کے ساتھ ان کے جو معاملات ہوئے اس کا ذکر فرمایا اور ان کی توبہ کو قبول فرمانے اور پھر توبہ سے ان کے برگشتہ ہونے اور ان کے اس قول کا ذکر فرمایا جو انھوں نے کہا تھا:۔

أَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً

(اے موسیٰ) تم ہمیں اللہ کو نمایاں طور پر دکھا دو۔

ابن ہشام نے کہا کہ ہمارے لیے کوئی چیز ظاہر ہو (اور) ہم سے اسے چھپانے والی نہ ہو۔

ابوالاخزر قتیبۃ الحمانی نے کہا ہے:۔

يَجْهَرُ أَجْوَافَ الْمِيَاهِ السُّدَّمِ

وہ پرانی باؤلیوں کو ظاہر کر دیتا ہے۔

اور یہ بیت اس کے بہت سے ابیات میں کی ہے یجہر شاعر کہتا ہے کہ وہ پانی کو ظاہر کر دیتا ہے اور ریت وغیرہ جو اس کو چھپائے ہوئے

۱۵۹

ہوتی ہے اس کو ہٹا کر کھول دیتا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ان کی نادانی کے سبب سے اس وقت ان پر بجلی گر لینے، ان کے مر جانے کے بعد پھر انھیں خود زندہ کرنے ان پر ابر کو سایہ افگن بنانے اور من وسلویٰ اتارنے کا ذکر فرمایا اور ان سے اپنے اس ارشاد فرمانے کا بیان فرمایا:۔

ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ

دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو جاؤ اور حطہ کہو (یعنی بوجھ اتار دے)

یعنی میں تمھیں جو حکم دے رہا ہوں وہی کہو اس کے سبب سے میں تم سے تمھارے گناہ کا بوجھ اتار دوں گا۔

اور اپنے اس قول کو ان کے بدل دینے، اپنے حکم کو مذاق میں اڑانے اور ان کے اس کو مذاق میں اڑانے کے بعد ان سے اپنے اس عہد کو واپس لے لینے کا تذکرہ فرمایا۔

ابن ہشام نے کہا کہ منّ ایک چیز تھی جو سویرے ان کے درختوں پر گرتی اور شہد کی سی میٹھی ہوتی تھی۔ وہ اس کو اکھٹا کر لاتے اور اس کو پیتے اور کھاتے تھے۔ بنی قیس بن ثعلبہ میں کا اعشیٰ کہتا ہے۔

لَوْ أُطْعِمُوا الْمَنَّ وَالسَّلْوَى مَكَانَهُمُ ؕ مَا أَبْصَرَ النَّاسُ طُعْمًا فِيهِمُ نَجَعَا

اگر لوگوں کو ان کی اپنی جگہ پر (گھر بیٹھے) من وسلویٰ بھی کھلایا جائے تو لوگ ایسے کھانے کو اپنے لیے کچھ اچھا نہ سمجھیں گے

اور یہ بیت اس کے قصیدے کی ہے۔

سلویٰ ایک قسم کے پرند ہیں۔ اس کا واحد سلواۃ ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ وہ یہی الوا تھا اور شہد بھی سلویٰ کہلاتا ہے خالد ابن زہیر الہذلی نے کہا:۔

وَقَاسَمَهَا بِاللّٰهِ حَقًّا لَأَنْتُمْ   أَلَذُّ مِنَ السَّلْوٰى إِذَا مَا نَشُوْرُهَا

اور اس نے ان لوگوں کے آگے قسم کھائی کہ حقیقت میں تم لوگ شہد سے بھی زیادہ لذیذ (یا پیارے) ہو جب کہ ہم اسے (اس کے چھتوں میں سے) نکالتے ہیں۔

یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

اور حِطَّة کے معنی "حُطَّ عَنَّا ذُنُوْبَنَا" یعنی ہمارے گناہ ہم سے اتار دے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ان کے اس لفظ کو بدل دینے کے متعلق مجھ سے صالح بن کیسان نے التوأمۃ بنت امیہ بن خلف کے آزاد کردہ صالح سے اور انھوں نے ابو ہریرہ سے اور دوسرے ایک اور شخص نے جس کو میں جھوٹا نہیں جانتا ابن عباس سے اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا:۔

دَخَلُوا الْبَابَ الَّذِيْ أُمِرُوْا أَنْ يَدْخُلُوْا مِنْهُ سُجَّدًا

يَزْحَفُوْنَ وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ حِنْطٌ فِيْ شَعِيْرٍ

ان لوگوں کو جس دروازے سے سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونے کا حکم دیا گیا تھا وہ رینگتے اور یہ کہتے ہوئے داخل ہوئے "حِنْطٌ فِيْ شَعِيْرٍ" جو میں گیہوں۔

۱۶۰ ابن اسحٰق نے کہا اور موسیٰ (علیہ السلام) کا اپنی قوم کے لیے پانی طلب کرنے اور انھیں اپنے اس حکم دینے کا ذکر فرمایا کہ وہ عصا سے پتھر کو ماریں۔

فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا

تو اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے۔ ہر قبیلے کے لیے ایک چشمہ جس سے وہ پانی پییں۔ ہر قبیلے نے اپنا وہ چشمہ جس سے وہ پانی پیا کرے معلوم کر لیا۔ اور اس نے ان کے اس قول کا بھی ذکر فرمایا جو انھوں نے موسیٰ (علیہ السلام) سے کہا تھا کہ

لَن نَّصْبِرَ عَلَىٰ طَعَامٍ وَاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنبِتُ الْأَرْضُ مِن بَقْلِهَا وَقِثَّائِهَا وَفُومِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا

ہم ایک ہی غذا پر ہرگز صبر نہیں کر سکتے اس لیے ہمارے واسطے اپنے پروردگار سے دعا کیجیے کہ وہ ان چیزوں میں سے جنھیں زمین اگایا کرتی ہے اس کی ترکاری اور اس کی ککڑی اور اس کے گیہوں اور اس کی مسور اور اس کی پیاز میں سے ہمارے لیے کچھ پیدا کر دے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ فوم کے معنی حنطۃ یعنی گیہوں کے ہیں امیہ بن ابی الصلت نے کہا ہے:۔

فَوْقَ شِيزَى مِثْلِ الْجَوَابِي عَلَيْهَا قِطَعٌ كَالْوَذِيلِ فِي نَقِيِّ فُومِ

حوضوں کے سے لکڑی کے پیالوں میں گیہوں کے گودے میں چاندی کے سے ٹکڑے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ وذیل کے معنی چاندی کے ٹکڑوں کے ہیں اور فوم کا واحد فومۃ ہے۔ اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے میں کی ہے۔

قَالَ أَتَسْتَبْدِلُونَ الَّذِي هُوَ أَدْنَىٰ بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ اهْبِطُوا مِصْرًا فَإِنَّ لَكُم مَّا سَأَلْتُمْ

فرمایا کیا تم لوگ بدلے میں طلب کرتے ہو اس چیز کو جو ادنیٰ ہے بجائے اس چیز کے جو (اس سے) بہتر ہے تم کسی شہر میں (جا) اترو۔ پس بے شبہہ تمھارے لیے وہ چیز (وہاں موجود) ہے جس کو تم نے طلب کیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا تو انھوں نے (ایسا) نہیں کیا (یعنی وہ کسی شہر میں نہیں گئے)

اور ان پر اپنے طور کے بلند فرمانے کا ذکر فرمایا تاکہ وہ اس چیز کو لیں جو انھیں دی گئی اور ان کی صورتوں کے مسخ کیے جانے کا ذکر فرمایا جو ان میں واقع ہوا تھا کہ انھیں ان کی بدعتوں کے سبب لنگور بنا دیا اور اس گائے کا تذکرہ فرمایا جس کے ذریعے انھیں ایک عبرتناک حالت ایک مقتول کے متعلق بتائی جس کے بارے میں وہ لوگ اختلاف رکھتے تھے۔ یہانتک کہ اس کی حقیقت موسیٰ (علیہ السلام) سے سوالات و جوابات کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان پر ظاہر فرما دی۔ اور اس کے بعد ان کے دلوں کے سخت ہو جانے کا بیان فرمایا حتیٰ کہ وہ پتھر کے سے یا اس سے بھی زیادہ سخت ہو گئے تھے پھر فرمایا۔

وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهَارُ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ

اور پتھروں میں بعض ایسے بھی ہیں جن سے نہریں پھوٹ نکلتی ہیں اور ان میں کچھ ایسے بھی ہیں جو پھٹ جاتے ہیں تو ان سے پانی نکلتا ہے۔ اور ان میں ایسے بھی ہیں جو اللہ کے خوف سے گر پڑتے ہیں یعنی پتھروں میں بعض ایسے بھی ہیں جو تمھارے ان دلوں سے نرم ہیں جنھیں حق کی جانب بلایا جاتا ہے (لیکن اس کو قبول نہیں کرتے)۔

وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ

اور تم جو کچھ کرتے ہو اس سے اللہ غافل نہیں ہے۔

پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ان لوگوں کو جو ایماندار وں میں سے آپ کے ساتھ ہیں ان سے ناامید بناتا ہے (فرماتا ہے)۔

أَفَتَطْمَعُونَ أَن يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِن بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ

کیا تم لوگ (اس بات کی) امید رکھتے ہو کہ وہ تمہاری مانیں گے حالانکہ ان میں ایک جتھا ایسا بھی تھا (جس کے لوگ) اللہ کا کلام سنتے تھے اور پھر سمجھنے کے بعد اس کو بدل دیتے تھے حالانکہ وہ علم بھی رکھتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کے کلام کا یہ مقصد نہیں ہے کہ ان سبھوں نے اللہ کے کلام توراۃ کو سنا۔ بلکہ وہ فرماتا ہے۔ فریق منہم یعنی خاص طور پر ان میں کا ایک گروہ۔ بعض اہل علم سے مجھے خبر ملی ہے کہ انھوں نے موسیٰ (علیہ السلام) سے کہا کہ اے موسیٰ! اللہ کے دیدار میں اور ہم میں تو روک پیدا کر دی گئی (کم از کم) جب وہ آپ سے باتیں کرے تو ہمیں اس کا کلام ہی سنا دو۔ موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے پروردگار سے اس کی استدعا کی تو اس نے آپ سے فرمایا۔ اچھا انھیں حکم دو کہ وہ اپنا لباس پاک صاف کر لیں اور روزے رکھیں۔ تو انھوں نے ویسا ہی کیا اور آپ انھیں لے کر چلے یہاں تک کہ انھیں لے کر طور پر پہنچے اور جب ان پر ابر چھا گیا تو موسیٰ (علیہ السلام) نے انھیں حکم دیا تو سجدے میں گر پڑے اور آپ کے پروردگار نے آپ سے کلام کیا تو انھوں نے بھی اس کا کلام سنا۔ اس کی قدرت بڑی ہے کہ وہ انھیں اوامر اور نواہی سنا رہا ہے حتیٰ کہ انھوں نے جو کچھ اس سے سنا اس کو سمجھ بھی لیا۔ پھر آپ انھیں لے کر بنی اسرائیل کی جانب لوٹ آئے اور جب ان کے پاس

آئے تو ان میں کی ایک جماعت نے ان باتوں کو بدل ڈالا جن کا اس نے انھیں حکم فرمایا تھا۔ اور جب موسیٰ (علیہ السلام) نے بنی اسرائیل سے کہا کہ اللہ نے ایسا ایسا حکم دیا ہے تو اس جماعت نے جس کا ذکر اللہ عزوجل نے فرمایا ہے کہا کہ اللہ نے تو صرف ایسا ایسا فرمایا ہے اور اس کے برعکس کہا جو اللہ نے ان کے متعلق فرمایا تھا۔ پس یہی ہیں جن کا ارادہ اللہ نے فرمایا ہے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم (کو خبر دیتے) کے لیے۔ پھر فرمایا:—

وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا

اور جب انھوں نے ملاقات کی ان لوگوں سے جو ایمان لاچکے ہیں تو کہا کہ ہم (بھی) ایمان لاچکے ہیں۔

یعنی تمہارے دوست اللہ کے رسول ہیں لیکن خاص طور پر تمھاری ہی جانب (بھیجے گئے ہیں) اور جب وہ ایک دوسرے سے تنہائی میں ملتے تو کہتے کہ عرب سے یہ بات نہ کہنا کیونکہ تم لوگ ان کے مقابلے میں فتح طلب کیا کرتے تھے اسی ذات کے وسیلے سے اور وہ انھیں میں (مبعوث) ہوئے تو اللہ (تعالیٰ) نے انھیں کے متعلق (یہ آیت) اتاری۔

وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ قَالُوا أَتُحَدِّثُونَهُم بِمَا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَاجُّوكُم بِهِ عِندَ رَبِّكُمْ أَفَلَا تَعْقِلُونَ

اور جب انھوں نے ملاقات کی ان لوگوں سے جو ایمان لاچکے ہیں تو کہا کہ ہم ایمان لاچکے ہیں اور جب ان میں کا ایک دوسرے سے تنہائی میں ملتا تو وہ کہتے کیا تم لوگ ان سے وہ بات بیان کر دیتے ہو جو اللہ نے تم پر کھول دی ہے تاکہ وہ

اس سے تمھارے رب کے پاس تم پر حجت قائم کریں (تمھیں قائل کردیں) تو کیا تم عقل نہیں رکھتے ہو۔

یعنی تم لوگ اقرار کرلیتے ہو کہ وہ نبی ہے اور تمھیں یہ بات معلوم ہے کہ ان کے متعلق تم سے ان کی پیروی کرنے کا مضبوط عہد لیا گیا ہے۔ اور وہ تمھیں یہ بات بتائے گا کہ جس نبی کا ہم انتظار کر رہے تھے اور جس کا ذکر ہم اپنی کتاب میں پاتے ہیں وہ وہی ہے (اس لیے سرے سے) اس بات ہی کا انکار کردو اور ان کے سامنے اس کا اقرار ہی نہ کرو تو اللہ عزوجل فرماتا ہے:۔

أَوَلَا يَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ وَمِنْهُمْ أُمِّيُّونَ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ إِلَّا أَمَانِيَّ

اور کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ جانتا ہے ان (باتوں) کو جنھیں وہ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں اور ان میں سے بعض تو بے علم ہیں بجز تلاوت کے کتاب کا وہ علم ہی نہیں رکھتے

ابن ہشام نے کہا کہ ابو عبیدہ سے روایت ہے کہ الا امانی کے معنی الا قراۃ کے ہیں کیونکہ امی وہ شخص (کہلاتا ہے) جو پڑھتا ہے اور لکھتا نہیں۔ فرماتا ہے کہ وہ کتاب کا علم نہیں رکھتے مگر وہ اسے پڑھتے (ضرور) ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابوعبیدۃ اور یونس سے روایت ہے کہ ان دونوں نے اللہ عزوجل کے اس قول میں اس سے مراد عرب لی ہے اور یہ مجھ سے ابوعبید نے بیان کیا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے یونس بن حبیب نحوی اور ابوعبیدہ نے بیان کیا کہ عرب تمنی بمعنی قرأ کہتے ہیں۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی کتاب میں ہے:۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّىٰ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ

اور ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول اور کوئی نبی نہیں بھیجا مگر جب اس نے تلاوت کی تو شیطان نے اس کی تلاوت میں (کوئی بات) ڈال دی۔

کہا کہ ابوعبیدہ نے مجھے یہ شعر بھی سنایا:۔

تَمَنَّىٰ كِتَابَ اللّٰهِ أَوَّلَ لَيْلَةٍ وَآخِرَهُ وَافَىٰ حِمَامَ الْمَقَادِرِ

اس نے رات کے ابتدائی حصے میں اللہ کی کتاب پڑھی اور رات کے آخری حصے میں مقدر شدہ موت نے پیمانہ پورا حق ادا کر دیا۔

اور اس نے مجھے یہ شعر بھی سنایا:۔

تَمَنَّىٰ كِتَابَ اللّٰهِ فِي اللَّيْلِ خَالِيًا تَمَنِّيَ دَاوُدَ الزَّبُورَ عَلَىٰ رِسْلِ

رات میں اس نے اللہ کی کتاب تنہائی میں پڑھی جیسے داؤد (علیہ السلام) زبور کو ٹھہیر ٹھہیر کر پڑھتے تھے۔

اور امانی کا واحد امنیۃ ہے اور امانی کے معنی آدمی کا مال وغیرہ کی تمنا کرنے کے بھی ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا:۔

۱۶۳ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ

اور وہ تو صرف گمان کر رہے ہیں

یعنی نہ وہ کتاب کا علم رکھتے ہیں اور نہ جو باتیں اس میں ہیں ان کو جانتے ہیں وہ آپ کی نبوت کا انکار صرف ظن و تخمین سے کر رہے ہیں۔

وَقَالُوا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَعْدُودَةً قُلْ أَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ

عَهْدًا فَلَنْ يُخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهُ أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ

ان لوگوں نے کہا کہ ہمیں چند دنوں کے سوا آگ ہرگز نہ چھوئے گی (اے نبی) تو کہہ کیا تم نے اللہ کے پاس (سے) کوئی عہد لیا ہے کہ اللہ ہرگز اپنے عہد کے خلاف نہیں کرے گا یا تم لوگ اللہ پر ایسی بات (کے لازم ہونے) کا دعویٰ کر رہے ہو جس کو تم جانتے ہی نہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے زید بن ثابت کے آزاد کردہ ایک صاحب نے عکرمہ یا سعید بن جبیر سے اور انھوں نے ابن عباس سے روایت کی انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو یہود کہا کرتے تھے کہ دنیا کی مدت سات ہزار سال ہے اور اللہ لوگوں کو سزا کے طور پر دنیا کے ہر ایک ہزار سال کے عوض آخرت کے دنوں میں سے ایک دن آگ میں رکھے گا اور یہ عذاب صرف سات روز ہوگا۔ اس کے بعد عذاب روک دیا جائے گا۔ تو اللہ نے اس کے متعلق ان کا یہ قول وَقَالُوا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَعْدُودَةً اور اپنا یہ قول نازل فرمایا۔

بَلَىٰ مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ

کیوں نہیں جس نے برائی کی اور اس کی خطا نے اسے گھیر لیا۔

یعنی جس نے تمھارے کاموں کے سے کام اور ایسی چیز کا انکار کیا جس کا تم نے انکار کیا ہے حتیٰ کہ اس کے کفر نے اس کی نیکیوں کو گھیر لیا۔ تو ایسے لوگ آگ والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے یعنی ابدی ہمیشگی

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ

هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ

اور جن لوگوں نے ایمان اختیار کیا اور اچھے کام کیے۔
یہ جنت والے ہیں یہ لوگ ان باغوں میں ہمیشہ رہیں گے۔
یعنی جن لوگوں نے اس چیز کو مان لیا جس کا تم نے انکار کیا ہے اور اس دین پر عمل کیا جس کو تم نے چھوڑ دیا ہے تو ان کے لیے جنت ہے اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ انھیں اس بات سے مطلع فرماتا ہے کہ نیکی بدی کی جزا نیکوں اور بدوں کے لیے دائمی اور ابدی ہو گی جو (کبھی) منقطع نہ ہو گی۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر انھیں ملامت کرنے کے لیے فرمایا:۔

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِنْكُمْ وَأَنْتُمْ مُعْرِضُونَ

اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے بنی اسرائیل سے (یہ) مضبوط عہد لیا کہ تم اللہ کے سوا کسی کی پرستش نہیں کرو گے اور ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ نیکی (کرو گے اور تمھیں حکم دیا کہ) لوگوں سے اچھی بات کہو اور نماز پوری طرح ادا کرو اور زکوٰۃ دو، پھر (اس اقرار کے بعد) تم میں کے چند افراد کے سوا سب نے روگردانی کی اور تم (عادۃً) روگرداں ہی ہو۔
یعنی تم نے ان تمام چیزوں کو چھوڑ دیا اور کسی عیب و نقص کی وجہ سے ترک نہیں کیا (بلکہ تم اس بات کے عادی ہو)

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُونَ دِمَاءَكُمْ

اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے تم سے مضبوط عہد لیا کہ تم ایک دوسرے کے خون نہ بہاؤ گے۔

ابن ہشام نے کہا کہ تَسْفِكُونَ کے معنی تَصُبُّونَ کے ہیں۔ عرب کہتے ہیں سَفَكَ

دَمَهُ اے صَبَّهُ یعنی اس نے اس کا خون بہایا وَسَفَكَ الزِّقَّ اَیْ هَرَاقَهُ۔ یعنی مشک میں کا پانی بہا دیا۔ شاعر نے کہا ہے:۔

وَكُنَّا إِذَا مَا الضَّيْفُ حَلَّ بِأَرْضِنَا　　سَفَكْنَا دِمَاءَ الْبُدْنِ فِي تُرْبَةِ الْحَالِ

ہماری یہ حالت رہی ہے کہ جب کبھی مہمان ہماری سرزمین میں اترا تو ہم نے اونٹوں کے (سرخ) خون ریت ملی ہوئی سیاہ مٹی میں بہا دئیے۔

ابن ہشام نے کہا کہ الحال سے شاعر نے ایسی کیچڑ مراد لی ہے جس میں ریت ملی ہوئی ہو جس کو سَہْلَہ بھی کہا جاتا ہے حدیث میں آیا ہے:۔

لَمَّا قَالَ فِرْعَوْنُ آمَنْتُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا الَّذِي آمَنَتْ بِهِ بَنُوْ إِسْرَائِيْلَ أَخَذَ جِبْرِيْلُ مِنْ حَالِ الْبَحْرِ وَحَمَأَتِهِ فَضَرَبَ بِهِ وَجْهَهُ

جب فرعون نے کہا کہ میں ایمان لایا کہ اس ذات کے سوا کوئی معبود نہیں ہے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں تو جبریل نے سمندر کی ریت ملی ہوئی سیاہ کیچڑ لی اور وہ اس کے منہ پر مار دی۔

ابن اسحٰق نے کہا:۔

وَلَا تُخْرِجُوْنَ أَنْفُسَكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ أَقْرَرْتُمْ وَأَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ

اور اپنے (لوگوں) کو اپنے گھروں سے نہ نکالو گے پھر تم نے (اس بات کا) اقرار بھی کیا ہے اور تم گواہی دیتے ہو۔

یعنی اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ حقیقت میں میں نے تم سے یہ عہد لیا تھا۔

ثُمَّ أَنْتُمْ هٰؤُلَاءِ تَقْتُلُوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِنْكُمْ مِنْ

دِيَارِهِمْ تَظَاهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

آخر تم (وہی) لوگ ہو کہ اپنے (لوگوں) کو قتل کرتے ہو اور تم خود اپنے (میں کی ایک جماعت) کو ان کے گھروں سے نکال دیتے ہو۔

ظلم و زیادتی اور گناہ سے ان کے خلاف (دوسروں کی) مدد کرتے ہو یعنی مشرکوں کی مدد کرتے ہو کہ وہ تمھارے ساتھ مل کر ان لوگوں کے خون بہائیں اور تمھارے ساتھ مل کر مشرک ان لوگوں کو ان کے گھروں سے نکال دیں۔

وَإِنْ يَأْتُوْكُمْ أُسَارَىٰ تُفَادُوْهُمْ

اور اگر وہ تمھارے پاس قید ہو کر آتے ہیں تو فدیہ دے کر انھیں چھڑاتے (بھی) ہو۔ اور تمھیں یہ بھی معلوم ہے کہ تمھارے دین کے لحاظ سے یہ بات تمھارے لئے نقصان رساں ہے۔

وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ (فی کتابکم) إِخْرَاجُهُمْ

حالانکہ ان کو (ان کے گھروں سے) نکال دینا تم پر حرام ہے۔ یہ حکم تمھاری کتاب میں موجود ہے۔

أَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ

تو کیا تم کتاب کے ایک حصے پر ایمان لاتے ہو اور ایک حصے کا انکار کرتے ہو۔ کیا تم اس پر ایمان لا کر ان کا فدیہ دیتے ہو اور اس کے منکر بن کر انھیں گھروں سے نکال دیتے ہو۔

فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَٰلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّوْنَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ

لہذا تم میں سے جو شخص ایسا کرے اس کا بدلہ یہی ہوگا کہ دنیا میں ذلت و رسوائی اور قیامت کے دن (وہ) سخت ترین عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے اور جو کچھ تم کرتے ہو ان کاموں سے اللہ غافل نہیں ہے۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ[1] فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ

یہی لوگ ہیں جنھوں نے آخرت کے بدلے میں دنیوی زندگی مول لی ہے اس لیے ان کے عذاب میں کمی نہیں کیجائے گی اور نہ ان کی مدد کیجائے گی۔

غرض انھیں ان کے ان کاموں پر خوب ملامت کی حالانکہ ان پر توریت (ہی) میں ان کی آپس کی خون ریزیوں کو حرام کر دیا تھا اور قیدیوں کا فدیہ ادا کرنا ان پر فرض ٹھیرادیا تھا۔ اور یہ لوگ دو گروہ ہو گئے تھے۔ ایک جماعت بنی قینقاع کی تھی اور خزرج کے حلیف انھیں میں شمار ہوتے تھے۔ اور دوسری جماعت نضیر اور قریظہ کی تھی اور اوس کے حلیف انھیں میں شمار ہوتے تھے۔ ان لوگوں کی حالت یہ تھی کہ جب اوس و خزرج میں جنگ ہوتی بنو قینقاع خزرج کے ساتھ نکلتے اور نضیر و قریظہ اوس کے ساتھ۔ دونوں میں سے ہر ایک فریق کے حلیف اپنے بھائیوں کے خلاف اپنے حلیفوں کی مدد کرتے حتیٰ کہ وہ آپس میں اپنے خون آپ بہاتے۔ حالانکہ ان کے ہاتھوں میں توریت تھی وہ جانتے تھے کہ ان پر کیا کیا ذمہ داریاں ہیں اور ان پر کیا کیا حقوق ہیں۔ اوس و خزرج مشرک تھے۔ بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے نہ ان کے پاس جنت کا کوئی خیال تھا نہ دوزخ کا۔ نہ مرنے کے بعد اٹھنے کا۔ نہ قیامت کا۔ نہ کسی کتاب کا نہ حلال کا نہ حرام کا۔ جب جنگ ختم ہو جاتی تو اپنے قیدیوں کا فدیہ دے کر توریت کے حکم کے

[1] بالآخرۃ نسخہ (الف) میں چھوٹ گیا ہے۔ (احمد محمودی)

موافق چھڑا لیتے اور ایک دوسرے کا فدیہ لے لیتے۔ بنی قینقاع کے جو قیدی اوس کے ہاتھوں میں گرفتار ہوتے ان کا فدیہ بنی قینقاع (اوس کو) ادا کرتے اور نضیر و قریظہ کے جو قیدی خزرج کے ہاتھوں میں گرفتار ہوتے ان کا فدیہ وہ (خزرج کو) ادا کرتے۔ یہود کے خلاف مشرکوں کی مدد میں جو خوں ریزیاں کرتے اور ان میں سے جن لوگوں کو آپس کی لڑائی میں وہ مار ڈالتے ان مقتولوں کے خون مباح ہوتے اور ان کا کوئی معاوضہ نہیں لیا جاتا۔

اللہ تعالیٰ جب ان کو اس بات پر ملامت کرتا ہے تو فرماتا ہے۔

أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ

تو کیا تم کتاب کے بعض حصے پر تو ایمان لاتے ہو اور بعض حصے کا انکار کرتے ہو۔

یعنی تُو توریت کے حکم کے موافق اس کا فدیہ بھی دیتا ہے اور قتل بھی کرتا ہے اور توریت کا حکم تو یہ ہے کہ تُو ایسا نہ کر۔ تُو اسے قتل بھی کرتا ہے۔ (اور) اس کو اس کے گھر سے بھی نکالتا ہے۔ اور اس کے خلاف ایسے کی مدد کرتا ہے جو اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے۔ اور دنیوی مال و متاع کی خاطر اس کو چھوڑ کر بتوں کی پوجا کرتا ہے۔

غرض مجھے جو خبر ملی ہے اس کے لحاظ سے اوس و خزرج کے ساتھ ان کے اس معاملے ہی کے متعلق مذکورہ آیتیں نازل ہوئیں۔ پھر فرمایا۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ وَآتَيْنَا

عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ

اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اس کے بعد اس کے پیچھے متعدد رسول بھیجے اور عیسیٰ بن مریم کو ہم نے متعدد نشانیاں دیں۔

یعنی وہ نشانیاں جو ان کے ہاتھوں میں دے دی گئی تھیں۔ مثلاً مردوں کو

زندہ کرنا۔ اور آپ کا کیچڑ سے پرند کی شکل بنانا پھر اس میں (آپ کا) پھونکنا تو اللہ کے حکم سے اس کا پرندہ بن جانا اور بیماریوں کا دور کرنا اور غیب کی بہت سی خبریں دینا جن کو وہ اپنے گھروں میں جمع رکھتے تھے۔ اور توریت کو جو ان کے پاس دوبارہ روانہ فرمائی باوجود اس انجیل کے جو اللہ نے ان کے پاس نئی بھیجی پھر ان تمام چیزوں سے ان کے انکار کا ذکر فرمایا۔ اور فرمایا:۔

أَفَكُلَّمَا جَاءَكُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيقًا تَقْتُلُونَ

تو کیا جب کبھی تمہارے پاس کوئی رسول ایسی چیز لے کر آیا جسے تمہارے نفس نہ چاہتے تھے تو تم نے تکبر کیا پھر ایک جماعت کو تم نے جھٹلا دیا اور ایک جماعت کو تم قتل کر رہے ہو۔

پھر فرمایا:۔

(۶۶)

وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ

اور انھوں نے کہا کہ ہمارے دل غلافوں میں ہیں یعنی محفوظ ہیں۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:۔

بَلْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَا يُؤْمِنُونَ وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ۔

(ان کے دل غلافوں میں نہیں ہیں) بلکہ ان کے کفر کے
سبب سے اللہ کی ان پر پھٹکار ہے اس لیے وہ بہت کم ایمان لاتے
ہیں اور جب ان کے ہاں اللہ کے پاس سے کتاب آئی جو تصدیق کرنوالی
ہے اس چیز کی جو ان کے ساتھ ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ ان لوگوں
پر فتح طلب کرتے تھے جنھوں نے کفر کیا۔ پھر جب ان کے پاس وہ چیز
آگئی جس کو انھوں نے پہچان (بھی) لیا تو اس سے انکار کر دیا۔ پس
کافروں پر اللہ کی پھٹکار ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ عاصم بن عمر بن قتادہ سے روایت کی گئی ہے کہ انھوں نے اپنے شیوخ سے روایت کی کہا کہ وہ لوگ کہا کرتے تھے کہ اللہ کی قسم یہ قصہ ہمارے اور ان کے متعلق نازل ہوا ہے کہ جاہلیت کے زمانے میں ہم نے ان پر غلبہ پا لیا تھا اور ہم مشرک تھے اور وہ اہل کتاب تھے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ اب ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے جس کی ہم پیروی کریں گے۔ اس کا زمانہ قریب آچکا ہے ہم اس کے ساتھ ہو کر تمھیں عاد و ارم کی طرح قتل کریں گے اور جب اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش میں سے مبعوث فرمایا اور ہم نے اس کی پیروی کی اور انھوں نے اس سے انکار کیا تو اللہ فرماتا ہے۔

فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ
بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ أَنْ يَكْفُرُوا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ بَغْيًا أَنْ يُنَزِّلَ اللَّهُ
مِنْ فَضْلِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ

پھر جب ان کے پاس وہ چیز آئی جسے انھوں نے پہچان (بھی)
لیا تو اس سے انکار کر دیا۔ پس کافروں پر اللہ کی پھٹکار ہے۔ کیا
بری ہے وہ چیز جس کے بدلے میں انھوں نے اپنے نفسوں کو بیچ ڈالا

کہ وہ اس چیز کا انکار کر رہے ہیں جسے اللہ نے اتارا ہے (اور صرف اس) ضد سے کہ اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنا فضل نازل فرماتا ہے۔

یعنی اس وجہ سے کہ اس نے وہ (اپنا فضل یعنی وحی) ان کے غیروں کو عنایت فرما دیا۔

فَبَاءُوا بِغَضَبٍ عَلَىٰ غَضَبٍ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُهِينٌ

پس وہ ایک غضب پر اور دوسرے غضب کے سزاوار ہو گئے اور کافروں کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ باؤا بغضب کے معنی اعترفوا به واحتملوه کے ہیں یعنی اس کو برداشت کر لیا۔

بنی قیس بن ثعلبہ کا اعشی کہتا ہے۔

أُصَالِحُكُمْ حَتَّىٰ تَبُوءُوا بِمِثْلِهَا كَصَرْخَةِ حُبْلَىٰ يَسَّرَتْهَا قَبِيلُهَا

میں تم سے صلح کر لیتا ہوں تاکہ تم میں اس کی سی (آفتوں) کی برداشت پیدا ہو جائے۔ جیسے کسی حاملہ کی چیخ پکار کو اس کی قابلہ نے اس کے لیے آسان بنا دیا ہو۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ غضب پر غضب کے معنی یہ ہیں کہ ان کے ساتھ توریت ہونے کے باوجود اس کو انھوں نے ضائع کر دیا تھا (یعنی اس پر عامل نہ تھے) اور دوسرا غضب یہ ہوا کہ انھوں نے اس نئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کر دیا جنھیں اللہ نے ان کی جانب روانہ فرمایا تھا۔

پھر کوہ طور کے ان کے اوپر لائے جانے اور اپنے پروردگار کو چھوڑ کر بچھڑے کو معبود بنا لینے کے متعلق انشان پر ملامت فرمانا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے۔

قُلْ إِن كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْآخِرَةُ عِندَ اللَّهِ خَالِصَةً مِّن

دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ

(اے نبی) کہہ دے کہ اگر آخرت کا گھر اللہ کے پاس دوسرے لوگوں کو چھوڑ کر خالص تمہارے ہی لیے ہے تو مرنے کی آرزو کرو۔ اگر تم سچے ہو۔

یعنی دونوں جماعتوں میں جو زیادہ جھوٹی ہو اس کے لیے موت کی دعا کرو تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں ایسا کرنے سے انکار کیا تو اللہ (تعالیٰ) اپنے نبی علیہ الصلاۃ والسلام سے فرماتا ہے:۔

وَلَن يَتَمَنَّوْهُ أَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ

اور ان کے ہاتھوں نے جو کچھ پہلے کیا ہے اس کے سبب سے وہ ہرگز اور کبھی بھی ایسی آرزو نہ کریں گے۔

یعنی ان کے ان معلومات کے سبب سے جو آپ کے متعلق ان کے پاس موجود ہیں۔ اور ان کا انکار کر رہے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اگر وہ اس دن جب ان سے یہ بات کہی گئی موت کی آرزو کرتے تو روئے زمین پر کوئی یہودی (بھی) نہ رہتا (اور) سب کے سب مر جاتے پھر دنیوی زندگی اور درازی عمر کے متعلق ان کی محبت کا ذکر کیا اور فرمایا:۔

وَلَتَجِدَنَّهُمْ أَحْرَصَ النَّاسِ عَلَىٰ حَيَاةٍ

اور بے شبہ تمام لوگوں سے زیادہ زندگی کی حرص کرنے والے انھیں کو تو پائے گا۔

یعنی یہود کو۔

وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ أَلْفَ سَنَةٍ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهِ مِنَ الْعَذَابِ

اور (وہ) مشرکوں سے[1] بھی (زیادہ حریص ہیں) ان میں سے ہر ایک شخص یہ چاہتا ہے کہ کاش اسے ہزار سال کی عمر دیجائے (اور اگر ہزار سال کی عمر بھی دیگئی تو) یہ اسے عذاب سے دور رکھنے والی نہیں۔

وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ اِلٰى آخِرِهٖ

اور مشرکوں میں سے بعض ایسے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک شخص یہ چاہتا ہے کہ کاش۔ الخ۔

یعنی یہ (ہزار سال کی عمر) اسے عذاب سے نجات دینے والی نہیں۔ اس لئے کہ مشرک موت کے بعد پھر زندہ ہونے کی امید نہیں رکھتا اس لیے وہ درازی عمر سے محبت رکھتا ہے۔ اور یہودی چونکہ یہ بات جانتا ہے کہ اس نے اپنے پاس کے علم کو جو ضائع کر دیا ہے اس کی وجہ سے اس کے لیے آخرت میں ذلت و رسوائی ہے (اس لیے وہ درازی عمر سے محبت رکھتا ہے)۔ اس کے بعد فرمایا۔

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ

جو شخص جبریل کا دشمن ہو (تو اس کی یہ دشمنی بے جا ہے) کیونکہ اس نے اس (قرآن) کو تیرے دل پر اللہ کے حکم سے اتارا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی حسین المکی نے شہر بن حوشب الاشعری کی روایت سے حدیث بیان کی کہ یہود کے علماء میں سے چند لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا اے محمد!

---

[1] اس آیت شریفہ کے معنی دو طرح سے ہوسکتے ہیں۔ صاحب کتاب نے جن معنی کو اختیار کیا ہے ان کو ہم نے موخر کیا ہے اور اس کے ساتھ صاحب کتاب کی تفسیر بھی لکھدی ہے اور میرے خیال میں جو معنی مرجح تھے اس کو پہلے لکھا اور ان معنی کی وجہ ترجیح یہ ہے کہ ان سب آیتوں کا خطاب یہود سے ہے اس لیے انہیں یہود کی حالتوں سے متعلق کرنا زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے۔ مشرکوں سے یہاں بحث نہیں۔
(احمد محمودی)

ہمیں چار باتیں بتاؤ جو ہم تم سے دریافت کرتے ہیں اگر تم نے (وہ باتیں) بتادیں تو ہم تمھاری پیروی کرلیں گے اور تمھیں سچا جانیں گے اور تم پر ایمان لائیں گے۔ راوی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:-

عَلَيْكُمْ بِذٰلِكَ عَهْدُ اللّٰهِ وَمِيثَاقُهُ لَئِنْ أَنَا أَخْبَرْتُكُمْ بِذٰلِكَ لَتُصَدِّقُنَّنِي

(اچھا) یہ تم پر اللہ کا عہد و میثاق ہے اگر میں نے تم کو اس کی خبر دے دی پھر تو تم ضرور میری تصدیق کروگے نا۔

انھوں نے کہا ہاں۔ فرمایا:-

فَاسْأَلُوا عَمَّا بَدَا لَكُمْ

جس چیز کے متعلق تمھیں مناسب معلوم ہو پوچھو۔

انھوں نے کہا ہمیں بتائیے کہ لڑکا اپنی ماں سے کیسے مشابہ ہوجاتا ہے حالانکہ نطفہ تو باپ کا ہوتا ہے۔ راوی نے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

۱۲۸

أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ وَبِأَيَّامِهِ عِنْدَ بَنِي إِسْرَائِيلَ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ نُطْفَةَ الرَّجُلِ بَيْضَاءُ غَلِيظَةٌ وَنُطْفَةَ الْمَرْأَةِ صَفْرَاءُ رَقِيقَةٌ فَأَيَّتُهُمَا غَلَبَتْ صَاحِبَتَهَا كَانَ لَهَا الشَّبَهُ

میں تمھیں اللہ کی قسم دیتا ہوں اور بنی اسرائیل پر اس کی جو نعمتیں تھیں ان کی قسم دیتا ہوں (سچ سچ بتاؤ کہ) کیا تمھیں اس بات کا علم ہے کہ مرد کا نطفہ سفید اور گاڑھا ہوتا ہے اور عورت کا نطفہ زرد اور پتلا ہوتا ہے اور ان دونوں میں سے جو بھی دوسرے پر غالب آجاتا ہے (تو اولاد) اسی سے مشابہ ہوتی ہے۔

انھوں نے کہا خدایا سچی بات ہے۔ پھر انھوں نے کہا اچھا یہ بتایئے کہ آپ کی نیند کیسی ہے۔ راوی نے کہا تو آپ نے فرمایا:—

أَنشُدُكُم بِاللهِ وَبِأَيَّامِهِ عِندَ بَنِي إِسرَائِيلَ هَل تَعلَمُونَ أَنَّ نَومَ الَّذِي تَزعُمُونَ أَنِّي لَستُ بِهِ تَنَامُ عَينَاهُ وَقَلبُهُ يَقظَانُ

میں تمھیں اللہ کی اور بنی اسرائیل پر اس کی جو نعمتیں تھیں ان کی قسم دیتا ہوں (سچ بتاؤ کہ) کیا اس بات کو جانتے ہو کہ اس شخص کی نیند جس کے متعلق تم خیال کرتے ہو کہ میں وہ نہیں ہوں (ایسی ہوتی ہے) کہ اس کی آنکھیں سوتی ہیں اور اس کا دل بیدار رہتا ہے۔

راوی نے کہا کہ وہ کہنے لگے خدایا سچی بات ہے۔ فرمایا۔

فَكَذَلِكَ نَومِي تَنَامُ عَينِي وَقَلبِي يَقظَانُ

پس میری نیند بھی ایسی ہی ہے میری آنکھ سوتی ہے اور میرا دل بیدار رہتا ہے۔ انھوں نے کہا اچھا ہمیں وہ چیزیں بتایئے جن کو اسرائیل نے اپنی ذات پر حرام ٹھیرالیا تھا۔

فرمایا:—

أَنشُدُكُم بِاللهِ وَبِأَيَّامِهِ عِندَ بَنِي إِسرَائِيلَ هَل تَعلَمُونَ أَنَّهُ كَانَ أَحَبُّ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ إِلَيهِ أَلبَانَ الإِبِلِ وَلُحُومَهَا وَأَنَّهُ اشتَكَى شَكوَى فَعَافَاهُ اللهُ مِنهَا فَحَرَّمَ عَلَى نَفسِهِ أَحَبَّ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ إِلَيهِ شُكرًا لِلّٰهِ فَحَرَّمَ عَلَى نَفسِهِ لُحُومَ الإِبِلِ وَأَلبَانَهَا

میں تمھیں اللہ کی اور اس کی ان نعمتوں کی قسم دیتا ہوں جو بنی اسرائیل پر ہوئی تھیں (سچ بتاؤ کہ) کیا اس بات کو جانتے ہو کہ ان کو کھانے پینے کی چیزوں میں اونٹوں کا دودھ اور ان کا گوشت سب سے زیادہ پسند تھا اور وہ ایک بیماری میں مبتلا ہوگئے پھر اللہ نے انھیں اس سے صحت دی تو انھوں نے اپنے کھانے پینے کی چیزوں میں سے انتہائی پسندیدہ چیزوں کو اللہ کے شکر کے طور پر اپنی ذات پر حرام کر لیا تو اونٹوں کے گوشت اور (اونٹنیوں کے) دودھ کو اپنے نفس پر حرام ٹھیرالیا۔

تو انھوں نے کہا یا اللہ سچ بات ہے۔ پھر انھوں نے کہا اچھا ہمیں روح کے متعلق کچھ خبر دیجیے۔ فرمایا:—

أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ وَبِأَيَّامِهِ عِنْدَ بَنِي إِسْرَائِيلَ هَلْ تَعْلَمُونَهُ جِبْرِيلَ وَهُوَ الَّذِي يَأْتِينِي

میں تمھیں قسم دیتا ہوں اللہ کی اور اس کی ان نعمتوں کی جو بنی اسرائیل کو دی گئی تھیں۔ کیا تم اس کو جانتے ہو کہ وہ جبریل ہے اور وہی ہے جو میرے پاس آتا ہے۔

انھوں نے کہا یا اللہ سچ ہے لیکن اے محمد! وہ ہمارا دشمن ہے اور وہ فرشتہ ہے جو صرف سختیاں اور خوں ریزیاں لاتا ہے اور اگر ایسی بات نہ ہوتی تو ضرور ہم آپ کی پیروی کرتے۔ راوی نے کہا تو اللہ نے ان کے متعلق (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:—

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ

الی قولہ أَوَكُلَّمَا عَاهَدُوا عَهْدًا نَبَذَهُ فَرِيقٌ مِنْهُمْ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ وَلَمَّا جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيقٌ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ كِتَابَ اللَّهِ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ كَأَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُو الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكِ سُلَيْمَانَ

(اے نبی) کہدے کہ جو شخص جبریل کا دشمن ہو (تو اس کی یہ دشمنی بے جا ہے) کیونکہ اس نے اس (قرآن) کو اللہ کے حکم سے اس طرح تیرے دل پر اتارا ہے کہ وہ تصدیق کرنے والا ہے اس چیز کی جو اس سے پہلے ہے اور ایمانداروں کے لیے ہدایت اور بشارت ہے۔ یہاں تک کہ فرمایا۔ اور کیا جب کبھی انھوں نے کوئی عہد کیا تو ان میں کی ایک جماعت نے اس کو پھینک دیا بلکہ ان میں کے اکثر لوگ ایمان ہی نہیں رکھتے۔ اور جب ان کے پاس اللہ کے پاس سے ایسا رسول آیا جو تصدیق کرنے والا ہے اس چیز کی جو ان کے ساتھ ہے تو جن لوگوں کو کتاب دیگئی تھی انھوں نے اللہ کی کتاب کو اپنے پیٹھ پیچھے اس طرح ڈالدیا۔ گویا وہ اسے جانتے ہی نہیں اور وہ ان باتوں کے پیچھے ہولئے جو سلیمان کی حکومت (کے زمانے) میں شیاطین پڑھا کرتے تھے۔ یعنی جادو۔

وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ

حالانکہ سلیمان نے کفر اختیار نہیں کیا تھا بلکہ شیطانوں نے کفر اختیار کیا تھا (کہ) وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کی تفصیل جو مجھے معلوم ہوئی ہے یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب رسولوں میں سلیمان (علیہ السلام) کا ذکر فرمایا تو ان میں کے بعض عالموں نے کہا کہ کیا تم لوگ محمد کے حالات پر تعجب نہیں کرتے وہ تو اس بات کا دعوی کرتا ہے کہ سلیمان بن داؤد نبی تھے حالانکہ وہ تو صرف ایک جادوگر تھے تو اللہ نے ان کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی۔ ۱۲۹

وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا

یعنی سلیمان کافر نہیں تھے بلکہ شیاطین (جادو کے پیچھے پڑ کر اور اس پر عمل کر کے) کافر ہوئے۔

وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ

اور وہ چیز (سکھاتے تھے) جو ہاروت ماروت دو فرشتوں (یعنی فرشتہ صفت انسانوں یا دو پادشاہوں) پر بابل میں اتاری گئی۔ اور وہ تعلیم نہیں دیتے تھے کسی کو (حتیٰ کہ وغیرہ)

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ کو بعض ایسے لوگوں نے جن کو میں جھوٹا نہیں سمجھتا حدیث سنائی اور عکرمہ سے روایت کی اور عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کی وہ کہا کرتے تھے کہ اسرائیل نے اپنی ذات پر جو چیز حرام ٹھیرالی تھی وہ جگر کے دو کھلے ہوئے ٹکڑے اور دونوں گردے اور چربی تھی بجز اس چربی کے جو پیٹھ پر ہو۔ کیونکہ یہ چیزیں قربانی میں رکھی جاتی تھیں اور انھیں آگ کھالیا کرتی تھی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے آل زید بن ثابت کے مولیٰ نے عکرمہ یا سعید بن جبیر سے اور انھوں نے ابن عباس سے روایت سنائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہود کو لکھ بھیجا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَاحِبِ مُوْسٰى وَأَخِيْهِ، وَالْمُصَدِّقِ لِمَا جَاءَ بِهِ مُوْسٰى أَلَا إِنَّ اللّٰهَ قَدْ قَالَ لَكُمْ يَا مَعْشَرَ أَهْلِ التَّوْرَاةِ وَإِنَّكُمْ تَجِدُوْنَ ذٰلِكَ فِيْ كِتَابِكُمْ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ أَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارُ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّأَجْرًا عَظِيْمًا وَإِنِّيْ أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ وَأَنْشُدُكُمْ بِمَا أُنْزِلَ عَلَيْكُمْ وَأَنْشُدُكُمْ بِالَّذِيْ أَطْعَمَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ مِّنْ أَسْبَاطِكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى وَأَنْشُدُكُمْ بِالَّذِيْ أَيْبَسَ الْبَحْرَ

لِآبَائِكُمْ حَتَّى أَنْجَاهُمْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهِ إِلَّا أَخْبَرْتُمُونِي هَلْ تَجِدُونَ فِي مَا أَنْزَلَ اللهُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُؤْمِنُوا بِمُحَمَّدٍ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللہ کے رسول محمد کی جانب سے جو موسیٰ کا دوست اور انکا بھائی ہے اور اس چیز کی تصدیق کرنے والا ہے جس کو موسیٰ لائے تھے۔ اے گروہ اہل تورات! سن لو کہ بے شبہ اللہ نے تم سے فرمایا ہے اور یہ بات تم اپنی کتاب میں بھی پاؤ گے کہ محمد اللہ کا رسول ہے اور جو لوگ اس کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت اور آپس میں نرم مہربان ہیں (اے مخاطب) تو انھیں رکوع کرتا سجدے کرتا اللہ کے فضل اور رضامندی کا طالب دیکھے گا۔ سجدے کے اثر سے ان کی نشانی خود ان کے چہروں میں (نظر آئے گی) یہ ان کی مثال توریت میں (بھی) ہے اور ان کی مثال انجیل میں (بھی) ہے۔ ایک کھیتی کی طرح جس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اس کو مضبوط کر دیا تو وہ موٹا ہو گیا اور اپنی نال پر سیدھا کھڑا ہو گیا۔ کسانوں کو حیرت میں ڈالتا ہے تاکہ کافروں کو ان کے سبب سے غصے میں لائے۔ ان میں سے جو لوگ ایمان لائے اور (انھوں نے) نیک کام کئے ان سے اللہ نے بخشش اور ایک بڑے بدلے کا وعدہ فرمایا ہے اور میں تمھیں قسم دیتا ہوں اللہ کی اور قسم دیتا ہوں اس چیز کی جو تم پر اتاری گئی ہے اور تمھیں قسم دیتا ہوں اس ذات کی جس نے من و سلویٰ تمھارے ان قبیلوں کو کھلایا جو تم سے پہلے تھے اور تمھیں قسم دیتا ہوں اس ذات کی جس نے تمھارے بزرگوں کے لیے سمندر کو یہاں تک سکھا دیا کہ انھیں فرعون اور اس کے کاموں سے چھڑا لیا کہ تم مجھے خبر دو کہ جو چیز اللہ نے تم پر اتاری ہے۔ کیا تم اس میں یہ (لکھا ہوا) پاتے ہو کہ تم محمد پر ایمان لاؤ۔

فَإِنْ كُنْتُمْ لَا تَجِدُونَ ذٰلِكَ فِي كِتَابِكُمْ فَلَا كُرْهَ عَلَيْكُمْ قَدْ

تَبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ فَاَدْعُوْکُمْ اِلَی اللّٰہِ وَاِلٰی نَبِیِّہٖ

پھر اگر تم یہ (بات) اپنی کتاب میں نہیں پاتے تو تم پر کوئی مجبوری نہیں۔ راہ ہدایت گمراہی سے ممتاز ہو چکی۔ پس میں تم کو اللہ اور اس کے نبی کی طرف بلاتا ہوں۔

ابن ہشام نے کہا کہ شَطْاَہٗ کے معنی فراخہ کے یعنی کھیتی کے پٹھے کے ہیں اور واحد شَطْاَۃٌ ہے۔ جب کھیتی اپنے پٹھے نکالے تو عرب کہتے ہیں قَدْ اَشْطَأَ الزَّرْعُ۔ اور آزرہ کے معنی عَاوَنَہٗ کے ہیں یعنی اس کو قوت دی قوی کر دیا کہ وہ اپنی ماؤں کا سا ہو گیا۔ امرؤ القیس نے کہا ہے۔

بِمَحْنِیَّۃٍ قَدْ آزَرَ الضَّالَ نَبْتُھَا مَجَرِّ جُیُوْشٍ غَانِمِیْنَ وَخُیَّبِ

(یہ واقعہ) ایسے ٹکڑے کا ہے جہاں کی روئیدگی کی قوت نے بیری کے درختوں کو قوی بنا دیا تھا اور وہ فتحمند اور شکست خوردہ لشکروں کے ٹھیرنے کا مقام تھا۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

بنی ربیعہ بن مالک بن زید مناۃ میں کے ایک شخص حمید بن مالک الارقط نے کہا:

زَرْعًا وَقَضْبًا مُؤْزَرَ النَّبَاتِ

ایسی زراعت اور ایسا چارہ ہے جس کی روئیدگی کو قوت دی گئی ہے۔

اور یہ بیت اس کے ایک بحر رجز کے قصیدے کی ہے۔

اور سوق مھموز نہیں ہے بلکہ یہ ساق کی جمع ہے جیسے سَاقُ الشَّجَرِ۔ درخت کا تنا۔ یا گھاس پات کی نال۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ یہود کے کافروں اور عالموں میں سے جو لوگ

آپ سے سوالات کیا کرتے اور دشواریاں ڈالتے تھے تاکہ حق کو باطل کے ساتھ مشتبہ کر دیں اور ان کے متعلق خاص طور پر قرآن نازل ہوا ایک ابو یاسر ابن اخطب تھا۔ عبداللہ بن عباس اور جابر بن عبداللہ بن رئاب کی روایت سے جو باتیں مجھ سے کہی گئی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ابو یاسر بن اخطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایسی حالت میں گزرا کہ آپ ابتدائے سورہ بقرہ الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ تلاوت فرما رہے تھے تو ابو یاسر بن اخطب چند یہودیوں کے ساتھ اپنے بھائی حیی بن اخطب کے پاس آیا اور کہا سنو واللہ میں نے محمد کو الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ پڑھتے سنا ہے جو اس پر اترا ہے تو ان لوگوں نے کہا تو نے سنا ہے۔ کہا ہاں تو حیی بن اخطب ان یہودیوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے ان لوگوں نے کہا اے محمد! ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تم پر جو کچھ اتارا گیا ہے اس میں تم الٓمّٓ بھی پڑھتے ہو۔ فرمایا ہاں تو انھوں نے کہا انھیں جبریل تمھارے پاس اللہ کے پاس سے لائے ہیں فرمایا ہاں۔ انھوں نے کہا کہ اللہ نے تم سے پہلے بھی انبیاء کو مبعوث فرمایا ہے لیکن ہمیں اس کی خبر نہیں کہ ان میں سے کسی نبی سے بجز تمھارے یہ بیان کیا ہو کہ اس کی حکومت کا زمانہ اور اس کی امت کا دنیوی حصہ کیا ہوگا۔ تو حیی بن اخطب اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے کہا الف ایک اور لام تیس اور میم چالیس یہ (جملہ) اکہتر سال کیا تم لوگ ایسے دین میں داخل ہوتے ہو جس کی حکومت کی مدت اور اس کی امت کا دنیوی حصہ اکہتر سال ہو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوا اور کہا اے محمد! کیا اس کے ساتھ اور بھی کچھ ہے فرمایا ہاں۔ اس نے کہا وہ کیا ہے۔ فرمایا۔ الٓمّٓصٓ۔ اس نے کہا یہ بڑا بھاری اور بہت لمبا ہے الف ایک اور لام تیس اور میم چالیس اور صاد نوّے[1] یہ (جملہ) ایکسو اکسٹھ سال ہوئے۔ اے محمد کیا اس کے ساتھ اس کے علاوہ اور بھی

---

[1] نسخہ (الف) میں دوسرے نسخوں اور اعداد ابجد کے خلاف والصاد تسعون کے بجائے ستون لکھا ہے اور جملہ اعداد میں بھی بجائے احدی وستون ومائۃ کے احدی وثلاثون ومائۃ لکھا ہے جو بالکل غلط معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

ہیں۔ فرمایا۔ ہاں الرٰ۔ کہا یہ اور زیادہ بوجھل اور زیادہ لمبا ہے۔ الف
ایک اور لام تیس اور رے دو سو اور یہ دو سو اکتیس ہوئے۔ اے محمد
کیا اس کے ساتھ اس کے علاوہ اور بھی ہیں۔ فرمایا ہاں المرٰ۔ کہا واللہ یہ
تو اور زیادہ بھاری اور دراز ہے۔ الف ایک لام تیس میم چالیس اور
رے دو سو یہ تو دو سو اکہتر سال ہو گئے۔ پھر اس نے کہا۔ اے محمد اب تو
تمھارا معاملہ ہمارے لیے یہاں تک مشتبہ ہو گیا کہ ہم نہیں جانتے کہ کیا تمھیں
تھوڑا دیا گیا ہے یا بہت۔ پھر آپ کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے تو ابو یاسر
نے اپنے بھائی حیی بن اخطب اور ان لوگوں سے جو اس کے ساتھ یہود کے
علماء میں سے تھے کہا تمھیں کیا خبر شاید محمد کے لیے یہ سب کے سب جمع
کر دیے گئے ہوں اکہتر اور ایک سو اکسٹھ[1] اور دو سو اکتیس اور دو سو اکہتر اور
یہ سات سو چونتیس سال ہوئے[2] پھر انھوں نے کہا اس کا معاملہ ہمارے لیے
مشتبہ ہو گیا۔ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ آیتیں انھیں کے متعلق نازل ہوئی ہیں۔

مِنْهُ آيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ

اس (قرآن) کی بعض آیتیں محکم ہیں اور وہی کتاب کی اصل
ہیں اور دوسری مشتبہ المعنی ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ میں نے اہل علم میں سے بعض ایسے لوگوں سے
سنا ہے جن کو میں جھوٹا نہیں سمجھتا وہ بیان کرتے تھے کہ یہ آیتیں نجران والوں
کے متعلق اس وقت نازل ہوئیں جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے متعلق آپ سے دریافت کرنے آئے تھے۔
محمد ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن ابی امامہ بن سہل بن حنیف نے

۱۔ (الف) میں یہاں بھی احدی وثلاثون ومائة یعنی ایکسو اکتیس لکھا ہے۔
۲۔ (الف) صاد کے ساٹھ کے حساب سے یہاں بھی جملے میں سبعمائة واربع سنین
لکھے ہیں۔ یعنی بجائے سات سو چونتیس کے سات سو چار لکھے ہیں۔ (احمد محمودی)

بیان کیا کہ انھوں نے سنا ہے کہ یہ آیتیں یہودیوں کی ایک جماعت کے متعلق نازل ہوئیں لیکن انھوں نے مجھ سے اس کی کوئی تفسیر نہیں بیان کی۔ پس اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان میں سے کونسی بات واقعی تھی۔

ابن عباس کے مولی عکرمہ سے یا سعید بن جبیر سے جو باتیں مجھے معلوم ہوئی ہیں اور انھوں نے ابن عباس کی روایت سے بتایا ہے یہ ہے کہ یہود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے آپ کے وسیلے سے اوس وخزرج پر فتح طلب کیا کرتے تھے اور جب اللہ نے آپ کو عرب میں سے مبعوث فرمایا تو انھوں نے آپ کا بھی انکار کر دیا اور آپ کے متعلق جو کچھ کہا کرتے تھے اس کا بھی انکار کر دیا تو ان سے معاذ بن جبل نے اور بنی سلمہ والے بشر بن البراء بن معرور نے کہا کہ اے گروہ یہود! اللہ سے ڈرو اور اسلام اختیار کرو کیونکہ تم ہم پر محمد کے وسیلے سے اس وقت فتح طلب کرتے تھے جب ہم مشرک تھے اور تم ہمیں خبر دیا کرتے تھے کہ آپ مبعوث ہونے والے ہیں اور تم لوگ آپ کے صفات ہم سے بیان کیا کرتے تھے تو بنی نضیر والے سلام بن مشکم نے کہا کہ وہ کوئی ایسی چیز نہیں لایا جس کو ہم پہچانیں اور یہ وہ نہیں ہے جس کا ذکر ہم تم سے کیا کرتے تھے تو اللہ نے اس کے متعلق اپنا قول نازل فرمایا:۔ ۱۷۴

وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا

اور جب ان کے پاس اللہ کے پاس سے وہ کتاب آئی جو تصدیق کرنے والی ہے اس چیز کی جو ان کے ساتھ ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ ان لوگوں پر فتح طلب کیا کرتے تھے جنھوں نے کفر اختیار کر رکھا تھا۔

فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ.

پھر جب ان کے پاس وہ چیز آگئی جس کو انھوں نے پہچان لیا
تو اس سے انکار کر دیا۔ پس منکروں پر اللہ کی پھٹکار ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور آپ کے متعلق ان سے عہد لیے جانے اور آپ کے بارے میں اللہ نے انھیں جو حکم دیا تھا اس کا ذکر ان لوگوں سے کیا گیا تو مالک بن الصیف نے کہا کہ واللہ ہمیں محمد کے بارے میں نہ کوئی حکم دیا گیا اور نہ ہم سے ان کے متعلق کوئی عہد لیا گیا تو اللہ نے اس کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:۔

أَوَكُلَّمَا عَاهَدُوا عَهْدًا نَبَذَهُ فَرِيقٌ مِنْهُمْ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ

اور کیا جب کبھی انھوں نے کوئی عہد کیا تو ان میں کی ایک
جماعت نے اس کو پھینک دیا بلکہ ان میں کے اکثر لوگ ایمان ہی نہیں لاتے۔

اور ابو صلوبا الفطیونی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اے محمد! تم ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں لائے جس کو ہم جانتے ہوں اور نہ اللہ نے تم پر کوئی ایسی کھلی نشانی اتاری کہ اس کے سبب سے ہم تمھاری پیروی کریں تو اللہ نے اس کے متعلق اپنا یہ قول نازل فرمایا۔

وَلَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ وَمَا يَكْفُرُ بِهَا إِلَّا الْفَاسِقُونَ

اور بے شک ہم نے تیری جانب (بہت سی) کھلی نشانیاں
اتاری ہیں اور ان کا انکار نافرمان لوگ ہی کیا کرتے ہیں۔

اور رافع بن حریملہ اور وہب بن زید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا۔ اے محمد ہمارے پاس کوئی ایسی کتاب لاؤ جسے آسمان سے تم ہم پر اتارو کہ ہم اسے پڑھیں اور ہمارے لیے نہریں بہا دو کہ ہم تمھاری پیروی کریں اور تمھیں سچا جانیں تو اللہ نے ان کے ان اقوال کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:۔

أَمْ تُرِيدُونَ أَنْ تَسْأَلُوا رَسُولَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوسَىٰ مِنْ قَبْلُ

وَمَنْ يَتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْإِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيْلِ ۔

یا تم چاہتے ہو کہ اپنے رسول سے ایسے سوالات کرو جیسے اس سے پہلے (بھی) موسیٰ سے سوالات کئے گئے تھے اور جو شخص کفر کو ایمان کے عوض میں بدل لے تو بے شبہ اس نے وسط راہ (یا راستے کی ہمواری یا بھلائی) کو کھو دیا ۔

ابن ہشام نے کہا کہ سَوَاءَ السَّبِيْلِ کے معنی وَسْطُ السَّبِيْلِ کے ہیں۔ حسان بن ثابت نے کہا ہے :۔

يَا وَيْحَ أَنْصَارِ النَّبِيِّ وَرَهْطِهِ ... بَعْدَ الْمُغَيَّبِ فِي سَوَاءِ الْمُلْحَدِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار اور آپ کی جماعت کے لیے لحد کے بیچ میں جسد شریف کے چھپا دینے کے بعد کا وقت کس قدر افسوس ناک تھا ۔

اور یہ بیت ان کے ایک قصیدے کی ہے جس کا ذکر ان شاء اللہ میں اس کے مقام پر کروں گا ۔

۱۷۵

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب عربوں کو اللہ نے اپنی رسالت کی خصوصیت عنایت فرمائی تو ان پر حسد کرنے والے یہود میں سب سے زیادہ سخت حیی بن اخطب اور ابو یاسر بن اخطب تھے ۔ یہ دونوں لوگوں کو اسلام سے پھیرنے کی جس قدر ان سے ہو سکتی کوشش کرتے رہتے تھے انھیں دونوں کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی ۔

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْ بَعْدِ إِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَأْتِيَ اللّٰهُ بِأَمْرِهِ إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔

اہل کتاب میں بہتوں نے ان پر حق ظاہر ہو جانے کے
بعد اپنے نفسانی حسد کے سبب سے یہ خواہش کی کہ کاش تمہارے
ایمان لانے کے بعد تمہیں لوٹا کر کافر بنا دیں۔ پس انہیں چھوڑ دو
اور ان سے منہ پھیر لو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے۔ بے شک
اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہود اور نصاریٰ کا جھگڑا

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب نجران کے نصاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو ان کے پاس یہودی علماء بھی پہنچے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان میں جھگڑا ہوا تو رافع بن حریملہ نے کہا تم کسی ٹھیک بات پر نہیں ہو اور اس نے عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کا انکار کر دیا تو نجران کے نصرانیوں میں سے ایک شخص نے یہود سے کہا تم کسی صحیح بات پر نہیں ہو اور اس نے موسیٰ (علیہ السلام) کی نبوت اور توریت کا انکار کر دیا تو اللہ (تعالیٰ) نے اس کے متعلق ان دونوں کے اقوال (بطور نقل) نازل فرمائے ہیں۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَى عَلَى شَيْءٍ وَقَالَتِ النَّصَارَى لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَى شَيْءٍ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ كَذَلِكَ قَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ فَاللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا

فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ

اور یہود نے کہا کہ نصاریٰ کسی (صحیح) چیز پر نہیں اور نصاریٰ نے کہا کہ یہود کسی (صحیح) چیز پر نہیں حالانکہ وہ (دونوں گروہ اپنی اپنی) کتاب پڑھتے ہیں اسی طرح ان لوگوں نے بھی انہیں کی سی بات کہدی جو (کچھ بھی) نہیں جانتے۔ پس اللہ قیامت کے روز ان کے درمیان فیصلہ فرمائے گا جس میں وہ آپس میں اختلاف کیا کرتے تھے۔

یعنی ہر ایک گروہ اپنی کتاب میں اس بات کی سچائی کے متعلق پڑھتا رہتا ہے جس کا وہ انکار کرتا ہے یعنی یہود عیسیٰ (علیہ السلام) کا انکار کرتے ہیں حالانکہ ان کے پاس توریت ہے جس میں وہ (معاہدہ) جو موسیٰ (علیہ السلام) کی زبانی عیسیٰ (علیہ السلام) کی تصدیق کے متعلق اللہ (تعالیٰ) نے ان سے لیا تھا موجود ہے اور انجیل میں موسیٰ (علیہ السلام) اور اس توریت کی تصدیق کا وہ (معاہدہ بھی) موجود ہے جو وہ اللہ کے پاس سے لائے تھے اور ہر گروہ اس چیز سے انکار کرتا ہے جو اس کے (مخالف) ساتھی کے ہاتھ میں ہے۔

اور رافع بن حریملہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اے محمد اگر تم اللہ کی جانب سے بھیجے ہوئے ہو جس کا تم دعویٰ کرتے ہو تو اللہ سے کہو کہ وہ ہم سے خوب باتیں کرے کہ ہم اس کی باتیں سنیں۔ تو اللہ (تعالیٰ) نے اس کے متعلق اپنا قول نازل فرمایا۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ

كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ قَدْ بَيَّنَّا

الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ۔

۱۸۶

اور جو لوگ علم نہیں رکھتے انھوں نے کہا کہ اللہ ہم سے باتیں کیوں نہیں کرتا یا ہمارے پاس کوئی نشانی (کیوں نہیں) آتی جو لوگ ان سے پہلے تھے انھوں نے بھی انھیں کی سی باتیں کیں ان کے دل ایک دوسرے کے سے ہو گئے ہیں۔ ہم نے تو یقین رکھنے والوں کے لیے کھلی کھلی نشانیاں پیش کر دی ہیں۔

اور عبداللہ بن صوری الاعور الفطیونی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ سیدھی راہ تو وہی ہے جس پر ہم ہیں۔ اے محمد ہماری پیروی کرو تو تم سیدھی راہ پر لگ جاؤ گے۔

اور نصاریٰ نے بھی اسی طرح کہا تو اللہ (تعالیٰ) نے عبداللہ بن صوری اور نصاریٰ کی باتوں کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:—

وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ تَهْتَدُوا۔

اور انھوں نے کہا کہ یہودی ہو جاؤ یا نصاریٰ تو سیدھی راہ پر لگ جاؤ گے۔

قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ۔

(اے نبی) تو کہہ دے بلکہ (ہم نے تو) ملت ابراہیم (اختیار کر لی ہے جو) ایک سو (تھے) اور مشرکوں میں سے نہ تھے۔

پھر اللہ (تعالیٰ) نے پورا قصہ اپنے اس قول تک بیان فرمایا۔

تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ

وہ ایک جماعت تھی جو گزر گئی۔ اس کو وہ (ملے گا) جو اس نے کمایا اور تمھیں وہ (ملے گا) جو تم نے کمایا اور جو کچھ وہ

کرتے تھے اس کے متعلق تم سے سوال نہ کیا جائے گا۔

کعبے کی جانب تحویل قبلہ کے وقت یہود کی باتیں

ابن اسحٰق نے کہا کہ شام کی سمت سے کعبے کی سمت قبلہ کی تحویل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے کے سترھویں مہینے کی ابتدا میں ماہ رجب میں ہوئی تو رفاعہ بن قیس اور فردم بن عمرو اور کعب بن اشرف اور رافع بن ابی رافع اور کعب بن اشرف کا حلیف الحجاج بن عمرو اور الربیع ابن الربیع بن ابی الحقیق اور کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا اے محمد تمھیں اس قبلے سے جس کی جانب تم تھے کس چیز نے پھیر دیا حالانکہ تمھیں تو اس بات کا دعوے ہے کہ تم ملت ابراہیمی اور دین ابراہیمی پر ہو۔ تم جس قبلے کی جانب تھے اس کی جانب لوٹ آؤ تو ہم تمھاری پیروی کریں گے اور تم کو سچا مانیں گے اور وہ صرف آپ کو آپ کے دین سے برگشتہ کرنا چاہتے تھے تو اللہ نے ان کے متعلق (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:۔

۱۷۷ سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّاهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا قُلْ لِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ

مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ

عنقریب لوگوں میں سے بے وقوف کہیں گے کہ کس چیز نے انھیں ان کے اس قبلے سے پھیر دیا جس پر وہ تھے کہہ مشرق ومغرب اللہ ہی کے ہیں وہ جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ بتا دیتا ہے اور اسی طرح ہم نے تم کو بہترین جماعت بنایا کہ تم لوگوں کے لیے گواہ بنو اور رسول تمھارے لیے گواہ بنے۔ اور جس قبلے پر تو تھا وہ تیرے لیے ہم نے صرف اس لیے مقرر کیا تھا کہ جو رسول کی پیروی کرتا ہے اس کو اس شخص سے ممتاز کریں جو اپنی ایڑیوں کی جانب لوٹ جاتا ہے۔

یعنی آزمائش اور امتحان کے طور پر ایسا کیا۔

وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ

اور اگرچہ یہ بڑی (بھاری) بات تھی مگر ان لوگوں پر (کوئی بھاری بات نہ تھی) جنھیں اللہ نے سیدھی راہ دکھادی ہے۔

یعنی (جنھیں) آزمائش سے (گزرنے اور امتحان میں کامیابی حاصل کرنے کی راہ بتادی) یعنی جنھیں اللہ نے ثابت قدم رکھا۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ

اور اللہ ایسا نہیں کہ تمھارا ایمان برباد کرے۔

یعنی تمھارا جو ایمان پہلے قبلے کے متعلق تھا اور تم نے اپنے نبی کی تصدیق کی تھی اور تحویل قبلہ تک جو پیروی تم نے اس کی کی اور دونوں قبلوں کے متعلق تم نے جو اپنے نبی کی اطاعت کی (ان نیکیوں کو برباد نہیں کرے گا) یعنی وہ تمھیں ان دونوں کا اجر عنایت فرمائے گا۔

اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔

بے شبہہ اللہ لوگوں پر مہربانی اور رحم کرنے والا ہے۔

پھر فرمایا :۔

قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ۔

تیرے چہرے کے آسمان میں (یعنی آسمان کی جانب بار بار) پھرنے کو ہم دیکھ رہے ہیں پس بے شبہہ ہم تجھے اسی قبلے کے جانب پھیر دیں گے جس کو تو پسند کرتا ہے۔ بس (اب تو اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف کر دے اور (اے محمد کی امت والو) تم جہاں کہیں رہو اپنے چہرے اسی کی جانب کر دو۔

ابن ہشام نے کہا کہ شطرہ کے معنی نحوہ وقصدہ کے ہیں یعنی اس کی جانب ۔ عمرو بن احمر الباہلی نے ایک اونٹنی کا بیان کرتے ہوئے کہا ہے۔ اور باہلہ یعصر بن سعد بن قیس بن عیلان کا بیٹا تھا۔

تَعْدُو بِنَا شَطْرَ جَمْعٍ وَهِيَ عَاقِدَةٌ　　قَدْ كَارَبَ الْعَقْدُ مِنْ إِيقَادِهَا الْحَقَبَا

وہ (اونٹنی) ہمیں لیے ہوئے مزدلفے کی جانب تیز چلی جا رہی ہے حالانکہ دم دبائے ہوئے ہے اور اس کی گرم رفتاری کے سبب سے دبی ہوئی دم تنگ کے نیچے تک پہنچنے کے قریب ہو گئی ہے۔ (ابتدائے حمل میں اونٹنیاں دم دبائے رکھتی ہیں اور ایسی اونٹنیاں تیز نہیں چلا کرتیں۔ شاعر اسی بات کی تعریف کر رہا ہے کہ وہ حمل کے ابتدائی زمانے کے باوجود تیز دوڑ رہی تھی)

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے

اور قیس بن خویلد الہذلی نے اونٹنی کے وصف میں کہا ہے :۔

إنَّ النَّعُوسَ بِهَا دَاءٌ مُخَامِرُهَا ۔۔۔ فَشَطْرُهَا نَظَرُ العَيْنَيْنِ مَحْسُورُ

نعوس (اونٹنی کا نام ہے) کو اس (کی رگ رگ) میں پھیل
جانے والی بیماری ہے۔ اس لیے اس کی جانب آنکھوں کا دیکھنا
تھکا دینے والا ہے۔ (یعنی سفر کے طے کرنے کی امید نہ کرنا چاہیے)۔

ابن ہشام نے کہا کہ نعوس اس کی اونٹنی کا نام ہے اس لیے اس نے اس کو تھکی نظروں سے دیکھا۔ محسور بمعنی حسیر قرآن مجید میں مذکور ہے۔ وھو حسیر۔

وَإِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّهِمْ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ

اور بے شک جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے وہ یقیناً جانتے
ہیں کہ وہ (قرآن) حق ہے۔ ان کے پروردگار کی جانب سے ہے
اور جو کام وہ کر رہے ہیں اللہ اس سے غافل نہیں ہے۔

وَلَئِنْ أَتَيْتَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ بِكُلِّ آيَةٍ مَّا تَبِعُوا قِبْلَتَكَ وَمَا أَنتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ وَمَا بَعْضُهُم بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُم مِّن بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ إِنَّكَ إِذًا لَّمِنَ الظَّالِمِينَ

اور اگر تو ان لوگوں کے پاس جنھیں کتاب دی گئی ہے ہر طرح
کی نشانی لائے تو وہ تیرے قبلے کی پیروی نہ کریں گے اور تو بھی ان
کے قبلے کی پیروی کرنے والا نہیں اور ان میں کے بعض افراد بھی دوسرے

بعض افراد کے قبلے کی پیروی کرنے والے نہیں اور تیرے پاس جو علم آچکا ہے اس کے بعد بھی اگر تو نے ان کی خواہشوں کی پیروی کی تو بے شبہہ تو ظالموں میں سے ہوگا۔
ابن اسحٰق نے کہا اللہ کے اس قول تک

وَاِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ

اور بے شبہہ وہ حق ہے تیرے پروردگار کی جانب سے اس لیے تو شک کرنے والوں میں سے ہرگز نہ ہو۔

یہودیوں کا توریت کی سچی باتوں کو چھپانا

بنی سلمہ والے معاذ بن جبل اور بنی اشہل والے سعد بن معاذ اور بلحارث بن الخزرج والے خارجہ بن زید نے علماء یہود میں کی ایک جماعت سے بعض ایسے مسائل کے متعلق پوچھا جو توریت میں ہیں تو انھوں نے ان مسائل کو چھپایا اور اس کے متعلق کچھ بتانے سے انکار کیا تو اللہ (تعالیٰ) نے ان کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:۔

۱۶۹ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ

بے شک جو لوگ چھپاتے ہیں ان کھلی باتوں اور (ایسی) ہدایت کو جس کو ہم نے اتارا ہے بعد اس کے کہ ہم نے اسے لوگوں کے لیے کتاب میں بیان (بھی) کر دیا ہے یہ وہی ہیں جن پر اللہ ملامت فرماتا ہے اور جو لوگ ملامت کرنے والے ہیں وہ (سب) ان پر ملامت کرتے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوتِ اسلام پر ان کا جواب

کہاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل کتاب میں کے یہود کو اسلام کی دعوت دی اور انھیں اس کی رغبت دلائی اور انھیں اللہ کے عذاب و سزا سے ڈرایا تو رافع بن خارجہ اور مالک بن عوف نے کہاکہ اے محمد (ہم تمھاری بات نہ مانیں گے) بلکہ ہم تو اسی (روش) کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے بزرگوں کو پایا ہے کیونکہ وہ زیادہ جاننے والے اور ہم سے بہتر تھے تو اللہ عزوجل نے ان کے اقوال کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی :۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ

اور جب ان سے کہا گیا کہ اللہ نے جو (کلام) نازل فرمایا ہے اس کی پیروی کرو تو انھوں نے کہا (نہیں) بلکہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے بزرگوں کو پایا ہے اور کیا اگرچہ ان کے باپ دادا کچھ بھی عقل نہ رکھتے ہوں اور نہ ہدایت پائے (ہوئے) ہوں ۔

بنی قینقاع کے بازار میں یہودیوں کا جمگھٹا

اور جب جنگ بدر کے روز اللہ (تعالیٰ) نے قریش پر مصیبت ڈھائی

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو آپ نے یہود کو سوق بنی قینقاع میں جمع کیا اور فرمایا:۔

یَا مَعْشَرَ یَهُودَ أَسْلِمُوا قَبْلَ أَنْ یُصِیبَکُمُ اللّٰهُ بِمِثْلِ مَا أَصَابَ بِهِ قُرَیْشًا

اے گروہ یہود اسلام اختیار کرلو اس سے پہلے کہ اللہ تم پر بھی ویسی (ہی) مصیبت ڈالے جیسی قریش پر ڈالی۔

تو انھوں نے آپ سے کہا اے محمد تم اس بھلاوے میں نہ رہنا کہ تم نے قریش کی ایک (ایسی) جماعت کو قتل کر ڈالا جو ناتجربہ کار تھی اور جنگ کرنا نہ جانتی تھی۔ واللہ اگر تم ہم سے جنگ کرو تو تمھیں معلوم ہو گا کہ ہم خاص قسم کے لوگ ہیں اور تمھیں کوئی ہمارا سا نہیں ملا۔ تو اللہ (تعالیٰ) نے اس قول کے متعلق (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:۔

قُلْ لِلَّذِینَ کَفَرُوا سَتُغْلَبُونَ وَتُحْشَرُونَ إِلَى جَهَنَّمَ وَبِئْسَ الْمِهَادُ

(اے نبی) جن لوگوں نے کفر کیا ان سے کہدے کہ بہت جلد تم لوگ مغلوب کئے جاؤ گے اور جہنم کی طرف جمع کئے جاؤ گے اور وہ (بہت) برا فرش ہے۔

قَدْ کَانَ لَکُمْ آیَةٌ فِی فِئَتَیْنِ الْتَقَتَا فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِی سَبِیلِ اللّٰهِ وَأُخْرَى کَافِرَةٌ تَرَوْنَهُمْ[1] مِثْلَیْهِمْ رَأْیَ الْعَیْنِ وَاللّٰهُ یُؤَیِّدُ بِنَصْرِهِ

[1] (الف۔ب) میں ترونہم تاء فوقانیہ سے ہے اور (ج د) میں یاء تحتانیہ سے ہے اور کلام مجید میں بھی دونوں قراءتوں کی روایتیں موجود ہیں۔ یرونہم یاء تحتانیہ سے ہو تو اس کے معنی

مَنْ يَشَاءُ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِأُولِي الْأَبْصَارِ

بے شبہہ تمہارے لیے ایک نشانی تھی دو جماعتوں میں جو ایک دوسرے سے مقابل ہوئیں۔ ایک جماعت اللہ کی راہ میں جنگ کر رہی ہے اور دوسری کافر ہے۔ تم انھیں ان کا دونا دیکھ رہے تھے (اور یہ کچھ خیالی بات نہ تھی بلکہ) آنکھوں دیکھا (معاملہ تھا) اور اللہ اپنی مدد سے جس کی تائید چاہتا ہے کرتا ہے بے شبہہ اس میں بصیرت والوں (یا دیکھنے والوں) کے لیے عبرت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہود کی عبادتگاہ میں تشریف لے جانا

کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہود کی عبادت گاہ میں یہود کی ایک جماعت کے پاس تشریف لے گئے (اور) انھیں اللہ کی طرف بلایا تو النعمان بن عمرو اور الحارث بن زید نے آپ سے پوچھا اے محمد تم کس دین پر ہو تو آپ نے فرمایا:—

عَلَىٰ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ وَدِينِهِ

ملت ابراہیم اور دین ابراہیم پر (ہوں)

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ وہ انھیں ان کا دونا یا اپنا دونا دیکھتے ہیں معنی ہوں گے اور یہاں کی ضمیروں کے مرجعوں میں بہت کچھ اختلافات ہیں اس لیے میں نے ضمیروں کے مرجعوں کو ترجمے میں ظاہر کرنے کی کوشش نہیں کی۔ مرجعوں کے اختلاف سے مختلف معانی پیدا ہوتے ہیں جنھیں مرجعوں کی تفصیل مطلوب ہو وہ کتب تفسیر کی جانب رجوع فرمائیں۔ (احمد محمودی)

۱۸۰

ان دونوں نے کہا کہ ابراہیم تو یہودی تھے تو آپ نے ان سے فرمایا:۔

فَهَلُمَّ إِلَى التَّوْرَاةِ فَهِيَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ

اچھا توریت میرے سامنے لاؤ وہ ہمارے اور تمہارے درمیان (فیصلہ کرے گی)۔

انھوں نے اس سے انکار کیا تو اللہ نے ان کے متعلق (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِنَ الْكِتَابِ يُدْعَوْنَ إِلَى كِتَابِ اللَّهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلَّى فَرِيقٌ مِنْهُمْ وَهُمْ مُعْرِضُونَ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ وَغَرَّهُمْ فِي دِينِهِمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ

کیا تو نے ان لوگوں کی حالت نہیں دیکھی جنھیں کتاب میں سے کچھ حصہ دیا گیا ہے وہ اللہ کی کتاب کی جانب بلائے جاتے ہیں تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے۔ پھر (بھی) ان میں کی ایک جماعت روگردانی کرتی ہے اور وہ ہیں ہی روگردان ۔ یہ حالت اس وجہ سے ہے کہ انھوں نے کہدیا کہ بجز چند دنوں کے ہمیں آگ ہرگز نہ چھوئے گی اور جو جھوٹے الزام وہ دیا کرتے تھے اس نے انھیں ان کے دین کے متعلق دھوکے میں ڈال دیا۔

یہود کے علما اور نجران کے نصاری جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے اور آپس میں جھگڑنے لگے تو یہود کے علما نے کہا کہ ابراہیم تو یہودی ہی تھے اور نجران کے نصاری نے کہا کہ نہیں ابراہیم نصرانی تھے تو اللہ نے

ان کے متعلق (یہ آیتیں) نازل فرمائیں۔

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تُحَاجُّونَ فِي إِبْرَاهِيمَ وَمَا أُنْزِلَتِ التَّوْرَاةُ وَالْإِنْجِيلُ إِلَّا مِنْ بَعْدِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ هَا أَنْتُمْ هَؤُلَاءِ حَاجَجْتُمْ فِيمَا لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَاجُّونَ فِيمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَكِنْ كَانَ حَنِيفًا مُسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ

(اے نبی) کہہ دے اے اہل کتاب تم ابراہیم کے متعلق کیوں جھگڑتے ہو حالانکہ توریت و انجیل نہیں اتاری گئی مگر اس کے بعد تو کیا تم عقل نہیں رکھتے (دیکھو) یہ تم لوگ (وہی تو) ہو (کہ) جس میں تمھیں (کچھ) علم تھا اس میں جھگڑ ہی چکے۔ پھر ایسی چیز میں تم کیوں جھگڑتے ہو جس کا تمھیں کچھ بھی علم نہیں اور حقیقت تو) اللہ (ہی) جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ابراہیم نہ (تو) یہودی تھے اور نہ نصرانی بلکہ یکسوئی رکھنے والے فرمان بردار (بندے) تھے اور شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے بے شک لوگوں میں ابراہیم سے زیادہ قریب وہ لوگ (تھے) جنھوں نے ان کی پیروی کی اور یہ نبی اور وہ لوگ جو (ان پر) ایمان لائے ہیں اور اللہ (تو) ایمانداروں (ہی) کا مربی ہے۔

اور عبداللہ بن ضیف اور عدی بن زید اور الحارث بن عوف نے

ایک دوسرے سے کہا کہ آؤ محمد اور اس کے ساتھیوں پر جو چیز اتری ہے اس پر صبح کو ایمان لائیں اور شام میں اس کا انکار کر دیں تاکہ ان کے لیے ان کے دین میں شبہے ڈالدیں (یہ اس لیے) کہ وہ بھی ایسا ہی کریں جیسا ہم کر رہے ہیں اور وہ اپنے دین سے پلٹ جائیں تو اللہ (تعالیٰ) نے ان کے بارے میں (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:۔

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَلْبِسُونَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ

اے کتاب والو تم حق کو باطل سے کیوں گڈمڈ کرتے ہو
تم جان بوجھ کر حق کو (کیوں) چھپاتے ہو۔

وَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمِنُوا بِالَّذِي أُنْزِلَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوا آخِرَهُ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ وَلَا تُؤْمِنُوا إِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِينَكُمْ قُلْ إِنَّ الْهُدَى هُدَى اللَّهِ أَنْ يُؤْتَى أَحَدٌ مِثْلَ مَا أُوتِيتُمْ أَوْ يُحَاجُّوكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

اہل کتاب کے ایک گروہ نے کہا کہ جو لوگ ایمان لائے
ہیں ان پر جو چیز اتاری گئی ہے اس کو دن کے ابتدائی حصے میں مان لو
اور آخری حصے میں انکار کر دو شاید کہ وہ (اپنے دین سے) پلٹ جائیں
اور (حقیقت میں) اس شخص کے سوا جو تمھارے دین کی پیروی کرے

(کسی اور کو) نہ مانو (اے نبی) کہدے کہ بے شک ہدایت تو اللہ کی ہدایت ہے (اور اس بات کو بھی نہ مانو) کہ کسی کو ویسی چیز دیگئی ہے جو تم کو دی گئی ہے یا وہ تمھارے پروردگار کے پاس تم پر حجت میں غالب ہو جائیں گے۔ (اے نبی) کہدے کہ فضل اللہ (ہی) کے ہاتھ میں ہے وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ وسعت والا اور (ہر شخص کی قابلیتوں کو) جاننے والا ہے۔

جب یہود کے علما اور نجران کے نصاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے اور آپ نے انھیں اسلام کی دعوت دی تو ابو نافع القرظی نے کہا اے محمد کیا تم یہ چاہتے ہو کہ جس طرح نصاری عیسیٰ بن مریم کی پرستش کرتے ہیں ہم بھی تمھاری پرستش کریں اور نجران والے نصرانیوں میں کے ایک شخص الربّیس نامی نے کہا اور بعض روایتوں میں الریس اور الرئیس بھی ہے۔ اے محمد کیا تم یہی چاہتے ہو اور اسی (اعتقاد) کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو ۔ یا جس[1] طرح اس نے کہا ۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

مَعَاذَ اللهِ أَنْ أَعْبُدَ غَيْرَ اللهِ أَوْ آمُرَ بِعِبَادَةِ غَيْرِهِ فَمَا بِذٰلِكَ بَعَثَنِي اللهُ وَلَا أَمَرَنِي

(میں) اللہ کی پناہ (مانگتا ہوں) اس بات سے کہ غیر اللہ کی عبادت کروں یا اس کے غیر کی عبادت کا حکم دوں۔ نہ اللہ نے مجھے اس (عقیدے) کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے (اور) نہ اس نے مجھے اس کا حکم فرمایا ہے۔ یا آپ[1] نے جس طرح فرمایا ۔ تو اللہ نے ان دونوں کے اقوال کے متعلق (یہ ارشاد) فرمایا :۔

[1] ۔ یہ الفاظ راوی نے اپنے حافظے پر بھروسہ نہ کرنے کی وجہ سے کہے ہیں کہ روایت بالفاظ صحیح ہونے کا راوی کو یقین نہیں ۔ لیکن مطلب یہی تھا ۔ (احمد محمودی)۔

مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِّي مِن دُونِ اللّٰهِ وَلٰكِن كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنتُمْ تَدْرُسُونَ

(یہ بات) کسی بشر کو (زیبا) نہیں کہ اللہ کتاب اور حکمت اور نبوت عنایت فرمائے (اور) پھر وہ لوگوں سے یہ کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے پرستار بن جاؤ۔ لیکن (اس کا یہ کہنا ٹھیک ہے کہ) تم لوگ علماء فقہاء اور سادات بن جاؤ اس سبب سے کہ تم کتاب کی تعلیم دیتے اور تعلیم حاصل کرتے رہتے ہو۔

ابن ہشام نے کہا کہ ربانیین کے معنی عالموں، فقیہوں اور سرداروں کے ہیں اس کا واحد ربانی ہے۔ شاعر نے کہا ہے۔

لَوْ كُنْتُ مُرْتَهِنًا فِي الْقَوْسِ أَفْتَنَنِي ۔۔۔ مِنْهَا الْكَلَامُ وَرَبَّانِيُّ أَحْبَارِ

اگر میں کسی (تارک الدنیا) راہب کی خانقاہ میں مقیم ہوتا (تو بھی) اس محبوبہ کی باتیں مجھے اور اس راہب فقیہ و عالم (دونوں) کو بھی دین سے بھٹکا دیتیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ قوس کے معنی راہب کی خانقاہ کے ہیں اور افتننی بنی تمیم کی زبان ہے اور بنی قیس فتننی کہتے ہیں۔ جریر[1] نے کہا ہے۔

لَا وَصْلَ إِذْ صَرَمَتْ هِنْدٌ وَلَوْ وَقَفَتْ ۔۔۔ لَاسْتَنْزَلَتْنِي وَذَا الْمِسْحَيْنِ فِي الْقَوْسِ

[1] ۔ خط کشیدہ زیادتی بجز نسخہ (الف) کے دوسرے نسخوں میں نہیں ہے۔ نسخہ (الف) کے تتبع میں (ب) میں بھی اصل میں لکھی گئی ہے۔ لیکن ساتھ ہی حاشیے پر صراحت کر دی ہے کہ یہ زیادتی یورپ کے

جب ہند جدا ہو گئی تو (اس سے) ملنے کا (کوئی موقع)
نہ رہا اور اگر (وہ) ٹھیرتی تو مجھے اور موٹے کپڑے پہن کر خانقاہ میں
رہنے والے کو بھی (اپنے مقام سے) اتار لیتی (یعنی زہد و تقویٰ
چھڑا دیتی)

(قوس) یعنی راہب کی خانقاہ۔ اور ربانی رب سے مشتق ہے جو
سید کے معنی میں ہے اللہ کی کتاب میں ہے۔

فَيَسْقِي رَبَّهُ خَمْرًا۔

وہ اپنے سردار کو شراب پلائے گا۔
جس میں رب سے مراد سید و سردار ہے۔ فرمایا:۔

۱۸۳ وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ

اور وہ تمھیں حکم نہ دے گا کہ تم فرشتوں اور نبیوں کو
ارباب بنا لو کیا وہ تمھیں کفر کا حکم دے گا اس کے بعد کہ تم مسلمان
ہو چکے ہو۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد اس نے اس عہد کا ذکر فرمایا جو ان
سے اور ان کے انبیاء سے لیا تھا کہ جب آپ ان کے پاس تشریف لائیں تو
آپ کی تصدیق کریں اور اپنے آپ پر لازم ہونے کا جو اقرار انھوں نے کیا
تھا اس کا ذکر فرمایا اور فرمایا:۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ:۔ نسخے کے سوا دوسرے نسخوں میں نہیں اور اس میں تکرار بھی ہو گئی
ہے جو بعد کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے۔
(احمد محمودی)

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَى ذَلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ

(وہ وقت یاد کرو) جبکہ اللہ نے نبیوں سے عہد لیا کہ میں نے جو تمھیں کتاب اور حکمت دی ہے (اس شرط سے کہ اس کے بعد) پھر تمھارے پاس کوئی ایسا رسول آئے جو اس (کتاب و حکمت) کی تصدیق کرنے والا ہو جو تمھارے ساتھ ہے تو ضرور تم اس پر ایمان لاؤ گے اور ضرور اس کی مدد کرو گے۔ فرمایا کیا تم نے قبول کیا اور اس (شرط) پر میرے (اس) عہد کا بار اٹھا لیا۔ انھوں نے کہا ہم نے قبول کیا۔ فرمایا تم (ایک دوسرے کے بارے میں) گواہ رہو اور میں بھی تمھارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔ آخر بیان تک۔

انصار کو آپس میں لڑا دینے کی یہود کی کوشش

ابن اسحٰق نے کہا کہ شاس بن قیس جو بہت بوڑھا۔ کفر کا سرگروہ مسلمانوں سے سخت کینہ اور حسد رکھنے والا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی

ایک مجلس سے اس کا گزر ہوا جس میں اوس وخزرج کے لوگ ایک جگہ بیٹھے آپس میں گفتگو کر رہے تھے ان کی آپس کی محبت، الفت، جمعیت اور جاہلیت کے زمانے میں ان کی آپس میں دشمنی پھر اسلام کی وجہ سے ان کے تعلقات کی خوشگواری دیکھی تو جل گیا اور کہا کہ بنی قیلہ کے سرداران شہروں میں اکٹھے ہو گئے ہیں۔ واللہ ان کے سرداروں کے اس مقام پر اس اجتماع (کے دیکھنے) سے ہمیں تو چین نہ آئے گا۔ اور یہود کے ایک کم سن نوجوان کو حکم دیا اور کہا ذرا ان کی طرف توجہ کر۔ ان کے ساتھ مل جل کر بیٹھ اور جنگ بعاث اور اس کے پہلے کے واقعات کا تذکرہ ان سے کیا کر اور انھیں وہ اشعار سنا جو انھوں نے ایک دوسرے کے مقابلے میں کہے تھے۔ اور جنگ بعاث وہ جنگ تھی جس میں اوس وخزرج نے ایک دوسرے سے جنگ کی تھی اور اس (لڑائی) میں خزرج پر اوس کو فتح حاصل ہوئی تھی اور اس زمانے میں اوس کا سردار ابو اسید بن حضیر بن سماک الاشہلی اور خزرج کا عمرو بن النعمان البیاضی تھا اور یہ دونوں کے دونوں مارے گئے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابو قیس بن الاسلت کہتا ہے۔

۱۸۷

عَلَى أَنْ قَدْ فُجِعْتُ[1] بِذِي حِفَاظٍ فَعَاوَدَنِي لَهُ حُزْنٌ رَصِينُ

باوجود اس کے کہ خشمناک مقام میں مجھ پر ایسی مصیبت ڈالی گئی کہ ایک دائمی غم مجھ پر پلٹتا رہا ہے۔

فَإِمَّا تَقْتُلُوهُ فَإِنَّ عَمْرًا أُعِضَّ بِرَأْسِهِ عَضْبٌ سَنِينُ

(لیکن) اگر تم نے اس (حضیر) کو قتل کیا ہے تو عمرو کا سر بھی تیز تلوار کے دانتوں میں دبایا گیا ہے۔

اور یہ دونوں بیتیں اس کے ایک قصیدے کی ہیں۔ اور جنگ بعاث کا بیان جتنا کہ میں نے ذکر کیا ہے۔ اس سے بہت زیادہ ہے لیکن مجھے

[1] (الف) میں قد نہیں ہے جس کی وجہ سے مصرع کا وزن باقی نہیں رہتا۔ (احمد محمودی)

اس کے پورے بیان کرنے سے روکنے والا (سیرت نبوی کے بیان کا) وہی انقطاع ہے جس کا ذکر میں نے کر دیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس (نوجوان) نے ویسا ہی کیا تو اسی وقت ان لوگوں میں تو تو میں میں ہونے لگی اور کشمکش، فخر اور مباہات شروع ہو گئی نوبت یہاں تک پہنچی کہ دونوں قبیلوں میں سے ایک ایک شخص حملے کے لیے نیم استادہ ہو گیا۔

اوس میں سے بنی حارثہ بن الحارث میں کا اوس بن قیظی نامی اور خزرج میں سے بنی سلمہ میں کا جبار بن صخر نامی یہ دونوں ایک دوسرے سے الجھنے لگے۔ پھر ان میں کے ایک نے اپنے مقابل والے سے کہا کہ اگر تم چاہو تو ابھی اس (جنگ) کی پھر ابتدا کریں۔ غرض دونوں جماعتیں غصے میں بھر گئیں۔ اور انھوں نے کہا اچھا تمھارے (اور) اپنے مقابلے کے لیے یہ سیاہ پتھریلا مقام ہم نے مقرر کر دیا ہتھیار لاؤ۔ ہتھیار لاؤ (کی چیخ پکار ہونے لگی)۔ اور وہ سب کے سب اس میدان کی جانب نکل کھڑے ہوئے۔ اس کی خبر (جب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ اپنے ساتھ کے مہاجرین صحابہ کو لیے ہوئے ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا:—

يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ اللهَ اللهَ أَبِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ وَأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ بَعْدَ أَنْ هَدَاكُمُ اللهُ لِلْإِسْلَامِ وَأَكْرَمَكُمْ بِهِ وَقَطَعَ بِهِ عَنْكُمْ أَمْرَ الْجَاهِلِيَّةِ وَاسْتَنْقَذَكُمْ بِهِ مِنَ الْكُفْرِ وَأَلَّفَ بِهِ بَيْنَكُمْ

اے گروہ مسلمین خدا (سے ڈرو) خوف خدا (کرو) کیا جاہلیت کے دعووں پر (لڑے پڑتے ہو) حالانکہ میں تم میں موجود ہوں۔ تمھیں اللہ نے اسلام کی ہدایت دی اور تمھیں عزت دی اور اس اسلام کے ذریعے سے جاہلیت کی باتیں تم سے الگ کر دیں اور

اس کے ذریعے تمھیں کفر سے نجات دلائی اور اس کے ذریعے سے
تمھارے درمیان الفت پیدا کی۔

پس ان لوگوں نے سمجھ لیا کہ وہ شیطانی ایک جھگڑا اور ان کے دشمن کی ایک چال تھی وہ رو پڑے اور اوس وخزرج کے افراد ایک دوسرے سے گلے ملنے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرماں برداری اور اطاعت کی اور آپ کے ہمراہ (وہاں سے) واپس چلے آئے۔ ۱۸۵

اللہ کے دشمن شاس بن قیس کی چال (سے جو آگ بھڑک اٹھی تھی اس) کو اللہ نے بجھا دیا اور اللہ (تعالیٰ) نے شاس بن قیس اور اس کی چالبازی کے متعلق (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:۔

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ شَهِيدٌ عَلَى مَا تَعْمَلُونَ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ مَنْ آمَنَ تَبْغُونَهَا عِوَجًا وَأَنْتُمْ شُهَدَاءُ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ

(اے محمد) کہدے اے اہل کتاب اللہ کی آیتوں کا تم کیوں انکار کرتے ہو حالانکہ اللہ نگران ہے ان کاموں کا جو تم کر رہے ہو۔ اے اہل کتاب جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کو اللہ کے راستے سے کیوں پھیرتے ہو اور ان کو ٹیڑھا چلانا چاہتے ہو۔ حالانکہ تم گواہ ہو اور اللہ ان کاموں سے غافل نہیں ہے جو تم کر رہے ہو۔

اوس بن قیظی اور جبار بن صخر اور ان دونوں کی قوم کے ان لوگوں کے متعلق جو ان کے ساتھ تھے اور شاس نے جاہلیت کے واقعات کے ذریعے جو رخنہ اندازی کی تھی انھوں نے اسی کے سبب سے مذکورہ کارروائی کی ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تُطِيعُوا فَرِيقًا مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ

يَرُدُّوكُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ كَافِرِينَ وَكَيْفَ تَكْفُرُونَ وَأَنتُمْ تُتْلَى عَلَيْكُمْ آيَاتُ اللَّهِ وَفِيكُمْ رَسُولُهُ وَمَن يَعْتَصِم بِاللَّهِ فَقَدْ هُدِيَ إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ الی قوله وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ

اے وہ لوگو جو ایمان لا چکے ہو جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے اگر ان میں کسی جماعت کی بات مانو گے تو وہ تمھیں تمھارے ایمان کے بعد کفر کی حالت میں لوٹا لینگے اور تم کس طرح کفر اختیار کرتے ہو حالانکہ تم پر اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور تم میں اس کا رسول (موجود) ہے اور جس شخص نے اللہ (کے دامن) کو پکڑ لیا بے شبہہ سیدھی راہ کی جانب اس کی رہنمائی ہو گئی ۔ اے وہ لوگو جو ایمان اختیار کر چکے ہو اللہ سے جیسا ڈرنا چاہیئے ویسا ڈرو اور نہ مرو مگر اس حال میں کہ تم اطاعت گزار رہو ۔ اس کے فرمان ۔ ان لوگوں کے لیے بڑا عذاب ہے ۔ تک ۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب عبداللہ بن سلام اور ثعلبہ بن سعیۃ اور اسید بن عبید اور ان کے ساتھ یہود کے جن لوگوں نے اسلام اختیار کیا تھا مسلمان ہوئے اور ایمان لائے اور تصدیق کی اور اسلام سے محبت کرنے لگے اور اس میں انھیں رسوخ حاصل ہو گیا تو یہود کے علماء میں کے کافروں نے کہا کہ محمد پر ایمان لانے والے اور اس کی پیروی کرنے والے ہم میں کے بدترین لوگوں کے سوا اور کوئی نہیں ۔ اور اگر وہ ہم میں کے بہتر افراد ہوتے تو وہ اپنے باپ دادا کا دین نہ چھوڑتے اور دوسرے دین کی طرف نہ جاتے تو اللہ نے ان کے اس قول کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:—

لَيْسُوا سَوَاءً مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ أُمَّةٌ قَائِمَةٌ يَتْلُونَ آيَاتِ اللهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُونَ

سب کی حالت ایک سی نہیں اہل کتاب میں ایک گروہ ایسا بھی ہے جو سیدھی راہ پر جما ہوا ہے۔ یہ لوگ اللہ کی آیتیں رات کے اوقات میں پڑھتے اور سجدے کرتے رہتے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ آناء اللیل کے معنی ساعات اللیل کے ہیں یعنی رات کے اوقات میں اور اس کا واحد انی ہے۔ المتنخل الہذلی نے جس کا نام مالک بن عویمر تھا اپنے لڑکے اثیلۃ کے مرثیے میں کہا ہے۔

حُلْوٌ وَمُرٌّ كَعَطْفِ الْقِدْحِ شِيمَتُهُ ... فِي كُلِّ إِنْيٍ قَضَاهُ اللَّيْلُ يَنْتَعِلُ

۱۸۶

وہ میٹھا (بھی تھا) اور اس کی سیرت تیر کی نوک کی طرح کڑوی (اور سخت بھی تھی) اور قضا و قدر الٰہی کے موافق وہ ہر وقت جوتا پہنے ہوئے (سفر کے لیے تیار) رہتا تھا۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

اور لبید بن ربیعہ جنگلی گدھے کی تعریف میں کہتا ہے۔

يُطَرِّبُ آنَاءَ النَّهَارِ كَأَنَّهُ ... غَوِيٌّ سَقَاهُ فِي التِّجَارِ نَدِيمُ

دن کے اوقات میں وہ ایسا اچھلتا کودتا پھرتا ہے۔ گویا وہ ایک گمراہ ہے جس کو اس کے ساتھی نے کلالوں کے پاس (شراب) پلادی ہے۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے اور مجھے یونس سے جو خبر ملی ہے اس میں انی (مقصور) ہے۔

يُؤْمِنُونَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ

عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَأُولَٰئِكَ مِنَ الصَّالِحِينَ

وہ لوگ ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے اور اچھی باتوں میں (ایک دوسرے سے) سبقت کرتے ہیں اور یہی لوگ نیکوں میں سے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مسلمانوں کا یہودیوں سے میل جول رہا کرتا تھا کیونکہ ان کے آپس میں پڑوس کے تعلقات بھی تھے اور جاہلیت کے عہد و پیمان بھی تھے تو اللہ نے انھیں راز دار بنانے سے روکنے کے لیے (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِنْ دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ هَا أَنْتُمْ أُولَاءِ تُحِبُّونَهُمْ وَلَا يُحِبُّونَكُمْ وَتُؤْمِنُونَ بِالْكِتَابِ كُلِّهِ

اے وہ لوگو جنھوں نے ایمان قبول کیا ہے تم اپنے لوگوں کے سوا (دوسروں کو) رازدار نہ بناؤ۔ وہ تمھارے درمیان فساد پیدا کرنے میں کسی طرح کی کوتاہی نہیں کرتے۔ ان کی خواہش ہے کہ تم دشواری میں پڑو۔ اب تو خود ان کے منہ سے دشمنی ظاہر ہو چکی ہے اور جن باتوں کو ان کے دل چھپائے ہوئے ہیں وہ اس سے بھی بڑی ہیں۔ ہم نے تمھیں کھلی کھلی علامتیں بتا دی ہیں۔ اگر تم عقل رکھتے ہو (تو سمجھو) یہ تم لوگ تو ان سے محبت رکھتے ہو اور وہ تم سے محبت نہیں رکھتے اور تم تو مکمل جنس کتاب پر ایمان رکھتے ہو۔

یعنی تم ان کی کتاب کو بھی مانتے ہو اور اپنی کتاب کو بھی اور ان تمام کتابوں کو بھی جو اس سے پہلے گزر چکی ہیں اور وہ لوگ تمھاری کتاب کا انکار کرتے ہیں اس لیے تمھیں ان سے دشمنی رکھنا بہ نسبت ان کے تم سے دشمنی رکھنے کے زیادہ سزاوار ہے۔

۱۸۷

وَإِذَا لَقُوكُمْ قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا عَضُّوا عَلَيْكُمُ الْأَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ قُلْ مُوتُوا بِغَيْظِكُمْ الخ

اور جب انھوں نے تم سے ملاقات کی تو کہا کہ ہم نے ایمان قبول کرلیا ہے اور جب وہ تنہائی میں گئے تو تم پر غصے کے سبب سے انگلیاں کاٹنے لگے (اے مخاطب) کہدے کہ تم اپنے غیظ وغضب ہی میں مرجاؤ۔ آخر تک۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ فنحاص کا حادثہ

کہا کہ ابوبکر صدیق یہود کے پاس ان کے عبادت خانے میں گئے تو ان میں کے بہت سے لوگوں کو انھیں میں کے ایک شخص فنحاص نامی کے پاس اکھٹا دیکھا وہ ان کے عالموں اور ماہروں میں سے تھا اور اس کے ساتھ ان کے عالموں میں سے ایک اور عالم اشیع نامی بھی تھا تو ابوبکر نے فنحاص سے کہا افسوس فنحاص اللہ سے ڈر اور اسلام اختیار کر کیونکہ واللہ تو اس بات کو جانتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور تمھارے پاس اس کے پاس سے حق لے کر آئے ہیں جس کا ذکر توریت و انجیل میں تم لوگ پاتے ہو فنحاص نے ابوبکر سے کہا واللہ اے ابوبکر ہمیں اللہ کی کوئی احتیاج

نہیں ہے (بلکہ) وہی ہمارا محتاج ہے۔ ہم اس کے آگے عاجزی اور زاری نہیں کرتے جس طرح وہ ہمارے آگے عاجزی اور زاری کرتا ہے اور ہم اس سے بے نیاز ہیں اور وہ ہم سے بے نیاز نہیں ہے اگر وہ ہم سے بے نیاز ہوتا تو وہ ہم سے ہمارے مال قرض طلب نہ کرتا جیسا کہ تمہارے دوست کا دعوی ہے وہ ہمیں تو سود سے منع کرتا ہے اور (خود) وہی (سود) ہمیں دیتا ہے اور اگر وہ ہم سے بے نیاز ہوتا تو ہمیں (سود) نہ دیتا۔

راوی نے کہا (یہ سنتے ہی) ابو بکر کو غصہ آگیا آپ نے فنحاص کے منہ پر زور سے ایک تھپڑ مارا اور فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم میں اور ہم میں جو عہد و پیمان ہے (وہ) نہ ہوتا تو اے اللہ کے دشمن تیرا سر اڑا دیتا۔ پس فنحاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور کہا اے محمد دیکھو تمہارے دوست نے میرے ساتھ کیا (برا) سلوک کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر سے فرمایا۔

مَاحَمَلَكَ عَلٰى مَاصَنَعْتَ

جو تم نے کیا اس کا کیا باعث تھا۔

ابو بکر نے عرض کی اے اللہ کے رسول اس دشمن خدا نے ایک بڑی (نازیبا) بات کہی۔ اس نے اس بات کا دعوی کیا کہ اللہ ان لوگوں کا محتاج ہے اور یہ لوگ اس سے بے نیاز ہیں۔ جب اس نے یہ بات کہی تو اس کے کہنے سے مجھے برائے خدا غصہ آگیا اور میں نے اس کے منہ پر (تھپڑ) مارا فنحاص (یہ سنتے ہی) مکر گیا اور کہا۔ میں نے ایسا نہیں کہا تو اللہ نے فنحاص کے قول کے متعلق فنحاص کے رد اور ابی بکر کی تصدیق میں (یہ آیت) نازل فرمائی:۔

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَا

سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا

عَذَابَ الْحَرِيقِ

اللہ نے ان (لوگوں) کی بات سن لی ہے جنھوں نے کہا کہ اللہ محتاج ہے اور ہم بے نیاز ہیں جو کچھ انھوں نے کہا ہے ہم اس کو اور ان کے انبیاء کے قتل کو ابھی لکھ لیتے ہیں اور (جب جزا کا وقت آئے گا تو) ان سے کہیں گے جلا دینے والے عذاب (کا مزہ ذرا) چکھو (تو)۔

اور ابوبکر کو جو اس معاملے میں غصہ آگیا اس کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:—

وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ۱۸۶

جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے ان سے اور ان لوگوں سے جنھوں نے شرک کیا ہے ان سے ضرور تمھیں بہت سی تکلیف دہ باتیں سننا ہوں گی اور اگر تم صبر کرو اور احتیاط سے کام لو تو یہ قطعی (مفید) کاموں میں سے ہے۔

پھر فنحاص اور اس کے ساتھی یہود کے علما کی باتوں کے متعلق (یہ ارشاد) فرمایا:—

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ فَنَبَذُوهُ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا

فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُونَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَوا وَيُحِبُّونَ أَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِنَ الْعَذَابِ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

اور (یاد کرو) وہ وقت جب ان لوگوں سے عہد لیا گیا جن کو کتاب دی گئی کہ تمھیں لوگوں سے اس کو کھلم کھلا ضرور بیان کرتا ہوگا اور اسے تم چھپاؤ گے نہیں۔ تو انھوں نے اس کو اپنی پیٹھوں کے پیچھے ڈال دیا اور اس کے بدلے ذرا سی قیمت لے لی تو کس قدر برا تبادلہ ہے جو وہ کر رہے ہیں۔ جو لوگ خوش ہو رہے ہیں اپنے (اس) کئے پر (کہ انھوں نے توریت کے مضامین اوٹ پٹانگ بیان کر دئے) اور چاہتے ہیں کہ جو کام (اظہار حق کا) انھوں نے نہیں کیا اس کی تعریف کیجاتے۔ ان کے متعلق (نیک) خیال نہ کر۔ پس ان کے متعلق یہ خیال نہ کر کہ وہ عذاب سے چھوٹ جائیں گے۔ حالانکہ ان کے لیے دردناک عذاب (تیار) ہے۔

یعنی فنحاص اور اشیع اور ان کے سے علماء یہود جنھوں نے گمراہی کو لوگوں کے آگے خوشنما بنا کر پیش کیا اور اس کے عوض کچھ دنیوی فائدہ حاصل [illegible] ہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جو کام انھوں نے نہیں کیا اس پر ان کی تعریف کی جائے اور لوگ انھیں عالم کہیں حالانکہ وہ اہل علم نہیں ہیں نہ انھوں نے [illegible] ھے راستے کی جانب لوگوں کی رہنمائی کی اور نہ وہ صحیح راہ پر ہیں اور چاہتے ہیں کہ لوگ کہیں انھوں نے (ایسا اچھا کام) کیا۔

یہود کا لوگوں کو کنجوسی کا حکم دینا

ابن اسحٰق نے کہا کہ کعب بن اشرف کا حلیف کردم بن قیس اور اسامہ

ابن حبیب اور نافع بن ابی نافع اور بحری بن عمرو اور حیی بن اخطب اور رفاعہ ابن زید بن التابوت انصار میں سے ان لوگوں کے پاس آیا کرتے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تھے اور ان سے ان کا میل جول تھا اور انھیں نصیحت کیا کرتے تھے کہ اپنا مال خرچ نہ کیا کرو اور مال خرچ کرنے میں جلدی نہ کیا کرو کیونکہ مال کے جاتے رہنے سے ہمیں تمھارے محتاج ہوجانے کا خوف ہے کیونکہ تمھیں خبر نہیں کہ آیندہ کیا حالت ہونے والی ہے تو اللہ (تعالیٰ) نے ان کے متعلق (یہ آیتیں) نازل فرمائیں۔

الَّذِينَ يَبْخَلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُونَ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ

جو لوگ (خود) کنجوسی کرتے ہیں اور وہ اور لوگوں کو بھی کنجوسی کا حکم دیتے ہیں اور انھیں اللہ نے جو کچھ اپنے فضل سے دیا ہے اسے چھپاتے ہیں۔

یعنی توریت کے مضامین چھپاتے ہیں جس میں اس بات کی تصدیق ہے جسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں۔

وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا وَالَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ الی قولہ وَكَانَ اللَّهُ بِهِمْ عَلِيمًا

اور ہم نے کافروں کے لیے رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے اور جو لوگ اپنے مال لوگوں کو دکھانے کے لیے خرچ کرتے ہیں اور اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے۔ اس کے فرمان۔

اور اللہ انھیں خوب جاننے والا ہے۔ تک۔

صداقت سے یہود کا انکار

ابن اسحٰق نے کہا کہ رفاعہ بن زید بن التابوت یہود کے سرداروں میں سے تھا۔ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرتا تو اپنی زبان کو توڑ موڑ کے (بات چیت) کرتا اور کہتا:۔

أَرْعِنَا سَمْعَكَ يَا مُحَمَّدُ حَتّٰى نُفْهِمَكَ

اے محمد ہماری طرف توجہ کیجئے کہ ہم آپ کو سمجھا دیں۔
پھر اس نے اسلام میں طعنہ زنی اور عیب جوئی شروع کی تو اللہ (تعالیٰ) نے اس کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِنَ الْكِتَابِ يَشْتَرُونَ الضَّلَالَةَ وَيُرِيدُونَ أَنْ تَضِلُّوا السَّبِيلَ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِأَعْدَائِكُمْ وَكَفَى بِاللَّهِ وَلِيًّا وَكَفَى بِاللَّهِ نَصِيرًا مِنَ الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ وَيَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَرَاعِنَا لَيًّا بِأَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّينِ وَلَوْ أَنَّهُمْ قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ وَأَقْوَمَ وَلَكِنْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ

فَلَا یُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًا

(اے مخاطب) کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنھیں کتاب میں سے کچھ حصہ ملا ہے وہ گمراہی خریدتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم بھی بھٹک جاؤ اور اللہ تمھارے دشمنوں کو خوب جاننے والا ہے اور اللہ کا سرپرست ہونا بس کرتا ہے اور اللہ کا مددگار رہنا (ہی) کافی ہے۔ جن لوگوں نے یہودیت اختیار کر رکھی ہے وہ الفاظ کے موقعوں کو بدل دیتے ہیں اور (سمعنا واطعنا ہم نے سن لیا اور اسی کے موافق کریں گے کے بجائے) ہم نے سن لیا اور نافرمانی کریں گے کہتے ہیں۔ اور واسمع غیر مسمع[1] کہتے اور طعنہ زنی کے ارادے سے زبانوں کو توڑ مروڑ کر راعنا[2] کہتے ہیں اور اگر وہ (اس کے بجائے ہم نے سن لیا اور اسی کے موافق کریں گے اور (حضرت) سنئے اور ہماری جانب بھی توجہ فرمائیے کہتے تو ان کے لیے بہتر اور درست ہوتا لیکن اللہ نے ان کے کفر کے سبب سے ان میں کے چند افراد کے سوا ان کو (اپنی رحمت سے) دور کر دیا ہے اس لیے وہ ایمان نہیں لاتے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کے علماء میں سے کے چند سرداروں سے گفتگو فرمائی جن میں سے عبداللہ صوری لاعور اور کعب بن اسد بھی

---

[1] واسمع غیر مسمع کے دو معنی ہیں۔ ایک تو یہ کہ سنئے اور خدا آپ کو ایسی بات نہ سنائے جو آپ کی مرضی کے خلاف ہو۔ دوسرے معنی ہیں سنا سے نہ سنائے ہوئے سن یعنی اسے بہرے سن۔ نعوذ باللہ من ذلک یہ یہود دوسرے معنی میں اس جملے کو استعمال کیا کرتے تھے اس لیے انھیں ذو معنین جملے کے استعمال سے منع فرمایا گیا۔

[2] راعنا کے بھی دو معنی ہیں ایک تو ہماری مراعات۔ ہمارا لحاظ فرمائیے اور دوسرے معنی ہیں مغرور احمق کے اور بعضوں نے لکھا ہے کہ راعنا کے عین کو دراز کر کے راعینا کہتے تھے جس کے معنی "اے ہم میں کے چرواہے" کے ہیں۔ غرض ان کا مقصد طعنہ زنی اور عیب جوئی تھا۔ (احمد محمودی)

تھے۔ آپ نے ان سے فرمایا:۔

يَا مَعْشَرَ يَهُودَ اتَّقُوا اللهَ وَأَسْلِمُوا فَوَاللهِ إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُونَ

إِنَّ الَّذِي جِئْتُكُمْ بِهِ لَحَقٌّ قَالُوا مَا نَعْرِفُ ذٰلِكَ يَا مُحَمَّدُ

اے گروہ یہود اللہ سے ڈرو اور اسلام اختیار کرو کیونکہ
واللہ تم اس بات کو ضرور جانتے ہو کہ میں جو چیز لایا ہوں وہ سچی ہے
انھوں نے کہا اے محمد ہم اس بات کو نہیں جانتے
آخر انھوں نے جس چیز کو پہچان لیا اسی کا انکار کیا اور کفر پر جم گئے
تو اللہ نے ان کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ آمِنُوا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِمَا مَعَكُمْ

مِنْ قَبْلِ أَنْ نَطْمِسَ وُجُوهًا فَنَرُدَّهَا عَلَى أَدْبَارِهَا أَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا

لَعَنَّا أَصْحَابَ السَّبْتِ وَكَانَ أَمْرُ اللهِ مَفْعُولًا

اے وہ لوگو جن کو کتاب دی گئی ہم نے جو چیز اتاری ہے اس پر
ایمان لاؤ جو تمہارے ساتھ والی چیز کی بھی تصدیق کرنے والی ہے۔
قبل اس کے کہ ہم چہرے بگاڑ دیں اور انھیں پیٹھوں کی جانب کر دیں
یا ان پر ہم ویسا ہی غضب نازل کریں جس طرح سنیچر والوں پر نازل
کیا تھا اور حکم خداوند تو ہو کر رہنے والا ہے۔
ابن ہشام نے کہا کہ نطمس کے معنی نمسح و نسوی کے ہیں یعنی صاف کر دیں
اور برابر کر دیں کہ اس میں نہ آنکھ دکھائی دے نہ ناک نہ منہ اور نہ اور کوئی
چیز نظر آئے جو چہرے میں ہے اور فطمسنا اعینھم میں بھی یہی معنی ہیں۔
المطموس العین اس شخص کو کہتے ہیں جس کے دونوں پپوٹوں کے درمیان

شگاف نہ ہو اور کہا جاتا ہے طَمَسْتُ الْكِتَابَ وَالْاَثَرَ فَلَا يُرٰى مِنْهُ شَيْءٌ یعنی میں نے تحریر اور نشان کو مٹا دیا کہ اس میں سے کچھ نظر نہیں آتا۔ الاخطل جس کا نام الغوث بن ہبیرۃ بن الصلت التغلبی ہے۔ اونٹوں کا بیان کرتے ہوئے جن کو اسی طرح کی تکلیف دی گئی تھی کہتا ہے۔

وَتَكْلِيفُنَاهَا كُلَّ طَامِسَةِ الصُّوٰى ۔ وَشَطُونٍ تَرٰى حِرْبَاءَهَا يَتَمَلْمَلُ

اور ہمارا ان اونٹوں کو ایسی دراز مسافت والے میدانوں میں تکلیف دینا جن کے نشانات راہ مٹے ہوئے تھے اور (گرمی کے سبب سے) وہاں کے گرگٹوں کو بے چین پھرتا ہوا تو دیکھتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ صوی کے معنی ان نشانوں اور پانی (کے چشموں) کے ہیں جن کے راستے پر ہونے کے سبب سے راستہ پہچانا جاتا ہے (شاعر) کہتا ہے کہ ایسے تمام نشانات مٹ گئے اور زمین کے برابر ہو گئے ہیں کہ اس میں کوئی اونچی چیز باقی نہیں رہی ہے۔

اور یہ بیت اس کے قصیدے کی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ صوی کا واحد صوۃ ہے۔

جن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ ہو کر ٹولیاں بنائی تھیں

ابن اسحٰق نے کہا کہ قریش اور غطفان اور بنی قریظہ میں کے جن لوگوں نے ٹولیاں بنائی تھیں وہ حیی بن اخطب اور سلام بن ابی الحقیق ابو رافع اور الربیع بن الربیع بن ابی الحقیق اور ابو عمار اور وحوح بن عامر اور ہوذۃ بن قیس تھے۔ وحوح اور ابو عمار اور ہوذہ تو بنی وائل میں کے تھے اور یہ سب کے سب

(اس کی شاخ) بنی النضیر میں کے تھے۔ جب یہ لوگ قریش کے پاس آئے تو ان لوگوں (قریش) نے کہا کہ یہ یہود کے علما، اور کتاب کا علم رکھنے والے لوگ ہیں ان سے تو پوچھو کہ تمھارا دین بہتر ہے یا محمد کا دین۔ غرض انھوں نے ان سے پوچھا تو انھوں نے کہا کہ اس کے دین سے تمھارا دین بہتر ہے اور تم لوگ بہ نسبت اس کے اور اس کے پیرووں کے زیادہ صحیح راہ پر ہو تو اللہ نے ان کے متعلق (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:۔

191 أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ

کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنھیں کتاب کا کچھ حصہ دیا گیا ہے۔ وہ بت اور شیطان کو مانتے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا جس کسی کی پوجا کیجائے اس کو عرب جبت کہتے ہیں اور جو چیز حق سے گمراہ کرے اس کو طاغوت کہتے ہیں۔ اور جبت کی جمع جبوت اور طاغوت کی جمع طواغیت ہے اور مجھے ابو نجیح سے روایت پہنچی ہے کہ جبت کے معنی سحر یعنی جادو اور طاغوت کے معنی شیطان کے ہیں

وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا هَٰؤُلَاءِ أَهْدَىٰ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا سَبِيلًا

اور ان لوگوں کے متعلق جنھوں نے کفر اختیار کیا ہے کہتے ہیں وہ ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں زیادہ سیدھی راہ پر ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے اس فرمان تک

أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ فَقَدْ آتَيْنَا

آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُمْ مُلْكًا عَظِيمًا

یا یہ لوگ دوسرے لوگوں پر اس وجہ سے حسد کرتے ہیں کہ اللہ نے اپنے فضل میں سے انھیں عنایت فرمایا ہے۔ بے شک ہم نے ابراہیم کی آل کو (بھی) تو کتاب و حکمت اور بڑی حکومت عنایت فرمائی ہے۔

نزول (قرآن) سے ان کا انکار

ابن اسحٰق نے کہا کہ سکین اور عدی بن زید نے کہا کہ اے محمد ہمیں تو اس کا علم نہیں کہ موسیٰ کے بعد کسی بشر پر اللہ نے کوئی چیز اتاری ہو تو اللہ (تعالیٰ) نے ان کے اقوال کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:—

إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَوْحَيْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَى وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَكْلِيمًا رُسُلًا مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا

(اے محمد) ہم نے تیری طرف ویسی ہی وحی کی جیسی نوح
اور اس کے بعد کے نبیوں کی طرف کی اور ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل
اور اسحٰق اور یعقوب اور اولاد یعقوب اور عیسیٰ و ایوب و یونس و
ہارون و سلیمان کی طرف وحی کی اور داؤد کو ہم نے زبور دی اور
بہت سے رسول جن کا بیان ہم نے تجھ سے (اس سے) پہلے کر دیا
ہے اور بہت سے رسولوں کا ہم نے تجھ سے تذکرہ نہیں کیا اور موسیٰ
سے (تو) اللہ نے خوب باتیں کیں۔ رسولوں کو (ہم نے) بشارت
دینے والا اور ڈرانے والا (بنا کر بھیجا) تاکہ رسولوں کے (بھیجنے کے)
بعد لوگوں کو اللہ پر کوئی حجت نہ رہے اور اللہ غلبے والا اور حکمت والا ہے۔

اور ان میں کی ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو آپ نے ان سے فرمایا:—

أَمَا[1] وَاللّٰهِ إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُونَ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ مِنَ اللّٰهِ

سنو! واللہ تم لوگ اس بات کو ضرور جانتے ہو کہ میں
تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا ہوں۔

192 انھوں نے کہا ہم اس بات کو نہیں جانتے اور نہ ہم اس پر گواہی دیتے ہیں تو ان کے اس قول کے متعلق اللہ (تعالیٰ) نے (یہ آیت) نازل فرمائی:—

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَا أَنْزَلَ إِلَيْكَ أَنْزَلَهُ بِعِلْمِهِ وَالْمَلٰئِكَةُ
يَشْهَدُونَ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيدًا

(تم گواہی نہ دو) لیکن اللہ گواہی دیتا ہے کہ جو چیز
اس نے تیری طرف اتاری ہے وہ اپنے علم سے اتاری ہے اور

---

[1] (ب ج د) میں اما میں آخر میں الف ہے اور (الف) میں ام بغیر الف کے ہے۔ (احمد محمودی)

فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں اور اللہ کا گواہی دینا (ہی) کافی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بڑے پتھر کے ڈالنے پر ان کا اتفاق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی النضیر کے پاس ان سے بنی عامر کے دو شخصوں کے خونبہا کے متعلق مدد لینے کے لیے تشریف لے گئے جن کو عمرو بن امیۃ الضمری نے قتل کر دیا تھا ان میں کے بعض افراد ایک دوسرے سے تنہائی میں ملے تو انھوں نے (آپس میں) کہا کہ اس وقت محمد جتنا قریب ہے اتنا قریب تم اسے پھر کبھی ہرگز نہ پاؤ گے۔ اس لیے کوئی ہے جو اس گھر پر چڑھ جائے۔ اور اس پر کوئی بڑا سا پتھر گرا دے تو وہ ہمیں اس سے راحت دینے کا باعث ہوگا تو عمرو بن جحاش بن کعب نے کہا میں (اس کام کو انجام دیتا ہوں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (جب) اس کی خبر ہو گئی تو آپ ان کے پاس سے لوٹ آئے اللہ (تعالیٰ) نے اس کے اور اس کی قوم کے اس ارادے کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:۔

یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ هَمَّ قَوْمٌ أَن يَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جب کہ ایک قوم نے ارادہ کیا تھا کہ تمھاری جانب اپنے ہاتھ بڑھائیں تو اس نے ان کے ہاتھ تم سے روک دیئے اور اللہ سے ڈرو اور ایمانداروں کو تو اللہ ہی پر بھروسا کرنا چاہیئے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعمان بن اضا اور بحری بن عمرو اور شاس بن عدی کے پاس تشریف لائے تو انھوں نے آپ سے گفتگو کی اور آپ نے ان سے گفتگو کی اور انھیں اللہ کی طرف بلایا اور اس کی سزا سے انھیں ڈرایا تو ان لوگوں نے نصاریٰ کے قول کی طرح کہا کہ اے محمد تم ہمیں کیا ڈراتے ہو واللہ ہم تو اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں (اس پر) اللہ (تعالیٰ) نے ان کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوبِكُمْ بَلْ أَنْتُمْ بَشَرٌ مِمَّنْ خَلَقَ يَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ

اور یہودیوں اور نصرانیوں نے کہا کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں۔ (اے نبی تو) کہہ پھر وہ تمھیں تمھارے گناہوں کی سزا کیوں دیتا ہے۔ (تم اس کے بیٹے نہیں ہو) بلکہ ان آدمیوں میں سے ہو جن کو اس نے پیدا کیا ہے وہ جس کو چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے سزا دیتا ہے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے (سب) اللہ کی ملک ہے اور اسی کی جانب لوٹنا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو اسلام کی دعوت دی اور اس کی جانب رغبت دلائی اور اللہ کی غیرت اور اس کی سزا سے انھیں ڈرایا تو انھوں نے آپ کی بات ماننے سے انکار کیا اور جس چیز کو آپ لائے تھے اس سے کفر کیا تو معاذ بن جبل اور سعد بن عبادۃ اور عقبہ بن وہب نے کہا اے گروہ یہود اللہ سے ڈرو واللہ بے شک تم لوگ اس بات کو جانتے ہو کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور تمھیں تو ہم سے آپ کے مبعوث ہونے کے پہلے آپ کا ذکر کیا کرتے تھے اور آپ کے صفات ہم سے بیان کیا کرتے تھے تو رافع بن حرملہ اور وہب بن یہوذا نے کہا کہ یہ بات تو ہم نے تم سے نہیں کہی اور نہ اللہ نے موسیٰ کے بعد کوئی کتاب نازل فرمائی اور نہ ان کے بعد کسی بشارت دینے والے اور ڈرانے والے کو اس نے بھیجا۔ تو اللہ نے ان کے ان اقوال کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:۔

۱۹۳

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلَى فَتْرَةٍ مِنَ الرُّسُلِ أَنْ تَقُولُوا مَا جَاءَنَا مِنْ بَشِيرٍ وَلَا نَذِيرٍ فَقَدْ جَاءَكُمْ بَشِيرٌ وَنَذِيرٌ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

اے اہل کتاب تمھارے پاس ہمارا رسول آچکا ہے رسولوں کی (آمد کی) سست رفتاری (کے زمانے) میں وہ تمھارے لیے (ہمارے احکام) بیان کرتا ہے (تاکہ تمھیں یہ عذر نہ رہے) کہ

کہنے لگو کہ ہمارے پاس کوئی خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا نہیں آیا پس اب تمھارے پاس خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا آچکا اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

اس کے بعد ان سے موسیٰ (علیہ السلام) کے واقعات بیان فرمائے اور ان لوگوں سے انھیں جو جو تکلیفیں پہنچیں اور ان کے ساتھ ان کی عہد شکنیاں اور ان احکام الٰہی کو جنھیں ان لوگوں نے رد کر دیا یہانتک کہ اس کی پاداش میں جو چالیس سال تک بھٹکتے پھرے۔ ان کا بیان فرمایا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب حکم رجم کے متعلق یہود کا رجوع

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ابن شہاب الزہری نے بیان کیا کہ انھوں نے مزینہ میں کے ایک علم والے شخص سے سنا جو سعید بن المسیب سے بیان کرتا تھا کہ ابو ہریرہ نے ان سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو یہود کے علماء (اپنی) عبادت گاہ میں جمع ہوئے اور ان میں کے ایک شادی شدہ نے یہود کی شادی شدہ ایک عورت سے زنا کیا۔ تو ان لوگوں نے کہا کہ اس مرد اور اس عورت کو محمد کے پاس بھیجو اور اس سے دریافت کرو کہ ان دونوں کے متعلق کیا حکم ہے اور ان دونوں کے فیصلے کا حاکم اسی کو بنا دو۔ پھر اگر اس نے ان دونوں کے ساتھ وہی تجبیہ کا برتاؤ کیا جیسے تم کرتے ہو۔ اور تجبیہ کے معنی یہ ہیں کہ پوست درخت خرما کی رسی سے جس پر روغن قاز چڑھایا گیا ہو کوڑے مارنا اور اس کے بعد ان دونوں کا منہ کالا کر کے دو گدھوں پر انھیں اس طرح بٹھانا کہ ان کے منہ گدھوں کی دموں کی طرف ہوں۔ تو اس شخص کی پیروی کرو اور

اس کو سچا بھی مان لو کیونکہ وہ صرف ایک بادشاہ ہے۔ اور اگر اس نے ان کے بارے میں سنگساری کا حکم دیا تو یقین جان لو کہ وہ نبی ہے اور جو چیز تمھارے ہاتھوں میں ہے اسے اس سے بچاؤ کہ وہ اس کو تم سے چھین لیگا۔ (یعنی نبوت تمھارے خاندان سے جاتی رہے گی)۔

پھر وہ لوگ آپ کے پاس آئے اور کہا اے محمد اس شادی شدہ شخص نے ایک شادی شدہ عورت سے زنا کیا ہے۔ ان کے متعلق آپ فیصلہ کیجئے کہ ہم نے اس فیصلے کے لیے ان دونوں پر آپ کو حاکم بنا دیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے علماء کے پاس ان کی عبادت گاہ میں تشریف لے گئے اور فرمایا:۔ ۱۹۴

یَا مَعْشَرَ یَهُودَ أَخْرِجُوا إِلَيَّ عُلَمَاءَكُمْ

اے گروہ یہود اپنے علماء کو میرے سامنے لاؤ

تو وہ عبد اللہ بن صوری کو لائے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بنی قریظہ والوں میں سے بعض نے بیان کیا کہ وہ اس روز ابن صوری کے ساتھ ابو یاسر بن اخطب اور وہب ابن یہوذا کو بھی آپ کے سامنے لائے۔ اور کہا کہ یہ ہمارے علما ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے سوالات فرمائے اور ان کے متعلق معلومات حاصل فرمائے (کہ ان میں کون زیادہ عالم ہے) یہاں تک کہ ان لوگوں نے عبد اللہ بن صوری کے متعلق کہا کہ توریت جاننے والوں میں یہ سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ " مجھ سے بنی قریظہ کے بعض افراد نے بیان کیا" سے "سب سے زیادہ جاننے والا ہے" تک ابن اسحٰق کا قول ہے اور اس کے بعد اس روایت کا تکملہ ہے جو اس سے پہلے (بیان ہوئی) تھی۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے تنہائی میں گفتگو فرمائی اور وہ ایک جوان چھوکرا ان میں سب سے زیادہ کم سن تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے اس سے دریافت (فرمانے) میں اصرار فرمایا اور آپ اس سے فرمارہے تھے۔

یا ابنَ صُوریٰ أَنشُدُكَ اللهَ وأُذَكِّرُكَ بِأيَّامِهِ عِندَ بَنِي إِسرَائِيلَ هَل تَعلَمُ أنَّ اللهَ حَكَمَ فِيمَن زَنَىٰ بَعدَ إحصَانِهِ بِالرَّجمِ فِي التَّورَاةِ

اے ابن صوری میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں اور تجھے اس کی وہ نعمتیں یاد دلاتا ہوں جو بنی اسرائیل پر تھیں۔ کیا تو اس بات کو جانتا ہے کہ اللہ نے توریت میں اس شخص کے متعلق جس نے شادی کے بعد زنا کیا ہو۔ سنگساری کا حکم دیا ہے۔

اس نے کہا الٰہی سچ ہے۔ واللہ اے ابوالقاسم یہ لوگ یقیناً اس بات کو جانتے ہیں کہ آپ (اللہ کی طرف سے) بھیجے ہوئے نبی ہیں لیکن ان کو آپ سے حسد ہے۔

راوی نے کہا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (وہاں سے) نکلے اور ان دونوں کے متعلق حکم فرمایا تو ان دونوں کو آپ کی اس مسجد کے دروازے کے پاس سنگسار کیا گیا جو بنی غنم بن مالک بن النجار (کے محلے) میں ہے۔

پھر اس کے بعد ابن صوری نے کفر اختیار کر لیا اور رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے انکار کر دیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اللہ نے ان کے متعلق (یہ) نازل فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِينَ قَالُوا آمَنَّا بِأَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِن قُلُوبُهُمْ وَمِنَ الَّذِينَ

هَادُوا سَمَّاعُونَ لِلْكَذِبِ سَمَّاعُونَ لِقَوْمٍ آخَرِينَ لَمْ يَأْتُوكَ

اے رسول وہ لوگ تیرے غم کا سبب نہ بنیں جو کفر میں جلدی کرتے ہیں جو ان لوگوں میں سے ہیں جنھوں نے اپنے منہ سے ہم ایمان لائے کہدیا ہے۔ حالانکہ ان کے دل ایمان نہیں لائے اور جن لوگوں نے یہودیت اختیار کر رکھی ہے ان میں سے بعض جھوٹ (باتوں) کو بہت (شوق سے) سننے والے اور ایسے دوسرے لوگوں کی باتیں بہت سننے والے ہیں جو تیرے پاس نہیں آئے۔

۱۹۵

یعنی وہ لوگ جنھوں نے اپنوں میں سے کچھ لوگوں کو بھیجا ہے اور خود نہیں آئے ہیں اور انھیں بعض ایسے حکم بتا دئے ہیں جو بجا نہیں۔ پھر فرمایا کہ

يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهِ يَقُولُونَ إِنْ أُوتِيتُمْ هَٰذَا فَخُذُوهُ وَإِنْ لَمْ تُؤْتَوْهُ (ای الرجم) فَاحْذَرُوا

یہ لوگ کلمات کے استعمالی موقعوں کے (معلوم ہونے کے) بعد ان کا بیجا استعمال کرتے ہیں (اور) کہتے ہیں۔ اگر (محمد کیجانب سے) تمھیں یہی حکم دیا جائے تو اسے لے لو اور اگر تمھیں یہ حکم (یعنی رجم کا حکم) نہ دیا جائے تو اس سے بچو۔ آخر بیان تک۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن طلحہ بن یزید بن رکانہ نے اسمٰعیل بن ابراہیم سے اور اس نے ابن عباس سے سن کر بیان کیا انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کی سنگساری کا حکم فرمایا اور وہ آپ کی مسجد کے دروازے کے پاس سنگسار کیے گئے۔ اور جب اس یہودی نے پتھر مارتے ہوئے دیکھا تو اٹھ کر اپنے ساتھ والی عورت کی طرف گیا۔ اور اس پر جھک پڑا تاکہ پتھروں سے اس کو بچائے یہاں تک کہ وہ دونوں مار ڈالے گئے۔ (راوی نے) کہا اور یہ ایسی بات تھی کہ اللہ نے اپنے رسول کے لیے نمایاں فرمادی

تاکہ ان دونوں سے جو زنا سرزد ہوا وہ ثابت ہو جائے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور مجھ سے صالح بن کیسان نے عبداللہ بن عمر کے آزاد کردہ نافع سے اور انھوں نے عبداللہ بن عمر سے سنکر بیان کیا انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان میں حکم بنایا گیا تو آپ نے انھیں توریت کے ساتھ بلوایا اور ان میں کا ایک عالم بیٹھ کر اسے پڑھنے لگا اور اپنا ہاتھ آیت رجم پر رکھ دیا راوی نے کہا تو عبداللہ بن سلام نے اس کے ہاتھ پر مارا اور کہا اے اللہ کے نبی یہ آیت رجم ہے۔ یہ شخص اسے آپ کو پڑھ کر سنانا نہیں چاہتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

وَيْحَكُمْ يَا مَعْشَرَ يَهُودَ مَا دَعَاكُمْ إِلَى تَرْكِ حُكْمِ اللهِ وَهُوَ بِأَيْدِيكُمْ

اے گروہ یہود تم پر افسوس ہے اللہ کا حکم چھوڑ دینے کی تم کو کس (چیز) نے ترغیب دی حالانکہ وہ تمہارے ہاتھوں میں ہے۔
راوی نے کہا کہ ان لوگوں نے کہا۔ سنئے واللہ اس حکم پر ہم میں عمل ہوا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ ہم میں کے ایک شخص نے جو شاہی خاندان اور بڑی حیثیت والوں میں سے تھا اپنی شادی کے بعد زنا کیا تو بادشاہ (نے) اس کے سنگسار کرنے سے روکا اس کے بعد پھر ایک شخص نے زنا کیا (اور) اس نے چاہا کہ اسے سنگسار کرے تو لوگوں نے کہا کہ نہیں واللہ (اس کو اس وقت تک سنگسار نہیں کیا جا سکتا) جب تک کہ فلاں شخص کو سنگسار نہ کیا جائے۔ جب انھوں نے ایسا کہا تو لوگ جمع ہوئے اور اپنے اس حکم کی ترمیم کر کے تجبیہ قائم کیا اور سنگساری کے تذکرے اور اس پر عمل کرنے کو مردہ سنت بنا ڈالا
راوی نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
فَأَنَا أَوَّلُ مَنْ أَحْيَا أَمْرَ اللهِ وَكِتَابَهُ وَعَمِلَ بِهِ

۱۹۶

تو میں پہلا شخص ہوں جس نے حکم الٰہی کو زندہ کیا اور اس پر عمل کیا۔

پھر آپ نے ان دونوں کو سنگسار کرنے کا حکم فرمایا اور آپ کی مسجد کے دروازے کے پاس ان کو سنگسار کر دیا گیا۔ عبد اللہ نے کہا کہ میں بھی ان دونوں کو سنگسار کرنے والوں میں تھا۔

خونبہا میں ان لوگوں کے مظالم

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے داؤد بن حصین نے عکرمہ سے انھوں نے ابن عباس کی روایت سے (یہ) حدیث سنائی کہ (سورۂ) مائدہ کی وہ آیتیں جن میں اللہ (تعالیٰ) نے یہ فرمایا:۔

فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ وَإِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَضُرُّوكَ شَيْئًا وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ

(اے نبی) تو ان میں فیصلہ کر یا اعراض (تجھے اختیار ہے) اور اگر تو ان سے اعراض کرے تو وہ تجھے ہرگز کوئی نقصان نہ پہنچائیں گے اور اگر تو ان میں فیصلہ کرے تو انصاف سے کرنا بے شک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔

یہ آیتیں بنی النضیر اور بنی قریظہ کے درمیان کے خونبہا کے متعلق نازل ہوئی ہیں اور حالت یہ تھی کہ بنی النضیر کے مقتولوں کا خونبہا جن کو اعلیٰ مرتبہ حاصل تھا۔ پورا پورا ادا کیا جاتا تھا اور بنی قریظہ (کے مقتولوں) کا نصف۔ تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ چاہا تو اللہ نے مذکورہ آیتیں ان کے متعلق نازل فرمائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو

اس میں حق بات پر ابھارا اور مساوی دیت مقرر فرما دی۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ اللہ بہتر جانتا ہے کہ حقیقت میں (اس کے نزول کا سبب) کیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دین سے برگشتہ کرنے کا یہودیوں کا ارادہ

ابن اسحٰق نے کہا کہ کعب بن اسد اور ابن صلوبا اور عبداللہ بن صوری اور شأس بن قیس نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا کہ چلو ہم محمد کے پاس چلیں۔ ممکن ہے کہ ہم اسے اس کے دین سے پھیر دیں کیونکہ وہ بھی ایک آدمی ہے پھر وہ آپ کے پاس آئے اور آپ سے کہا۔
اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ جانتے ہیں کہ ہم یہود کے علماء اور ان میں بڑی حیثیت والے اور ان کے سردار ہیں اور اگر ہم نے آپ کی پیروی کرلی تو (تمام) یہود آپ کے پیرو ہو جائیں گے اور وہ ہماری مخالفت نہ کریں گے۔ بات یہ ہے کہ ہم میں اور ہماری قوم کے کچھ لوگوں میں جھگڑا ہے۔ تو کیا ہم آپ کو حکم بنا دیں (اس شرط پر) کہ آپ ان کے خلاف ہماری جانب فیصلہ صادر فرما دیں اور ہم آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی تصدیق کریں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے انکار فرما دیا۔ اللہ (تعالیٰ) نے ان کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:۔

وَأَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ أَنْ يَفْتِنُوكَ عَنْ بَعْضِ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ إِلَيْكَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ أَنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُصِيبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوبِهِمْ وَإِنَّ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ

لَفَاسِقُونَ أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا

لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ

اور یہ کہ تو ان کے درمیان اسی کے موافق فیصلہ کرے جو اللہ نے نازل فرمایا ہے اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کر اور ان سے ڈرتا رہ کہ وہ تجھے ان میں کے بعض (احکام) سے برگشتہ نہ کر دیں جو اللہ نے تیری طرف اتارے ہیں پھر اگر وہ روگرداں ہو جائیں تو جان لے کہ ان کے بعض گناہوں کی سزا میں انھیں مبتلائے مصیبت ہی کرنا چاہتا ہے اور بے شبہہ لوگوں میں کے اکثر افراد نافرمان ہیں۔ تو کیا وہ نادانی کا فیصلہ چاہتے اور یقین رکھنے والوں کے لیے تو اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا کون ہے۔

عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت سے یہودیوں کا انکار

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان میں سے ابو یاسر بن اخطب اور نافع بن ابی نافع اور عازر بن ابی عازر اور خالد اور زید اور ازار بن ابی ازار اور اشیع آئے۔ اور آپ سے دریافت کیا کہ رسولوں میں سے آپ کس کس پر ایمان رکھتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ

وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ[1] مِنْ رَبِّهِمْ

---

[1] (الف) میں النبیین ہے جو غلط ہے کیونکہ اوتی کا نائب فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہونا چاہیے۔ (احمد محمودی)

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ.

ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اس چیز پر جو ہماری طرف
اتاری گئی ہے اور اس چیز پر جو ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق و یعقوب
اور ان کی اولاد پر اتاری گئی اور اس پر جو موسیٰ اور عیسیٰ اور (دوسرے)
نبیوں کو ان کے پروردگار کی جانب سے عنایت ہوئی ہم ان میں
سے کسی میں تفریق نہیں کرتے اور ہم اس کے فرمان بردار ہیں۔

جب عیسیٰ بن مریم کا ذکر آیا تو ان لوگوں نے ان کی نبوت سے انکار
کیا اور کہا کہ ہم نہ عیسیٰ بن مریم کو مانتے ہیں اور نہ اس شخص کو جو ان پر ایمان رکھتا
ہو تو ان کے متعلق اللہ نے (یہ) نازل فرمایا

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ هَلْ تَنْقِمُونَ مِنَّا إِلَّا أَنْ آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا
أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ وَأَنَّ أَكْثَرَكُمْ فَاسِقُونَ.

(اے نبی) کہدے اے اہل کتاب کیا تم ہم سے صرف
اس وجہ سے دشمنی رکھتے ہو کہ ہم اللہ پر اور اس چیز پر ایمان لا چکے ہیں جو
ہماری طرف اتاری گئی اور اس چیز پر جو اس سے پہلے اتاری گئی۔
اور حقیقت تو یہ ہے کہ تم میں کے اکثر نافرمان ہیں۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رافع بن حارثہ اور سلام بن
مشکم اور مالک بن ضیف اور رافع بن حریملہ آئے اور کہا اے محمد کیا تمہارا یہ
دعویٰ نہیں ہے کہ تم ملت و دین ابراہیم پر ہو اور ہمارے پاس جو توریت ہے
اس پر بھی ایمان رکھتے ہو اور اس بات کی گواہی بھی دیتے ہو کہ وہ حقیقت میں
اللہ کی جانب سے (آئی ہوئی) ہے۔ آپ نے فرمایا۔

بَلْ وَلَكِنَّكُمْ أَحْدَثْتُمْ وَجَحَدْتُمْ مَا فِيهَا مِمَّا أُخِذَ عَلَيْكُمْ

مِنَ الْمِیْثَاقِ فِیْهَا وَكَتَمْتُمْ مِنْهَا مَا أُمِرْتُمْ أَنْ تُبَيِّنُوْهُ لِلنَّاسِ فَبَرِئْتُ مِنْ إِحْدَاثِكُمْ

کیوں نہیں (بے شک میرا دعوی یہی ہے) لیکن تم نئی نئی باتیں پیدا کر لی ہیں اور تم نے اس عہد کا انکار کر دیا ہے جو اس میں ہے جس کا تم سے اقرار لیا جا چکا ہے اور تم نے اس میں کی اس بات کو راز بنا دیا ہے جس کے متعلق تمہیں حکم دیا گیا کہ تم اسے لوگوں سے واضح طور پر بیان کرو اس لیے میں نے تمہاری نئی باتوں سے علیحدگی اختیار کر لی۔

انھوں نے کہا کہ پھر تو ہم انھیں باتوں پر جو ہمارے قابو میں ہیں جمے رہیں گے اور ہم سیدھی راہ پر اور حق پر ہوں گے۔ اور ہم نہ تجھ پر ایمان لائیں گے اور نہ تیری پیروی کریں گے۔ تو ان کے متعلق اللہ نے (یہ) نازل فرمایا:—

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَسْتُمْ عَلَى شَيْءٍ حَتَّى تُقِيمُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ١٩٨

(اے نبی ان سے) کہہ اے اہل کتاب تم کسی (صحیح) چیز پر نہیں ہو یہاں تک کہ تم توریت و انجیل اور اس چیز کے پابند نہ ہو جاؤ جو تمہارے پروردگار کی جانب سے تمہاری طرف اتاری گئی ہے اور بے شک جو چیز تیرے پروردگار کی جانب سے تیری طرف اتاری گئی ہے وہ ان میں کے بہتوں کو سرکشی اور کفر میں بڑھانے گی اس لیے

تو کافر قوم پر غم نہ کھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس النحام ابن زید اور فردم بن کعب اور بحری بن عمرو آئے اور کہا اے محمد کیا تمھیں اللہ کے ساتھ اس کے سوا کسی اور معبود کا علم نہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ بِذٰلِكَ بُعِثْتُ وَاِلٰى ذٰلِكَ اَدْعُوْ

اللہ (ایسی ذات ہے کہ) اس کے سوا کوئی معبود ہے ہی نہیں۔
اسی (اصول) پر میں مبعوث ہوا ہوں اور اسی کی طرف میں بلاتا ہوں
تو ان لوگوں کے اور ان کے قول کے متعلق (یہ) نازل فرمایا۔

قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً قُلِ اللّٰهُ شَهِیْدٌۢ بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى

(اے نبی) تو کہہ کہ گواہی کے لحاظ سے کون سی چیز سب سے بڑی ہے (ان کا جواب یہی ہونا چاہیے کہ گواہی کے لحاظ سے بھی اللہ سب سے بڑا ہے اس لیے) تو کہہ اللہ میرے اور تمھارے درمیان گواہ ہے اور میری طرف اس قرآن کی وحی کی گئی ہے تاکہ اس کے ذریعے میں تمھیں بھی ڈراؤں اور اس شخص کو (بھی) جس تک پہنچ جائے۔ کیا حقیقت میں تم لوگ اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا دوسرے معبود بھی ہیں۔

قُلْ لَّآ اَشْهَدُ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ

اَلَّذِیۡنَ آتَیۡنَاھُمُ الۡکِتَابَ یَعۡرِفُوۡنَهٗ کَمَا یَعۡرِفُوۡنَ أَبۡنَاءَھُمُ الَّذِیۡنَ خَسِرُوۡا أَنۡفُسَھُمۡ فَھُمۡ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ

تو کہہ میں (تو ایسی) گواہی نہیں دیتا (اور) کہہ وہ تو بس ایک ہی معبود ہے اور جن چیزوں کو تم شریک ٹھیراتے ہو میں ان سے (بالکل) علیحدہ ہوں ۔ جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کو ایسا پہچانتے ہیں جیسا اپنے بچوں کو پہچانتے ہیں (اور) جن لوگوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈال رکھا ہے وہی ایمان نہیں لاتے۔

اور رفاعہ بن زید بن التابوت اور سوید بن الحارث نے اظہار اسلام کیا تھا (مگر) منافق ہی رہے ان دونوں سے مسلمانوں کا میل جول رہا کرتا تھا تو اللہ (تعالیٰ) نے ان کے متعلق (یہ) نازل فرمایا۔

یَا أَیُّھَا الَّذِیۡنَ آمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا دِیۡنَکُمۡ ھُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِیۡنَ أُوۡتُوا الۡکِتَابَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ وَالۡکُفَّارَ أَوۡلِیَاءَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ

اے وہ لوگو جنھوں نے ایمان اختیار کیا ہے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے ان میں سے ان لوگوں کو جنھوں نے تمھارے دین کو ہنسی کھیل بنا لیا ہے اور کافروں کو دوست نہ بناؤ اگر تم ایماندار ہو تو اللہ (کے حکم کی خلاف ورزی) سے ڈرو۔

وَإِذَا جَاءُوۡکُمۡ قَالُوۡا آمَنَّا وَقَدۡ دَخَلُوۡا بِالۡکُفۡرِ وَھُمۡ قَدۡ خَرَجُوۡا بِهٖ وَاللّٰهُ أَعۡلَمُ بِمَا کَانُوۡا یَکۡتُمُوۡنَ

اور جب وہ تمہارے پاس آئے تو کہہ دیا کہ ہم نے ایمان اختیار کر لیا ہے حالانکہ وہ کفر کے ساتھ داخل ہوئے اور وہ اسی (کفر) کو لیے ہوئے نکل گئے اور جو کچھ وہ چھپائے ہوئے تھے اس کو اللہ خوب جاننے والا ہے۔

اور جبل بن ابی قشیر اور شمویل بن زید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اے محمد! اگر تم نبی ہو جیسا کہ تم کہتے ہو تو ہمیں بتاؤ کہ قیامت کب ہوگی راوی نے کہا۔ تو اللہ نے ان دونوں کے متعلق (یہ) نازل فرمایا۔

یَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا إِلَّا هُوَ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا تَأْتِيكُمْ إِلَّا بَغْتَةً يَسْأَلُونَكَ كَأَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ

۱۹۹

وہ تجھ سے قیامت کے متعلق دریافت کرتے ہیں کہ اس کی انتہا کب ہے تو کہدے کہ اس کا علم تو میرے پروردگار ہی کے پاس ہے۔ اس کو اس کے وقت پر صرف وہی ظاہر فرمائے گا۔ آسمانوں اور زمین میں وہ بار ہو گئی ہے وہ تم پر اچانک ہی آئے گی ۔ وہ تجھ سے اس کے متعلق اس طرح دریافت کرتے ہیں گویا تو ان پر بڑا مہربان ہے یا وہ تجھ سے اس طرح دریافت کرتے ہیں گویا تو نے اس کے متعلق بڑی چھان بین کی ہے تو کہدے اس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے اور لیکن اکثر لوگ (اس بات کو) نہیں جانتے۔

ابن ہشام نے کہا کہ أَيَّانَ کے معنی متی کے ہیں یعنی کب۔ قیس بن الحدادیۃ الخزاعی نے کہا ہے:۔

فَبِحْتُ وَمُخْفِي السِّرِّ بَيْنِي وَبَيْنَهَا لِأَسْأَلَهَا أَيَّانَ مَنْ سَارَ رَاجِعُ

راز کو مخفی رکھنے والا مقام (جو) میرے اور اس کے درمیان (طے شدہ) تھا وہاں اس سے اس بات کے دریافت کرنے کے لیے گیا کہ جو شخص چلا گیا ہے وہ کب واپس ہونے والا ہے۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

اور مرساھا کے معنی منتہاھا کے ہیں اور اس کی جمع مراس ہے کمیت بن زید الاسدی نے کہا ہے:۔

وَالمُصِيبِينَ بَابَ مَا أَخْطَأَ النَّا سُ وَمُرْسَى قَوَاعِدِ الإِسْلَامِ

اس دروازے کو پا لینے والوں کی قسم جس کو لوگوں نے غلطی سے نہیں پایا اور اسلام کی بنیاد کے انتہائی مقام کی قسم۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

اور مرسی السفینۃ اس مقام کو کہتے ہیں جہاں کشتی رکتی ہے اور حفی عنہا میں تقدیم و تاخیر ہے۔ فرمان کا مقصد یہ ہے کہ یسئلونک عنہا کانک حفی بہم۔ وہ تجھ سے اس کے متعلق اس طرح دریافت کرتے ہیں گویا تو ان پر بڑا مہربان ہے کہ انھیں وہ بات بتا دے گا جو ان کے سوا دوسروں کو نہ بتائے گا۔ اور حفی کے معنی البر المتعہد کے بھی ہیں یعنی ہمیشہ احسان کرنے والا۔ کتاب اللہ میں ہے۔ انہ کان بی حفیا۔ وہ میرا ہمیشہ کا محسن ہے۔ اور اس کی جمع احفیاء ہے۔ بنی قیس بن ثعلبہ کے اعشی نے کہا ہے۔

فَإِنْ تَسْأَلِي عَنِّي فَيَارُبَّ سَائِلٍ حَفِيٍّ عَنِ الأَعْشَى بِهِ حَيْثُ أَصْعَدَا

(اے عورت) اگر تو میرے حالات دریافت کرتی ہے تو کوئی تعجب نہیں کیونکہ اعشی جہاں کہیں گیا وہاں اس کے پوچھنے والے اور اس پر احسانات کرنے والے بہت رہے۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

اور حفی کے معنی کسی چیز کا علم حاصل کرنے کے لیے چھان بین کرنا اور اس کی طلب میں مبالغہ کرنے کے بھی ہیں۔

ابن اسحق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سلام بن مشکم اور ابو یونس نعمان بن اوفی اور محمود بن دحیہ اور شاس بن قیس اور مالک بن الضیف آئے اور آپ سے کہا ہم آپ کی پیروی کیسے کریں۔ حالانکہ آپ نے ہمارا قبلہ چھوڑ دیا ہے اور عزیر کے متعلق آپ یہ اعتقاد نہیں رکھتے کہ وہ اللہ کے بیٹے تھے۔ تو اللہ (تعالیٰ) نے ان اقوال کے متعلق (یہ) نازل فرمایا۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ذَٰلِكَ قَوْلُهُم بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَبْلُ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ

اور یہود نے کہا کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے یہ ان کے منہ کی باتیں ہیں۔ یہ لوگ ان لوگوں کے قول کی مشابہت پیدا کرتے ہیں جنھوں نے ان سے پہلے کفر اختیار کیا ہے۔ اللہ انھیں غارت کرے۔ یہ کیسی بے عقلی کی باتیں کیے جا رہے ہیں۔ آخر بیان تک۔

ابن ہشام نے کہا کہ یضاہئون کے معنی "ان لوگوں کی باتیں اُن لوگوں کی باتوں کے مشابہ ہیں جنھوں نے کفر کیا" ہیں۔ مثلاً اگر تم کوئی بات کہو اور دوسرا بھی اسی کی سی بات کہے تو کہتے ہیں ھو یضاحیك۔ وہ بھی تمھیں سا ہے۔

ابن اسحق نے کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس محمود بن سیحان

لہ۔ (الف ج د) میں یضاھون ہے۔ کلام مجید میں دونوں صورتیں آئی ہیں۔ (احمد محمودی)

اور نعمان بن اضا اور بحری بن عمرو اور عزیر بن ابی عزیر اور سلام بن مشکم آئے اور کہا۔ اے محمد کیا یہ بات صحیح ہے کہ یہ چیز جو تم پیش کر رہے ہو۔ حقیقۃً یہ اللہ کی جانب سے ہے۔ ہمیں تو وہ اس طرح منظم نہیں معلوم ہوتی جس طرح توریت منظم ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:۔

أَمَا وَاللّٰهِ إِنَّكُمْ لَتَعْرِفُونَ أَنَّهُ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ تَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَكُمْ وَلَوِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِهِ مَا جَاءُوا بِهِ

سن لو! اللہ کی قسم بے شبہ تم لوگ اس بات کو جانتے ہو کہ وہ اللہ کی جانب سے ہے۔ تم اسے اپنے پاس (اپنی کتابوں میں) لکھا ہوا پاتے ہو اور اگر جن و انس (سب) اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس کا سا (کلام) پیش کریں تو وہ (کبھی) پیش نہ کر سکیں گے۔

اس وقت ان کی پوری جماعت نے جس میں فنحاص اور عبداللہ بن صوری اور ابن صلوبا اور کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق اور اشیع اور کعب بن اسد اور شمویل بن زید اور جبل بن عمرو بن سکینہ (بھی) تھے کہا۔ اے محمد کیا یہ تمہیں کوئی انسان یا جن تو تعلیم نہیں دیتا ہے۔ راوی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

أَمَا[1] وَاللّٰهِ إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُونَ إِنَّهُ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَإِنِّي لَرَسُولُ اللّٰهِ تَجِدُونَهُ ذٰلِكَ مَكْتُوبًا عِنْدَكُمْ فِي التَّوْرَاةِ

سن لو اللہ کی قسم بے شبہ تم لوگ اس بات کو جانتے ہو کہ وہ اللہ کی جانب سے ہے اور یہ بھی کہ یقیناً میں اللہ کا رسول ہوں۔ تم اس کو اپنے پاس توریت میں لکھا ہوا پاتے ہو۔

---

[1] (الف) میں "ام" بغیر الف کے ہے۔ (احمد محمودی)

انھوں نے کہا اے محمد! اللہ جب کوئی اپنا رسول بھیجتا ہے تو اس کے لیے جتنے وہ چاہتا ہے انتظامات فرماتا ہے اور جتنی چاہتا ہے اس کو قدرت دیتا ہے۔ اس لیے آپ ہم پر کوئی کتاب آسمان سے اتار دیجئے کہ ہم اسے پڑھیں اور پہچانیں (کہ وہ اللہ کی جانب سے آئی ہے)۔ ورنہ ہم بھی ویسا ہی (کلام) پیش کریں گے جیسا تم پیش کرتے ہو۔ تو اللہ (تعالیٰ) نے ان کے اور ان کے اقوال کے متعلق (یہ) نازل فرمایا۔

قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا

(اے نبی) تو کہہ کہ اگر (تمام) جن وانس اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کا مثل لائیں تو اس کا مثل نہ لا سکیں گے۔ اگرچہ وہ ایک دوسرے کے معاون ہوں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ظہیر کے معنی معاون کے ہیں اور اسی اشتقاق سے عرب کا قول "تظاھروا علیہ" ہے جس کے معنی تعاونوا علیہ ہیں۔ شاعر نے کہا ہے۔

يَا سَمِيَّ النَّبِيِّ أَصْبَحْتَ لِلدِّيـــنِ قِوَامًا وَلِلْإِمَامِ ظَهِيرَا

اے نبی کے ہمنام! تو دین کے لیے باعث ترقی اور خلیفۂ وقت کا معاون بن گیا ہے اور اس کی جمع ظہراء ہے۔

۲۰۲ ابن اسحٰق نے کہا کہ حیی بن اخطب اور کعب بن اسد اور ابو نافع اور اشیغ اور شمویل بن زید نے عبد اللہ بن سلام کے اسلام اختیار کرنے کے وقت ان سے کہا کہ عرب میں نبوت نہیں ہوا کرتی بلکہ تمہارا دوست بادشاہ ہے۔ پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے ذوالقرنین کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے انھیں وہی بیان سنا دیا جو اللہ کے پاس سے آپ کے پاس ذوالقرنین کے بارے میں نازل ہوا تھا اور

آپ نے قریش کو سنایا تھا اور انھیں لوگوں نے قریش کو مشورہ دیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذوالقرنین کا حال دریافت کریں جبکہ انھوں نے ان کے پاس النضر بن الحارث اور عقبہ بن ابی معیط کو بھیجا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے سعید بن جبیر کی (یہ) روایت بیان کی گئی کہ یہود کی ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا اے محمد اللہ نے تو اس تمام مخلوق کو پیدا کیا۔ پھر اس کو کس نے پیدا کیا۔ راوی نے کہا (یہ سنتے ہی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پروردگار کے لیے غصہ آگیا یہاں تک کہ آپ کا رنگ متغیر ہو گیا اور آپ ان پر خفا ہوے۔ راوی نے کہا آپ کے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور آپ کو تسکین دی اور کہا اے محمد اپنے پر بار نہ ڈالئے۔ (یا آواز پست کیجئے) اور اللہ (تعالیٰ) کے پاس سے آپ کے پاس اس بات کا جواب لائے جس کا انھوں نے سوال کیا تھا (اور کہا)۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ اللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ

(اے نبی) کہدے بات یہ ہے کہ اللہ ایک ہے اللہ سب کا مرجع ہے نہ اس نے کسی کو جنا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے۔

راوی نے کہا کہ جب آپ نے اس سورۃ کو انھیں پڑھکر سنایا تو انھوں نے کہا کہ اے محمد ہم سے اس کے اوصاف بیان کیجئے کہ اس کی خلقت کیسی ہے اس کا ہاتھ کیسا ہے اس کا بازو کیسا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے سے بھی زیادہ غصہ آگیا اور انھیں ڈانٹا تو آپ کے پاس جبرئیل آئے اور آپ سے وہی کہا جو پہلے کہا تھا۔ اور آپ کے پاس اللہ کی طرف سے ان باتوں کا جواب لائے جس کے متعلق انھوں نے سوالات کئے تھے۔ اللہ فرماتا ہے:۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

وَالسَّمٰوٰاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ

اور اللہ کا جو مرتبہ ہے ان لوگوں نے اس کا اندازہ نہیں کیا۔ حالانکہ قیامت کے دن تمام زمین اس کے قبضے میں ہو گی اور آسمان اس کے سیدھے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے وہ (ان لوگوں کے تمام خیالات سے) پاک ہے اور یہ لوگ جو شرک (کی باتیں) کرتے ہیں وہ اس سے برتر ہے۔

۲۰۴ ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بنی تمیم کے آزاد کردہ عتبہ بن مسلم نے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے اور انھوں نے ابو ہریرہ سے روایت بیان کی۔ انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔

يُوشِكُ النَّاسُ أَنْ يَتَسَاءَلُوا بَيْنَهُمْ حَتَّىٰ يَقُولَ قَائِلُهُمْ هٰذَا اللّٰهُ خَلَقَ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ فَإِذَا قَالُوا ذٰلِكَ فَقُولُوا اللّٰهُ أَحَدٌ اللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ثُمَّ لْيَتْفُلِ الرَّجُلُ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

لوگ اپنے نبی سے سوالات کرنے میں اس حالت کے قریب پہنچ رہے ہیں کہ ان میں کا کہنے والا یہ کہنے لگے کہ یہ اللہ اس نے تو مخلوق کو پیدا کیا پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا۔ پس جب وہ یہ کہیں تو تم لوگ کہو کہ اللہ ایک ہے اللہ سب کا مرجع ہے نہ اس نے کسی کو جنا نہ اس کو کسی نے پیدا کیا اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے۔ پھر آدمی کو چاہئے کہ وہ اپنی بائیں جانب تین وقت تھوکے اور مردود شیطان سے اللہ کی پناہ مانگے۔

ابن ہشام نے کہا کہ صمد اس کو کہتے ہیں جس کی طرف رجوع کیا جاتا اور اس کی پناہ لیجاتی ہے۔ بنی اسد کے عمرو بن مسعود اور خالد بن نضلہ جن کو نعمان ابن المنذر نے قتل کر کے ان (کی قبروں) پر کوفے میں الغریین نامی عمارت بنائی تھی (ان کی بھتیجی) ہند بنت معبد بن نضلہ نے اپنے چچاؤں کے مرثیے میں کہا ہے:۔

۲۰۴ أَلَا بَكَرَ النَّاعِي بِخَيْرَيْ بَنِي أَسَدْ ... بِعَمْرِو بْنِ مَسْعُودٍ وَبِالسَّيِّدِ الصَّمَدْ

سنو کہ خبر دینے والے نے بنی اسد کی دو بہترین فردوں

عمرو بن مسعود اور مرجع خلائق سردار کی موت کی خبر صبح سویرے دی ہے۔

ابن اسحق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نجران کے نصاری کا وفد آیا جس میں ساٹھ سوار تھے اور ان ساٹھ میں سے چودہ ان میں کے سرآوردہ لوگ تھے اور پھر ان چودہ میں سے تین شخص ایسے تھے جو مرجع عام تھے۔ ان میں کا ایک عاقب تھا جو قوم کا سردار اور ان سب کو ایسا مشورہ اور رائے دینے والا تھا کہ بجز اس کی رائے کے وہ لوگ کسی طرف نہ پھرتے تھے اور اس کا نام عبدالمسیح تھا۔ دوسرا السید تھا جو ان کی دیکھ بھال کرتے والا اور ان کے سفروں اور ان کے مجمعوں کا منتظم تھا اور اس کا نام الایہم تھا۔ تیسرا ابو حارثہ بن علقمہ تھا جو بنی بکر بن وائل میں کی ایک فرد اور ان کا دینی پیشوا۔ اور ان میں ماہر عالم اور ان کا امام۔ اور ان کے مدرسوں کا افسر تھا۔ اور ابو حارثہ نے ان سب میں بلند مرتبہ حاصل کر لیا تھا۔ اور ان کی کتابوں کی تعلیم دیا کرتا تھا اور اسے ان کے دین کا خوب علم حاصل ہو گیا تھا یہاں تک کہ روم کے عیسائی بادشاہوں کو جب ان کے دینی علوم میں اس کی مہارت و اجتہاد کی خبر پہنچی تو انھوں نے اس کو بڑا مرتبہ دے دیا اور اس کو مال و متاع خدم و حشم والا بنا رکھا تھا اور اس کے لیے کئی کلیسے بنا دئیے تھے اور اس کے لیے طرح طرح کے اعزازات کا فرش کر دیا تھا۔ جب یہ لوگ نجران سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چل کھڑے ہوئے اور ابو حارثہ اپنی ایک خچرنی پر بیٹھا اور اس نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سمت توجہ کی ۔ اور اس کے بازو ہی اس کا ایک بھائی تھا جس کا نام کوز بن علقمہ تھا ۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے اس کا نام کوز بتایا ہے ۔ ابو حارثہ کی خچر نی نے ٹھوکر کھائی تو کوز نے کہا دور والا برباد ہو جائے جس سے اس کی ۲۰۵ مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے تو ابو حارثہ نے اس سے کہا (وہ نہیں) بلکہ تو برباد ہو جائے اس نے کہا بھائی صاحب (ہائیں) یہ کیوں تو اس نے کہا واللہ یہی وہ نبی ہے جس کا ہم انتظار کر رہے تھے تو کوز نے اس سے کہا جب آپ اس بات کو جانتے ہیں تو پھر اس (پر ایمان لانے) سے آپ کو روکنے والی کونسی چیز ہے ۔ اس نے کہا ان لوگوں نے ہمارے لیے کیا کچھ کر رکھا ہے ۔ ہمیں اعلیٰ مرتبہ دیا ہے مالدار بنا دیا ہے اور عزت دی ہے اور حالت یہ ہے کہ ان لوگوں کو اس کی مخالفت کے سوا ہر بات سے انکار ہے ۔ اور اگر میں نے (ویسا ہی) کیا (جیسا تیرا خیال ہے) تو یہ تمام چیزیں جو تو دیکھ رہا ہے یہ لوگ چھین لیں گے پھر اس کے بھائی کوز بن علقمہ نے اسی کی بات جو خود اس کے خلاف تھی اپنے دل میں چھپائے رکھی حتی کہ اس کے بعد اسلام اختیار کیا اور مجھے جو خبریں ملی ہیں انھیں میں سے یہ بھی ایک خبر ہے کہ وہ خود (کوز بن علقمہ) اس (ابو حارثہ) کے متعلق یہ بات بیان کیا کرتے تھے ۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ نجران کے رئیسوں نے چند کتابیں ورثے میں پائی تھیں جو ان کے پاس رکھی تھیں ۔ جب ان میں کا کوئی رئیس مرجاتا اور وہ ریاست دوسرے کو ملتی تو ان کتابوں پر ان مہروں کے ساتھ جو ان پر پہلے سے تھیں ایک مہر خود بھی لگا دیتا اور ان مہروں کو نہ توڑتا ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں (وہاں کا) جو رئیس تھا وہ ٹہلتا ہوا باہر نکلا تو ٹھوکر کھائی تو اس کے بیٹے نے اس سے کہا دور والا برباد ہو جائے جس سے اس کی مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے تو اس سے اس کے باپ نے کہا ایسا نہ کہہ کیونکہ وہ نبی ہے اور اس کا نام وضایع یعنی کتب (محفوظہ) حکمت میں ہے ۔ اور جب وہ مر گیا تو اس کے بیٹے کی توجہ اسی طرف ہوئی

اس نے دل کڑا کیا اور مہریں توڑ دیں اس نے اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ پایا اور اس نے اسلام اختیار کر لیا اور اسلام میں اس کی حالت اچھی رہی۔ اس نے حج بھی کیا اور یہ شعر اسی نے کہا ہے۔

إِلَيْكَ تَعْدُو قَلِقًا وَضِينُهَا مُعْتَرِضًا فِي بَطْنِهَا جَنِينُهَا

مُخَالِفًا دِينَ النَّصَارَى دِينُهَا

(اونٹنی) تیرے ہی جانب دوڑ رہی ہے۔ اس حالت میں کہ اس کا زیر تنگ حرکت کر رہا ہے اور اس کے پیٹ میں بچہ ان کے آڑے آرہا ہے اور اس حالت میں کہ اس (اونٹنی یعنی اونٹنی والے) کا دین نصاریٰ کے دین کے خلاف ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ وضین کے معنی حزم الناقہ یعنی اونٹنی کے کمر بند یا زیر تنگ کے ہیں۔

اور ہشام بن عروہ نے کہا کہ عراق والوں نے اس میں "معترضا دین النصاری دینہا" بڑھا دیا ہے۔ لیکن ابو عبیدہ نے تو ہمیں ان (مصرعوں) کے ساتھ یہ (مصرع) بھی سنا یا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن جعفر بن الزبیر نے بیان کیا کہ جب وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو نماز عصر پڑھا چکے تو وہ لوگ آپ کے پاس آپ کی مسجد میں اس حالت میں داخل ہوئے کہ وہ اچھے کپڑے زیب بدن کیے ہوئے تھے۔ جبے پہنے اور چادریں اوڑھے ہوئے بنی حارث بن کعب والوں کی طرح خوبصورت تھے۔ راوی نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ جنھوں نے ان کو اس روز دیکھا ہے۔ کہتے ہیں کہ ان لوگوں کے بعد ان کا سا وفد ہم نے کوئی نہیں دیکھا ان لوگوں کی نماز کا وقت آچکا تھا۔ اس لیے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دعوھم۔ انھیں چھوڑ دو (کہ نماز پڑھ لیں) تو انھوں نے مشرق کی جانب نماز پڑھی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ان میں کے چودہ آدمی جوان لوگوں کے (تمام) معاملات کا مرجع تھے ان کے نام یہ ہیں۔

العاقب۔اس کا نام عبدالمسیح بھی تھا۔اور السید جس کا نام الایہم تھا اور بنی بکر بن وائل والا ابو حارثہ بن علقمہ۔اور اوس اور الحارث اور زید اور قیس اور یزید اور نبیہ اور خویلد اور عمرو اور خالد اور عبداللہ اور یحنس یہ ساٹھ سواروں کے منجملہ یہ بھی تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابو حارثہ بن علقمہ اور عاقب عبدالمسیح اور الایہم اور السید نے گفتگو کی اور باوجود اس کے کہ ان میں کچھ اختلاف بھی تھا وہ شاہی نصرانی قانون کے پیرو تھے۔ان میں سے بعض تو عیسٰی (علیہ السلام) کو ہی خدا کہتے تھے اور بعض اللہ کا بیٹا اور بعض آپ کو تین میں کا تیسرا کہتے تھے۔غرض نصاریٰ کے اسی قسم کی باتیں تھیں"وہ اللہ ہے" کہنے والے دلیل یہ پیش کرتے تھے کہ آپ مردوں کو زندہ کرتے اور بیماریوں کو دور کرتے اور غیب کی باتیں بتاتے تھے اور کیچڑ سے پرند کی شکل بناتے اور اس میں پھونکتے تو وہ پرند ہو جاتا تھا۔اور یہ ساری باتیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے ہوتی تھیں تاکہ وہ انھیں لوگوں کے لیے ایک نشانی کے طور پر پیش کرے اور آپ کے اللہ کا بیٹا ہونے کے متعلق یہ دلیل بھی پیش کرتے تھے کہ آپ کا کوئی باپ نہ تھا جس کا علم ہوا اور آپ نے گہوارے میں بات کی اور یہ ایسی چیز ہے کہ آپ سے پہلے آدم کے کسی بچے نے نہیں کی اور تین میں کا تیسرا کہنے والے اپنے قول کی دلیل کلام اللہ کو پیش کرتے ہیں کہ وہ ہم نے کیا ہم نے حکم دیا۔ ہم نے پیدا کیا اور ہم نے فیصلہ کیا فرماتا ہے۔اگر وہ ایک ہوتا تو میں نے کیا۔ میں نے حکم دیا۔میں نے پیدا کیا اور میں نے فیصلہ کیا فرماتا۔جمع کے صیغے نہ فرماتا۔ ۲۰۷ اصل یہ ہے کہ (جمع کے صیغوں میں) وہ (سے مراد اللہ) اور عیسٰی اور مریم ہیں۔پس ان تمام باتوں کے متعلق قرآن نازل ہوا۔

اور جب ان دونوں[1] عالموں نے آپ سے گفتگو کی تو رسول اللہ صلی اللہ

---

[1] مصنف نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنے والوں کے تین نام اوپر بتائے ہیں اور یہاں دونوں نے لکھا ہے غور طلب امر ہے۔(احمد محمودی)

علیہ وسلم نے ان دونوں سے فرمایا:۔

أَسْلِمَا

تم دونوں اسلام اختیار کرو۔

ان دونوں نے کہا ہم تو اسلام اختیار کر ہی چکے ہیں۔ فرمایا۔ إِنَّكُمَا لَمْ تُسْلِمَا فَأَسْلِمَا۔ تم دونوں نے اسلام اختیار نہیں کیا ہے اسلام اختیار کر لو۔ ان دونوں نے کہا ہم نے تم سے پہلے اسلام اختیار کر لیا ہے۔ فرمایا:۔

كَذَبْتُمَا يَمْنَعُكُمَا مِنَ الْإِسْلَامِ دُعَاؤُكُمَا لِلّٰهِ وَلَدًا وَعِبَادَتُكُمَا الصَّلِيبَ وَأَكْلُكُمَا الْخِنْزِيرَ۔

تم دونوں نے جھوٹ کہا۔ تمہارا اللہ کے لیے بیٹے کا ادعا اور تمہاری صلیب کی پوجا اور تمہارا سور کا گوشت کھانا (یہ سب باتیں) تمہیں اسلام اختیار کرنے سے مانع ہیں۔

انھوں نے کہا اے محمد پھر ان کا باپ کون تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار فرمائی اور انھیں کوئی جواب ادا نہ فرمایا تو اللہ نے ان کے اس قول اور ان کے تمام مختلف معاملات کے متعلق سورہ آل عمران کا ابتدائی حصہ اسی سے کچھ اوپر آیتوں تک نازل فرمایا اور فرمایا:۔

الٓمّٓ ۔ اَللّٰهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ

الم۔ اللہ (تو وہ ہے کہ) اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ زندہ ہے برقرار ہے۔

پس سورۃ کی ابتدا اپنی ذات کی پاکی اور توحید سے فرمائی کہ اس کی ذات ان تمام باتوں سے پاک ہے جو وہ کہا کرتے تھے اور وہ پیدا کرنے اور حکم دینے میں یکتا ہے۔ ان امور میں اس کا کوئی شریک نہیں تاکہ جو کافرانہ بدعتیں

انھوں نے پیدا کرلی تھیں اور اس یکتا ذات کے ہمسر ٹھیرا لیے تھے اس کا رد ہو
اور اپنے دوست (یعنی پیغمبر) کے متعلق جو ان کا ادعا تھا وہ خود ان پر حجت ہو
اور اسی سے ان کی گمراہی بتا دی جائے۔ پس فرمایا۔

الٓمٓ اللّٰهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ

اللہ تو وہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود (ہی) نہیں
اس کے اوامر میں اس کے سوا کوئی شریک نہیں الحی القیوم۔ وہ ایسا
زندہ ہے کہ مرتا نہیں حالانکہ ان کے قول کے مطابق عیسیٰ مر گئے اور سولی پر چڑھا دئے گئے
القیوم۔ پیدا کرنے میں جو اس کا مقام تسلط ہے وہ اس پر برقرار ہے
(اور) وہ اس مقام سے نہیں ہٹے گا۔ حالانکہ ان کے قول کے موافق عیسیٰ جہاں
تھے اس جگہ سے ہٹ گئے اور دوسری جگہ چلے گئے۔

نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ

اس نے تجھ پر سچائی لی ہوئی کتاب نازل فرمائی۔
یعنی جن امور میں انھوں نے آپس میں اختلاف کیا تھا اس میں جو بات سچ تھی اس کو لیے ہوئے۔

وَأَنْزَلَ التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ

اور اس نے توریت و انجیل بھی اتاری۔
یعنی موسیٰ پر توریت اور عیسیٰ پر انجیل اسی طرح اتاری جس طرح اس سے
پہلے والوں پر اور کتابیں نازل فرمائیں۔

وَأَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۔ اور فرقان نازل فرمایا۔

یعنی عیسیٰ (علیہ السلام) وغیرہ کے متعلق ان میں کی مختلف جماعتوں نے
جو مختلف خیالات قائم کرلیے تھے ان میں حق کو باطل سے ممتاز کرنے والی چیز۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَاللّٰهُ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ

بے شبہ جن لوگوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا ان کے لیے
سخت عذاب ہے اور اللہ غالب اور سزا دینے والا ہے۔

یعنی اللہ ان لوگوں کو سزا دینے والا ہے جنھوں نے اس کی آیتوں کے جاننے اور ان آیتوں میں جو کچھ تھا اس کو سمجھنے کے بعد اس کا انکار کیا۔

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ

بے شبہہ اللہ سے کوئی چیز چھپی نہیں رہتی (نہ) زمین میں اور نہ آسمان میں۔

۲۰۰

یعنی جو ارادے وہ کرتے ہیں اور جو چالبازیاں وہ سوچتے ہیں اور عیسیٰ کے متعلق اپنے اقوال سے وہ جن کی مشابہت کرتے ہیں، کہ انھوں نے اللہ سے غفلت، اور اس کا انکار کرکے عیسیٰ کو پروردگار اور معبود ٹھیرالیا ہے۔ حالانکہ ان کے پاس جو علم ہے وہ اس کے خلاف ہے۔

هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ

وہی تو ہے جو رحم مادر میں جیسی چاہتا ہے صورتیں تمھیں دیتا ہے

یعنی اس بات میں تو کسی قسم کا شبہہ نہیں ہے کہ عیسیٰ بھی ان لوگوں میں سے تھے جنھیں رحم مادر میں صورت دی گئی۔ اس کا نہ وہ جواب دے سکتے ہیں اور نہ اس کا انکار کرسکتے ہیں۔ انھیں بھی ویسی ہی صورت دی گئی جس طرح ان کے سوا آدم کے دوسرے بچوں کو دی گئی پھر جو اس مقام پر تھا وہ معبود کس طرح ہوسکتا ہے پھر ان شرکا سے جو انھوں نے ٹھیرالیے تھے۔ اپنی ذات کی تنزیہ اور یکتائی کا بیان فرماتا ہے۔

لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ غلبہ و حکمت والا ہے۔

یعنی ان لوگوں کو سزا دینے میں غالب ہے جنھوں نے اس کا انکار کیا ہے اور جب چاہے سزا دے سکتا ہے اور اپنے بندوں سے وجوہ و دلائل بیان

کرنے میں حکیم ہے۔

هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ

وہی ہے جو تجھ پر کتاب اتار رہا ہے۔ اس میں کی بعض آیتیں استوار (واضح المراد مانع اشتباہ) ہیں اور یہی کتاب کی اصل ہیں۔

ان میں پروردگار عالم کے دلائل ہیں اور بندوں کا (گمراہی سے) بچاؤ ہے۔ اور مخالف اور غلط باتوں کی مدافعت ہے۔ انھیں ان کے مضمون سے پھیرا نہیں جا سکتا اور نہ ان کے اس مفہوم میں کوئی تغیر ہو سکتا ہے جس کے لیے وہ بنائے گئے ہیں۔

وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ

اور (بعض) دوسری مشتبہ ہیں

کہ ان کو ان کے معنی سے پھیرا جا سکتا ہے اور ان کی تاویل کی جا سکتی ہے۔ اللہ نے ان کے ذریعے بندوں کی آزمائش کی ہے جس طرح حلال و حرام سے آزمائش کی گئی ہے کہ وہ انھیں غلط معنی کی طرف نہ لے جائیں اور انھیں حقیقی معنی سے نہ پھیریں۔ اللہ فرماتا ہے:۔

فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ

تو جو لوگ ایسے ہیں کہ ان کے دلوں میں ٹیڑھا پن ہے۔ یعنی سیدھی راہ سے پھر جانے کی قابلیت ہے۔

فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ

تو وہ لوگ اس میں سے مشتبہ چیزوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں یعنی ایسے راستے پر پڑ جاتے ہیں جو اس سے پھیر دے تاکہ اس کے ذریعے

ان باتوں کو سچا ٹھیرائیں جن کا انھوں نے ایجاد کرلیا ہے اور نئی باتیں پیدا کرلی ہیں تاکہ وہ ان کے لئے حجت بن جائے حالانکہ جو بات انھوں نے کہی ہے اس میں انھیں شک و شبہہ ہی ہے۔

ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ

فتنے کی جستجو میں۔
یعنی اشتباہ پیدا کرنے کے لیے۔

وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ

اور تاویل کی تلاش میں۔
یعنی خلقنا اور قضینا کے معنی کو (جمع کی طرف) پھیر کر اپنی اس گمراہی کی طرف لیجانا چاہتے ہیں جس کا انھوں نے ارتکاب کیا ہے۔ فرماتا ہے۔

وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ

اور اس کی تاویل کوئی نہیں جانتا۔
یعنی اس (خلقنا اور قضینا) کی تاویل جس کے معنی انھوں نے اپنے حسب منشاء لے لیے ہیں۔۔

إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا

مگر اللہ اور جو لوگ علم میں استواری رکھنے والے ہیں کہتے ہیں کہ ہم تو اس پر ایمان لاچکے یہ سب کچھ ہمارے پروردگار کی جانب سے ہے۔
پھر اس میں اختلاف کیسے ہوسکتا ہے وہ (سب کا سب) ایک ہی کلام ہے ایک ہی پروردگار کی جانب سے ہے۔ پھر انھوں نے مشتبہ الفاظ کی تاویل کیلئے ان محکمات کی طرف رجوع کیا جن میں بجز ایک معنی کے کوئی ان میں دوسری

تاویل نہیں کرتا۔ اور ان کی اس بات سے کتاب منظم ہوگئی اور اس کا ایک حصہ دوسرے حصے کی تصدیق کرنے والا (ہونا ظاہر) ہوگیا۔ اور اس کے ذریعے حجت نافذ ہوگئی اور وجہ ظاہر ہوگئی اور غلطی زائل ہوگئی اور کفر کا سر کچل دیا گیا۔ اللہ (تعالیٰ) فرماتا ہے:۔

وَمَا يَذَّكَّرُ

اور نصیحت (قبول) نہیں کرتے۔

یعنی ایسے معاملوں میں۔

إِلَّا أُولُوا الْأَلْبَابِ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا

۲۰۹

مگر عقل والے۔ اے ہمارے پروردگار ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کر۔ بعد اس کے کہ تو نے ہمیں سیدھی راہ بتادی۔

یعنی اگر نئی باتیں نکال کر ہم اس طرف جھک پڑیں تو ہمارے دلوں کو (اس طرف) جھکنے نہ دے۔

وَهَبْ لَنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ

اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عنایت فرما بے شبہ تو بڑا عنایت فرمانے والا ہے۔

پھر فرمایا:۔

شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ

اللہ نے گواہی دی ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور فرشتوں نے (بھی) یعنی انھوں نے جو کچھ کہا اس کے خلاف (یہ سب

۱؎۔ (الف) میں ملیکۃ لکھا ہے جو غلط معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

گواہ ہیں)

بِالْقِسْطِ

انصاف سے۔یعنی یہ گواہی عادلانہ ہے۔

لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ

اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ غالب اور حکمت والا

ہے۔بے شبہ اللہ کے پاس دین (تو بس) اسلام ہی ہے۔

یعنی اے محمد پروردگار کی توحید اور رسولوں کی تصدیق کے

جس طریقے پر تم ہو۔

وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ

اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی انھوں نے (اس سے)

اختلاف نہیں کیا مگر بعد اس کے کہ ان کے پاس علم آچکا

یعنی وہ جو (بذریعہ قرآن) آپ کے پاس آچکا ہے۔کہ اللہ ایک ہے

جس کا کوئی شریک نہیں۔

بَغْيًا بَيْنَهُمْ وَمَنْ يَكْفُرْ بِآيَاتِ اللّٰهِ فَإِنَّ اللّٰهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ

آپس کی سرکشی سے۔اور جو شخص اللہ کی آیتوں کا انکار کرے

تو بے شبہہ اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

فَإِنْ حَاجُّوكَ

پھر بھی انھوں نے اگر تجھ سے حجت کی۔

یعنی ان کے قول خلقنا۔ فعلنا اور امرنا کی (تاویل) باطل

سے جو وہ پیش کرتے ہیں تو یہ نرا شبہہ باطل ہے اور اس میں جو سچائی ہے۔

اس کو انھوں نے جان لیا ہے۔

فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ

تو تو کہہ دے کہ میں نے تو اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دیا ہے۔ یعنی وہ اللہ جو یکتا ہے۔

وَمَنِ اتَّبَعَنِي وَقُلْ لِلَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْأُمِّيِّينَ

اور جس نے میری پیروی اختیار کی ہے انھوں نے بھی (اپنے کو اللہ کے حوالے کر دیا ہے) اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے اور جو ان پڑھ ہیں ان سے کہہ یعنی جن کے پاس کوئی کتاب نہیں۔ (ان سے کہہ)۔

أَأَسْلَمْتُمْ فَإِنْ أَسْلَمُوا فَقَدِ اهْتَدَوْا وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَاللّٰهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ۔

کیا تم نے بھی (اس اصول) تسلیم کو اختیار کر لیا اگر انھوں نے (بھی اس اصول کو) مان لیا تو بس سیدھی راہ پر لگ لیے اور اگر منہ پھیرا تو (کچھ پروا نہ کر) تجھ پر صرف (پیام خداوندی) پہنچا دینا (لازم) ہے اور اللہ تو بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔

پھر اہل کتاب کے دونوں گروہ یہود و نصاریٰ کو جمع فرمایا اور انھوں نے جو جو نئی باتیں اور نئے طریقے پیدا کر لیے تھے ان کا ذکر کیا اور فرمایا۔

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۔ الی قولہ

قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ

جو لوگ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے اور نبیوں کو ناحق قتل کرتے ہیں اور لوگوں میں سے ایسے افراد کو قتل کرتے ہیں جو عدل و انصاف کے احکام دیتے ہیں (انہیں دردناک عذاب کی بشارت دے)۔ سے اس کے اس فرمان تک۔ کہہ اے اللہ اے حکومت کے مالک یعنی اے بندوں کی پرورش کرنے والے اے وہ ذات جس کے سوا بندوں کے درمیان کوئی فیصلہ نہیں کرتا۔

تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ

تو جس کو چاہتا ہے حکومت عطا فرماتا ہے اور جس سے چاہتا ہے حکومت چھین لیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے۔ بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ یعنی تیرے سوا کسی دوسرے کے ہاتھ میں نہیں۔

إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

بے شبہ تو ہی ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ یعنی اپنے غلبے اور اپنی قدرت سے یہ کام کر سکنے والا تیرے سوا کوئی (بھی) نہیں۔

تُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ

تو دن میں رات کو داخل کر دیتا ہے اور رات میں دن کو

داخل کر دیتا ہے اور مردے سے زندے کو نکالتا ہے اور زندے سے مردے کو نکالتا ہے۔

یعنی اسی قدرت سے۔

وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ

اور جس کو تو چاہتا ہے بے حساب عنایت فرماتا ہے۔

تیرے سوا کوئی ان امور میں قدرت نہیں رکھتا اور تیرے سوا ۲۱۰ کوئی ایسا نہیں کرتا یعنی اگر میں نے عیسیٰ کو مردوں کے زندہ کرنے اور بیماروں کو (بھلا) چنگا کرنے اور کیچڑ سے پرندے پیدا کرنے اور غیبی امور کی خبریں دینے کے لیے چند چیزوں پر غلبہ دیدیا تھا تاکہ انھیں اس کے ذریعے سے لوگوں کے لیے ایک نشانی بناؤں اور تاکہ اس نبوت کی تصدیق ہو جسے میں نے انھیں دے کر ان کی قوم کی طرف مبعوث فرمایا تھا جس کے سبب سے تم ان کے معبود ہونے کا دعویٰ کرتے ہو تو (اس پر بھی تو غور کرو کہ) میرے قابو اور میری قدرت میں ایسی چیزیں بھی تو ہیں جو میں نے انھیں نہیں دیں (مثلاً) بادشاہوں کو بادشاہ بنانا اور[1] نبوت کا عہدہ جس کو چاہنا دیدینا اور دن میں رات کا داخل کرنا اور رات میں دن کا داخل کرنا اور مردے سے زندے کا نکالنا اور زندے سے مردے کا نکالنا اور نیکوں یا بدوں میں سے جس کو چاہنا بے حساب رزق دینا غرض یہ تمام باتیں وہ ہیں جن پر میں نے عیسیٰ کو قدرت نہیں دی اور جن کا انھیں مالک نہیں بنایا لیکن انھیں ان چیزوں میں کوئی دلیل وعبرت نہ حاصل ہوئی کہ اگر وہ معبود ہوتے تو یہ سب چیزیں ان کے اختیار میں

---

[1] ۔ (ب) میں تمليك الملوك وامر النبوة ہے جس کے معنی میں نے ترجمے میں اختیار کیے ہیں اور (الف ج د) میں بامر النبوة ہے جس کے معنی نبوت کے حکم سے بادشاہوں کو بادشاہ بنانا ہوں گے جو بعید معلوم ہوتے ہیں۔ (احمد محمودی)

ہوتیں حالانکہ انھیں یہ معلوم ہے کہ وہ بادشاہوں سے بھاگ رہے تھے اور شہروں میں ایک شہر سے دوسرے شہر کی جانب منتقل ہو رہے تھے۔ پھر ایمانداروں کو نصیحت فرمائی اور انھیں ڈرایا اس کے بعد فرمایا:۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ

(اے نبی ان سے) کہہ کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو۔

یعنی اگر تمہارا یہ دعویٰ صحیح ہے کہ (تمہارے کام) اللہ کی محبت اور اس کی عظمت کے اظہار کے لیے (ہوتے ہیں)۔

فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ

تو میری پیروی کرو اللہ تمھیں محبوب بنالے گا اور تمہارے لیے تمہارے گناہ ڈھانک دے گا۔

یعنی تمہارا گزشتہ کفر۔

وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ

اور اللہ بڑا پردہ پوش اور بڑا مہربان ہے۔

قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُولَ

کہہ دے کہ اللہ اور رسول کی فرماں برداری کرو کیونکہ تم اسے جانتے ہو اور اپنی کتابوں میں اس کا تذکرہ پاتے ہو۔

فَإِنْ تَوَلَّوْا

پھر اگر انھوں نے روگردانی کی۔

یعنی اپنے کفر ہی پر (اڑے) رہے۔

فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ

تو بے شبہ اللہ کافروں سے محبت نہیں رکھتا پھر ان کے آگے عیسیٰ (علیہ السلام) کے حالات پیش فرمائے کہ اللہ نے جس کام کا ارادہ فرمایا اس کی ابتدا کیسی ہوئی فرمایا:—

إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىٓ اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ذُرِّيَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۔

بے شک اللہ نے آدم و نوح وآل ابراہیم وآل عمران کو تمام جہانوں میں سے انتخاب فرمالیا۔ (ان سے میری مراد) وہ اجزا (ہیں) جو ایک دوسرے سے نکل کر پھیلے اور اللہ تو (ان کی قابلیتوں اقتضاؤں اور دعاؤں سے خوب واقف ہے وہ) خوب سننے والا اور خوب دیکھنے والا ہے۔

اس کے بعد عمران کی بیوی اور اس کے قول کا ذکر فرمایا:—

اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّىْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِىْ بَطْنِىْ مُحَرَّرًا

(وہ وقت یاد کرو) جبکہ عمران کی عورت نے کہا۔ اے میرے پروردگار جو کچھ میرے پیٹ میں ہے میں نے اسے یقیناً تیری نذر میں دے دیا اور آزاد کر دیا۔

یعنی میں نے اسے نذر کر دیا اور اسے اللہ کی غلامی کے لیے آزاد کر دیا کہ اس سے کسی دنیوی کام میں استفادہ نہ کیا جائے۔

فَتَقَبَّلْ مِنِّىْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّىْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰى ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ۭ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى

پس مجھ سے (یہ نذر) قبول فرما بے شبہ تو خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے پھر جب اس نے اس (لڑکی) کو جنا (تو) کہا اے میرے پروردگار میں نے اس کو جنا تو ہے (لیکن حالت یہ ہے کہ وہ) لڑکی (ہے) حالانکہ جو کچھ بھی اس نے جنا اللہ اس سے خوب واقف ہے اور لڑکا لڑکی کی طرح نہیں۔[1]

۲۱۱

یعنی اس مقصد کے لیے جس کے لیے میں نے اس کو آزاد کیا اور بطور نذر پیشکش کیا تھا۔

وَإِنِّي سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

اور میں نے اس کا نام تو مریم رکھ دیا اور میں اسے اور اس سے پھیلنے والی اولاد کو مردود شیطان سے بس تیری ہی پناہ میں دیتی ہوں اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ

[1] ۔ مصنف علیہ الرحمہ نے اس مقام پر "لیس الذکر کالانثیٰ" کو مقولۂ والدۂ مریم علیہما السلام خیال فرمایا ہے لیکن بلاغت کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خیال ٹھیک نہیں ہے اگر ایسا ہوتا تو "لیس الانثیٰ کالذکر" ہونا چاہئے تھا۔ یعنی یہ لڑکی جو مجھے ملی ہے یہ اس لڑکے کی سی نہیں جس کی طلب میں نے مسجد کی خدمت کے لیے کی تھی کہ وہ مسجد کے کاروبار کے لیے آزاد کیا جاتا بلکہ یہ فرمان خداوندی کا جزو معلوم ہوتا ہے۔ اللہ جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے کہ جو کچھ اس نے جنا ہے اللہ اس کے مرتبے اور علو شان سے خوب واقف ہے۔ جس لڑکے کی اس نے طلب کی تھی اور جو مرتبہ اس کے خیال میں اس لڑکے کا تھا وہ اس لڑکی کا سا نہیں اس کا مرتبہ مسجد کی خدمت کرنے والے بہت سے مردوں سے بھی برتر و اعلیٰ ہے۔ (احمد محمودی)

تو اس کے پروردگار نے اسے بڑی خوبی کے ساتھ قبول فرمالیا۔

وَأَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا

اور اس کی بڑی اچھی پرورش کی اور اس کی نگرانی زکریا نے کی۔

یعنی اس کے والد اور والدہ کے انتقال کے بعد۔

ابن ہشام نے کہا کہ کفلہا کے معنی ضمہا کے ہیں۔ یعنی اسے اپنے ساتھا رکھا۔

ابن اسحٰق نے کہا غرض اس لڑکی کا ذکر یتیمی کے ساتھ فرمایا اس کے بعد اس لڑکی کا حال اور زکریا کا حال اور انھوں نے جو دعا کی اور جو کچھ انھیں عطا ہوا اس کا ذکر فرمایا کہ ان کو یحییٰ عنایت فرمائے گیے۔ اس کے بعد مریم اور ان سے فرشتوں کی گفتگو کا ذکر فرمایا۔

يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفَاكِ عَلَى نِسَاءِ الْعَالَمِينَ يَا مَرْيَمُ اقْنُتِي لِرَبِّكِ وَاسْجُدِي وَارْكَعِي مَعَ الرَّاكِعِينَ

اے مریم بے شبہ اللہ نے تجھے انتخاب فرمالیا اور تجھ کو پاک کردیا اور تمام جہانوں کی عورتوں پر تجھ کو ترجیح دی اے مریم اپنے پروردگار کے لیے عبادت میں چپ چاپ کھڑی رہ اور سجدہ کر اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کر۔ (اور اللہ (تعالیٰ) فرماتا ہے۔

ذَٰلِكَ مِنْ أَنبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ

یہ غیب کی خبروں میں سے (ایک خبر) ہے جو ہم تیری جانب
بذریعہ وحی بھیج رہے ہیں اور تو ان کے پاس نہ تھا یعنی ان کے ساتھ نہ تھا۔

إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ

جبکہ وہ اپنے قلم ڈال رہے تھے کہ ان میں کا کون مریم کی
نگرانی کرے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اقلامھم کے معنی سہامھم کے ہیں۔ یعنی ان کے وہ تیر جن کے ذریعے انھوں نے مریم علیہا السلام کے متعلق قرعہ اندازی کی۔ تو زکریا (علیہ السلام) کا تیر نکلا۔ آخر مریم کو انھوں نے اپنے ساتھ رکھا۔ یہ بات حسن بن ابی الحسن نے کہی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس مقام پر (جس نگرانی کا ذکر ہے یہ) نگرانی جریج راہب نے کی جو بنی اسرائیل میں کا ایک بڑھئی تھا۔ مریم علیہا السلام کو (اپنے پاس) لے جانے کا تیر اسی کے نام کا نکلا تھا اور وہی لے گیا اور زکریا (علیہ السلام) نے اس سے پہلے ان کی نگرانی کی تھی۔ بنی اسرائیل میں ایک مرتبہ سخت قحط پڑا اس لیے زکریا (علیہ السلام) ان کو اپنے پاس رکھنے سے عاجز ہو گئے تو مریم (علیہا السلام) کے لیے قرعہ اندازی کی گئی کہ ان کی نگرانی ان میں سے کون کرے تو جریج راہب کا تیر ان کی نگرانی کے لیے نکلا (اور) جریج ہی نے ان کی نگرانی کی

وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُونَ

اور (اے نبی) جب وہ جھگڑ رہے تھے اس وقت تو ان
کے پاس نہ تھا۔

یعنی جب وہ اس کے متعلق جھگڑ رہے تھے تو تو ان کے ساتھ نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ان مخفی باتوں کی خبر دے رہا ہے جن کا ان کے پاس علم تھا اور وہ اس کو آپ سے چھپاتے تھے تاکہ آپ کی نبوت کو ثابت کرے اور ان خبروں کے ذریعے جنھیں وہ چھپاتے تھے اور آپ انھیں ان کے

سامنے پیش فرماتے تھے ان پر حجت قایم ہو۔ پھر فرمایا۔

إِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ

(وہ وقت یاد کرو) جب کہ فرشتوں نے کہا۔ اے مریم۔

إِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ

اللہ تجھے یقیناً ایک ایسے کلمہ کی خوش خبری دیتا ہے

جو اس کی جانب سے ہے اس کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم ہے۔

یعنی ان کے (حقیقی) واقعات یہ تھے نہ کہ وہ جو تم ان کے متعلق کہتے ہو۔

وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

دنیا و آخرت میں وہ عزت و آبرو والے تھے۔

یعنی اللہ کے پاس۔

وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَمِنَ الصَّالِحِينَ

اور وہ مقربین میں سے تھے اور گہوارے میں لوگوں سے باتیں کیا کرتے تھے اور ادھیڑ عمر میں (نزول کے بعد بھی وہ باتیں کریں گے) اور نیکوں میں سے تھے۔

انھیں آپ کے ان حالات کی خبر دے رہا ہے جو آپ کی عمر کے تغیرات میں واقع ہوتے رہے جس طرح آدم کی اولاد کے حالات ان کی کمسنی اور بڑھاپے کے لحاظ سے بدلتے رہتے ہیں۔ بجز اس کے کہ اللہ نے انھیں گہوارے میں کلام کرنے کی خصوصیت مرحمت فرمائی تھی کہ آپ کی

بوت کے لیے ایک علامت ہو اور بندوں کو اپنی قدرت کے مواقع بتائے۔

قَالَتْ رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي وَلَدٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ قَالَ كَذَٰلِكِ

اللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ

مریم نے کہا اے میرے پروردگار میرے لڑکا کیسے ہو گا
حالانکہ مجھے کسی بشر نے چھوا (تک) نہیں۔ فرمایا یوں ہی (ہوگا)
اللہ جو چاہتا ہے پیدا کر دیتا ہے۔
یعنی وہ جو چاہتا ہے بنا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے پیدا کر دیتا ہے
بشر ہو یا غیر بشر۔

إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ

جب اس نے کسی کام کا فیصلہ کر لیا تو اس کو صرف
"ہو" کہہ دیتا ہے۔
وہ جس چیز کو چاہے اور جیسی چاہے

فَيَكُونُ

تو وہ ہو جاتی ہے
اور جیسی وہ چاہتا ہے ویسی ہی ہو جاتی ہے۔ پھر مریم علیہا السلام
کو اس بات کی خبر دی کہ ان (کی پیدائش) سے اس کا ارادہ کیا ہے فرمایا:۔

وَيُعَلِّمُهُ[1] الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ

[1]۔ (الف) میں "نعلمہ" ہے اور روایات کلام مجید دونوں طرح ہیں۔ یعنی ہم اسے تعلیم دیں گے
(احمد محمودی)

اور وہ اسے جنس کتب کی اور حکمت اور توریت کی تعلیم
(کا شرف عنایت) فرمائے گا۔
جو ان لوگوں میں موجود تھی جو آپ کے پہلے موسیٰ (علیہ السلام)
کے وقت سے چلی آرہی تھی۔

وَالْإِنْجِيلَ

اور انجیل کی بھی (تعلیم دے گا)
جو ایک دوسری کتاب ہے اللہ عزوجل نے انھیں نئی عنایت فرمائی
تھی اور ان لوگوں کے پاس بجز اس کی یاد کے اصل کتاب باقی نہ تھی اور وہ
(عیسیٰ) ان کے (موسیٰ کے) بعد انبیاء میں سے ہونے والے ہیں۔

وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنِّي قَدْ جِئْتُكُم بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ

اور (ہم نے اس کو) بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر
(بھیجا) اس نے کہا بے شبہ میں تمھارے پاس تمھارے رب کی
جانب سے نشانی لے کر آیا ہوں۔
یعنی ایسی نشانی جس سے میری نبوت ثابت ہوتی ہے کہ میں اسکی
جانب سے تمھاری طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

أَنِّي أَخْلُقُ لَكُم مِّنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ

بے شبہ میں تمھارے لیے کیچڑ سے پرندوں کی شکل کی سی
شکل پیدا کرتا ہوں۔

فَأَنفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ

پھر اس میں پھونکتا ہوں تو اللہ کے حکم سے وہ پرندہ
بن جاتا ہے۔

اس اللہ کے حکم سے جس نے مجھے تمہاری طرف بھیجا ہے جو میرا اور تمہارا دونوں کا پروردگار ہے۔

وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ

اور میں پیدائشی اندھے اور کوڑھی کو (بھلا) چنگا کر دیتا ہوں۔

ابن ہشام نے کہا کہ الاکمہ مادر زاد اندھے کو کہتے ہیں۔ رؤبہ بن العجاج نے کہا ہے۔

هَرَجْتُ فَارْتَدَّ ارْتِدَادَ الْأَكْمَهِ

میں نے ڈانٹا تو وہ مادر زاد اندھے کی طرح لوٹ گیا

اور اس کی جمع کُمْہ ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ھرجت کے معنی صحت بالاسد جلبت علیہ ہیں یعنی شیر کے مقابل چیخا اور چیخ پکار کی اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

وَأُحْيِي الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُنَبِّئُكُم بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ

۲۱۳

اور میں اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتا ہوں اور تمہیں وہ چیزیں بتا دیتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو تم گھروں میں جمع رکھتے ہو۔ بے شبہ اس میں تمہارے لیے نشانی ہے۔ اس بات پر کہ میں تمہاری طرف اللہ کی جانب سے بھیجا ہوا ہوں۔

إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ

اگر تم ایماندار ہو۔

وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَىَّ مِنَ التَّوْرَاةِ

اور میں اس توریت کی تصدیق کرنے والا (بنا کر
بھیجا گیا ہوں) جو میرے سامنے ہے۔
یعنی جو مجھ سے پہلے آچکی ہے۔

وَلِأُحِلَّ لَكُم بَعْضَ الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ

اور (میں بھیجا گیا ہوں) تاکہ بعض ایسی چیزیں تمھارے لیے
جائز کردوں جو تم پر حرام کر دی گئی تھیں۔
یعنی یہ بتادوں کہ وہ تم پر حرام تھیں اور تم نے ان کو چھوڑ دیا تھا
اور اب تم پر سے بوجھ ہلکا کرنے کے لیے انھیں تمھارے لیے جائز کردوں
کہ تمھیں اس میں سہولت ہو جائے اور اس کی دشواری سے تم نکل جاؤ۔

وَجِئْتُكُم بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ إِنَّ اللَّهَ
رَبِّي وَرَبُّكُمْ

اور میں تمھارے پاس تمھارے پروردگار کی جانب سے
نشانی لے کر آیا ہوں اس لیے اللہ سے ڈرو اور میری بات مانو۔
بے شک اللہ میرا بھی رب ہے اور تمھارا بھی۔
یعنی آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کے متعلق لوگ جو کچھ کہہ رہے ہیں
اس سے آپ اپنے کو بے تعلق ظاہر فرماتے اور اپنے پروردگار کی حجت
ان لوگوں پر قایم ہونے کے لیے فرماتے ہیں۔

فَاعْبُدُوهُ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ

تو اسی کی عبادت کرو کہ یہ سیدھی راہ ہے۔

یعنی یہی وہ سیدھی راہ ہے جس پر چلنے کے لیے میں نے تمھیں شوق دلایا اور یہی ہدایت لے کر میں تمھارے پاس آیا ہوں

فَلَمَّآ أَحَسَّ عِيسَىٰ مِنْهُمُ الْكُفْرَ

پھر جب عیسیٰ نے ان کے کفر کا احساس کیا۔ اور اپنی ذات پر ان کی دست درازی دیکھی۔

قَالَ مَنْ أَنصَارِيٓ إِلَى اللَّهِ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنصَارُ اللَّهِ آمَنَّا بِاللَّهِ

(تو) کہا (کلمۃ) اللہ (کی برتری) کے لیے۔ میری مدد کرنے (والی جماعت میں داخل ہونے) والے بھی کوئی ہیں حواریوں نے کہا اللہ کے (رسول اور اس کے کلمے کے) ہم مددگار ہیں ہم اللہ پر ایمان لائے۔
ان کا یہی قول ایسا تھا جس کے سبب سے انھوں نے اپنے پروردگار کی جانب سے فضیلت حاصل کرلی۔

وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

اور آپ گواہ رہیے کہ ہم فرماں بردار ہیں۔ (ان لوگوں کی باتیں) ایسی نہ تھیں جیسی باتیں یہ لوگ کرتے ہیں جو آپ سے حجت کررہے ہیں۔

رَبَّنَآ آمَنَّا بِمَآ أَنزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُولَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ۔

اے ہمارے پروردگار جو کچھ تو نے نازل فرمایا ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں اور ہم نے رسول کی پیروی اختیار کر لی ہے اس لیے ہمیں (اپنے اور اپنے رسول کے) گواہوں (کے دفتر) میں لکھ لے۔

یعنی ان کا ایمان اور ان کی باتیں ایسی تھیں۔

پھر جب وہ لوگ آپ کے قتل کرنے کے لیے آمادہ ہو گئے تو آپ کو اپنی جانب اٹھا لینے کا ذکر فرمایا۔ اور فرمایا:—

وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ

اور انھوں نے (عیسیٰ کے خلاف) خفیہ تدبیریں کیں اور اللہ نے بھی خفیہ تدبیریں کیں اور اللہ تو خفیہ تدبیروں میں سب سے بہتر ہے۔

پھر انھیں بتایا اور ان کے اس عقیدے کا رد فرمایا جس کا انھوں نے اقرار کر لیا تھا کہ یہود نے آپ کو سولی دے دی۔ اور فرمایا:—

إِذْ قَالَ اللّٰهُ يَا عِيسَىٰ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا

(وہ وقت یاد کرو) جبکہ اللہ نے فرمایا۔ اے عیسیٰ میں تجھے پورا (پورا) لے لینے والا ہوں اور تجھ کو اپنی جانب اٹھا لینے والا ہوں اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ہے ان (کی ناپاک صحبت) سے تجھ کو پاک کر دینے والا ہوں۔ جبکہ ان لوگوں نے تیرے متعلق ناقابل ذکر ارادے کئے۔

وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ

اور جن لوگوں نے تیری پیروی کی انھیں ان لوگوں پر قیامت تک

برتری دینے والا ہوں جنھوں نے کفر کیا۔
پھر واقعات بیان فرمائے یہاں تک کہ اپنا یہ قول بیان فرمایا۔

ذَٰلِكَ نَتْلُوهُ عَلَيْكَ مِنَ الْآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ

(اے محمد) یہ وہ آیتیں اور حکمت والی نصیحت ہے
جو ہم تجھے پڑھ کر سناتے ہیں۔
یعنی عیسیٰ اور ان کے حالات میں جو اختلافات ان لوگوں نے کیے ہیں ان میں یہ وہ قطعی اور فیصلہ کن حق بات ہے جس میں ذرا بھی باطل کا لگاؤ نہیں ہے اس لیے اس کے سوا کسی خبر کو آپ قبول نہ کریں۔

إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُن فَيَكُونُ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ

(سن) کہ عیسیٰ کی مثال اللہ کے پاس آدم کی مثال کی سی ہے
کہ اسے مٹی سے پیدا کیا اس کے بعد اس سے کہا کہ ہو تو (وہ پیدا ہو گیا اور
ہر مخلوق اسی طرح) ہو جاتی ہے سچی بات تیرے پروردگار کی جانب کی ہے۔
یعنی عیسیٰ (علیہ السلام) کے متعلق جو تجھے خبر دی گئی ہے۔ ۳۱۴

فَلَا تَكُن مِّنَ الْمُمْتَرِينَ

اس لیے شک و شبہہ کرنے والوں میں سے تو نہ ہو۔
یعنی اگرچہ وہ کہتے رہیں کہ عیسیٰ بغیر مرد کے پیدا ہوئے تو اس میں شک نہ کر کیونکہ میں نے آدم کو اسی قدرت سے مٹی ہی سے پیدا کیا تھا اور بغیر عورت اور مرد کے پیدا کیا تھا۔ اور وہ بھی عیسیٰ کی طرح گوشت۔ خون۔ بال اور چمڑے کے پوست سے مرکب تھے۔ اس لیے عیسیٰ کی پیدائش مرد کے بغیر کچھ اس سے زیادہ عجیب نہیں ہے۔

فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ

اس لیے تیرے پاس اس علم کے آنے کے بعد جو (لوگ)
اس کے متعلق تجھ سے حجت کریں۔

یعنی اس کے بعد کہ میں نے تجھ سے اس کی خبر بیان کر دی ہے کہ اس کے کیا حالات تھے

فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنفُسَنَا وَأَنفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ

تو تو کہہ کہ آؤ ہم اپنے اپنے بچوں اور اپنی اپنی عورتوں
اور اپنی اپنی ذاتوں کو بلا لیں اس کے بعد گریہ وزاری سے دعا
مانگیں اور جھوٹوں پر اللہ کی پھٹکار (کی دعا) کریں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابو عبیدہ نے کہا نبتہل کے معنی لعنت کی دعا کرنے کے ہیں۔ بنی قیس بن ثعلبہ کا اعشی کہتا ہے۔

لَا تَقْعُدَنَّ وَقَدْ أَكَّلْتَهَا حَطَبًا   تَعُوذُ مِنْ شَرِّهَا يَوْمًا وَتَبْتَهِلُ

جب تو نے اسے (جنگ کو) ایندھن سے بھڑکا دیا
ہے تو کسی روز بھی اس کی برائی سے پناہ مانگتا اور لعنت کرتا
نہ بیٹھا رہ۔

اور یہ بیت اُس کے ایک قصیدے کی ہے۔ نبتہل کے معنی نتضرع یعنی آہ وزاری سے دعا کرنا ہیں۔

فرماتا ہے کہ ہم لعنت کی دعا کریں۔ عرب کہتے ہیں بَہَلَ اللہ فلاناً ای لعنہ اللہ علیہ اور بہلۃ اللہ کے معنی لعنۃ اللہ کے ہیں اور نبتہل کے معنی کوشش سے دعا کرنے کے بھی ہیں۔

۲۱۵ ابن اسحٰق نے کہا ان ھذا۔ بے شک یہ۔یعنی یہ خبر جو میں عیسیٰ کے متعلق لایا ہوں۔

لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ

یقیناً یہی حقیقی بیان ہے۔
یعنی عیسیٰ کے متعلق۔

وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا اللَّهُ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ

اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور بے شبہ اللہ غالب اور بڑی رحمت والا ہے۔

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِالْمُفْسِدِينَ

پھر اگر انھوں نے روگردانی کی تو بے شبہ اللہ فسادیوں کو خوب جاننے والا ہے۔

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

کہہ اے اہل کتاب آؤ اس بات کی طرف جو ہم میں اور تم میں راست (اور مسلم) ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی پرستش نہ کریں اور نہ اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک کریں اور

اللہ کو چھوڑ کر ہم میں سے بعض بعض کو رب نہ بنالیں۔ پھر اگر انھوں نے روگردانی کی تو تم (لوگ ان سے) کہو کہ (دیکھو) گواہ رہو کہ ہم تو اطاعت گزار ہیں۔ پس آپ نے انھیں ایک انصاف کی بات کی جانب دعوت دی اور انھیں لاجواب کردیا۔

اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اللہ کی طرف سے یہ خبر آئی اور آپ کے اور ان کے درمیانی جھگڑے کا فیصلہ پہنچ گیا۔ اگر وہ آپ کے ان دعووں کی تردید ہی کرتے رہے تو آپ کو ان سے مباہلہ کرنے کا حکم دیا گیا تو آپ نے انھیں مباہلے کی دعوت دی انھوں نے کہا کہ اے محمد! ہمیں اپنے اس معاملے میں غور کرنے دیجئے کہ ہمیں آپ نے جو دعوت دی ہے اس میں ہم جو کچھ کرنا چاہیں اس ارادے سے ہم پھر آئیں گے۔ اور وہ آپ کے پاس سے واپس ہوئے۔ اس کے بعد ان لوگوں نے العاقب کے ساتھ جو ان میں صاحب رائے تھا تنہائی میں گفتگو کی اور اس سے کہا۔ اے عبدالمسیح تیری کیا رائے ہے تو اس نے کہا اے گروہ نصاریٰ! یقیناً تم لوگ جانتے ہو کہ محمد بے شبہہ (اللہ کی طرف سے) بھیجا ہوا نبی ہے اور تمھیں اپنے دوست کے اس فیصلے کی بھی خبر پہنچ چکی ہے اور تمھیں یہ بھی معلوم ہے کہ کسی قوم نے اپنے نبی سے کبھی مباہلہ نہیں کیا ہے جن میں کا کوئی بڑا بوڑھا باقی رہا ہو اور کم عمر پھلے پھولے ہوں۔ اور یاد رہے کہ اگر تم نے (مباہلہ) کیا تو تمھاری جڑیں تک اکھیڑ دی جائیں گی اور اگر تمھیں اپنے دین کی محبت کے سوا دوسری کسی بات سے انکار ہو اور اگر تم نے اپنے دوست کے متعلق جو کچھ کہہ دیا ہے اسی پر (تم) جمے رہنا چاہتے ہو تو اس شخص سے تم صلح کرلو اور اپنے شہروں کی جانب واپس جاؤ۔ تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا اے محمد! ہمیں یہی مناسب معلوم ہوا کہ آپ سے مباہلہ نہ کریں اور آپ کو آپ کے دین پر چھوڑ دیں اور ہم (اپنے مقام کو) لوٹ جائیں اور اپنے دین پر رہیں۔ لیکن آپ اپنے اصحاب میں کسی ایسے شخص کو جس کو آپ ہمارے لیے پسند فرمائیں ہمارے ساتھ بھیج دیں کہ

وہ ہمارے مالی اختلافی امور میں ہمارے درمیان فیصلہ کیا کرے کیونکہ ہمارے خیال میں آپ لوگ ہماری مرضی کے موافق ہیں۔ محمد بن جعفر نے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِئْتُونِی الْعَشِیَّةَ أَبْعَثْ مَعَكُمُ الْقَوِیَّ الْاَمِین

تم لوگ شام میں میرے پاس آؤ میں ایک قوی لا امانتدار کو تمہارے ساتھ بھیج دونگا۔

راوی نے کہا کہ عمر بن الخطاب کہا کرتے تھے کہ امیر بننے کی جو خواہش مجھے اس دن تھی ویسی امارت کی خواہش مجھے کبھی نہ ہوئی صرف اس امید پر کہ میں ان اوصاف والا ہو جاؤں (یعنی قوی وامین) اس لیے ظہر کے وقت دھوپ میں پہنچ گیا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی اور سلام پھیرا اور اس کے بعد آپ نے اپنی سیدھی جانب اور بائیں جانب ملاحظہ فرمایا تو میں اونچا ہو ہو کر آپ کے سامنے جا رہا تھا کہ آپ مجھے ملاحظہ فرمالیں اور آپ اپنی نظر سے تلاش فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ کی نظر انور ابو عبیدہ بن الجراح پر پڑی تو انھیں طلب فرما کے ان سے (یہ) فرمایا:۔ ۲۱۶

أُخْرُجْ مَعَهُمْ فَاقْضِ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ

ان لوگوں کے ساتھ جاؤ اور ان کے اختلافی معاملوں میں ان کے درمیان حق کے موافق فیصلہ کیا کرو۔ عمر نے کہا غرض ان صفات کو ابو عبیدہ نے حاصل کر لیا۔

منافقوں کے کچھ حالات

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے جس طرح

بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو مدینہ کے رہنے والوں کا سردار عبداللہ بن ابی بن سلول العوفی تھا اور بنی العوف کی بھی شاخ بنی الحبلی میں سے تھا اس کی قوم کے دو آدمی بھی اس کی برتری کے متعلق اختلاف نہ رکھتے تھے اوس وخزرج کی جماعتوں میں سے کسی فرد پر کبھی بھی یہ دونوں جماعتیں متفق نہیں ہوئیں نہ اس شخص سے پہلے اور نہ اس کے بعد یہاں تک کہ اسلام کے رد و بدل کرنے والے حادثے رونما ہوئے۔ ہاں اس کے ساتھ ایک اور شخص بھی قبیلہ اوس میں تھا جو اپنی قوم اوس میں سربرآوردہ و مطاع تھا جس کا نام ابو عامر عبد عمرو صیفی بن النعمان تھا جو بنی ضبیعہ بن زید میں سے تھا اور یہی شخص حنظلۃ الغسیل کا باپ تھا جن کے جنگ احد میں شہید ہونے پر فرشتوں نے انھیں غسل دیا اور ابو عامر نے زمانہ جاہلیت ہی میں رہبانیت اختیار کرلی تھی، موٹے کپڑے پہنا کرتا اور راہب کہلاتا تھا۔ غرض یہ دونوں اپنی برتری سے محروم ہو گئے اور اسلام سے انھیں نقصان پہنچا۔

عبداللہ بن ابی کے لیے تو اس کی قوم نے منکوں کی ایک مالا تیار کی تھی کہ اس کو تاج پہنا کر اپنا حاکم بنالیں لیکن جب ان کی یہ حالت تھی (تو) اللہ نے ان کے پاس اپنا رسول بھیجا۔ جب اس کی قوم اس سے پھر کر اسلام کی طرف ہو گئی تو اس کے دل میں کینہ پیدا ہو گیا اور وہ یہ سمجھنے لگا کہ اس کی حکومت اسلام نے اس سے چھین لی اور جب دیکھا کہ اس کی قوم بجز اسلام کے اور کسی بات کو نہیں مانتی تو خود بھی ناچار اسلام میں داخل ہو گیا لیکن نفاق اور کینے پر جما رہا۔ اور ابو عامر نے تو کفر کے سوا کوئی بات (ہی) نہ مانی اور جب اس کی قوم اسلام پر متفق ہو گئی تو وہ اپنی قوم سے بھی الگ ہو گیا اور دس سے کچھ اوپر ایسے اشخاص کو لے کر مکہ کی جانب نکل گیا جنھوں نے اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علیحدگی اختیار کر رکھی تھی جیسا کہ مجھ سے محمد بن ابی امامہ نے حنظلہ بن ابی عامر کے بعض گھر والوں سے حدیث کی روایت سنائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

۲۱۷

لَا تَقُولُوا الرَّاهِبَ وَلٰكِنْ قُولُوا الْفَاسِقَ

(اس کو) راہب (اللہ سے ڈرنے والا) نہ کہو بلکہ فاسق (نافرمان) کہو۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے جعفر بن عبد اللہ بن ابی الحکم نے جنھوں نے صحبت (نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت) پائی تھی اور (احادیث) سنی تھیں اور بہت روایتیں (بیان) کرنے والے تھے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو ابو عامر مکہ کی جانب نکل جانے سے پہلے آپ کے پاس حاضر ہوا اور کہا۔ اس دین کی حقیقت کیا ہے جس کو لے کر تم آئے ہو تو آپ نے فرمایا۔

جِئْتُ بِالْحَنِيفِيَّةِ دِينِ إِبْرَاهِيمَ

میں ابراہیم کا یکسوئی والا دین لایا ہوں۔

اس نے کہا میں تو اسی دین پر ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:—

أَنْتَ لَسْتَ عَلَيْهَا

تو اس دین پر نہیں ہے۔

اس نے کہا کیوں نہیں میں تو اسی دین پر ہوں لیکن اے محمد تم نے حنیفیت میں ایسی باتیں داخل کر دی ہیں جو اس میں نہیں آپ نے فرمایا:—

مَا فَعَلْتُ وَلٰكِنِّي جِئْتُ بِهَا بَيْضَاءَ نَقِيَّةً

میں نے ایسا نہیں کیا بلکہ میں اس کو روشن اور پاک صاف حالت میں لایا ہوں۔

اس نے کہا کہ اللہ جھوٹے کو وطن سے نکالے مسافرت اور تنہائی میں

موت دے۔ اور وہ ان الفاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن کررہا تھا کہ تم اسی حالت سے آئے ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

أَجَلْ فَمَنْ كَذَبَ فَفَعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ بِهٖ۔

ہاں (ہاں)! جس نے جھوٹ کہا ہو اللہ اس سے
ایسا ہی برتاؤ کرے۔

غرض اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس دشمن خدا ہی کی یہ حالت ہوئی کہ وہ نکل کر مکہ کی جانب چلا گیا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح فرما لیا تو وہ نکل کر طائف کی طرف چل دیا اور جب طائف والوں نے اسلام اختیار کرلیا تو وہ شام میں جا بسا اور شام ہی میں وطن سے نکالا ہوا سفر میں تنہا مر گیا۔ اور اس کے ساتھ علقمہ بن علاثہ بن عوف بن الاحوص ابن جعفر بن کلاب اور کنانہ بن عبد یالیل بن عمرو بن عمیر الثقفی بھی نکل گئے تھے جب وہ مرا تو اس کی میراث کے متعلق ان دونوں نے قیصر روم کے پاس مقدمہ پیش کیا۔ قیصر نے کہا کہ متمدن لوگ متمدن لوگوں کے وارث ہوا کرتے ہیں اور غیر متمدن غیر متمدن کے۔ آخر اس نے کنانہ بن عبد یالیل کو غیر متمدن ہونے کے سبب سے وارث ٹھیرایا اور علقمہ کو وارث نہ بنایا تو کعب ابن مالک نے ابو عامر کے اس رویے کے متعلق کہا ہے۔

مُعَاذَ اللّٰهِ مِنْ عَمَلٍ خَبِيثٍ ۔۔۔ كَسَعْيِكَ فِي الْعَشِيرَةِ عَبْدَ عَمْرٍو

اے عبد عمرو! جس طرح تیری کوششیں تیرے خاندان میں رہیں اس طرح کے برے کاموں کی کوششوں سے اللہ اپنی پناہ میں رکھے۔

فَإِمَّا قُلْتَ لِي شَرَفٌ وَنَخْلٌ ۔۔۔ فَقِدْمًا بِعْتَ إِيمَانًا بِكُفْرٍ

۲۱۸

پھر اگر تو یہ کہے کہ مجھے کو برتری حاصل ہے اور میں نخلستان کا مالک
ہوں تو تو نے ایمان کو کفر کے معاوضے میں بہت زمانہ پہلے ہی بیچ ڈالا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ "فاما قلت لی شرف و مال" کی بھی بعضوں نے روایت کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا لیکن عبد اللہ بن ابی وہ اپنی قوم میں اپنی برتری پر قائم رہا اور مدینہ میں ادھر ادھر جاتا آتا رہا یہاں تک کہ اسلام اس پر غالب آگیا تو مجبوراً وہ اسلام میں داخل ہو گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے محمد بن مسلم زہری نے عروہ بن الزبیر سے اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے اسامہ بن زید بن حارثہ کی روایت سنائی۔ انھوں نے کہا کہ ایک گدھے پر جس پر خوگیر اور ایک فدکی چادر پڑی ہوئی تھی اور کھجور کی چھال کی رسی کی لگام تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے اور آپ نے مجھے اپنے پیچھے بٹھا لیا اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی بیماری میں (ان کی) مزاج پرسی کے لیے تشریف لے چلے۔ (راوی نے) کہا کہ آپ عبد اللہ بن ابی کے پاس سے گزرے اور وہ اپنے مزاحم نامی قلعے میں تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ مزاحم قلعے کا نام ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور اس کے ارد گرد اس کی قوم والے بیٹھے ہوئے تھے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ملاحظہ فرمایا تو اس کے پاس سے (یونہی) گزر جانا آپ کو نامناسب معلوم ہوا (اس لیے) اتر پڑے اور سلام کیا۔ تھوڑی دیر بیٹھ گئے اور آپ نے قرآن (مجید) کی تلاوت فرمائی اور اللہ (تعالیٰ) کی جانب دعوت دی اللہ کے نام سے نصیحت کی پرہیزگاری کی تلقین کی۔ خوش خبری سنائی اور خوف دلایا۔ راوی نے کہا کہ وہ چپ چاپ تھا کوئی بات نہ کر رہا تھا یہاں تک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو فرما چکے تو کہا کہ اے شخص تیری ان باتوں سے بہتر تو کوئی بات نہیں لیکن اگر یہ باتیں سچی ہیں تو اپنے گھر میں بیٹھ اور جو شخص تیری ان باتوں (کو سننے) کے لیے آئے اس سے یہ باتیں بیان کر

۲۱۹

اور جو تیرے پاس نہ آئے اس کو ان باتوں سے تکلیف نہ دے اور اس کی مجلس میں ایسی باتیں نہ کر جن کو وہ ناپسند کرتا ہو۔ (راوی نے) کہا عبداللہ ابن رواحہ نے جن کے ساتھ اور مسلمان بھی بیٹھے ہوئے تھے کہا آپ کیوں ایسا نہ کریں ہماری مجلسوں۔ ہمارے احاطوں اور ہمارے گھروں میں ایسی باتیں آپ ضرور کیا کیجئے۔ یہ وہ باتیں ہیں جو بخدا ہمیں بے انتہا پسند ہیں اور یہ وہ باتیں ہیں جن کی بدولت اللہ نے ہمیں عزت عطا فرمائی اور ہمیں ان کی جانب رہنمائی کی۔ آخر عبداللہ بن ابی نے جب اپنی قوم کی یہ کھلی ڈلی مخالفت دیکھی تو کہا :—

مَتَى مَا يَكُنْ مَوْلَاكَ خَصْمَكَ لَا تَزَلْ ۔ تَذِلُّ وَيَصْرَعْكَ الَّذِينَ تُصَارِعُ

جب تیرا دوست تیرا مخالف ہو جائے تو تو ہمیشہ ذلیل ہوتا رہے گا اور جن سے تو کشت مشت کرتا رہتا ہے وہ تجھے پچھاڑ دیں گے۔

وَهَلْ يَنْهَضُ الْبَازِي بِغَيْرِ جَنَاحِهِ ۔ وَإِنْ جُذَّ يَوْمًا رِيشُهُ فَهُوَ وَاقِعُ

کیا باز اپنے بازو نہ ہونے پر بھی بلند ہو سکتا ہے اور اگر کبھی اس کے پر اکھیڑ دیئے جائیں تو وہ گر پڑے گا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابن اسحٰق کے سوا دوسری بیت کی روایت دوسروں سے ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے زہری نے عروہ بن الزبیر سے اور انھوں نے اسامہ بن زید سے روایت سنائی۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے اور سعد بن عبادہ کے پاس تشریف لے گئے۔ اس حالت میں کہ آپ کے چہرۂ مبارک میں ان باتوں کی علامتیں تھیں جو دشمن خدا ابن ابی نے کہی تھیں سعد نے کہا یا رسول اللہ میں آپ کے چہرۂ مبارک میں کچھ (تغیر) دیکھ رہا ہوں۔ گویا آپ نے ایسی بات سماعت فرمائی ہے

جس کو آپ ناپسند فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا "اجل" ہاں۔ پھر آپ نے انھیں ان باتوں کی اطلاع دی جو ابن ابی نے کہی تھیں تو سعد نے کہا یا رسول اللہ! اس کے ساتھ نرمی فرمائیے کیونکہ واللہ! اللہ آپ کو ہمارے پاس ایسے وقت لایا کہ ہم اس کے لیے منکوں کی مالا تیار کر رہے تھے کہ اسے تاج پہنائیں۔ اس لیے واللہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ آپ نے اس کی حکومت چھین لی۔

۲۲۰

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیمار صحابیوں کا بیان

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے ہشام بن عروہ اور عمر بن عبداللہ بن عروہ نے عروہ بن الزبیر سے اور انھوں نے (بی بی) عائشہ کی (رضی اللہ عنہا) روایت بیان کی کہ (ام المومنین نے) کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو ایسی حالت میں تشریف لائے کہ مدینہ اللہ کی سرزمین میں سب سے زیادہ وبائی بخار میں مبتلا تھا پس آپ کے اصحاب بھی وبائی بخار کی بلا اور وبا میں مبتلا ہو گئے لیکن اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بلا سے محفوظ رکھا۔ (ام المومنین نے) کہا کہ ابوبکر اور ابوبکر کے آزاد کردہ فہیرہ و بلال ابوبکر ہی کے ساتھ ایک ہی گھر میں مبتلائے بخار ہوئے۔ میں ان کے پاس ان کی عیادت کو گئی۔ اور یہ واقعہ ہمارے پردے کے حکم سے پہلے کا تھا۔ تو دیکھا کہ ان لوگوں کی تکلیف کی شدت سے ایسی حالت تھی جس کو اللہ کے سوا کوئی اور نہیں جانتا تھا۔ میں ابوبکر کے نزدیک گئی اور کہا بابا جان! آپ اپنے آپ کو کس حالت میں پاتے ہیں تو کہا:۔

كُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِي أَهْلِهِ وَالْمَوْتُ أَدْنَى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ

ہر شخص اپنے گھر والوں میں دن گزار رہا ہے۔ (اور ہم اپنے وطن سے دور پڑے ہیں) حالانکہ موت ہر شخص کے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے۔

(ام المومنین نے) کہا کہ میں نے کہا واللہ بابا جان کو اس کا ہوش نہیں ہے جو وہ کہہ رہے ہیں (محترمہ نے) کہا پھر میں عامر بن فہیرہ کے نزدیک گئی اور پوچھا عامر تمھارا کیا حال ہے تو انھوں نے کہا:۔

لَقَدْ وَجَدْتُ الْمَوْتَ قَبْلَ ذَوْقِهِ إِنَّ الْجَبَانَ حَتْفُهُ مِنْ فَوْقِهِ

كُلُّ امْرِئٍ مُجَاهِدٌ بِطَوْقِهِ كَالثَّوْرِ يَحْمِي جِلْدَهُ بِرَوْقِهِ

میں نے موت کا مزہ چکھنے سے پہلے اس کو پالیا اور بزدل کی موت تو اس کے اوپر سے (یعنی آسمانی ضروری اسباب سے) ہوا کرتی ہے۔ (وہ اس طرح کے خطروں میں مبتلا ہو کر بہادرانہ موت نہیں مرا کرتا)۔ ہر شخص اپنی قوت کے مطابق کوشش کرتا ہے جس طرح بیل اپنے چمڑے کو اپنے ہی سینگوں سے گرم کیا کرتا ہے۔ (یعنی رگڑا کرتا ہے)۔

ابن ہشام نے کہا کہ طوقہ کے معنی اپنی طاقت کے ہیں۔

(ام المومنین نے) کہا کہ واللہ عامر جو کچھ کہہ رہا ہے اس کو اس کا ہوش نہیں ہے (محترمہ نے) کہا کہ بلال کی یہ حالت تھی کہ جب ان کا بخار اتر جاتا گھر کے صحن میں لیٹ جاتے اور بلند آواز سے (یہ) کہتے:۔

أَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبِيتَنَّ لَيْلَةً بِفَخٍّ وَحَوْلِي إِذْخِرٌ وَجَلِيلُ

کیا ایسا نہیں ہوگا۔ کاش مجھے یہ معلوم ہوتا کہ میں

کوئی رات مقام فخ (حوالی مکہ) میں بھی اس طرح بسر کر سکوں گا
کہ میرے گرد اذخر و جلیل نامی بوٹیاں ہوں۔

وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ وَهَلْ يَبْدُوَنْ لِي شَامَةٌ وَطَفِيلُ

اور کیا میں کسی روز مقام مجنہ کے چشموں پر بھی جا سکوں گا۔
اور کیا (کوہ) شامہ و طفیل بھی مجھے نظر آئیں گے (جو مکہ میں ہیں)

ابن ہشام نے کہا کہ شامہ و طفیل دو پہاڑوں کے نام ہیں (ام المومنین نے) کہا تو میں نے ان لوگوں کی جو باتیں سنی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ (سب) بیان کیں اور میں نے کہا کہ یہ لوگ بہکی بہکی باتیں کرتے ہیں اور بخار کی شدت سے جو کچھ کہتے ہیں اس کو سمجھتے بھی نہیں۔ (ام المومنین نے) کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَمَا حَبَّبْتَ إِلَيْنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ

یا اللہ ہمارے لیے مدینہ کو بھی ویسا ہی محبوب بنا دے
جیسا تو نے مکہ کو ہمارے لیے پسندیدہ بنایا تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

وَبَارِكْ لَنَا فِي مُدِّهَا وَصَاعِهَا وَانْقُلْ وَبَاءَهَا إِلَى مَهْيَعَةَ

اور ہمارے لئے اس کے مد اور صاع (اناج کے پیانوں) میں برکت عطا فرما۔
اور اس کی وبا کو مہیعہ کی جانب منتقل فرما دے۔ اور مہیعہ جحفہ کو کہتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابن شہاب الزہری نے عبداللہ بن عمرو ابن العاص کی یہ روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب جب مدینہ آئے تو انھیں مدینہ کا بخار آ گھیرا یہاں تک کہ وہ بیماری سے تنگ آ گئے لیکن اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے بچا لیا یہاں تک کہ وہ بیٹھ کر ہی نماز پڑھا کرتے تھے۔ (راوی نے) کہا کہ وہ اسی طرح نماز پڑھ رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۲۲۲

ان کے پاس تشریف لائے تو آپ نے ان سے فرمایا:۔

اِعْلَمُوْا أَنَّ صَلَاةَ الْقَاعِدِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ

تم یہ بات جان لو کہ بیٹھے ہوئے کی نماز کھڑے ہوئے کی نماز کی آدھی ہوتی ہے۔

راوی نے کہا تو باوجود کمزوری اور بیماری کے فضیلت حاصل کرنے کے لیے مسلمان کھڑے ہونے کی تکلیف بھی برداشت کرنے لگے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جنگ کے لیے تیاری فرمائی اور اللہ نے اپنے دشمن سے جہاد کرنے اور عرب کے آپ کے آس پاس کے مشرکوں سے جنگ کرنے کا حکم فرمایا تھا۔اس کے لیے کھڑے ہو گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث کرنے کے[1] تیرہ سال بعد کا یہ واقعہ ہے۔

تاریخ ہجرت

مذکورہ اسناد سے عبد الملک بن ہشام سے مروی ہے۔ انھوں نے کہا کہ ہمیں زیاد بن عبد اللہ البکائی نے محمد بن اسحٰق المطلبی کی روایت سنائی۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن اس وقت جب آفتاب سخت ہو چکا تھا اور سر پر آنے کے قریب تھا، ربیع الاول کے مہینے کی بارہ راتیں گزر چکی تھیں مدینہ تشریف لائے اور ابن ہشام نے جو کہا ہے وہی تاریخ ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ترپن سال

[1] خط کشیدہ عبارت (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

کے تھے اور یہ واقعہ آپ کی بعثت سے تیرا سال کے بعد ہوا اور آپ ربیع الاول کے باقی دن اور ماہ ربیع الآخر اور دونوں جمادی (جمادی الاولی جمادی الآخرہ) رجب، شعبان، رمضان، شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ (تک) اقامت فرما رہے۔ اس حج میں مشرکین ہی کا انتظام رہا۔ محرم اور اس کے بعد مدینہ کی تشریف آوری سے بارھویں مہینے کے آغاز میں صفر کے مہینے میں آپ غزوات کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔ اور مدینہ میں سعد بن عبادہ کو حاکم بنایا (یہ وہ ہے) جو ابن ہشام نے کہا ہے۔

غزوہ ودّان

آپ کے غزوات میں یہ سب سے پہلا غزوہ ہے

ابن اسحٰق نے کہا یہاں تک کہ آپ ودان تک پہنچے۔ غزوۃ الابواء بھی یہی ہے۔ اور آپ کا ارادہ قریش اور بنی ضمرۃ بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کا تھا تو اس میں بنو ضمرۃ نے آپ سے صلح کر لی اور ان میں سے جس نے ان کے خلاف آپ سے صلح کی وہ مخشی بن عمرو الضمری تھا اور وہ اپنے اس زمانے میں ان لوگوں کا سردار تھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس مدینہ تشریف لائے اور کسی سے مقابلہ نہ ہوا اور صفر کے باقی دن اور ماہ ربیع الاول کی ابتدا میں آپ مدینہ ہی میں تشریف فرما رہے۔ ۴۲۲

ابن ہشام نے کہا کہ یہ آپ کا پہلا غزوہ (ہے)

عبیدہ بن الحارث کا سریہ

اور یہ پہلا پرچم تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ میں قیام فرمانے

کے اسی زمانے میں عبیدۃ بن الحارث بن المطلب بن عبد مناف بن قصی کو ساٹھ یا اسی سواروں کے ساتھ جو مہاجرین تھے اور انصار میں سے ایک بھی نہ تھا روانہ فرمایا اور وہ چلتے چلتے حجاز کے ایک چشمے کے پاس پہنچے جو المرہ نامی ٹیلے کے نیچے واقع تھا وہاں انھیں قریش کی ایک بڑی جماعت ملی لیکن ان میں کوئی جنگ نہیں ہوئی بجز اس کے کہ سعد بن ابی وقاص نے اس روز ایک تیر مارا اور یہ پہلا تیر تھا جو اسلام میں مارا گیا۔ پھر وہ لوگ ان لوگوں کے مقابلے سے ہٹ گئے حالانکہ مسلمانوں کے پاس کمک بھی موجود تھی اور مشرکین کے پاس سے بنی زہرہ کے حلیف المقداد بن عمرو البھرانی اور بنی نوفل بن عبد مناف کے حلیف عتبہ بن غزوان بن جابر المازنی مسلمانوں کی طرف بھاگ آئے اور یہ دونوں مسلمان تھے لیکن کافروں سے تعلقات پیدا کرنے کے لیے نکلے تھے۔ اور ان لوگوں کا سردار عکرمہ ابن ابی جہل تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھے ابن ابی عمرو بن العلاء نے ابی عمرو المدنی کی (یہ) روایت سنائی کہ ان پر مکرز بن حفص بن الاخیف سردار تھا جو بنی معیص ابن عامر بن لوئی بن غالب بن فہر میں کا ایک شخص تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ غزوہ عبیدۃ بن الحارث کے متعلق ابوبکر صدیق نے کہا۔

ابن ہشام نے کہا کہ اکثر علماء شعر نے ابوبکر کی جانب اس قصیدے کی نسبت سے انکار کیا ہے:

أَمِنْ طَيْفِ سَلْمَى بِالْبِطَاحِ الدَّمَائِثِ ۔ أَرِقْتَ وَأَمْرٍ فِي الْعَشِيرَةِ حَادِثِ

کیا نرم زمین کی ریتلی ندیوں کے پاس رہنے والی سلمٰی کے خیال میں اور خاندان میں کسی حادثے کے رونما ہونے کی فکر سے تیری نیند اڑ گئی۔

تَرَى مِنْ لُؤَيٍّ فِرْقَةً لَا يَصُدُّهَا ۔ عَنِ الْكُفْرِ تَذْكِيرٌ وَلَا بَعْثُ بَاعِثِ

بنی لوی میں تو تفریق دیکھ رہا ہے جن کو کفر سے نہ کوئی
نصیحت پھیرتی ہے اور نہ کسی ترغیب دینے والے کی ترغیب۔

رَسُولٌ أَتَاهُمْ صَادِقٌ فَتَكَذَّبُوا عَلَيْهِ وَقَالُوا لَسْتَ فِينَا بِمَاكِثِ

ان کے پاس ایک سچا رسول آیا تو انھوں نے اس کو
جھٹلایا اور کہا کہ تو ہم میں (زیادہ دن) رہنے والا نہیں ہے۔

إِذَا مَا دَعَوْنَاهُمْ إِلَى الْحَقِّ أَدْبَرُوا وَهَرُّوا هَرِيرَ الْمُجْحَرَاتِ اللَّوَاهِثِ

جب ہم نے انھیں حق کی جانب دعوت دی تو وہ
پیچھے ہٹ گئے اور مجبور ہو کر بلوں میں چھپنے والوں اور ہانپتے
(ہوئے) زبان نکالنے والوں کی طرح آوازیں نکالنے لگے۔

۲۲۶ وَكَمْ قَدْ مَتَتْنَا فِيهِمْ بِقَرَابَةٍ وَتَرْكُ التُّقَى شَيْءٌ لَهُمْ غَيْرُ كَارِثِ

اور ہم نے قرابت کے سبب سے ان سے بارہا صلۂ رحم
کیا اور پرہیزگاری کا چھوڑ دینا تو ان کے لیے ایسی چیز ہے جس کا
کوئی غم ہی نہیں۔

فَإِنْ يَرْجِعُوا عَنْ كُفْرِهِمْ وَعُقُوقِهِمْ فَمَا طَيِّبَاتُ الْحِلِّ مِثْلُ الْخَبَائِثِ

پس اگر وہ اپنے کفر اور نافرمانی سے تائب ہو جائیں
تو (کس قدر بہتر ہو اس لیے کہ) حلال پاک چیزیں خبیث چیزوں
کی طرح نہیں ہیں۔

فَإِنْ يَرْكَبُوا طُغْيَانَهُمْ وَضَلَالَهُمْ فَلَيْسَ عَذَابُ اللَّهِ عَنْهُمْ بِلَابِثِ

پھر اگر وہ اپنی سرکشی اور گمراہی (کے گھوڑوں ہی) پر سوار
رہیں تو اللہ تعالیٰ کا عذاب ان سے دیر کرنے والا نہیں۔

وَنَحْنُ أُنَاسٌ مِنْ ذُؤَابَةِ غَالِبٍ ... لَنَا الْعِزُّ مِنْهَا فِي الْفُرُوعِ الْأَثَائِثِ

اور ہم تو بنی غالب میں کے چوٹی کے لوگ ہیں ہمیں ان کی بہت سی جمع ہونے والی شاخوں سے عزت حاصل ہوئی ہے۔

فَأُولِي بِرَبِّ الرَّاقِصَاتِ عَشِيَّةً ... حَرَاجِيجَ تُحْدَى فِي السَّرِيحِ الرَّثَائِثِ

شام کے وقت پویہ چال چلنے والی دراز قد اونٹنیوں کے پروردگار کی قسم کھاتا ہوں جو بوسیدہ چمڑوں کے موزے پہنے ہوئے ہانکی جاتی ہیں۔

كَأُدْمِ ظِبَاءٍ حَوْلَ مَكَّةَ عُكَّفٍ ... يَرِدْنَ حِيَاضَ الْبِئْرِ ذَاتِ النَّبَائِثِ

گندم گوں پیٹھ اور سفید پیٹ والی ہرنیوں کی طرح کہ کے آس پاس مقیم ہیں اور باؤلی کے کیچڑ والے حوضوں پر پانی پینے آتی ہیں۔

لَئِنْ لَمْ يُفِيقُوا عَاجِلًا مِنْ ضَلَالِهِمْ ... وَلَسْتُ إِذَا آلَيْتُ قَوْلًا بِحَانِثِ

۲۲۷

اگر وہ جلد اپنی گمراہی سے ہوش میں نہ آئیں۔ اور میں نے جب کسی بات پر قسم کھائی ہے تو (کبھی ایسی) قسم کو میں نے نہیں توڑا۔

لَتَبْتَدِرَنَّهُمْ غَارَةٌ ذَاتُ مَصْدَقٍ ... تُحَرِّمُ أَطْهَارَ النِّسَاءِ الطَّوَامِثِ

تو بہت جلد ان پر حقیقی طور پر ایک ایسا حملہ ہوگا جو جوان عورتوں کے پاکی کے دنوں کو (مردوں کی ہم بستری سے) محروم کر دیگا۔

تُغَادِرُ قَتْلَى تَعْصِبُ الطَّيْرُ حَوْلَهُمْ ... وَلَا تَرْأَفُ الْكُفَّارَ رَأْفَ ابْنِ حَارِثِ

(وہ حملہ) مقتولوں کو ایسی حالت میں کردیگا کہ ان کے گرد
پرندوں کی ٹکڑیوں کی ٹکڑیاں اکٹھی ہوں گی اور وہ ابن حارث کی طرح
کافروں پر رحم نہیں کریں گی۔

فَأَبْلِغْ بَنِي سَهْمٍ لَدَيْكَ رِسَالَةً　　وَكُلَّ كَفُورٍ يَبْتَغِي الشَّرَّ بَاحِثِ

(اے مخاطب) یہ جو تیرے پاس پیام ہے یہ بنی سہم اور
ہر اس ناقدر دان کو پہنچا دے جو فساد کی خواہش میں جستجو کرنے والا ہو کہ

فَإِنْ تَشْعَثُوا عِرْضِي عَلَى سُوءِ رَأْيِكُمْ　　فَإِنِّي مِنْ أَعْرَاضِكُمْ غَيْرُ شَاعِثِ

اگر تم اپنی بے عقلی کے سبب سے میری آبروریزی چاہتے
ہو تو میں تمہاری آبروؤں پر خاک ڈالنا نہیں چاہتا۔
اس کا جواب عبداللہ بن الزبعری السہمی نے دیا اور کہا۔

أَمِنْ رَسْمِ دَارٍ أَقْفَرَتْ بِالْعَثَاعِثِ　　بَكَيْتَ بِعَيْنٍ دَمْعُهَا غَيْرُ لَابِثِ

کیا اس گھر کے کھنڈروں پر جنہیں ریت کے ٹیلوں نے
بنجر بنا دیا ہے تو ایسی آنکھ سے رو رہا ہے جس کے آنسو تھمتے ہی نہیں۔

وَمِنْ عَجَبِ الْأَيَّامِ وَالدَّهْرُ كُلُّهُ　　لَهُ عَجَبٌ مِنْ سَابِقَاتٍ وَحَادِثِ

زمانے کے عجائبات میں سے (یہ بھی ایک بات ہے)
حالانکہ زمانے کی سب باتیں اچنبھے کے قابل ہیں چاہے وہ پرانی ہوں
یا نئی۔

لِجَيْشٍ أَتَانَا ذِي عُرَامٍ يَقُودُهُ　　عُبَيْدَةُ يُدْعَى فِي الْهِيَاجِ ابْنَ حَارِثِ

(عجائبات زمانے میں سے ہے) وہ لشکر جو ہمارے (مقابلے کے)
لیے آیا ہے۔ کثیر التعداد ہے اور اس کی قیادت عبیدہ کر رہا ہے جو

جنگوں میں ابن حارث کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

لِنَتْرُكَ أَصْنَامًا بِمَكَّةَ عُكَّفًا مَوَارِيثَ مَوْرُوثٍ كَرِيمٍ لِوَارِثِ

۳۲۸

تاکہ ہم ان بتوں کو چھوڑ دیں جو مکہ میں جمے ہوئے ہیں اور وارثوں کے لیے عزت والے اسلاف کی میراث ہیں۔

فَلَمَّا لَقِينَاهُمْ بِسُمْرٍ رُدَيْنَةٍ وَجُرْدٍ عِتَاقٍ فِي الْعَجَاجِ لَوَاهِثِ

پھر جب ہم نے ان سے گندم گوں ردینی (نیزوں) اور چھوٹے بال والے شریف گھوڑوں کے ذریعے جو گرد و غبار میں ہانپتے ہوئے (دوڑنے والے) تھے مقابلہ کیا۔

وَبِيضٍ كَأَنَّ الْمِلْحَ فَوْقَ مُتُونِهَا بِأَيْدِي كُمَاةٍ كَاللُّيُوثِ الْعَوَائِثِ

اور سفید (چمکتی تلواروں) کے ذریعے جن کی پیٹھوں پر چربی ہے اور وہ ایسے سورماؤں کے ہاتھوں میں ہیں جو شیروں کی طرح فسادی ہیں۔

نُقِيمُ بِهَا إِصْعَارَ مَنْ كَانَ مَائِلًا وَنَشْفِي الذُّحُولَ عَاجِلًا غَيْرَ لَائِثِ

ہم ان (مذکورہ چیزوں) کے ذریعے تکبر سے گردن ٹیڑھی رکھنے والوں کے ٹیڑھے پن کو سیدھا کر دیتے ہیں اور بغیر مہلت کے رجذبۂ انتقام کو فوری تسلی دیتے ہیں۔

فَكَفُّوا عَلَى خَوْفٍ شَدِيدٍ وَهَيْبَةٍ وَأَعْجَبَهُمْ أَمْرُهُمْ أَمْرَ رَائِثِ

پس وہ سخت خوف اور ہیبت کے مارے رک گئے اور انہیں ایسا طریقہ پسند آیا جیسا کسی کام کے کرنے میں دیر کرنے والا پسند کرتا ہے۔

وَلَوْ أَنَّهُمْ لَمْ يَفْعَلُوا نَاحَ نِسْوَةٌ ... أَيَامَى لَهُمْ مِنْ بَيْنِ نَسْءٍ وَطَامِثِ

اور اگر وہ (دیر) نہ کرتے (اور ہمارے مقابلے میں آجاتے) تو ان کی بیوہ عورتیں حیض کے دنوں اور حمل کے ابتدائی زمانے میں بھی روتی رہتیں۔

وَقَدْ غُودِرَتْ قَتْلَى يُخَبِّرُ عَنْهُمُ ... حَفِيٌّ بِهِمْ أَوْ غَافِلٌ غَيْرُ بَاحِثِ

اور (ان کے) مقتول اس حالت میں پڑے رہتے کہ ان کے حالات کی تلاش و جستجو کرنے والا اور جستجو نہ کرنے والا اور غفلت میں رہنے والا دونوں ان کے متعلق خبر دے سکتے۔

فَأَبْلِغْ أَبَا بَكْرٍ لَدَيْكَ رِسَالَةً ... فَمَا أَنْتَ عَنْ أَعْرَاضِ فِهْرٍ بِمَاكِثِ

پس (اے مخاطب) یہ تیرے پاس جو ایک پیام ہے یہ ابوبکر کو پہنچا دے کہ بنی فہر کی عزت و آبرو سے تو رکنے والا نہیں۔

وَلَمَّا تَجِبْ مِنِّي يَمِينٌ غَلِيظَةٌ ... تُجَدِّدُ حَرْبًا حَلْفَةً غَيْرَ حَانِثِ

۲۲۹

اور جب کبھی میری کوئی سخت قسم اور ایسی قسم جس کو میں توڑنے والا نہیں واجب العمل ہو جاتی ہے تو ایک نئی جنگ چھیڑ دیتی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ہم نے اس میں سے ایک بیت چھوڑ دی ہے اور اکثر علما و شعرا اس قصیدے کو ابن الزبعری کا کلام نہیں مانتے۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ بعضوں کے ذکر کرنے سے ایسے معلوم ہوا ہے کہ سعد بن ابی وقاص نے اس تیر اندازی کے متعلق کہا ہے۔

أَلَا هَلْ أَتَى رَسُولَ اللهِ أَنِّي ... حَمَيْتُ صَحَابَتِي بِصُدُورِ نَبْلِي

سنو جی! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی یہ خبر پہنچی ہے کہ میں نے اپنے تیر کے اگلے حصوں سے (یا تیروں کے سینوں سے) اپنے ساتھیوں کی حمایت کی ہے۔

أَذُودُ بِهَا أَوَائِلَهُمْ ذِيَادًا بِكُلِّ حُزُونَةٍ وَبِكُلِّ سَهْلِ

پتھریلی زمین میں بھی اور نرم زمین میں بھی انھیں تیروں سے ان لوگوں کے سامنے والے حصے کی مدافعت کرتا رہوں گا۔

فَمَا يَعْتَدُّ رَامٍ فِي عَدُوٍّ بِسَهْمٍ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَبْلِي

غرض اے اللہ کے رسول! مجھ سے پہلے کوئی تیر مارنے والا دشمن کے لئے تیر تیار نہ رکھے گا۔

وَذَلِكَ أَنَّ دِينَكَ دِينُ صِدْقٍ وَذُو حَقٍّ أَتَيْتَ بِهِ وَعَدْلِ

اور یہ اس لیے کہ آپ کا دین سچا دین ہے اور آپ نے اس کے ذریعے سے حقیقت اور انصاف کی بات پیش فرمائی ہے۔

يُنَجَّى الْمُؤْمِنُونَ بِهِ وَيُخْزَى بِهِ الْكُفَّارُ عِنْدَ مَقَامِ مَهْلِ

اسی دین کے ذریعے سے ایمانداروں کو نجات ملے گی اور کافر اسی کے سبب سے مہلت سے رہنے کے مقام میں رسوا ہوں گے۔

فَمَهْلًا قَدْ غَوِيتَ فَلَا تَعِبْنِي غَوِيَّ الْحَيِّ وَيْحَكَ يَا ابْنَ جَهْلِ

پس اے جاہل۔ اے گمراہ قبیلے! تجھ پر افسوس ہے تو تو گمراہ ہو چکا ہے اس لیے مجھ پر عیب نہ لگا ذرا تو ٹھہر (اور دیکھ کہ تیرا انجام کیا ہوتا ہے)

ابن ہشام نے کہا کہ اکثر علماء شعر سعد کی جانب ان اشعار کی نسبت کرنے سے انکار کرتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے جو خبر پہنچی ہے اس کے لحاظ سے عبیدہ کا پرچم پہلا پرچم تھا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام میں کسی مسلمان کے لیے باندھا۔ اور بعض علماء کا دعویٰ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوۃ الابواء سے تشریف لائے تو اپنے مدینہ پہنچنے سے بھی پہلے انھیں روانہ فرمایا تھا۔

سیف البحر کی طرف حمزہ رضی اللہ عنہ کا سریہ

اور آپ کی اسی تشریف فرمائی کے زمانے میں حمزہ بن عبد المطلب ابن ہاشم کو نقلعۂ العیص کے مقام سیف البحر کی جانب تیس مہاجر سواروں کے ساتھ روانہ فرمایا جن میں انصار کا ایک شخص بھی نہ تھا۔ وہ ابوجہل بن ہشام سے اسی ساحل پر ملے اور وہ مکہ والے تین سو سواروں کے ساتھ تھا۔ مجدی بن عمرو الجہنی ان لوگوں کے درمیان حائل ہو گیا اور یہ شخص دونوں جماعتوں میں صلح کرانے والا تھا۔ یہ لوگ ایک دوسرے کے مقابلے سے لوٹ گئے۔ اور ان میں جنگ نہیں ہوئی۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ حمزہ کا پرچم پہلا پرچم تھا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں سے کسی کے لیے باندھا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا بھیجنا اور عبیدہ کا بھیجنا دونوں ایک ساتھ تھے۔ اس لیے لوگوں کو شبہہ ہو گیا۔ اور ان لوگوں نے یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ حمزہ نے اس کے متعلق شعر کہے ہیں اور اس میں انھوں نے بیان کیا ہے کہ ان کا پرچم پہلا پرچم ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا۔ پس اگر حمزہ نے ایسا کہا ہے تو مشیت الٰہی سے انھوں نے سچ ہی کہا[1] (ہوگا) کیونکہ

[1] اس مقام پر اصل میں ”فقد صدق انشاء اللہ“ ہے۔ صیغہ ماضی کے ساتھ ان شاء اللہ

وہ سچ کے سوا دوسری بات تو کہتے نہ تھے۔ پس اللہ ہی کو علم ہے کہ حقیقت میں کیا تھا۔ لیکن ہم نے جو اپنے پاس کے اہل علم سے سنا ہے وہ یہی ہے کہ پہلا جھنڈا عبیدہ بن الحارث کے لیے باندھا گیا۔ ان لوگوں کے دعوے کے مطابق حمزہ نے جو کچھ کہا ہے وہ یہ ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اکثر علماء شعر حمزہ کی طرف ان اشعار کی نسبت کرنے سے انکار کرتے ہیں:۔

أَلَا يَا لَقَوْمِي لِلتَّحَلُّمِ وَالْجَهْلِ ۔۔۔ وَلِلنَّقْصِ مِنْ رَأْيِ الرِّجَالِ وَلِلْعَقْلِ

سنو تو، میری قوم کی جہالت اور بے اصل خیالات اور مردانہ عقل ورائے کی کوتاہی پر تعجب ہے۔

وَلِلرَّاكِبِينَ بِالْمَظَالِمِ لَمْ نَطَأْ ۔۔۔ لَهُمْ حُرُمَاتٍ مِنْ سَوَامٍ وَلَا أَهْلِ

چراگاہ جن کے چھوٹے ہوئے اونٹوں اور گھر میں رہنے والوں کے محفوظ مقامات میں ہم نے قدم تک نہیں رکھا ایسے لوگوں کا ظلم ڈھانا کیسی اچنبے کی بات ہے۔

كَأَنَّا تَبَلْنَاهُمْ وَلَا تَبْلَ عِنْدَنَا ۔۔۔ لَهُمْ غَيْرَ أَمْرٍ بِالْعَفَافِ[1] وَبِالْعَدْلِ ۲۲۱

گویا ہم نے ان سے دشمنی کی ہے، حالانکہ ہمیں ان سے دشمنی کی کوئی وجہ نہیں بجز اس کے کہ ہم انھیں پاک دامنی اور انصاف کی نصیحت کرتے رہتے ہیں!

وَأَمْرٍ بِإِسْلَامٍ فَلَا يَقْبَلُونَهُ ۔۔۔ وَيَنْزِلُ مِنْهُمْ مِثْلَ مَنْزِلَةِ الْهَزْلِ

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ:۔ کی شرح کے دوسرے معنی میری سمجھ میں نہیں آسکے۔ (احمد محمودی)

[1] (الف) میں بالعقاب ہے۔ اس صورت میں معنی یوں ہوں گے کہ انھیں سزا سے ڈراتے اور انصاف کا حکم کرتے ہیں۔ (احمد محمودی)

اور اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں جس کو وہ قبول نہیں کرتے
اور اس تبلیغ کا ان کے پاس یا وہ گوئی کا سا درجہ ہے ۔

فَمَا بَرِحُوا حَتَّى ابْتَدَرَتْ لِغَارَةٍ لَهُمْ حَيْثُ حَلُّوا أَبْتَغِي رَاحَةَ الْفَضْلِ

پس انھوں نے اپنی حالت نہیں بدلی یہاں تک کہ وہ
جہاں اترے میں نے فضیلت کا میدان حاصل کرنے کے لیے تیزی
سے ان پر چھاپا مارا ۔

بِأَمْرِ رَسُولِ اللّٰهِ أَوَّلُ خَافِقٍ عَلَيْهِ لِوَاءٌ لَمْ يَكُنْ لَاحَ مِنْ قَبْلِي

وہ ایسی چیز تھی کہ اللہ کا رسول اس کا پہلا پرچم کشا تھا
ایسا پرچم میرے اس واقعے سے پہلے کبھی ظاہر نہیں ہوا تھا ۔

لِوَاءٌ لَدَيْهِ النَّصْرُ مِنْ ذِي كَرَامَةٍ إِلٰهٍ عَزِيزٍ فِعْلُهُ أَفْضَلُ الْفِعْلِ

وہ پرچم ایسا تھا کہ اس عزت و شان والے معبود کی
مدد اس کے ساتھ تھی جس کا ہر کام بہترین ہے ۔

عَشِيَّةَ سَارُوا حَاشِدِينَ وَكُلُّنَا مَرَاجِلُهُ مِنْ غَيْظِ أَصْحَابِهِ تَغْلِي

جس شام کو وہ لشکر جمع کر رہے تھے حالت یہ تھی کہ ہم میں
سے ہر ایک کی دیگیں اپنے مقابل والے پر غصے سے جوش کھا رہی تھیں ۔

فَلَمَّا تَرَاءَيْنَا أَنَاخُوا فَعَقَّلُوا مَطَايَا وَعَقَّلْنَا مَدَى غَرَضِ النَّبْلِ

پھر جب ہم ایک دوسرے کے سامنے آ گئے تو انھوں نے
اپنے اونٹ بٹھائے اور سواریوں کے پاؤں باندھ دیئے اور
ہم نے بھی تیر کی رسائی کے فاصلے سے (اپنے سواریوں کے)
پاؤں باندھ دیئے ۔

فَقُلْنَا لَهُ حَبْلُ الْإِلٰهِ مَصِيرُنَا وَمَا لَكُمْ إِلَّا الضَّلَالَةَ مِنْ حَبْلِ

پھر ہم نے ان سے کہا ہماری بازگشت تو خداوندی تعلق
ہے اور تمہارا تعلق گمراہی کے سوا اور کسی سے نہیں۔

فَثَارَ أَبُو جَهْلٍ هُنَالِكَ بَاغِيًا فَخَابَ وَرَدَّ اللّٰهُ كَيْدَ أَبِي جَهْلِ

پھر تو ابو جہل بغاوت کے جوش میں اٹھ کھڑا ہوا اور (اپنے
ارادے میں) محروم رہا (جو کرنا چاہتا تھا نہ کر سکا) اور اللہ (تعالیٰ)
نے ابو جہل کی چالبازی رد کر دی۔

وَمَا نَحْنُ إِلَّا فِي ثَلَاثِينَ رَاكِبًا وَهُمْ مِائَتَانِ بَعْدَ وَاحِدَةٍ فَضْلِ

حالانکہ ہم صرف تیس سوار تھے اور وہ دو سو اس کے
بعد ایک اور زیادہ۔

فَيَا لَلُؤَيٍّ لَا تُطِيعُوا غُوَاتَكُمْ وَفِيئُوا إِلَى الْإِسْلَامِ وَالْمَنْهَجِ السَّهْلِ

تو اے بنی لوی! اپنے گمراہوں کی بات نہ مانو اور اسلام
جو ایک سہل راستہ ہے اس کی طرف آؤ۔

فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يُصِيبَ عَلَيْكُمْ عَذَابٌ فَتَدْعُوا بِالنَّدَامَةِ وَالثُّكْلِ ۳۲

کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ تم پر عذاب کی بارش ہو اور
اس وقت تم پچتاؤ اور واویلا کرو۔
تو ابو جہل نے اس کا جواب دیا اور کہا:۔

عَجِبْتُ لِأَسْبَابِ الْحَفِيظَةِ وَالْجَهْلِ وَبِالشَّاغِبِينَ بِالْخِلَافِ وَبِالْبُطْلِ

غصے اور جہالت کے اسباب پر اور مخالفت میں اور

غلط باتوں کے متعلق چیخ پکار کرنے والوں پر مجھے تعجب ہوتا ہے۔

وَلِلتَّارِكِينَ مَا وَجَدْنَا جُدُودَنَا عَلَيْهِ ذَوِي الْأَحْسَابِ وَالسُّؤْدَدِ الْجَزْلِ

اور جس ڈگر پر ہم نے اپنے اعلیٰ کردار والے اور بڑی سرداری والے باپ دادا کو پایا اس روش کو چھوڑنے والوں پر اچمبا ہوتا ہے۔

أَتَوْنَا بِإِفْكٍ كَيْ يُضِلُّوا عُقُولَنَا وَلَيْسَ مُضِلًّا إِفْكُهُمْ عَقْلَ ذِي عَقْلِ

ان لوگوں نے ایک من گھڑت بات پیش کی ہے تاکہ ہماری عقلوں کو بھٹکائیں لیکن ان کی من گھڑت بات عقل مند کی عقل کو نہیں بھٹکا سکتی۔

فَقُلْنَا لَهُمْ يَا قَوْمَنَا لَا تُخَالِفُوا عَلَى قَوْمِكُمْ إِنَّ الْخِلَافَ مَدَى الْجَهْلِ

تو ہم نے ان سے کہا اے ہماری قوم کے لوگو! اپنی قوم سے مخالفت نہ کرو کیونکہ مخالفت انتہائی جہالت ہے۔

فَإِنَّكُمْ إِنْ تَفْعَلُوا تَدْعُ نِسْوَةٌ لَهُنَّ بَوَاكٍ بِالرَّزِيَّةِ وَالثُّكْلِ

پھر اگر تم نے ایسا کیا تو رونے والی عورتیں ہائے مصیبت اور ہائے پیاروں سے جدائی پکاریں گی۔

وَإِنْ تَرْجِعُوا عَمَّا فَعَلْتُمْ فَإِنَّنَا بَنُو عَمِّكُمْ أَهْلُ الْحَفَائِظِ وَالْفَضْلِ

اور جو کچھ تم نے کیا ہے اگر اس سے تائب ہو جاؤ تو ہم تمہارے چچیرے بھائی اور حمایت کرنے والے اور فضیلت والے ہیں۔

فَقَالُوا لَنَا إِنَّا وَجَدْنَا مُحَمَّدًا رِضًى لِذَوِي الْأَحْلَامِ مِنَّا وَذِي فَضْلِ

توان لوگوں نے ہم سے کہا کہ ہم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنے یہاں کے عقلمندوں اور فضیلت والوں کی مرضی کے موافق پایا ہے۔

فَلَمَّا أَبَوْا إِلَّا الْخِلَافَ وَزَيَّنُوا ... جِمَاعَ الْأُمُورِ بِالْقَبِيحِ مِنَ الْفِعْلِ

پھر جب ان لوگوں نے مخالفت کے سوا اور کوئی بات نہ مانی اور چند باتوں کے مجموعے کو برے کام (یعنی لڑائی جھگڑے) سے زینت دی۔

تَيَمَّمْتُهُمْ بِالسَّاحِلَيْنِ بِغَارَةٍ ... لِأَتْرُكَهُمْ كَالْعَصْفِ لَيْسَ بِذِي أَصْلِ

میں نے ان پر دو ساحلوں سے حملہ کرنے کا قصد کر لیا تھا تاکہ انھیں ایسے چورے کی طرح کر دیا جائے جس میں جڑ نہ رہے۔

فَوَرَّعَنِي مَجْدِيٌّ عَنْهُمْ وَصُحْبَتِي ... وَقَدْ وَازَرُونِي بِالسُّيُوفِ وَبِالنَّبْلِ ۲۳۲

(لیکن) اس کے بعد مجدی اور میرے دوستوں نے مجھے (ان کے مقابلے سے) روک لیا حالانکہ ان لوگوں نے تلواروں اور تیروں سے میری مدد کی تھی۔

لِإِلٍّ عَلَيْنَا وَاجِبٍ لَا نُضِيعُهُ ... أَمِينٍ قُوَاهُ غَيْرِ مُنْتَكِثِ الْحَبْلِ

(اس مجدی کے ان) تعلقات کے سبب سے جن کا نہ توڑنا ہم پر لازمی ہے (مجھے رک جانا پڑا) اس شخص کی قوتیں بھروسے کے قابل ہیں۔ تعلقات توڑنے والا نہیں ہے۔

فَلَوْلَا ابْنُ عَمْرٍو كُنْتُ غَادَرْتُ مِنْهُمُ ... مَلَاحِمَ لِلطَّيْرِ الْعُكُوفِ بِلَا تَبْلِ

پس اگر ابن عمرو نہ ہوتا تو ان لوگوں سے بے انتقام ایسی

جنگیں کر گزرتا جو (میدان جنگ میں) رہنے والے پرندوں کے فائدے کے لیے ہوتیں۔

وَلٰكِنَّهُ آلَى بِإِلٍّ فَقَلَّصَتْ ... بِأَيْمَانِنَا حَدُّ السُّيُوفِ عَنِ الْقَتْلِ

لیکن اس نے ایسے تعلقات کی قسمیں دین کو قتل کرنے سے تلواروں کی باڑھیں ہمارے ہاتھوں میں کوتاہ ہو گئیں۔

فَإِنْ تُبْقِنِي الْأَيَّامُ أَرْجِعْ عَلَيْهِمُ ... بِبِيضٍ رِقَاقِ الْحَدِّ مُحْدَثَةِ الصَّقْلِ

پھر اگر زمانہ مجھے رکھے تو سفید (چمکدار) پتلی باڑھ والی نئی صیقل کی ہوئی (تلواریں) لے کر ان پر (کسی اور وقت) حملہ کروں گا۔

بِأَيْدِي حُمَاةٍ مِنْ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبٍ ... كِرَامِ الْمَسَاعِي فِي الْجُدُوبَةِ وَالْمَحْلِ

(یہ تلواریں) بنی لوی بن غالب کے ان حمایتیوں کے ہاتھوں میں ہوں گی جن کی کوششیں قحط اور کال کے زمانے میں قابل عزت ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ اکثر علماء شعر نے ان شعروں کو ابوجہل کی طرف منسوب کرنے سے انکار کیا ہے۔

غزوۂ بواط

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماہ ربیع الاول میں قریش سے جنگ کا ارادہ فرما کر نکلے۔

ابن ہشام نے کہا کہ مدینہ پر السائب بن عثمان بن مظعون کو عامل بنایا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ آپ ضلع رضوی کے مقام بواط تک پہنچے اور پھر

۲۳۴

واپس مدینہ تشریف لائے اور کوئی مقابلہ نہیں ہوا اور آپ یہاں ماہ ربیع الآخر کے باقی حصے اور جمادی الاولیٰ کے کچھ حصے (تک) تشریف فرما رہے۔

غزوۃ العشیرہ

پھر قریش سے جنگ کے لیے نکلے اور مدینہ پر ابوسلمہ بن عبدالاسد کو عامل بنایا جیسا کہ ابن ہشام نے کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ آپ بنی دینار کے پہاڑوں کے درمیانی حصے کی راہ اور اس کے بعد الخبار کے میدانوں میں سے تشریف لے گئے اور ابن ازہر کے پتھریلے مقام میں ایک درخت ذات الساق نامی کے نیچے نزول فرمایا اور وہیں آپ نے نماز پڑھی، وہاں آپ کی ایک مسجد ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم اور ۲۲۵ وہاں آپ کے لیے خاصہ تیار کیا گیا اور آپ نے اور لوگوں کے ساتھ خاصہ تناول فرمایا۔ وہاں جس مقام پر دیگ کے لیے چولہا بنایا گیا وہ بھی معلوم ہے اور وہیں کے المشترب نامی ایک چشمے سے آپ کے لیے پانی لایا گیا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں سے کوچ فرمایا اور مقام الخلائق کو بائیں جانب چھوڑ کر ایک ندی شعبۂ عبداللہ نامی کی راہ اختیار فرمائی آج بھی (اس ندی کا) یہی نام ہے پھر بائیں جانب کے نشیب کی طرف چلے حتیٰ کہ ملیل میں تشریف لائے اور وہاں کے مجتمع الضبوعہ نامی ایک سنگم پر نزول فرمایا اور مقام الضبوعہ کی ایک باؤلی سے پانی لے کر۔ ایک سبزہ زار کی راہ اختیار فرمائی جس کا نام سبزہ زار ملل تھا یہاں تک کہ صخیرات الیمام کے پاس (یمام) راستے سے مل گئے اور اس کے بعد آپ کا گزر (غامر) راہ کے مطابق ہوا ۲۲۶

لہ۔ اصل میں صب للسَّاد ہے۔ ابوذر نے لکھا ہے کہ ہے تو ایسا ہی لیکن صب للیسار صحیح ہے اور وقشی نے بھی اسی طرح اصلاح کی ہے۔ (احمد محمودی)

یہاں تک کہ وادی ینبوع میں العشیرہ نامی مقام پر آپ نے نزول فرمایا اور وہاں آپ نے جمادی الاولی اور جمادی الآخرۃ کی چند راتیں بسر فرمائیں یہیں آپ نے بنی مدلج اور ان کے حلیف بنی ضمرہ سے مصالحت فرمائی اور مدینہ واپس تشریف لائے اور کوئی جنگ نہیں ہوئی اور اسی غزوے میں آپ نے علی علیہ السلام کے متعلق وہ الفاظ فرمائے جو فرمائے (یعنی جو مشہور ہیں)

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے یزید بن محمد بن خیثم المحاربی نے محمد بن کعب القرظی سے اور انھوں نے ابویزید محمد بن خیثم سے اور انھوں نے عمار بن یاسر کی روایت سنائی۔ انھوں نے کہا کہ میں اور علی بن ابی طالب غزوہ عشیرہ میں ساتھ ساتھ تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں قیام فرمایا تو ہم نے بنی مدلج کے چند لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے کسی نخلستان کے ایک چشمے پر کام کر رہے ہیں تو علی نے مجھ سے کہا اے ابوالیقظان (اس کام سے) کیا تمھیں بھی کچھ دلچسپی ہے (آؤ) ان لوگوں کے پاس چلیں اور دیکھیں کہ یہ لوگ کس طرح کام کرتے ہیں۔ انھوں نے کہا۔ میں نے کہا اگر آپ کا ارادہ ہے تو چلئے۔ انھوں نے کہا غرض ہم ان کے پاس گئے اور تھوڑی دیر تک ان کی مصروفیتیں دیکھتے رہے پھر ہمیں نیند آنے لگی تو میں اور علی (وہاں سے) چلے اور نخلستان کے چھوٹے چھوٹے درختوں کے درمیان نرم زمین پر پڑ رہے اور سو گئے۔ لیکن واللہ ہمیں کسی نے نہیں اٹھایا یہاں تک کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پائے مبارک سے ہمیں چونکایا اور ہم جس مٹی پر سو گئے تھے اس کی گرد میں اٹے ہوئے تھے۔ غرض اسی روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب علی بن ابی طالب کو گرد و غبار میں اٹا ہوا دیکھا تو فرمایا۔ ۲۲۷

مَالَکَ یَا اَبَا تُرَابٍ

اے ابوتراب تمھاری یہ کیا حالت ہے۔

پھر آپ نے فرمایا:۔

اَلَا اُحَدِّثُکُمَا بِاَشْقَی النَّاسِ رَجُلَیْنِ

کیا میں تم سے ان دو شخصوں کا بیان نہ کردوں جو تمام لوگوں میں زیادہ بدبخت ہیں۔

ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ضرور بیان فرمائیے۔ فرمایا۔

أُحَيمِرُ ثَمُودَ الَّذِي عَقَرَ النَّاقَةَ وَالَّذِي يَضْرِبُكَ يَا عَلِيُّ عَلَى هٰذِهٖ

قوم ثمود میں احیمر جس نے اونٹنی کے پاؤں کی رگیں کاٹی تھیں۔ اور اے علی وہ شخص جو تمہارے اس مقام پر وار کرے گا اور آپ نے اپنا دست مبارک ان کے سر کے بلند حصے پر رکھا۔

حَتّٰى يَبُلَّ مِنْهَا هٰذِهٖ

یہاں تک کہ تر ہو جائے گی اس ضرب کے سبب سے یہ اور آپ نے ان کی ڈاڑھی کو ہاتھ لگایا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کا نام ابو تراب صرف اس وجہ سے رکھا تھا کہ جب (سیدنا) علی (سیدتنا) فاطمہ پر خفگی ظاہر فرماتے تو آپ ان سے نہ بات کرتے اور نہ ایسی کوئی بات فرماتے جو انھیں (سیدہ کو) بری معلوم ہو بجز اس کے کہ آپ تھوڑی سی خاک لیکر اپنے سر پر ڈال لیتے۔ راوی نے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ (کے سر) پر مٹی دیکھتے تو سمجھ جاتے کہ وہ فاطمہ سے ناراض ہیں اور فرماتے۔

مَالَكَ يَا أَبَا تُرَابٍ۔ اے ابو تراب تمھیں یہ کیا ہو گیا۔

اللہ (ہی) بہتر جانتا ہے کہ ان دونوں میں صحیح کیا ہے۔

سریہ سعد بن ابی وقاص

۲۲۸

ابن اسحٰق نے کہا کہ اسی اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

سعد بن ابی وقاص کو مہاجرین کے آٹھ آدمیوں کے ساتھ روانہ فرمایا وہ نکل کر سرزمین حجاز کے مقام خرار تک پہنچے پھر لوٹ آئے اور کوئی مقابلہ نہیں ہوا۔
ابن ہشام نے کہا کہ سعد کی یہ روانگی بعض اہل علم کے قول کے موافق حمزہ کی روانگی کے بعد ہوئی تھی۔

غزوۂ سفوان اور اسی کا نام غزوۂ بدر الاولیٰ بھی ہے

ابن اسحٰق نے کہا کہ غزوۂ العشیرہ سے واپسی کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو بجز چند راتوں کے جو گنتی میں دس (تک) بھی نہ پہنچی تھیں مدینہ میں قیام نہ فرمایا تھا کہ کرز بن جابر الفہری نے مدینہ کی چراگاہ پر حملہ کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تلاش میں نکلے اور مدینہ پر ابن ہشام کے قول کے موافق زید بن حارثہ کو حاکم بنایا۔
ابن اسحٰق نے کہا یہاں تک کہ آپ ضلع بدر کی اس وادی تک پہنچے جس کا نام سفوان تھا اور کرز بن جابر بچ کر نکل گیا اور آپ نے اس کو گرفتار نہیں کیا۔ اور اسی کا نام غزوۂ بدر الاولیٰ ہے۔ پھر آپ مدینہ واپس تشریف لائے اور جمادی الاخری کا باقی حصہ اور رجب و شعبان (تک آپ) مدینہ ہی میں (تشریف فرما) رہے۔

عبد اللہ بن جحش کا سریہ اور "یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ" کا نزول)۔

۴۲۹ غزوۂ بدر اول سے واپسی کے بعد رجب کے مہینے میں عبد اللہ بن جحش بن رئاب الاسدی کو مہاجرین کے آٹھ آدمیوں کے ساتھ جن میں انصار میں سے ایک بھی نہ تھا روانہ فرمایا۔ اور انھیں ایک تحریر لکھ دی اور حکم دیا کہ

اس تحریر کو نہ دیکھیں یہاں تک کہ دو دن تک چلتے رہیں دو دن کے بعد اسے دیکھیں اور اس میں جدھر جانے کا حکم ہو ادھر جائیں اور اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو مجبور نہ کریں عبد اللہ بن جحش کے ساتھی مہاجرین میں سے (حسب ذیل) تھے:۔

بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ۔ بن عبد شمس۔ اور انھیں کے حلیفوں میں سے عبد اللہ بن جحش اس وقت سب کے سردار تھے۔

اور عکاشہ بن محصن بن حرثان۔ بنی اسد بن خزیمہ میں سے اور ان کے حلیف تھے۔

اور بنی نوفل بن عبد مناف میں سے۔ ان کے حلیف عتبہ بن غزوان ابن جابر۔

اور بنی زہرہ بن کلاب میں سے سعد بن ابی وقاص۔

اور بنی عدی بن کعب میں سے ان کے حلیف عامر بن ربیعہ (جو بنی عدی کی شاخ) عنز بن وائل میں سے (تھے)۔

اور بنی تمیم میں سے ان کے حلیف واقد بن عبد اللہ بن عبد مناف ابن عرین بن ثعلبہ بن یربوع۔

اور بنی سعد بن لیث میں سے کے خالد بن بکیر ان کے حلیف تھے۔

اور بنی الحارث بن فہر میں سے سہیل بن بیضاء۔

اور عبد اللہ بن جحش نے دو دن تک چلنے کے بعد تحریر کھول کر دیکھی اس میں (یہ) لکھا دیکھا:۔

إِذَا نَظَرْتَ فِي كِتَابِي هٰذَا فَامْضِ حَتّٰى تَنْزِلَ نَخْلَةَ بَيْنَ مَكَّةَ وَالطَّائِفِ فَتَرَصَّدْ بِهَا قُرَيْشًا وَتَعَلَّمْ لَنَا مِنْ أَخْبَارِهِمْ

جب تم میری اس تحریر کو دیکھو تو یہاں تک چلو کہ مکہ اور
طائف کے درمیانی نخلستان میں اترو اور وہاں رہ کر قریش (کی
کارروائیوں) کی دیکھ بھال کرتے رہو اور ان کی خبروں سے
ہمیں آگاہ کرو۔

جب عبداللہ بن جحش نے (یہ) تحریر دیکھی تو کہا بسر و چشم۔ پھر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں نخلستان جاؤں اور وہاں سے قریش (کے حالات) کی نگرانی کرتا رہوں اور ان کی خبروں کی اطلاع آپ کو دیتا رہوں۔ اور تم میں سے کسی کو بھی مجبور کرنے سے مجھے آپ نے منع فرمایا ہے۔ پس تم میں سے جو شہید ہونا چاہتا ہے اور شہادت سے اسے محبت ہے تو وہ (میرے ساتھ) چلے اور جو اس کو ناپسند کرتا ہے وہ لوٹ جائے گا اور میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر جانے والا ہوں۔ (یہ کہکر) وہ نکل کھڑے ہوئے۔ ان کے ساتھ ان کے ساتھی بھی ہولیے اور کوئی ان میں سے پیچھے نہ ہٹا وہ (سب) حجاز کی راہ چلے یہاں تک کہ جب فرع نامی معدن پر پہنچے جس کو بحران بھی کہا جاتا تھا تو سعد ابن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان کا وہ اونٹ کھو گیا جس کو وہ دونوں اپنے پیچھے لا رہے تھے۔ اس لیے وہ دونوں اس کی تلاش میں ان سے پیچھے رہ گئے عبداللہ بن جحش اور ان کے باقی ساتھی یہاں تک چلے کہ وہ نخلہ میں جاکر اتر پڑے ان کے پاس سے قریش کا ایک قافلہ گزرا جو منقیٰ۔ چمڑے اور قریش کے دوسرے تجارتی سامان لے جارہا تھا جس میں عمرو بن الحضرمی بھی تھا۔

۲۴۰

ابن ہشام نے کہا کہ اس حضرمی کا نام عبداللہ بن عباد تھا اور بعض کہتے ہیں مالک بن عباد بنی صدف میں کا تھا۔ اور صدف کا نام عمرو بن مالک جو بنی السکون بن اشرس بن کندہ میں کا تھا اور بعضوں نے کندی کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور (اس قافلے میں) عثمان بن عبداللہ بن المغیرۃ المخزومی اور اس کا بھائی نوفل بن عبداللہ المخزومی اور الحکم بن کیسان ہشام بن المغیرہ کا آزاد غلام بھی تھا جب ان لوگوں نے انھیں دیکھا تو ہیبت زدہ ہوگئے

حالانکہ وہ ان کے قریب ہی اترے تھے عکاشہ بن محصن نے جاکر انھیں دیکھا اور عکاشہ کا سر منڈا ہوا تھا جب انھوں نے عکاشہ کو دیکھا مطمئن ہو گئے اور کہا عمرہ کرنے والے لوگ ہیں ان سے تمھیں کوئی خوف نہیں۔ ان لوگوں نے باہم میں مشورہ کیا اور یہ واقعہ ماہ رجب کے آخری دن کا تھا ان لوگوں نے کہا کہ واللہ اگر تم نے ان لوگوں کو آج چھوڑ دیا تو یہ حرم میں داخل ہو جائیں گے اور وہاں وہ تم سے محفوظ ہو جائیں گے اور اگر تم نے ان کو قتل کیا تو تمھارا انھیں قتل کرنا ماہ حرام میں ہوگا۔ اور یہ لوگ بہت متردد رہے اور ان پر پیش قدمی کرنے سے ڈرتے رہے پھر ان لوگوں نے ان پر حملے کے لیے اپنے دل مضبوط کیے اور ان میں سے جس جس کو قتل کر سکیں ان کے قتل کرنے اور ان کے ساتھ جو کچھ ہے اس کے لے لینے پر متفق ہو گئے اور واقد بن عبداللہ التمیمی نے عمرو بن الحضرمی پر ایک تیر پھینکا اور اسے قتل کر دیا اور عثمان بن عبداللہ اور الحکم بن کیسان کو قید کر لیا نوفل بن عبداللہ بچ کر نکل گیا اور انھیں (اپنی گرفتاری سے) عاجز کر دیا۔ عبداللہ بن جحش اور ان کے ساتھی قافلے کے اونٹوں اور دونوں قیدیوں کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ آئے۔ عبداللہ بن جحش کے بعض متعلقین نے کہا ہے کہ عبداللہ نے اپنے ساتھیوں سے کہدیا تھا کہ ہمیں جو کچھ غنیمت میں ملے اس کا پانچواں حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوگا اور یہ واقعہ غنیمت میں سے پانچواں حصہ دینا اللہ کی جانب سے فرض کیے جانے سے پہلے کا ہے۔ اس لیے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قافلے کے اونٹوں میں کا پانچواں حصہ الگ کر دیا اور باقی تمام اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر لیا تھا۔ ۲۴۱

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر جب یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ آئے تو آپ نے فرمایا:—

مَا أَمَرْتُكُمْ بِقِتَالٍ فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ

میں نے تمھیں ماہ حرام میں کسی جنگ کا تو حکم نہیں دیا تھا۔

پھر قافلے کے اونٹوں اور دونوں قیدیوں کے معاملے کو ملتوی رکھا اور اس میں سے کچھ لینے سے بھی انکار فرما دیا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تو یہ (لوگ) پچھتائے اور خیال کیا کہ وہ تباہ ہو گئے ان کے دوسرے مسلمان بھائیوں نے بھی ان کے اس کام پر لے دے کی قریش تو کہنے لگے کہ محمد اور اس کے ساتھیوں نے ماہ حرام کو بھی حلال کر دیا ماہ حرام (ہی) میں خونریزی کی اور ماہ حرام (ہی) میں مال لوٹ کر لوگوں کو قید کیا۔ مکہ کے مسلمانوں میں سے جو لوگ ان کا جواب دیتے تھے وہ کہتے تھے کہ ان لوگوں نے جو کچھ حاصل کیا وہ شعبان میں کیا۔ یہود نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف فال لینے کے لیے کہا کہ عمرو بن الحضرمی کو واقد بن عبداللہ نے قتل کیا ہے اس لئے عمرو سے عمرت الحرب یعنی جنگ دراز ہو گی۔ اور حضرمی سے حضرت الحرب یعنی جنگ سر پر آ گئی اور واقد بن عبداللہ سے وقدت الحرب یعنی شعلۂ جنگ بھڑک اٹھا۔ پس اللہ نے مذکورہ تفاول کی آفت انھیں پر ڈالی اور ان کے لیے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ جب لوگوں میں اس بات کا خوب چرچا ہونے لگا تو اللہ نے اپنے رسول پر (یہ آیت) نازل فرمائی:۔

يَسْئَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيلِ اللهِ وَكُفْرٌ بِهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِخْرَاجُ أَهْلِهِ مِنْهُ أَكْبَرُ عِنْدَ اللهِ

لوگ تجھ سے ماہ حرام کے متعلق (یعنی) اس میں جنگ کرنے کے متعلق دریافت کرتے ہیں تو کہہ دے کہ اس میں جنگ کرنا بڑا (گناہ) ہے اور اللہ کی راہ سے روکنا اور اس کا انکار کرنا اور مسجد حرام سے (روکنا) اور اس کے رہنے والوں کو اس سے نکالنا

اللہ کے پاس اس سے (بھی) زیادہ بڑا (گناہ) ہے۔ یعنی اگر تم نے انھیں ماہ حرام میں قتل کیا ہے تو انھوں نے تو تمھیں اللہ کی راہ سے اللہ کے انکار کے ساتھ روکا ہے اور مسجد حرام سے روکا ہے اور تم کو نکالنا جو وہاں کے رہنے والے تھے۔ اللہ کے پاس اس قتل سے بڑا گناہ تھا جو تم نے ان کے کسی شخص کو قتل کر دیا۔

وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ

اور دین سے پھیرنے کے لیے ایذائیں دینا قتل سے بہت زیادہ بڑا (گناہ) ہے۔

یعنی یہ لوگ تو مسلمانوں کو ان کے دین سے پھیرنے کے لیے (طرح طرح کی) ایذائیں دیا کرتے تھے کہ ان کو ان کے ایمان لانے کے بعد کفر کی طرف پھیر لیں اور ان کا یہ فعل تو اللہ کے پاس قتل سے بھی زیادہ بڑا (گناہ) ہے۔

وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّىٰ يَرُدُّوكُمْ عَنْ دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوا

اور یہ لوگ ہمیشہ تم سے جنگ کرتے رہیں گے یہاں تک کہ تم کو تمھارے دین سے پھیر دیں اگر وہ ایسا کر سکیں۔

یعنی اس پر مزید یہ ہے کہ اس بدترین اور اس سے بڑے (گناہ) پر وہ جمے ہوئے ہیں نہ اس سے تائب ہونے والے ہیں اور نہ اس سے الگ ہونے والے ہیں۔ اور جب قرآن اس حکم کو لے کر نازل ہوا اور اللہ نے مسلمانوں کے اس خوف وہراس کو دور فرما دیا جس میں وہ مبتلا تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قافلے کے اونٹوں اور قیدیوں پر قبضہ فرمایا اور قریش نے عثمان بن عبد اللہ اور الحکم بن کیسان کی رہائی کے لیے فدیہ بھیجا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

۲۴۲

لَا نُفْدِيكُمُوهُمَا حَتَّىٰ يَقْدَمَ صَاحِبَانَا

ہم ان دونوں کے متعلق تمہارا فدیہ (اس وقت تک) قبول نہ کریں گے جب تک کہ ہمارے دونوں دوست (نہ) آجائیں یعنی سعد ابن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان۔

فَإِنَّا نَخْشَاكُمْ عَلَيْهِمَا فَإِنْ تَقْتُلُوهُمَا نَقْتُلْ صَاحِبَيْكُمْ

کیونکہ ان دونوں کے متعلق ہمیں تم سے اندیشہ ہے پس اگر تم نے ان دونوں کو قتل کر دیا تو ہم بھی تمہارے دونوں دوستوں کو قتل کر دیں گے۔

اس کے بعد سعد و عتبہ آگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فدیہ لے کر ان دونوں کو رہا فرما دیا الحکم بن کیسان نے اس کے بعد اسلام اختیار کر لیا اور اچھے مسلم رہے۔ عثمان بن عبداللہ مکہ والوں کے پاس چلا گیا اور کفر ہی کی حالت میں مرا۔ جب عبداللہ بن جحش اور ان کے ساتھیوں کا وہ خوف و ہراس جاتا رہا جس میں وہ اس وقت تک مبتلا تھے جب تک کہ قرآن نازل ہوا۔ تو انہیں اجر کی امید ہوئی۔ اور انھوں نے عرض کی یارسول اللہ کیا ہم اس بات کی امید رکھیں کہ یہ (جو کچھ ہوا یہ) غزوہ تھا اور ہمیں اس کے متعلق مجاہدوں کا (سا) ثواب دیا جائے گا تو ان کے متعلق اللہ (تعالیٰ) نے (یہ آیت) نازل فرمائی:۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ

بے شبہ جو لوگ ایمان لائے اور جنھوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا یہی لوگ اللہ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اللہ (تعالیٰ) تو (لغزشوں کو) بڑا ڈھانک لینے والا اور بڑا مہربان ہے۔

پس اللہ (تعالیٰ) نے تو انھیں اس معاملے میں بڑی امید پر رکھا۔ اور اس حدیث کی روایت زہری اور یزید بن رومان سے ہے اور انھوں نے عروۃ بن الزبیر سے روایت کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ عبد اللہ بن جحش کے بعض متعلقین نے بیان کیا کہ اللہ (تعالیٰ) نے جب (مال) غنیمت کو جائز کر دیا اور اس کی تقسیم کی تو چار خمس ⅘ تو ان لوگوں کے لیے مقرر فرمایا جنھوں نے غنیمت حاصل کی پانچواں حصہ ⅕ اللہ (تعالیٰ) اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے مقرر فرمایا۔ (اور یہ (تقسیم) اسی کے مطابق ہوگئی جو عبد اللہ بن جحش نے قافلے کے اونٹوں میں کی تھی۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ پہلی غنیمت تھی جو مسلمانوں نے حاصل کی اور عمرو ابن الحضرمی پہلا شخص ہے جس کو مسلمانوں نے قتل کیا اور عثمان بن عبد اللہ اور الحکم بن کیسان پہلے قیدی ہیں جن کو مسلمانوں نے قید کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ غزوۂ عبد اللہ بن جحش کے متعلق جب قریش نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے ساتھیوں نے ماہ حرام کو حلال کر ڈالا۔ اس (مہینے) میں خون ریزی کی، اس میں مال لوٹ لیا اور لوگوں کو قید کر لیا تو ابوبکر صدیق نے (یہ شعر) کہے اور بعض کہتے ہیں (کہ ابوبکر صدیقؓ نے نہیں) بلکہ عبد اللہ ابن جحش نے کہے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ شعر عبد اللہ بن جحش ہی کے ہیں۔

تَعُدُّونَ قَتْلًا فِي الْحَرَامِ عَظِيمَةً ۔۔۔ وَأَعْظَمُ مِنْهُ لَوْ يَرَى الرُّشْدَ رَاشِدُ

تم لوگ ماہ حرام کے قتل کو بڑا گناہ شمار کر رہے ہو حالانکہ اگر سیدھی راہ چلنے والا سیدھی راہ کو دیکھے تو اس سے بڑے گناہ تو (حسب ذیل) ہیں)

صُدُودُكُمْ عَمَّا يَقُولُ مُحَمَّدٌ ۔۔۔ وَكُفْرٌ بِهِ وَاللّٰهُ رَاءٍ وَشَاهِدُ

جو باتیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان
سے تمہارا لوگوں کو پھیرنا ہے اور اللہ (تعالیٰ) حاضر و ناظر ہے۔
اور تمہارا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار کرنا ہے۔

وَإِخْرَاجُكُمْ مِنْ مَسْجِدِ اللّٰهِ أَهْلَهُ ۔۔۔ لِئَلَّا يُرَى لِلّٰهِ فِي الْبَيْتِ سَاجِدُ

اور اللہ کی مسجد سے اس کے رہنے والوں کو تمہارا (زبردستی)
نکالنا کہ اللہ کے گھر میں اللہ کو سجدہ کرنے والا کوئی نظر نہ آئے۔

فَإِنَّا وَإِنْ عَيَّرْتُمُونَا بِقَتْلِهِ ۔۔۔ وَأَرْجَفَ بِالْإِسْلَامِ بَاغٍ وَحَاسِدُ

اگرچہ تم ہم پر اس کے قتل کا عیب لگاؤ اور باغی اور حاسد
لوگ اگرچہ (ایسی خبروں کے ذریعے نظام) اسلام میں بےچینی پیدا کرنا چاہیں
بے شک ہم نے

سَقَيْنَا مِنِ ابْنِ الْحَضْرَمِيِّ رِمَاحَنَا ۔۔۔ بِنَخْلَةَ لَمَّا أَوْقَدَ الْحَرْبَ وَاقِدُ

ابن الحضرمی کے خون سے اپنے نیزوں کو مقام نخلہ میں جبکہ
جنگ (کی آگ) بھڑکانے والے نے بھڑکائی سیراب کیا۔

دَمًا وَابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عُثْمَانُ بَيْنَنَا ۔۔۔ يُنَازِعُهُ غُلٌّ مِنَ الْقِدِّ عَانِدُ

اس حالت میں کہ عثمان بن عبداللہ ہمارے درمیان ایسا
(پڑا ہوا) ہے کہ خون آلود تسمے کی مشکیں اس سے جھگڑ رہی ہیں
(یعنی کسی ہوئی ہیں)

کعبے کی جانب قبلے کی تحویل

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے

سے اٹھارھویں مہینے کی ابتدا میں شعبان کے مہینے میں بعض لوگوں کے قول کے مطابق قبلے کی تحویل ہوئی۔

غزوہ بدر کبریٰ

ابن اسحٰق نے کہا اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا کہ ابوسفیان ابن حرب قریش کے ایک قافلے کے ساتھ شام سے آرہا ہے اس قافلے میں قریش کے اونٹ اور ان کا تجارتی سامان ہے اور اس میں قریش کے تیس یا چالیس شخص ہیں جن میں مخرمہ بن نوفل بن اہیب ابن عبد مناف بن زہرہ اور عمرو بن العاص بن وائل بن ہشام بھی ہیں۔ ۲۴۴

ابن ہشام نے کہا کہ عمرو بن العاص بن وائل بن ہاشم۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے محمد بن مسلم الزہری اور عاصم بن عمر بن قتادہ اور عبداللہ بن ابی بکر اور یزید بن رومان نے عروہ بن الزبیر اور ان کے علاوہ ہمارے دوسرے علماء سے ابن عباس کی روایت سنائی ان میں سے ہر ایک نے مجھے اس روایت کا ایک ایک حصہ سنایا ہے اور میں نے بدر کے جو واقعات لکھے ہیں ان میں ان سب کی روایتوں کا مجموعہ ہے۔ ان لوگوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کی شام سے آنے کی خبر سنی تو مسلمانوں کو ان کی طرف جانے کی ترغیب دلائی اور فرمایا:۔

هٰذِهِ عِيرُ قُرَيْشٍ فِيهَا أَمْوَالُهُمْ فَاخْرُجُوا إِلَيْهَا لَعَلَّ اللّٰهَ يُنَفِّلُكُمُوهَا

یہ قریش کا قافلہ ہے اس میں ان کے (مختلف قسم کے) مال ہیں۔ پس ان کی طرف نکلو شاید کہ اللہ تمہیں اس میں سے کچھ غنیمت دلا دے۔

لوگوں نے آپ کی ترغیب کے اثر کو قبول کیا اور بعض تو فوراً اٹھ کھڑے ہوئے (البتہ) بعضوں نے سستی کی اور اس کا سبب یہ تھا کہ انھوں نے خیال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی جنگ میں مقابلہ نہیں فرمایا ہے۔ اور ابو سفیان جب حجاز سے قریب ہوا تو خبریں دریافت کرنے لگا اور تمام لوگوں کا معاملہ ہونے کے سبب سے اس پر خوف کی وجہ سے جس قافلے سے ملتا اس سے پوچھتا یہاں تک کہ ایک قافلے سے اسے خبر ملی کہ محمد نے اپنے ساتھیوں سے تیرے اور تیرے قافلے کے لیے نکلنے کی خواہش کی ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی اس نے احتیاطی تدبیریں اختیار کیں اور ضمضم بن عمرو الغفاری کو اجرت دے کر مکہ کو روانہ کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ قریش کے پاس جا کر ان سے ان کے مالوں کی حفاظت کے لیے نکلنے کا مطالبہ کرے اور انھیں یہ خبر سنا دے کہ محمد اس قافلے کے لیے آڑے آچکے ہیں اور ضمضم بن عمرو تیزی سے مکہ کی طرف چلا گیا۔

عاتکہ بنت عبدالمطلب کا خواب

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے ایسے شخص نے جس کو میں جھوٹا نہیں سمجھتا عکرمہ سے اور انھوں نے ابن عباس کی روایت سے اور یزید بن رومان نے عروہ بن الزبیر کی روایت سے حدیث سنائی ان دونوں نے کہا کہ عاتکہ بنت عبدالمطلب نے ضمضم کے مکہ آنے سے تین دن پہلے ایک ایسا خواب دیکھا جس نے اس کو پریشان کر دیا تو عاتکہ نے اپنے بھائی عباس بن عبدالمطلب کو بلوا بھیجا اور ان سے کہا بھائی جان! واللہ!! میں نے آج رات ایک خواب دیکھا ہے جس نے مجھے پریشان کر دیا اور مجھے خوف ہے کہ آپ کی قوم پر اس کے سبب سے کوئی برائی اور مصیبت آئے اس لیے جو کچھ میں آپ سے بیان کروں اسے مخفی رکھیے۔ انھوں نے عاتکہ سے کہا (اچھا بیان کر)

تو نے کیا دیکھا ہے۔ کہا میں نے ایک سوار دیکھا جو اپنے ایک اونٹ پر آیا اور (وادی) ابطح میں کھڑا ہو گیا اور پھر نہایت بلند آواز سے چلایا کہ سنو! اے بے وفاؤ! اپنے پچھڑنے کی جگھوں کی طرف تین دن کے اندر جنگ کے لیے نکل چلو۔ تو میں نے دیکھا کہ لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے۔ پھر وہ شخص مسجد میں داخل ہوا اور لوگ اس کے پیچھے پیچھے چلے جا رہے ہیں اسی اثناء میں کہ لوگ اس کے گرد ہیں اس کا اونٹ اسے لیے ہوئے خانہ کعبہ کے اوپر نمودار ہوا وہ پھر اسی طرح چلایا سنو اے غدارو! اپنے پچھڑنے کے مقام کی جانب تین روز کے اندر جنگ کے لیے نکل جاؤ۔ پھر اس کے بعد اس کا اونٹ اسے لیے ہوئے کوہ ابوقبیس پر نمودار ہوا اور وہ اسی طرح چلایا۔ پھر اس نے ایک چٹان لی اور اس کو لڑھکا دیا وہ لڑھکتی ہوئی جب پہاڑ کے دامن میں پہنچی تو ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی اور مکہ کے گھروں میں سے کوئی گھر اور کوئی احاطہ (ایسا) باقی نہ رہا کہ اس کا کوئی نہ کوئی ٹکڑا اس میں (نہ) گیا (ہو) عباس نے کہا واللہ یہ تو ایک (اہم) خواب ہے۔ دیکھ تو اسے چھپا اور کسی سے بیان نہ کر۔ پھر وہاں سے عباس نکلے تو ولید بن عتبہ بن ربیعہ سے جو ان کا دوست تھا (اس سے) یہ خواب بیان کیا اور اس خواب کے پوشیدہ رکھنے کی بھی خواہش کی۔ ولید نے اسے اپنے باپ عتبہ سے کہا اور یہ بات مکہ میں یہاں تک پھیل گئی کہ قریش میں (جابجا) اسی کا چرچا ہونے لگا۔ عباس نے کہا کہ جب میں سویرے بیت اللہ کا طواف کرنے نکلا تو ابوجہل بن ہشام قریش کی ایک جماعت میں بیٹھا ہوا تھا اور سب کے سب عاتکہ کے خواب کے متعلق بات چیت کر رہے تھے جب ابوجہل نے مجھے دیکھا تو کہا اے ابوالفضل! جب تم اپنے طواف سے فارغ ہونا تو ہمارے پاس آنا۔ جب میں فارغ ہوا تو جا کر ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ ابوجہل نے مجھ سے کہا اے بنی عبدالمطلب تم میں یہ نبیہ کب سے پیدا ہوئی ہے۔ انھوں نے کہا۔ میں نے کہا کیا بات ہے۔ اس نے کہا اجی وہی خواب جو عاتکہ نے دیکھا ہے۔ انھوں نے کہا۔ میں نے کہا آخر اس نے کیا دیکھا۔ اس نے کہا اے بنی عبدالمطلب! کیا تمھیں یہ بات کافی نہ تھی کہ تم میں کے

۲۲۶

مردوں نے نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا۔ اب تو تمہاری عورتیں بھی نبوت کا دعویٰ کرنے لگیں۔ عاتکہ نے تو اس بات کا دعویٰ کیا ہے کہ تین روز کے اندر جنگ کے لیے نکل جانے کے لیے اس نے کہا ہے تو ہم بھی ان تین دنوں میں تمہاری بات کا انتظار[1] کریں گے اگر جو وہ کہہ رہی ہے سچ ہو تو وہی ہو گا اور اگر تین روز گزر گئے اور ان باتوں میں سے کوئی بات سچ نہ نکلی تو ہم تمہارے متعلق ایک نوشتہ لکھ رکھیں گے کہ تم لوگ عرب کے سب سے زیادہ جھوٹے خاندان کے ہو۔ عباس نے کہا کہ میں نے اس کا کوئی تفصیلی جواب نہیں دیا بجز اس کے کہ میں نے اس خواب کا اور عاتکہ کے خواب دیکھنے کا انکار کر دیا۔ انھوں نے کہا۔ پھر ہم ایک دوسرے سے الگ ہو گئے اور جب شام ہوئی تو بنی عبدالمطلب میں کی کوئی عورت (ایسی) باقی نہ رہی جس نے میرے پاس آکر یہ نہ کہا ہو کہ کیا تم نے اس بدکار خبیث کی باتوں کو گوارا کر لیا کہ وہ تمہارے مردوں کی نکتہ چینی کرتے کرتے عورتوں تک پہنچ جائے اور تم سنتے رہے اور تم نے جو کچھ سنا اس سے تمھیں کچھ بھی غیرت نہ آئی۔ انھوں نے کہا کہ۔ میں نے کہا واللہ! میں نے اسے کوئی تفصیلی (جواب) نہیں دیا۔ اللہ کی قسم میں اس سے تعارض کروں گا۔ اگر اس نے دوبارہ اس قسم کی باتیں کیں تو ضرور میں تمہاری طرف سے اس کا پورا تدارک کروں گا۔ انھوں نے کہا کہ۔ عاتکہ کے خواب کے تیسرے دن جب صبح ہوئی تو میں غصے سے بھڑ اٹھا اور میں یہ سوچ رہا تھا کہ میں نے ایک (اچھا) موقع کھو دیا میری خواہش تھی کہ میں اس سے اس کو پہچانتا۔ انھوں نے کہا کہ پھر میں مسجد میں گیا تو اس کو اس حالت میں دیکھا کہ واللہ میں اس کی جانب جا رہا ہوں اور اس کی راہ میں حائل ہوں تاکہ وہ دوبارہ ان باتوں میں سے جو اس نے کہی تھیں کوئی بات کہے اور میں اس سے بھڑ جاؤں اور وہ آدمی کم وزن (یا دبلا پتلا) تیز مزاج (کتابی چہرہ)

---

[1] (الف) میں "نتربص" ضاد معجمہ سے اور (ب ج د) میں صاد مہملہ سے ہے پہلی صورت میں کمزوری سے بیٹھے رہنے کے معنی ہیں جو زیادہ مناسب نہیں۔ (احمد محمودی)

تیز زبان ۔ تیز نظر تھا ۔ انھوں نے کہا کہ ۔ ایکا ایکی تیز چلتا ہوا (یا دوڑتا ہوا) مسجد کے دروازے کی جانب نکل گیا ۔ انھوں نے کہا کہ ۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ کیا یہ تمام (حرکات) اس خوف سے ہیں کہ میں اسے صلواتیں سناؤں گا ۔ انھوں نے کہا کہ ۔ اس نے اچانک ایک ایسی بات سنی جو میں نے نہیں سنی ۔ اس نے ضمضم بن عمرو الغفاری کی آواز سنی جو بطن وادی میں اپنے اونٹ کو ٹھہرائے ہوئے چیخ رہا ہے اور اونٹ کی ناک (یا کان یا لب) کاٹ دی ہے اور کجاوہ الٹ دیا ہے اور کرتا پھاڑ لیا ہے اور وہ کہہ رہا ہے اے گروہ قریش اپنے مصالحہ کے اونٹوں اور اپنے مال کو بچاؤ جو ابوسفیان کے ساتھ ہے محمد اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کے لیے رکاوٹ بن گیا ہے میں نہیں سمجھتا کہ تم اس کو پا سکو گے ۔ فریاد! فریاد!! ۔ انھوں نے کہا کہ ۔ اس واقعے نے مجھ کو اس سے اور اس کو مجھ سے (اپنی) اپنی جانب پھیر لیا ۔ اور لوگوں نے پھرتی سے تیاری کی اور کہنے لگے کیا محمد اور اس کے ساتھی اس قافلے کو بھی ابن الحضرمی کے قافلے کی طرح سمجھ رہے ہیں ۔ واللہ ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا! وہ لوگ اس کو اس کا برعکس پائیں گے ۔ اب ان لوگوں کی دو ٹولیاں ہو گئیں ۔ کچھ تو نکل کھڑے ہوئے اور کچھ اپنے بجائے کسی شخص کو جانے کے لیے ابھارنے لگے ۔ اور قریش سب کے سب اسی (چکر) میں آ گئے اور ان میں کے سر برآوردہ لوگوں میں کوئی باقی نہ رہا بجز ابولہب بن عبدالمطلب کے جو رہ گیا تھا اور اپنے بجائے العاص بن ہشام بن المغیرہ کو روانہ کر دیا تھا اور اس سے پہلے چار ہزار درہم کا جو اس کے اس پر تھے تقاضا کر چکا تھا اور وہ ان درہموں سے غنی نا تھا اور مفلس ہو چکا تھا اس لیے اس نے ان درہموں کے عوض میں اس کو اس کام پر مقرر کر دیا کہ وہ اس کے بجائے کسی اور شخص کو بھیجنے کے بجائے کافی ہو اور وہ اس کے بجائے چلا گیا اور ابولہب رہ گیا ۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن نجیح نے بیان کیا کہ امیہ بن خلف نے (قافلے کی حفاظت کے لیے ساتھ نہ جا کر گھر میں) بیٹھے رہنے ہی کا ارادہ کر لیا تھا اور یہ بوڑھا شاندار ڈیل ڈول کا اور بھاری بھرکم تھا تو اس کے پاس عقبہ بن ابی معیط ایسے وقت آیا جبکہ وہ مسجد میں اپنے لوگوں میں بیٹھا ہوا

تھا اور ایک انگیٹھی اٹھا لایا جس میں آگ اور اگر تھا (وہ انگیٹھی) اس کے سامنے لاکر رکھ دی اور کہا اے ابو علی بخور لو کہ تم بھی تو عورتوں میں سے ہو۔ اس نے کہا اللہ تجھے بدصورت بنا دے اور جو کام تو نے کیا ہے اس کو بھی برا بنا دے۔ راوی نے کہا کہ اس کے بعد اس نے تیاری کی اور دوسرے لوگوں کے ساتھ نکل کھڑا ہوا۔

۲۴۸ ابن اسحٰق نے کہا کہ جب یہ لوگ اپنی تیاری سے فارغ ہوئے اور نکلنے کا ارادہ کیا تو اپنے اور بنی بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کے درمیان جو جنگ تھی وہ یاد آگئی اور کہا ہمیں ڈر ہے کہ کہیں وہ ہمارے پیچھے سے حملہ نہ کر دیں۔

کنانہ اور قریش میں جنگ اور واقعہ بدر کے دن ان کا درمیان میں آنا

بعض بنی عامر نے مجھ سے محمد بن سعید بن المسیب کی جو روایت بیان کی ہے اس کے لحاظ سے جو جنگ قریش اور بنی بکر میں تھی اس کا سبب حفص ابن الاخیف کا لڑکا تھا جو بنی معیص بن عامر بن لوی میں کا ایک شخص تھا جو اپنی ایک کھوئی ہوئی اونٹنی کی تلاش میں مقام ضجنان تک نکل گیا اور وہ کم سن لڑکا تھا اس کے سر میں چوٹیاں تھیں اور بہترین لباس پہنے ہوئے تھا۔ یہ لڑکا پاک صاف نکھرے ہوئے رنگ کا تھا عامر بن یزید بن عامر بن الملوح کے پاس سے گزرا جو بنی یعمر بن عوف بن کعب بن عامر بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ میں کا ایک شخص ضجنان ہی میں تھا اور وہ ان دنوں بنی بکر کا سردار تھا۔ اس نے اس لڑکے کو دیکھا تو حیران ہو گیا۔ پوچھا اے لڑکے تو کون ہے۔ اس نے کہا میں حفص بن الاخیف القرشی کے لڑکوں میں کا ایک لڑکا ہوں۔ اور جب وہ لڑکا پلٹ کر چلا گیا عامر بن یزید نے کہا اے بنی بکر کیا قریش کے ذمے تمہارا کوئی خون نہیں ہے۔ انھوں نے کہا کیوں نہیں۔ بخدا

ہمارے بہت سے خون ان کے ذمے ہیں۔ اس نے کہا کہ اگر کسی نے اس لڑکے کو اپنے کسی ایک آدمی کے بجائے قتل کر دیا تو اس نے اپنے خون کا پورا معاوضہ لے لیا۔ راوی نے کہا تو بنی بکر میں کا ایک شخص اس کے پیچھے ہو گیا اور اس کو اس خون کے عوض مار ڈالا جو بنی بکر کا قریش کے ذمے تھا۔ قریش نے اس کے متعلق گفتگو کی تو عامر بن یزید نے کہا اے گروہ قریش! ہمارے بہت (سے) خون تمہارے ذمے تھے (اس لیے ہم نے اس کو قتل کر دیا) اب جو چاہو کرو۔ اگر تم چاہو تو تمہارے ذمے جو کچھ ہو وہ ادا کر دو اور جو کچھ ہمارے ذمے ہو گا ہم ادا کر دیں گے اور اگر تم چاہو تو یہ خون کا معاملہ ہے ایک شخص کا بدلہ ایک شخص ہے۔ تمہارا خون جو ہمارے ذمے ہے اس سے باز آجاؤ تو ہم اس خون سے باز آئیں گے جو ہمارا تمہارے ذمے ہے (اس کا اثر یہ ہوا کہ) اس لڑکے (کے خون) کی اس قبیلہ قریش میں کوئی اہمیت نہ رہی اور انھوں نے کہا کہ اس نے سچ کہا کہ ایک شخص کا بدلہ ایک شخص ہے اور اس لڑکے کو بھول گئے اور اس کا خونبہا طلب نہ کیا (راوی نے) کہا کہ اس کا بھائی مکرز بن حفص بن الاخیف مرالظہران (کے پاس) سے جا رہا تھا کہ ایکا یک اس نے عامر بن یزید بن عامر ابن الملوح کو اپنے ایک اونٹ پر بیٹھا ہوا دیکھا۔ جب اس نے اس کو دیکھا تو اس کے پاس آیا اور اس کے پاس اپنا اونٹ ایسی حالت میں بٹھایا کہ اپنی تلوار حمائل کیے ہوئے تھا۔ اور مکرز اپنی تلوار لے کر اس پر (اینا) پل پڑا کہ اس کو قتل (ہی) کر ڈالا اور اس کے پیٹ میں اسی کی تلوار ڈال کر اسے مکہ لایا۔ اور رات کے وقت کعبے کے پردوں سے اسے لٹکا دیا۔ جب صبح قریش جاگے تو عامر بن یزید بن عامر کی تلوار دیکھی کہ کعبے کے پردوں سے لٹکی (ہوی) ہے اس کو پہچانا تو کہا کہ بے شبہ یہ تلوار عامر بن یزید کی ہے اس پر مکرز بن حفص نے حملہ کیا ہے اور اس کو قتل کر دیا ہے۔ یہ ان کے واقعات تھے۔ غرض وہ اپنے یہاں کی اسی جنگ میں (پھنسے ہوے) تھے کہ لوگوں میں اسلام پھیل گیا اور وہ اسلام ہی کی طرف متوجہ ہو گئے یہاں تک کہ قریش نے بدر کی طرف جانے کا ارادہ کر لیا اور اس وقت انھیں وہ تعلقات یاد آئے جو ان میں

۲۴۹

اور بنی بکر میں تھے اور ان سے ڈرنے لگے اور مکرز بن حفص نے اپنے عامر کو قتل کرنے کے متعلق کہا ہے۔

لَمَّا رَأَيْتُ أَنَّهُ هُوَ عَامِرٌ تَذَكَّرْتُ أَشْلَاءَ الْحَبِيبِ الْمُلَحَّبِ

جب میں نے دیکھا کہ وہ عامر ہے تو مجھے اپنے پیارے کے اعضا کے ٹکڑے جو گوشت سے الگ تھے یاد آگئے۔

وَقُلْتُ لِنَفْسِي إِنَّهُ هُوَ عَامِرٌ فَلَا تَرْهَبِيهِ وَانْظُرِي أَيَّ مَرْكَبِ

اور میں نے اپنے دل سے کہا کہ بے شبہ عامر یہی ہے اس سے تو نہ ڈر اور دیکھ لے کہ یہ کس قسم کی سواری ہے۔

وَأَيْقَنْتُ أَنِّي إِنْ أُجَلِّلْهُ ضَرْبَةً مَتَى مَا أُصِبْهُ[1] بِالْفُرَافِرِ يَعْطَبِ

اور میں نے یقین کر لیا کہ اگر اس پر ایک کاری ضرب لگاؤں اور جب وہ تلوار اس پر پوری طرح رساؤں تو وہ ہلاک ہو جائے گا۔

حَفِظْتُ لَهُ جَأْشِي وَأَلْقَيْتُ كَلْكَلِي عَلَى بَطَلٍ شَاكِي السِّلَاحِ مُجَرَّبِ

میں نے اس کے لیے اپنے دل کی حفاظت کی (دل کڑا کیا) اور میں نے اپنا وار ایک ایسے سورما پر کیا جو تجربہ کار اور ہتھیار لگائے ہوئے تھا۔

۲۵۰ وَلَمْ أَكُ لَمَّا الْتَفَّ رَوْعِي وَرَوْعُهُ عُصَارَةَ هُجْنٍ مِنْ نِسَاءٍ وَلَا أَبِ

اور جب میرا دھیان اور اس کا دھیان ایک دوسرے سے

---

[1] (ب ج د) میں اصبہ بصیغۂ واحد متکلم ہے اور (الف) میں یصبہ بصیغۂ غائب ہے جو غلط معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمود)

دست وگریباں ہوے تو (ظاہر ہوگیا کہ) میں (نہ) عورتوں کی جانب سے دوغلے نطفے کا تھا (اور) نہ باپ کی طرف سے۔

حَلَلْتُ بِهِ وِتْرِي وَلَمْ أَنْسَ ذَحْلَهُ ... إِذَا مَا تَنَاسَى ذَحْلَهُ كُلُّ غَيْهَبِ

میں نے اپنا غصہ اس پر اتار دیا (یا اس سے میں نے اپنا انتقام لے لیا) اور اس کے انتقام (کی لوگ جو فکر کریں گے اس) کو بھی بھولا نہیں جبکہ (ایسے موقعوں پر) اس کے انتقام کو غافل یا بھولے (بھالے) لوگ بھول جاتے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ الغیہب وہ شخص ہے جس کو عقل نہ ہو اور بعض کہتے ہیں کہ غیہب ہرنوں اور شترمرغوں میں کے نروں کو کہتے ہیں۔ اور خلیل نے کہا کہ الغیہب (بعین مہملہ) کے معنی اس شخص کے ہیں جو کمزور ہو اور اپنا انتقام نہ لے سکے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یزید بن رومان نے عروہ بن الزبیر کی روایت بیان کی انھوں نے کہا کہ جب قریش نے چلنے کا ارادہ کرلیا اور وہ تعلقات یاد آئے جو ان کے اور بنی بکر کے درمیان تھے تو اس کے سبب سے وہ اپنا ارادہ بدلدینے کے قریب ہوگئے تھے (اتنے میں) ابلیس سراقہ بن مالک بن جعشم المدلجی کی صورت میں ان کے سامنے آیا جو بنی کنانہ کے سرآوروہ لوگوں میں سے تھا اور کہا کہ اگر بنی کنانہ نے تم لوگوں کے یہاں سے جانے کے بعد کوئی ایسی حرکت کی جس کو تم لوگ ناپسند کرتے ہو تو اس کی ذمہ داری میں لیتا ہوں۔ آخر وہ لوگ فوراً نکل کھڑے ہوے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکلنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ

لہ۔ (ج د) میں العیہب بعین مہملہ ہے اور خط کشیدہ عبارت بھی انھیں میں ہے۔ (الف) میں نہیں ہے۔ اور (ب) میں دونوں ہیں۔ (احمد محمودی)

ماہ رمضان کی چند راتیں گزرنے کے بعد نکلے۔

۲۵۱ ابن ہشام نے کہا کہ رمضان کے آٹھ دن گزرنے کے بعد نکلے اور عمرو بن ام مکتوم کو لوگوں کو نماز پڑھانے کے لیے عامل بنایا۔ بعض کہتے ہیں ان کا نام عبداللہ ابن ام مکتوم تھا اور یہ بنی عامر بن لوئی میں سے تھے۔ اس کے بعد مقام روحاء سے ابولبابہ کو واپس فرمایا۔ اور مدینہ کا عامل بنایا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبدمناف بن عبدالدار کو پرچم عنایت فرمایا۔

ابن ہشام نے کہا کہ وہ سفید تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو سیاہ پرچم تھے ان دونوں میں سے ایک تو علی بن ابی طالب کے ساتھ تھا جس کا نام عقاب تھا اور دوسرا انصار میں سے ایک کے ساتھ۔ اور اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے ساتھ ستر اونٹ تھے اور ان پر باری باری بیٹھا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور علی بن ابی طالب اور مرثد بن ابی مرثد الغنوی ایک اونٹ پر۔ اور حمزہ بن عبدالمطلب اور زید بن حارثہ اور ابوکبشہ اور انسہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ ایک اونٹ پر۔ اور ابوبکر و عمر اور عبدالرحمٰن بن عوف ایک اونٹ پر باری باری سے بیٹھا کرتے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ لشکر کے پچھلے حصے پر بنی مازن بن النجار والے قیس ابن ابی صعصعہ کو مقرر فرمایا اور ابن ہشام کے قول کے موافق انصار کا پرچم سعد ابن معاذ کے ساتھ تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مدینہ سے مکہ کی جانب آپ مدینہ کے پہاڑوں کے درمیان سے (تشریف لے) چلے پھر عقیق پر سے اس کے بعد ذی الحلیفہ پر سے اور پھر اولات الجیش پر سے۔

۲۵۲ ابن ہشام نے کہا کہ ذات الجیش۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد آپ تربان پر سے گزرے۔ پھر

ملل پر۔ پھر مرتبین کے مقام غمیس الحمام پر۔ پھر صخیرات الیمام پر۔ پھر السیالہ پر۔ پھر فج الروحا پر۔ پھر شنوکہ پر سے جو عام راہ ہے یہاں تک کہ آپ عرق الظبیہ نامی مقام پر تھے

ابن ہشام نے کہا کہ ابن اسحٰق کے سوا دوسروں کی روایت الظُبیَہ ہے۔

تو گاؤں والوں میں سے ایک شخص سے ملے اور اس سے ان لوگوں کے متعلق دریافت کیا۔ ان سے کوئی خبر نہیں ملی۔ ان لوگوں نے اس سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کر تو اس نے کہا کیا تم میں اللہ کا رسول بھی ہے۔ انھوں نے کہا ہاں تو اس نے آپ کو سلام کیا اور کہا اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو مجھے بتائیے کہ میری اس اونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے تو اس سے سلمہ بن سلامہ بن وقش نے کہا (یہ بات) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ پوچھ۔ میرے پاس آ۔ میں تجھے اس کے متعلق بتاتا ہوں تو اس پر چڑھ بیٹھا اور تجھ سے اس کو حمل رہ گیا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مَهْ أَفْحَشْتَ عَلَى الرَّجُلِ

خاموش۔ تم نے اس کو گالی دے دی۔

پھر آپ نے سلمہ کی جانب سے منہ پھیر لیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجسج میں نزول فرمایا اور اسی مقام کا نام بیر الروحا ہے۔ پھر آپ نے وہاں سے کوچ فرمایا۔ یہاں تک کہ جب المنصرف میں پہنچے تو وہاں سے مکہ کا راستہ چھوڑ دیا اور سیدھی جانب النازیہ پر سے بدر کا ارادہ فرمایا اور اس کے کنارے کنارے (تشریف لے) چلے یہاں تک النازیہ کا اور تنگ راہ الصفراء کے بیچ والی رحقان نامی وادی کو طے فرمالیا اور اس تنگ راستے پر تشریف لائے اور پھر وہاں سے اتر کر جب الصفراء پر تشریف لائے تو بنی ساعدہ کے حلیف بسبس بن عمرو الجہنی اور بنی النجار کے حلیف عدی بن ابی الزغباء کو بدر کی جانب روانہ فرمایا کہ وہ دونوں ابوسفیان بن حرب وغیرہ کے متعلق خبریں دیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں سے کوچ فرمایا اور ان دونوں سے

آگے نکل گئے۔ اس کے بعد جب آپ الصفراء کے سامنے آئے جو دو پہاڑوں کے درمیان ایک بستی ہے تو آپ نے ان پہاڑوں کے نام دریافت فرمائے۔ لوگوں نے کہا کہ ان میں سے اس ایک کو تو مسلح کہا جاتا ہے اور دوسرے کو مخریٔ اور وہاں کے رہنے والوں کے متعلق دریافت فرمایا تو کہا گیا کہ بنو النار اور بنو حراق بنی غفار کی دونوں شاخیں ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اور ان کے درمیان سے گزرنے کو ناپسند فرمایا اور ان کے ناموں اور ان کے رہنے والوں کے ناموں سے آپ نے فال لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں اور الصفراء کو بائیں جانب چھوڑ کر سیدھی طرف کی راہ ایک وادی پر سے جس کو ذفران کہا جاتا تھا اختیار فرمائی اور اس وادی کو طے فرمانے کے بعد اتر پڑے اور قریش اور ان کے راستے کی خبر آپ کو ملی تا کہ آپ ان کے قافلے کو روکیں آپ نے لوگوں سے مشورہ فرمایا اور قریش کے متعلق خبر دی تو ابوبکر صدیق اٹھے اور خوب کہا۔ پھر عمر بن الخطاب اٹھے اور خوب کہا۔ پھر مقداد بن عمرو اٹھے اور کہا یا رسول اللہ اللہ (تعالیٰ) آپ کو جس کام کو مناسب بتائے وہ کیجئے ہم آپ کے ساتھ ہیں واللہ ہم آپ سے بنی اسرائیل کی طرح جیسا انھوں نے موسیٰ سے کہا تھا نہ کہیں گے کہ

اِذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُونَ

آپ اپنے پروردگار کے ساتھ جائیں اور دونوں مل کر جنگ کریں ہم بے شبہ یہیں بیٹھے رہنے والے ہیں

بلکہ ہم تو یوں کہیں گے کہ آپ اور آپ کا پروردگار دونوں چلیں اور ہم بھی آپ کے ساتھ جنگ کرنے والے ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر آپ ہمیں برک الغماد[1] تک بھی لے چلیں تو ہم اس کی راہ میں صبر سے یہاں تک آپ کا ساتھ دیں گے کہ آپ وہاں پہنچ جائیں تو

---

[1] یمن میں ایک مقام کا نام ہے کہا جاتا ہے کہ وہ انتہائی پتھر ہے۔ از حاشیہ (ب)۔ (احمد محمودی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف فرمائی اور اس کے سبب سے ان کے لیے دعا فرمائی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

أَشِيرُوا عَلَيَّ أَيُّهَا النَّاسُ

لوگو مجھے مشورہ دو۔

اور یہاں لوگوں سے آپ کی مراد انصار تھے۔ اور یہ اس لیے فرمایا کہ وہ بھی لوگوں کی تعداد میں شامل تھے۔ اور جب انھوں نے مقام عقبہ میں بیعت کی تھی تو کہا تھا کہ ہم آپ کی ذمہ داری سے بری ہیں۔ جب تک کہ آپ ہماری بستیوں میں نہ پہنچ جائیں اور جب آپ ہمارے پاس پہنچ جائیں آپ ہماری ذمہ داری میں ہوں گے۔ اور ہم آپ کی حفاظت ہر اس چیز سے کریں گے جس سے ہم اپنے بچوں اور عورتوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات سے اندیشہ تھا کہ کہیں انصار یہ نہ سمجھتے ہوں کہ آپ کی امداد ان پر اسی صورت میں لازم ہے کہ کوئی دشمن مدینہ میں آپ پر اچانک حملہ کر دے اور ان پر لازم نہیں ہے کہ آپ انھیں ان کی بستیوں سے نکال کر کسی دشمن کے مقابل لے جائیں۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ الفاظ فرمائے تو سعد بن معاذ نے آپ سے عرض کی یا رسول اللہ! واللہ آپ گویا ہم سے خطاب فرما رہے ہیں۔ فرمایا۔ اجل۔ ہاں عرض کی بے شبہہ ہم آپ پر ایمان لا چکے ہیں اور ہم نے آپ کی تصدیق کی اور اس بات کی گواہی دی ہے کہ آپ نے جو چیز ہمارے سامنے پیش فرمائی ہے وہ حق ہے اور اس پر ہم آپ کو اپنے قول دے چکے اور آپ کی فرماں برداری اور اطاعت پر مستحکم وعدے کر چکے ہیں اس لیے یا رسول اللہ آپ جہاں چاہیں (تشریف لے) چلیں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اگر آپ اس سمندر کو ہمارے سامنے لے آئیں اور آپ اس میں داخل ہوں تو ہم بھی آپ کے ساتھ اس میں داخل ہو جائیں گے اور ہم میں کا ایک شخص بھی پیچھے نہ ہٹے گا اور ہم اس بات کو ناپسندیدہ نہیں سمجھتے کہ آپ کل ہمیں اپنے ساتھ لے کر ہمارے دشمن سے مقابل ہوں۔ ہم جنگ کرنے کے لیے

بڑے مضبوط اور مقابلے میں کامل ہیں۔ امید ہے کہ اللہ ہماری جانب سے آپ کو ایسے کارنامے دکھائے گا جن سے آپ مطمئن ہو جائیں گے۔ غرض ہمیں اپنے ساتھ لے کر علی برکت اللہ چلے چلیئے۔

غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سعد کی تقریر سے خوش ہوئے اور ان کی باتیں آپ کے لیے باعث نشاط ہوئیں۔ پھر فرمایا۔

سِيرُوا وَأَبْشِرُوا فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ وَعَدَنِي إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ

وَاللّٰهِ لَكَأَنِّي الْآنَ أَنْظُرُ إِلَى مَصَارِعِ الْقَوْمِ

چلو اور خوش ہو جاؤ کہ اللہ نے مجھ سے دونوں گروہوں میں سے ایک کا وعدہ فرمایا ہے۔ واللہ اس وقت گویا میں بے شبہ ان لوگوں کے پچھڑنے کے مقامات کو دیکھ رہا ہوں۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام ذفران سے کوچ فرمایا اور ان پہاڑیوں پر سے چلے جن کا نام الاصافر تھا۔ پھر وہاں سے ایک شہر کی جانب نزول فرمایا جس کا نام الدبہ تھا اور الحنان کو جو ایک بڑا ٹیلا بڑے پہاڑ کی طرح ہے سیدھی جانب چھوڑ کر بدر کے قریب نزول فرمایا۔ پھر آپ اور آپ کے صحابہ میں سے ایک شخص سوار ہو کر نکلے۔

ابن ہشام نے کہا کہ وہ شخص ابوبکر صدیق تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا حتی کہ آپ عرب کے ایک بوڑھے کے پاس جا کر ٹھیر گئے جیسا کہ مجھ سے محمد بن یحییٰ بن حبان نے بیان کیا اور اس سے قریش اور محمد اور ان کے ساتھیوں کی نسبت اور ان کے متعلق اسے جو کچھ خبریں ملی ہوں ان کے متعلق دریافت کیا تو اس بوڑھے نے کہا میں تمھیں (اس وقت تک) کوئی بات نہ بتاؤں گا جب تک تم مجھے یہ نہ بتاؤ کہ تم دونوں کن لوگوں میں سے ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا:۔

إِذَا أَخْبَرْتَنَا أَخْبَرْنَاكَ

جب تم ہمیں بتاؤ گے تو ہم بھی تمھیں بتائیں گے۔ اس نے کہا
کیا وہ اس کے معاوضے میں۔ فرمایا:۔

نعم

ہاں۔

اس بوڑھے نے کہا مجھے خبر ملی ہے کہ محمد اور اس کے ساتھی فلاں فلاں روز نکلے ہیں۔ اور اگر جس نے مجھے خبر دی ہے اس نے سچ کہا ہے تو وہ آج فلاں فلاں مقام پر ہوں گے اور وہی مقام بتایا جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ اور مجھے یہ بھی خبر ملی ہے کہ قریش بھی فلاں فلاں روز نکل چکے اور اگر جس نے مجھے خبر دی سچ کہا ہے تو وہ لوگ آج فلاں فلاں جگہ ہوں گے۔ اور اسی مقام کو بتایا جہاں قریش تھے۔ اور جب وہ اپنی خبر دہی سے فارغ ہوا تو کہا تم دونوں کن لوگوں میں سے ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ ۲۵۵

نحن من ماء

ہم پانی سے ہیں[1]۔

اور اس کے پاس سے آپ پلٹ آئے راوی نے کہا کہ وہ کہنے لگا کہ پانی سے ہیں کا کیا مطلب؟ کیا عراق کے پانی سے؟
ابن ہشام نے کہا کہ وہ بوڑھا سفیان الضمری تھا۔

---

[1] اس بوڑھے کا سوال تھا "ممن انتما" تم کس سے ہو اور مقصود اس کا یہ تھا کہ کہاں کے رہنے والے ہو کس قبیلے سے ہو۔ کیا قریش میں سے ہو۔ یا محمد کے ساتھیوں میں سے وغیرہ۔ آپ نے جتنا اس کا سوال تھا اس کا پورا جواب ادا فرما دیا۔ "کس سے ہو" کا جواب پانی سے ہیں مکمل جواب ہے۔ مزید پیدا ہونے والے سوالات کے جوابات دینے کا وعدہ نہیں فرمایا تھا "من ماء" کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ہم پنگھٹ پر رہنے والے ہیں۔ یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ سمندر کے پاس رہنے والے ہیں اور یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ہم پانی سے بنے ہوئے ہیں زندہ ہیں اور جعلنا من الماء کل شیء حی کی طرف اشارہ بھی ہو سکتا ہے۔ وغیرہ (احمد محمودی)

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کی طرف تشریف لائے اور جب شام ہوئی تو علی بن ابی طالب اور الزبیر بن العوام اور سعد بن ابی وقاص کو اپنے صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ بدر کے چشمے کی جانب روانہ فرمایا کہ وہاں آپ کے لیے مفید خبروں کی جستجو کریں جیسا کہ مجھ سے یزید بن رومان نے عروۃ بن الزبیر کی روایت بیان کی کہ انھیں پانی لے جانے والی ایک جماعت ملی جس میں بنی الحجاج کا غلام اسلم اور بنی العاص بن سعید کا غلام ابو یسار عریض بھی تھے۔ یہ لوگ ان دونوں کو لائے اور ان سے سوالات کرنے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے نماز ادا فرما رہے تھے تو ان دونوں نے کہا کہ ہم قریش کے لئے پانی لیجانے والے ہیں۔ انھوں نے ہمیں بھیجا ہے کہ ہم ان کے لئے پانی لے جائیں۔ تو ان لوگوں نے ان کی کہی ہوئی بات کو پسند نہیں کیا اور انھیں خیال ہوا کہ شاید یہ ابوسفیان کے (ملازم) ہوں گے۔ اس لیے ان لوگوں نے ان دونوں کو مارا۔ اور جب ان کو بہت تنگ کیا تو انھوں نے کہدیا کہ (ہاں) ہم ابوسفیان کے (ملازم) ہیں۔ آخر انھوں نے انھیں چھوڑ دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا اور دونوں سجدے ادا فرمائے اور پھر سلام پھیرا اور فرمایا:۔

إِذَا صَدَقَاكُمْ ضَرَبْتُمُوهُمَا وَإِذَا كَذَبَاكُمْ تَرَكْتُمُوهُمَا صَدَقَا وَاللّٰهِ إِنَّهُمَا لِقُرَيْشٍ، أَخْبِرَانِي عَنْ قُرَيْشٍ

جب ان دونوں نے تم سے سچ کہا تو تم نے انھیں مارا اور جب انھوں نے جھوٹ کہا تو تم نے انھیں چھوڑ دیا واللہ ان دونوں نے سچ کہا کہ وہ قریش کے ہیں (اچھا) تم دونوں مجھے قریش کے متعلق خبر دو۔

ان دونوں نے کہا وہ لوگ اس ٹیلے کے اس طرف ہیں۔ اس وادی کے ادھر اور الکثیب العقنقل پر ہیں کثیب کے معنی ٹیلے کے ہیں۔ پھر رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:—

كَمِ الْقَوْمُ

یہ لوگ کتنے ہیں۔

انھوں نے کہا بہت سے ہیں۔ آپ نے فرمایا:—

مَا عِدَّتُهُمْ

ان کی تعداد کیا ہے۔

انھوں نے کہا ہمیں معلوم نہیں۔ فرمایا:—

كَمْ يَنْحَرُوْنَ كُلَّ يَوْمٍ

روزانہ کتنے اونٹ کاٹتے ہیں۔

انھوں نے کہا کسی روز نو اور کسی روز دس۔ فرمایا:—

اَلْقَوْمُ مَا بَيْنَ التِّسْعِ مِائَةٍ وَالْأَلْفِ

یہ لوگ نو سو اور ہزار کے درمیان ہیں۔

پھر آپ نے ان سے فرمایا:—

فَمَنْ فِيْهِمْ مِنْ أَشْرَافِ قُرَيْشٍ

ان میں قریش کے سربرآوردہ لوگوں میں سے کون کون ہیں۔

انھوں نے کہا عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوالبختری بن ہشام، حکیم ابن حزام، نوفل بن خویلد، الحارث بن عامر بن نوفل، طعیمہ بن عدی بن نوفل، النضر بن الحارث، زمعہ بن الاسود، ابوجہل بن ہشام، امیہ بن خلف، حجاج کے دونوں بیٹے نبیہ اور منبہ اور سہیل بن عمرو اور عمرو بن عبدود۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا:—

هٰذِهٖ مَكَّةُ قَدْ أَلْقَتْ إِلَيْكُمْ أَفْلَاذَ كَبِدِهَا

ان مکہ والوں نے تمھارے مقابلے کے لئے اپنے جگر کے ٹکڑے ڈال دیے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بسبس بن عمرو اور عدی بن ابی الزغباء چلتے چلتے بدر میں جا پہنچے اور وہاں ایک ٹیلے کے بازو پانی کے قریب اپنے اونٹ بٹھائے اور اپنی مشک لے کر اس میں پانی بھرنے لگے اور مجدی بن عمرو الجہنی بھی پانی کے پاس ہی تھا اور عدی اور بسبس نے پانی کے پاس آنے والی لڑکیوں میں سے دو لڑکیوں کی آوازیں سنیں جن میں سے ایک دوسری سے چمٹی ہوئی (کشمکش کر رہی) تھی۔ اور جو گرفتار تھی وہ اپنے ساتھ والی سے کہہ رہی تھی۔ کل قافلہ آئے گا یا پرسوں میں ان کے پاس مزدوری کر کے تیرا قرض ادا کر دوں گی تو مجدی نے کہا وہ سچ کہتی ہے اور ان دونوں کو ایک دوسرے سے چھڑا دیا عدی اور بسبس نے یہ باتیں سن لیں اور اپنے اونٹوں پر بیٹھ کر چلے آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر جو کچھ سنا تھا آپ کو اس کی اطلاع دے دی اور (ادھر) ابو سفیان احتیاط کے ساتھ قافلے سے آگے بڑھ آیا اور آکر اسی پانی کے پاس اترا اور مجدی بن عمرو سے کہا کیا تم نے کسی کی آہٹ پائی ہے۔ اس نے کہا میں نے دو آدمیوں کے سوا کسی اور اجنبی کو نہیں دیکھا۔ ان دونوں سواروں نے اپنے اونٹ اس ٹیلے کے پاس بٹھا کر پانی لینے آئے اپنی مشک بھر لی اور چلے گئے۔ ۲۵۷

تو ابو سفیان ان دونوں کے اونٹ بٹھانے کی جگہ آیا اور ان کے اونٹوں کی مینگنیاں لیکر انھیں توڑا تو اس میں کھجور کی گٹھلیاں دکھائی دیں (یہ دیکھ کر) کہنے لگا واللہ یہ تو یثرب کا چارہ ہے۔ اس کے بعد اپنے ساتھیوں کی طرف تیزی سے گیا اور اپنے اونٹوں کے منہ پر مار کر انھیں راستے سے پھیر دیا اور انھیں لے کر ساحل کی طرف چلا اور بدر کو بائیں جانب چھوڑ کر تیزی سے چلا گیا۔

قریش کے پچھڑنے کے متعلق جہیم بن الصلت کا خواب

کہا کہ قریش آئے اور جب الجحفہ میں اُترے تو جہیم بن الصلت بن مخرمہ ابن المطلب بن عبد مناف نے ایک خواب دیکھا اور کہا کہ میں اس (عالم یا حالت) میں تھا جس میں سونے والا کچھ دیکھتا ہے اور میں سوتے اور جاگنے کی درمیانی (حالت میں) تھا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا جو ایک گھوڑے پر آیا اور کھڑا ہو گیا اس کے ساتھ اس کا ایک اونٹ بھی تھا۔ پھر اس نے کہا عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابو الحکم بن ہشام، امیہ بن خلف اور فلاں فلاں مارے گئے اس نے ان (سب) لوگوں کے نام گن دیے جو قریش کے سر برآور وہ لوگوں میں سے بدر کے روز مارے گئے۔ پھر میں نے اس کو دیکھا کہ اس نے اپنے اونٹ کے سینے پر ایک ضرب لگا کر اس کو لشکر میں چھوڑ دیا تو لشکر کے خیموں میں سے کوئی خیمہ ایسا نہ رہا جس کو اس نے اپنے خون سے تر نہ کر دیا ہو۔ راوی نے کہا کہ یہ خبر ابو جہل کو پہنچی تو کہا کہ بنی مطلب کا یہ بھی ایک دوسرا نبی ہے۔ کل جب ہم ایک دوسرے سے ملیں گے تو معلوم ہو گا کہ مقتول کون ہے۔

قریش کی طرف ابوسفیان کا خط

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب ابوسفیان اپنے قافلے کو بچا لایا تو قریش کو کہلا بھیجا کہ تم تو صرف اپنے قافلے اپنے لوگوں اور اپنے مال کو بچانے کے لیے نکلے تھے اس کو تو اللہ نے بچا لیا اس لیے واپس آ جاؤ۔ لیکن ابوجہل بن ہشام نے کہا واللہ ہم جب تک بدر نہ پہنچ جائیں نہیں لوٹیں گے۔ بدر عرب کے میلوں میں سے ایک میلا تھا جہاں ان کے لیے ہر سال بازار لگتا تھا وہاں ہم تین دن رہیں گے،

۲۵۸

کاٹنے کے قابل جانور کاٹیں گے، کھانا کھلائیں گے، شراب پلائیں گے، گانے والیاں ہمارے سامنے گائیں گی، عرب میں ہماری شہرت ہوگی، ہمارے جانے اور ہمارے اکٹھے ہونے کی خبر پھیلے گی پھر ہمارا رعب داب ان پر چھا جائے گا اس لئے چلو۔

بنی زہرہ کو لے کر اخنس کی واپسی

اور اخنس بن شریق بن عمرو بن وہب الثقفی نے جو بنی زہرہ کا حلیف تھا جب کہ وہ الجحفہ میں تھے کہا۔ اے بنی زہرہ اللہ نے تمہارے لیے تمہارا مال بچا لیا اور تمہارے لیے تمہارے دوست مخرمہ بن نوفل کو (بھی) بچا لیا تم تو صرف اسے اور اپنے مال کو بچانے نکلے تھے اس لیے اگر کوئی بزدلی کا الزام لگائے تو وہ الزام مجھ پر لگاؤ اور لوٹ چلو کیونکہ نقصان نہ ہونے کی صورت میں نکلنے کی تمھیں کوئی ضرورت نہیں اور ایسا نہ کرو جیسا کہ یہ شخص کہتا ہے یعنی ابوجہل۔ آخر وہ لوٹ گئے اور جنگ بدر میں بنی زہرہ کا ایک شخص بھی نہ رہا۔ سب نے اس کی بات مانی اور وہ ان میں ایسا شخص تھا کہ ہر شخص اس کی بات مانتا تھا۔ قریش کی کوئی شاخ باقی نہ رہی تھی جس میں سے کچھ لوگ نہ نکل آئے ہوں بجز بنی عدی بن کعب کے کہ ان میں کا کوئی ایک بھی نہ نکلا بنی زہرہ، اخنس بن شریق کے ساتھ لوٹ گئے۔ جنگ بدر میں ان دو قبیلوں میں سے کوئی ایک بھی حاضر نہ رہا اور وہ سب (کے سب) واپس ہو گئے طالب بن ابی طالب جو ان لوگوں ہی میں تھا اس کے اور قریش کے بعض افراد کے درمیان کچھ سوال و جواب ہوئے ان لوگوں نے کہا۔ اے بنی ہاشم اگر چہ تم ہمارے ساتھ نکلے ہو لیکن تمھیں محمد سے الفت ہے تو طالب بھی ان لوگوں کے ساتھ جو مکہ کو لوٹ گئے واپس ہو گیا اور طالب بن ابی طالب ہی نے کہا ہے:۔

لَاهُمَّ إِمَّا يَغْزُوَنَّ طَالِبْ فِي عُصْبَةٍ مُخَالِفٌ مُحَارِبْ

فِي مِقْنَبٍ مِنْ هٰذِهِ الْمَقَانِبْ ۔ فَلْيَكُنِ الْمَسْلُوبَ غَيْرَ السَّالِبْ ۲۵۹

وَلْيَكُنِ الْمَغْلُوبَ غَيْرَ الْغَالِبْ

یا اللہ اگر طالب کسی جنگ میں ایسی جماعت کے ساتھ نکلے جو مخالف اور (خود مجھ سے) برسرِ جنگ ہو اور ان رسالوں میں سے ایسے رسالے میں نکلے جو تین سو یا اس کے لگ بھگ ہو تو ایسا کر کے جس کا مال لوٹا جا رہا ہو وہ لوٹنے والے کا (رشتہ دار نہ ہو بلکہ اس کا) غیر ہو اور ایسا کر کہ جو مغلوب ہو وہ غالب کا (رشتہ دار نہ ہو بلکہ) غیر ہو۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کا قول "فلیکن المسلوب" اور "ولیکن المغلوب" کی روایت شعر کے کئی راویوں سے پہنچی ہے۔

ان لوگوں کا وادی کے کنارے اترنا

ابن اسحٰق نے کہا غرض قریش یہاں تک چلے کہ وادی کے اودھر العقنقل[1] اور بطن وادی کے اس طرف اترے اور اس بطن وادی کا نام یلیل تھا جو بدر اور اس ٹیلے کے درمیان تھی جس کے پیچھے قریش اترے تھے اور جس کا نام العقنقل تھا

---

[1] عقنقل کے معنی خود ٹیلے کے ہیں لیکن یہاں العقنقل ایک خاص ٹیلے کا نام ہے۔ مذکورہ مقامات کا وقوع ذیل کی شکل سے معلوم ہو سکتا ہے۔

شکل میدان بدر

العدوۃ القصوی
انتہائی کنارہ
منزل قریش
العقنقل نامی ٹیلا
یلیل نامی بطن وادی
العدوۃ الدنیا
ابتدائی کنارہ
منزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بدر کی باؤلیاں اور گڑھے
شمال مدینہ منورہ
جنوب مکہ معظمہ
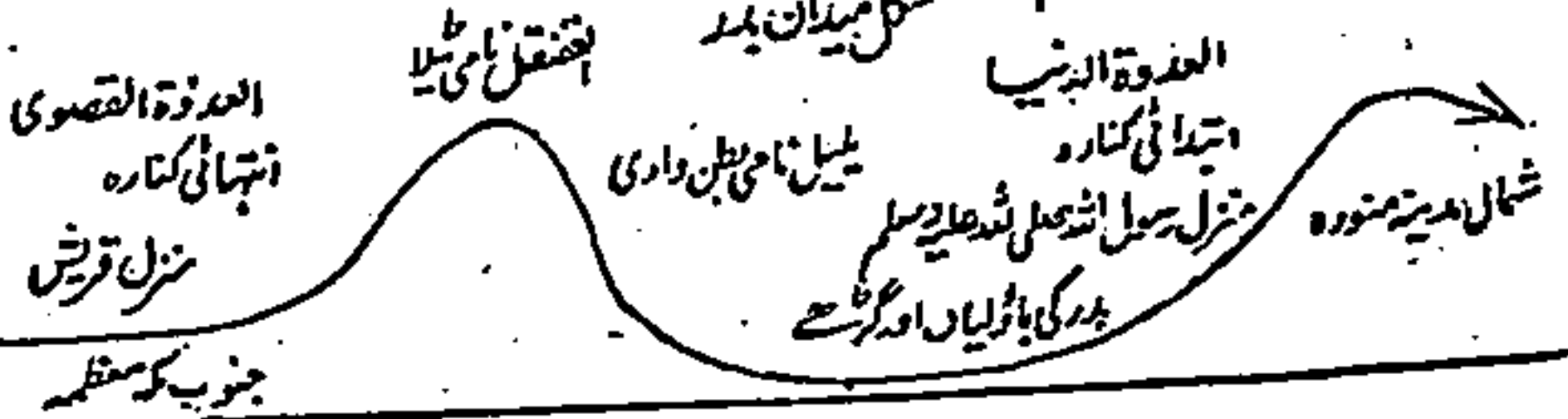
اور بدر کی باؤلیاں بطن یلیل کی اس طرف مدینہ کی جانب تھیں۔ اللہ نے مینہ برسا دیا اور یہ وادی نرم زمین کی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو بارش کے سبب سے یہ فائدہ ہوا کہ بارش نے زمین کے اجزا کو ایک دوسرے سے متصل کر کے مضبوط بنا دیا اور ان کے چلنے پھرنے میں کوئی رکاوٹ نہ رہی۔ اور قریش پر بارش کے سبب سے ایسی مصیبت آگئی کہ آپ کے مقابلے میں انھیں چلنا پھرنا تک مشکل ہوگیا۔

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مقابلے میں تیزی سے پانی کے چشموں کی طرف بڑھے اور جب بدر کے سب سے قریب کے چشمے پر پہنچے تو وہیں نزول فرمایا:—

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی سلمہ کے بعض افراد سے مجھے خبر ملی۔ انھوں نے کہا کہ الحباب بن المنذر بن الجموح نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں مطلع فرمائیے کہ کیا یہ مقام ایسا مقام ہے کہ اس میں آپ کو اللہ نے اتارا ہے اور ہمیں یہ اختیار نہیں کہ ہم اس سے آگے بڑھیں یا پیچھے ہٹیں یا یہ ایک رائے ہے اور جنگی تدبیروں میں سے کوئی تدبیر ہے۔ فرمایا:—

بَلْ هُوَ الرَّأْيُ وَالْحَرْبُ وَالْمَكِيدَةُ

(نہیں) بلکہ یہ ایک رائے اور جنگ اور تدبیر ہے۔

تو عرض کی یا رسول اللہ تو یہ مقام کوئی اچھی جگہ نہیں ہے۔ آپ لوگوں کو لے کر (تشریف لے) چلئے کہ ہم اس چشمے تک پہنچ کر اتر پڑیں جو ان لوگوں سے بہت قریب ہے اور اس کے پیچھے جتنے چشمے یا گڑھے ہیں انھیں ناکارہ کردیں اور وہاں ایک حوض بنا کر اسے پانی سے بھر لیں اور ان لوگوں سے جنگ کریں تاکہ ہمیں پینے کو پانی ملتا رہے اور انھیں نہ ملے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:—

لَقَدْ أَشَرْتَ بِالرَّأْيِ

تم نے صحیح رائے دی۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے سب ساتھ والے اٹھ کر چلے یہاں تک کہ جب ان لوگوں سے قریب ترین چشمے کے پاس پہنچے تو وہاں اتر پڑے۔ پھر دوسرے چشموں کے متعلق حکم فرمایا تو وہ ناکارہ کر دیے گئے اور جس چشمے پر آپ اترے تھے اس پر حوض بنا کر پانی سے بھر لیا گیا اور اس میں (پانی بھرنے کے) برتن ڈال دئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سائبان کی تیاری

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا کہ ان سے کسی نے بیان کیا کہ سعد بن معاذ نے عرض کی یا رسول اللہ ہم آپ کے لیے ایک (ایسا) سائبان تیار کرنا (چاہتے) ہیں کہ آپ اس میں تشریف رکھیں اور آپ کے پاس (رہی) آپ کی سواریاں تیار رہیں اور اس کے بعد ہم اپنے دشمن سے مقابلہ کریں۔ پھر اگر اللہ نے ہمیں غلبہ عنایت فرمایا اور ہمارے دشمن پر ہمیں فتح نصیب فرمائی تو ہمارا مقصد حاصل ہو گیا اور اگر کوئی دوسری صورت پیش آئی تو آپ اپنی سواریوں پر سوار ہو کر ہماری قوم کے ان لوگوں سے مل جائیے جو ہمارے پیچھے ہیں کیونکہ یا نبی اللہ بہت سے ایسے لوگ آپ کے ساتھ آنے سے پیچھے رہ گئے ہیں کہ آپ کی محبت میں ہم ان سے بڑھ کر نہیں ہیں۔ اگر انھیں یہ خیال ہوتا کہ آپ کو جنگ کرنا ہوگا تو وہ آپ کو چھوڑ کر پیچھے نہ رہ جاتے۔ اللہ ان کے ذریعے آپ کی حفاظت فرمائے گا۔ وہ آپ کے خیر خواہ رہیں گے اور آپ کے ساتھ جہاد کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بہت تعریف فرمائی اور ان کے لیے بھلائی کی دعا کی۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سائبان بنایا گیا اور آپ اسی میں تشریف فرما رہے۔

قریش کی آمد

ابن اسحٰق نے کہا جب صبح ہوئی تو قریش (اپنے مقام سے) نکل کر سامنے آئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں العقنقل نامی ٹیلے سے جہاں سے وہ وادی میں آرہے تھے اترتے دیکھا تو فرمایا:—

۲۶۱

اَللّٰهُمَّ هٰذِهِ قُرَيْشٌ قَدْ أَقْبَلَتْ بِخُيَلَائِهَا وَفَخْرِهَا

یا اللہ یہ قریش ہیں۔ یہ اپنے فخر وغرور کے ساتھ آگئے ہیں

تُحَادُّكَ وَتُكَذِّبُ رَسُولَكَ، اَللّٰهُمَّ فَنَصْرَكَ الَّذِي وَعَدْتَنِي

اَللّٰهُمَّ أَحِنْهُمُ الْغَدَاةَ

تیری مخالفت کرتے ہیں اور تیرے رسول کو جھٹلاتے ہیں۔
یا اللہ تیری اس مدد کا (طالب ہوں) جس کا تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے۔ یا اللہ آج صبح انھیں ہلاک کر دے۔

اور جب عتبہ بن ربیعہ کو ان لوگوں میں اس کے ایک سرخ اونٹ پر دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:—

إِنْ يَكُنْ فِي أَحَدٍ مِنَ الْقَوْمِ خَيْرٌ فَعِنْدَ صَاحِبِ الْجَمَلِ الْأَحْمَرِ

إِنْ يُطِيعُوهُ يَرْشُدُوا۔

ان لوگوں میں سے اگر کسی میں کچھ بھلائی ہوگی تو سُرخ
اونٹ والے کے پاس ہوگی اگر ان لوگوں نے اس کی بات مانی تو
راہ راست پر آجائیں گے۔

جب قریش خفاف بن ایماء بن رحضة کے پاس سے گزر رہے تھے تو اس نے یا اس کے باپ ایماء بن رحضۃ الغفاری نے اپنے ایک بیٹے کو ان کے پاس ذبح کرنے کے قابل چند اونٹ ان کے لیے بطور ہدیہ دیکر بھیجا اور کہلا بھیجا تھا کہ اگر تم چاہو تو ہم ہتھیاروں اور لوگوں سے (بھی) تمھاری مدد کریں۔ (راوی نے) کہا۔ انھوں نے اس کے بیٹے کے ذریعے کہلا بھیجا کہ (خدا کرے کہ) تم سے رشتہ داری قائم رہے جو کچھ تم پر لازم تھا تم نے اس کو ادا کر دیا۔ اپنی عمر کی قسم اگر ہم ان لوگوں ہی سے جنگ کر رہے ہیں تو ہم میں کوئی کمزوری ان کے مقابل نہیں ہے اور اگر ہم اللہ سے جنگ کر رہے ہیں جیسا کہ محمد کا دعویٰ ہے تو اللہ کے ساتھ مقابلہ کرنے کی تو کسی میں (بھی) سکت نہیں ہے۔

جب یہ لوگ اترے تو قریش کے چند لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض پر آئے جن میں حکیم بن حزام بھی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

دَعُوهُمْ

انھیں (پانی پینے کے لیے) چھوڑ دو۔

اس روز جس شخص نے اس سے پانی پیا وہ قتل ہوا بجز حکیم ابن حزام کے کہ وہ قتل نہیں ہوئے (بلکہ) اس کے بعد انھوں نے اسلام اختیار کیا اور اسلام میں اچھے رہے اس لیے یہ جب کبھی کوئی تاکیدی قسم کھاتے تو کہتے تھے نہیں ایسا نہیں ہے۔ اس ذات کی قسم جس نے مجھے بدر کے دن (کی ہلاکت) سے بچا لیا۔

جنگ سے قریش کی واپسی کا مشورہ

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے ابو اسحٰق بن یسار وغیرہ نے اپنے انصار میں کے اہل علم اساتذہ کی روایت سنائی۔ انھوں نے کہا کہ (جب) یہ لوگ آکر ڈٹ گئے تو عمیر بن وہب الجمحی کو بھیجا اور کہا کہ محمد کے ساتھیوں کا اندازہ لگا۔ (راوی نے) ۲۶۲
کہا اس نے اپنے گھوڑے کو لشکر کے گرد دوڑایا اور پھر لوٹ کر ان کی طرف آکر کہا کہ تین سو سے کچھ زیادہ یا اس سے کچھ کم ہیں۔ لیکن ذرا مجھے مہلت دو کہ میں یہ بھی دیکھ لوں کہ کیا ان لوگوں کے لیے کوئی چھپی ہوئی جماعت یا اور کوئی مدد بھی ہے۔ (راوی نے) کہا پھر وہ اسی وادی میں بہت دور تک چلا گیا اور کوئی چیز نہ دیکھی تو اس نے ان کی طرف واپس ہو کر کہا میں نے کوئی چیز دیکھی تو نہیں۔ لیکن اے گروہ میں نے دیکھا کہ بلائیں موتوں کو اٹھائے لارہی ہیں یثرب کی اونٹنیاں خالص موت کو اٹھائے ہوئے لارہی ہیں۔ یہ لوگ ایسے ہیں کہ ان کے لیے بجز ان کی تلواروں کے نہ کوئی حفاظت کا سامان ہے (اور) نہ کوئی پناہ گاہ ہے۔ میں تو یہی خیال کرتا ہوں کہ ان میں کا کوئی شخص تم میں کے کسی شخص کو قتل کیے بغیر قتل نہ ہوگا۔ اور جب وہ لوگ اپنی تعداد کے برابر تم میں ختم کردیں اس کے بعد زندگی کی کونسی بھلائی رہ جائے گی۔ (اب) تم جیسا ہو رائے (دو) اور مشورہ کرو۔ جب حکیم بن حزام نے یہ سنا تو لوگوں میں گھومنے لگا۔ عتبہ بن ربیعہ کے پاس آیا اور کہا اے ابو الولید! تو تو قریش کا بڑا اور ان کا سردار ہے اور یہ سب تیری بات مانتے ہیں کیا تجھے اس بات سے کچھ رغبت ہے کہ ہمیشہ ان میں تیرا ذکر خیر رہے۔ اس نے کہا اے حکیم وہ کیا (بات) ہے۔ کہا کہ تو سب لوگوں کو لے کر لوٹ جا اور عمرو بن الحضرمی جو تیرا حلیف تھا اس کا بار تو (خود) اٹھا۔ اس نے کہا اچھا مجھے یہ منظور ہے تو اس کی ذمہ داری مجھ پر ڈال کیونکہ وہ میرا حلیف ہی تو تھا اس کا خونبہا میرے ذمے بلکہ اس کا جو کچھ مال گیا

اس کی بھی ذمہ داری مجھ پر ہے (اچھا) تو ابن الحنظلیہ کے پاس جا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابو جہل کی ماں حنظلیہ تھی اس کا نام اسماء بنت مخربہ تھا اور مخربہ بنی نہشل بن دارم بن مالک بن حنظلیہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم میں کا ایک شخص تھا۔ کیونکہ اس کے سوا کسی اور سے لوگوں میں پھوٹ ڈالدینے کا ڈر نہیں یعنی ابوجہل کے سوا۔ پھر عتبہ خطبہ دینے کے لیے کھڑا ہو گیا۔ اور کہا اے گروہ قریش! واللہ تم محمد سے اور اس کے ساتھیوں سے مقابلہ کرکے کیا کرو گے۔ واللہ اگر تم لوگوں نے ان لوگوں کو مار بھی ڈالا تو ہمیشہ ایک شخص دوسرے کی صورت دیکھنے سے (اس لیے) کراہت کرے گا کہ اس نے اپنے چچازاد بھائی یا خالہ زاد بھائی یا اس کے خاندان کے کسی شخص کو مار ڈالا۔ لہٰذا پلٹ چلو اور محمد کو تمام عرب کے مقابل چھوڑ دو۔ اگر انھوں نے اس کو مار ڈالا تو یہ وہی بات ہے جو تم چاہتے ہو۔ اور اگر اس کے سوا کوئی اور صورت ہوئی تو تمھیں وہ ایسی حالت میں پائیگا کہ جو چیز تم اس سے (آج) چاہتے ہو وہ تم اس سے طلب نہیں کرو گے۔ حکیم نے کہا کہ پھر میں چلا اور ابوجہل کے پاس آیا تو میں نے دیکھا کہ اس نے اپنی ایک زرہ اپنے ایک صندوق سے نکالی ہے اور اس کو (یھنئہا) تیار کر رہا ہے۔ ۲۹۳

ابن ہشام نے کہا یھنئہا کے معنی یھیئہا کے یعنی تیار کرنے کے ہیں۔

حکیم نے کہا کہ میں نے اس سے کہا اے ابوالحکم عتبہ نے مجھے تیرے پاس یہ پیام دے کر بھیجا ہے اور اس نے جو کچھ کہلا بھیجا تھا (وہ سب) کہا تو اس نے کہا واللہ جب سے اس نے محمد اور اس کے ساتھیوں کو دیکھا ہے اس کا شش اور سینہ پھول گیا ہے (یعنی وہ خوف زدہ ہو گیا ہے) واللہ ایسا ہرگز نہ ہوگا جب تک کہ ہم میں اور محمد میں اللہ فیصلہ نہ کردے ہم واپس نہ ہوں گے۔ اور عتبہ نے جو کچھ کہا ہے صرف اس وجہ سے کہا ہے کہ اس نے دیکھ لیا ہے کہ محمد اور اس کے ساتھی جانوروں کے گوشت کے ایک نوالے کی طرح ہیں اور انھیں میں اس کا بیٹا بھی ہے اور وہ تم سے اس کے متعلق خوف زدہ ہے پھر اس نے عامر بن الحضرمی کے پاس ایک شخص کو یہ پیام دیکر بھیجا کہ یہ تیرا حلیف لوگوں کو

لیکر پوٹ جانا چاہتا ہے تو نے تو اپنا خون اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اس لیے اٹھ اور عہد شکنی (جو تیرے ساتھ کی گئی ہے) اور اپنے بھائی کے قتل کا ذکر کر (لوگوں کو واقعات مذکورہ یاد دلا)

۲۶۴ غرض عامر بن الحضرمی اٹھا اور (واقعات) وضاحت سے بیان کیے اور اس کے بعد چلانے لگا ہائے عمرو ہائے عمرو۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ لڑائی بھڑک گئی اور معاملہ سلجھنے کے قابل نہ رہا اور ارادۂ جنگ پر جس کے لیے وہ نکلے تھے سب (کے سب) مستعد ہو گئے اور جس رائے کی جانب عتبہ نے لوگوں کو دعوت دی تھی اس کو درہم برہم کر دیا۔ جب عتبہ کو ابو جہل کی اس گفتگو کی خبر پہنچی کہ "واللہ اس کا سَحْر (سحرہ) اور سینہ پھول گیا ہے" تو اس نے کہا کہ اپنی مقعد[1] کو زرد کر لینے والا جلد سمجھ لے گا کس کا سَحْر اور سینہ پھول گیا ہے۔ میرا یا خود اس کا۔

ابن ہشام نے کہا کہ سحر کے معنی میں پھیپھڑے اور اس کے گرد و پیش کی ناف سے اوپر والی وہ سب چیزیں جن سے حلق تعلق رکھتا ہے شامل ہیں اور ناف کے نیچے کی چیزوں کو قصب کہا جاتا ہے۔ اور اسی معنی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ قول ہے جو آپ نے فرمایا ہے :-

رَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ لُحَيٍّ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ

میں نے عمرو بن لحی کو دیکھا کہ وہ اپنا پیچھے کا دھڑ آگ میں کھینچے لیے جا رہا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ بات مجھ سے ابو عبیدہ نے بیان کی ہے۔

پھر عتبہ نے اپنے سر پر پہننے کے لیے خود کی تلاش کی تو اس کی کھوپڑی کے بڑے ہونے کے سبب سے لشکر بھر میں کوئی ایسا خود نہ مل سکا جس میں اس کا سر سما سکے۔ جب اس نے یہ حالت دیکھی تو اپنے سر پر ایک چادر لپیٹ لی۔

---

[1] ان الفاظ سے بزدلی یا زنانہ پن سے کنایہ کیا جاتا ہے۔ (احمد محمودی)

الاسود المخزومی کا قتل

ابن اسحٰق نے کہا کہ الاسود بن عبدالاسد المخزومی جو ایک اکھڑ اور بد طینت شخص تھا نکل کھڑا ہوا اور کہا کہ میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ یا تو میں ان لوگوں کے حوض میں سے پانی پیوں گا یا اس کو توڑ ڈالوں گا یا اس کے لیے مرجاؤں گا۔ جب وہ نکلا تو اس کی طرف حمزہ بن عبدالمطلب بڑھے اور جب دونوں مقابل ہوئے تو حمزہ نے اس پر ایک ایسا وار کیا کہ اس کی ٹانگ آدھی پنڈلی کے پاس سے کٹ گئی اور وہ ابھی حوض تک پہنچا بھی نہ تھا کہ وہ پیٹھ کے بل اس طرح گرا کہ اس کے پاؤں سے خون کی دھاریں اس کے ساتھیوں کی طرف (تیزی سے) بہہ رہی تھیں۔ پھر وہ رینگتا ہوا حوض کی طرف چلا اور اس میں جا پڑا اور وہ اپنی قسم پوری کرنا چاہتا تھا۔ حمزہ بھی اس کے پیچھے ہو گئے اور حوض ہی میں اس پر وار کیا اور مار ڈالا۔ ۲۶۵

عتبہ کا مطالبہ اپنے مقابلے کے لیے

کہا کہ اس کے بعد عتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ بن ربیعہ اور اپنے بیٹے ولید بن عتبہ کے ساتھ نکلا حتیٰ کہ جب وہ صف سے الگ ہوا تو مقابلے کے لیے طلب کرنے پر اس کی جانب انصار میں سے تین نوجوان الحارث کے دونوں بیٹے عوف و معوذ جن کی ماں کا نام عفراء تھا اور ایک اور شخص جس کا نام عبداللہ ابن رواحہ تھا (یہ تینوں) نکلے تو انھوں نے پوچھا تم کون ہو۔ انھوں نے کہا انصاری۔ تو انھوں نے کہا ہمیں تم سے کوئی سروکار نہیں۔ اور ان میں سے (کسی) پکارنے والے نے پکارا۔ اے محمد ہماری جانب ہماری قوم سے کے

ہمارے ہمسر روانہ کر۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

قُمْ یَا عُبَیْدَۃَ بْنَ الْحٰرِثِ وَقُمْ یَا حَمْزَۃُ وَقُمْ یَا عَلِیُّ

اے عبیدہ بن الحارث تم اٹھو اور اے حمزہ تم اٹھو اور اے علی تم اٹھو۔

پھر جب یہ لوگ اٹھے اور ان کے قریب گئے تو انھوں نے کہا تم کون ہو تو عبیدہ نے کہا۔ عبیدہ اور حمزہ نے کہا حمزہ اور علی نے کہا علی۔ انھوں نے کہا ہاں مقابل شریف ہیں۔ اس کے بعد عبیدہ جو سب میں زیادہ سن رسیدہ تھے عتبہ بن ربیعہ سے برسر جنگ ہوئے اور حمزہ نے شیبہ بن ربیعہ سے مقابلہ کیا اور علی نے ولید بن عتبہ سے جنگ کی۔ حمزہ نے تو شیبہ کو مہلت بھی نہ دی اور قتل کر دیا اور علی نے بھی ولید کو فوراً قتل کر ڈالا۔ عبیدہ اور عتبہ نے ایک دوسرے پر دو وار کیے دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے مقابل والے کو بٹھا دیا (یعنی دونوں بھی ناقابل حرکت ہوگئے)۔ اور حمزہ اور علی نے اپنی تلواریں لے کر عتبہ پر حملہ کیا اور فوراً قتل کر ڈالا۔ اور دونوں نے اپنے ساتھی کو اٹھا لیا اور انھیں آپ کے صحابہ کے پاس لائے۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ انصار کے نوجوانوں نے جب اپنا نسب بتایا تو عتبہ بن ربیعہ نے کہا کہ ہمسر شریف ہیں لیکن ہمیں ہماری قوم کے لوگ مطلوب ہیں۔

دونوں جماعتوں کا مقابلہ

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد لوگوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ لگ گئے اور ایک دوسرے سے نزدیک ہوگئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو یہ حکم دیا تھا کہ جب تک آپ انھیں حکم نہ دیں حملہ نہ کریں اور

۲۲۶

یہ بھی فرما دیا تھا:۔

إِنِ اكْتَنَفَكُمُ الْقَوْمُ فَانْضَحُوهُمْ عَنْكُمْ بِالنَّبْلِ

اگر ان لوگوں نے تم کو گھیر لیا تو اپنی مدافعت کے لئے ان پر تیر برساتے رہو۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سائبان میں ابوبکر صدیق کے ساتھ تشریف فرما تھے اور واقعۂ بدر جمعہ کے روز ماہ رمضان کی سترہ تاریخ کی صبح میں ہوا۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے ابوجعفر محمد بن علی بن حسین نے اسی طرح کہا اور ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے حبان بن واسع بن حبان نے اپنی قوم کے شیوخ سے روایت بیان کی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے روز اپنے اصحاب کی صفیں درست فرمائیں اور آپ کے ہاتھ میں ایک تیر تھا جس سے لوگوں کو (صف میں) درست فرما رہے تھے۔ جب آپ بنی عدی بن النجار کے حلیف سواد بن غزیہ کے پاس سے گذرے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے سوّاد بن غزیہ بالتشدید کہا ہے، اور ان کے سوا انصار میں ایک اور سَواد ہیں، جن کا نام بلاتشدید ہے۔ اور وہ صف سے آگے بڑھے ہوئے تھے، مستنتل من الصف تم صف سے آگے نکلے ہوئے ہو!

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے (بجائے مستنتل من الصف کے) مستنصل من الصف کہا ہے۔ (دونوں کے معنی قریب قریب ہیں)۔ تو آپ نے ان کے پیٹ میں وہ تیر چبھویا اور فرمایا:۔

اِسْتَوِ يَا سَوَّادُ

اے سواد برابر ہو جاؤ۔

لہ۔ (الف) میں اکتنفهم ہے جو تحریف کاتب معلوم ہوتی ہے۔ لہ (الف) فالقضوهم خائے معجمہ سے ہے۔ لغت میں حائے مہملہ اور خائے معجمہ دونوں میں یہ مادہ موجود ہے اور معنی دونوں کے قریب قریب ہیں۔ (احمد محمودی)

تو انھوں نے کہا یا رسول اللہ آپ نے مجھے تکلیف دی حالانکہ اللہ نے آپ کو حق و عدل کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ آپ مجھے اس کا بدلہ لینے دیجیے (راوی نے) کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا شکم مبارک کھول دیا اور فرمایا:۔

۲۶۷

اِسْتَقِدْ۔

(اچھا) بدلہ لے لو۔

(راوی نے) کہا تو وہ آپ سے لپٹ گئے اور آپ کے شکم مبارک کو بوسہ دیا تو آپ نے فرمایا:۔

مَا حَمَلَكَ عَلَى هٰذَا يَا سَوَادُ

اے سواد! تمھیں اس پر کس نے ابھارا (تم نے ایسا کیوں کیا)۔

عرض کی یا رسول اللہ جو واقعات درپیش ہیں اس کو تو آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں اس لیے میں نے چاہا کہ آپ سے آخری ملاقات ایسی ہو کہ آپ کی جلد مبارک سے میری جلد مس کرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں دعائے خیر دی اور ان سے گفتگو فرمائی[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے پروردگار کو امداد کے لیے قسمیں دینا یا بتاکید دعا کرنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (بقیہ) صفیں درست فرمائیں اور اسی سائبان کی جانب مراجعت فرما کر اس میں داخل ہو گئے

---

[1] (ب ج د) میں "قال لہ" ہے۔ اور (الف) میں "قالہ لہ" ہے جو تحریف معلوم ہوتی ہے۔ (احمد محمودی)

اور اس میں آپ کے ساتھ ابوبکر کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پروردگار کو اس وعدے کے متعلق جو اس نے آپ کی امداد کے لیے فرمایا تھا قسمیں دے رہے تھے یا بتاکید دعا فرما رہے تھے اور جو کچھ آپ عرض کر رہے تھے اس میں یہ الفاظ بھی تھے:۔

اَللّٰهُمَّ إِنْ تَهْلِكْ هٰذِهِ الْعِصَابَةُ الْيَوْمَ لَا تُعْبَدْ

یا اللہ اگر تو نے آج اس جماعت کو ہلاک کر دیا تو پھر تیری پرستش نہ کی جائے گی۔

اور ابوبکر عرض کرتے ہیں کہ یا نبی اللہ! اپنے پروردگار کو قسمیں دینے یا بتاکید دعائیں فرمانے میں کچھ تو کمی فرمائیے۔ کیونکہ اللہ نے آپ سے جو کچھ وعدہ فرمایا ہے اسے پورا فرمائے گا (یا آپ کو جزا دے گا)[1]۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سائبان میں ہی تھے کہ آپ کے سر مبارک کو ایک جنبش ہوئی اور اس کے بعد آپ بیدار ہوئے اور فرمایا:۔

أَبْشِرْ يَا أَبَا بَكْرٍ أَتَاكَ نَصْرُ اللّٰهِ هٰذَا جِبْرِيلُ آخِذٌ بِعِنَانِ فَرَسٍ يَقُودُهُ عَلَى ثَنَايَاهُ النَّقْعُ يَعْنِي الْغُبَار

اے ابوبکر خوش ہو جاؤ کہ تمہارے پاس اللہ کی امداد آگئی۔ یہ جبریل ہیں۔ گھوڑے کی باگ تھامے ہوئے اس کو کھینچ رہے ہیں اور اس کے سامنے کے دانتوں پر غبار ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس وقت حالت یہ تھی کہ عمر بن الخطاب کے آزاد کردہ

---

[1] (ب ج د) میں "منجز" زائے معجمہ سے ہے جس کے معنی پورا کرنے کے ہیں اور (الف) میں "منجر" رائے مہملہ سے ہے جس کے معنی جزا دینے کے ہیں۔ مقدم الذکر معنی زیادہ مناسب معلوم ہوتے ہیں۔ (احمد محمودی)

مہجع کو ایک تیر آلگا اور وہ شہید ہو چکے اور یہ مسلمانوں میں کے پہلے مقتول تھے۔ اور پھر بنی عدی بن النجار میں کے ایک شخص حارثہ بن سراقہ نامی کی جانب ایک تیر پھینکا گیا جو حوض سے پانی پی رہے تھے اور ٹھیک انھیں پر پڑا اور وہ بھی شہید ہو گئے۔

آپ کا اپنے صحابہ کو جنگ کی ترغیب دینا

کہا کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی جانب نکلے اور انھیں ترغیب دی اور فرمایا:۔

وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا يُقَاتِلُهُمُ الْيَوْمَ رَجُلٌ فَيُقْتَلُ صَابِراً مُحْتَسِباً مُقْبِلاً غَيْرَ مُدْبِرٍ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے آج جو شخص بھی ان لوگوں سے جنگ کرے گا اور صبر کے ساتھ ثواب سمجھ کر قتل ہو جائے گا آگے بڑھتا ہوا ہوگا پیٹھ پھیرانے والا نہ ہوگا تو اللہ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔

۲٦٨ تو بنی سلمہ والے عمیر بن الحمام نے جن کے ہاتھ میں چند کھجوریں تھیں اور وہ انھیں کھا رہے تھے کہا آہا۔ آہا۔ کیا میرے اور جنت کے درمیان بس اتنا ہی فصل ہے کہ مجھے یہ لوگ قتل کر دیں۔ (راوی نے) کہا کہ پھر انھوں نے کھجوریں اپنے ہاتھ سے پھینک دیں اور اپنی تلوار لے لی اور ان لوگوں سے جنگ کی اور شہید ہو گئے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ ابن عفراء عوف ابن الحارث نے کہا یا رسول اللہ مَا يُضْحِكُ الرَّبَّ مِنْ عَبْدِهِ۔ پروردگار کو اپنے بندے کی کونسی بات خوش کرتی ہے فرمایا۔

غَمْسُهُ يَدَهُ فِي الْعَدُوِّ حَاسِراً۔

تکیے سر اپنا ہاتھ دشمن (کے خون) میں ڈبو دینا۔

تو انھوں نے اپنی وہ زرہ اتار ڈالی جس کو وہ پہنے ہوئے تھے اور اسے پھینک دیا اور اپنی تلوار لی اور ان لوگوں سے جنگ کرنے لگے حتی کہ شہید ہو گئے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے محمد بن مسلم بن شہاب الزہری نے بنی زہرہ کے حلیف عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر العذری کی روایت سنائی کہ انھوں نے ان سے بیان کیا کہ جب لوگ مل گئے اور ایک دوسرے سے نزدیک ہو گئے تو ابوجہل نے کہا یا اللہ ہم میں سے جو شخص رشتوں کا زیادہ توڑنے والا ہے اور ہمارے آگے ایک غیر معروف بات پیش کر رہا ہے اسے آج صبح ہلاک کر دے۔ تو وہ خود (اپنی بربادی کا دروازہ) آپ کھولنے والا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مشرکوں پر کنکریاں پھینکنا اور ان کا شکست کھانا

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی بھر کنکریاں لیں اور قریش کی جانب منہ کیا اور فرمایا

شَاهَتِ الْوُجُوْهُ

چہرے بگڑ جائیں۔

اور ان کنکریوں سے انھیں مارا اس کے بعد اپنے اصحاب کو حکم فرمایا شُدُّوْا حملہ کرو پھر تو شکست ہو گئی اور اللہ نے قریش کے بہت سے سورماؤں کو قتل کر ڈالا اور ان میں کے بہت سے سربرآوردہ لوگوں کو اسیر کر دیا اور جب ان لوگوں نے ان کو اسیر کرنا شروع کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سائبان میں تشریف رکھتے تھے اور سعد بن معاذ انصار کے دوسرے

اور لوگوں کے ساتھ تلوار حمائل کیے ہوئے اس سائبان کے دروازے پر جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے آپ پر دشمن کے حملہ آور ہونے کے خوف سے آپ کی حفاظت کے لیے کھڑے ہوئے تھے کر مجھ سے جو بیان کیا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ کے چہرے میں ان کاموں کے متعلق جو لوگ کر رہے تھے کچھ ناپسندیدگی کے آثار ملاحظہ فرمائے تو ان سے فرمایا:—

لَكَأَنِّي بِكَ يَا سَعْدُ تَكْرَهُ مَا يَصْنَعُ الْقَوْمُ

اے سعد! ضرور میں تمھیں (ایسا دیکھتا ہوں) گویا تم اس
اس بات کو ناپسند کرتے ہو جو یہ لوگ کر رہے ہیں۔

انھوں نے عرض کی جی ہاں! واللہ یا رسول اللہ! مشرکین پر اللہ نے جو آفت ڈھائی اس کی ابتدا تو ایسی تھی کہ خوب قتل کرنا مجھے زیادہ پسند تھا بہ نسبت ان لوگوں پر رحم کرنے کے (یا ان کو زندہ چھوڑنے کے)۔

مشرکین کو قتل کرنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منع فرمانا

ابن اسحٰق نے کہا مجھے العباس بن عبد اللہ بن معبد نے اپنے بعض گھر والوں سے اور انھوں نے عبد اللہ بن عباس کی روایت سنائی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز اپنے صحابہ سے فرمایا:—

إِنِّي قَدْ عَرَفْتُ أَنَّ رِجَالاً مِنْ بَنِي هَاشِمٍ وَغَيْرِهِمْ قَدْ أُخْرِجُوا كُرْهاً لَا حَاجَةَ لَهُمْ بِقِتَالِنَا فَمَنْ لَقِيَ مِنْكُمْ أَحَداً مِنْ بَنِي هَاشِمٍ فَلَا

يَقْتُلْهُ وَمَنْ لَقِيَ أَبَا الْبَخْتَرِيِّ بْنَ هِشَامِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ أَسَدٍ فَلَا يَقْتُلْهُ وَمَنْ لَقِيَ الْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَمَّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا يَقْتُلْهُ فَإِنَّهُ إِنَّمَا أُخْرِجَ مُسْتَكْرَهًا

مجھے معلوم ہوا ہے کہ بنی ہاشم اور ان کے علاوہ بعض اور لوگوں کو زبردستی (جنگ کے لیے) باہر نکالا گیا اور انھیں ہمارے ساتھ جنگ کرنے سے کوئی سروکار نہیں اس لیے تم میں سے کوئی شخص بنی ہاشم میں کے کسی شخص سے ملے تو اس کو قتل نہ کرے اور جو ابوالبختری بن ہشام بن الحارث بن اسد سے ملے تو اس کو قتل نہ کرے اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا العباس بن عبدالمطلب سے ملے تو انھیں قتل نہ کرے کیونکہ وہ زبردستی نکالے گئے ہیں۔

راوی نے کہا ابو حذیفہ نے کہا کہ ہم اپنے باپ دادا۔ بیٹے پوتوں۔ بھائیوں اور اپنے خاندان کے لوگوں کو تو قتل کریں اور العباس کو چھوڑ دیں واللہ اگر میں اس سے ملوں تو میں اسے ضرور تلوار کا نوالہ بنادوں گا (لالجمنه)۔

ابن ہشام نے کہا ("لالجمنه" کے بجائے) بعضوں نے "لالجمنه" کہا ہے۔ یعنی تلوار کو اس کی لگام بنادوں گا۔

(راوی نے) کہا کہ یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے عمر سے فرمایا:۔

يَا أَبَا حَفْصٍ

اے ابو حفص۔

عمر نے کہا کہ واللہ یہ پہلا روز تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ابو حفص کی کنیت سے خطاب فرمایا۔ (اور فرمایا)۔

أَيُضْرَبُ وَجْهُ عَمِّ رَسُولِ اللّٰهِ بِالسَّيْفِ

کیا رسول اللہ کے چچا کے چہرے پر تلوار ماری جائے گی۔
تو عمر نے عرض کی کہ مجھے اجازت دیجئے کہ اس کی گردن تلوار سے اڑادوں کیونکہ واللہ وہ منافق ہو گیا ہے۔ تو ابو حذیفہ کہا کرتے تھے کہ اس کلمے سے جو میں نے اس روز کہدیا تھا بے خوف نہیں ہوں اور ہمیشہ مجھے اس کا دھڑکا لگا رہے گا بجز اس کے کہ اس کا کفارہ میری شہادت کرے حتیٰ کہ جنگ یمامہ میں انھیں شہادت نصیب ہوئی۔
ابن اسحٰق[1] نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو البختری کے قتل سے صرف اس وجہ سے منع فرمایا تھا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ میں رہنے کے زمانے میں لوگوں کو آپ سے روکا کرتا اور کبھی آپ کو وہ تکلیف نہیں پہنچاتا تھا اور اس سے کبھی (کوئی) ایسی بات نہیں ہوی جو آپ کو بری معلوم ہو۔ اور یہ شخص ان لوگوں میں سے تھا جنھوں نے اس نوشتے کی خلاف ورزی کی تھی جس کو قریش نے بنی ہاشم اور بنی مطلب کے خلاف لکھا تھا۔ تو اس شخص کا مقابلہ المجذر بن زیاد البلوی سے ہوا جو انصار کا حلیف اور بنی سالم بن عوف کی شاخ میں سے تھا۔ تو المجذر نے ابو البختری سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تیرے قتل کرنے سے منع فرمایا ہے اور ابو البختری کے ساتھ اس کی سواری پر اس کا ایک ہمرکاب بھی تھا جو مکہ سے اس کے ساتھ آیا تھا اور اس کا نام جنادہ بن ملیحہ بنت زہیر بن الحارث بن اسد تھا اور جنادہ بنی لیث میں کا آدمی تھا۔ اور ابو البختری کا نام العاصی تھا۔ اس نے کہا اور میرا ہمرکاب (یعنی کیا اس کو بھی قتل نہ کروگے) تو المجذر نے اس سے کہا نہیں واللہ ہم تیرے ہمرکاب کو نہ چھوڑیں گے۔ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے اکیلے کے لیے حکم فرمایا ہے۔ اس نے کہا واللہ ایسا نہیں ہوسکتا تب تو میں اور وہ دونوں مل کر مریں گے۔ مکہ کی عورتیں کہیں میرے متعلق یہ نہ کہیں کہ میں نے اپنے ہمرکاب کو اپنی زندگی کی حرص کی وجہ سے چھوڑدیا۔ تو جب المجذر نے

[1] ۔(ب ج د) میں اس مقام پر قال ابن ہشام ہے۔ (احمد محمودی)

اسے مقابل میں آنے کے لیے کہا اور بجز جنگ کرنے کے اسے اور کوئی موقع نہ دیا تو ابو البختری نے یہ رجز کہا۔

لَن يُسلِمَ ابنُ حُرَّةٍ زَمِيلَهُ ... حَتّٰى يَمُوتَ أَوْ يَرَى سَبِيلَهُ

ایک شریف عورت کی اولاد اپنے ہمرکاب کو ہرگز حوالے نہ کرے گا حتی کہ وہ خود مر جائے یا اپنے ہمرکاب کے لیے کوئی راہ نکالے۔

غرض دونوں میں مقابلہ ہوا اور المجذر بن زیاد نے اس کو قتل کر دیا۔ اور اور بعضوں نے المجذر بن ذئاب کہا ہے اور المجذر نے ابو البختری کے قتل کے متعلق کہا ہے۔

إِمَّا جَهِلْتَ أَوْ نَسِيتَ نَسَبِي ... فَأَثْبِتِ النِّسْبَةَ أَنِّي مِنْ بَلِي

اگر تو میرے نسب سے ناواقف ہے یا بھول گیا ہے تو اس نسبت کو (اپنے دماغ میں) خوب جمالے کہ میں بنی بلی میں سے ہوں

الطَّاعِنِينَ بِرِمَاحِ الْيَزَنِي ... وَالضَّارِبِينَ الْكَبْشَ حَتّٰى يَنْحَنِي

جو یزنی نیزوں سے جنگ کیا کرتے ہیں۔ اور سردار قوم پر اس وقت تک وار کرتے رہتے ہیں کہ وہ جھک جائے۔

بَشِّرْ بِيُتْمٍ مِنْ أَبِيهِ الْبَخْتَرِي ... أَوْ بَشِّرَنْ بِمِثْلِهَا مِنِّي بَنِي

البختری کو اپنے باپ سے چھوٹ جانے کی خوش خبری سنادو۔ یا تم دونوں میرے بچوں کو اسی طرح کی خوشخبری سنادو۔

أَنَا الَّذِي يُقَالُ أَصْلِي مِنْ بَلِي ... أَطْعَنُ بِالصَّعْدَةِ حَتّٰى تَنْثَنِي

میں ہی وہ ہوں جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ میری اصل بنی بلی سے ہے۔ یہاں تک نیزے کے وار کرتا رہتا ہوں کہ وہ (نیزہ) ٹیڑھا

وَأَعْبِطُ الْقِرْنَ بِعَضْبٍ مَشْرَفِيٍ   أَرْزِمُ لِلْمَوْتِ كَإِرْزَامِ الْمَرِي

فَلَا تَرَى مُجَذَّرًا يَفْرِي فَرِي

اور اپنے مقابل والے کو مشرقی تلوار سے قتل کرتا ہوں
اور موت کے لیے میں اس اونٹنی کی طرح کراہتا ہوں جس کا دودھ
اس کے تھن میں اڑ گیا ہو نہیں تو مجذر کو (ان ہوئی) عجیب باتیں کرتا
ہوا نہ دیکھے گا۔ (یعنی میں جو کہتا ہوں وہ کر کے دکھاتا ہوں)۔

ابن ہشام نے کہا المری (یعنی المری جس مصرع کے آخر میں ہے وہ) ابن اسحٰق کے سوا دوسروں کی روایت ہے۔ اور مری کے معنی اس اونٹنی کے ہیں جس کا دودھ بمشکل اتارا جاتا ہو۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد المجذر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ میں نے اس کے متعلق بہت کوشش کی کہ وہ قید ہو جائے تو اس کو آپ کی خدمت میں حاضر کروں لیکن اس نے جنگ کے سوا اور کوئی بات نہ مانی تو میں نے اس سے جنگ کی اور اس کو مار ڈالا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابو البختری کا نام العاصی بن ہاشم بن الحارث بن اسد تھا۔

امیہ بن خلف کا قتل

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن الزبیر نے اپنے والد کی روایت سنائی۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ یہی حدیث عبداللہ بن ابی بکر نے بھی

بیان کی اور ان دونوں کے علاوہ اور لوگوں نے بھی عبدالرحمن بن عوف کی روایت وہی سنائی کہ انھوں نے کہا کہ امیہ بن خلف مکہ میں میرا دوست تھا اور میرا نام عبد عمرو تھا جب میں نے اسلام اختیار کیا تو اپنا نام عبدالرحمن رکھ لیا اور ہم لوگ مکہ ہی میں تھے۔ اور جب ہم مکہ میں تھے تو وہ مجھ سے ملا کرتا (اور) کہا کرتا تھا اے عبد عمرو کیا تمھیں اپنے نام سے نفرت ہے کہ جس نام سے تمھیں تمھارے والد نے نامزد کیا تھا۔ انھوں نے کہا۔ میں کہتا تھا ہاں۔ تو وہ کہتا تھا میں رحمن کو نہیں جانتا اس لیے میرے (اور) اپنے درمیان کوئی ایسی چیز مقرر کر لو جس کے ذریعے میں تمھیں پکارا کروں۔ تمھاری یہ حالت ہے کہ تم اپنے پہلے نام سے مجھے جواب نہیں دیتے اور میرا یہ حال ہے کہ میں تمھیں ایسے نام سے نہ پکاروں گا جس کو میں نہیں جانتا۔ انھوں نے کہا۔ اس لیے کہ جب وہ مجھے عبد عمرو کے نام سے پکارتا تو میں اسے جواب نہ دیتا تھا۔ انھوں نے کہا۔ تو میں نے اس سے کہا اے ابو علی تو جو چاہے مقرر کرے اس نے کہا تو عبدالالہ ہے۔ انھوں نے کہا۔ میں نے کہا ہاں۔ اس کے بعد جب میں اس کے پاس سے گزرتا تو وہ اے "عبدالالہ" کہتا اور میں اسے جواب دیا کرتا اور اس کے ساتھ باتیں کیا کرتا یہاں تک کہ جب بدر کا روز ہوا تو میں اس کے پاس سے گزرا اور وہ اپنے بیٹے علی بن امیہ کے ساتھ اس کا ہاتھ پکڑے ہوئے کھڑا تھا۔ انھوں نے کہا۔ میرے ساتھ چند زرہیں تھیں جن کو میں نے لوٹ میں حاصل کیا تھا اور میں انھیں اٹھائے لیے جا رہا تھا۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو مجھے "یا عبد عمرو" پکارا تو میں نے اس کا جواب نہیں دیا پھر اس نے یا عبدالالہ پکارا۔ انھوں نے کہا۔ میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا تمھیں کچھ میرا بھی دھیان ہے کہ میں تمھارے لیے ان زرہوں سے جو تمھارے ساتھ ہیں بہتر ہوں۔ انھوں نے کہا کہ۔ میں نے کہا واللہ تب تو بہتر ہے۔ انھوں نے کہا تو میں نے زرہیں اپنے ہاتھ سے ڈال دیں اور اس کا اور اس کے بیٹے کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہ کہہ رہا تھا آج کے دن کا سا دن میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ کیا تمھیں دودھ کی ضرورت نہیں ہے۔ انھوں نے کہا۔ کہ پھر میں ان دونوں کو لے کر نکلا۔

ابن ہشام نے کہا کہ دودھ سے اس کی مراد یہ تھی کہ جو شخص اسے قید کرے گا تو اس کو وہ بہت دودھ والی اونٹنیاں فدیے میں دے کر چھوٹے گا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے عبدالواحد بن ابی عون نے سعید بن ابراہیم سے اور انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت سنائی انھوں نے کہا کہ مجھ سے امیہ بن خلف نے ایسی حالت میں کہا کہ میں اس کے اور اس کے بیٹے کے درمیان ان دونوں کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھا۔ اے عبداللہ! وہ شخص تم میں کون ہے جس کے سینے پر شتر مرغ کے پروں کا نشان لگا ہوا ہے۔ انھوں نے کہا کہ۔ میں نے کہا وہ حمزہ بن عبدالمطلب ہیں۔ اس نے کہا یہی تو وہ شخص ہے جس نے ہمارے ساتھ یہ کارروائیاں کی ہیں۔ عبدالرحمٰن نے کہا۔ واللہ اس کے بعد میں ان دونوں کو کھینچے لیے جا رہا تھا کہ یکایک بلال نے اسے میرے ساتھ دیکھا اور یہ وہی شخص تھا جو مکہ میں بلال کو اسلام کے ترک کرنے کے لئے تکلیفیں دیا کرتا تھا اور انھیں مکہ کی گرم ریت کی طرف لیجایا کرتا تھا اور جب وہ خوب گرم ہو جاتی تو انھیں پیٹھ کے بل لٹا دیتا اور اس کے بعد بڑے پتھر کے لانے کا حکم دیتا اور وہ ان کے سینے پر رکھا جاتا تھا اور پھر یہ شخص کہتا تھا کہ تم اسی حالت میں رہو گے یا محمد کے دین کو چھوڑ دو گے تو بلال احد احد کہتے۔ انھوں نے کہا کہ جب اس کو انھوں نے دیکھا تو کہا (یہ تو) کفر کا سر (گروہ) امیہ بن خلف ہے اگر تو بچ گیا تو میں نہ بچوں گا۔ انھوں نے کہا کہ۔ میں نے کہا اے بلال کیا میرے دو قیدیوں کے متعلق (تم ایسا کہتے ہو)۔ انھوں نے کہا اگر یہ بچ گیا تو میں نہ بچوں گا۔ انھوں نے کہا کہ میں نے کہا اے ابن السوداء کیا تو سن رہا ہے انھوں نے کہا اگر یہ بچ گیا تو میں نہ بچوں گا۔ انھوں نے کہا کہ۔ پھر وہ اپنی بلند آواز سے چلائے کہ اے انصار اللہ! یہ کفر کا سر (گروہ) امیہ بن خلف ہے اگر یہ بچ گیا تو میں نہ بچوں گا۔ انھوں نے کہا۔ آخر لوگوں نے ہمیں ایسا گھیر لیا کہ انھوں نے ہمیں کنگن کی طرح (حلقے میں) لے لیا۔ اور میں اس کو بچا رہا تھا انھوں نے کہا۔ تو ایک شخص نے تلوار کھینچ لی اور اس کے لڑکے کے پاؤں پر ماری تو وہ گر پڑا اور امیہ نے ایک چیخ ماری کہ میں نے ویسی چیخ (کبھی) نہیں سنی تھی۔ انھوں نے کہا کہ۔ میں نے کہا (اب) اپنے آپ کو بچا کہ

تیرے لیے نجات نہیں ہے۔ کیونکہ واللہ میں (اب) تیرے کچھ کام نہیں آسکتا۔ انھوں نے کہا۔ آخران لوگوں نے ان اپنی تلواروں سے ان دونوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔ اوران دونوں سے فارغ ہوگئے۔ (راوی نے) کہا۔ اللہ بلال پر رحم کرے تو عبدالرحمن کہا کرتے تھے کہ میری زرہیں بھی گئیں اور میرے دونوں قیدیوں کے متعلق بھی انھوں نے مجھے تکلیف دی۔

جنگ بدر میں فرشتوں کی حاضری

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا کہ ان سے ابن عباس کی روایت بیان کی گئی انھوں نے کہا کہ بنی غفار کے ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا اس نے کہا کہ میں اور میرا ایک چچازاد بھائی ہم دونوں آئے اور ایک ایسے پہاڑ پر چڑھ گئے جہاں سے ہمیں بدر کا منظر دکھائی دے رہا تھا اور ہم مشرک تھے اور اس جنگ کا انتظار کر رہے تھے کہ دیکھیں آفت کس پر آتی ہے کہ ہم بھی لوٹنے والوں کے ساتھ لوٹ میں شریک ہوجائیں۔ اس نے کہا۔ غرض ہم پہاڑی پر تھے کہ ایک ابر کا ٹکڑا ہم سے قریب ہوا اور ہم نے اس میں گھوڑوں کی آواز سنی اور ایک کہنے والے کو کہتے سنا جو کہہ رہا تھا حزوم آگے بڑھ۔ تو میرے چچازاد بھائی کے دل کا پردہ پھٹ گیا اور وہ اپنے مقام ہی پر مرگیا اور میں بھی ہلاک ہونے کے قریب ہوگیا تھا پھر (اپنے دل کو) تھاما۔

ابن اسحق نے کہا مجھے عبداللہ بن ابی بکر نے بعض بنی ساعدہ سے اور انھوں نے ابواسید مالک بن ربیعہ سے جو جنگ بدر میں حاضر تھے روایت بیان کی۔ انھوں نے اپنی بینائی جاتی رہنے کے بعد بیان کیا کہ اگر میں آج بدر میں ہوتا

۲۷۴

لہ۔ (ب ج د) میں "ولا نجاء بک" ہے اور یہی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اور (الف) میں "ولا نجاء بہ" ہے۔ (احمد محمودی)

اور میری بینائی بھی ہوتی تو میں تمہیں وہ گھاٹی بتاتا جس میں سے فرشتے نکلے تھے جس میں مجھے نہ کسی طرح کا شک ہے اور نہ شبہہ۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ابواسحٰق نے بیان کیا اور انھوں نے بنی مازن ابن النجار کے چند لوگوں سے اور انھوں نے ابو داؤد المازنی سے سنا جو بدر میں حاضر تھے۔ انھوں نے کہا کہ اس روز میں نے مشرکین میں سے ایک شخص کا پیچھا کیا کہ اسکو ماروں۔ یکایک میں نے دیکھا کہ اس کا سر گر گیا قبل اس کے کہ میری تلوار اس تک پہنچے۔ آخر میں نے جان لیا کہ اس کو میرے سوا کسی اور نے قتل کیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا جس کو میں جھوٹا نہیں سمجھتا اور اس نے عبداللہ بن الحارث کے آزاد کردہ مقسم سے اور انھوں نے عبداللہ بن عباس سے روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ بدر کے روز فرشتوں کا نشان سفید عمامے تھا جن (کے شملوں) کو انھوں نے اپنی پیٹھوں پر چھوڑ رکھا تھا۔ اور حنین کے روز سرخ عمامے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا کہ علی بن ابی طالب نے کہا کہ عمامے عرب کے تاج ہیں اور بدر کے روز فرشتوں کا نشان سفید عمامے تھا جن (کے شملوں) کو انھوں نے اپنی پیٹھوں پر چھوڑ رکھا تھا بجز جبرئیل کے کہ ان (کے سر) پر زرد عمامہ تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا جس کو میں جھوٹا نہیں خیال کرتا اور اس نے مقسم سے اور انھوں نے ابن عباس سے روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ فرشتوں نے جنگ بدر کے سوا کسی اور جنگ میں کسی روز بھی جنگ نہیں کی۔ اس جنگ کے سوا دوسری جنگوں میں بطور شمار (بڑھانے والوں) کے اور بطور مدد کرنے والوں کے رہا کیے وہ کسی کو مارا نہیں کرتے تھے۔

ابوجہل بن ہشام کا قتل

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس روز ابوجہل رجز پڑھتا اور جنگ کرتا یہ

کہتا ہوا آیا:۔

مَا تَنقِمُ الْحَرْبُ الْعَوَانُ مِنِّیْ بَازِلُ عَامَیْنِ حَدِیْثٌ سِنِّیْ
لِمِثْلِ هٰذَا وَلَدَتْنِیْ أُمِّیْ

جن جنگوں میں بار بار معرکے ہوتے رہتے ہیں ایسی جنگیں بھی مجھ سے انتقام نہیں لے سکتیں میں اونٹ کا دو سالہ پاٹھا ہوں اور کم سن نوجوان ہوں۔ میری ماں نے مجھے ایسے ہی کاموں کے لیے جنا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بدر کے روز اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شعار "اَحَدٌ اَحَدٌ" تھا

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دشمن سے فارغ ہوئے تو ابو جہل بن ہشام کے متعلق حکم فرمایا کہ اسے مقتولوں میں تلاش کیا جائے۔ اور ابو جہل سے پہلے جس شخص نے مقابلہ کیا (وہ معاذ تھے) جیسا کہ مجھ سے ثور بن زید نے بیان کیا ہے اور انھوں نے عکرمہ سے اور انھوں نے ابن عباس سے روایت کی اور عبد اللہ بن ابی بکر نے بھی مجھ سے یہی بیان کیا ان دونوں نے کہا کہ بنی سلمہ والے معاذ بن عمرو بن الجموح نے کہا کہ ابو جہل (فی مِثْلِ الْحَرَجَةِ) درختوں کے جھنڈ میں لپٹے ہوئے درخت کی طرح (لوگوں کے بیچ میں) تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ "الحرجة" کے معنی اس درخت کے ہیں جو درختوں میں لپٹا ہوا ہو۔ اور حدیث میں عمر بن الخطاب سے مروی ہے کہ آپ نے ایک گاؤں والے سے "الحرجه" کے معنی پوچھے تو اس نے کہا کہ یہ (لفظ) ایسے درخت کے لیے بولا جاتا ہے جو بہت سے درختوں کے درمیان ہو اور اس تک رسائی نہ ہو سکے۔

میں نے لوگوں کو یہ کہتے سنا کہ ابو جہل تک کوئی پہنچ نہیں سکتا تھا۔ انھوں نے کہا کہ جب میں نے یہ بات سنی تو اسی کو اپنا مقصود بنا لیا اور اسی کی جانب (پہنچنے) کا ارادہ کر لیا۔ اور جب میں نے اس پر قابو پا لیا تو

میں نے حملہ کر دیا اور ایک وار ایسا کیا کہ اس کی ٹانگ آدھی پنڈلی کے پاس سے اڑا دی۔ اور واللہ جب وہ اڑی تو مجھے اس کی تشبیہ ایسی معلوم ہوئی جیسے کوئی کھجور کی گٹھلی گٹھلیوں کے کچلنے والے پتھر کے نیچے سے اس وقت اڑتی ہے جب اس پر پتھر کی مار پڑتی ہے۔ انھوں نے کہا۔ اس کے بیٹے عکرمہ نے میرے کندھے پر ایک وار کیا تو میرا ہاتھ (کٹ کے) گر پڑا اور میرے بازو کی کھال سے لٹکنے لگا اور اس کے سبب سے جنگ میرے لیے بڑی دشوار ہوگئی اور میں اس دن سارا دن ایسی حالت سے جنگ کرتا رہا کہ میں اسے اپنے پیچھے کھینچتا پھرتا تھا اور جب وہ میرے لیے تکلیف دہ ہوگیا تو میں نے اس پر اپنا پانوں رکھا اور اس کو اس کے ذریعے ایسا کھینچا کہ اسے نکال کر پھینکدیا۔

٢٧٦

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد وہ عثمان کے زمانے تک زندہ رہے۔ پھر ابو جہل کے پاس سے معوذ بن عفراء گذرے اس حال میں کہ وہ لنگڑا پڑا ہوا تھا تو انھوں نے بھی اس پر یہاں تک وار کیئے کہ اس کو زمین سے لگا دیا اور وہیں اس کو چھوڑ دیا حالانکہ ابھی اس میں کچھ جان باقی تھی۔ اور معوذ جنگ کرتے ہوئے شہید ہوگئے۔ اس کے بعد عبداللہ بن مسعود ابو جہل کے پاس سے اس وقت گذرے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مقتولوں میں تلاش کرنے کا حکم فرمایا اور مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا تھا کہ:۔

اُنْظُرُوا اِنْ خَفِیَ عَلَیْکُمْ فِی الْقَتْلٰی اِلٰی اَثَرِ جُرْحٍ فِیْ رُکْبَتِہٖ فَاِنِّیْ اُزْدَحَمْتُ اَنَا وَھُوَ یَوْمًا عَلٰی مَأْدُبَۃٍ لِعَبْدِ اللّٰہِ جُدْعَانَ وَنَحْنُ غُلَامَانِ وَکُنْتُ اَشَفَّ مِنْہُ بِیَسِیْرٍ فَدَفَعْتُہٗ فَوَقَعَ عَلٰی رُکْبَتَیْہِ فَجُحِشَ فِیْ اِحْدَاھُمَا جَحْشًا لَمْ یَزَلْ اَثَرُہٗ بِہٖ۔

اگر وہ مقتولوں میں تم سے پہچانا نہ جائے تو اس کے گھٹنے
پر ایک زخم کا نشان دیکھو کیونکہ ایک روز عبداللہ بن جدعان کے
پاس کی دعوت میں مجھ میں اور اس میں کشمکش ہوئی اس حالت میں کہ
ہم دونوں کم سن تھے اور میں اس کی بہ نسبت کچھ کمزور اور دبلا پتلا ہی
تھا۔ میں نے اسے ڈھکیل دیا تو وہ اپنے گھٹنوں کے بل گر پڑا اور اس
کے ایک گھٹنے پر کچھ خراش آگئی تھی جس کا نشان اس پر سے ابھی تک
دور نہیں ہوا ہے۔

عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ میں نے اسے جان کنی کی آخری حالت میں پایا اور اس کو پہچانا اور میں نے اپنا پاؤں اس کی گردن پر رکھا۔ انھوں نے کہا کہ کَانَ ضَبَثَ بِی۔ اس نے مجھے بھی مکہ میں ایک بار بڑی سختی سے گرفتار کیا تھا اور مجھے اذیت پہنچائی تھی اور مکے مارے تھے۔ پھر میں نے اس سے کہا اے دشمن خدا کیا تجھے اللہ نے رسوا نہیں کیا۔ اس نے کہا مجھے کس بات نے ذلیل کیا۔ کیا تم نے کسی مجھ سے بڑے درجے والے کو بھی قتل کیا ہے۔ اچھا یہ تو بتاؤ کہ آج گردش (زمانہ) کس کے موافق ہے۔ انھوں نے کہا کہ میں نے کہا اللہ اور اس کے رسول کے موافق ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ضبث کے معنی گرفت کرنے اور گرفت میں رکھنے کے ہیں ابن ہشام نے کہا کہ ضبث الضابث الماء بالید (کہتے ہیں) یعنی پانی کو ہاتھ کی گرفت میں رکھا۔ ضابئ بن الحارث البرجمی نے کہا ہے۔

فَأَصْبَحْتُ مِمَّا كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۔۔۔ مِنَ الْوُدِّ[1] مِثْلَ الضَّابِثِ الْمَاءَ بِالْيَدِ

دوستی کے جو تعلقات میرے اور تمھارے درمیان تھے میں
ان سے ایسا (تہی دست) ہوگیا جیسے ہاتھ کی گرفت میں پانی کو
رکھنے والا۔

[1] (الف) میں "من المود" تحریف کاتب ہے۔ (احمد محمودی)

۲۷۰ ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے کہا ہے (یعنی اس کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں) کیا جس کو تم لوگوں نے مارا ہو اس کے لیے باعث ذلت ہے۔ اچھا یہ تو بتاؤ کہ آج ادبار کس کا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی مخزوم کے بعض لوگوں کا دعوی ہے کہ ابن مسعود کہا کرتے تھے کہ اس نے مجھ سے کہا اے بکریوں کے ذلیل چرواہے تو تو نہ چڑھی جا سکنے والی جگہ چڑھ گیا۔ انھوں نے کہا پھر میں نے اس کا سر کاٹ لیا اور اسے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی یا رسول اللہ یہ دشمن خدا ابوجہل کا سر ہے۔ انھوں نے کہا[۱] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

آاللہ الذی لا إلٰہ غیرہ[۲]

اے (لوگو!) اللہ ہی وہ ذات ہے جس کے سوا کوئی (با اختیار) معبود نہیں۔

پھر میں نے اس کا سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ڈال دیا تو آپ نے اللہ کا شکر ادا فرمایا:۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے ابو عبیدہ اور ان کے علاوہ غزوات کے جاننے والے دوسرے علما نے بھی بیان کیا کہ عمر بن الخطاب نے سعید بن العاصی سے جب وہ آپ کے پاس سے گذر رہے تھے تو کہا کہ میں دیکھتا ہوں

---

[۱] لیکن اس روایت کے ساتھ عبداللہ بن مسعود کے الفاظ" میں نے کہا اللہ و رسول کے لیے ہے" مطابق نہیں ہو سکتے (احمد محمودی)

[۲] اس مقام پر (ج د) میں صرف " اللہ الذی" ہے۔ اور ب میں آاللہ الذی ہے اور (الف) میں ایک الف زائد و کے ساتھ ہے۔ جیسا کہ اوپر لکھا گیا۔ پہلی صورت بغیر ندا کے اور دوسری نداء قریب کی اور تیسری صورت نداء بعید کی ہوگی۔ اسی لیے میں نے اس کا ترجمہ اے لوگو کیا ہے تا کہ نداء بعید معنی میں ظاہر ہو سکے۔ (احمد محمودی)

اگر تمھارے دل میں (میری جانب سے) کچھ بات ہے میں سمجھتا ہوں کہ تم یہ خیال کرتے ہو کہ تمھارے باپ کو میں نے قتل کیا ہے۔ اور حقیقت میں میں اسے قتل کرتا تو اس کے قتل کا تم سے عذر بھی نہ کرتا۔ ہاں میں نے اپنے ماموں العاصی بن ہشام بن المغیرہ کو قتل کیا ہے۔ اور تمھارے باپ کے پاس سے میں اس حالت میں گزرا ہوں کہ وہ اس بیل کی طرح جو سینگوں سے زمین کھودتا ہے زمین کھود رہا تھا تو میں اس سے کترا (کے نکل) گیا اور اس کے چچازاد بھائی علی نے اس (کی ہلاکت) کا قصد کیا اور اس کو انھوں نے قتل کیا۔

عکاشہ کی تلوار

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی عبد شمس بن عبد مناف کے حلیف عکاشہ بن محصن ابن حرثان الاسدی نے اپنی تلوار سے یہاں تک جنگ کی کہ وہ ان کے ہاتھ میں ٹوٹ گئی تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے جلانے کی لکڑیوں میں سے ایک لکڑی انھیں عنایت فرمادی اور فرمایا:—

قَاتِلْ بِہٰذَا یَا عُکَّاشَۃُ

اے عکاشہ تم اسی سے جنگ کرو۔

اور جب انھوں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیا اور اسے ہلایا تو وہ ان کے ہاتھ میں لمبی اور سخت پیٹھ کی اور چمکتے (ہوئے) لوہے کی تلوار بن گئی اور اس سے انھوں نے یہاں تک جنگ کی کہ اللہ نے مسلمانوں کو فتح عنایت فرمائی۔ اور اس تلوار کا نام العون تھا اور وہ ہر وقت ان کے پاس رہتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسی کو لیے ہوئے وہ جنگوں میں شریک رہا کرتے تھے حتیٰ کہ مرتدوں سے جو جنگ ہوئی اس میں وہ شہید ہوئے اور وہ تلوار اس وقت بھی ان کے ساتھ تھی ان کو طلیحہ بن خویلد الاسدی نے

قتل کیا۔ اور اسی کے متعلق طلیحہ نے کہا ہے:۔

فَمَا ظَنُّكُمْ بِالْقَوْمِ إِذْ تَقْتُلُونَهُمْ ... أَلَيْسُوا وَإِنْ لَمْ يُسْلِمُوا بِرِجَالِ

فَإِنْ تَكُ أَذْوَادٌ أُصِبْنَ وَنِسْوَةٌ ... فَلَنْ يَذْهَبُوا فَرْغًا بِقَتْلِ حِبَالِ

نَصَبْتُ لَهُمْ صَدْرَ الْحِمَالَةِ إِنَّهَا ... مُعَاوِدَةٌ قِيلَ الْكُمَاةِ نَزَالِ

فَيَوْمًا تَرَاهَا فِي الْجِلَالِ مَصُونَةً ... وَيَوْمًا تَرَاهَا غَيْرَ ذَاتِ جِلَالِ

عَشِيَّةَ غَادَرْتُ ابْنَ أَقْرَمَ ثَاوِيًا ... وَعُكَّاشَةَ الْغَنْمِيَّ عِنْدَ مَجَالِ

تمھارا ان لوگوں کے متعلق کیا خیال ہے جب کہ تم انھیں قتل کر رہے ہو اگرچہ ان لوگوں نے اسلام اختیار نہیں کیا ہے۔ (لیکن) کیا وہ آدمی نہیں ہیں (یا بہادر نہیں ہیں) اگر عورتیں ہوتیں یا دس اونٹ کی تعداد سے کم کا قافلہ ہوتا تو وہ مصیبت میں مبتلا ہو جاتا (لیکن میرے بیٹے) حبال کو قتل کر کے تم لوگ بغیر قصاص کے یوں ہی ہرگز نہ جا سکو گے میں نے اپنی حمالہ نامی گھوڑی کے سینے کو ان لوگوں کی مقاومت کے لیے تکلیفیں دیں۔ بے شبہہ یہ گھوڑی ہتھیار بند سرداروں کو بار بار مقابلے کے لیے طلب کرنے والی ہے کسی روز اسے جھول میں تو محفوظ دیکھے گا اور کبھی اسے بے جھول کے دیکھے گا۔ اس شام کو یاد کرو جبکہ میں نے ابن اقرم اور عکاشہ الغنمی کو میدان جنگ میں پیوند خاک کر دیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ حبال۔ طلیحہ الخویلد کا بیٹا تھا۔ اور ابن اقرم سے مراد ثابت بن اقرم الانصاری ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ یہ عکاشہ بن محصن وہی ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم سے اس وقت عرض کی تھی جبکہ آپ نے فرمایا تھا:۔

يَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَبْعُونَ أَلْفًا مِنْ أُمَّتِي عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ

میری امت میں سے ستر ہزار چودھویں رات کے چاند کی (سی) صورت والے جنت میں داخل ہوں گے۔

انھوں نے کہا یا رسول اللہ! اللہ سے دعا کیجئے کہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ تو فرمایا:۔

إِنَّكَ مِنْهُمْ أَوِ اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ

تم انھیں میں سے ہو۔ یا یہ فرمایا کہ یا اللہ ان کو انھیں میں سے کر دے۔

تو انصار میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ تو فرمایا:۔

سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ وَبَرَدَتِ الدَّعْوَةُ

۲۷۹

اس کے متعلق عکاشہ نے تم پر سبقت کی اور دعا ٹھنڈی ہو گئی۔

مجھے جو خبر عکاشہ کے گھر والوں سے ملی ہے اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مِنَّا خَيْرُ فَارِسٍ فِي الْعَرَبِ

عرب کا بہترین شہسوار ہم میں کا ہے

لوگوں نے کہا وہ کون ہے یا رسول اللہ۔ فرمایا:۔

عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ

وہ عکاشہ بن محصن ہے۔

کہا کہ ضرار بن الازور الاسدی بھی تو ہے یا رسول اللہ وہ بھی تو ہم ہی میں کا ہے۔ فرمایا:۔

لَیْسَ مِنْکُمْ وَلٰکِنَّهٗ مِنَّا لِلْحِلْفِ

وہ تم میں کا نہیں ہے لیکن وہ حلیف ہونے کی وجہ سے ہم میں (شمار ہوتا) ہے۔

اور ابو بکر صدیق نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو للکارا اور وہ اس روز مشرکین کے ساتھ تھے اور کہا اے خبیث! میرا مال کہاں ہے تو عبدالرحمٰن نے کہا:۔

لَمْ یَبْقَ غَیْرُ شِکَّةٍ وَیَعْبُوْبٍ ... وَصَارِمٍ یَقْتُلُ ضُلَّالَ الشِّیَبِ

بجز ہتھیار اور تراڑے بھرنے والے تیز گھوڑے اور اس تلوار کے جو بوڑھے گمراہوں کو قتل کرتی ہے اور کچھ باقی نہیں رہا ہے۔

اور یہ وہ بات ہے جو عبدالعزیز بن محمد الدراوردی کی روایت سے مجھ سے بیان کی گئی ہے۔

مشرکین کا گڑھے میں ڈالا جانا

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یزید بن رومان نے عروہ بن الزبیر سے اور انھوں نے (بی بی) عائشہ کی روایت سے یہ بات بیان کی کہ اُم المؤمنین نے) کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتولوں کو گڑھے میں ڈالدینے کا حکم فرمایا تو ان کو اس میں ڈالدیا گیا بجز امیہ بن خلف کے کہ وہ اپنی زرہ میں پھول (کے رہ) گیا تھا۔ اس کو نکالنے گئے تو اس کے جوڑ جوڑ الگ ہو گئے

آخر اسے اسی حالت پر چھوڑ دیا اور اس پر مٹی پتھر اس قدر ڈالدئے کہ اس کو چھپا دیا۔ اور جب انھیں گڑھے میں ڈالدیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں کھڑے ہوئے اور فرمایا:۔

يَاأَهْلَ الْقَلِيبِ هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَكُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا

اے گڑھے والو تمھارے پروردگار نے جو کچھ تم سے وعدہ کیا تھا کیا تم نے (اسے) سچا پایا۔

فَإِنِّي قَدْ وَجَدْتُ مَا وَعَدَنِي رَبِّي حَقًّا

مجھ سے تو میرے پروردگار نے جو کچھ وعدہ فرمایا تھا بے شبہہ میں نے اسے سچا پایا۔

(ام المومنین نے) کہا کہ آپ کے اصحاب نے آپ سے عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ مرے ہوؤں سے گفتگو فرماتے ہیں تو آپ نے ان سے فرمایا:۔

لَقَدْ عَلِمُوا أَنَّ مَا وَعَدَهُمْ رَبُّهُمْ حَقٌّ

ان لوگوں نے (اب) جان لیا ہے کہ ان کے پروردگار نے جو کچھ ان سے وعدہ فرمایا وہ سچا ہے۔

عائشہ نے کہا کہ لوگ تو کہتے ہیں (کہ آپ نے یہ الفاظ فرمائے)۔

لَقَدْ سَمِعُوا مَا قُلْتُ لَهُمْ

جو کچھ میں نے ان سے کہا ان لوگوں نے سن لیا۔

حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف۔

لَقَدْ عَلِمُوا

بے شک ان لوگوں نے جان لیا۔ فرمایا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے حمید الطویل نے انس بن مالک کی روایت سنائی کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کے درمیانی حصے میں یہ فرماتے سنا:۔

يَا أَهْلَ الْقَلِيبِ يَا عُتْبَةُ بْنَ رَبِيعَةَ وَيَا شَيْبَةُ ابْنَ رَبِيعَةَ وَيَا أُمَيَّةُ بْنَ خَلَفٍ وَيَا أَبَا جَهْلٍ[1] بْنَ هِشَامٍ فَعَدَّدَ مَنْ كَانَ مِنْهُمْ فِي الْقَلِيبِ هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَكُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا فَإِنِّي قَدْ وَجَدْتُ مَا وَعَدَنِي رَبِّي حَقًّا

اے گڑھے والو! اے عتبہ بن ربیعہ اور اے شیبہ بن ربیعہ اور اے امیہ بن خلف اور اے ابوجہل بن ہشام؛ اور جتنے اس گڑھے میں تھے ان (سب) کے نام شمار فرمائے۔ تمہارے پروردگار نے جو تم سے وعدہ کیا تھا کیا تم نے اسے سچا پایا مجھ سے تو میرے پروردگار نے جو کچھ وعدہ فرمایا تھا میں نے اسے سچا پایا۔

تو مسلمانوں نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ ایسے لوگوں کو پکارتے ہیں جو سڑ گل گئے تو آپ نے فرمایا:۔

مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ وَلٰكِنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيعُونَ أَنْ يُجِيبُونِي۔

میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اس کو تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو لیکن وہ لوگ مجھے جواب دینے کی قدرت نہیں رکھتے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز جو کچھ فرمایا وہ یہ تھا۔

[1] (الف) میں "یا اباجہل ہے" اور (ب) میں "یا ابا جہل" ہے۔ (احمد محمودی)

يَا أَهْلَ الْقَلِيبِ بِئْسَ عَشِيرَةُ النَّبِيِّ كُنتُمْ لِنَبِيِّكُمْ

اے گڑھے والو! تم اپنے نبی کے لیے اس کے خاندان کے برے لوگ تھے۔

كَذَّبْتُمُونِي وَصَدَّقَنِي النَّاسُ وَأَخْرَجْتُمُونِي وَآوَانِي النَّاسُ وَ

قَاتَلْتُمُونِي وَنَصَرَنِي النَّاسُ

تم نے مجھے جھٹلایا حالانکہ (دوسرے) لوگوں نے میری تصدیق کی۔ اور تم نے مجھے گھر سے نکالا حالانکہ (دوسرے) لوگوں نے مجھے پناہ دی اور تم نے مجھ سے جنگ کی حالانکہ (دوسرے) لوگوں نے مدد کی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا:—

هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَكُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا

تمہارے پروردگار نے جو تم سے وعدہ کیا تھا کیا تم نے اسے سچا پایا۔
ابن اسحٰق نے کہا اور حسان بن ثابت نے کہا ہے۔

عَرَفْتُ دِيَارَ زَيْنَبَ بِالْكَثِيبِ — كَخَطِّ الْوَحْيِ فِي الْوَرَقِ الْقَشِيبِ

تَدَاوَلَهَا الرِّيَاحُ وَكُلُّ جَوْنٍ — مِنَ الْوَسْمِيِّ مُنْهَمِرٍ سَكُوبِ

فَأَمْسَى رَسْمُهَا خَلَقًا وَأَمْسَتْ — يَبَابًا بَعْدَ سَاكِنِهَا الْحَبِيبِ

فَدَعْ عَنْكَ التَّذَكُّرَ كُلَّ يَوْمٍ — وَرُدَّ حَرَارَةَ الصَّدْرِ الْكَئِيبِ

وَخَبِّرْ بِالَّذِي لَا عَيْبَ فِيهِ — بِصِدْقٍ غَيْرِ إِخْبَارِ الْكَذُوبِ

بِمَا صَنَعَ الْمَلِيكُ غَدَاةَ بَدْرٍ — لَنَا فِي الْمُشْرِكِينَ مِنَ النَّصِيبِ

غَدَاةَ كَأَنَّ جَمْعَهُمُ حِرَاءٌ بَدَتْ أَرْكَانُهُ جُنْحَ الْغُرُوبِ

فَلَاقَيْنَاهُمُ مِنَّا بِجَمْعٍ كَأُسْدِ الْغَابِ مُرْدَانٍ وَشِيبِ

أَمَامَ مُحَمَّدٍ قَدْ وَازَرُوهُ عَلَى الْأَعْدَاءِ فِي لَفْحِ الْحُرُوبِ

میں نے ٹیلے پر زینب کے گھروں کو اس طرح پہچان لیا جیسے
نئے کاغذ پر تحریر کا خط پہچان لیا جاتا ہے۔ ان (گھروں کو جن) کو
ہواؤں اور خریف کی شدت نے اور بڑی مقدار میں پانی برسانے والے
سیاہ بادلوں نے دست بدست لیا تھا (یعنی ایک کے اثرات کے بعد
دوسرے کے اثرات ان پر پڑے تھے) تو (اثرات مذکورہ کے
سبب سے) ان کے نشانات بوسیدہ ہو گئے تھے۔ وہاں کے
رہنے والے محبوب کے (چلے جانے کے) بعد ان کے نشانات بوسیدہ
ہو گئے تھے اور وہ اجڑے پڑے تھے اس لئے روزانہ ان چیزوں
کی یاد کو تو چھوڑ دے۔ اور اندوہگیں سینے کی حرارت کو تسکین
دے۔ اور ان جھوٹے قصوں کو چھوڑ کر اس ذات کے متعلق کچھ باتیں
بتا جس میں کسی قسم کا عیب نہیں ہے۔ ایسی باتیں بتا جس سے
بدر کے روز حاکم مقتدر نے ہمیں مشرکین میں کامیابی عنایت فرمائی۔
جس روز زوال آفتاب کے وقت ان کی جماعت کے قوی حصے
ظاہر ہوئے تو ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ وہ ایک کوہ حرا ہے۔ تو
ہم نے ان سے ایک ایسی جماعت لے کر مقابلہ کیا جس میں گھنے
جنگل کے شیروں کے سے کچھ بے ڈاڑھی والے اور کچھ سفید
ڈاڑھی والے تھے۔ ان لوگوں نے دشمنوں کے مقابلے میں جنگ
(کے شعلوں) کی لپٹ میں محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی
معاونت کی اور آپ کے سامنے رہے۔

۲۸۲

بِأَيْدِيهِمْ صَوَارِمُ مُرْهَفَاتٌ وَكُلُّ مُجَرَّبٍ خَاظِي الْكُعُوبِ

جن کے ہاتھوں میں باڑدی ہوئی تلواریں اور آزمودہ سخت موٹی موٹی گرہوں والے (نیزے) تھے۔

بَنُو الْعَوْفِ الْعَطَارِفُ وَازَرَتْهَا بَنُو النَّجَّارِ فِي الدِّينِ الصَّلِيبِ

سرداران بنی العوف جنھیں مضبوط دین والے بنی النجار نے بھی مدد دی تھی۔

فَغَادَرْنَا أَبَا جَهْلٍ صَرِيعاً وَعُتْبَةَ قَدْ تَرَكْنَا بِالْجَبُوبِ

تو ہم نے ابو جہل کو پچھڑا ہوا اور عتبہ کو سخت زمین پر (پڑا ہوا) چھوڑا۔

وَشَيْبَةَ قَدْ تَرَكْنَا فِي رِجَالٍ ذَوِي حَسَبٍ إِذَا نُسِبُوا حَسِيبِ

اور شیبہ کو ایسے لوگوں میں چھوڑا جن کے نسب اگر بتائے جائیں تو بڑے نسب والے نکلیں (لیکن وہ ایسے پڑے ہیں کہ ان کے نسب کو اب پوچھتا کون ہے)

يُنَادِيهِمْ رَسُولُ اللهِ لَمَّا قَذَفْنَاهُمْ كَبَاكِبَ فِي الْقَلِيبِ

جب ہم نے ان کے جتھے کے جتھے گڑھے میں ڈالے تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) انھیں پکارتے (اور فرماتے) ہیں۔

أَلَمْ تَجِدُوا كَلَامِي كَانَ حَقًّا وَأَمْرُ اللهِ يَأْخُذُ بِالْقُلُوبِ

کیا تم نے نہیں جان لیا کہ میری بات سچی تھی اور اللہ کا حکم دلوں کو (بھی) پکڑ لیتا ہے۔

فَمَا نَطَقُوا وَلَوْ نَطَقُوا لَقَالُوا صَدَقْتَ وَكُنْتَ ذَا رَأْيٍ مُصِيبِ

تو انھوں نے کوئی بات نہیں کی اور اگر وہ بات کرتے
تو کہتے کہ آپ نے سچ کہا تھا اور صحیح رائے آپ ہی کی تھی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو گڑھے میں ڈال دینے کا حکم فرمایا تو عتبہ بن ربیعہ کو گھسیٹ کر گڑھے کی طرف لایا گیا تو مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوحذیفہ بن عتبہ کے چہرے کی جانب ملاحظہ فرمایا تو دیکھا کہ وہ رنجیدہ ہیں اور ان کے چہرے کا رنگ بدل گیا ہے تو فرمایا:۔

يَا أَبَا حُذَيْفَةَ لَعَلَّكَ قَدْ دَخَلَكَ مِنْ شَأْنِ أَبِيكَ شَيْءٌ۔

اے ابوحذیفہ! اپنے باپ کی حالت (دیکھنے) سے
شاید تمھارے دل میں کوئی بات پیدا ہو گئی ہے۔

یا آپ نے اسی طرح کے کچھ الفاظ فرمائے تو انھوں نے عرض کی نہیں یا رسول اللہ! واللہ!! میں نے اپنے باپ کے (حالت کفر کی برائی) یا ان کے مارے جانے کے متعلق کبھی شک نہیں کیا۔ لیکن میں اپنے باپ کو جانتا تھا کہ وہ سمجھ دار۔ حلیم اور برتر صفات والے ہیں اس لیے مجھے امید تھی کہ وہ صفات اسلام کی جانب (انکی) رہنمائی کریں گے۔ لیکن جب میں نے ان کی یہ آفت دیکھی اور (میں نے) ان کی اس کفر پر مرنے کی حالت کو اپنی اس امید کے بعد دیکھا تو مجھے اس سے رنج ہوا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف فرمائی اور ان کے لیے دعائے خیر کی۔

۲۸۳

ان نوجوانوں کا بیان جن کے متعلق الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ نازل ہوا

ابن اسحٰق نے کہا کہ ہمیں جو خبر ملی ہے وہ یہ ہے کہ قرآن کا یہ حصہ ان نوجوانوں کے

متعلق نازل ہوا ہے جو بدر میں قتل ہوئے ہیں۔

اَلَّذِينَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰۤئِكَةُ ظَالِمِىٓ أَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيمَ كُنْتُمْ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِى الْأَرْضِ قَالُوْٓا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيهَا فَأُولٰٓئِكَ مَأْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَسَاۤءَتْ مَصِيْرًا

جن لوگوں کو فرشتوں نے ایسی حالت میں وفات دی کہ وہ اپنے نفسوں پر ظلم کرنے والے تھے (ان سے) انھوں نے کہا کہ تم کس (بری) حالت میں تھے۔ انھوں نے کہا کہ ہم سرزمین (مکہ) میں بے بس تھے۔ انھوں نے کہا کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں (کسی اور طرف) ہجرت کر جاتے تو ایسے ہی لوگ وہ ہیں جن کی پناہ گاہ جہنم ہے اور وہ بڑا برا ٹھکانا ہے۔

یہ چند مسلم[1] نوجوان تھے۔ بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قصی میں سے الحارث بن زمعہ بن الاسود۔ اور بنی مخزوم میں سے ابو قیس بن الفاکہ بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم۔ اور ابو قیس بن الولید بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم۔ اور بنی جمح میں سے علی بن امیہ بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح۔ اور بنی سہم میں سے العاص بن منبہ بن الحجاج بن عامر بن حذیفہ بن سعد ابن سہم۔ ان لوگوں کا واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ کے رہنے کے زمانے میں انھوں نے اسلام اختیار کر لیا تھا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی جانب ہجرت فرمائی تو ان کے باپ دادا

---

[1] (الف) میں "فتیۃ مسمین" جس کے معنی ان ناموں والے نوجوان تھے" ہوں گے۔ اور (ب ج د) میں فتیۃ مسلمین ہے۔ جس کے معنی میں نے ترجمے میں اختیار کیے ہیں۔

(احمد محمودی)

اور خاندان والوں نے انھیں قید رکھا اور انھیں ان کے دین سے پلٹانے کے لیے تکلیفیں دیں تو (اسلام چھوڑ دیا اور) فتنے میں مبتلا ہو گئے اور اپنے قبیلے کے ساتھ بدر میں آئے اور سب کے سب مارے گئے۔

بدر میں اور قیدیوں کے عوض میں جو مال ملا اس کا بیان

پھر لشکر میں لوگوں کے (الگ الگ) جمع کیے ہوئے مال کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکٹھا کر لینے کا حکم فرمایا اور وہ سارا اکٹھا کر لیا گیا تو اس کے متعلق مسلمانوں میں اختلاف ہونے لگا جن لوگوں نے اس مال کو جمع کیا تھا انھوں نے کہا کہ ہمارا ہے۔ اور جو لوگ دشمن سے برسر مقابلہ تھے اور دشمن کی تلاش میں نکل گئے تھے انھوں نے کہا کہ واللہ اگر ہم نہ ہوتے تو تم اس مال تک کہاں پہنچ سکتے تھے۔ ہم نے ان لوگوں کو اپنی جانب مشغول رکھا اور تمھاری طرف نہ آنے دیا تو تم نے یہ سب کچھ پایا۔ اور جو لوگ اس خوف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کر رہے تھے کہ کہیں دشمن راستہ کاٹ کر آپ کی طرف نہ آجائے انھوں نے کہا۔ واللہ تم لوگ ہم سے زیادہ حق دار نہیں ہو۔ واللہ ہم نے دشمن کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ اللہ نے اس کی مشکیں ہمیں دے دی تھیں اور ہم دشمن کو قتل کر سکتے تھے۔ واللہ ہم نے مال کے لوٹنے کے ایسے مواقع بھی دیکھے ہیں کہ اس کے لینے سے منع کرنے والا کوئی نہ تھا لیکن ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دشمن کے حملہ کرنے کا خوف تھا اس لیے ہم آپ ہی کی حفاظت میں لگے رہے اس لیے اس مال کے ہم سے زیادہ تم حق دار نہیں ہو۔ ۲۸۴

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے عبدالرحمٰن بن الحارث وغیرہ نے سلیمان بن

موسیٰ سے انھوں نے مکحول سے ابو امامہ الباہلی کی روایت بیان کی۔
ابن ہشام نے کہا کہ ان کا (یعنی ابو امامہ کا) نام صدی بن عجلان تھا۔
انھوں نے کہا کہ میں نے عبد اللہ بن الصامت سے انفال کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ یہ آیت ہم بدر والوں کے متعلق نازل ہوئی جب کہ ہم میں غنیمت کے مال کے بارے میں اختلاف ہونے لگا اور اس کے متعلق ہمارے اخلاق بگڑنے لگے تو اللہ نے اس معاملے کو ہمارے اختیار سے نکال لیا اور اسے اپنے رسول کے اختیار میں دیدیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے درمیان عن بواء (یعنی) مساوی تقسیم فرمادی عن بواء کے معنی علی السواء یعنی مساویانہ ہیں۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن ابی بکر نے بیان کیا اور کہا کہ مجھ سے بنی ساعدہ کے بعض افراد نے ابو اسید الساعدی مالک بن ربیعہ کی روایت بیان کی انھوں نے کہا کہ بدر کے روز مجھے بنی عاید المخزومیین المرزبان کی تلوار ملی تھی لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ان کے ہاتھوں میں کے مال غنیمت کو لوٹا دینے کا حکم فرمایا تو میں نے وہ تلوار بھی لاکر مال غنیمت میں ڈالدی انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ یہ تھی کہ آپ سے کوئی چیز مانگی جاتی تو آپ اس کے دینے سے انکار نہ فرماتے یہ بات الارقم بن ابی الارقم نے جان لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ تلوار طلب کرلی تو آپ نے وہ تلوار انھیں دے دی۔

ابن رواحہ اور زید کے ذریعے خوش خبری کی روانگی

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس فتح کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن رواحہ کو العالیہ (مدینہ کے بلند حصے میں رہنے والوں) کو اس امر کی خوش خبری دینے کے لیے روانہ فرمایا جو اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ

علیہ وسلم اور مسلمین کو فتح عنایت فرمائی تھی۔ اور زید بن حارثہ کو السافلہ (مدینہ کے نشیبی حصے میں اپنے وطن) کو خوش خبری دینے کے لیے روانہ فرمایا۔ اسامہ بن زید نے کہا کہ ہمیں یہ خبر اس وقت پہنچی جبکہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی رقیہ پر جو عثمان بن عفان کے پاس (یعنی ان کی زوجیت میں) تھیں مٹی برابر کر دی تھی (یعنی انھیں دفن کر دیا تھا)۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان کے ساتھ مجھے بھی اس پر خلیفہ بنا یا تھا۔ ہمیں خبر ملی کہ زید بن حارثہ آئے ہیں تو میں بھی ان کے پاس آیا اور وہ مسجد میں کھڑے ہوئے تھے اور لوگوں نے ان کو گھیر لیا تھا اور وہ کہہ رہے تھے کہ عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ابوجہل بن ہشام اور زمعہ بن الاسود اور ابوالبختری العاص بن ہشام اور امیہ بن خلف اور الحجاج کے دونوں بیٹے نبیہ اور منبہ قتل ہو گئے انھوں نے کہا کہ۔ میں نے کہا ابا جان کیا یہ صحیح ہے۔ انھوں نے کہا ہاں بیٹا واللہ۔

۲۸۵

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدر سے واپسی

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی مدینہ کی جانب اس طرح ہوئی کہ آپ کے ساتھ مشرکین قیدی ان میں عقبہ بن ابی معیط اور النضر بن الحارث اور وہ مال غنیمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا جو مشرکین سے حاصل ہوا تھا اور مال غنیمت کی نگرانی پر عبداللہ بن کعب بن عمرو بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن النجار کو مقرر فرمایا تھا۔ اس وقت مسلمانوں کے رجز گو نے کہا:۔
ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے اس (رجز گو) کا نام عدی بن ابی الزغباء بتایا ہے۔

أَقِمْ لَهَا صُدُورَهَا يَا بَسْبَسُ لَيْسَ بِذِي الطَّلْحِ لَهَا مُعَرَّسُ

اے بسبس ذی الطلح میں اس قافلے کے لیے رات گزارنے

کا کوئی مقام نہیں ہے اس لیے اونٹوں کے سینے اس کے لیے قائم رکھ۔

إِنَّ مَطَايَا الْقَوْمِ لَا تُحْبَسُ ... وَلَا بِصَحْرَاءِ غُمَيْرٍ مَحْبِسُ

اور صحرائے غمیر میں بھی رکنے کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ اور ایسے لوگوں کی سواریوں کو (ناموزوں مقام پر اتار کر) ذلیل نہیں کیا جا سکتا۔

قَدْ نَصَرَ اللّٰهُ وَفَرَّ الْأَخْنَسُ ... فَحَمْلُهَا عَلَى الطَّرِيقِ أَكْيَسُ ۲۸۶

اس لیے ان اونٹوں کو لیے ہوئے راستے پر چلے چلنا ہی ہوشیاری ہے۔ اللہ نے اپنی مدد تو دے ہی دی اور اخنس تو بھاگ ہی گیا۔ ۲۰۷

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (تشریف لے) چلے یہاں تک کہ جب تنگ راہ الصفرا سے نکلے تو اس تنگ راہ اور النازیہ کے درمیان سیر نامی ایک ٹیلے پر وہاں کے ایک بڑے درخت کے پاس نزول فرمایا۔ اور یہیں آپ نے وہ غنیمت مساویانہ تقسیم فرما دی جو اللہ نے مشرکوں سے مسلمانوں کو دلائی تھی۔ پھر آپ نے کوچ فرمایا یہاں تک کہ جب مقام الروحا پر پہنچے تو مسلمان اس فتح کی تہنیت پیش کرنے کے لیے آپ سے آ ملے جو اللہ نے آپ کو اور آپ کے ساتھ والے مسلمانوں کو عنایت فرمائی تھی۔ عاصم بن عمر بن قتادہ اور یزید بن رومان نے جیسا مجھ سے بیان کیا ہے اس کے لحاظ سے سلمہ بن سلامہ نے ان سے کہا کہ تم ہمیں کس بات کی مبارک باد دیتے ہو واللہ ہم نے تو صرف چند چند یا صاف بوڑھوں سے مقابلہ کیا جو قربانی کے اونٹوں کے مانند زانو بندھے ہوئے تھے اور ہم نے ان کی قربانی کر دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور فرمایا۔

أَيِ ابْنَ أَخِي[1] أُولَٰئِكَ الْمَلَأُ

---

[1] ابن اخ کا لفظ ہر ایک کم سن کے لیے عرب استعمال کرتے ہیں اسی لیے میں نے اس کا ترجمہ

بابا ! وہی تو سرگروہ تھے ۔
ابن ہشام نے کہا کہ الملاء کے معنی اشراف و روساء کے ہیں ۔

النضر اور عقبہ کا قتل

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام الصفراء میں تشریف فرما تھے تو النضر بن الحارث کو قتل کیا (یعنی قتل کروایا) بلکہ کے بعض اہل علم نے مجھے خبر دی کہ علی بن ابی طالب اس کے قتل کرنے والے تھے
ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر آپ وہاں سے نکلے اور جب عرق الظبیہ میں تشریف فرما ہوئے تو عقبہ بن ابی معیط کو قتل کیا (یعنی قتل کروایا)
ابن ہشام نے کہا کہ عرق الظبیہ کی روایت ابن اسحٰق کے سوا دوسروں سے ہے ۔
ابن اسحٰق[1] نے کہا کہ عقبہ بن معیط کو بنی العجلان کے عبد اللہ بن سلمہ نے قید کیا تھا ۔

۲۸۶

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کا حکم فرمایا تو اس نے کہا اے محمد بچوں کے لیے کون ہوگا تو آپ نے فرمایا :—
النار ۔ آگ ہوگی ۔ تو اس کو بنی عمرو بن عوف والے عاصم بن ثابت بن ابی الاقلح الانصاری نے قتل کیا جیسا کہ مجھ سے ابو عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر نے بیان کیا ہے ۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ : "بابا" کیا ہے اور ملاء کے معنی امراء ۔ اشراف' وہ شاطنا ہیتیان جو آنکھوں میں جچیں اسی لیے میں نے اس کا ترجمہ سرگروہ کیا ہے ۔ (احمد محمودی)
[1] ۔ (الف) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں ۔ (احمد محمودی)

ابن ہشام نے کہا کہ بعض کہتے ہیں کہ علی بن ابی طالب نے کیا۔ یہ مجھ سے ابن شہاب الزہری وغیرہ اہل علم نے بیان کیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اسی مقام پر فروہ بن عمرو البیاضی کے آزاد کردہ ابوہند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر ملے جو اپنے ساتھ ایک چھوٹی مشک حمیت میں حیس بھر کر لائے تھے (پنیر اور گھی ملا کر کھانے کی ایک چیز بنائی جاتی ہے جس کو حیس کہتے ہیں)۔

ابن ہشام نے کہا کہ حمیت مشک کو کہتے ہیں۔

اور یہ ابوہند جنگ بدر کی شرکت سے پیچھے رہ گئے تھے اس کے سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام جنگوں میں شریک رہے اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجام (سینگیاں لگانے والے) تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّمَا أَبُو هِنْدٍ امْرُؤٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَنْكِحُوهُ وَانْكِحُوا إِلَيْهِ

ابوہند تو انصار میں کے ہیں اس لیے ان (کی لڑکیوں) سے نکاح کر دو اور (اپنی لڑکیاں) ان کے نکاح میں دو۔ تو صحابہ نے اس کی تعمیل کی۔

کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلے یہاں تک کہ قیدیوں سے ایک روز پہلے مدینہ تشریف لائے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا کہ یحییٰ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن اسعد زرارہ نے کہا کہ جب قیدیوں کو لایا گیا تو اس وقت لایا گیا جبکہ سودہ بنت زمعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ محترمہ عفراء کے رشتہ داروں کے پاس عفراء کے دونوں بیٹوں عوف اور معوذ پر نوحہ خوانی کے مقام پر تھیں (راوی نے) کہا کہ یہ واقعہ عورتوں پر پردہ فرض ہونے سے پہلے کا ہے۔ (راوی نے) کہا کہ۔ (ام المومنین) سودہ کہتی تھیں کہ واللہ میں ان کے پاس ہی تھی کہ وہ قیدی ہمارے پاس لائے گئے۔ اور کہا گیا کہ

۲۰۸

قیدی لائے گئے ہیں۔ (ام المومنین نے) کہا تو میں اپنے گھر لوٹی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر ہی میں تھے تو دیکھا کہ ابو یزید سہیل بن عمرو حجرے کے ایک کونے میں ہے اور اس کے دونوں ہاتھ رسی سے اس کی گردن میں بندھے ہوئے ہیں۔ (ام المومنین نے) کہا نہیں واللہ جب میں نے ابو یزید کو اس حالت میں دیکھا تو میں اپنے آپ کو سنبھال نہ سکی اور میں نے کہدیا کہ اے ابو یزید تم لوگوں نے اپنے ہاتھ (یا پاؤں دوسروں کے اختیار میں) دے دئیے تم لوگ عزت کی موت مر کیوں نہ گئے۔ اور واللہ حجرے میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے سوا کوئی مجھے اپنے ہوش میں نہ لایا۔ (آپ نے فرمایا)

يَا سَوْدَةُ أَعَلَى اللهِ عزوجلّ وَعَلَى رَسُولِهِ تُحَرِّضِينَ

اے سودہ کیا عز و جلال والے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت پر ابھار رہی ہو۔

(ام المومنین نے) کہا کہ۔ میں نے کہا یا رسول اللہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے جب میں نے ابو یزید کے ہاتھوں کو اس کے گلے میں بندھا ہوا دیکھا تو میں اپنے آپ کو سنبھال نہ سکی اور یہ ساری باتیں کہدیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بنی عبدالدار والے نبیہ بن وہب نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قیدیوں کو لے کر تشریف لائے۔ تو انھیں اپنے اصحاب میں بانٹ دیا اور فرمایا۔

اِسْتَوْصُوا بِالْأُسَارَىٰ خَيْرًا

قیدیوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی وصیت یاد رکھو۔

(راوی نے) کہا مصعب بن عمیر کا حقیقی بھائی ابو عزیز بن عمیر بن ہاشم قیدیوں میں تھا۔ (راوی نے) کہا کہ۔ (خود) ابو عزیز نے کہا ہے کہ میرے پاس سے میرا بھائی مصعب بن عمیر اور انصاریوں میں کا ایک شخص جس نے مجھے قید میں رکھا تھا گزرے تو اس نے (میرے بھائی نے) کہا کہ اس پر اپنی

گرفت مضبوط رکھنا کیونکہ اس کی ماں ساز و سامان والی ہے شاید وہ اس کا فدیہ دے کر تم سے چھڑا لے۔ اس نے کہا کہ جب بدر سے مجھے لے کر آرہے تھے تو میں انصار کی ایک جماعت میں تھا ان کی حالت یہ تھی کہ جب وہ اپنا ناشتہ اور شام کا کھانا لاتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو انھیں ہماری نسبت نصیحت تھی اس کی وجہ سے وہ لوگ خاص طور پر مجھے روٹی دیتے اور خود کھجور کھاتے۔ ان لوگوں میں سے کسی کے ہاتھ میں روٹی کا کوئی ٹکڑا نہ پڑا جو مجھ کو نہ دیا ہو۔ کہا۔ تو مجھے شرم دامن گیر ہوتی اور اس کو واپس کر دیتا تو وہ پھر مجھے واپس دے دیتا اور چھوتا تک نہ تھا

ابن ہشام نے کہا کہ النضر بن الحارث کے بعد بدر میں مشرکین کا پرچم بردار ابو عزیز ہی تھا۔ جب اس کے بھائی مصعب نے ابو الیسر سے جن نے اسے قید کیا تھا مذکورہ بالا الفاظ کہے تو ابو عزیز نے ان سے کہا بھائی صاحب کیا آپ کو میرے متعلق یہی وصیت ہوئی ہے۔ تو مصعب نے اس سے کہا کہ تو میرا بھائی نہیں ہے بلکہ وہ میرا بھائی ہے۔ پھر اس کی ماں نے پوچھا کہ زیادہ سے زیادہ فدیہ جس کی ادائی پر کسی قریشی کو چھوڑا گیا ہے اس کی مقدار کیا ہے اس سے کہا گیا کہ چار ہزار درہم تو اس نے چار ہزار درہم اس کا فدیہ بھیج کر اسکو چھڑا لیا۔

قریش کے آفت زدوں کا مکہ پہنچنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ قریش کے آفت زدہ افراد میں سے پہلا شخص جو مکہ پہنچا ہے وہ الحیسمان بن عبد اللہ الخزاعی تھا۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ تمہارے اس طرف کی کیا خبر ہے تو اس نے کہا عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ابو الحکم بن ہشام اور امیہ بن خلف اور زمعہ بن الاسود اور الحجاج کے دونوں بیٹے نبیہ اور منبہ اور ابو البختری بن ہشام سب قتل ہو گئے اور جب

وہ قریش کے شرفاء کے نام شمار کرنے لگا تو صفوان بن امیہ جو مقام حجر میں بیٹھا ہوا تھا کہنے لگا واللہ اگر یہ شخص عقل رکھتا ہے تو اس سے میرے متعلق سوال کرو تو لوگوں نے اس سے کہا اچھا صفوان بن امیہ کے متعلق کیا خبر ہے۔ تو اس نے کہا وہ تو مقام حجر میں بیٹھا ہوا ہے اور واللہ بے شبہ میں نے اس کے باپ کو اور اس کے بھائی کو اس وقت دیکھا ہے جب کہ وہ قتل ہو رہے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عبداللہ ابن عباس نے ابن عباس کے آزاد کردہ عکرمہ کی روایت بیان کی۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ ابو رافع نے کہا کہ میں عباس بن عبدالمطلب کا غلام تھا اور اسلام ہم گھر والوں میں داخل ہو چکا تھا۔ عباس نے اسلام اختیار کر لیا تھا اور ام الفضل نے اسلام اختیار کر لیا اور میں نے بھی اسلام اختیار کر لیا تھا۔ اور عباس اپنی قوم سے ڈرتے اور ان کی مخالفت کو ناپسند کرتے تھے اور اپنے اسلام کو چھپاتے تھے۔ اور وہ بہت مالدار تھے اور ان کا مال ان کے لوگوں میں پھیلا ہوا تھا۔ اور ابو لہب بدر میں شریک نہ تھا اور اپنے بجائے العاصی بن ہشام بن المغیرہ کو روانہ کیا تھا اور تمام لوگوں نے ایسا ہی کیا تھا جو شخص نہ گیا اور رہ گیا اس نے اپنی بجائے کسی اور شخص کو روانہ کیا تھا اور جب بدر کے آفت زدہ قریش والوں کی خبر اس کے پاس آئی تو اللہ نے اس کو ذلیل و رسوا کیا اور ہم نے خود میں قوۃ و اعزاز کا احساس کیا۔ (ابو رافع نے) کہا کہ میں ایک ضعیف شخص تھا اور میں تیروں کے بنانے کا کام کیا کرتا تھا اور انھیں میں زمزم کے پاس کے خیمے میں چھیلا کرتا تھا تو واللہ میں اسی خیمے میں اپنے تیر چھیلتے ہوئے بیٹھا تھا اور میرے پاس ام الفضل بھی بیٹھی ہوئی تھیں اور جو خبر ہمیں مل چکی تھی اس نے ہمیں مسرور کر دیا تھا کہ یکایک ابو لہب بری طرح (سے) اپنے پیر گھسیٹتا (ہوا) آیا حتی کہ خیمے کے کنارے (آکر) بیٹھ گیا اور اس کی پیٹھ میری پیٹھ کی طرف تھی وہ بیٹھا ہی تھا کہ لوگوں نے کہا یہ لو ابو سفیان بن الحارث بن عبدالمطلب آ گیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابوسفیان کا نام المغیرہ تھا۔
(راوی نے) کہا۔ ابو لہب نے کہا اس کو میرے پاس لاؤ۔ اپنی عمر کی قسم تجھ کو تو سب کچھ معلوم ہوگا۔ (راوی نے) کہا۔ آخر وہ اس کے پاس جھک گیا اور لوگ اس کے پاس کھڑے تھے۔ تو اس نے کہا بابا مجھے بتاؤ تو ان لوگوں کی کیا حالت رہی۔ اس نے کہا واللہ واقعہ تو بجز اس کے کچھ نہ تھا کہ ہم ان لوگوں کے مقابل ہوئے اور اپنے شانے ان کے حوالے کر دیئے (اپنی مشکیں کسوادیں) وہ ہمیں جس طرح چاہتے قتل کرتے اور جس طرح چاہتے قیدی بنا رہے تھے اور اللہ کی قسم باوجود اس کے لوگوں (بریں) نے کوئی ملامت نہیں کی۔ ہم ایسے لوگوں کے مقابل ہوگئے تھے جو گورے گورے تھے اور ابلق گھوڑوں پر آسمان و زمین کے درمیان تھے۔ واللہ وہ کسی چیز کو نہ چھوڑتے تھے اور کوئی چیز انکے مقابل قائم نہ رہتی تھی۔ ابو رافع نے کہا۔ میں نے خیمہ کی [illegible] اپنے ہاتھوں سے اٹھائیں۔ پھر میں نے کہا واللہ وہ تو فرشتے تھے۔ (راوی نے) کہا۔ ابو لہب نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور میرے منہ پر زور سے ایک تھپڑ مارا۔ انھوں نے کہا کہ۔ میں نے بھی اس کا بدلہ لیا تو اس نے مجھ کو اٹھالیا اور مجھے زمین پر دے مارا۔ پھر مجھ پر بیٹھ گیا اور مارنے لگا۔ اور میں کمزور تھا تو ام فضل خیمے کی لکڑیوں میں سے ایک لکڑی لیکر اس کی طرف بڑھیں اور اس (لکڑی) سے اس کو ایسا مارا کہ اس کا سر بری طرح پھٹ گیا اور کہا کہ اس کا سردار اس کے پاس[1] نہ ہونے کے سبب سے تو نے اس کو کمزور سمجھ لیا۔ پھر وہ اٹھ کر ذلت کے ساتھ چلا گیا۔ اور واللہ وہ رات روز سے زیادہ زندہ نہ رہا۔ اللہ نے اس کو عدسہ[2] نامی بیماری میں مبتلا کر دیا اور اس بیماری نے اس کی جان لے لی۔

---

[1] ابو ذر نے کہا ھی ترجمہ قاتلہ کا لطاعون۔ وہ طاعون کی طرح کا ایک پھوڑا ہے۔ (احمد محمودی)

[2] (ب ج د) میں "غاب عنہ سیدہ" ہے اور (الف) میں "غاب عنہ سیدہ" ہے جو تحریف کاتب معلوم ہوتی ہے۔ (احمد محمودی)

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن الزبیر نے اپنے والد عباد کی روایت بیان کی۔ انھوں نے کہا کہ (پہلے تو) قریش نے اپنے مقتولوں پر نوحہ خوانی کی اس کے بعد کہا کہ ایسا نہ کرو کہ محمد اور اس کے ساتھیوں کو یہ خبر پہنچے گی تو وہ تمھاری اس حالت پر خوش ہوں گے اور اپنے قیدیوں (کی رہائی) کے متعلق بھی کسی شخص کو نہ بھیجو یہاں تک کہ ان کا کچھ انتظار کر لو ایسا نہ ہو کہ محمد اور اس کے ساتھی فدیے میں سختی کرنے لگیں۔ انھوں نے کہا کہ الاسود بن المطلب کی اولاد میں سے تین شخص اس آفت میں مبتلا ہوئے تھے زمعہ بن الاسود اور عقیل بن الاسود اور الحارث بن زمعہ اور وہ اپنی اولاد پر رونا چاہتا تھا۔ (راوی نے) کہا کہ۔ وہ اسی (شش و پنج) میں تھا کہ اس نے رات میں یکایک (کسی کے) رونے کی آواز سنی تو اس نے اپنے ایک غلام سے کہا۔ اور (اس کی) بینائی جا چکی تھی۔ دیکھ تو کیا پکار کر رونا جائز قرار دیا گیا ہے۔ کیا قریش اپنے مقتولوں پر رو رہے ہیں۔ کہ میں بھی ابوحکیمہ یعنی زمعہ پر روؤں کیونکہ میرے اندر آگ لگ گئی ہے۔ (راوی نے) کہا جب غلام واپس آیا تو اس نے کہا وہ ایک عورت ہے جو صرف اپنے ایک اونٹ کے کھو جانے پر رو رہی ہے۔ راوی نے کہا کہ۔ اسی موقع پر الاسود کہتا ہے۔

أَتَبْكِي أَنْ يَضِلَّ لَهَا بَعِيرٌ ... وَيَمْنَعُهَا مِنَ النَّوْمِ السُّهُودُ

کیا وہ اپنے ایک اونٹ کے کھو جانے پر روتی ہے اور سونے سے بے خوابی اس کو روک رہی ہے۔

فَلَا تَبْكِي عَلَى بَكْرٍ وَلَكِنْ ... عَلَى بَدْرٍ تَقَاصَرَتِ الْجُدُودُ

اے عورت جوان اونٹ کے کھو جانے پر نہ رو بلکہ (واقعہ) بدر پر رو جس کا نصیبہ پھوٹ گیا ہے۔

عَلَى بَدْرٍ سَرَاةِ بَنِي هُصَيْصٍ ... وَمَخْزُومٍ وَرَهْطِ أَبِي الْوَلِيدِ

بدر پر رو بنی ہصیص کے سردار پر رو۔ اور (بنی) مخزوم پر رو اور ابوالولید کی جماعت پر رو۔

وَبَكِّي إِنْ بَكَيْتِ عَلَى عَقِيلٍ ، وَبَكِّي حَارِثًا أَسَدَ الْأُسُودِ

اور اگر تجھے رونا ہے تو عقیل پر رو۔ اور حارث پر رو جو شیروں کا شیر تھا۔

وَبَكِّيهِمْ وَلَا تَسَمِي جَمِيعًا وَمَا لِأَبِي حَكِيمَةَ مِنْ نَدِيدِ

۲۹۲

اور ان سب پر رو اور رونے سے بیزار نہ ہو اور ابوحکیمہ کا تو کوئی مدمقابل ہی نہ تھا۔

أَلَا قَدْ سَادَ بَعْدَهُمْ رِجَالٌ وَلَوْلَا يَوْمُ بَدْرٍ لَمْ يَسُودُوا

سن لو کہ ان اگلے لوگوں کے بعد ایسے لوگ سردار بن گئے ہیں کہ اگر جنگ بدر نہ ہوئی ہوتی تو وہ ہرگز سردار نہ بن سکتے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ قیدیوں میں ابو وداعہ بن ضبیرۃ السہمی بھی تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

إِنَّ لَهُ بِمَكَّةَ ابْنًا كَيِّسًا تَاجِرًا ذَا مَالٍ وَكَأَنَّكُمْ بِهِ قَدْ جَاءَكُمْ فِي طَلَبِ فِدَاءِ أَبِيهِ

مکہ میں اس کا ایک ہوشیار لڑکا ہے جو تاجر اور مالدار ہے اور گویا وہ تمھارے پاس اپنے باپ کا فدیہ دیکر چھڑانے کے لیے آچکا ہے۔

اور جب قریش نے یہ کہا کہ اپنے قیدیوں کو فدیہ دیکر چھڑانے کے متعلق جلدی نہ کرو کہ محمد اور اس کے ساتھی سختی نہ کریں تو مطلب بن ابی وداعہ

نے جس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ الفاظ (ارشاد) فرمائے تھے کہا کہ تم سچ کہتے ہو جلدی نہ کرنا چاہیئے اور خود رات کو چھپ کر نکل گیا اور مدینہ آیا اور اپنے باپ کو چار ہزار درہم دے کر چھڑا لے گیا۔

سہیل بن عمرو کا حال

کہا کہ قریش نے قیدیوں کی رہائی کے لیے آدمی بھیجے تو مکرز بن حفص ابن الاخیف سہیل بن عمرو کی رہائی کے لیے آیا اور اس کو بنی سالم بن عوف والے مالک بن الدخشم نے اسیر کیا تھا تو اس نے کہا :-

أَسَرْتُ سُهَيْلًا فَلَا أَبْتَغِي ۔۔۔ أَسِيرًا بِهِ مِنْ جَمِيعِ الْأُمَمْ

میں نے سہیل کو اسیر کیا ہے اور اس کے عوض میں تمام اقوام میں سے کسی کو بھی اسیر بنانا نہیں چاہتا۔

وَخِنْدِفُ تَعْلَمُ أَنَّ الْفَتَى ۔۔۔ فَتَاهَا سُهَيْلٌ إِذَا يُظَّلَمْ

اور (بنی) خندف جانتے ہیں کہ جوان مرد (صرف) ان کے قبیلے میں کا سہیل ہی جوان مرد ہے جبکہ وہ اپنے ظلم کا بدلہ لینا چاہے۔

ضَرَبْتُ بِهِ الشَّفْرَ حَتَّى انْثَنَى ۔۔۔ وَأَكْرَهْتُ نَفْسِي عَلَى ذِي الْعَلَمْ

۱۹۳

میں نے اس پر (تلوار کی) باڑ ماری حتیٰ کہ وہ جھک پڑا اور ہونٹ کٹے پر (دست درازی کرنے میں) میں نے اپنے نفس کو مجبور کیا۔

اور سہیل کا نیچے کا ہونٹ کٹا ہوا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض علما، شعر مالک بن الدخشم کی جانب اس شعر

کی نسبت کرنے سے انکار کرتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بنی عامر بن لوئی والے محمد بن عمرو بن عطاء نے بیان کیا کہ عمر بن الخطاب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں سہیل بن عمرو کے سامنے کے دونوں (نیچے اور اوپر کے) دو دو دانت توڑ دوں کہ اس کی زبان لٹک جائے اور آپ کے خلاف کسی جگہ تقریر کرنے کے لیے کبھی نہ کھڑا ہو سکے۔ (راوی نے کہا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَا أُمَثِّلُ بِهِ فَيُمَثِّلُ اللّٰهُ بِي وَإِنْ كُنْتُ نَبِيًّا

(نہیں) میں اس کو مثلہ نہ کروں گا (ایسے اعضا معدوم نہ کروں گا جس سے صورت بگڑ جائے) کہ اللہ مجھے بھی مثلہ کر دے گا اگرچہ کہ میں نبی ہوں۔

مجھے یہ بھی خبر معلوم ہوئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر سے اسی حدیث میں فرمایا:۔

إِنَّهُ عَسَى أَنْ يَقُومَ مَقَامًا لَا تَذُمُّهُ

اور بات یہ ہے کہ اس سے امید ہے کہ وہ ایسے مقام پر کھڑا ہوگا کہ تم اس کی مذمت نہ کرو۔

ابن ہشام نے کہا کہ ان شاء اللہ اس مقام کا ذکر عنقریب ہم اس کے مقام پر کریں گے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب مکرز نے ان لوگوں سے سہیل کے متعلق بات چیت کی اور ان کی رضامندی حاصل کر لی تو ان لوگوں نے کہا اچھا جو کچھ ہمیں دینا ہے لاؤ دے دو تو اس نے کہا کہ اس کے پاؤں کے بجائے میرا پاؤں رکھ لو (یعنی اس کے بجائے مجھے قید میں رکھو) اور اسے چھوڑ دو کہ وہ تمہارے پاس اپنا فدیہ روانہ کرے تو سہیل کو چھوڑ دیا اور مکرز کو اپنے پاس

قید رکھا تو مکرز نے کہا۔

۲۹۴ فَدَيْتُ بِأَذْوَادٍ ثَمَانٍ سِبَى فَتًى ... يَنَالُ الصَّمِيمَ غُرْمُهَا لَا الْمَوَالِيَا

میں نے آٹھ اونٹ (یا قیمتی اونٹ) اس نوجوان کے چھڑانے
کے لیے دیئے جس کے تاوان میں غلام نہیں شرفا پکڑے جاتے
ہیں۔

رَهَنْتُ يَدِي وَالْمَالُ أَيْسَرُ مِنْ يَدِي ... عَلَيَّ وَلَكِنِّي خَشِيتُ الْمَخَازِيَا

میں نے اپنے ہاتھ کو (یعنی اپنی ذات کو) رہن کر دیا حالانکہ
مجھے اپنے آپ کو رہن کرنے کی بہ نسبت مال کا رہن کرنا آسان تھا
لیکن میں رسوائیوں سے ڈرا۔

وَقُلْنَا سُهَيْلٌ خَيْرُنَا فَاذْهَبُوا بِهِ ... لِأَبْنَائِنَا حَتَّى نُدِيرَ الْأَمَانِيَا

اور ہم نے کہا کہ سہیل ہم میں کا بہترین شخص ہے اس لیے
ہمارے بچوں کے واسطے انہی کو لے جاؤ تاکہ ہم اپنی امیدوں میں
(کامیابی کی) رونق پائیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض علماء شعر ان اشعار کو مکرز کی طرف منسوب
کرنے سے انکار کرتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا کہ انھوں نے
کہا کہ عمرو بن ابی سفیان بن حرب بدر کے قیدیوں میں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے ہاتھوں میں قید تھا۔ اور یہ عقبہ بن ابی معیط کی بیٹی کا لڑکا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ عمرو بن ابی سفیان کی ماں۔ ابو عمرو کی بیٹی تھی اور
ابو معیط بن ابی عمرو کی بہن تھی۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کو علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ نے
اسیر کیا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا انھوں نے کہا اس لیے ابوسفیان سے کہا گیا کہ اپنے بچے عمرو کا فدیہ دے تو اس نے کہا کہ (کیا خوب) میرا خون بھی بہے اور مال بھی جائے۔ انھوں نے حنظلہ کو تو قتل ہی کر دیا اور (اب میں) عمرو کا بھی فدیہ دوں اس کو انھیں لوگوں کے ہاتھوں میں رہنے دو جب تک ان کا جی چاہے اس کو قید رکھیں (راوی نے) کہا وہ اسی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ میں قید تھا کہ بنی عمرو ابن عوف کی شاخ بنی معاویہ میں کے سعد بن نعمان بن اکال عمرے کے لیے نکلے اور ان کے ساتھ چند دودھیل اونٹنیاں بھی تھیں اور یہ سن رسیدہ مسلمان تھے اور مقام نقیع میں ۲۹۵ اپنی بکریوں میں رہا کرتے تھے اور وہیں سے وہ عمرے کے لیے نکلے اور جو سلوک ان کے ساتھ کیا گیا اس کا انھیں خوف تک بھی نہ تھا اور انھیں یہ گمان تک بھی نہ تھا کہ وہ مکہ میں قید کر لیے جائیں گے کیونکہ وہ عمرے کے لیے نکلے تھے اور قریش سے اس بات کا عہد تھا کہ کوئی شخص حج یا عمرے کے لیے آئے تو اس کے ساتھ بجز بھلائی کے کسی دوسری طرح پیش نہ آئیں گے غرض ابوسفیان بن حرب نے مکہ میں ان پر ظلم و زیادتی کی اور انھیں اور ان کے لڑکے عمرو کو قید کر لیا۔ اور ابوسفیان نے کہا:۔

أَرَهْطَ بْنَ أَكَّالٍ أَجِيبُوا دُعَاءَهُ ... تَفَاقَدْتُمُ لَا تُسْلِمُوا السَّيِّدَ الْكَهْلَا

اے بنی اکال کی جماعت اس کی پکار کا جواب دو وہ تمہارے ہاتھ سے نکل گیا (لیکن ایسے) سن رسیدہ سردار کو (دشمن کے ہاتھوں میں) نہ چھوڑ دو۔

فَإِنَّ بَنِي عَمْرٍو لِئَامٌ أَذِلَّةٌ ... لَئِنْ لَمْ يَفُكُّوا عَنْ أَسِيرِهِمُ الْكَبْلَا

کیونکہ بنی عمرو ذلیل اور فرومایہ (شمار) ہو نگے اگر انھوں نے اپنے ایسے قیدی کو جو سخت قید میں ہے رہائی نہ دلائی۔

توحسان بن ثابت نے اس کے جواب میں کہا:۔

لَوْکَانَ سَعْدٌ یَوْمَ مَکَّۃَ مُطْلَقًا　　لَأَکْثَرَ فِیکُمْ قَبْلَ أَنْ یُؤْسَرَ الْقَتْلَا

کہ (میں اس کی گرفتاری) کے روز اگر سعد آزاد ہوتا تو قید ہونے سے پہلے اس نے تم میں کے بہتوں کو

بِعَضْبٍ حُسَامٍ أَوْ بِصَفْرَاءَ نَبْعَۃٍ　　تَحِنُّ إِذَا مَا أُنْبِضَتْ تَحْفِزُ النَّبْلَا

تیز تلوار سے قتل کر دیا ہوتا یا نبعہ (کے درخت کی لکڑی) کی زرد (کمان) سے جس سے ایک (زناٹے کی) آواز آتی ہے جبکہ وہ تیر کی انتہا تک کھینچی جائے۔

اور بنی عمرو بن عوف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور آپ کو اس کی اطلاع دی اور آپ سے استدعا کی کہ عمرو بن ابی سفیان کو ان کے حوالے کیا جائے کہ اس کے عوض میں وہ اپنے آدمی کو چھڑا لائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی استدعا منظور فرمائی انھوں نے اس کو ابو سفیان کے پاس روانہ کیا تو اس نے سعد کو چھوڑ دیا۔

ابو العاص[1] بن الربیع کی قید

۲۹۶ ابن اسحٰق نے کہا کہ قیدیوں میں ابو العاص بن الربیع بن عبد العزیٰ ابن عبد شمس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد آپ کی صاحبزادی زینب کے شوہر بھی تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ان کو خراش بن الصمۃ بنی حرام میں کے ایک شخص نے

---

[1] (الف) ”العاصی“ آخر میں یا کے ساتھ اور (ب ج د) میں العاص بغیر یا کے لکھا ہے۔ (احمد محمودی)

قید کیا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابو العاص کا مکہ کے ان لوگوں میں شمار تھا جو مال، امانت اور تجارت کے لحاظ سے مشہور تھے۔ اور یہ ہالہ بنت خویلد کے فرزند تھے اور (ام المومنین) خدیجہ ان کی خالہ تھیں (جناب) خدیجہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استدعا کی کہ (زینب سے) ان کا نکاح کر دیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی مخالفت نہیں فرمایا کرتے تھے۔ اور یہ واقعہ آپ پر وحی کے نزول سے پہلے کا تھا۔ آپ نے (ان سے) ان کا نکاح کر دیا تھا۔ اور وہ (جناب خدیجہ) ان کو اپنے لڑکے کی طرح سمجھتی تھیں اور جب اللہ نے اپنے رسول کو اپنی نبوت کی عزت عطا فرمائی تو آپ پر (جناب) خدیجہ اور آپ کی لڑکیاں تو ایمان لائیں اور آپ کی تصدیق کی اور اس بات کی گواہی دی کہ جو چیز آپ لائے ہیں وہ سچ ہے اور ان سب نے آپ ہی کا دین اختیار کر لیا لیکن ابو العاص اپنے شرک ہی پر جمے رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رقیہ یا ام کلثوم سے عتبہ بن ابی لہب کا نکاح کر دیا تھا۔ جب آپ نے قریش کو اللہ کے احکام پہنچانے اور ان سے مخالفت کرنے کی ابتدا فرمائی تو ان لوگوں نے کہا کہ تم نے محمد کو اس کی فکروں سے سبکدوش کر دیا ہے اس لیے اس کی بیٹیوں کو اس کے پاس لوٹا دو اور ان کی فکر میں اس کو مشغول کر دو۔ اور ان سب نے ابو العاص کے پاس جا کر اس سے کہا کہ تو اپنی بیوی کو چھوڑ دے قریش کی جو عورت تو چاہے ہم اس سے تیرا نکاح کر دیں گے۔ انھوں نے کہا نہیں واللہ ایسی حالت میں تو میں نہ اپنی بیوی کو چھوڑوں گا اور نہ اپنی بیوی کے بدلے قریش کی کسی عورت کو میں پسند کرتا ہوں۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی دامادی کی تعریف فرمایا کرتے تھے۔ پھر وہ لوگ عتبہ ابن ابی لہب کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ محمد کی بیٹی کو طلاق دیدے۔ قریش کی جو عورت تو چاہے ہم اس سے تیرا نکاح کیے دیتے ہیں تو اس نے کہا کہ اگر تم میرا نکاح ابان بن سعید بن العاص[1] کی بیٹی یا سعید بن العاص[1] کی بیٹی سے کر دو

[1] یہاں بھی (الف) میں العاصی بیاء لکھا ہے اور (ب ج د) میں العاص بغیر یاء کے۔ (احمد محمودی)

تو میں اسے چھوڑے دیتا ہوں۔ انھوں نے سعید بن العاصی کی بیٹی سے اس کا نکاح کر دیا اور اس نے ان کو (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کو) چھوڑ دیا ۔ وہ ان کے ساتھ خلوت میں بھی نہیں گیا تھا۔ اس طرح اللہ نے ان کو (صاحبزادی صاحبہ کو) اس کے ہاتھوں سے چھڑا کر ان کی عزت رکھ لی اور اس کو ذلیل کیا۔ اس کے بعد عثمان بن عفان اس کے بجائے ان کے شوہر ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں مجبوری کے تحت (ایسے تعلقات کو) نہ جائز فرماتے تھے اور نہ ناجائز۔ اور زینب بنت رسول اللہ ۲۹۷ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسلام اختیار کر لیا تھا تو ان کے اور ابو العاصی بن الربیع کے درمیان اسلام نے تو تفریق کر دی تھی لیکن ان کو ان سے الگ کرا لینے کا اختیار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ تھا اس لیے وہ (صاحبزادی صاحبہ) باوجود اپنے اسلام کے انھیں کے ساتھ رہیں حالانکہ وہ اپنے شرک پر (قائم) تھے۔ یہاں تک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی اور قریش بدر کی جانب بڑھے تو انھیں میں ابو العاصی بن الربیع بھی تھے اور بدر کے قیدیوں میں وہ بھی گرفتار ہو گئے اور مدینہ میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہے۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن الزبیر نے اپنے والد عباد سے عائشہ کی روایت بیان کی (ام المومنین نے) کہا کہ جب مکہ والوں نے اپنے قیدیوں کی رہائی کے لیے (رقم) روانہ کی تو زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ابو العاصی کی رہائی کے لیے کچھ مال روانہ کیا اور اس میں اپنی ایک مالا بھی روانہ کی جس کو خدیجہ نے رخصت کرتے وقت انھیں پہنا کر ابو العاصی کے پاس روانہ کیا تھا۔ (ام المومنین نے) کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس (مالے) کو ملاحظہ فرمایا تو اس کو دیکھ کر آپ کا دل بہت بھر آیا اور فرمایا۔

إِن رَأَيْتُم أَن تُطْلِقُوا لَهَا أَسِيرَهَا وَتَرُدُّوا عَلَيْهَا مَالَهَا فَافْعَلُوا

اگر تمھیں مناسب معلوم ہو کہ اس کے قیدی کو تم اس کے لیے
چھوڑ دو اور اس کا مال اس کو لوٹا دو تو (ایسا) کرو۔

ان لوگوں نے کہا اچھا یا رسول اللہ ۔ اور انھوں نے ابوالعاصی کو چھوڑ دیا اور (بی بی) زینب کا جو کچھ مال تھا وہ واپس کر دیا۔

زینب کا مدینہ کی جانب سفر

کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اقرار لے لیا تھا یا انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا تھا کہ زینب کو آپ کے پاس آنے کی اجازت دی جائے گی یا ان کی رہائی کی شرطوں میں یہ بھی ایک شرط تھی لیکن یہ بات نہ ان کی جانب سے ظاہر ہوئی نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے کہ معلوم ہوتا کہ وہ کیا (معاملہ) تھا۔ مگر جب ابوالعاصی کو چھوڑ دیا گیا اور وہ مکہ چلے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ اور انصار میں کے ایک شخص کو اسی وقت روانہ فرمایا اور (یہ) فرمایا:۔

كُونَا بِبَطْنِ يَأْجَجَ حَتّٰى تَمُرَّ بِكُمَا زَيْنَبُ فَتَصْحَبَاهَا حَتّٰى تَأْتِيَانِي بِهَا

تم دونوں (جاکر) بطن یاجج میں رہو۔ یہاں تک کہ تمھارے
پاس سے زینب گزرے (جب وہ تمھارے پاس سے گزرے) تو
اس کے ساتھ ہو جاؤ یہاں تک کہ اس کو میرے پاس لاؤ۔

۲۹۸

پس وہ دونوں اسی وقت نکلے اور یہ واقعہ بدر کے ایک مہینے بعد کا یا اس سے کچھ کم زیادہ کا تھا۔ اور جب ابوالعاص مکہ آئے تو انھوں نے زینب کو اپنے والد سے جا کر ملنے کا حکم دیا تو وہ جانے کے سامان کرنے لگیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا۔ انھوں نے کہا کہ (بی بی) زینب کے متعلق مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ خود انھوں نے کہا کہ اس اثنا میں کہ میں اپنے والد سے جاکر ملنے کا سامان مکہ میں کر رہی تھی کہ مجھ سے عتبہ کی بیٹی ہند ملی اور اس نے کہا۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی کیا مجھے اس کی خبر نہیں مل گئی کہ تم اپنے والد سے جاکر ملنے کا ارادہ رکھتی ہو۔ (بی بی زینب نے) کہا۔ میں نے کہا کہ میرا یہ ارادہ تو نہیں ہے۔ اس نے کہا اے میری چچازاد بہن (ایسا) نہ کہو (یعنی مجھ سے بات نہ چھپاؤ)۔ اگر تمھیں کسی سامان کی ضرورت ہو جو تمھیں تمھارے سفر میں آرام دے یا تمھیں اپنے والد تک پہنچنے کے لیے رقم کی ضرورت ہو تو تمھارے کام کی چیز میرے پاس موجود ہے اس لیے (اس خبر کی اطلاع دینے میں) مجھ سے بخل نہ کرو۔ کیونکہ عورتوں کے تعلقات میں وہ چیز رکاوٹ نہیں بن سکتی جو مردوں کے تعلقات میں ہو۔ (بی بی زینب نے) کہا۔ واللہ میں نے تو یہی خیال کیا کہ اس نے جو کچھ کہا وہ (حقیقت میں ویسا ہی) کرنے کے لیے کہا تھا۔ کہا۔ لیکن مجھے اس سے خوف ہوا اور میں نے اس بات کے کہنے سے انکار کر دیا کہ میں اس بات کا ارادہ رکھتی ہوں اور میں نے تیاری کر لی ہے۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی اپنے سفر کی تیاری کر چکیں تو ان کا دیور (یا جیٹھ) ان کے شوہر کا بھائی کنانہ بن الربیع ان کے پاس اونٹ لایا اور وہ اس پر سوار ہو گئیں اور اس نے اپنی کمان اور ترکش لے لیا اور ان کو لیکر دن کے وقت اس اونٹ کی نکیل کھینچتا ہوا لے چلا اس حال میں کہ وہ اپنے ہودج میں بیٹھی ہوئی ہیں قریش کے لوگوں میں اس کا چرچا ہوا اور ان کی تلاش میں نکلے حتیٰ کہ انھوں نے ان کو ذی طویٰ میں آ ملایا اور پہلا شخص جو ان تک آ پہنچا وہ ہبار بن الاسود بن المطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ الفہری تھا اور وہ اپنے ہودج ہی میں تھیں کہ ہبار نے انھیں اپنی برچھی سے ڈرایا۔ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ وہ حاملہ تھیں اور جب انھیں ڈرایا دھمکایا گیا تو ان کا حمل ساقط ہو گیا۔ اور ان کا دیور (یا جیٹھ) بیٹھ گیا اور اپنے

۲۹۹

ترکش میں کے تیر زمین پر جھٹک دئیے اور کہا واللہ جو شخص میرے نزدیک آئے اس کو میں اپنے تیر کا نشانہ بناتا ہوں آخر لوگ اس کے پاس سے لوٹ گئے اور ابو سفیان قوم کے کچھ اور بڑے لوگوں کو لیے ہوئے آیا اور کہا اے شخص اپنے تیروں کو روک کہ ہم تجھ سے کچھ بات چیت کریں۔ اس نے تیر روک لیے اور ابو سفیان آگے بڑھا اور اس کے پاس کھڑا ہو گیا اور کہا تو نے سیدھی راہ اختیار نہیں کی۔ تو اس عورت کو لے کر دن دہاڑے سب لوگوں کے سامنے نکلا ہے اور تجھے ہماری مصیبت اور ذلت کا بھی علم ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے جیسی بربادی ہم پر آئی وہ بھی تجھے معلوم ہے ایسی حالت میں جب تو اس کی بیٹی کو اس کی جانب کھلم کھلا سب لوگوں کے سامنے ہمارے درمیان سے لے کر جائیگا تو لوگ سمجھیں گے کہ یہ واقعہ بھی اسی ذلت کے سبب سے رونما ہوا ہے جو ہم پر مصیبت آئی ہے اور یہ کہ اس کا وقوع بھی ہمارے ضعف اور ہماری کمزوری کے سبب سے ہوا ہے اور اپنی عمر کی قسم! ہمیں اس کو اس کے باپ سے روکنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہمیں کوئی انتقام مطلوب ہے لیکن (اس وقت تو) اس عورت کو لے کر تو لوٹ جا۔ یہاں تک کہ جب آوازیں خاموش ہو جائیں اور لوگ یہ کہنے لگیں کہ ہم نے اس کو لوٹا دیا ہے تو پھر اس کو چپکے سے لے کر نکل جا اور اس کو اس کے باپ کے پاس پہنچا دے۔ (راوی نے) کہا کہ۔ اس نے ویسا ہی کیا اور وہ چند روز وہیں رہیں یہاں تک کہ جب آوازیں خاموش ہو گئیں تو انھیں لے کر وہ رات کے وقت نکلا اور انھیں زید بن حارثہ اور ان کے ساتھی کے حوالے کر دیا اور وہ دونوں انھیں لیے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔

ابن اسحق نے کہا کہ عبد اللہ بن رواحہ نے یا بنی سالم بن عوف والے ابو خیثمہ نے (بی بی) زینب کے واقعے کے متعلق کہا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ اشعار ابو خیثمہ کے ہیں:۔

أَتَانِي الَّذِي لَا يَقْدُرُ النَّاسُ قَدْرَهُ ... لِزَيْنَبَ فِيهِمْ مِنْ عُقُوقٍ وَمَأْثَمِ

میرے پاس وہ شخص آیا (یا اس واقعہ کی خبر پہنچی) جس کی
جیسی قدر کرنا چاہیے لوگ اس کی ویسی قدر نہیں کرتے وہ شخص (یا
وہ واقعہ) زینب سے تعلق رکھنے والا ہے جو ان لوگوں کے خلاف
اور (ان کی دانست میں) گناہ تھا۔

وَإِخْرَاجُهَا لَمْ يُخْزَ فِيهَا مُحَمَّدٌ عَلَى مَأْقِطٍ وَبَيْنَنَا عِطْرُ مَنْشَمِ

وہ زینب کا (مکہ سے) نکال لانا تھا جس میں محمد (رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم) کی کسی طرح کی رسوائی نہیں ہوئی۔ باوجود اس کے
کہ جنگی احکام نافذ تھے اور ہم میں ان میں منحوس عطر مہک رہا تھا۔

وَأَمْسَى أَبُو سُفْيَانَ مِنْ حِلْفِ ضَمْضَمٍ وَمِنْ حَرْبِنَا فِي رَغْمِ أَنْفٍ وَمَنْدَمِ

اور ابو سفیان اپنے حلیف ضمضم کے متعلق اور ہم سے
لڑائی مول لینے کے سبب سے ذلیل اور نادم ہو چکا تھا۔

قَرَنَّا ابْنَهُ عَمْراً وَمَوْلَى يَمِينِهِ بِذِي حَلَقٍ جَلْدِ الصَّلَاصِلِ مُحْكَمِ

ہم نے اس کے بیٹے عمرو اور اس کے حلیف کو حلقوں والی
بڑی جھنکار والی مضبوط (زنجیر) میں جکڑ دیا۔

فَأَقْسَمْتُ لَا تَنْفَكُّ مِنَّا كَتَائِبٌ سَرَاةُ خَمِيسٍ فِي لُهَامٍ مُسَوَّمِ

پھر میں نے قسم کھائی کہ ہمارے لشکر کی ٹولیاں۔ لشکر کے
سردار ایک خاص نشان والے عدد کثیر کے ساتھ ہمیشہ

نَزُوعُ[1] قُرَيْشَ الْكُفْرِ حَتَّى نَعُلَّهَا بِخَاطِمَةٍ فَوْقَ الْأُنُوفِ بِمِيسَمِ

کفر کی ٹولیوں کو ڈراتے رہیں گے حتیٰ کہ بار بار حملہ کر کے

---

[1] (الف) میں نزوع زائے معجمہ سے لکھا ہے جس کے متعلق حاشیہ (ب) میں لکھا ہے کہ وہ تحریف ہے۔ لیکن میرے خیال میں اس کے بھی معنی بن سکتے ہیں کیونکہ اس کے معنی حرکت دینے اور موڑنے کے ہیں۔ لیکن نسخہ (ب ج د)

ان کی ناکوں میں داغ دینے والے آلے کے ذریعے نکیل ڈال دیں گے۔

نُنَازِلُهُمْ أَكْنَافَ نَجْدٍ وَنَخْلَةٍ وَإِنْ يُتْهِمُوا بِالْخَيْلِ وَالرَّجْلِ نُتْهِمِ

۳۰۱

ہم نجد (سطح مرتفع) و نخلہ (کھجور بن) کے اطراف واکناف میں ان سے مقابلہ کرتے رہیں گے اور اگر وہ سوار اور پیادوں کو لیکر تہامہ (نشیبی زمین) میں اتر جائیں تو ہم وہاں بھی نازل ہوں گے۔

يَدَ الدَّهْرِ حَتَّى لَا يُعَوَّجَ سِرْبُنَا وَنُلْحِقُهُمْ آثَارَ عَادٍ وَجُرْهُمِ

ابد تک (ان سے مقابلہ کرتے رہیں گے) یہاں تک کہ ہمارا راستہ سیدھا ہو جائے اور ہم انھیں عاد و جرہم کے نشانات سے ملا دیں گے (یعنی برباد و ہلاک کر دیں گے)

وَيَنْدَمُ قَوْمٌ لَمْ يُطِيعُوا مُحَمَّدًا عَلَى أَمْرِهِمْ وَأَيَّ حِينٍ تَنَدُّمِ

اور وہ قوم اپنے کیے پر پچھتائے گی جس نے محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت نہ کی اور کیسے وقت وہ پچھتائے گی (جبکہ پچھتانا کچھ کام نہ آئے گا)۔

فَأَبْلِغْ أَبَا سُفْيَانَ إِمَّا لَقِيتَهُ لَئِنْ أَنْتَ لَمْ تُخْلِصْ سُجُودًا وَتُسْلِمِ

تو اے مخاطب) اگر تو ابو سفیان سے ملے تو تو اس کو یہ پیام پہنچا دے کہ اگر تو خلوص کے ساتھ نہ جھکا اور بات نہ مانی تو۔

فَأَبْشِرْ بِخِزْيٍ فِي الْحَيَاةِ مُعَجَّلٍ وَسِرْبَالِ قَارٍ خَالِدًا فِي جَهَنَّمِ

زندگی ہی میں فوری رسوائی و ذلت کی اور جہنم میں روغن قار کے

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ :۔۔۔ راجح اور نسخہ (الف) مرجوح ہے۔ (احمد محمودی)

ابدی لباس پہننے کی ابھی سے خوشیاں منا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض روایتوں میں "وسربال نار" بھی آیا ہے یعنی آگ کے کپڑے پہننے کی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابوسفیان کے حلیف سے مراد عامر بن الحضرمی ہے جو قیدیوں میں تھا۔ اور الحضرمی اور حرب بن امیہ کے درمیان معاہدہ تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابوسفیان کے حلیف سے مراد عقبہ بن الحارث بن الحضرمی ہے اور عامر بن الحضرمی (جس کا ذکر ابن اسحٰق نے کیا ہے) وہ تو بدر میں قتل ہو چکا تھا۔

۲ اور جب وہ لوگ لوٹ گئے جو زینب کی جانب نکلے تھے اور ان سے اور ہند بنت عتبہ سے ملاقات ہوئی تو اس نے ان سے کہا:۔

أَفِي السِّلْمِ أَعْيَارًا جَفَاءً وَغِلْظَةً ۔۔۔ وَفِي الْحَرْبِ أَشْبَاهَ النِّسَاءِ الْعَوَارِكِ

کیا صلح و آشتی کی حالت میں (لوگ) بے وفائی اور سختی میں گدھوں کی طرح اور حالت جنگ میں حیض والی عورتوں کی طرح ہیں۔

اور جب کنانہ بن الربیع نے زینب کو ان دونوں شخصوں کے حوالے کیا تو زینب کے متعلق اس نے کہا:۔

عَجِبْتُ لِهَبَّارٍ وَأَوْبَاشِ قَوْمِهِ ۔۔۔ يُرِيدُونَ إِخْفَارِي بِبِنْتِ مُحَمَّدِ

میں ہبار اور اس کی قوم کے اوباشوں سے حیران ہوں کہ وہ چاہتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی کے ساتھ جو میرا معاہدہ ہے وہ توڑ دیا جائے۔

وَلَسْتُ أُبَالِي مَا حَيِيتُ عَدِيدَهُمْ ۔۔۔ وَمَا اسْتَجْمَعَتْ قَبْضًا يَدِي بِالْمُهَنَّدِ

اور جب تک میں زندہ ہوں ان کی بڑی تعداد کی کوئی پروا نہیں کرتا جب تک کہ میرا ہاتھ ہندی تلوار کو مضبوطی سے

تھامے ہوئے ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یزید بن ابی حبیب نے بکیر بن عبداللہ بن الاشج سے اور انھوں نے سلیمان بن یسار سے اور انھوں نے ابو اسحٰق الدوسی سے ابوہریرہ کی روایت بیان کی۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت روانہ فرمائی جس میں میں بھی تھا اور ہمیں حکم فرمایا تھا:—

إِنْ ظَفِرْتُمْ بِهَبَّارِ بْنِ الْأَسْوَدِ أَوِ الرَّجُلِ الْآخَرِ الَّذِي سَبَقَ مَعَهُ إِلَى زَيْنَبَ فَحَرِّقُوهُمَا بِالنَّارِ

اگر تم ہبار بن الاسود پر یا اس دوسرے شخص پر جو اس کے ساتھ زینب کی جانب بڑھا تھا قابو پاؤ تو ان دونوں کو آگ سے جلا دو۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابن اسحٰق نے اس دوسرے شخص کا نام اپنی روایت میں بتایا ہے کہ وہ نافع بن عبدقیس تھا۔

(ابن اسحٰق نے) کہا کہ جب دوسرا دن ہوا تو آپ نے ہماری جانب کہلا بھیجا کہ:—

إِنِّي قَدْ[1] كُنْتُ أَمَرْتُكُمْ بِتَحْرِيقِ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ إِنْ أَخَذْتُمُوهُمَا ثُمَّ رَأَيْتُ أَنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يُعَذِّبَ بِالنَّارِ إِلَّا اللّٰهُ فَإِنْ ظَفِرْتُمْ بِهِمَا فَاقْتُلُوهُمَا۔

---

[1] (ب ج د) میں "قد" نہیں ہے۔ صرف (الف) میں ہے۔ (احمد محمودی)

بے شبہ میں نے تمھیں ان دونوں آدمیوں کے متعلق حکم دیا تھا کہ اگر تم ان کو گرفتار کر لو تو جلا دینا۔ اس کے بعد میری یہ رائے ہوئی ہے کہ اللہ کے سوا کسی شخص کے لیے یہ بات سزاوار نہیں کہ وہ آگ کی سزا دے اس لیے اگر تم ان پر قابو پاؤ تو انھیں قتل کر دینا۔

ابو العاص بن الربیع کا اسلام

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد ابو العاص مکہ میں رہے اور (بی بی) زینب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ میں رہیں کہ اسلام نے ان دونوں میں تفریق کر دی تھی یہاں تک کہ فتح (مکہ) کے کچھ روز پہلے ابو العاص شام کی جانب تجارت کے لیے نکل گئے اور یہ خود اپنے مال کے لحاظ سے بھی بے فکر تھے اور قریش کے بہت سے افراد نے بھی تجارت کے لیے اپنے مال دیئے تھے۔ جب وہ اپنی تجارت سے فارغ ہوئے اور لوٹ کر آنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روانہ کی ہوئی جماعت کے لوگوں نے انھیں ملا لیا اور جو کچھ ان کے ساتھ تھا وہ لے لیا لیکن یہ خود بھاگ نکلے اور گرفتار نہ ہو سکے۔ وہ جماعت جب ان سے حاصل کیا ہوا مال لے کر (مدینہ) آ گئی تو ابو العاص بھی رات کی تاریکی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی زینب کے پاس آ گئے اور ان سے پناہ طلب کی تو انھوں نے انھیں پناہ دیدی۔ اور یہ اپنے مال کی طلب کے لیے آئے تھے۔ یزید بن رومان کے بیان کے موافق جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے لیے برآمد ہوئے اور آپ نے تکبیر فرمائی تو اور لوگوں نے بھی تکبیر کہی (یعنی سب کے سب نماز پڑھنے لگے) (اس وقت) زینب نے عورتوں کے چبوترے سے بلند آواز سے کہا لوگو! میں نے ابو العاص بن الربیع کو پناہ دی ہے۔ (راوی نے) کہا کہ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا لوگوں کی جانب توجہ فرمائی تو فرمایا:—

۲۰

أَيُّهَا النَّاسُ هَلْ سَمِعْتُمْ مَا سَمِعْتُ

لوگو! کیا (وہ) تم نے بھی سنا جو میں نے سنا ہے۔ لوگوں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا:

أَمَا وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَا عَلِمْتُ بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ حَتَّى سَمِعْتُ مَا سَمِعْتُمْ إِنَّهُ يُجِيرُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ أَدْنَاهُمْ۔

سن لو اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے مجھے کسی بات کا علم نہ تھا یہاں تک کہ میں نے وہ (آواز) سنی جس کو تم نے بھی سنا۔ بات یہ ہے کہ مسلمانوں کے مقابل ان میں ایک ادنیٰ شخص بھی پناہ دیتا ہے۔ (پناہ دینے کا حق رکھتا ہے)

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس (بیت الشرف میں) اپنی صاحبزادی کے پاس تشریف لے گئے تو فرمایا:

أَيْ بُنَيَّةُ أَكْرِمِي مَثْوَاهُ وَلَا يَخْلُصَنَّ إِلَيْكِ فَإِنَّكِ لَا تَحِلِّينَ لَهُ

بیٹی اس کی خاطر داری کرنا اور اس کو اپنے ساتھ خلوت میں نہ آنے دینا کیونکہ تم اس کے لیے حلال نہیں ہو۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جماعت سے جس نے ابوالعاص کا مال لے لیا تھا کہلا بھیجا کہ:

إِنَّ هَذَا الرَّجُلَ مِنَّا حَيْثُ قَدْ عَلِمْتُمْ وَقَدْ أَصَبْتُمْ لَهُ مَالًا فَإِنْ تُحْسِنُوا وَتَرُدُّوا عَلَيْهِ الَّذِي لَهُ فَإِنَّا نُحِبُّ ذَلِكَ

یہ شخص ہم سے جو تعلق رکھتا ہے اس کا تو تمھیں علم ہی ہے
اور اب تم نے اس کا مال لے لیا ہے تو اگر تم اس کے ساتھ نیک سلوک
کرو اور اس کا مال اسے لوٹا دو تو ہمیں یہ بات پسندیدہ ہے۔

وَإِنْ أَبَيْتُمْ فَهُوَ فَيْءُ اللّٰهِ الَّذِي أَفَاءَ عَلَيْكُمْ فَأَنْتُمْ أَحَقُّ بِهِ

اور اگر تم (ایسا کرنے سے) انکار کرو تو تم کو اس کا زیادہ
حق ہے۔ کیونکہ وہ (مال) اللہ کی راہ میں (آگیا) ہے جس نے وہ
تمھیں غنیمت میں عنایت فرمایا ہے۔

آخر ان لوگوں نے کہا یا رسول اللہ (ایسا نہ ہو گا) بلکہ ان کا مال انھیں واپس کر دیں گے۔ اور انھوں نے ان کا مال انھیں لوٹا دیا یہاں تک کہ کوئی شخص ڈول لاتا کوئی مشک لاتا کوئی لوٹا لاتا اور کوئی ٹیڑھے سر والی لکڑی لا رہا تھا جو گٹھڑیوں کے اٹھانے کے لیے ان میں لگائی جاتی ہے یہاں تک کہ ان کا تمام مال انھیں واپس کر دیا گیا اور اس میں سے ان کی کوئی چیز گم نہ ہوئی۔ اس کے بعد وہ انھیں مکہ اٹھا لے گئے اور قریش کے ہر ایک سامان والے کو اس کا سامان اور جس نے تجارت میں حصہ لیا تھا اس کو اس کا حصہ ادا کر دیا پھر انھوں نے کہا۔ اے گروہ قریش! کیا تم میں سے کسی کا کچھ مال میرے پاس رہ گیا ہے۔ انھوں نے کہا اللہ تمھیں جزائے خیر دے کچھ باقی نہیں رہا اور ہم نے تم کو پورا حق ادا کرنے والا اور شریف پایا۔ (تو) انھوں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور یہ کہ محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ واللہ مجھے آپ کے پاس اسلام اختیار کرنے سے کوئی امر مانع نہ تھا بجز اس خوف کے کہ تم خیال کرنے لگو کہ میں نے صرف تمھارا مال کھا جانا چاہا۔ پس (اب) جبکہ اللہ نے تمھارے مالوں کو تم تک پہنچا دیا اور مجھے اس سے فراغت ہو گئی تو میں نے اسلام اختیار کر لیا۔ پھر وہ نکلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔

۳۰۱

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے داؤد بن الحصین نے عکرمہ سے ابن عباس

کی حدیث بیان کی۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب کو ان کی زوجیت میں پہلے ہی کے نکاح کے لحاظ سے دیدیا اور کسی طرح کی تجدید نہیں کی۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے ابو عبیدہ نے بیان کیا کہ ابو العاص جب شام سے مشرکوں کے مال لے کر آئے تو ان سے کہا گیا کہ تمھیں اسلام اختیار کرنے کی جانب رغبت ہے اس شرط پر کہ یہ تمام مال تم لے لو کیونکہ یہ مشرکوں کے مال ہیں تو ابو العاص نے کہا کہ میں اپنے اسلام کی ابتدا اپنی امانت میں خیانت کر کے کروں تو کس قدر برا ہوگا۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے عبدالوارث بن سعید التنوری نے داؤد بن ابی ہند سے عامر الشعبی کی روایت اسی طرح بیان کی جس طرح ابو عبیدہ نے ابو العاص کے متعلق (مذکورۂ بالا) روایت بیان کی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بغیر فدیہ لیے جن قیدیوں کو بطور احسان کے چھوڑ دیا گیا ان میں سے جن کے نام ہمیں بتائے گئے ہیں وہ بنی عبد شمس بن مناف میں سے ابو العاص بن الربیع بن عبد العزیٰ بن عبد الشمس بن عبد مناف ہیں جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان فرمایا بعد اس کے کہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا فدیہ روانہ کیا تھا۔ اور بنی مخزوم بن یقظہ میں سے المطلب بن حنطب بن الحارث بن عبید بن عمر بن مخزوم تھا جو بنی الحارث الخزرج میں کے ایک شخص کا لڑکا تھا وہ انھیں کے ہاتھوں میں دیدیا گیا۔ انھوں نے اس کو چھوڑ دیا اور وہ اپنی قوم سے جا ملا۔ ۳۰۵

ابن ہشام نے کہا کہ اس بنی نجار والے ابو ایوب نے خالد بن زید کو گرفتار کیا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور صیفی بن ابی رفاعہ بن عابذ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم وہ اس کے لوگوں میں چھوڑ دیا گیا اور جب کوئی اس کے لیے فدیہ نہیں لایا تو اس سے اقرار لے لیا کہ وہ اپنا فدیہ خود بھیجدے گا اور اس کو چھوڑ دیا تو اس نے انھیں کچھ بھی ادا نہ کیا تو حسان بن ثابت نے اس کے متعلق کہا :-

وَمَا كَانَ صَيْفِيٌّ لِيُوفِي أَمَانَةً ۔۔۔ قَفَا ثَعْلَبٍ أَعْيَا بِبَعْضِ الْمَوَارِدِ

صیفی ایسا شخص تو تھا نہیں کہ امانت پوری ادا کرتا وہ تو
لومڑی کی گردن (کے مانند) تھا جو پانی پینے کے کسی مقام پر
تھک گئی تھی۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ بیت ان کے ابیات میں کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ابو عزہ بن عبداللہ بن عثمان بن اہیب بن حذافہ بن جمح جو محتاج اور بہت سی لڑکیوں والا تھا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی اور کہا یا رسول اللہ آپ کو تو معلوم ہے کہ میرے پاس کسی قسم کا مال نہیں ہے اور میں خود حاجت مند اور بال بچے والا ہوں اس لیے آپ مجھ پر احسان فرمائیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر احسان فرمایا اور اس سے اقرار لیا کہ وہ آپ کے مقابلے میں کسی کی مدد نہ کرے تو ابو عزہ اس سلوک کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مداحی کرتا ہے اور آپ کی قوم میں آپ کی جو فضیلت ہے اس کا بیان کرتا ہے۔ ۳۰۶

مَنْ مُبْلِغٌ عَنِّی الرَّسُوْلَ مُحَمَّدًا ۔۔۔ بِاَنَّكَ حَقٌّ وَالْمَلِيْكُ حَمِيْدُ

میری جانب سے محمد رسول (اللہ) کو (یہ پیام) پہنچانے والا
کون ہے کہ آپ سچے ہیں اور بادشاہ (حقیقی) قابل حمد وثنا ہے۔

وَاَنْتَ امْرُؤٌ تَدْعُوْا اِلَى الْحَقِّ وَالْهُدٰى ۔۔۔ عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ شَهِيْدُ

اور آپ ایسے شخص ہیں کہ سچائی اور سیدھی راہ کی جانب،
بلاتے ہیں اور آپ (کی سچائی) پر عظمت والے اللہ کی جانب سے
گواہ موجود ہیں۔

وَاَنْتَ امْرُؤٌ بُوِّئْتَ فِيْنَا مَبَاءَةً ۔۔۔ لَهَا دَرَجَاتٌ سَهْلَةٌ وَصُعُوْدُ

اور آپ ایسے شخص ہیں کہ ہم میں آپ نے ایسا مقام حاصل
فرما لیا ہے جس کی سیڑھیوں پر چڑھنا (ایک لحاظ سے) نہایت آسان

اور (ایک لحاظ سے) نہایت مشکل ہے۔

فَإِنَّكَ مَنْ حَارَبْتَهُ لَمُحَارَبٌ ‏ شَقِيٌّ وَمَنْ سَالَمْتَهُ لَسَعِيدُ

آپ کی حالت یہ ہے کہ آپ جس سے نبرد آزما ہوں وہ بدنصیب
دشمن ہے اور جس سے آپ صلح فرما لیں وہ خوش نصیب ہے۔

وَلٰكِنْ إِذَا ذُكِّرْتُ بَدْرًا وَأَهْلَهُ ‏ تَأَوَّبَ مَا بِي حَسْرَةٌ وَقُعُودُ

لیکن مجھے جب بدر اور بدر والوں کی یاد دلائی جاتی ہے
تو حسرت و کم ہمتی جو مجھ میں موجود ہے وہ مجھے گھیر لیتی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس روز مشرکوں کا فدیہ چار ہزار درہم سے ایک ہزار درہم تک تھا۔ لیکن جس شخص کے پاس کچھ نہ تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر احسان فرمایا۔

عمیر بن وہب کا اسلام

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن جعفر بن الزبیر نے عروۃ بن الزبیر کی روایت بیان کی انہوں نے کہا کہ بدر والے قریش کی مصیبت کے کچھ ہی دن بعد مقام حجر میں عمیر بن وہب الجمحی صفوان بن امیہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور عمیر بن وہب قریش کے شیطانوں میں کا ایک شیطان تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو تکلیفیں پہنچایا کرتا تھا اور جب تک آپ مکہ میں تھے اس کی طرف سے ان لوگوں کی سختیوں ہی سے مڈبھیڑ ہوتی رہی اور اس کا بیٹا وہب بن عمیر بدر کے قیدیوں میں تھا

ابن ہشام نے کہا کہ اس کو بنی زریق کے ایک شخص رفاعہ بن رافع نے اسیر کیا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن جعفر بن الزبیر نے عروہ بن الزبیر کی روایت بیان کی۔ انھوں نے کہا کہ اس نے بدر کے گڑھے والوں اور ان کی مصیبت کا ذکر کیا تو صفوان نے کہا کہ واللہ ان لوگوں کے بعد زندگی میں کوئی بھلائی نہیں۔ عمیر نے کہا واللہ تو نے سچ کہا۔ سن واللہ اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا جس کے ادا کرنے کی میرے پاس کوئی صورت نہیں اور بال بچے نہ ہوتے جن کے برباد ہو جانے کا اپنے بعد مجھے خوف ہے تو سوار ہو کر محمد کی طرف (اس لئے) جاتا کہ اس کو قتل کر دوں کیونکہ مجھے ان کے پاس جانے کے لیے ایک (یہ) سبب بھی ہے کہ میرا لڑکا ان کے پاس قید ہے۔ (راوی نے) کہا۔ تو صفوان نے اس کو غنیمت جانا اور کہا میں اس قرض کو تمھاری جانب سے ادا کر دیتا ہوں اور تیرے بال بچے میرے بال بچوں کے ساتھ رہیں گے اور جبتک وہ رہیں گے میں ان کی مدد کرتا رہوں گا اور میرے بس کی کوئی شئے ایسی نہ ہو گی جان کو دینے سے عاجز رہوں۔ عمیر نے اس سے کہا اچھا تو میری (اور) اپنی اس حالت (یا گفتگو) کو راز میں رکھ۔ اس نے کہا ایسا ہی کروں گا۔ پھر عمیر نے اپنی تلوار تیز کرنے کے لیے دی۔ اور وہ اس کے لیے تیز کر دی گئی اور زہر آلود کر دی گئی اس کے بعد وہ چلا اور مدینہ آیا۔ عمر بن الخطاب کچھ مسلمانوں کے درمیان (جنگ) بدر ہی کے متعلق باتیں کر رہے تھے اور اللہ نے انھیں جو عزت عطا فرمائی اور ان کے دشمن کی جو حالت انھیں دکھا دی اس کا ذکر کر رہے تھے کہ یکایک عمر نے عمیر بن وہب کو اس وقت دیکھا جب اس نے اپنا اونٹ مسجد کے دروازے پر بٹھایا اور تلوار حمائل کیے ہوئے تھا۔ تو عمر نے کہا کہ واللہ یہ کتا اللہ کا دشمن کوئی بدی لیے بغیر نہیں آیا ہے۔ یہ وہی شخص ہے جس نے ہمارے درمیان (جنگ کے لیے) ابھارا ہے اور یہی وہ ہے جس نے بدر کے روز ہماری تعداد کا تخمینہ ان لوگوں کو بتایا تھا۔ پھر عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اندر گئے اور عرض کی یا رسول اللہ! یہ اللہ کا دشمن عمیر بن وہب اپنی تلوار حمائل کیے ہوئے آیا ہے۔ فرمایا:——

فادخلہ علیّ:۔ اسے اندر میرے پاس لاؤ۔ (راوی نے) کہا۔

تو عمر آئے اور اس کی تلوار کے حمائل کو اس کی گردن ہی میں اس کے گریبان سے ملا کر پکڑ لیا اور آپ کے ساتھ جو انصار تھے ان سے کہا اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اندر لے چلو اور آپ کے پاس اسے بٹھاؤ۔ لیکن آپ کے متعلق اس خبیث سے احتیاط کرو کہ یہ شخص بھروسے کے قابل نہیں ہے۔

پھر اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اندر لے گئے۔ اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ملاحظہ فرمایا کہ عمر اس کو اس کی تلوار کے حمائل کے ساتھ پکڑے ہوئے ہیں تو فرمایا:۔ ۳۰۸

أَرْسِلْهُ يَا عُمَرُ أُدْنُ يَا عُمَيْرُ

اے عمر اس کو چھوڑ دو۔ اے عمیر نزدیک آؤ۔

تو وہ نزدیک گیا اور أَنْعِمُوا صَبَاحًا یعنی تمہارا دن اچھا گزرے کہا۔

اور یہ زمانۂ جاہلیت کا آپس کا سلام تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

قَدْ أَكْرَمَنَا اللهُ بِتَحِيَّةٍ خَيْرٍ مِنْ تَحِيَّتِكَ يَا عُمَيْرُ بِالسَّلَامِ تَحِيَّةِ أَهْلِ الْجَنَّةِ

اے عمیر ہمیں اللہ نے ایک ایسی دعا کی عزت عطا فرمائی ہے جو تمہاری دعا سے بہتر ہے اور وہ سلام ہے جو جنت والوں کی دعا ہے۔

اس نے کہا سنئے واللہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں اس سے بہت کم زمانے سے واقف ہوں۔ فرمایا:۔

فَمَا جَاءَ بِكَ يَا عُمَيْرُ

اے عمیر تمہیں کونسی چیز لائی ہے۔ کہا میں اس قیدی کے لیے آیا ہوں جو آپ لوگوں کے پاس گرفتار ہے۔ اس کے متعلق احسان کیجئے۔ فرمایا:۔

فَمَا بَالُ السَّيْفِ فِي عُنُقِكَ

جو آپ ہمارے آگے آسمان کی خبریں پیش کیا کرتے تھے اور جو آپ پر وحی اترا کرتی تھی۔ اور یہ بات تو ایسی تھی کہ اس وقت میرے اور صفوان کے سوا کوئی (اور) نہ تھا۔ اس لیے واللہ میں جانتا ہوں کہ یہ خبر آپ کے پاس اللہ کے سوا کوئی اور نہیں لایا پس تعریف اس اللہ کی ہے جس نے مجھے اسلام کی راہ دکھادی اور مجھے اس طرح ہانک لایا۔ پھر انھوں نے سچی گواہی دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

فَقِّهُوا أَخَاكُمْ فِي دِينِهِ وَأَقْرِئُوهُ الْقُرْآنَ وَأَطْلِقُوا لَهُ أَسِيرَهُ.

اپنے بھائی کو فقہ کی تعلیم دو اور انھیں قرآن پڑھاؤ اور ان کی خاطر سے ان کا قیدی رہا کردو۔ اور سب نے ویسا ہی کیا۔

پھر انھوں نے کہا یا رسول اللہ میں اللہ کے نور کے بجھانے میں کوشاں تھا اور جو لوگ اللہ عزوجل کے دین پر تھے ان کی ایذا رسانی میں بہت سخت تھا اب میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اجازت دیں کہ میں مکہ جاؤں اور انھیں اللہ اور اس کے رسول اور اسلام کی طرف بلاؤں تاکہ اللہ انھیں سیدھی راہ پر لائے ورنہ انھیں ان کے اپنے دین پر رہنے کی صورت میں تکلیفیں دوں جس طرح آپ کے اصحاب کو ان کے اپنے دین پر رہنے کی صورت میں تکلیفیں دیا کرتا تھا۔ (راوی نے) کہا آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اجازت دی اور وہ مکہ چلے گئے اور جب عمیر ابن وہب (مکہ سے) نکلے تھے تو (وہاں) صفوان (لوگوں سے) کہہ رہا تھا کہ (لوگو!) خوش ہو جاؤ کہ اب چند روز میں ایک ایسے واقعے کی خبر آئے گی کہ تمھیں بدر کا واقعہ بھلا دے گی اور صفوان (مدینہ سے آنے والے) قافلے والوں سے اس کے متعلق دریافت کرتا رہتا تھا حتی کہ ایک سوار آیا تو اس نے ان کے اسلام لانے کی خبر سنائی۔ تو اس نے قسم کھالی کہ وہ ان سے نہ کبھی کوئی بات کرے گا اور نہ انھیں کبھی کوئی نفع پہنچائے گا۔ ۳۰۹

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب عمیر مکہ آئے تھے اور اسلام کی دعوت دینے کے لئے

پھر یہ تلوار تمہارے گلے میں کیوں ہے۔
اس نے کہا اللہ ان تلواروں کا ستیاناس کرے وہ کچھ بھی کام آئیں۔
فرمایا:۔

أَصْدِقْنِي مَا الَّذِي جِئْتَ لَهُ

مجھ سے سچ سچ کہہ دو کہ تم کس لیے آئے ہو۔ اس نے
کہا میں بجز اس کے اور کسی کام کے لیے نہیں آیا۔ فرمایا:۔

بَلْ قَعَدْتَ أَنْتَ وَصَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ فِي الْحِجْرِ فَذَكَرْتُمَا أَصْحَابَ الْقَلِيبِ مِنْ قُرَيْشٍ ثُمَّ قُلْتَ لَوْلَا دَيْنٌ عَلَيَّ وَعِيَالٌ عِنْدِي لَخَرَجْتُ حَتَّى أَقْتُلَ مُحَمَّدًا فَتَحَمَّلَ لَكَ صَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ بِدَيْنِكَ وَعِيَالِكَ عَلَى أَنْ تَقْتُلَنِي لَهُ وَاللّٰهُ حَائِلٌ بَيْنِي وَبَيْنَ ذٰلِكَ

کیوں نہیں۔ تم صفوان بن امیہ کے ساتھ حجر میں بیٹھے تھے
اور تم دونوں نے قریش کے گڑھے میں پڑے ہوئے
لوگوں کا تذکرہ کیا۔ اس کے بعد تم نے کہا کہ اگر مجھ پر قرض ہوتا
اور میرے پاس بال بچے نہ ہوتے تو میں نکلتا تاکہ میں محمد کو قتل
کروں تو صفوان بن امیہ نے تمہارے قرض اور تمہارے بچوں کا
بار اپنے ذمے لے لیا۔ اس شرط پر کہ تم اس کی خاطر مجھے قتل کر دو۔
حالانکہ اللہ میرے اور (تمہارے) اس (ارادے کی تکمیل) کے
درمیان حائل ہے۔ (یعنی تم اپنے اس ارادے کو پورا نہیں کر سکتے)
تو عمیر نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ یا رسول اللہ
(صلی اللہ علیہ وسلم) بے شک ہم آپ کو اس بات میں جھوٹا خیال کرتے تھے

وہاں رہ گئے جو ان کی مخالفت کرتا اسے سخت ایذائیں دینے لگے تو ان کے ہاتھوں بہت سے لوگوں نے اسلام اختیار کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ عمیر بن وہب یا الحارث بن ہشام ان دونوں میں سے ایک صاحب ہیں جنھوں نے بدر کے روز ابلیس کو دیکھا کہ اپنی ایڑیوں کی جانب لوٹ کر جا رہا ہے تو کہا کہ اے سراقہ کہاں جا رہے ہو اور اللہ کے دشمن نے (سراقہ کی) شکل اختیار کی تھی۔ وہ تو چلا گیا۔ تو اللہ نے اس کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمایا:۔

وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّىْ جَارٌ لَّكُمْ

اور (وہ وقت یاد کرو) جبکہ شیطان نے ان کے کام ان کے لیے اچھے کر دکھائے اور کہا کہ لوگوں میں سے کوئی آج تم پر غالب ہونے والا نہیں ہے اور میں تمھارا ساتھی ہوں۔

اور بیان فرمایا کہ ابلیس نے انھیں دھوکا دیا اور سراقہ بن مالک بن جعشم کے مشابہ بن کر پہنچا جبکہ ان لوگوں نے اپنے اور بنی بکر بن مناۃ بن کنانہ کے درمیانی تعلقات اور اس جنگ کا ذکر کیا تھا جو ان کے درمیان تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَلَمَّا تَرَاءَتِ الْفِئَتَانِ

جب دونوں جماعتیں ایک دوسرے کے مقابل ہوئیں۔

اور اللہ کے دشمن نے اللہ کے لشکر فرشتوں کو دیکھا جن کے ذریعے اللہ نے اپنے رسول اور ایمانداروں کی ان کے دشمن کے مقابل میں مدد کی تو۔

نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّىْ بَرِىْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّىْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ

اپنی ایڑیوں کی جانب لوٹ گیا اور کہا میں تو تم سے
الگ ہوں میں وہ چیز دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ رہے ہو۔
اور دشمن خدا نے سچ کہا کہ اس نے وہ چیز دیکھی جو انھوں نے نہیں دیکھی
اور کہا۔

إِنِّيٓ أَخَافُ اللّٰهَ وَاللّٰهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ

میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

غرض مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ وہ لوگ اسے ہر منزل میں سراقہ کی صورت میں دیکھتے تھے۔ اور اسے اجنبی نہ سمجھتے تھے حتی کہ جب بدر کا روز ہوا اور دونوں جماعتوں میں مڈبھیڑ ہوئی تو وہ الٹے پاؤں لوٹ گیا۔ غرض وہ انھیں (مقام جنگ تک) لایا اور ان کو بے یار چھوڑ دیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ "نکص" کے معنی رجع کے ہیں یعنی لوٹ گیا۔
بنی اسید بن عمرو بن تمیم میں کے ایک شخص اوس بن حجر نے کہا ہے:—

نَكَصْتُمْ عَلَىٰٓ أَعْقَابِكُمْ ثُمَّ جِئْتُمْ تَرَجُّوْنَ أَنْفَالَ الْخَمِيسِ الْعَرَمْرَمِ

تم پچھلے پاؤں لوٹ گئے اور پھر بڑے بھاری لشکر کی
غنیمت کی امید کر کے آگئے۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ حسان بن ثابت نے کہا ہے:—

قَوْمِي الَّذِينَ هُمُ آوَوْا نَبِيَّهُمُ وَصَدَّقُوهُ وَأَهْلُ الْأَرْضِ كُفَّارُ

میری قوم کے لوگ ایسے ہیں جنھوں نے اپنے نبی کو
پناہ دی اور ان کی تصدیق ایسی حالت میں کی کہ زمین والے
کافر تھے۔

إِلَّا خَصَائِصَ أَقْوَامٍ هُمُ سَلَفٌ لِلصَّالِحِينَ مَعَ الْأَنْصَارِ أَنْصَارُ

(ان لوگوں کے) خصائص ان لوگوں کی طرح کے نہیں ہیں
جو ان کے پیشرو تھے۔ (یہ لوگ) نیکوں کی مدد کرنے والوں کے
ساتھ ہو کر مدد کرنے والے ہیں۔

مُسْتَبْشِرِيْنَ بِقَسْمِ اللّٰهِ قَوْلُهُمْ ... لَمَّا أَتَاهُمْ كَرِيْمُ الْأَصْلِ مُخْتَارُ

جب ان کے پاس شریف النسب برگزیدہ (نبی) آیا
تو وہ خدا کی تقسیم پر خوش ہو گئے۔ (کہ ان کو یہ سعادت حاصل ہو گئی)

أَهْلًا وَسَهْلًا فَفِي أَمْنٍ وَفِي سَعَةٍ ... نِعْمَ النَّبِيُّ وَنِعْمَ الْقَسْمُ وَالْجَارُ

اور ان کا قول اہلاً وسہلاً تھا یعنی آپ کے لیے یہی مقام سزاوار اور آرام دہ
ہے آپ امن و کشائش میں رہیں گے۔ نبی بھی اچھا ہے اور
(ہمارا) نصیب بھی اچھا اور پڑوس بھی اچھا ہے۔

فَأَنْزَلُوْهُ بِدَارٍ لَا يُخَافُ بِهَا ... مَنْ كَانَ جَارَهُمْ دَارًا هِيَ الدَّارُ

انھوں نے آپ کو ایسے مقام پر اتارا جس میں کسی طرح کا
خوف و خطر نہیں جو شخص ایسے لوگوں کا ہمسایہ ہو تو ایسا ہی گھر گھر
(کہا جانے کا مستحق) ہے۔

وَقَاسَمُوْهُمْ بِهَا الْأَمْوَالَ إِذْ قَدِمُوْا ... مُهَاجِرِيْنَ وَقَسْمُ الْجَاحِدِ النَّارُ

جب وہ لوگ ہجرت کر کے آئے تو انھوں نے اپنے
پڑوسی کو حصہ دار بنا لیا اور منکر کے نصیب میں تو آگ ہے۔

سِرْنَا وَسَارُوْا إِلَى بَدْرٍ لِحَيْنِهِمْ ... لَوْ يَعْلَمُوْنَ يَقِيْنَ الْعِلْمِ لَا سَارُوْا

ہم بھی چلے اور وہ بھی بدر کی طرف اپنی موت (کی جگہ تک)

کے لیے چلے اگر انھیں (موت) کا یقینی علم ہوتا تو (بدر کی جانب) نہ چل کھڑے ہوتے۔

دَلَّاهُمْ بِغُرُورٍ ثُمَّ أَسْلَمَهُمْ ۔۔۔ إِنَّ الْخَبِيثَ لِمَنْ وَالَاهُ غَرَّارُ

انھیں وہ فریب سے راہ بتاتا لایا اور اس کے بعد اس نے دوستی چھوڑ دی۔ اس پلید کی حالت ہی یہ ہے کہ جو شخص اس سے یارانہ کرے وہ اُس کو دھوکا دینے والا ہے۔

وَقَالَ إِنِّي لَكُمْ جَارٌ فَأَوْرَدَهُمْ ۔۔۔ شَرَّ الْمَوَارِدِ فِيهِ الْخِزْيُ وَالْعَارُ

اور اس نے کہا کہ میں تمھارا حمایتی ہوں اور انھیں ایسے گھاٹ پر لا اتارا جو تمام گھاٹوں میں بدترین تھا جس میں ذلت و رسوائی ہی تھی۔

ثُمَّ الْتَقَيْنَا فَوَلَّوْا عَنْ سَرَاتِهِمْ ۔۔۔ مِنْ مُنْجِدِينَ وَمِنْهُمْ فِرْقَةٌ غَارُوا

پھر جب ہم ایک دوسرے سے مل گئے تو وہ اپنے بہترین افراد کو چھوڑ کر پیٹھ پھیر کے بھاگے اور ان میں کے بعض تو اونچے مقامات پر (چلے گئے) اور بعضوں نے نشیبی زمینوں میں (پناہ لی)۔

ابن ہشام نے کہا کہ ان کا قول "لما اتاهم كريم الاصل مختار" ابو زید انصاری نے سنایا ہے۔ [۲۱۱]

قریش میں (حاجیوں کو) کھانا کھلانے والے

ابن اسحٰق نے کہا کہ قریش میں کھانا کھلانے والے شاخ بنی ہاشم بن

---

[۱] (الف) میں "الجزی" جیم سے ہے جس کے معنی بن تو سکتے ہیں لیکن غیر مرجح ہیں۔ (احمد محمودی)

عبد مناف میں سے العباس بن عبد المطلب تھے۔ اور بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس تھا۔ اور بنی نوفل بن عبد مناف میں سے الحارث بن عامر بن نوفل اور طعیمہ بن عدی بن نوفل یہ دونوں باری باری سے اس کام کو انجام دیا کرتے تھے۔ اور بنی اسد بن عبد العزی میں سے ابو البختری ابن ہشام بن الحارث بن اسد اور حکیم بن حزام بن خویلد بن اسد باری باری سے اور بنی عبد الدار بن قصی میں سے النضر بن الحارث بن کلدہ بن علقمہ بن عبد مناف ابن عبد الدار

ابن ہشام نے کہا کہ بعض نے النضر بن الحارث بن علقمہ بن کلدہ ابن عبد مناف کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی مخزوم بن یقظہ میں سے ابو جہل ابن ہشام ابن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم۔ اور بنی جمح میں سے امیہ بن خلف ابن وہب بن حذافہ بن جمح۔ اور بنی سہم بن عمرو میں سے الحجاج بن عامر بن حذیفہ بن سعد بن سہم کے دونوں بیٹے نبیہ و منبہ باری باری سے۔ اور بنی عامر بن لوی میں سے سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبد ود بن نصر بن مالک ابن حسل بن عامر

”سیرۃ ابن ہشام کا نواں جز ختم ہوا“

بدر کے روز مسلمانوں کے گھوڑوں کے نام

۳۱۲ ابن ہشام نے کہا مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا کہ بدر کے روز مسلمانوں کے ساتھ گھوڑوں میں مرثد بن ابی مرثد الغنوی کا گھوڑا بھی تھا جس کا نام سبیل تھا۔ اور المقداد بن عمرو البہرانی کا گھوڑا بھی تھا جس کا نام بعزجہ تھا اور بعضوں نے کہا ہے کہ سبحہ تھا۔ اور الزبیر بن العوام کا گھوڑا بھی تھا جس کا

نام الیعسوب تھا۔

سورۂ انفال کا نزول

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب واقعہ بدر ختم ہو چکا تو اللہ نے اس کے متعلق قرآن میں سے سورۂ انفال پورے کا پورا نازل فرمایا:۔

يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ

(اے نبی) تجھ سے یہ لوگ مال غنیمت کے متعلق دریافت کرتے ہیں تو کہہ کہ مال غنیمت اللہ و رسول کا ہے اس لیے اللہ سے ڈرو اور اپنے آپس کے تعلقات درست رکھو۔ اور اللہ اور اس کی بات مانو اگر تم ایماندار ہو۔

عبادہ بن صامت سے آیت انفال کے متعلق دریافت کیا جاتا تھا تو مجھے جو خبر معلوم ہوئی ہے اس کے لحاظ سے وہ کہتے تھے کہ ہمارے گروہ اصحاب بدر کے متعلق نازل ہوئی جبکہ بدر کے روز ہم نے مال غنیمت کے متعلق اختلاف کیا تو اللہ نے اسے ہمارے اختیار سے لے لیا جب کہ اس کے متعلق ہمارے اخلاق بگڑ گئے اور اسے اس نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب لوٹا دیا۔ اور آپ نے اسے ہمارے درمیان مساوی عن بواء تقسیم فرما دیا۔ عن بواء کے معنی علی السواء ہیں۔ یعنی برابر برابر۔ اور اسی میں اللہ کا تقوی اور اس کی اطاعت اور اس کے رسول

صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور آپس کے تعلقات کی درستی تھی۔ اس کے بعد ان لوگوں کی حالت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کے اس وقت کے نکلنے کی کیفیت بیان فرمائی جب کہ انھیں معلوم ہوا کہ قریش بھی ان کی جانب چل پڑے ہیں۔ یہ تو صرف قافلے کے ارادے سے غنیمت کی امید میں نکلے تھے۔ تو فرمایا:—

كَمَا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّ فَرِيقًا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ لَكَارِهُونَ يُجَادِلُونَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَأَنَّمَا يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُونَ۔

جس طرح تیرے پروردگار نے تجھے تیرے گھر سے (ایک امر) حق کے ساتھ نکالا حالانکہ ایمانداروں کا ایک گروہ (اسے) ناپسند کر رہا تھا۔ تجھ سے (امر) حق میں اس کے ظاہر ہو جانے کے بعد جھگڑتے ہیں۔ گویا وہ موت کی جانب ہانکے جا رہے ہیں اور وہ (اس موت کو) دیکھ رہے ہیں۔

یعنی دشمن کے مقابلے کو ناپسند کرنے، اور قریش کے چل پڑنے کی خبر جو انھیں ملی تھی اس کے نہ ماننے کے سبب سے۔

وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللَّهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّونَ أَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُونُ لَكُمْ

اور (یاد کرو اس وقت کو) جبکہ اللہ تم سے وعدہ کرتا ہے کہ دو گروہوں میں سے ایک بے شبہ تمھارے لیے (مقرر کر دیا گیا) ہے۔ اور تم چاہتے کہ قوت نہ رکھنے والا گروہ تمھارے

(مقابلے کے) لیے ہو۔
یعنی غنیمت مل جائے اور جنگ نہ ہو۔

وَيُرِيدُ اللّٰهُ أَنْ يُحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِينَ

اور اللہ چاہتا ہے کہ اپنے کلمات کے ذریعے حق کو استحکام دے
اور کافروں کے پیچھے رہنے والوں (تک۔) کو کاٹ دے۔
یعنی بدر کے اس واقعے کے ذریعے قریش کے سورماؤں اور ان میں کے سرداروں کے ساتھ مڈبھیڑ کرا دے۔

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ

جبکہ تم اپنے پروردگار سے امداد طلب کر رہے تھے۔
یعنی جب انھوں نے اپنی تعداد کی کمی اور دشمن کی تعداد کی کثرت دیکھی تو وہ اس سے دعا کرنے لگے۔

فَاسْتَجَابَ لَكُمْ

تو اس نے تمھاری دعا قبول کر لی۔
تمھاری دعا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے سبب سے۔

أَنِّي مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ إِذْ يُغَشِّيكُمُ[1] النُّعَاسَ أَمَنَةً مِنْهُ

[1] ۔ (الف ج د) میں "یغشاکم" ہے۔ اور (ب) میں "یغشیکم" ہے۔ کلام مجید میں دونوں روایتیں ہیں۔ (احمد محمودی)

کہ میں تمھیں لگاتار ایک ہزار فرشتوں کے ذریعے امداد دینے والا ہوں (اس وقت کو یاد کرو) جبکہ چھا رہی تھی تم پر اونگھ (نیکی) اس کی جانب کی بے خوفی۔
یعنی میں نے تم پر امن و بے خوفی اتاری تھی کہ تم کسی سے نہ ڈر کر سو گئے۔

وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً

اور (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ وہ آسمان سے تم پر بارش نازل فرما رہا تھا۔
اس بارش کا ذکر فرما رہا ہے جو اسی رات ہوئی اور اس نے مشرکوں کو دشمنوں کی جانب بڑھنے سے روک دیا۔ اور مسلمانوں کو ان کی جانب بے روک ٹوک راستہ مل گیا۔

لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ

تاکہ تمھیں اس (پانی) کے ذریعے پاک صاف کر دے۔ اور شیطان کی گندگی تم سے دور کر دے۔ اور تاکہ تمھارے دلوں کو قوی بنا دے اور اس کے ذریعے تمھارے قدم جما دے۔
یعنی تمھارے دلوں سے شیطانی شکوک دور کر دے۔ کہ وہ انھیں ان کے دشمنوں سے ڈرا رہا تھا۔ اور ان کے لیے زمین کو سخت بنا دیا تاکہ وہ اس مقام تک پہنچ جائیں جہاں وہ اپنے دشمن کے مقابلے میں سبقت کر کے پہنچ گئے۔ پھر فرمایا۔

لہ۔ (الف ج د) میں "وانزلت علیکم" ہے۔ اور (ب) میں "ینزل علیکم" ہے اور یہی نسخہ صحیح ہے۔ کیونکہ اول الذکر نسخوں کی مطابقت کلام مجید کی کسی روایت سے نہیں ہوتی۔ (احمد محمودی)

إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ

جبکہ تیرا پروردگار فرشتوں کی جانب وحی فرما رہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔

فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا

اس لیے جن لوگوں نے ایمان اختیار کیا ہے انھیں ثابت قدم رکھو۔ یعنی ایمانداروں کی امداد کرو۔

سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ ۳۱۲

وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَمَنْ

يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ

عنقریب میں ان لوگوں کے دلوں میں رعب ڈال دوں گا جنھوں نے کفر کیا ہے۔ پس گردنوں پر مارو اور ان کے ایک ایک جوڑ بند پر مارو۔ یہ (سزا انھیں) اس لیے دی جا رہی ہے) کہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہے اور جو (بھی) اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے (اسے ایسی ہی سزا ملتی ہے) کیونکہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

پھر فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوهُمُ

الْأَدْبَارَ وَمَنْ يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا

إِلَىٰ فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تمھاری ان لوگوں سے مڈبھیڑ ہو جنھوں نے کفر اختیار کیا ہے اس حالت سے کہ ان کا لشکر بڑا ہو تو تم ان کے آگے پیٹھ نہ پھیرو ایسے وقت جو شخص ان کے سامنے پیٹھ پھیرے گا۔ بجز اس شخص کے جو جنگ ہی کی خاطر ٹیڑھی چال چل رہا ہو یا کسی جماعت سے ملنے کے لیے تیز جا رہا ہو۔ تو بے شبہہ وہ اللہ کے غضب کا مستحق ہو گیا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بڑا برا ٹھکانا ہے۔

یعنی انھیں ان کے دشمن پر ابھارنے کے لیے فرمایا تاکہ جب وہ ان کے مقابل ہوں تو ان سے ڈر کر وہ پیچھے نہ ہٹیں۔ حالانکہ اللہ نے ان کے لیے تو بڑے بڑے وعدے فرمائے تھے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے جو کنکریاں انھیں پھینک ماری تھیں اس کے متعلق فرمایا:۔

وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ

اور جب تو نے کنکریاں پھینک ماریں تو تو نے نہیں پھینک ماریں بلکہ اللہ نے پھینک ماریں۔

یعنی اگر اس میں اللہ نے آپ کی جو امداد کی وہ نہ کی ہوتی اور آپ کے دشمن کے دلوں میں انھیں شکست دیتے وقت جو بات ڈالی وہ نہ ڈالی ہوتی تو آپ کے پھینکنے سے وہ (اثر) نہ ہوا ہوتا (جو ہوا)۔

وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِينَ مِنْهُ بَلَاءً حَسَنًا

اور تاکہ ایمانداروں کو اپنی جانب سے بہترین آزمائش میں ڈالے (کہ دشمن کو بھی ان کا تجربہ ہو جائے)۔

یعنی تاکہ ان کی تعداد کی کمی کے باوجود انھیں ان کے دشمن پر غلبہ دے کر انھیں اپنی اس نعمت کا علم دے جو ان پر ہے تاکہ اس ذریعے سے وہ اس کا حق جانیں اور اس کی اس نعمت کا شکر ادا کریں۔ پھر فرمایا:۔

إِن تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ جَاءَكُمُ الْفَتْحُ

اگر تم (انصاف کی) فتح چاہتے ہو تو بس (ایسی) فتح تو تمھارے پاس آگئی۔

ابوجہل کے قول کا جواب ہے جو اس نے کہا تھا کہ یا اللہ ہم میں جو زیادہ قاطع رحم ہے اور ہمارے آگے ایک غیر معروف بات پیش کر رہا ہے اسے آج صبح ہلاک کر دے اور استفتاح کے معنی دعا میں انصاف کرنے کے ہیں۔

وَإِن تَنتَهُوا

اور اگر تم باز آجاؤ۔

یعنی قریش سے خطاب ہے۔

فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَإِن تَعُودُوا نَعُدْ

تو وہ تمھارے لیے بہتر ہے اور اگر تم نے دوبارہ (ایسا ہی) کیا تو ہم بھی دوبارہ (ایسا ہی) کریں گے۔

یعنی جس طرح بدر میں ہم نے تم پر مصیبت ڈالی ویسی ہی دوبارہ (بھی) ڈالی جائے گی۔

وَلَن تُغْنِيَ عَنكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَلَوْ كَثُرَتْ وَأَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ

اور تمہاری جماعت ہرگز تمہارے کسی کام نہ آئے گی اگرچہ وہ زیادہ ہو۔ اور اس میں کچھ شبہ نہیں کہ اللہ ایمانداروں کے ساتھ ہے۔

یعنی تم لوگوں کی تعداد اور کثرت تمہارے کچھ کام نہ آئے گی کیونکہ میں[1] ایمانداروں کے ساتھ ہوں ان کے مخالفوں کے خلاف ان کی مدد کرتا رہوں گا۔

پھر فرمایا:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَأَنْتُمْ تَسْمَعُونَ

اے وہ لوگو جو ایمان لا چکے ہو اللہ اور اس کے رسول کی بات مانو اور اس سے منہ نہ پھیرو حالانکہ تم (اس کا کلام) سنتے ہو۔

یعنی اس کے احکام کی مخالفت نہ کرو حالانکہ تم اس کی بات سنتے ہو اور یہ دعویٰ رکھتے ہو کہ تم اس کے طرفداروں میں سے ہو۔

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ قَالُوا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ

اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے کہا کہ ہم نے سن لیا حالانکہ وہ (کوئی بات) نہیں سنتے۔ (یعنی کوئی بات نہیں مانتے)

یعنی منافقوں کے مثل نہ ہو جاؤ جو آپ کے سامنے اطاعت کا اظہار کرتے ہیں اور راز میں آپ کے احکام کے خلاف کیا کرتے ہیں۔

إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ

(روئے زمین پر) چلنے والوں میں اللہ کے پاس بدترین وہ ہیں جو بہرے گونگے ہیں اور عقل (بھی) نہیں رکھتے ہیں۔

یعنی جن منافقوں کی طرح ہونے سے میں نے تم کو منع کیا ہے۔ وہ بھلائی سے گونگے ہیں۔ (یعنی کوئی اچھی بات اپنے منہ سے نہیں نکالتے) حق سے بہرے ہیں (کوئی سچی بات سن نہیں سکتے) عقل نہیں رکھتے۔

---

[1] (الف) "فَإِنَّ اللَّهَ" ہے اور (ب ج د) میں "مَعَانِي" ہے اور یہی زیادہ مناسب ہے کیونکہ اس کے بعد انصرهم صیغہ متکلم ہے۔ (احمد محمودی)۔

یعنی اس نافرمانی کا) جو برا انجام ہوگا اور جو سزا انھیں ملے گی اس کو نہیں جانتے۔

وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَّأَسْمَعَهُمْ

اور اگر اللہ ان میں کوئی بھلائی جانتا تو انھیں سناتا۔

یعنی جو بات انھوں نے اپنی زبانوں سے کہی اسی بات کو ان کے لیے اثر انداز بنا دیتا لیکن ان کے دلوں (کی استعدادوں) نے ان کے اس قول کی مخالفت کی۔

وَلَوْ خَرَجُوا مَعَكُمْ لَتَوَلَّوا وَهُمْ مُّعْرِضُونَ

اور اگر وہ تمھارے ساتھ نکلتے تو بھی پیٹھ پھیر دیتے اور وہ ہیں ہی روگردان۔

یعنی جس کام کے لیے وہ نکلتے اس میں سے کچھ بھی پورا نہ کرتے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ

اے وہ لوگو جو ایمان لا چکے ہو اللہ اور اس کے رسول (کے احکام) کو قبول کرو جب کہ وہ تمھیں ایسی چیز کی جانب دعوت دے جو تمھیں زندگی بخشنے والی ہے۔

یعنی جنگ کی جانب جس کے ذریعے اللہ نے تمھاری ذلت کے بعد تمھیں عزت دی اور تمھاری کمزوری کے بعد تمھیں زورآور بنایا اور تمھیں ان کے مجبور کر دینے کے بعد اسی جنگ کے ذریعے تم سے تمھارے دشمن کو دفع کیا۔

وَاذْكُرُوا إِذْ أَنتُمْ قَلِيلٌ مُّسْتَضْعَفُونَ فِي الْأَرْضِ تَخَافُونَ أَن يَتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَآوَاكُمْ وَأَيَّدَكُم بِنَصْرِهِ وَرَزَقَكُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللّٰهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ

اور (یاد کرو اس وقت کو) جبکہ تم تھوڑے اور سرزمین (مکہ) میں کمزور سمجھے جاتے تھے تم ڈرتے تھے کہ لوگ تمھیں چٹ نہ کر جائیں تو اس نے تمھیں پناہ دی اور اپنی مدد سے تمھاری تائید کی اور تمھیں اچھی چیزیں عنایت فرمائیں تاکہ تم قدر کرو ۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ اور رسول کی خیانت اور اپنی امانتوں میں خیانت نہ کرو حالانکہ تم علم رکھتے ہو ۔

یعنی رسول کے آگے ایسا اظہار حق جس سے وہ راضی ہو جائے نہ کرو کہ اس کے بعد بھی اس کی مخالفت مخفی طور پر اس کے غیروں کے آگے کرنے لگو کیونکہ یہ تمھاری امانتوں کی بربادی اور خود تمھاری اپنی ذات سے خیانت ہے ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اگر تم اللہ سے ڈرو تو اللہ تمھیں ایک امتیاز عطا فرمائے گا اور تمھارے گناہوں کا تم سے کفارہ کر دے گا اور تمھیں ڈھانک دے گا اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

یعنی حق و باطل کا امتیاز جس کے ذریعے تمھارے حق کو غلبہ عطا فرمائے گا اور اس کے ذریعے ان لوگوں کے باطل (کی آگ) کو بجھا دے گا جنھوں نے تمھاری مخالفت کی ۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی وہ نعمت یاد دلائی جو آپ پر اس وقت ہوئی جبکہ ان لوگوں نے

آپ کے خلاف خفیہ تدبیریں کیں کہ آپ کو قتل کر دیں یا قید کر دیں یا جلا وطن کر دیں۔

وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ۔

اور وہ (بھی) خفیہ تدبیریں کرتے ہیں اور اللہ (بھی) خفیہ تدبیریں کرتا ہے اور اللہ تو تمام خفیہ تدبیریں کرنے والوں میں سب سے بہتر خفیہ تدبیریں کرنے والا ہے۔

یعنی میں نے ان کے مقابل اپنے اسباب محکمہ کے ذریعے ایسی خفیہ تدبیریں کیں کہ تجھ کو ان سے چھڑا لیا۔ اس کے بعد قریش کی ناتجربہ کاری بے عقلی اور خود اپنے خلاف ان کی انصاف طلبی کی دعا کا ذکر فرماتا ہے۔

إِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ

(وہ وقت یاد کرو) جبکہ انھوں نے کہا کہ یا اللہ اگر یہی بات حق ہو اور تیرے پاس سے آئی ہوئی ہو۔

یعنی جو چیز محمد نے پیش کی ہے۔

فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ

تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا۔

یعنی جس طرح تو نے لوط کی قوم پر پتھر برسائے تھے۔

أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ۔

یا کوئی تکلیف دہ عذاب ہم پر لا۔

یعنی ایسے عذابوں میں سے کوئی عذاب جو ہم سے پہلے کی کسی قوم پر نازل فرمایا ہو۔

۳۱۶

اور وہ کہا کرتے تھے کہ اللہ ہمیں عذاب نہیں دے گا۔ ایسی

حالت میں کہ ہم اس سے مغفرت طلب کرتے رہتے ہیں اور اس نے کسی امت کو ایسی حالت میں عذاب نہیں دیا ہے کہ اس کا نبی اسی کے ساتھ ہو یہاں تک کہ اس کو اس کے درمیان سے نکال لے۔ اور یہ ان کا قول اُس وقت کا ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں میں (تشریف فرما) تھے۔ تو وہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان لوگوں کی نادانی اور ان کی بے وقوفی اور ان کی خود اپنے نفس کے خلاف حق کی فتح کے مطالبے کی یاد دلاتا ہے جبکہ انھیں ان کی بداعمالیوں کے برے نتیجوں کی اطلاع دیگئی تھی۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ

اور اللہ (ایسا) نہیں کہ انھیں ایسی حالت میں عذاب دیتا کہ تو ان میں تھا اور اللہ انھیں ایسی حالت میں (بھی) عذاب دینے والا نہیں کہ وہ استغفار کرتے رہیں۔

یعنی ان کے اس قول کی یاد دلا رہا ہے کہ ہم استغفار کر رہے ہیں اور محمد ہمارے درمیان ہے۔ پھر فرمایا:۔

وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ

اور ان میں (ایسی) کیا بات ہے کہ اللہ انھیں عذاب نہ دے۔ اگرچہ تو ان کے درمیان ہو اور اگرچہ وہ استغفار کرتے رہیں جس طرح کہ وہ کہتے ہیں۔

وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

حالانکہ وہ مسجد حرام سے پھیرتے ہیں۔

یعنی ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں اور اس کی عبادت کرتے رہتے ہیں۔ یعنی آپ کو اور آپ کے پیرووں کو۔

وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَهُ إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ

حالانکہ وہ اس کے (حقیقی) سرپرست نہیں اس کے (حقیقی) سرپرست تو صرف متقی لوگ ہیں۔
یعنی جو لوگ اس کے حرم کی جیسی چاہئے عظمت کرتے ہیں اور اس کے پاس اچھی طرح نماز ادا کیا کرتے ہیں یعنی آپ اور وہ لوگ جو آپ پر ایمان لائے ہیں۔

وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ

اور لیکن ان میں کے اکثر لوگ نہیں جانتے۔

وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَتَصْدِيَةً

اور اس گھر کے پاس ان کی نماز سیٹیوں اور تالیوں کے سوا کچھ نہ تھی۔
یعنی وہ گھر جس کے متعلق وہ خود اس بات کا دعویٰ رکھتے ہیں کہ اسی کے سبب سے (دشمن کی) مدافعت ہوتی ہے۔
ابن ہشام نے کہا کہ مکاء کے معنی صفیر (یعنی سیٹی) اور تصدیہ کے معنی تصفیق (یعنی تالی) کے ہیں۔ عنترہ بن عمرو بن شداد العبسی نے کہا ہے۔

وَلَرُبَّ قِرْنٍ قَدْ تَرَكْتُ مُجَدَّلًا   تَمْكُو فَرِيصَتُهُ كَشِدْقِ الْأَعْلَمِ

اور میں نے بعض مقابل والوں کو زمین پر (ایسا) پچھاڑا کہ ان کے شانوں کے گوشت سے ہونٹ کٹے اونٹ کی باچھوں کی طرح

آواز نکل رہی تھی۔ شاعر کی مراد برچھی کے وار سے خون (کے شرائے) کی آواز ہے جو سیٹی کی طرح نکل رہی ہو۔ اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے اور الطرماح بن حکیم الطائی نے کہا ہے:۔

۲۱۷ لَهَا كُلَّمَا رِيعَتْ صَدَاةٌ وَرَكْدَةٌ   بِمُصْدَانِ أَعْلَا ابْنَيْ شَمَامِ الْبَوَائِنِ

جب کبھی وہ (جنگلی بکری) شمام (نامی پہاڑ) کی بلندیوں پر اس کے ابنی شمام (نامی) ایک دوسرے کے مقابل کے پہاڑوں کی چوٹیوں یا محفوظ مقاموں پر چڑھنا شروع کرتی ہے تو اس سے آواز ہوتی ہے اور (پھر) خاموشی ہو جاتی ہے۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

شاعر جنگلی بکری کا بیان کر رہا ہے کہ جب بدکتی ہے تو اپنے پاؤں چٹان پر مارتی جاتی ہے اور پھر سنتی ہوئی خاموش کھڑی ہو جاتی ہے اور اس کے پاؤں کا چٹان پر پڑنا تالی کی سی آواز دیتا ہے اور مصدان کے معنی الحرز[1] کے ہیں یعنی پہاڑ پر کے ایسے بلند مقامات جہاں چڑھ جانے والا محفوظ ہو جاتا ہے۔ اور ابنا شمام دو پہاڑوں کے نام ہیں۔

ابن اسحق نے کہا اور یہ وہ باتیں تھیں جن سے اللہ راضی نہ تھا اور نہ اسے پسندیدہ تھیں اور یہ باتیں ان پر فرض کی گئی تھیں اور نہ انہیں اس کا حکم دیا گیا تھا۔

فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ

تو اس کفر کے عوض میں جو تم کرتے تھے عذاب چکھو۔

یعنی ان کے قتل کا عذاب جو بدر کے روز ان پر ڈالا گیا۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن الزبیر نے

---

[1] (ب) میں مصدان کے معنی للحزن کے ہیں۔ یعنی سخت زمین۔ (احمد محمودی)

اپنے والد عباد سے عائشہ کی روایت بیان کی۔ (ام المومنین نے) کہا کہ یَا أَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ کے نزول اور اس میں اللہ (تعالیٰ) کے اس قول کے نزول میں۔

وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيلًا إِنَّ لَدَيْنَا أَنكَالًا وَجَحِيمًا وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَعَذَابًا أَلِيمًا

مجھے اور آسائش میں بسر کرنے والے جھٹلانے والوں کو چھوڑ دے اور انھیں تھوڑی سی مہلت دے۔ بے شبہہ ہمارے پاس بیڑیاں یا عبرت ناک سزائیں ہیں۔ اور بھڑکتی آگ ہے اور گلے میں پھنسنے والی غذا ہے اور دردناک عذاب ہے۔

تھوڑا سا وقفہ ہوا تھا کہ اللہ (تعالیٰ) نے قریش پر واقعۂ بدر کی مصیبت ڈالی۔

۳۱۸ ابن ہشام نے کہا کہ انکال کے معنی قیود یعنی بیڑیوں کے ہیں اس کا واحد نکل ہے۔ رؤبۃ بن العجاج نے کہا ہے۔

یَکْفِیكَ نِکْلِي بَغْيَ كُلِّ نِکْلِ

ہر قید سے سرکشی کے لیے میرے پاس کی قید تیرے لیے کافی ہو جائیگی

اور یہ بیت اس کے ایک (رجز) میں کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا۔ پھر فرمایا:۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ فَسَيُنفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ

جن لوگوں نے کفر کیا ہے وہ اللہ کی راہ سے پھیرنے کے لیے اپنے مال خرچ کر رہے ہیں تو انھیں جلد وہ مال (اور بھی) خرچ کرنا ہوگا۔ اس کے بعد

عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ ۔

یہ خرچ کرنا ان کے لیے حسرت کا سبب ہوگا۔ اس پر مزید یہ کہ وہ مغلوب بھی ہوں گے اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے وہ جہنم (ایک گڑھے) میں جمع کیے جائیں گے ۔

یعنی وہ لوگ جو ابو سفیان اور ان لوگوں کے پاس گئے تھے جن کے پاس مال تھا اور ان سے سوال کیا تھا کہ انھیں اس مال کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے کے لیے تائید دی جائے تو انھوں نے ویسا ہی کیا۔ پھر فرمایا:۔

قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ يَنْتَهُوا يُغْفَرْ لَهُمْ مَا قَدْ سَلَفَ وَإِنْ يَعُودُوا (لحربك) فَقَدْ مَضَتْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ

(اے نبی) ان لوگوں سے کہدے جنھوں نے کفر کیا ہے کہ اگر وہ باز آجائیں تو جو کچھ گزر گیا وہ انھیں بخش دیا جائے گا اور اگر انھوں نے (تجھ سے جنگ) دوبارہ کی تو پہلے لوگوں کا طریقہ تو (بطور نمونہ) گزر ہی چکا ہے ۔

یعنی ان میں کے جو لوگ بدر میں قتل کیے گئے۔ پھر فرمایا:۔

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ

اور ان سے جنگ کرتے رہو حتی کہ (مذہب اسلام اختیار کرنے والوں کے لیے) ایذا رسانی باقی نہ رہے اور اللہ کا دین (قانون جزا) سب کا سب (جاری) ہوجائے ۔

یعنی یہاں تک کہ کسی ایماندار کو اس کے دین سے پھرنے کے لیے ایذا نہ دی جاسکے ۔ اور اللہ کی خالص یکتائی جس میں کسی شریک کا کوئی

شائبہ تہو قائم ہو جائے۔ اور اس کے سوا (اس کے) جتنے ہمسر ہوں انھیں تباہ کر دیا جائے۔

فَإِنِ انْتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ بَصِيرٌ وَإِن تَوَلَّوْا

تو اگر وہ باز آ گئے تو بے شبہ اللہ ان اعمال کو جو وہ کرتے ہیں دیکھنے والا ہے اور اگر انھوں نے تمھارے حکم سے روگردانی کی اور اپنے اسی کفر کی طرف گئے جس پر وہ (دبے ہوئے) ہیں۔

فَإِنَّ اللَّهَ مَوْلَاكُمْ

تو اللہ تمھارا محافظ ہے۔

جس نے تم کو عزت دی اور بدر کے روز باوجود ان کی زیادتی اور تمھاری کمی کے ان کے مقابلے میں تمھاری مدد کی۔

نِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ

وہ کتنا بہتر محافظ اور کس قدر اچھا حمایتی ہے۔

پھر اس نے انھیں غنیمت کی تقسیم کی اطلاع دی اور جب ان کے لیے اس (غنیمت) کو جائز قرار دیا تو اس کے متعلق اپنے احکام بتائے۔ اور فرمایا۔

وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ إِن كُنتُمْ آمَنتُم بِاللَّهِ وَمَا أَنزَلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

اور (یہ) جان لو کہ جو کچھ تم نے غنیمت میں حاصل کیا ہے
اس کا پانچواں حصہ اللہ اور رسول کا ہے اور قرابت داروں
اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کا ہے۔ اگر تم اللہ پر ایمان لائے
ہو اور اس چیز پر ایمان لائے ہو جو ہم نے اپنے بندے پر امتیاز کے
روز اتارا ہے جس دن دو جماعتیں ایک دوسرے سے بھڑ گئی تھیں
اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

۳۱۹

یعنی جس روز میں نے اپنی قدرت سے حق سے باطل کا امتیاز
پیدا کر دیا۔ جس دن تمہاری اور ان کی دونوں جماعتیں ایک دوسرے سے
مقابل ہو گئیں۔

إِذْ أَنتُم بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا

جبکہ تم وادی کے ادھر کے کنارے تھے۔

وَهُم بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوَىٰ

اور وہ وادی کے اُدھر کے کنارے تھے۔ مکہ کی جانب

وَالرَّكْبُ أَسْفَلَ مِنكُمْ

اور قافلہ تم سے نیچے کی طرف تھا۔

یعنی ابو سفیان کا قافلہ جس کے لینے کے لیے تم نکلے تھے اور وہ
اس کی حفاظت کے لیے نکلے تھے۔ نہ تمہاری جانب سے کوئی مقام
متعین کیا گیا تھا اور نہ ان کی جانب سے۔

وَلَوْ تَوَاعَدتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيعَادِ

اور اگر تم آپس میں ایک دوسرے سے وعدے بھی
کرتے تو وقت و مقام موعود میں ضرور (کچھ نہ کچھ) مختلف ہو جاتے۔

اور اگر اس مقابلے کا تعین تمھارے اور ان کے وعدوں کی بناء پر ہوتا اور اس کے بعد ان کی تعداد کی زیادتی اور اپنی تعداد کی کمی کی خبر تمھیں پہنچتی تو تم ان سے نہ بھڑتے۔

وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا

اور لیکن (یہ سب کچھ) اس لیے (ہوا) کہ اللہ اس کام کو پورا کر دے جو فیصلہ شدہ تھا۔

یعنی تاکہ اس بات کو پورا کر دے جو اس نے اپنی قدرت سے بغیر[1] تمھاری مدد کے اسلام اور مسلمانوں کو عزت دینے اور کفر اور کافروں کو ذلیل کرنے کا ارادہ کر لیا تھا اور اس نے جو کچھ ارادہ فرمایا وہ اپنی مہربانی سے کر دیا۔ پھر فرمایا:—

لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ

وَإِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ

تاکہ جو بھی ہلاک ہو وہ حجت قائم ہونے کے بعد ہلاک ہو اور جو بھی زندہ رہے وہ حجت قائم ہونے کے بعد زندہ رہے اور اللہ بڑا سننے والا اور بہت جاننے والا ہے۔

یعنی تاکہ جو شخص بھی کفر اختیار کرے تو وہ نشانیوں اور عبرتوں کو دیکھنے اور حجت قائم ہونے کے بعد کفر اختیار کرے اور جو شخص بھی ایمان اختیار کرے وہ اسی طرح اختیار کرے۔ اس نے اس کے بعد آپ پر اپنے مہربان ہونے اور آپ کے لیے اپنی خفیہ تدبیریں کرنے کا ذکر فرمایا۔ اور

---

[1] ۔ (الف) میں "عن غیر ملاءٍ" ہے اور (ب ج د) میں "عن غیر بلاءٍ" ہے یعنی بغیر تمھیں مصیبت میں ڈالے۔ (احمد محمودی)

اس کے بعد فرمایا:—

إِذْ يُرِيكَهُمُ اللَّهُ فِي مَنَامِكَ قَلِيلًا وَلَوْ أَرَاكَهُمْ كَثِيرًا لَفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ سَلَّمَ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ

(اے نبی وہ وقت یاد کر) جب کہ اللہ نے تیرے خواب میں انھیں کم کر کے بتایا اور اگر تجھے ان کی تعداد بڑھا کر بتاتا تو تم لوگ کمزور پڑ جاتے اور معاملۂ (جنگ) میں اختلاف کرتے لیکن اللہ نے بچا لیا۔ بے شبہہ وہ دلوں کی حالت خوب جاننے والا ہے۔

تو اللہ نے جو کچھ اس کے متعلق دکھایا وہ ان پر اس کی نعمتوں میں سے ایک نعمت تھی جس کے ذریعے انھیں ان کے دشمن پر دلیر بنا دیا اور ان سے اس کمزوری کو روک دیا جس میں ان کے مبتلا ہو جانے کا خوف تھا کیونکہ جو قوتیں ان میں (فطرۃ) تھیں اس سے وہ واقف تھا۔

وَإِذْ يُرِيكُمُوهُمْ إِذِ الْتَقَيْتُمْ فِي أَعْيُنِكُمْ قَلِيلًا وَيُقَلِّلُكُمْ فِي أَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا

اور (اس وقت کو یاد کرو) جبکہ تم ایک دوسرے کے مقابل ہوئے تو تمھیں تمھاری آنکھوں میں ان کی تعداد کم بتائی اور ان کی آنکھوں میں (بھی) تمھاری کم تعداد بتائی تاکہ اللہ امر فیصل شدہ کو پورا کر دے۔

یعنی تاکہ جنگ پر دونوں متفق ہو جائیں اور جن سے وہ انتقام لینا چاہتا تھا وہ انتقام پورا ہو اور اپنی حفاظت میں رکھے جن لوگوں پر وہ اتمام نعمت کرنا چاہتا تھا ان پر نعمت پوری ہو۔ پھر انھیں نصیحتیں فرمائیں

اور سمجھایا اور ان کی جنگ میں انھیں جس راہ پر چلنا سزاوار تھا وہ راہیں انھیں بتائیں اور فرمایا:۔ ۳۲

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو جب تم کسی جماعت کے مقابل ہو۔

یعنی راہ خدا کی جنگ میں۔

فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا

تو جمے رہو اور اللہ کی یاد بہت کرو۔

یعنی اس کی یاد جس کے لیے تم نے اپنی جانیں نثار کردیں اور جو بیعت تم نے اس سے کی ہے اس کے پورا کرنے کو یاد رکھو۔

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا

تاکہ تم پھلو پھولو۔ اور اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں کشمکش نہ کرو کہ تم کمزور ہو جاؤ گے۔

یعنی اختلاف نہ کرو کہ تمھارا معاملہ تتر بتر ہو جائے گا

وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ

اور تمھاری ہوا (جو بندھی ہے) جاتی رہے گی۔

یعنی تمھارا رعب جاتا رہے گا۔

وَاصْبِرُوا إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ

اور صبر کرو بے شبہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

یعنی اگر تم ایسا کرو گے تو میں تمھارے ساتھ ہوں۔

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَرِئَاءَ النَّاسِ

اور تم ان کی طرح نہ ہو جاؤ جو اپنے گھروں سے اکڑتے اور لوگوں کو (اپنی شان) بتاتے نکلے ہیں۔

یعنی ابو جہل اور اس کے ساتھیوں کے سے نہ ہو۔ جنھوں نے کہا ہے کہ ہم جب تک بدر تک نہ پہنچیں گے واپس نہ ہوں گے۔ اور وہاں ہم کاٹنے کے قابل جانور کاٹیں گے اور شراب پئیں گے اور وہاں ہمارے سامنے گانے والی لونڈیاں گائیں بجائیں گی۔ اور عرب ہمارے حالات سنیں گے۔ یعنی تمھارے کام دکھاوے اور شہرت کی خاطر نہوں اور نہ اس لیے ہوں کہ لوگوں سے کوئی چیز حاصل کرو۔ اپنی نیتیں اللہ کے لیے خالص کرو اور (تمھارے کام) اپنے دین کی مدد اور اپنے نبی کی تائید کی خاطر ہوں۔ تم اپنے کام اسی کے لیے کرو اور اس کے سوا کسی اور چیز کے طالب نہ ہو۔ پھر فرمایا:۔

وَإِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ

اور (وہ وقت یاد کرو) جبکہ شیطان نے ان کے کام ان کے آگے سنوار کر پیش کیے اور کہا کہ آج لوگوں میں سے کوئی بھی تم پر غالب نہیں (ہو سکتا)۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس آیت کی تفسیر گزر چکی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد اللہ نے اہل کفر کا ذکر فرمایا اور موت کے وقت انھیں جس حالت کا سامنا ہوگا اور ان کے صفات

بیان فرمائے اور اپنے نبی کو ان کے متعلق خبر دی حتیٰ کہ اس مقام پر پہنچا اور فرمایا:۔

فَإِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِم مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ.

تو اگر جنگ میں تو ان پر غلبہ پالے تو پریشان کردے ان کے ذریعے ان لوگوں کو جو ان کے پیچھے ہیں شاید کہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

یعنی انھیں ایسی سزا دے کہ وہ اپنے پیچھے والوں کے لیے عبرت کا سبب ہوں تاکہ انھیں سمجھ آئے۔

وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ ـ إلى قوله وَمَا تُنفِقُوا مِن شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ

اور تم تیار کر رکھو ان (کے مقابلے) کے لیے سامان جنگ جتنا تم سے ہوسکے اور بندھے ہوئے (یا مستعد) گھوڑے جن کے ذریعے تم اپنے اور اللہ کے دشمن کو ڈراتے رہو۔ یہاں تک کہ فرمایا۔ اور جو چیز بھی تم اللہ کی راہ میں خرچ کروگے وہ تمھاری جانب پوری پوری پہنچا دی جائے گی۔

وَأَنتُمْ لَا تُظْلَمُونَ

اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

یعنی اللہ کے پاس آخرت میں اس کا جو اجر ہو گا اور دنیا میں اس کا فوری معاوضہ ضائع نہ جائے گا۔ پھر فرمایا:۔

وَاِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا

اور اگر وہ صلح کی جانب مائل ہوں تو تو بھی اس کی جانب مائل ہو جا۔

۳۲۱

یعنی اگر وہ اسلام اختیار کرنے کے لیے صلح کی دعوت دیں تو اس شرط پر ان سے صلح کر لے۔

وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ

اور اللہ پر بھروسہ کر۔ اللہ تیرے لیے کافی ہے۔

اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

بے شبہ اللہ تو بڑا سننے والا اور بڑا جاننے والا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ جنحوا للسلم کے معنی مالوا الیک للسلم یعنی صلح کے لیے تیری طرف مائل ہوں۔ الجنوح کے معنی المیل کے ہیں۔ لبید بن ربیعہ نے کہا ہے:۔

جُنُوحَ الْهَالِكِيِّ عَلَى يَدَيْهِ مُكِبًّا يَجْتَلِي نُقَبَ النِّصَالِ

(وہ اس طرح جھکا ہوا ہے) جس طرح صیقل کرنے والا تیر کا زنگ دور کر کے اسے جلا دینے کے لیے سر نیچے کیے ہوئے اپنے ہاتھوں پر جھکا رہتا ہے۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے میں کی ہے۔ شاعر کی مراد وہ صیقل کرنے والا ہے جو اپنے کام پر جھکا رہتا ہے۔ النقب کے معنی تلوار کے زنگ کے ہیں یجتلی کے معنی تلوار کو جلا دینا ہے اور

السلم کے معنی صلح کے ہیں۔ اللہ کی کتاب میں ہے۔

فَلَا تَهِنُوا وَتَدْعُوا إِلَى السَّلْمِ وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ

تو تم کمزور نہ ہو جاؤ اور صلح کے طالب نہ ہو اور تم ہی برتر رہو گے۔

اور ایک قراءت میں اِلَى السِّلْمِ آیا ہے اور وہ بھی اسی کے معنی میں ہے۔ زہیر بن ابی سلمٰی نے کہا:۔

وَقَدْ قُلْتُمَا إِنْ نُدْرِكِ السِّلْمَ وَاسِعًا ؛ بِمَالٍ وَمَعْرُوفٍ مِنَ الْقَوْلِ نَسْلَمِ

حالانکہ تم نے تو کہا تھا کہ اگر وسعت مال اور رواج کے موافق شرطوں کے ساتھ ہمیں صلح حاصل ہو تو ہم صلح کر لیں گے

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھے حسن بن ابی الحسن البصری کی روایت پہنچی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے وان جنحوا للسلم کے معنی للاسلام کے ہیں اور اللہ کی کتاب میں ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم سب کے سب اسلام میں داخل ہو جاؤ۔

بعضوں نے فی السَّلْم پڑھا ہے۔ اور اس سے مراد اسلام ہی ہے امیہ بن ابی الصلت نے کہا ہے۔

فَمَا أَنَابُوا لِسَلْمٍ حِينَ تُنْذِرُهُمْ ؛ رُسْلُ الْإِلٰهِ وَمَا كَانُوا لَهُ عَضُدًا

جب اللہ کے رسول انھیں ڈراتے ہیں تو وہ اسلام کی طرف رجوع نہیں ہوتے اور اس کی قوت بازو نہیں بنتے۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔ اور جو ڈول لانبا بنایا جاتا ہے اس کو عرب سلم کہتے ہیں۔

بنی قیس بن ثعلبہ میں کا ایک شخص طرفۃ بن العبد نامی اپنی اونٹنی کی تعریف میں کہتا ہے :-

لَهَا مِرْفَقَانِ أَفْتَلَانِ كَأَنَّمَا ۔۔۔ تَمُرُّ بِسَلْمَي دَالِجٍ[1] مُتَشَدِّدِ

اس (اونٹنی) کے اگلے پیر کے دونوں جوڑ اس طرح مڑے ہوئے ہیں گویا وہ باولی سے پانی لاکر حوض میں ڈالنے والے اور سخت کوشش کرنے والے کے دو ڈول لے کر گزر رہی ہے۔

(یعنی جس طرح کم فاصلے پر پانی لیجانے والا زیادہ پانی لے جانے کے لیے بھرے ہوئے دو دو ڈول لے جاتا ہے اور انہیں اپنے کپڑوں سے نہ لگنے کے لیے دور رکھتا ہے اسی طرح اس کے پاؤں کے دونوں جوڑ باہر کی جانب نکلے ہوئے ہیں)۔

اور بعض روایتوں میں دالح آیا ہے۔ اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

وَإِنْ يُرِيدُوا أَنْ يَخْدَعُوكَ فَإِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ

اور اگر وہ چاہیں کہ تجھ کو دھوکا دیں تو بے شبہہ تیرے لیے اللہ کافی ہے۔

یعنی وہ اس دھوکے کے پیچھے ہے (یعنی ان کی دھوکا دہی کے بعد خدائی تدبیریں اور اسباب بھی تو ہیں)۔

---

[1] ۔ (ب) میں "دالج" جیم سے ہے جس کے معنی میں نے ترجمے میں اختیار کیے ہیں۔ اور (الف ج د) میں "دالح" حاء حطی سے ہے جس کے معنی چھوٹے چھوٹے قدم ڈالنے کے ہیں۔ دونوں معنی مطلب کے لحاظ سے قریب قریب ہیں۔ (احمد محمودی)

هُوَ الَّذِي أَيَّدَكَ بِنَصْرِهِ

وہی تو ہے جس نے اپنی مدد سے تجھے قوی کر دیا۔ ضعف کے بعد۔

وَبِالْمُؤْمِنِينَ وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ

اور ایمانداروں (کی مدد) سے۔ اور ان کے دلوں میں محبت (پیدا کر) دی۔

لَوْ أَنْفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَا أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ

وَلَكِنَّ اللَّهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ

جو کچھ زمین میں ہے اگر تو وہ سب کا سب خرچ کر دیتا تو بھی ان کے دلوں میں محبت نہ پیدا کر سکتا۔ لیکن اللہ نے ان میں محبت پیدا کر دی۔ اپنے دین کے ذریعے جس پر ان سب کو مجتمع کر دیا ہے۔

إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ

بے شبہ وہ غالب حکمت والا ہے۔

پھر فرمایا:۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ وَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ يَغْلِبُوا أَلْفًا

مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ

اے نبی ایماندار جنھوں نے تیری پیروی اختیار کی ہے۔ اور اللہ تیرے لیے کافی ہے۔ اے نبی ایمانداروں کو جنگ کرنے کی ترغیب دے اگر تم میں سے صبر کرنے والے بیس ہوں تو دو سو پر غالب رہیں گے اور اگر تم میں سے سو ہوں تو جن لوگوں نے کفر کیا ہے ان میں سے ہزار پر غالب رہیں گے اس لیے کہ وہ سمجھ کے ہیٹے ہیں۔

یعنی ان لوگوں کی جنگ کسی خاص نیت سے نہیں اور نہ کسی حق بات کے لیے ہے اور نہ بھلائی برائی کی تمیز پر مبنی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے عبداللہ بن نجیح نے عطا بن ابی رباح سے عبداللہ بن عباس کی روایت بیان کی اور کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو مسلمانوں کو بہت بار معلوم ہوا اور بیس کا دو سو سے اور سو کا ہزار سے جنگ کرنا انھیں بڑا (سخت) معلوم ہوا۔ تو اللہ نے ان پر تخفیف کر دی اور دوسری آیت نے اس کو منسوخ کر دیا۔ اس کے بعد فرمایا:—

۳۰۳

اَلْآنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ أَنَّ فِيكُمْ ضَعْفًا فَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ وَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ أَلْفٌ يَغْلِبُوا أَلْفَيْنِ بِإِذْنِ اللّٰهِ

اب اللہ نے تم پر تخفیف کر دی اور اس نے معلوم کر لیا ہے کہ تم میں ایک طرح کی کمزوری ہے اس لیے اگر تم میں سے صبر کرنے والے سو ہوں تو وہ دو سو پر غلبہ

حاصل کریں اور اگر تم میں کے ہزار ہوں تو وہ بحکم الٰہی دو ہزار پر غالب رہیں۔

کہا کہ اس کے بعد ان کی یہ حالت رہی کہ اگر دشمن کی تعداد کے نصف ہوتے تو (یہ سمجھتے تھے کہ) ان سے بھاگنا انھیں سزاوار نہیں اور جب اس سے بھی کم ہوتے تو (سمجھتے تھے) ان سے جنگ کرنا ان پر واجب نہیں اور ان کے مقابلے سے ہٹ جانا ان کے لیے جائز ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد اس نے آپ پر قیدیوں کے قید کرنے اور غنیمت کے حاصل کرنے کے متعلق ناراضی ظاہر فرمائی اور آپ سے پہلے انبیاء میں سے کسی نبی نے اپنے دشمن سے غنیمت حاصل کر کے نہیں کھائی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسَاجِدَ وَطَهُورًا وَأُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَأُحِلَّتْ لِيَ الْمَغَانِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِنَبِيٍّ كَانَ قَبْلِي وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ خَمْسٌ لَمْ يُؤْتَهُنَّ نَبِيٌّ قَبْلِي

مجھے رعب کے ذریعے مدد دی گئی اور زمین (کے ٹکڑے) میرے لیے سجدہ گاہیں اور پاک بنادئے گئے اور مجھے کثیر معانی کا جامع کلام عطا فرمایا گیا۔ اور غنیمتیں میرے لیے جائز کر دی گئیں اور میرے پہلے کسی نبی کے لیے جائز نہیں کی گئیں اور مجھے شفاعت عطا فرمائی گئی۔ (یہ) پانچ (چیزیں) مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔

ابن اسحٰق نے کہا پھر فرمایا:۔

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ (أى قبلك) أَنْ تَكُونَ لَهُ أَسْرَى (من عدوه) حَتَّى يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ

کسی نبی کو حق نہ تھا (یعنی آپ سے پہلے) کہ اس کے پاس (اس کے دشمن) قیدی بنے رہیں یہاں تک کہ وہ زمین میں خوب خونریزی نہ کرلے۔

یعنی دشمنوں کو خوب قتل نہ کرلے حتٰی کہ انھیں اس سرزمین سے جلا وطن کردے۔

تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا

تم دنیوی ساز وسامان چاہتے ہو۔

یعنی لوگوں کو قید کرکے ان کے فدیے کی رقم کے طالب ہو۔

وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ

اور اللہ تو انجام (کی درستی) چاہتا ہے۔

یعنی ان کا قتل تاکہ جس دین کا غلبہ وہ چاہتا ہے۔ اس دین کا غلبہ ہو جس کے ذریعے آخرت حاصل کی جاتی ہے۔

لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ (اى من الاسارى والمغانم) عَذَابٌ أَلِيمٌ

اگر سابقہ نوشتۂ الٰہی نہ ہوتا تو جو کچھ تم نے (قیدی گرفتار کیے اور غنیمتوں کا مال) حاصل کیا اس کے متعلق تمھیں ضرور دردناک

عذاب چھولیتا۔

یعنی اگر یہ میری عادت سابقہ نہ ہوتی کہ میں بغیر کسی بات کی ممانعت کے پہلے ہی سے عذاب نہیں دیا کرتا تو ضرور تمہیں اس تمہارے کیے پر عذاب دیتا۔ اور اس نے انھیں منع نہیں فرمایا تھا۔ پھر اس نے آپ نے اور آپ کی امت کے لیے اپنی رحمت سے اس (مال غنیمت) کو جائز کر دیا اور رحمٰن و رحیم کی جانب سے بطور عطیہ مرحمت فرمایا۔ پھر فرمایا:۔

فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ

لہٰذا جو کچھ تم نے غنیمت میں حاصل کیا ہے اس میں سے کھاؤ اس حال میں کہ وہ حلال اور پاک ہے، اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شبہہ اللہ بڑا ڈھانک لینے والا، اور بڑا مہربان ہے۔

اس کے بعد فرمایا:۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِمَنْ فِي أَيْدِيكُمْ مِنَ الْأَسْرَىٰ إِنْ يَعْلَمِ اللَّهُ فِي قُلُوبِكُمْ خَيْرًا يُؤْتِكُمْ خَيْرًا مِمَّا أُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ

اے نبی ان لوگوں سے کہہ دے جو تم میں سے کسی کے ہاتھ میں بطور قیدی کے ہوں کہ اللہ تمہارے دلوں میں کوئی بھلائی معلوم کرے گا تو تمہیں اس سے بہتر (چیز) عطا فرمائے گا جو تم سے لی گئی ہے اور اللہ (غلطیوں کو) بہت ڈھانک لینے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے۔

اور مسلمانوں کو آپس میں قرابت دارانہ تعلقات رکھنے کی ترغیب دی اور مہاجرین و انصار میں ان کے سوا دوسروں کو چھوڑ کر۔ دینی رشتہ داری

قائم فرمادی ۔ اور کافروں کے درمیان ایک دوسرے سے رشتہ داری قرار دی ۔ اور فرمایا:۔

إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ

اگر ایسا نہ کروگے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد ہوگا۔

یعنی اگر دوسروں کو چھوڑ کر ایماندار کا ایماندار رشتہ دار نہ بنے اگرچہ وہ دوسرا حقیقی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو تو زمین میں فساد ہوگا ۔ یعنی حق وباطل شبہے میں پڑ جائے گا ۔ اور ایماندار کی رشتہ داری ایماندار کے ساتھ ہونے کے بجائے کافر سے ہو تو زمین میں فساد ہوگا ۔ دوسروں کو چھوڑ کر مہاجرین وانصار میں اس رشتہ داری کو قائم کرنے کے بعد پھر میراث انھیں حقیقی رشتہ داروں ہی کی طرف رد فرمادی جنھوں نے اسلام اختیار کرلیا اور فرمایا:۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْ بَعْدُ وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا مَعَكُمْ فَأُولَٰئِكَ مِنْكُمْ وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ

اور جو لوگ بعد میں ایمان لائے اور ہجرت کی اور تمھارے ساتھ جہاد کیا تو وہ تمھیں میں سے ہیں ۔ اور نوشتۂ الٰہی کے لحاظ سے بعض رشتہ دار بعض سے زیادہ قریب ہیں ۔ یعنی میراث کے لحاظ سے۔

إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

بے شبہہ اللہ ہر چیز کو اچھی طرح سے جاننے والا ہے ۔

فہرست ان مسلمانوں کی جو بدر میں حاضر تھے

ابن اسحٰق نے کہا کہ یہ نام ان مسلمانوں کے ہیں جو بدر میں حاضر تھے۔

قریش کی شاخ ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ میں سے۔
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید المسلمین ابن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم۔
اور اللہ اور اس کے رسول کے شیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حمزہ بن عبد المطلب بن ہاشم۔
اور علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم۔
اور زید بن حارثہ بن شرجیل بن کعب بن عبد العزی بن امراء القیس الکلبی جن پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انعام فرمایا تھا۔

۳۲۵

ابن ہشام نے کہا کہ زید بن حارثہ بن شراحیل بن کعب بن عبد العزی ابن امراء القیس بن عامر بن النعمان بن عامر بن عبد ود بن عوف بن کنانہ بن بکر بن عوف بن عذرہ بن زید اللہ بن رفیدہ بن ثور بن کلب بن وبرہ۔
ابن اسحٰق نے کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ انسہ
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ ابو کبشہ۔
ابن ہشام نے کہا کہ انسہ حبشی تھے اور ابو کبشہ فارسی تھے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور ابو مرثد کناز بن حصن بن یربوع بن عمرو بن یربوع بن خرشہ بن سعد بن طریف بن حلان بن غنم بن غنی بن یعصر بن سعد بن قیس بن عیلان۔
ابن ہشام نے کہا کناز بن حصین۔
ابن اسحٰق نے کہا اور ان کا بیٹا مرثد بن ابی مرثد حمزہ بن عبد المطلب کا حلیف۔
اور عبیدہ بن الحارث بن المطلب۔
اور ان کے دونوں بھائی الطفیل بن الحارث۔
اور الحصین بن الحارث۔
اور مسطح جن کا نام عوف بن اثاثہ بن عباد بن عبد المطلب تھا۔ (جلد)

بارہ آدمی۔

اور بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے عثمان بن عفان بن ابی العاص ابن امیہ بن عبد شمس جو اپنی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی رقیہ کے پاس رہ گئے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (غنیمت میں سے) ان کو حصہ دیا تو انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ میرا اجر۔ فرمایا واجرک۔ (ہاں) تمہارا اجر (بھی ثابت ہے)۔

اور ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس۔

اور ابو حذیفہ کے آزاد کردہ سالم۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابو حذیفہ کا نام ہشیم تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ سالم، ثبیتہ بنت یعار بن زید بن عبید بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس کے، اس شرط سے ۴۲۶ آزاد کیے ہوئے تھے کہ ان کو ولاء حاصل نہ ہوگی، اس نے (ثبیتہ نے) انھیں شرط مذکور کے ساتھ آزاد کیا تو یہ ابو حذیفہ کے پاس بے یار و مددگار ہو کر آ گئے تو ابو حذیفہ نے انھیں متبنیٰ بنا لیا۔ اور بعض کہتے ہیں ثبیتہ بنت یعار ابو حذیفہ بن عتبہ کی زوجیت میں تھی اس لیے جب اس نے سالم کو بشرط مذکور آزاد کیا۔ تو سالم کو مولیٰ ابی حذیفہ کہنے لگے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بعضوں کا دعویٰ ہے کہ ابو العاص بن امیہ بن عبد شمس کے آزاد کردہ صبیح نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلنے کی تیاری کر لی تھی اس کے بعد وہ بیمار ہو گئے تو ابو سلمہ بن عبد الاسد بن ہلال بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم انھیں اپنے اونٹ پر اٹھا لے گئے پھر اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام جنگوں میں صبیح شریک رہے۔

اور حلفاء بنی عبد شمس کی شاخ بنی اسد بن خزیمہ میں سے عبد اللہ بن جحش بن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد۔

اور عکاشہ بن محصن بن حرثان بن قیس بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان

ابن اسد ۔

اور شجاع بن وہب بن ربیعہ بن اسد بن صہیب بن مالک بن کبیر ابن غنم بن دودان بن اسد ۔

اور ان کے بھائی عقبہ بن وہب ۔

اور یزید بن رقیش بن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد ۔

اور ابو سنان بن محصن بن حرثان بن قیس ۔ عکاشہ بن محصن کے بھائی۔

اور ان کے بیٹے سنان بن ابی سنان ۔

اور محرز بن نضلہ بن عبد اللہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان ابن اسد ۔

اور ربیعہ بن اکثم بن سنجرہ بن عمرو بن لکیز بن عامر بن غنم ابن دودان بن اسد۔

اور حلفاء بنی کبیر بن غنم بن دودان بن اسد میں سے ثقف ابن عمرو۔

اور ان کے دونوں بھائی مالک بن عمرو ۔

اور مدلج بن عمرو ۔

ابن ہشام نے کہا مدلاج بن عمرو ۔

ابن اسحٰق نے کہا یہ لوگ بنی حجر میں سے بنی سلیم والے ہیں ۔

اور ابو مخشی ان کے حلیف ۔ (جملہ) سولہ شخص ۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابو مخشی بنی طی میں سے تھے اور ان کا نام سوید ابن مخشی تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی نوفل بن عبد مناف میں سے دو شخص ۔

عتبہ بن غزوان بن جابر بن وہب بن نسیب بن مالک بن الحارث ابن مازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان ۔

اور عتبہ بن غزوان کے آزاد کردہ خباب ۔

اور بنی اسد بن عبد العزی بن قصی میں سے تین شخص ۔

۳۲۷

الزبیر بن العوام بن خویلد بن اسد۔
اور حاطب بن ابی بلتعہ۔
اور حاطب کے آزاد کردہ سعد۔
ابن ہشام نے کہا حاطب کے باپ ابی بلتعہ کا نام عمرو تھا اور وہ بنی لخم سے تھا اور حاطب کے مولی سعد بنی کلب میں کے تھے۔
ابن اسحٰق نے کہا بنی عبدالدار بن قصی میں سے دو شخص۔
مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصی۔
اور سویبط بن سعد بن حریملہ بن مالک بن عمیلہ بن السباق بن عبد الدار۔
اور بنی زہرہ بن کلاب میں سے آٹھ شخص۔
عبد الرحمٰن بن عوف بن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ۔
اور سعد بن ابی وقاص اور وقاص کا نام[1] مالک بن اہیب بن عبد مناف ابن زہرہ تھا۔
اور ان کے بھائی عمیر بن ابی وقاص۔
اور ان کے حلیفوں میں سے المقداد بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن ربیعہ بن ثمامہ بن مطرود بن عمرو بن سعد بن زہیر بن ثور بن ثعلبہ بن مالک بن الشرید بن ہزل بن قایش بن دریم بن القین بن اہود بن بہراء بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ۔
۳۲۸
ابن ہشام نے کہا بعضوں نے ہزل بن قاس بن ذر۔ اور دہیر بن ثور کہا ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور عبد اللہ بن مسعود بن الحارث بن شمخ بن مخزوم ابن صاہلہ بن کاہل بن الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل۔
اور مسعود بن ربیعہ بن عمرو بن سعد بن عبد العزی بن حمالہ بن غالب ابن محلم بن عائذہ بن سبیع بن الہون بن خزیمہ جو القارہ سے تھے۔

---

[1] (الف) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

ابن ہشام نے کہا کہ القارہ لقب ہے۔ اور انھیں کے متعلق کہا گیا ہے۔

قَدْ أَنْصَفَ الْقَارَةَ مَنْ رَامَاهَا۔

یعنی جس نے القارہ کا تیر اندازی سے مقابلہ کیا
اس نے ان سے انصاف کا معاملہ کیا۔ اور یہ لوگ تیر انداز تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ذوالشمالین بن عبد عمرو بن نضلہ بن غبشان ابن سلیم بن ملکان بن افصی بن حارثہ بن عمرو بن عامر جو خزاعہ میں سے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ انھیں ذوالشمالین اس لیے کہا جاتا تھا کہ وہ بائیں ہاتھ سے کام کیا کرتے تھے اور ان کا نام عمیر تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور خباب بن الارت۔

ابن ہشام نے کہا خباب[1] بن الارت بنی تمیم میں سے تھے اور ان کی اولاد بھی ہے اور وہ کوفے میں رہتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ خباب خزاعہ میں سے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی تمیم بن مرہ میں سے پانچ آدمی۔

ابوبکر الصدیق اور آپ کا نام عتیق بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تمیم تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابوبکر کا نام عبداللہ تھا اور عتیق آپ کا لقب تھا اور یہ لقب آپ کی خوبصورتی اور شرافت کے سبب تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ابوبکر کے آزاد کردہ بلال اور بلال بنی جمح کے مولدین میں سے تھے ان کو ابوبکر نے امیہ بن خلف سے خریدا تھا۔ اور بلال رباح کے بیٹے تھے۔ ان کی کوئی اولاد نہ تھی۔ ۳۲۶

اور عامر بن فہیرہ۔

---

[1] (الف) میں خبان لکھدیا ہے جو تحریف ہے۔ (احمد محمودی)

ابن ہشام نے کہا کہ عامر بن فہیرہ بنی اسد کے مولدین میں سے اور سیاہ فام تھے۔ انھیں سے ابوبکر نے انھیں خریدا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور صہیب بن سنان جو نمر بن قاسط میں سے تھے۔

ابن ہشام نے کہا النمر بن قاسط بن ہنب بن افصی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار۔ اور بعض کہتے ہیں افصی بن دعمی بن جدیلہ۔ بعض کہتے ہیں کہ صہیب عبد اللہ بن جدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم۔ اور بعض کہتے ہیں کہ وہ رومی تھے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ وہ النمر بن قاسط میں سے تھے اور رومیوں کے پاس قید ہو گئے تھے اور انھیں رومیوں ہی سے خریدا گیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث کی روایت کی گئی ہے کہ صُہَیبٌ سَابِقُ الرُّومِ صہیب تمام رومیوں پر سبقت کرنے والے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا اور طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم۔ یہ شام کے رہنے والے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدر سے واپس ہونے کے بعد یہ آئے اور آپ سے گفتگو کی تو آپ نے انھیں بھی (غنیمت بدر میں سے) حصہ عنایت فرمایا۔ انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بھی اجر ملے گا تو فرمایا:—

واجرك اور تمھارا اجر (بھی ثابت ہے)۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی مخزوم بن یقظہ بن مرہ میں سے پانچ آدمی۔ ابوسلمہ بن عبد الاسد اور ابوسلمہ کا نام عبد اللہ بن عبد الاسد بن ہلال بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم تھا۔

اور شماس بن عثمان بن الشرید بن سوید بن ہرمی بن عامر بن مخزوم۔

ابن ہشام نے کہا کہ شماس کا نام عثمان تھا اور شماس ان کا نام اس وجہ سے پڑ گیا کہ وہ شماسہ میں سے تھے اور زمانہ جاہلیت میں مکہ آئے تھے اور (بہت) خوبصورت تھے۔ لوگ ان کی خوبصورتی کو دیکھکر حیران ہو گئے تو عتبہ بن ربیعہ نے جو شماس کا ماموں تھا کہا کہ میں تمھارے پاس اس سے زیادہ خوبرو شماس کو لاتا ہوں اور اپنے بھانجے عثمان بن عثمان کو لایا تو ان کا

نام شماس مشہور ہو گیا۔ اس کا ذکر ابن شہاب الزہری وغیرہ نے کیا ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور ارقم بن ابی الارقم اور ابوالارقم کا نام عبد مناف ابن اسد تھا اور اسد کی کنیت ابو جندب تھی۔ اور وہ عبد اللہ بن عمر بن مخزوم کا بیٹا تھا۔

اور عمار بن یاسر۔
ابن ہشام نے کہا کہ عمار بن یاسر عنسی مذحج کی شاخ میں سے تھے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور معتب بن عوف بن عامر بن فضل بن عفیف بن کلیب بن حبشیہ بن سلول بن کعب بن عمرو۔ ان کے (بنی مخزوم کے) حلیف تھے اور تھے بنی خزاعہ میں سے۔ اور عیہامہ جنھیں کہا جاتا تھا وہ یہی ہیں۔

اور بنی عدی بن کعب میں سے چودہ شخص۔
عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن عبد اللہ بن قرط بن ریاح ابن رزاح بن عدی۔
اور ان کے بھائی زید بن الخطاب۔
اور عمر بن الخطاب کے آزاد کردہ مہجع جو یمن والوں میں سے تھے۔ اور بدر کے روز دونوں صفوں کے درمیان مسلمانوں میں سے جو سب سے پہلے شہید ہوئے وہ یہی تھے۔ ان کو تیر سے مارا گیا تھا۔
ابن ہشام نے کہا کہ مہجع بنی عک میں سے تھے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور عمرو بن سراقہ بن المعتمر بن انس بن اداۃ بن عبد اللہ بن قرط بن ریاح بن رزاح بن عدی۔
اور ان کے بھائی عبد اللہ بن سراقہ۔
اور واقد بن عبد اللہ بن عبد مناف بن عرین بن ثعلبہ بن یربوع ابن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم جو ان کے حلیف تھے۔ ۱۳۲۱
اور خولی بن ابی خولی۔
اور مالک بن ابی خولی ان کے دونوں حلیف۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابو خولی بنی عجل بن لجیم بن صعب بن علی بن بکر بن وائل میں کسے تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عامر بن ربیعہ جو آل الخطاب کے حلیف عنز بن وائل میں سے تھے۔

ابن ہشام نے کہا عنز بن وائل بن قاسط بن ہنب بن افصی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار۔ اور بعض کہتے ہیں افصی بن دعمی بن جدیلہ۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عامر بن البکیر بن عبد یالیل بن ناشب بن غیرہ بنی سعد بن لیث میں سے۔

اور عاقل بن البکیر۔

اور خالد بن البکیر۔

اور ایاس بن البکیر بنی عدی بن کعب کے حلیف۔

اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل بن عبد العزی بن عبد اللہ بن قرط بن ریاح بن رزاح بن عدی بن کعب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدر سے واپس ہونے کے بعد یہ شام سے آئے اور آپ سے عرض کی تو آپ نے انھیں (غنیمت بدر میں سے) حصہ عنایت فرمایا۔ انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے بھی اجر ملے گا فرمایا:۔

وَأَجْرُكَ۔ اور تمھارا اجر (بھی ثابت ہے)۔

اور بنی جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب میں سے پانچ شخص۔

عثمان بن مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح۔

اور ان کے بیٹے السائب بن عثمان۔

اور ان کے دونوں بھائی قدامۃ بن مظعون۔

اور عبد اللہ بن مظعون۔

اور معمر بن الحارث بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافۃ بن جمح۔

اور بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب میں سے ایک شخص۔

خنیس بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم۔

اور بنی عامر بن لوی کی شاخ بنی مالک بن حسل بن عامر میں سے پانچ شخص۔
ابو سبرہ بن رہم بن عبد العزیٰ بن ابی قیس بن عبد ود بن نصر بن مالک
ابن حسل۔

اور عبد اللہ مخرمہ بن عبد العزیٰ بن ابی قیس بن عبد ود بن نصر بن مالک
اور عبد اللہ بن سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبد ود بن نصر بن مالک بن
حسل۔ یہ اپنے باپ سہیل بن عمرو کے ساتھ نکلے تھے۔ جب لوگ بدر
میں آکر اترے تو یہ بھاگ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگئے
اور آپ کے ساتھ جنگ بدر میں شریک رہے۔

اور سہیل بن عمرو کے آزاد کردہ عمیر بن عوف۔

اور ان کے حلیف سعد بن خولہ۔

ابن ہشام نے کہا کہ سعد بن خولہ یمن کے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی الحارث بن فہر میں سے پانچ شخص۔
ابو عبیدہ بن الجراح اور ان کا نام عامر بن عبد اللہ بن الجراح بن ہلال بن اہیب
ابن ضبہ بن الحارث تھا۔

اور عمرو بن الحارث بن زہیر بن ابی شداد بن ربیعہ بن ہلال بن اہیب بن ضبہ بن الحارث
اور سہیل بن وہب بن ربیعہ بن ہلال بن اہیب بن ضبہ بن الحارث۔
اور ان کے بھائی صفوان بن وہب اور یہ دونوں البیضاء کے
بیٹے تھے۔

اور عمرو بن ابی سرح بن ربیعہ بن ہلال بن اہیب بن ضبہ
ابن الحارث۔

غرض جملہ مہاجرین جو بدر میں حاضر تھے اور جن کو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے حصہ اور اجر عطا فرمایا (وہ سب) تراسی تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابن اسحٰق کے سوا دوسرے بہت سے اہل علم نے
بدری مہاجرین میں بنی عامر بن لوی میں سے وہب بن ابی سرح کا اور
المسیب بن عمرو کا اور بنی الحارث بن فہر میں سے عیاض بن ابی زہیر کا بھی ذکر کیا ہے۔

انصار اور ان کے ساتھی

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسلمان انصار اوس بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی شاخ بنی عبدالاشہل بن جشم بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس میں سے پندرہ شخص۔

سعد بن معاذ بن النعمان بن امرء القیس بن زید بن عبدالاشہل۔

اور عمرو بن معاذ بن النعمان۔

اور الحارث بن اوس بن معاذ بن النعمان۔

اور الحارث بن انس بن رافع بن امرء القیس۔

اور بنی عبید بن کعب بن عبدالاشہل میں سعد بن زید بن مالک بن عبید۔

اور بنی زعورا بن عبدالاشہل میں سے۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے زعورا کہا ہے

سلمہ بن سلامہ بن وقش بن زغبہ بن زعوراء۔

اور عباد بن بشر بن وقش بن زغبہ بن زعوراء۔

اور سلمہ بن ثابت بن وقش۔

اور رافع بن یزید بن کرز بن سکن بن زعوراء۔

اور الحارث بن خزمہ بن عدی بن ابی بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج۔ بنی عوف بن الخزرج میں سے ان کے حلیف۔

اور بنی حارثہ بن الحارث میں سے ان کے حلیف محمد بن مسلمہ بن خالد بن عدی بن مجدعہ بن الحارثہ بن الحارث۔

اور بنی حارثہ بن الحارث میں سے ان کے حلیف سلمہ بن اسلم بن حریش بن عدی بن مجدعہ بن الحارث۔

ابن ہشام نے کہا اسلم بن حریس بن عدی ۔
ابن اسحٰق نے کہا اور ابو الہیثم بن التیہان ۔
اور عبید بن التیہان ۔
ابن ہشام نے کہا کہ بعض عتیک بن التیہان کہتے ہیں ۔
ابن اسحٰق نے کہا اور عبداللہ بن سہل ۔
ابن ہشام نے کہا عبداللہ بن سہل بنی زعوراء والے ۔ اور بعضوں نے کہا غسان میں کے تھے ۔
ابن اسحٰق نے کہا اور بنی ظفر کی شاخ بنی سواد بن کعب (اور کعب ہی کا نام ظفر ہے) میں سے دو شخص ۔
ابن ہشام نے کہا ظفر بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن اوس ۔
ابن اسحٰق نے کہا قتادہ بن النعمان بن زید بن عامر بن سواد ۔
اور عبید بن اوس بن مالک بن سواد ۔
ابن ہشام نے کہا عبید بن اوس وہ ہیں جنھیں مقرن کہا جاتا تھا اس لیے کہ انھوں نے بدر کے روز چار قیدیوں کو ایک جگہ کر دیا تھا اور انھیں نے اس روز عقیل بن ابو طالب کو بھی گرفتار کیا تھا ۔
ابن اسحٰق نے کہا اور بنی عبد بن رزاح بن کعب میں سے تین آدمی ۔
نصر بن الحارث بن عبد ۔
اور معتب بن عبد ۔
اور ان کے حلیفوں میں سے بنی بلی میں کے عبداللہ بن طارق ۔
اور بنی حارثہ بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس میں سے تین شخص ۔
مسعود بن سعد بن عامر بن عدی بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ ۔
ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے مسعود بن عبد سعد کہا ہے ۔
ابن اسحٰق نے کہا اور ابو عبس بن جبر بن عمرو بن زید بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ ۔
اور ان کے حلیف بنی بلی میں سے ابو بردہ بن نیار جن کا نام

ہانی بن نیار بن عمرو بن عبید بن کلاب بن دہمان بن غنم بن ذبیان بن ہمیم بن کاہل بن ذہل بن ہنی بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ تھا۔

۳۳۵

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی عمرو بن عوف بن مالک بن اوس کی شاخ بنی ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف میں سے پانچ شخص۔

عاصم بن ثابت بن قیس اور قیس ہی ابوالاقلح بن عصمہ بن مالک بن امۃ بن ضبیعہ تھا۔

اور معتب بن قشیر بن ملیل بن زید بن العطاف بن ضبیعہ۔

اور ابوملیل بن الازعر بن زید بن العطاف بن ضبیعہ۔

اور عمرو بن معبد بن الازعر بن زید بن العطاف بن ضبیعہ۔

ابن ہشام نے کہا عمیر بن معبد۔

ابن اسحٰق نے کہا اور سہل بن حنیف بن واہب بن العکیم بن ثعلبہ بن مجدعہ بن الحارث ابن عمرو۔ اور عمرو ہی وہ شخص ہے جس کو بحزج بن حنش بن عوف بن عمرو بن عوف کہا جاتا تھا۔

اور بنی امیہ بن زید بن مالک میں سے نو شخص۔

بشر بن عبدالمنذر بن زنبر بن زید بن امیہ۔

اور رفاعہ بن عبدالمنذر بن زنبر۔

اور سعد بن عبید بن النعمان بن قیس بن عمرو بن زید بن امیہ۔

اور عویم بن ساعدہ۔

اور رافع بن عنجدہ۔

ابن ہشام نے کہا عنجدہ ان کی ماں تھی۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عبید بن ابی عبید۔

اور ثعلبہ بن حاطب۔

اور ان لوگوں کو اس بات کا دعوٰی تھا کہ ابولبابہ بن عبدالمنذر اور الحارث بن حاطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تھے تو آپ نے ان دونوں کو واپس فرما دیا اور ابولبابہ کو مدینہ پر امیر مقرر فرمایا تھا اور اصحاب بدر کے ساتھ ان دونوں کو دو حصے عنایت فرمائے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ آپ نے انھیں الروحاء سے واپس فرمایا تھا۔

ابن ہشام نے کہا اور حاطب، عمرو بن عبید بن امیہ کا بیٹا تھا اور ابولبابہ کا نام بشیر تھا۔

۳۳۶ ابن اسحق نے کہا اور بنی عبید بن زید بن مالک میں سے سات شخص۔
انیس بن قتادہ بن ربیعہ بن خالد بن الحارث بن عبید۔
اور ان کے حلیفوں بنی بلی میں سے معن بن عدی بن الجد بن العجلان ابن ضبیعہ۔
اور ثابت بن اقرم بن ثعلبہ بن عدی بن العجلان۔
اور عبد اللہ بن سلمہ بن مالک بن الحارث بن عدی بن العجلان
اور زید بن اسلم بن ثعلبہ بن عدی بن العجلان۔
اور ربعی بن رافع بن زید بن حارثہ بن الجد بن العجلان۔
اور عاصم بن عدی بن الجد بن العجلان نکلے تھے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں واپس فرمادیا اور اصحاب بدر کے ساتھ انھیں حصہ عطا فرمایا۔
اور بنی ثعلبہ بن عمرو بن عوف میں سے سات شخص۔
عبد اللہ بن جبیر بن النعمان بن امیہ بن البرک اور البرک کا نام امرء القیس ابن ثعلبہ تھا۔
اور عاصم بن قیس۔
ابن ہشام نے کہا عاصم بن قیس بن ثابت بن النعمان بن امیہ بن امرء القیس بن ثعلبہ۔
ابن اسحق نے کہا اور ابو ضیاح بن ثابت بن النعمان بن امیہ بن امرء القیس بن ثعلبہ۔
اور ابو حنہ۔
ابن ہشام نے کہا کہ یہ ابو ضیاح کے بھائی تھے۔ اور بعضوں نے ابو حبہ کہا ہے اور امرء القیس کو البرک بن ثعلبہ کہا جاتا تھا۔
ابن اسحق نے کہا اور سالم بن عمیر بن ثابت بن النعمان بن امیہ بن امرء القیس ابن ثعلبہ۔
ابن ہشام نے کہا بعضوں نے ثابت بن عمرو بن ثعلبہ بھی کہا ہے۔
۳۳۷ ابن اسحق نے کہا اور الحارث بن النعمان بن امیہ بن امرء القیس بن ثعلبہ

اور خوات بن جبیر بن النعمان جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب بدر کے ساتھ حصہ عطا فرمایا۔
اور بنی جحجبی بن کلفہ بن عوف بن عمرو بن عوف میں سے دو شخص۔
منذر بن محمد بن عقبہ بن احیحہ بن الجلاح بن الحریش بن جحجبی بن کلفہ۔
ابن ہشام نے کہا بعضوں نے الحریس بن جحجبی کہا ہے۔
ابن اسحٰق نے اور ان کے حلفاء بنی انیف میں سے ابو عقیل بن عبداللہ بن ثعلبہ بن بیحان بن عامر بن الحارث بن مالک بن عامر بن انیف ابن حشم بن عبداللہ بن تیم بن اراش بن عامر بن عمیلہ بن قسمیل بن فران بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ۔
ابن ہشام نے کہا بعضوں نے تمیم بن اراشہ اور قسمیل بن فاران کہا ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور بنی غنم بن السلم بن امرء القیس بن مالک ابن الاوس میں سے پانچ آدمی۔
سعد بن خیثمہ بن الحارث بن مالک بن کعب بن النحاط بن کعب بن حارثہ بن غنم۔
اور منذر بن قدامہ۔
اور مالک بن قدامہ بن عرفجہ۔
ابن ہشام نے کہا عرفجہ بن کعب بن النحاط بن کعب بن حارثہ ابن غنم۔
ابن اسحٰق نے کہا اور الحارث بن عرفجہ۔
اور بنی غنم کے آزاد کردہ تمیم۔
ابن ہشام نے کہا کہ تمیم سعد بن خیثمہ کے آزاد کردہ تھے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور بنی معاویہ بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف میں سے تین آدمی۔
جبیر بن عتیک بن الحارث بن قیس بن ہیشہ بن الحارث بن

امیہ بن معاویہ۔
اور مالک بن نمیلہ۔ ان کے حلیف بنی مزینہ میں سے۔
اور ان کے حلیف بنی بلی میں کے النعمان بن عصر۔
غرض اوس میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ بدر میں جو شریک رہے اور جن کو آپ نے حصہ اور اجر عطا فرمایا (وہ) اکسٹھ آدمی تھے۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسلمان انصار الخزرج بن الحارث بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی شاخ بنی الحارث بن الخزرج کے قبیلہ بنی امرء القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج میں سے چار شخص۔
خارجہ بن زید بن ابی زہیر بن مالک بن امرء القیس۔
اور سعد بن ربیع بن عمرو بن ابی زہیر بن مالک بن امراء القیس۔
اور عبداللہ بن رواحہ بن ثعلبہ بن امرء القیس بن عمرو بن امرء القیس۔
اور خلاد بن سوید بن ثعلبہ بن عمرو بن حارثہ بن امرء القیس۔
اور بنی زید بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج میں سے دو شخص۔
بشیر بن سعد بن ثعلبہ بن خلاس بن زید۔
ابن ہشام نے کہا بعضوں نے جلاس کہا ہے اور ہمارے خیال میں یہ غلطی ہے۔
اور ان کے بھائی سماک بن سعد۔
اور بنی عدی بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج میں سے تین آدمی
سبیع بن قیس بن عیشہ بن امیہ بن مالک بن عامر بن عدی۔
اور ان کے بھائی عباد بن قیس بن عیشہ۔
ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے قیس بن عبسہ بن امیہ کہا ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور عبداللہ بن عبس۔

اور بنی احمر بن حارثہ بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث ابن الخزرج میں سے ایک ہی شخص ۔

یزید بن الحارث بن قیس بن مالک بن احمر انھیں کو ابن فسحم بھی کہا جاتا ہے ۔

ابن ہشام نے کہا فسحم ان کی ماں تھی اور بنی القین بن جسر کی عورت تھی ۔

ابن اسحق نے کہا اور بنی جشم بن الحارث بن الخزرج ۔ اور زید ابن الحارث بن الخزرج میں سے جو دونوں توام تھے چار شخص ۔

خبیب بن اساف بن عتبہ بن عمرو بن خدیج ابن عامر بن جشم ۔

اور عبداللہ بن زید بن ثعلبہ بن عبد ربہ بن زید ۔

اور ان کے بھائی حریث بن زید بن ثعلبہ ۔

اور انھوں نے سفیان بن بشر کے متعلق بھی (شرکت بدر کا) دعویٰ کیا ہے ۔

ابن ہشام نے کہا سفیان بن نسر بن عمرو بن الحارث بن کعب ابن زید ۔

ابن اسحق نے کہا اور بنی جدارہ بن عوف بن الحارث بن الخزرج میں سے چار آدمی ۔

تمیم بن یعار بن قیس بن عدی بن امیہ بن جدارہ ۔

اور بنی حارثہ میں سے عبداللہ بن عمیر ۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے عبداللہ بن عمیر بن عدی بن امیہ بن جدارہ کہا ہے ۔

ابن اسحق نے کہا اور زید بن المزین بن قیس بن عدی بن امیہ بن جدارہ ۔

ابن ہشام نے کہا زید بن المری ۔

ابن اسحق نے کہا اور عبداللہ بن عرفطہ بن عدی بن امیہ بن جدارہ ۔

اور بنی الابجر میں سے جن کو بنو خدرہ بن عوف بن الحارث بن الخزرج بھی کہتے ہیں ایک شخص
عبداللہ بن ربیع بن قیس بن عمرو بن عباد بن الابجر۔
اور بنی عوف بن الخزرج کی شاخ بنی عبید بن مالک بن سالم بن غنم ابن عوف بن الخزرج میں سے جس کو بنو الحبلی بھی کہتے ہیں۔ دو شخص۔
ابن ہشام نے کہا الحبلی کا نام سالم بن غنم بن عوف تھا۔ اس کے پیٹ کے بڑے ہونے کے سبب سے الحبلی مشہور ہو گیا۔
عبداللہ بن عبداللہ بن ابی بن مالک بن الحارث بن عبید جو ابن سلول کے نام سے مشہور تھا۔ سلول ایک عورت کا نام تھا جو اس کی (ابی کی) ماں تھی۔
اور اوس بن خولی بن عبداللہ بن الحارث بن عبید۔
اور بنی جزء بن عدی بن مالک بن سالم بن غنم میں سے چھ شخص۔
زید بن ودیعہ بن عمرو بن قیس بن جزء۔
اور بنی عبداللہ بن غطفان میں سے ان کے حلیف عقبہ بن وہب ابن کلدہ۔
اور رفاعہ بن عمرو بن زید بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن سالم بن غنم۔
اور یمن والے ان کے حلیف عامر بن سلمہ بن عامر۔
ابن ہشام نے کہا بعضوں نے عمرو بن سلمہ کہا ہے اور وہ بنی بلی کی شاخ قضاعہ میں سے تھے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور ابو حمیضہ معبد بن عباد بن قشیر بن المقدم بن سالم بن غنم۔ ۴۴۱
ابن ہشام نے کہا معبد بن عبادہ بن قشغر بن المقدم اور بعضوں نے کہا عبادہ بن قیس بن المقدم۔
ابن اسحٰق نے کہا اور ان کے حلیف عامر بن البکیر۔
ابن ہشام نے کہا عامر بن العکیر اور بعض عاصم بن العکیر کہتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج کی شاخ بنی العجلان بن زید بن غنم بن سالم میں سے ایک شخص، نوفل بن عبد اللہ بن نضلہ بن مالک بن العجلان۔

اور بنی اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن سالم بن عوف میں سے دو شخص۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ غنم بن عوف ہے جو سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج کا بھائی ہے اور غنم بن سالم وہ ہے جس کے متعلق اس سے پہلے ابن اسحٰق نے کہدیا ہے۔

عبادہ بن الصامت بن قیس بن اصرم۔ اور ان کے بھائی اوس ابن الصامت۔

اور بنی دعد بن فہر بن ثعلبہ بن غنم میں سے ایک شخص النعمان بن مالک ابن ثعلبہ بن دعد اور یہ النعمان وہ ہیں جن کو قوقل کہا جاتا تھا۔

اور بنی قریوش بن غنم بن امیہ بن لوذان بن سالم میں سے ایک شخص۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے قریوش بن غنم کہا ہے۔

ثابت بن ہزال بن عمرو بن قریوش۔

اور بنی مرضخہ بن غنم میں سے ایک شخص ابن سالم مالک بن الدخشم بن مرضخہ۔

ابن ہشام نے کہا مالک بن الدخشم بن مالک بن الدخشم بن مرضخہ۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی لوذان بن سالم میں سے تین آدمی۔

ربیع بن ایاس بن عمرو بن غنم بن امیہ بن لوذان۔

اور ان کے بھائی ورقہ بن ایاس۔

اور ان کے یمن والے حلیف عمرو بن ایاس۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے کہا کہ عمرو بن ایاس ربیع اور ورقہ کے بھائی تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ان کے حلیف بنی بلی کی شاخ بنی غصینہ میں سے پانچ شخص۔

ابن ہشام نے کہا کہ غصینہ ان کی ماں تھی اور ان کے باپ کا نام عمرو بن عمارہ تھا۔

المجذر بن ذیاد بن عمرو بن زمزمہ بن عمرو بن عمارہ بن مالک بن غصینہ ابن عمرو بن بتیرہ بن مشنو بن قسر بن تیم بن اراش بن عامر بن عمیلہ بن قسمیل بن فران بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ۔

۴۴۳ ابن ہشام نے کہا بعضوں نے قسر بن تیم بن اراشہ کہا ہے۔ اور قسمیل بن فاران اور المجذر[1] کا نام عبد اللہ تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عبادہ بن الخشخاش بن عمرو بن زمزمہ۔ اور نحاب بن ثعلبہ بن خزمہ بن اصرم بن عمرو بن عمارہ۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے بحاث بن ثعلبہ کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عبد اللہ بن ثعلبہ بن خزمہ بن اصرم اور ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ ان کے حلیف بنی بہراء عتبہ بن ربیعہ بن خالد بن معاویہ نے بھی بدر میں حاضری دی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ عتبہ بن بہز بنی سلیم میں سے ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی ساعدہ بن کعب بن الخزرج کی شاخ بنی ثعلبہ بن الخزرج بن ساعدہ میں سے دو شخص۔

ابو دجانہ سماک بن خرشہ۔

۴۴۴ ابن ہشام نے کہا ابو دجانہ سماک بن اوس بن خرشہ بن لوذان بن عبد ود بن زید بن ثعلبہ۔

ابن اسحٰق نے کہا اور المنذر بن عمرو بن خنیس بن حارثہ بن لوذان بن عبد ود بن زید بن ثعلبہ۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے المنذر بن عمرو بن خنیش کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی البدی بن عامر بن عوف بن حارثہ بن عمرو

[1] ۔ (الف) میں تحریف کاتب سے المجذر ہوگیا ہے ۔ جو غلط ہے ۔ (احمد محمودی)

بن الخزرج بن ساعدہ میں سے دو شخص۔
ابو اسید بن مالک بن ربیعہ بن البدی۔
اور مالک بن مسعود اور وہ البدی کی طرف (منسوب ہیں)۔
ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ مالک ابن مسعود بن البدیؔ ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور بنی طریف بن الخزرج بن ساعدہ میں سے ایک شخص
عبد ربہ بن حق بن اوس بن وقش بن ثعلبہ بن طریف۔
اور ان کے بنی جہینہ کے حلیفوں میں سے پانچ شخص۔
کعب بن حمار بن ثعلبہ۔
ابن ہشام نے کہا بعضوں نے کعب بن جماز کہا ہے اور وہ غبشان میں سے تھے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور ضمرہ۔
اور زیاد۔
اور بسبس عمرو کے بیٹے۔
ابن ہشام نے کہا کہ ضمرہ اور زیاد بشر کے بیٹے تھے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور بنی بلی میں کے عبد اللہ بن عامر۔
اور بنی جشم بن الخزرج کی شاخ بنی سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردہ بن تزید بن جشم بن الخزرج کے قبیلہ بنی حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے بارہ شخص۔
خراش بن الصمہ بن عمرو بن الجموح بن زید بن حرام۔
اور الحباب بن المنذر بن الجموح بن زید بن حرام۔
اور عمیر بن الحمام بن الجموح بن زید بن حرام۔
اور خراش بن الصمہ کے آزاد کردہ تمیم۔

۳۴۵

لے۔ (الف) میں "الیدی" یائے مثناۃ تحتانیہ دال سے پہلے لکھا ہے جو تحریف کاتب ہے۔
(احمد محمودی)

اور عبداللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام۔
اور معاذ بن عمرو بن الجموح۔
اور معوذ بن عمرو بن الجموح بن زید بن حرام۔
اور خلاد بن عمرو بن الجموح بن زید بن حرام
اور عتبہ بن عامر بن نابی بن زید بن حرام۔
اور ان کے آزاد کردہ حبیب الاسود۔
اور ثابت بن ثعلبہ بن زید بن الحارث بن حرام اور یہ وہ ثعلبہ ہیں جو الجذع کہلاتے تھے۔
اور عمیر بن الحارث بن ثعلبہ بن الحارث بن حرام۔
ابن ہشام نے کہا کہ یہاں جہاں جہاں الجموح آیا ہے اس سے مراد الجموح بن زید ابن حرام ہے بجز جد بن الصمہ کے کہ وہ الصمہ بن عمرو بن الجموح بن حرام ہے۔
ابن ہشام نے کہا عمیر بن الحارث بن لبدہ بن ثعلبہ ہے۔
ابن اسحق نے کہا اور بنی عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ کی شاخ بنی خنساء بن سنان بن عبید میں سے نو آدمی۔
بشیر بن البراء بن معرور بن صخر بن مالک خنساء۔
اور الطفیل بن مالک بن خنساء۔
اور الطفیل بن النعمان بن خنساء۔
اور سنان بن صیفی بن صخر بن خنساء۔
اور عبداللہ بن الجد بن قیس بن صخر بن خنساء۔
اور عتبہ بن عبداللہ بن صخر بن خنساء۔
اور جبار بن صخر بن امیہ بن خنساء۔
اور خارجہ بن حمیر۔
اور عبداللہ بن حمیر ان کے دونوں حلیف جو بنی دہمان میں سب سے زیادہ بہادر تھے۔
ابن ہشام نے کہا بعضوں نے جبار بن صخر بن امیہ بن خناس کہا ہے۔
ابن اسحق نے کہا اور بنی خناس بن سنان بن عبید میں سے سات شخص۔

یزید بن المنذر بن سرح بن خناس۔
اور معقل بن المنذر بن سرح بن خناس۔
اور عبداللہ بن النعمان بن بلذمہ۔
ابن ہشام نے کہا بعضوں نے بلذمہ اور بلذمہ کہا ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور الضحاک بن حارثہ بن زید بن ثعلبہ بن عبید ابن عدی۔
اور سواد بن زریق بن ثعلبہ بن عبید بن عدی۔
ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے سواد بن رزن بن زید بن ثعلبہ کہا ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور معبد بن قیس بن صخر بن حرام بن ربیعہ بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ اور بعضوں نے بروایت ابن ہشام معبد بن قیس بن صیفی بن صخر بن حرام ابن ربیعہ کہا ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور عبداللہ بن قیس بن صخر بن حرام بن ربیعہ بن عدی ابن غنم۔
اور بنی النعمان بن سنان بن عبید میں سے چار شخص۔
عبداللہ بن عبد مناف بن النعمان۔
اور جابر بن عبداللہ بن رئاب بن النعمان۔
اور خلیدہ بن قیس بن النعمان۔
اور ان کے آزاد کردہ النعمان بن یسار۔
اور بنی سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ کی شاخ بنی حدیدہ بن عمرو بن غنم ابن سواد میں سے چار شخص۔
ابن ہشام نے کہا کہ عمرو بن سواد ہے سواد کو غنم نامی کوئی لڑکا نہ تھا۔
ابوالمنذر یزید بن عامر بن حدیدہ۔
اور سلیم بن عمرو بن حدیدہ۔
اور قطبہ بن عامر بن حدیدہ۔
اور سلیم بن عمرو کے آزاد کردہ عنترہ۔

۲۴۷

ابن ہشام نے کہا کہ عنترہ بنی سلیم بن منصور کی شاخ بنی ذکوان میں سے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا۔بنی عدی بن نابی بن عمرو بن سواد بن غنم میں سے چھ شخص۔

عبس بن عامر بن عدی۔

اور ثعلبہ بن عنمہ بن عدی۔

اور ابوالیسر کعب بن عمرو بن عباد بن عمرو بن غنم بن سواد۔

اور سہل بن قیس بن ابی کعب بن القین بن کعب بن سواد۔

اور عمرو بن طلق بن زید بن امیہ بن سنان بن کعب بن غنم۔

اور معاذ بن جبل بن عمرو بن اوس بن عائذ بن عدی بن کعب بن عدی ابن ادی بن سعد بن علی بن اسد بن سارد ہ بن تزید بن جشم بن الخزرج بن حارثہ ابن ثعلبہ بن عمرو بن عامر۔

ابن ہشام نے کہا اوس بن عباد بن عدی بن کعب بن عمرو بن ادی بن سعد۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابن اسحٰق نے معاذ بن جبل کو بنی سواد میں اس لیے شمار کیا ہے کہ اگرچہ وہ ان میں کے نہ تھے لیکن (رہتے) انھیں میں تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور جن لوگوں نے بنی سلمہ کے بتوں کو توڑا۔

وہ معاذ بن جبل۔

اور عبد اللہ بن انیس۔

اور ثعلبہ بن عنمہ تھے۔اور یہ سب کے سب بنی سواد بن غنم میں کے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی زریق بن عامر بن زریق بن عبد حارثہ بن مالک ابن غضب بن جشم بن الخزرج کی شاخ بنی مخلد بن عامر بن زریق میں سے سات آدمی۔

۲۴۸

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے عامر بن الازرق کہا ہے۔

قیس بن محصن بن خالد بن مخلد۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے قیس بن حصن کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ابو خالد الحارث بن قیس بن خالد بن مخلد۔
اور جبیر بن ایاس بن خالد بن مخلد۔
اور ابو عبادہ سعد بن عثمان بن خلدہ بن مخلد۔
اور ان کے بھائی عقبہ بن عثمان بن خلدہ بن مخلد۔
اور ذکوان بن عبد قیس بن خلدہ بن مخلد۔
اور مسعود بن خلدہ بن عامر بن مخلد۔
اور بنی خالد بن عامر بن زریق میں سے ایک صاحب عباد بن قیس بن عامر بن خالد۔
اور بنی خلدہ بن عامر بن زریق میں سے پانچ شخص۔
اسعد بن یزید بن الفاکہ بن زید بن خلدہ۔
اور الفاکہ بن بشر بن الفاکہ بن زید بن خلدہ۔
ابن ہشام نے کہا بسر بن الفاکہ۔
ابن اسحٰق نے کہا اور معاذ بن ماعص بن قیس بن خلدہ۔
اور ان کے بھائی عایذ بن ماعص بن قیس بن خلدہ۔
اور مسعود بن سعد بن قیس بن خلدہ۔
اور بنی العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق میں سے تین آدمی۔
رفاعہ بن رافع بن مالک بن العجلان۔
اور ان کے بھائی خلاد بن رافع بن مالک بن العجلان۔
اور عبید بن زید بن عامر بن العجلان۔
اور بنی بیاضہ بن عامر بن زریق میں سے چھ آدمی۔
زیاد بن لبید بن ثعلبہ بن سنان بن عامر بن عدی بن امیہ بن بیاضہ۔
اور فروہ بن عمرو بن وذفہ بن عبید بن عامر بن بیاضہ۔ ۴۴۹
ابن ہشام نے کہا بعضوں نے ودفہ کہا ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور خالد بن قیس بن مالک بن العجلان بن عامر بن بیاضہ۔
اور رجیلہ بن ثعلبہ بن خالد بن ثعلبہ بن عامر بن بیاضہ۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے رخیلہ کہا ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور عطیہ بن نویرہ بن عامر بن عطیہ بن عامر بن بیاضہ
اور خلیفہ بن عدی بن عمرو بن مالک بن عامر بن فہیرہ بن بیاضہ۔
ابن ہشام نے کہا بعضوں نے حلیفہ کہا ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور بنی حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج میں سے ایک صاحب۔
رافع بن المعلا بن لوذان بن حارثہ بن عدی بن زید بن ثعلبہ بن زید مناۃ ابن حبیب۔
ابن اسحٰق نے کہا اور بنی النجار تیم اللہ بن ثعلبہ بن عمرو بن الخزرج کی شاخ بنی غنم ابن مالک بن النجار کے قبیلہ بنی ثعلبہ بن عبد عوف بن غنم میں سے ایک صاحب۔
ابو ایوب خالد بن زید بن کلیب بن ثعلبہ۔
اور بنی عسیرہ بن عبد عوف بن غنم میں سے ایک صاحب۔
ثابت بن خالد بن النعمان بن خنساء بن عسیرہ۔
ابن ہشام نے کہا بعضوں نے عسیر اور عشیرہ بھی کہا ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور بنی عمرو بن عبد عوف بن غنم میں سے دو آدمی۔ ۲۵۰
عمارہ بن حزم بن زید بن لوذان بن عمرو۔
اور سراقہ بن کعب بن عبد العزیٰ بن غزیہ بن عمرو۔
اور بنی عبید بن ثعلبہ بن غنم میں سے دو صاحب۔
حارثہ بن النعمان بن زید بن عبید۔
اور سلیم بن قیس بن قہد۔ اور قہد کا نام خالد بن قیس بن عبید تھا۔
ابن ہشام نے کہا حارثہ بن النعمان بن نفع بن زید۔
ابن اسحٰق نے کہا اور بنی عایذ بن ثعلبہ بن غنم میں سے دو صاحب۔
ابن ہشام نے کہا بعضوں نے عابد کہا ہے۔
سہیل بن رافع بن ابی عمرو بن عائذ۔
اور ان کے حلیف جہینہ میں کے عدی بن ابی الزغباء۔

اور بنی زید بن ثعلبہ بن غنم میں سے تین شخص۔
مسعود بن اوس بن زید۔
اور ابو خزیمہ بن اوس بن زید بن اصرم بن زید۔
اور رافع بن الحارث بن سواد بن زید۔
اور بنی سواد بن مالک بن غنم میں سے دس آدمی۔
عوف
ومعوذ
ومعاذ الحارث بن رفاعہ بن سواد کے بیٹے اور یہ سب عفراء کے بچے تھے۔
ابن ہشام نے کہا عفراء بنت عبید بن ثعلبہ بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار اور بعضوں نے رفاعہ بن الحارث بن سواد کہا ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور النعمان بن عمرو بن رفاعہ بن سواد۔ ۳۵۱
ابن ہشام نے کہا بعضوں نے نعیمان کہا ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور عامر بن مخلد بن الحارث بن سواد۔
اور عبد اللہ بن قیس بن خالد بن خلدہ بن الحارث بن سواد۔
اور ان کے حلیف بنی اشجع کے عصیمہ۔
اور ان کے بنی جہینہ میں کے حلیف ودیعہ بن عمرو۔
اور ثابت بن عمرو بن زید بن عدی بن سواد۔
اور ان کا دعوٰی ہے کہ الحارث بن عفراء کے آزاد کردہ ابو الحمراء نے بھی بدر میں حاضری دی ہے۔
ابن ہشام نے کہا کہ ابو الحمراء الحارث بن رفاعہ کے آزاد کردہ تھے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور بنی عامر بن مالک بن النجار۔ اور عامر کا نام مبذول تھا۔ کی شاخ بنی عتیک بن عمرو بن مبذول میں سے تین صاحب۔
ثعلبہ بن عمرو بن محصن بن عمرو بن عتیک۔
اور سہل بن عتیک بن النعمان بن عمرو بن عتیک۔

اور الحارث بن الصمہ بن عمرو بن عتیک مقام الروحاء میں ان کو توڑ گیا (شاید ان کی کوئی ہڈی ٹوٹ گئی) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حصہ عطا فرمایا۔

اور بنی عمرو بن مالک بن النجار جو بنو حدیلہ کہلاتے ہیں، کی شاخ بنی قیس ابن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار میں سے دو شخص۔

ابن ہشام نے کہا کہ حدیلہ بنت مالک بن زید اللہ بن حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج۔ معاویہ بن عمرو بن مالک النجار کی ماں تھی اس لیے بنو معاویہ اسی جانب منسوب ہوتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا ابی بن کعب بن قیس۔

اور انس بن معاذ بن انس بن قیس۔

اور بنی عدی بن عمرو بن مالک بن النجار میں سے تین شخص۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ لوگ بنو مغالہ بنت عوف بن عبد مناۃ بن عمرو ابن مالک بن کنانہ بن خزیمہ ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں۔ مغالہ بنی زریق میں کی تھی اور عدی بن عمرو بن مالک بن النجار کی ماں تھی اس لیے بنی عدی اسی کی جانب منسوب ہوتے ہیں۔ اوس بن ثابت بن المنذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی۔ ۳۵۲

اور ابو شیخ ابی بن ثابت بن المنذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابو شیخ ابی بن ثابت، حسان بن ثابت کے بھائی ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ابو طلحہ زید بن سہل بن الاسود بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی۔

اور بنی عدی بن النجار کی شاخ بنی عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار میں سے آٹھ شخص۔

حارثہ بن سراقہ بن الحارث بن عدی بن مالک بن عدی بن عامر۔

اور عمرو بن ثعلبہ بن وہب بن عدی بن مالک بن عدی بن عامر اور اسی کی کنیت ابو حکیم تھی۔

اور سلیط بن قیس بن عمرو بن عتیک بن مالک بن عدی بن عامر اور ابو سلیط جس کا نام اسیرہ بن عمرو تھا۔ اور عمرو کی کنیت ابو خارجہ بن قیس بن مالک بن عدی بن عامر۔

اور ثابت بن خنساء بن عمرو بن مالک بن عدی بن عامر۔

اور عامر بن امیہ بن زید بن الحسحاس بن مالک بن عدی بن عامر اور اور المحرز بن عامر بن مالک بن عدی بن عامر۔

اور سواد بن غزیہ بن اہیب بنی بلی میں سے ان کے حلیف۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے سواد کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار میں سے چار شخص۔

ابو زید قیس بن سکن بن قیس بن زعوراء بن حرام۔

اور ابو الاعور بن الحارث بن ظالم بن عبس بن حرام۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے ابو الاعور الحارث بن ظالم کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور سلیم بن ملحان۔

۳۵۲ اور حرام بن ملحان اور ملحان کا نام مالک بن خالد بن زید بن حرام تھا۔

اور بنی مازن بن النجار کی شاخ بنی عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن النجار میں سے تین شخص۔

قیس بن ابی صعصعہ اور ابو صعصعہ کا نام عمرو بن زید بن عوف تھا۔

اور عبد اللہ بن کعب بن عمرو بن عوف۔

اور ان کے حلیف بنی اسد بن خزیمہ میں کے عصیمہ۔

اور بنی خنساء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن میں سے دو شخص۔

ابو داؤد عمیر بن عامر بن مالک بن خنساء۔

اور سراقہ بن عمرو بن عطیہ بن خنساء۔

اور بنی ثعلبہ بن مازن بن النجار میں سے ایک صاحب۔

قیس بن مخلد بن ثعلبہ بن صخر بن حبیب بن الحارث بن ثعلبہ۔

اور بنی دینار بن النجار کی شاخ بنی مسعود بن عبد الاشہل بن حارثہ بن دینار ابن النجار میں سے پانچ آدمی۔

النعمان بن عبد عمرو بن مسعود۔

اور الضحاک بن عبد عمرو بن مسعود۔

اور سلیم بن الحارث بن ثعلبہ بن کعب بن حارثہ بن دینار جو عبد عمرو کے دونوں بیٹے، الضحاک اور النعمان کے مادری بھائی تھے۔

اور جابر خالد بن عبد الاشہل بن حارثہ۔

اور سعد بن سہیل بن عبد الاشہل۔

اور بنی قیس بن مالک بن کعب بن حارثہ بن دینار بن النجار میں سے دو آدمی۔

کعب بن زید بن قیس۔

اور ان کے حلیف بجیر بن ابی بجیر۔

ابن ہشام نے کہا بجیر بنی عبس بن بغیض بن ریث بن غطفان کی شاخ بنی جذیمہ بن رواحہ میں کے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا غرض بنی الخزرج میں سے بدر میں جو لوگ حاضر تھے وہ جملہ ایک سو ستر آدمی تھے۔

ابن ہشام نے کہا اکثر اہل علم بنی الخزرج میں سے بدر میں حاضر ہونے والوں میں بنی العجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج کے عِتبان بن مالک بن عمرو بن العجلان۔ اور ملیل بن وبرہ بن خالد بن العجلان اور عصمہ بن الحصین بن وبرہ بن خالد بن العجلان اور بنی حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج کی شاخ بنی زریق کے ہلال بن المعلا بن لوذان بن حارثہ بن عدی بن زید بن ثعلبہ بن مالک بن زید مناۃ بن حبیب کا ذکر بھی کرتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا غرض جملہ مسلمان مہاجرین و انصار جو بدر میں حاضر تھے اور جن کو حصہ اور اجر عطا فرمایا گیا (وہ سب) تین سو چودہ آدمی تھے۔ مہاجرین

میں سے تراسی، اوس میں سے اکسٹھ اور خزرج میں سے ایک سو ستر۔

جنگ بدر میں مسلمانوں میں سے جو لوگ شہید ہوئے
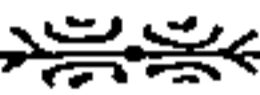
مسلمانوں میں سے بدر کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو شہید ہوئے وہ قریش کی شاخ بنی المطلب بن عبد مناف میں سے ایک شخص
عبیدہ بن الحارث بن المطلب تھے ان کو عتبہ بن ربیعہ نے قتل کیا۔ اس نے ان کا پیر کاٹ دیا تھا تو انھوں نے مقام الصفراء میں انتقال کیا۔
اور بنی زہرہ بن کلاب میں سے دو شخص۔
عمیر بن ابی وقاص بن اہیب بن عبد مناف ابن زہرہ جو ابن ہشام کے قول کے لحاظ سے سعد بن ابی وقاص کے بھائی تھے۔
اور ذو الشمالین بن عبد عمرو بن نضلہ ان کے حلیف بنی خزاعہ کی شاخ بنی غبشان میں کے تھے۔
اور بنی عدی بن کعب بن لوی میں سے دو شخص۔
عاقل بن البکیر۔ ان کے حلیف بنی سعد بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ ابن کنانہ میں کے۔
اور مہجع عمر بن الخطاب کے آزاد کردہ۔ ۳۵۵
اور بنی الحارث بن فہر میں سے ایک شخص صفوان بن بیضاء۔
اور انصار میں بنی عمرو بن عوف میں سے دو شخص۔
سعد بن خیثمہ۔
اور مبشر بن عبد المنذر بن زنبر۔
اور بنی الحارث بن الخزرج میں سے ایک شخص۔

یزید بن الحارث جو فسحم کہلاتے تھے۔
اور بنی سلمہ کی شاخ بنی حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے ایک شخص۔
عمیر بن الحمام۔
اور بنی حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم میں سے ایک شخص۔
رافع بن المعلا۔
اور بنی النجار میں سے ایک شخص۔
حارثہ بن سراقہ بن الحارث۔
اور بنی غنم بن مالک بن النجار میں سے دو شخص۔
عوف
و معوذ الحارث بن رفاعہ بن سواد کے دونوں بیٹے اور یہ دونوں عفراء کے بیٹے تھے۔ جملہ آٹھ آدمی۔

بدر کے روز مشرکین میں سے جو قتل ہوئے

بدر کے روز مشرکین میں سے جو قتل ہوئے وہ قریش کی شاخ بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے بارہ شخص۔
حنظلہ بن ابی سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس اس کو بقول ابن ہشام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ زید بن حارثہ نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے قتل میں حمزہ اور علی اور زید مشترک تھے اس کا بھی ابن ہشام نے ذکر کیا ہے۔
ابن اسحق نے کہا اور الحارث بن الحضرمی۔
اور عامر بن الحضرمی ان کے دونوں حلیف۔ عامر کو عمار بن یاسر نے

قتل کیا اور الحارث کو بقول ابن ہشام النعمان بن عصر اوس کے حلیف نے قتل کیا۔

اور ان کا آزاد کردہ عمیر بن ابی عمیر۔

اور اس کا بیٹا۔ عمیر بن ابی عمیر کو بقول ابن ہشام ابوحذیفہ کے آزاد کردہ سالم نے قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عبیدہ بن سعید بن العاص بن امیہ بن عبدشمس کو الزبیر بن العوام نے قتل کیا۔

اور العاص بن سعید بن العاص بن امیہ کو علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔

اور عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ بن عبدشمس کو بحالت قید بنی عمرو بن عوف والے عاصم بن ثابت بن ابی الاقلح نے قتل کیا۔

ابن ہشام نے کہا بعض کہتے ہیں کہ علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس کو عبیدہ بن الحارث بن المطلب نے قتل کیا۔

ابن ہشام نے کہا اس کو حمزہ اور علی نے مل کر قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور شیبہ بن ربیعہ بن عبدشمس کو حمزہ بن عبدالمطلب نے قتل کیا۔

اور ولید بن عتبہ بن ربیعہ کو علی بن ابی طالب نے۔

اور ان کے بنی انمار بن بغیض میں کے حلیف عامر بن عبداللہ کو علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔

اور بنی نوفل بن عبدمناف میں سے دو شخص۔

الحارث بن عامر بن نوفل کو بعضوں کے بیان کے لحاظ سے بنی الحارثہ ابن الخزرج والے خبیب بن اساف نے قتل کیا۔

اور طعیمہ بن عدی بن نوفل کو علی بن ابی طالب نے اور بعض کہتے ہیں حمزہ بن عبدالمطلب نے۔

اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی میں سے پانچ شخص۔

زمعہ بن الاسود بن المطلب بن اسد۔
ابن ہشام نے کہا اس کو بنی حرام والے ثابت بن الجذع نے قتل کیا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کو حمزہ اور علی اور ثابت تینوں نے مل کر قتل کیا۔
ابن اسحٰق نے کہا اور الحارث بن زمعہ۔
ابن ہشام نے کہا اس کو عمار بن یاسر نے قتل کیا۔
اور عقیل بن الاسود بن المطلب کو بقول ابن ہشام حمزہ اور علی نے مل کر قتل کیا۔
اور ابو البختری العاص بن ہشام بن الحارث بن اسد کو المجذر بن زیاد البلوی نے قتل کیا۔
ابن ہشام نے کہا ابو البختری العاصی بن ہاشم۔
ابن اسحٰق نے کہا اور نوفل بن خویلد بن اسد اور اسی کا نام ابن العدویہ عدی خزاعہ تھا۔ اور اسی نے ابو بکر الصدیق اور طلحہ بن عبید کو جب ان دونوں نے اسلام اختیار کیا تو ایک ہی رسی میں باندھ دیا تھا۔ اور اسی لیے ان دونوں کا نام قرینین (یعنی ایک دوسرے سے ملا کر باندھے ہوئے) پڑ گیا تھا۔ اور یہ شخص قریش کے شیاطین میں سے تھا۔ اس کو علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔
اور بنی عبد الدار بن قصی میں سے دو شخص۔
النضر بن الحارث بن کلدہ بن علقمہ بن عبد مناف بن عبد الدار کو بعضوں کے بیان کے موافق مقام الصفراء میں بحالت قید علی بن ابی طالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قتل کیا۔
ابن ہشام نے کہا مقام اثیل میں۔ ابن ہشام نے کہا بعضوں نے النضر بن الحارث بن علقمہ بن کلدہ بن عبد مناف کہا ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور زید بن ملیص عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار کا آزاد کردہ۔
ابن ہشام نے کہا اس کو ابو بکر کے آزاد کردہ بلال بن رباح اور بنی عبد الدار کے حلیف بنی مازن بن مالک بن عمرو بن تمیم میں کے زید نے

۳۵۸

قتل کیا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کو المقداد بن عمرو نے قتل کیا۔
ابن اسحٰق نے کہا اور بنی تیم بن مرہ میں سے دو شخص۔
عمیر بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم۔
ابن ہشام نے کہا کہ اس کو علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور عثمان بن مالک بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو ابن کعب۔ اس کو صہیب بن سنان نے قتل کیا۔
اور بنی مخزوم بن یقظہ بن مرہ میں سے ستر آدمی۔
ابو جہل بن ہشام اور اس کا نام عمرو بن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھا۔ اس کو معاذ بن عمرو بن الجموح نے مارکر اس کا پاؤں کاٹ ڈالا اور اس کے بیٹے عکرمہ نے معاذ کے ہاتھ پر وار کر کے ان کا ہاتھ الگ کر دیا۔ اس کے بعد معوذ بن عفراء نے ابوجہل کو مار کر اس کو زمین پر گرا دیا اور اس کو اس حالت میں چھوڑا کہ اس میں کچھ جان باقی تھی۔ پھر عبداللہ بن مسعود نے اس کا کام تمام کر دیا اور اس کا سر کاٹ لیا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتولوں میں اس کو تلاش کرنے کے لئے حکم فرمایا تھا۔
۳۵۹ اور العاصی بن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔ اس کو عمر بن الخطاب نے قتل کیا۔
اور بنی تمیم میں کا یزید بن عبداللہ ان کا حلیف۔
ابن ہشام نے کہا کہ وہ بنی تمیم کی شاخ بنی عمرو بن تمیم میں کا تھا اور بہادر تھا اس کو عمار بن یاسر نے قتل کیا۔
ابن اسحٰق نے کہا اور ابو مسافع الاشعری ان کا حلیف اس کو بقول ابن ہشام ابو دجانہ الساعدی نے قتل کیا۔
اور ان کا حلیف حرملہ بن عمرو۔
ابن ہشام نے کہا کہ اس کو بلحارث بن الخزرج والے خارجہ بن زید

ابن ابی زہیر نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ علی بن ابی طالب نے قتل کیا اور حرملہ بنی اسد میں سے تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور مسعود بن ابی امیہ بن المغیرہ۔ اس کو بقول ابن ہشام علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔

اور ابو قیس بن الولید بن المغیرہ۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کو حمزہ بن عبدالمطلب نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ علی بن ابی طالب نے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ابو قیس بن الفاکہ بن المغیرہ۔ اس کو علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں کے قول کے لحاظ سے اس کو عمار بن یاسر نے قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور رفاعہ بن ابی رفاعہ بن عایذ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔ اس کو بقول ابن ہشام بلحارث بن الخزرج والے سعد بن الربیع نے قتل کیا۔

اور المنذر بن ابی رفاعہ بن عایذ۔ اس کو بقول ابن ہشام بنی عبید بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف کے حلیف معن بن عدی بن الجد ابن العجلان نے قتل کیا۔

اور عبداللہ بن المنذر بن ابی رفاعہ بن عایذ۔ اس کو بقول ابن ہشام علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔ ۳۶۰

ابن اسحٰق نے کہا اور السائب بن ابی السائب بن عابد بن عبداللہ ابن عمر بن مخزوم۔

ابن ہشام نے کہا کہ السائب بن ابی السائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شریک تھا جس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث آئی ہے کہ:۔

نِعمَ الشَّرِیکُ السَّائِبُ لَا یُشَارِی وَلَا یُمَارِی

السائب بہترین شریک ہے کہ نہ (وہ) اصرار کرتا ہے نہ جھگڑتا ہے۔

اور انھوں نے اسلام اختیار کیا تھا اور اللہ بہتر جانتا ہے ہمیں جہاں تک اطلاع ملی ہے وہ اسلام میں بھی بہتر تھا۔ اور ابن شہاب الزہری نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے ابن عباس کی روایت کا ذکر کیا ہے کہ السائب بن السائب بن عابد بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم ان لوگوں میں سے ہے جنھوں نے قریش میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی اور آپ نے انھیں الجعرانہ کے روز حنین کی غنیمت میں سے بھی عطا فرمایا تھا ابن ہشام نے کہا کہ ابن اسحٰق کے سوا دوسروں نے بیان کیا ہے کہ اس کو الزبیر العوام نے قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور الاسود بن عبد الاسد بن ہلال بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم۔ اس کو حمزہ بن عبد المطلب نے قتل کیا۔

اور حاجب بن السائب بن عویمر بن عمرو بن عابد بن عید بن عمران بن مخزوم۔

ابن ہشام نے کہا عایذ بن عمران بن مخزوم۔ اور بعضوں نے حاجز بن السائب کہا ہے۔ اور حاجب بن السائب کو علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عویمر بن السائب بن عویمر کو نعمان بن مالک القوقلی نے بقول ابن ہشام میدانی مقابلے میں قتل کیا۔ ۳۶۱

ابن اسحٰق نے کہا اور عمرو بن سفیان اور جابر بن سفیان یہ دونوں بنی طئی میں کے ان کے حلیف تھے۔

عمرو کو یزید بن رقیش نے قتل کیا۔

اور جابر کو ابوبردہ بن[1] نیاز نے قتل کیا بقول ابن ہشام۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوی میں سے پانچ شخص۔

منبہ بن الحجاج بن عامر بن حذیفہ بن سعد بن سہم۔ اس کو بنی سلمہ والے

---

[1] (الف) میں "ابوبردہ نیار" ہے۔ درمیان میں "بن" کا لفظ نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

ابوالیسر نے قتل کیا۔

اور اس کا بیٹا العاص بن منبہ بن الحجاج اس کو بقول ابن ہشام علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔

اور نبیہ بن الحجاج بن عامر اس کو بقول ابن ہشام حمزہ بن عبدالمطلب اور سعد بن ابی وقاص (ان دونوں) نے مل کر قتل کیا۔

اور ابوالعاص بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم۔

ابن ہشام نے کہا اس کو علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ النعمان بن مالک القوقلی نے اور بعض کہتے ہیں ابودجانہ نے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عاصم بن ابی عوف بن ضبیرہ بن سعید بن سعد ابن سہم۔ اس کو بقول ابن ہشام بنی سلمہ والے ابوالیسر نے قتل کیا۔

اور بنی جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوی میں سے تین شخص۔

امیہ بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح۔ اس کو بنی مازن میں کے ایک انصاری نے قتل کیا۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے کہا ہے کہ اس کو معاذ بن عفراء اور خارجہ ابن زید اور خبیب بن اساف نے مل کر قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور اس کا بیٹا علی بن امیہ بن خلف اس کو عمار بن یاسر نے قتل کیا۔

اور اوس بن معیر بن لوذان بن سعد بن جمح اس کو بقول ابن ہشام علی ابن ابی طالب نے قتل کیا۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ اس کو الحصین بن الحارث ابن المطلب اور عثمان بن مظعون (ان دونوں) نے مل کر قتل کیا۔ ۳۶۲

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی عامر بن لوی میں سے دو شخص۔

معاویہ بن عامر عبدالقیس میں کا ان کا حلیف۔ اس کو علی بن ابی طالب نے قتل کیا اور بقول ابن ہشام بعضوں نے کہا ہے کہ عکاشہ بن محصن نے اس کو قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور معبد بن وہب بنی کلب بن عوف بن کعب بن

عامر بن لیث میں کا ان کا حلیف۔ معبد کو خالد اور ایاس بکیر کے دونوں بیٹوں نے قتل کیا اور بقول ابن ہشام بعضوں نے کہا کہ ابو دجانہ نے قتل کیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بدر کے دن قریش کے جملہ مقتولوں کی تعداد ہمیں پچاس بتائی گئی۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے ابو عبیدہ نے ابو عمرو کی روایت کا ذکر کیا کہ بدر کے مقتول مشرک ستر اور اتنے ہی قیدی تھے۔ اور ابن عباس اور سعید بن المسیب کا یہی قول ہے۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی کتاب میں ہے:۔

أَوَلَمَّا أَصَابَتْكُم مُّصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُم مِّثْلَيْهَا

اور کیا جب تم پر ایسی مصیبت آئی جس کی دونی مصیبت تم (دوسروں پر) ڈھا چکے ہو۔

اور یہ فرمان جنگ احد والوں کے متعلق ہے۔ اور اس میں شہید ہونے والے مسلمان ستر تھے تو فرماتا ہے کہ تم تو بدر کے روز احد کے تم میں کے شہیدوں کی دونی تعداد کی مصیبت ڈھا چکے یعنی ستر کو تم نے قتل کیا اور ستر کو تم نے قید کیا۔ اور ابو زید انصاری نے کعب بن مالک کا یہ شعر مجھے سنایا:۔

فَأَقَامَ بِالْعَطَنِ الْمُعَطَّنِ مِنْهُمُ ... سَبْعُونَ عُتْبَةُ مِنْهُمُ وَالْأَسْوَدُ

پانی کے گڑھے میں جہاں اونٹ بیٹھتے ہیں (وہاں) ان کے ستر آدمی جا کر ڈٹ گئے جن میں عتبہ اور الاسود بھی تھے۔

ابن ہشام نے کہا شاعر کی مراد بدر کے مقتولوں سے ہے۔ ۲۶۲

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے جس میں جنگ احد کا بیان ہے ان شاء اللہ عنقریب اس کے مقام پر میں اس کا ذکر کروں گا۔

ان ستر میں سے جن لوگوں کا ذکر ابن اسحٰق نے نہیں کیا ان میں سے چند یہ ہیں۔

بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے دو شخص۔
وہب بن الحارث بنی انمار بن بغیض میں کا ان کا حلیف۔
اور عامر بن زید یمن والوں میں کا ان کا حلیف۔
اور بنی اسد بن عبد العزیٰ میں سے دو شخص۔
عقبہ بن زید یمن والوں میں کا ان کا حلیف۔
اور عمیر ان کا آزاد کردہ۔
اور بنی عبد الدار بن قصی میں سے دو شخص۔
نبیہ بن زید بن ملیص۔
اور عبید بن سلیط بنی قیس میں کا ان کا حلیف۔
اور بنی تیم بن مرہ میں سے دو شخص۔
مالک بن عبد اللہ بن عثمان جو قید ہو گیا تھا اور قید ہی میں مرگیا اس لیے اس کو مقتولوں میں شمار کیا گیا۔
اور بعضوں کے قول کے لحاظ سے عمرو بن عبد اللہ بن جدعان۔
اور بنی مخزوم بن یقظہ میں سے سات شخص۔
حذیفہ بن ابی حذیفہ بن المغیرہ اس کو سعد بن ابی وقاص نے قتل کیا۔
اور ہشام بن ابی حذیفہ بن المغیرہ اس کو صہیب بن سنان نے قتل کیا۔
اور زہیر بن ابی رفاعہ اس کو ابو اسید مالک بن ربیعہ نے قتل کیا۔
اور السائب بن ابی رفاعہ اس کو عبد الرحمٰن بن عوف نے قتل کیا۔
اور عائذ بن السائب ابن عویمر۔ یہ قید کر لیا گیا تھا۔ اس کے بعد فدیہ دیکر رہا ہوا لیکن حمزہ بن عبد المطلب کے (ہاتھ سے) اسے جو زخم لگا تھا اس کی وجہ سے راستے ہی میں مرگیا۔
اور عمیر ان کا بنی طئی میں کا حلیف اور القارہ میں کا بہترین حلیف۔
اور بنی جمح بن عمرو میں سے ایک شخص سبرۃ بن مالک ان کا حلیف۔
اور بنی سہم بن عمرو میں سے دو شخص۔
الحارث بن منبہ بن الحجاج۔ اس کو صہیب بن سنان نے قتل کیا۔

۳۶۴ اور عامر بن ابی حوف بن ضبیرۃ عاصم کا بھائی۔ اس کو عبد اللہ بن سلمہ العجلانی نے قتل کیا اور بعض کہتے ہیں ابو دجانہ نے

جنگ بدر کے مشرک قیدیوں کے نام

ابن اسحٰق نے کہا کہ قریش کے مشرکوں میں سے بدر کے دن (حسب ذیل قید ہوئے) بنی ہاشم بن عبد مناف میں سے عقیل بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم۔ اور نوفل بن الحارث بن عبد المطلب بن ہاشم۔

اور بنی المطلب بن عبد مناف میں سے دو شخص۔ السائب بن عبید بن عبد یزید بن ہاشم بن المطلب۔ اور نعمان بن عمرو بن علقمہ بن المطلب۔

اور بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے سات شخص عمرو بن ابی سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس۔ اور الحارث بن ابی وجزہ بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس۔ اور بقول ابن ہشام بعضوں نے ابن ابی وحرۃ کہا ہے۔ اور ابو العاص بن الربیع بن عبد العزیٰ بن عبد شمس۔ اور ابو العاص بن نوفل بن عبد شمس۔ اور ان کے حلیفوں میں سے ابو ریشہ بن ابی عمرو اور عمرو بن الازرق۔ اور عقبہ بن الحارث بن الحضرمی۔

اور بنی نوفل بن عبد مناف میں سے تین شخص۔ عدی بن الخیار بن عدی بن نوفل۔ اور عثمان ابن عبد شمس بن اخی غزوان بن جابر بنی مازن بن منصور میں کا ان کا حلیف۔ اور ابو ثوران کا حلیف۔

اور بنی عبد الدار بن قصی میں سے دو شخص ابو عزیز بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار اور الاسود بن عامر ان کا حلیف یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم بنو الاسود بن عامر بن عمرو بن الحارث السباق ہیں۔

۳۶۵ اور بنی الاسد بن عبد العزیٰ بن قصی میں سے تین شخص السائب بن ابی حبیش بن المطلب بن اسد۔ اور الحویرث بن عباد بن عثمان بن اسد۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ الحلاث بن عایذ بن عثمان بن اسد ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور سالم بن شماخ ان کا حلیف۔

اور بنی مخزوم بن یقظہ بن مرہ میں سے نو شخص خالد بن ہشام بن المغیرہ

ابن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم اور امیہ بن ابی حذیفہ بن المغیرہ اور الولید بن الولید ابن المغیرہ اور عثمان بن عبد اللہ بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم اور السندر بن ابی رفاعہ بن عابد بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم اور صیفی بن ابی رفاعہ اور ابو عطاء عبد اللہ بن السائب بن عابد بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم اور المطلب بن حنطب ابن الحارث بن عبید بن عمر بن مخزوم اور خالد بن الاعلم ان کا حلیف۔ اس کے متعلق لوگ بیان کرتے ہیں کہ یہی وہ پہلا شخص ہے جو شکست کھا کر پیٹھ پھیر کے بھاگا ہے اور اسی نے یہ شعر کہا ہے۔

وَلَسْنَا عَلَى الْأَدْبَارِ تَدْمِى كُلُومُنَا ﴿﴾ وَلٰكِنْ عَلٰى أَقْدَامِنَا يَقْطُرُ الدَّمُ

ہم وہ نہیں ہیں کہ ہمارا خون ہماری پیٹھ کے زخموں سے
(بہے) بلکہ ہم وہ ہیں کہ ہمارا خون ہمارے سامنے کے حصوں پر بہتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا "لسنا علی الاعقاب" کی بھی روایت آئی ہے اور خالد بن الاعلم خزاعہ میں سے تھا اور بعض کہتے ہیں کہ بنی عقیل میں سے تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب میں سے چار شخص ابو وداعہ بن ضبیرۃ بن سعید بن سعد بن سہم۔ یہی وہ پہلا شخص تھا جو بدر کے قیدیوں میں سے فدیے پر رہا ہوا۔ اس کا فدیہ اس کے بیٹے المطلب بن ابی وداعہ نے ادا کیا اور فروہ بن قیس بن عدی بن حذافہ بن سعید بن سہم اور حنظلہ بن قبیصہ بن حذافہ بن سعید بن سہم اور الحجاج بن الحارث بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم۔

366

اور بنی جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب میں سے پانچ شخص عبد اللہ بن ابی بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح اور ابو عزہ عمرو بن عبد اللہ بن عثمان بن وہب بن حذافہ بن جمح اور الفاکہ امیہ بن خلف کا آزاد کردہ۔ اس کی آزادی کے بعد رباح بن المغترف نے اپنے نسب میں اس کے شامل ہونے کا دعویٰ کیا اور وہ اس بات کا دعویدار تھا کہ وہ بنی شماخ بن محارب بن فہر میں کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ الفاکہ جرول بن حذیم بن عوف بن غضب بن شماخ بن محارب

ابن فہر کا بیٹا تھا اور وہب بن عمیر بن وہب بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح اور ربیعہ بن دراج بن العنبس بن اہبان بن وہب بن حذافہ بن جمح۔

اور بنی عامر بن لوی میں سے تین شخص سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود ابن نصر بن مالک بن حسل بن عامر۔ اس کو بنی سالم بن عوف والے مالک بن الدخشم نے گرفتار کیا تھا اور عبد بن زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر اور عبدالرحمٰن بن مشنوبن وقدان بن قیس بن عبد شمس ابن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر۔

اور بنی الحارث بن فہر میں سے دو شخص الطفیل بن ابی قنیع اور عتبہ بن عمرو بن جحدم۔

ابن اسحٰق نے کہا غرض جملہ تینتالیس قیدیوں کے نام ہمارے پاس محفوظ ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ جملہ تعداد میں سے ایک شخص چھوٹ گیا ہے جس کے نام کا انھوں نے ذکر نہیں کیا اور قیدیوں میں سے جن لوگوں کے نام ابن اسحٰق نے ذکر نہیں کئے وہ یہ ہیں۔

بنی ہاشم بن عبد مناف میں سے ایک شخص عتبہ جو بنی فہر میں سے ان کا حلیف تھا۔

اور بنی المطلب بن عبد مناف میں سے تین شخص عقیل بن عمرو ان کا حلیف اور اس کا بھائی تمیم بن عمرو اور اس کا بیٹا

اور بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے دو شخص۔ خالد بن اسید بن ابی العیص اور ابو العریض یسار العاصی بن امیہ کا آزاد کردہ۔

اور بنی نوفل بن عبد مناف میں سے ایک شخص نبہان ان کا آزاد کردہ۔

اور بنی اسد بن عبد العزیٰ میں سے ایک شخص عبداللہ بن حمید بن زہیر ابن الحارث۔

اور بنی عبد الدار بن قصی میں سے ایک شخص عقیل ان کا یمنی حلیف۔

اور بنی تیم بن مرہ میں سے دو شخص۔ مسافع بن عیاض بن صخر بن عامر

ابن کعب بن سعد بن تیم ۔ اور جابر بن الزبیر ان کا حلیف ۔
اور بنی مخزوم بن یقظہ میں سے ایک شخص قیس بن السائب ۔
اور بنی جمح بن عمرو میں سے چھ شخص ۔ عمرو بن ابی بن خلف ۔
اور ابو رہم بن عبد اللہ ان کا حلیف ۔ اور ان کا ایک اور حلیف جس کا نام میرے پاس سے جاتا رہا ۔ اور امیہ بن خلف کے آزاد کردہ دو شخص جن میں سے ایک کا نام نسطاس تھا اور امیہ بن خلف کا غلام ابو رافع ۔
اور بنی سہم بن عمرو میں سے ایک شخص اسلم نبیہ بن الحجاج کا آزاد کردہ ۔
اور بنی عامر بن لوئی میں سے دو شخص حبیب بن جابر ۔ اور السائب بن مالک ۔ اور بنی الحارث بن فہر میں سے شافع اور شفیع ان کے دونوں یمنی حلیف ۔

۴۶۸

جنگ بدر کے متعلق اشعار

ابن اسحٰق نے کہا کہ جنگ بدر کے متعلق جو شعر کہے گئے اور قبیلوں میں ایک دوسرے کے جواب لکھے گئے ان میں سے حمزہ بن عبد المطلب کا کلام ہے اللہ ان پر رحم فرمائے ۔
ابن ہشام نے کہا کہ اکثر علماء شعر ان اشعار اور ان کے جواب میں جو اشعار لکھے گئے ہیں اس کا انکار کرتے ہیں ۔

أَلَمْ تَرَ أَمْرًا كَانَ مِنْ عَجَبِ الدَّهْرِ ۔۔۔ وَلِلْحَيْنِ أَسْبَابٌ مُبَيِّنَةُ الْأَمْرِ[1]

(اے مخاطب) کیا تو نے زمانے بھر کے عجیب واقعے پر غور نہیں کیا اور موت کے لیے بھی اسباب ہوتے ہیں جن کا معاملہ ظاہر ہے ۔

وَمَا ذَاكَ إِلَّا أَنَّ قَوْمًا أَفَادَهُمْ ۔۔۔ فَحَانُوا تَوَاصَوْا بِالْعُقُوقِ وَبِالْكُفْرِ

[1] ۔ (الف) میں "مبنیة" بہ تقدیم نون بر یاء لکھا ہے جو تحریف کاتب ہے ۔ (احمد محمودی)

اور وہ واقعہ بجز اس کے اور کچھ نہ تھا کہ ایک قوم کو
(خیر خواہی اور) نصیحت نے ہلاک کر دیا تو انھوں نے نافرمانی اور
انکار سے عہد شکنی کی۔

فَكَانُوا رُهُونًا لِلرَّكِيَّةِ مِنْ بَدْرِ عَشِيَّةَ رَاحُوا نَحْوَ بَدْرٍ بِجَمْعِهِمْ

جس شام وہ اپنے جتھے کو لے کر بدر کی جانب چلے ہیں
تو (وہ) بدر کی سنگ بستہ باولی (ہی) میں ہمیشہ کے لیے رہ گئے۔

وَكُنَّا طَلَبْنَا الْعِيرَ لَمْ نَبْغِ غَيْرَهَا فَسَارُوا إِلَيْنَا فَالْتَقَيْنَا عَلَى قَدْرِ

ہم تو قافلے کی تلاش میں نکلے تھے۔ اس کے سوا ہمارا
اور کوئی مقصد نہ تھا وہ ہماری طرف چلے تو ہم دونوں تقدیر
کے ٹھیرائے ہوئے مقام پر ایک دوسرے سے مقابل ہو گئے۔

فَلَمَّا الْتَقَيْنَا لَمْ تَكُنْ مَثْنَوِيَّةٌ لَنَا غَيْرَ طَعْنٍ بِالْمُثَقَّفَةِ السُّمْرِ

پھر جب ہم ایک دوسرے کے مقابل ہو گئے تو ہمارے
لیے گندم گوں سیدھے کیے ہوئے نیزوں سے نیزہ زنی کرنے کے
سوا واپسی کی کوئی صورت (ہی) نہ تھی۔

وَضَرْبٍ بِبِيضٍ يَخْتَلِي الْهَامَ حَدُّهَا مُشَهَّرَةَ الْأَلْوَانِ بَيِّنَةِ الْأُثْرِ

اور بجز چمکتی ہوئی (ایسی) تلواروں سے مارنے کے
جن کی دھاریں گردنوں کو الگ کر دیتی ہیں جن کے رنگ سفید اور
جن کے جوہر خوب نمایاں ہیں۔

۳۶۹ وَنَحْنُ تَرَكْنَا عُتْبَةَ الْغَيِّ ثَاوِيًا وَشَيْبَةَ فِي الْقَتْلَى تَجَرْجَمُ فِي الْجَفْرِ

اور ہم نے گمراہی کی دہلیز (عتبہ) کو پیوند خاک کر کے چھوڑا اور

شیبہ کو مقتولوں میں بڑی باؤلی کے درمیان پچھڑا ہوا یا لڑھکتا چھوڑا ہے۔

وَعَمْرٌو ثَوَى فِيمَنْ ثَوَى مِنْ حُمَاتِهِمْ ... فَشُقَّتْ جُيُوبُ النَّائِحَاتِ عَلَى عَمْرِو

ان لوگوں کے حمایتی جو پیوند خاک ہو گئے ان میں عمرو بھی خاک کا پیوند ہو گیا اس لیے نوحہ خواں عورتوں کے گریبان عمرو کے ماتم میں تار تار ہو گئے۔

جُيُوبُ نِسَاءٍ مِنْ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبٍ ... كِرَامٍ تَفَرَّعْنَ الذَّوَائِبَ مِنْ فِهْرِ

ان شریف عورتوں کے گریبان جو لؤی بن غالب میں کی ہیں اور فہر کی اعلیٰ شاخوں سے نکلی ہیں۔

أُولَئِكَ قَوْمٌ قُتِّلُوا فِي ضَلَالِهِمْ ... وَخَلَّوْا لِوَاءً غَيْرَ مُحْتَضَرِ النَّصْرِ

یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی گمراہی میں مار ڈالے گئے اور پرچم ایسی حالت میں چھوڑ گئے کہ مرتے دم تک اس کے پاس مدد نہ پہنچ سکے۔

لِوَاءَ ضَلَالٍ قَادَ إِبْلِيسُ أَهْلَهُ ... فَخَاسَ بِهِمْ إِنَّ الْخَبِيثَ إِلَى غَدْرِ

گمراہی کے اس پرچم نے جس پرچم والوں کی قیادت ابلیس نے کی آخر ان کے ساتھ بے وفائی کی اور سچ تو یہ ہے کہ وہ پلید بے وفائی ہی کی طرف (جانے والا) ہے۔

وَقَالَ لَهُمْ إِذْ عَايَنَ الْأَمْرَ وَاضِحًا ... بَرِئْتُ إِلَيْكُمْ مَا بِيَ الْيَوْمَ مِنْ صَبْرِ

جب اس نے معاملے (مسلمانوں کی نصرت) کو واضح طور پر دیکھ لیا تو ان سے کہا کہ میں اپنی علیحدگی سے آگاہ کیے دیتا ہوں کہ

آج مجھ میں صبر کا یارا نہیں۔

فَإِنِّي أَرَى مَا لَا تَرَوْنَ وَإِنَّنِي أَخَافُ عِقَابَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ ذُو قَسْرِ

کیونکہ میں ایسی چیزیں دیکھ رہا ہوں جنھیں تم نہیں دیکھ رہے ہو اور بات یہ ہے کہ میں سزائے الٰہی سے ڈر رہا ہوں کہ اللہ قہر والا ہے۔

۲۷ فَقَدَّمَهُمْ لِلْحَيْنِ حَتَّى تَوَرَّطُوا وَكَانَ بِمَا لَمْ يَخْبِرِ الْقَوْمَ ذَا خُبْرِ

آخر وہ انھیں موت کے لیے بڑھا لایا یہاں تک کہ وہ بھنور میں پھنس (کے رہ) گئے اور جس بات کی اس نے انھیں خبر نہیں دی وہ اسے خوب جانتا تھا۔

فَكَانُوا غَدَاةَ الْبِئْرِ أَلْفًا وَجَمْعُنَا ثَلَاثُ مِئِينٍ كَالْمُسَدَّمَةِ الزُّهْرِ

وہ لوگ اس (بدر کی) باولی پر پہنچنے کی صبح میں ایک ہزار تھے اور ہماری جماعت (والے) سفید نراونٹوں کے مثل تین سو تھے۔

وَفِينَا جُنُودُ اللّٰهِ حِينَ يُمِدُّنَا بِهِمْ فِي مَقَامٍ ثَمَّ مُسْتَوْضَحِ الذِّكْرِ

اور ہم میں اللہ کا لشکر تھا جب وہ وہاں کسی مقام میں ان کے مقابل ہماری مدد کرتا تھا تو لوگ اس کے بیان کی توضیح چاہتے تھے۔ (ہم سے پوچھتے تھے کہ آخر وہ لوگ کون تھے)۔

فَشَدَّ بِهِمْ جِبْرِيلُ تَحْتَ لِوَائِنَا لَدَى مَأْزِقٍ فِيهِ مَنَايَاهُمُ تَجْرِي

غرض ہمارے پرچم کے نیچے رہ کر جبریل نے ایک تنگ مقام میں ان پر (ایسی) سختی کی کہ اس میں ان لوگوں پر (لگاتار) موتیں (چلی) آرہی تھیں۔

تو اس کا جواب الحارث بن ہشام بن المغیرہ نے دیا اور کہا۔

أَلَا يَا لَقَوْمِي لِلصَّبَابَةِ وَالْهَجْرِ ... وَلِلْحُزْنِ مِنِّي وَالْحَرَارَةِ فِي الصَّدْرِ

اے قوم سن عشق اور فراق، میرے غم اور سینے کی جلن (کا حال) سن۔

وَلِلدَّمْعِ مِنْ عَيْنَيَّ جَوْدًا كَأَنَّهُ ... فَرِيدٌ هَوَى مِنْ سِلْكِ نَاظِمِهِ[1] يَجْرِي

اور میری آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگنے کا حال سن گویا (ان میں کا ہر ایک آنسو) در یتیم ہے جو لڑی پرونے والے کی لڑی سے نکل کر تیزی سے گرا جا رہا ہے۔

عَلَى الْبَطَلِ الْحُلْوِ الشَّمَائِلِ إِذْ ثَوَى ... رَهِينَ مَقَامٍ لِلرَّكِيَّةِ مِنْ بَدْرِ

شیریں خصال بہادر پر (آنکھیں رو رہی ہیں) کیونکہ وہ بدر کی سنگ بستہ باولی میں ہمیشہ کے لیے پیوند خاک ہو کر رہ گیا۔

فَلَا تَبْعَدَنْ يَا عَمْرُو مِنْ ذِي قَرَابَةٍ ... وَمِنْ ذِي نِدَامٍ كَانَ ذَا خُلُقٍ غَمْرِ ۳۷۱

اے عمرو جو بڑا وسیع اخلاق کا تھا تو قرابت داروں اور ساتھ بیٹھنے والوں (کے دلوں) سے دور نہ ہو۔

فَإِنْ يَكُ قَوْمٌ صَادَفُوا مِنْكَ دَوْلَةً ... فَلَا بُدَّ لِلْأَيَّامِ مِنْ دُوَلِ الدَّهْرِ

اگر کسی قوم نے اتفاقی طور سے تجھ پر غلبہ پا لیا ہے تو زمانے میں انقلابات زمانہ کا ہونا تو ضروری ہے۔

---

[1] (الف) میں "ناظمة" ہے اگرچہ اس سے بھی مطلب نکل سکتا ہے لیکن "ناظمہ" بہتر معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

فَقَدْ كُنْتَ فِي صَرْفِ الزَّمَانِ الَّذِي مَضَى ... تُرِيهِمْ هَوَانًا مِنْكَ ذَا سُبُلٍ وَعْرِ

کیونکہ اگلے زمانے کی گردشوں میں تیری حالت یہ تھی کہ تو اپنی (بہادری) سے انھیں ذلت کی سخت راہیں دکھاتا رہا ہے۔

فَإِنْ لَا أَمُتْ يَا عَمْرُو أَتْرُكْكَ ثَائِرًا ... وَلَا أُبْقِ بُقْيَا فِي إِخَاءٍ وَلَا صِهْرِ

اے عمرو! اگر میں نہ مرا (زندہ رہا) تو تیرا بدلہ لے کر چھوڑوں گا۔ اور کسی قرابت یا سمدھیانے کے لحاظ سے کسی طرح کا رحم نہ کروں گا۔

وَأَقْطَعُ ظَهْرًا مِنْ رِجَالٍ بِمَعْشَرٍ ... كِرَامٍ عَلَيْهِمْ مِثْلَ مَا قَطَعُوا ظَهْرِي

جس طرح ان لوگوں نے میری کمر توڑ دی ہے میں بھی ان کی کمر ان کے عزیز رشتہ داروں کے (قتل کے) ذریعے توڑ دوں گا۔

أَغَرَّهُمْ مَا جَمَّعُوا مِنْ وَشِيظَةٍ ... وَنَحْنُ الصَّمِيمُ فِي الْقَبَائِلِ مِنْ فِهْرِ

پراگندہ حشو و زوائد کو جو ان لوگوں نے جمع کر لیا ہے اس نے انھیں مغرور بنا دیا ہے اور ہم تو خالص بنی فہر کے قبیلوں میں سے ہیں۔

فَيَالَ لُؤَيٍّ ذَبِّبُوا عَنْ حَرِيمِكُمْ ... وَآلِهَةٍ لَا تَتْرُكُوهَا لِذِي الْفَخْرِ

پس اے بنی لوی! اپنی آبرو اور اپنے معبودوں کی حفاظت کرو۔ اور انھیں فخر کرنے والے کے لیے نہ چھوڑو۔

۳۷۲ تَوَارَثَهَا آبَاؤُكُمْ وَوَرِثْتُمُ ... أَوَاسِيَّهَا وَالْبَيْتَ ذَا السَّقْفِ وَالسِّتْرِ

تمھارے بزرگوں نے اور تم نے انھیں اور چھت اور

پردوں والے گھر اور اس کی بنیادوں کو وراثت میں پایا ہے۔

فَمَا الْحَلِيمُ قَدْ أَرَادَ هَلَاكَكُمْ ۔۔۔ فَلَا تَعْذِرُوا آلَ غَالِبٍ مِنْ عُذْرِ

نیک متین شخص کو کیا ہو گیا ہے کہ اس نے تمھاری بربادی کا ارادہ کر لیا ہے۔ پس اے آل غالب! اس کو کسی عذر میں معذور نہ جانو۔

وَجِدُّوا لِمَنْ عَادَيْتُمْ وَتَوَازَرُوا ۔۔۔ وَكُونُوا جَمِيعًا فِي التَّأَسِّي وَفِي الصَّبْرِ

اور جن لوگوں سے تم نے دشمنی کی ہے ان کے (مقابلے کے) لیے کوشش کرو اور ایک دوسری کی حمایت کرو اور صبر و تحمل میں سب کے سب متفق رہو۔

لَعَلَّكُمْ أَنْ تَثْأَرُوا بِأَخِيكُمْ ۔۔۔ وَلَا شَيْءَ إِنْ لَمْ تَثْأَرُوا بِذَوِي عَمْرِو

شاید کہ تم اپنے بھائی کا بدلہ لے سکو اگر تم نے بدلہ نہ لیا تو تم عمرو سے کسی قسم کا تعلق رکھنے والے نہیں۔

بِمُطَّرِعَاتٍ فِي الْأَكُفِّ[1] كَأَنَّهَا ۔۔۔ وَمِيضٌ تُطِيرُ الْهَامَ بَيِّنَةُ الْأَثْرِ

ہاتھوں میں چمکنے والی (تلواروں) کے ذریعے جو بجلی کی چمک کی طرح ہیں گردن اڑا دیتی ہیں نمایاں جوہر والی ہیں۔

كَأَنَّ مَدَبَّ الذَّرِّ فَوْقَ مُتُونِهَا ۔۔۔ إِذَا جُرِّدَتْ يَوْمًا لِأَعْدَائِهَا الْخُزْرِ

جب وہ کسی وقت اپنے چندھے دشمنوں کے لیے برہنہ کی جاتی ہیں تو ان کی پیٹھوں پر (جوہر ایسے نمایاں ہوتے ہیں) گویا چیونٹیوں کے رینگنے کے نشانات ہیں۔

---

[1] (الف) میں "اکف" کے بجائے "الف" لکھا ہے جو تحریف کاتب معلوم ہوتی ہے۔ (احمد محمودی)

ابن ہشام نے کہا کہ ہم نے اس قصیدے میں روایت ابن اسحٰق میں سے دو لفظ بدل دئیے ہیں۔ ایک تو آخر بیت کا "الفخر" اور دوسرا اول بیت کا "مالحلیم" ہے اس لیے کہ ان دونوں مقاموں پر ان الفاظ سے اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ کیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ علی بن ابی طالب نے جنگ بدر کے متعلق کہا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ میں نے علماء شعر میں سے کسی کو (بھی) ان شعروں اور ان کے جواب کا جاننے والا نہیں پایا اور ہم نے ان اشعار کو اسی لیے لکھ دیا ہے کہ بعضوں نے عمرو بن عبداللہ بن جدعان کے بدر کے روز قتل ہونے کے متعلق کہا ہے اور ابن اسحٰق نے مقتولین (بدر) میں اس کا ذکر نہیں کیا ہے۔ اور اس کا ذکر ان اشعار میں آگیا ہے۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ أَبْلَى رَسُولَهُ ... بَلَاءَ عَزِيزٍ ذِي اقْتِدَارٍ وَذِي فَضْلِ

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کا امتحان لیا ہے۔ ایسا امتحان جیسے عزت واقتدار وفضل والوں کا (اس کی عزت واقتدار وفضیلت کے زیادہ کرنے کے لیے) لیا جاتا ہے۔

بِمَا أَنْزَلَ الْكُفَّارَ دَارَ مَذَلَّةٍ ... فَلَاقَوْا هَوَانًا مِنْ إِسَارٍ وَمِنْ قَتْلِ

(ایسا امتحان) جس کے ذریعے کافروں کی میزبانی ذلت کے گھر میں کی۔ آخر انھوں نے قتل واسیری کی ذلت سے ملاقات کی۔

فَأَمْسَى رَسُولُ اللّٰهِ قَدْ عَزَّ نَصْرُهُ ... وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ أُرْسِلَ بِالْعَدْلِ

تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدد کرنے والوں کو بھی عزت حاصل ہوگئی اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) تو انصاف (ہی) کے ساتھ مبعوث فرمائے گئے تھے۔

فَجَاءَ بِفُرْقَانٍ مِنَ اللّٰهِ مُنْزَلٍ ... مُبَيَّنَةٍ آيَاتُهُ لِذَوِي الْعَقْلِ

اور آپ اللہ (تعالیٰ) کی جانب سے اتاری ہوئی (حق و باطل
میں) فرق ڈالنے والی چیز لے کر آئے جس کی آیتیں عقل والوں کے لیے
واضح ہیں۔

فَآمَنَ أَقْوَامٌ بِذَاكَ وَأَيْقَنُوا فَأَمْسَوا بِحَمْدِ اللّٰهِ مُجْتَمِعِي الشَّمْلِ

تو کچھ لوگوں نے اس کو مان لیا اور یقین کر لیا تو بحمد اللہ
وہ اپنی تمام پراگندہ قوتوں کو ایک جگہ جمع کر لینے والے ہو گئے۔

وَأَنْكَرَ أَقْوَامٌ فَزَاغَتْ قُلُوبُهُمْ فَزَادَهُمُ ذُو الْعَرْشِ خَبْلًا عَلَى خَبْلِ

اور چند لوگوں نے (اس کا) انکار کیا تو ان کے دل ٹیڑھے
ہو گئے۔ اور عرش والے نے ان کے فساد میں اور فساد کی
زیادتی کر دی۔

وَأَمْكَنَ مِنْهُمْ يَوْمَ بَدْرٍ رَسُولَهُ وَقَوْمًا غِضَابًا فِعْلُهُمْ أَحْسَنُ الْفِعْلِ

اور اس نے اپنے رسول کو بدر کے روز ان پر قدرت
دیدی اور اس قوم کو قدرت دیدی جو غضب آلود تھی اور ان کا
(یہ) کام بہترین کام تھا (کہ ان کا غصہ بھی خدا کے لیے تھا)۔

بِأَيْدِيهِمْ بِيضٌ خِفَافٌ عَصَوْا بِهَا وَقَدْ حَادَثُوهَا بِالْجِلَاءِ وَبِالصَّقْلِ

ان کے ہاتھوں میں سفید (چمکتی ہوئی) سبک (تلواریں
تھیں) جن سے انھوں نے وار کیے اور ان تلواروں کے جلا دینے
اور صیقل کرنے میں انھوں نے اپنا وقت صرف کیا تھا۔

فَكَمْ تَرَكُوا مِنْ نَاشِئٍ ذِي حَمِيَّةٍ صَرِيعًا وَمِنْ ذِي نَجْدَةٍ مِنْهُمْ كَهْلِ

پس انھوں نے ان میں کے کتنے حمیت والے نوجوانوں

اور رعب و داب والے ادھیڑوں (تجربہ کاروں) کو پچھاڑ ڈالا۔

تَبِيتُ عُيُونُ النَّائِحَاتِ عَلَيْهِمُ ۔۔۔ تَجُودُ بِإِسْبَالِ الرَّشَاشِ وَبِالْوَبْلِ[1]

ان پر رونے والیوں کی آنکھیں جھڑی اور موسلا دھار بارش سے رات بھر سخاوت کرتی رہتی ہیں۔

نَوَائِحَ تَنْعَى عُتْبَةَ الْغَيِّ وَابْنَهُ ۔۔۔ وَشَيْبَةَ تَنْعَاهُ وَتَنْعَى أَبَا جَهْلِ

رونے والیاں گمراہ عتبہ اور اس کے بیٹے اور شیبہ اور ابوجہل کے مرنے کی خبریں سناتی رہتی ہیں۔

وَذَا الرِّجْلِ تَنْعَى وَابْنَ جُدْعَانَ فِيهِمُ ۔۔۔ مُسَلَّبَةً حَرَّى مُبَيِّنَةَ الثُّكْلِ

اور ایک پاؤں والے (لنگڑے الاسود بن عبدالاسد المخزومی) کی سنانی سناتی ہیں اور ابن جدعان بھی انہیں میں ہے۔ اس حالت سے کہ وہ ماتمی سیاہ لباس پہنی ہوئی ہیں اور ان کے اندر آگ لگی ہوئی ہے اور عزیزوں کی جدائی (ان کے چہروں سے) عیاں ہے۔

تَرَى مِنْهُمُ فِي بِئْرِ بَدْرٍ عِصَابَةً ۔۔۔ ذَوِي نَجَدَاتٍ فِي الْحُرُوبِ وَفِي الْمَحْلِ

تو ان میں کی ایک قوی جماعت جنگوں اور قحط سالیوں میں امداد دینے والی ہے جو بدر کی باؤلی میں پڑا ہوا دیکھے گا۔

دَعَا الْغَيُّ مِنْهُمْ مَنْ دَعَا فَأَجَابَهُ ۔۔۔ وَلِلْغَيِّ أَسْبَابٌ مُرَمَّقَةُ الْوَصْلِ

ان میں کے بہتوں کو گمراہی نے دعوت دی تو انھوں نے دعوت قبول کر لی اور گمراہی کی (اجانب کھینچنے والی) بہت سی رسیاں

---

[1] (الف) میں والوبل ہے جو تحریف کاتب ہے کیونکہ اس سے شعر کا وزن باقی نہیں رہتا۔ (احمد محمودی)

ہیں (اگرچہ) ان میں اتصالی کشش کمزور ہے۔

فَاَضحَوا لَدیٰ دارِ الجَحیمِ بِمَعزِلٍ عَنِ الشَّغبِ وَالعُدوانِ فی أشغَلِ الشُّغلِ

آخر وہ بھڑکتے ہوئے گھر کے پاس چیخ پکار اور ظلم و
زیادتی سے الگ تھلگ زیادہ مصروف رکھنے والے شغل میں
دن چڑھے پہنچ گئے۔

تو اس کا جواب الحارث بن ہشام بن المغیرہ نے دیا اور کہا۔

عَجِبتُ لِأَقوامٍ تَغَنّیٰ سَفیهُهُم بِأَمرِ سَفاهٍ ذی اعتِراضٍ وَذی بُطلِ

مجھے بعض لوگوں سے حیرت ہوئی جن میں کے نادان۔
نادانی اور قابل اعتراض اور جھوٹ سے بھری ہوئی باتوں کو
(بصورت شعر) گایا کرتے ہیں۔

تَغَنّیٰ بِقَتلیٰ یَومَ بَدرٍ تَتابَعوا کِرامِ المَساعی مِن غُلامٍ وَمِن کَهلِ

بدر کے روز کے مقتولین کے متعلق (اشعار) گاتے
ہیں جن میں کے کم عمروں اور سن رسیدہ لوگوں کی لگاتار شریفانہ
کوششیں ہوتی رہی ہیں۔

مَصالیتُ بیضٌ مِن ذُؤابَةِ غالِبٍ مَطاعینُ فی الهَیجا مَطاعیمُ فی المَحلِ ۳۷۵

روشن چہرے والے، بہادر، بنی غالب کی اعلیٰ شاخوں
میں کے، جنگ میں نیزہ باز، اور قحط میں کھانا کھلانے والے۔

أُصیبوا کِراماً لَم یَبیعوا عَشیرَةً بِقَومٍ سِواهُم نازِحِی الدّارِ وَالأَصلِ

وہ باعزت موت مرے انھوں نے اپنی قوم کے سوا
وطن اور نسب کے لحاظ سے دور والی دوسری قوم کے عوض

میں اپنے خاندان کو فروخت نہیں کیا۔

كَمَا أَصْبَحَتْ غَسَّانُ فِيكُمْ بِطَانَةً   لَكُمْ بَدَلاً مِنَّا فَيَا لَكَ مِنْ فِعْلِ

جس طرح تم میں بنی غسان ہمارے بجائے تمہارے رازدار (اور گاڑھے دوست) ہو گئے ہیں۔ تعجب ہے کہ ایسے بھی کام ہوا کرتے ہیں۔

عُقُوقاً وَإِثْماً بَيِّناً وَقَطِيعَةً   يَرَى جَوْرَكُمْ فِيهَا ذَوُو الرَّأْيِ وَالْعَقْلِ

(تم لوگوں کے مذکورہ کام) نیکی کی مخالفت۔ صریح گناہ اور رشتہ شکنی کے ہوئے ہیں عقل و رائے والے ان کاموں میں تمہاری تعدی دیکھ رہے ہیں۔

فَإِنْ يَكُ قَوْمٌ قَدْ مَضَوْا لِسَبِيلِهِمْ   وَخَيْرُ الْمَنَايَا مَا يَكُونُ مِنَ الْقَتْلِ

اگر ایسا ہوا ہے کہ چند لوگ اپنی راہ چلے گئے ہیں (تو کچھ مضائقہ نہیں) موتوں میں سے بہترین موت تو قتل ہی کی موت ہے۔

فَلَا تَفْرَحُوا أَنْ تَقْتُلُوهُمْ فَقَتْلُهُمْ   لَكُمْ كَائِنٌ خَبْلاً مُقِيماً عَلَى خَبْلِ

اگر تم ان کو قتل کر رہے ہو تو اس سے خوش نہ ہونا کیونکہ ان کا قتل تمہارے لیے دائمی فساد (ہی) فساد ہے۔

فَإِنَّكُمْ لَنْ تَبْرَحُوا بَعْدَ قَتْلِهِمْ   شَتِيتاً هَوَاكُمْ غَيْرَ مُجْتَمِعِ الشَّمْلِ

کیونکہ ان کے قتل کے بعد ہمیشہ تم اپنی پسندیدہ چیزوں سے دور اپنی پریشان قوتوں کی شیرازہ بندی نہ کر سکو گے۔

بِفَقْدِ ابْنِ جُدْعَانَ الْحَمِيدِ فَعَالُهُ   وَعُتْبَةَ وَالْمَدْعُوِّ فِيكُمْ أَبَا جَهْلِ

۳۷۶

قابل ستائش کاموں والے ابن جدعان اور عتبہ اور
جو تم میں ابو جہل مشہور ہے ان لوگوں کی عدم موجودگی سے (مذکورہ
بالا برائیاں رونما ہوں گی) ۔

وَشَيْبَةُ فِيهِمْ وَالْوَلِيدُ وَفِيهِمْ أُمَيَّةُ مَأْوَى الْمُعْتَرِينَ وَذُو الرِّجْلِ

اور شیبہ اور ولید بھی انھیں لوگوں میں سے ہے اور
سائلوں کی پناہ گاہ امیہ اور ایک پاؤں والا (ان سب کا
ایسے ہی لوگوں میں شمار ہے)

أُولَئِكَ فَابْكِ ثُمَّ لَا تَبْكِ غَيْرَهُمْ نَوَائِحُ تَدْعُوا بِالرَّزِيَّةِ وَالثُّكْلِ

عزیزوں کی جدائی اور مصیبت کو پکار پکار کر رونے والیوں
کو چاہیے کہ انھیں لوگوں پر روئیں اور پھر اس کے بعد ان کے سوا
کسی اور پر نہ روئیں ۔

وَقُولُوا لِأَهْلِ الْمَكَّتَيْنِ تَحَاشَدُوا وَسِيرُوا إِلَى آطَامِ يَثْرِبَ ذِي النَّخْلِ

مکے کی دونوں جانب رہنے والوں سے کہدو کہ لشکر
جمع کر لو اور نخلستان والے یثرب کے قلعوں کی طرف چلو ۔

جَمِيعاً وَحَامُوا آلَ كَعْبٍ وَذَبِّبُوا بِخَالِصَةِ الْأَلْوَانِ مُحْدَثَةِ الصَّقْلِ

سب مل کر (چلو) اور بنی کعب کو گھیر لو اور خاص
رنگوں والی اور نئی صیقل کی ہوئی (تلواروں) سے مدافعت کرو ۔

وَإِلَّا فَبِيتُوا خَائِفِينَ وَأَصْبِحُوا أَذَلَّ لِوَطْءِ الْوَاطِئِينَ مِنَ النَّعْلِ

ورنہ ڈرتے ہوئے رات گزارو اور جوتوں سے
پامال کرنے والوں کی پامالی کی نہایت ذلیل حالت میں دن بسر کرو ۔

عَلَى أَنَّنِي وَاللَّاتِ يَا قَوْمِ فَاعْلَمُوا بِكُمْ وَاثِقٌ أَنْ لَا تُقِيمُوا عَلَى تَبْلِ

سِوَى جَمْعِكُمْ لِلسَّابِغَاتِ وَلِلْقَنَا وَلِلْبِيضِ وَالْبِيضِ الْقَوَاطِعِ وَالنَّبْلِ

اے قوم! یہ بات تم لوگ بھی جان لو کہ لات کی قسم مجھے تم پر پورا بھروسا ہو لے کے باوجود (میں تم سے کہتا ہوں کہ) تم بڑی زرہیں اور نیزے اور خود اور چمکتی ہوئی کاٹنے والی (تلواریں) اور تیر جمع کیے بغیر دشمن سے بدلہ لینے کے لیے کھڑے نہ ہونا۔

۳۷۷ اور ضرار بن الخطاب بن مرداس محارب بن فہر کے بھائی نے کہا ہے۔

عَجِبْتُ لِفَخْرِ الْأَوْسِ وَالْحَيْنُ دَائِرٌ عَلَيْهِمْ غَدًا وَالدَّهْرُ فِيهِ بَصَائِرُ

اوس کے فخر کرنے پر میں حیران ہوگیا۔ حالانکہ کل ان پر بھی موت کا پھیرا ہونے والا ہے اور زمانے میں عبرتناک واقعات موجود ہیں۔

وَفَخْرِ بَنِي النَّجَّارِ أَنْ كَانَ مَعْشَرٌ أُصِيبُوا بِبَدْرٍ كُلُّهُمْ ثَمَّ صَابِرُ

اور بنی النجار کے فخر پر مجھے حیرت ہوئی (جن کا فخر صرف اس بات پر ہے) کہ بدر میں ایک خاندان پورے کا پورا مبتلائے مصیبت ہوگیا اور پھر وہ وہاں ثابت قدم رہا۔

فَإِنْ تَكُ قَتْلَى غُودِرَتْ مِنْ رِجَالِهَا فَإِنَّا رِجَالٌ بَعْدَهُمْ سَنُغَادِرُ

اگر اس خاندان کے مردوں کی لاشیں بربادی کے لیے پڑی ہوئی ہیں تو (کیا حرج ہے) کہ ان کے بعد ہم لوگ بھی تو ہیں

جو عنقریب بربادی لانے والے ہیں۔

وَتَرْدِي بِنَا الْجُرْدُ الْعَنَاجِيجُ وَسْطَكُمْ بَنِي الْأَوْسِ حَتَّى يَشْفِيَ النَّفْسَ ثَائِرُ

اور اے بنی اوس چھوٹے بالوں والے لمبے لمبے تیز گھوڑے ہمیں (اپنی پیٹھوں پر) لیے ہوئے تمہارا وسط کا حصہ پامال کرتے ہوں گے حتیٰ کہ بدلہ لینے والا دل کو تسکین دے۔

وَوَسْطَ بَنِي النَّجَّارِ سَوْفَ نَكُرُّهَا لَهَا بِالْقَنَا وَالدَّارِعِينَ زَوَافِرُ

اور قریب میں ان گھوڑوں کے ذریعے دوسرا حملہ ہم بنی النجار کے درمیانی حصے پر کریں گے جس کے لیے نیزوں اور زرہ پوشوں کے باربردار بھی ہوں گے۔

فَنَتْرُكُ صَرْعَى تَعْصِبُ الطَّيْرُ حَوْلَهُمْ وَلَيْسَ لَهُمْ إِلَّا الْأَمَانِيَّ نَاصِرُ

پھر ہم انھیں اس طرح پچھڑا ہوا چھوڑیں گے کہ انھیں پرندوں کی ٹکڑیاں گھیرے ہوئے ہوں گی اور بجز جھوٹی آرزوؤں کے کوئی ان کی مدد کرنے والا نہ ہوگا۔

وَتَبْكِيهِمُ مِنْ أَهْلِ يَثْرِبَ نِسْوَةٌ لَهُنَّ بِهَا لَيْلٌ عَنِ النَّوْمِ سَاهِرُ

اور یثرب کی عورتیں ان پر روتی ہوں گی ان عورتوں کو اس مقام پر ایسی رات ہوگی جو نیند سے بیدار رکھنے والی ہوگی۔

وَذَلِكَ أَنَّا لَا تَزَالُ سُيُوفُنَا بِهِنَّ دَمٌ مِمَّا يُحَارِبْنَ مَائِرُ

اور مذکورہ حالت اس لیے ہوگی کہ ہماری تلواروں سے ہمیشہ ان لوگوں کا خون بہتا ہوگا جن سے ان تلواروں نے جنگ کی۔

فَإِنْ تَظْفَرُوا فِي يَوْمِ بَدْرٍ فَإِنَّمَا بِأَحْمَدَ أَمْسَى جَدُّكُمْ وَهُوَ ظَاهِرُ

اگر تم نے بدر کے روز فتح پائی تو اس کا سبب بھی صرف یہی ہے کہ تمہارا نصیب (ہم میں کی ایک فرد) احمد کے ساتھ ہو گیا ہے اور یہ بات ظاہر ہے۔

۲۷۸ وَبِالنَّفَرِ الْأَخْيَارِ هُمْ أَوْلِيَاؤُهُ يُحَامُونَ فِي اللَّأْوَاءِ وَالْمَوْتُ حَاضِرُ

اور ان منتخب لوگوں کے ساتھ ہو گیا ہے جو اس کے رشتہ دار ہیں اور سختیوں میں وہ ایک دوسرے سے مدافعت کرتے رہتے ہیں لیکن (آخر کار) موت تو موجود ہے۔

يُعَدُّ أَبُو بَكْرٍ وَحَمْزَةُ فِيهِمُ وَيُدْعَى عَلِيٌّ وَسْطَ مَنْ أَنْتَ ذَاكِرُ

ابوبکر اور حمزہ کا انھیں لوگوں میں شمار ہے اور جن لوگوں کا تو ذکر کر رہا ہے ان میں سب سے بہتر تو وہ ہے جو علی کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

وَيُدْعَى أَبُو حَفْصٍ وَعُثْمَانُ مِنْهُمُ وَسَعْدٌ إِذَا مَا كَانَ فِي الْحَرْبِ حَاضِرُ

اور جو ابو حفص (عمر) مشہور ہے۔ اور عثمان بھی انہیں افراد میں سے ہے اور سعد ہے جبکہ وہ کسی جنگ میں موجود ہو۔

أُولَئِكَ لَا مَنْ نَتَّجَتْ فِي دِيَارِهَا بَنُو الْأَوْسِ وَالنَّجَّارِ حِينَ تُفَاخِرُ

یہ لوگ ہیں (جن کے سبب سے فتح حاصل ہوئی ہے) نہ کہ وہ لوگ جو بنو الاوس اور بنو النجار (والے) ہیں جنھوں نے اپنے وطنوں میں بہت سی اولاد پیدا کر لی ہے جبکہ وہ فخر کر رہے ہیں۔

وَلَكِنْ أَبُوهُمْ مِنْ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبٍ إِذَا عُدِّدَتِ الْأَنْسَابُ كَعْبٌ وَعَامِرُ

جب بنی کعب اور بنی عامر کے نسب شمار کیے جائیں تو ان مذکورہ لوگوں کا جد اعلیٰ لوی بن غالب میں کا ہو گا۔

هُمُ الطَّاعِنُونَ الْخَيْلَ فِي كُلِّ مَعْرَكٍ غَدَاةَ الْهِيَاجِ الْأَطْيَبُونَ الْأَكَاثِرُ

یہ وہ لوگ ہیں جو ہر معرکے میں شہسواروں پر نیزہ بازی کرنے والے اور اضطراب کے وقت بہترین اور بہت نیکیاں کرنے والے ہیں۔

تو اس کا جواب بنی سلمہ کے کعب بن مالک نے دیا اور کہا۔

عَجِبْتُ لِأَمْرِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ قَادِرٌ عَلَى مَا أَرَادَ لَيْسَ لِلّٰهِ قَاهِرُ

میں اللہ (تعالیٰ) کے کاموں پر حیران ہوگیا اور اللہ تو ان باتوں پر قادر ہے جن کا اس نے ارادہ کر لیا۔ اللہ کو کوئی مجبور کرنے والا نہیں۔

قَضَى يَوْمَ بَدْرٍ أَنْ نُلَاقِيَ مَعْشَرًا بَغَوْا وَسَبِيلُ الْبَغْيِ بِالنَّاسِ جَائِرُ

بدر کے روز اس نے یہ فیصلہ کر دیا کہ ہم ایک ایسے خاندان کے مقابل ہو جائیں جنھوں نے بغاوت کی اور بغاوت کی راہ لوگوں کو ٹیڑھا لے جانے والی ہے۔

وَقَدْ حَشَدُوا وَاسْتَنْفَرُوا مَنْ يَلِيهِمُ مِنَ النَّاسِ حَتَّى جَمْعُهُمْ مُتَكَاثِرُ

حالانکہ انھوں نے لشکر جمع کر لیا تھا اور جو لوگ ان کے نزدیک رہنے والے تھے انھوں نے ان سے جنگ کے لیے نکلنے کا یہاں تک مطالبہ کیا کہ ان کی جماعت کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی۔

وَسَارَتْ إِلَيْنَا لَا تُحَاوِلُ غَيْرَنَا بِأَجْمَعِهَا كَعْبٌ جَمِيعٌ وَعَامِرُ

اور وہ سب کے سب ہماری طرف چل پڑے اور ان کا قصد ہمارے سوا کسی دوسرے (کی طرف) نہ تھا جملہ بنی کعب اور بنی عامر

(ہمارے مقابل آگئے)۔

وَفِينَا رَسُولُ اللهِ وَالْأَوْسُ حَوْلَهُ ۔۔۔ لَهُ مَعْقِلٌ مِنْهُمْ عَزِيزٌ وَنَاصِرُ

اور (ہماری حالت یہ ہے کہ) ہم میں اللہ کا رسول ہے اور اس کے اطراف بنی اوس ہیں اس کے لیے وہ قلعہ بنے ہوئے ہیں اور غلبہ رکھنے والے اور مدد کرنے والے ہیں۔

۳۷۹ وَجَمْعُ[1] بَنِي النَّجَّارِ تَحْتَ لِوَائِهِ ۔۔۔ يَمِيسُونَ[2] فِي الْمَاذِيِّ وَالنَّقْعُ ثَائِرُ

بنی النجار کی جماعت اس کے پرچم کے نیچے ہے، اور وہ سفید اور نرم زرہوں میں ناز سے چلے جا رہے ہیں اور گرد و غبار اڑا جا رہا ہے۔

فَلَمَّا لَقِينَاهُمْ وَكُلٌّ مُجَاهِدٌ ۔۔۔ لِأَصْحَابِهِ مُسْتَبْسِلُ النَّفْسِ صَابِرُ

پھر جب ہم ان کے مقابل ہوئے تو ہر ایک کو شان تھا کہ اپنے ساتھیوں کے لیے، خود اپنے نفس سے دلیری کا طالب اور ثابت قدم تھا۔

شَهِدْنَا بِأَنَّ اللهَ لَا رَبَّ غَيْرُهُ ۔۔۔ وَأَنَّ رَسُولَ اللهِ بِالْحَقِّ ظَاهِرُ

ہم نے اس بات کی گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی پروان چڑھانے والا نہیں اور یہ کہ اللہ کا سچائی کا پیام رساں غلبہ حاصل کرنے والا ہے۔

---

[1] ۔ (الف) میں "وجمیع" ہے جو تحریف کاتب ہے جس سے وزن شعر باقی نہیں رہتا۔ (احمد محمودی)

[2] ۔ (الف) میں "یمشون" ہے جس کے معنی چلنے کے ہو سکتے ہیں لیکن فخریہ شعر کے لیے یمیسون زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

وَقَدْ عُرِّيَتْ بِيضٌ خِفَافٌ كَأَنَّهَا مَقَابِيسُ يُزْهِيهَا لِعَيْنَيْكَ شَاهِرُ

اور سفید (چمکتی ہوئی) ہلکی (تلواریں) برہنہ کر لی گئیں
گویا شعلے ہیں کہ تلوار کھینچنے والا تیرے آنکھوں کے سامنے انھیں حرکت
دے رہا ہے۔

بِهِنَّ أَبَدْنَا جَمْعَهُمْ فَتَبَدَّدُوا وَكَانَ يُلَاقِي الْحَيْنَ مَنْ هُوَ فَاجِرُ

انھیں تلواروں کے ذریعے ہم نے ان کی جماعت کو برباد
کردیا اور وہ پریشان ہو گئے اور جو نافرمان تھا وہ موت سے
ملاقات کر رہا تھا۔

فَكَبَّ أَبُو جَهْلٍ صَرِيعًا لِوَجْهِهِ وَعُتْبَةُ قَدْ غَادَرْنَهُ وَهُوَ عَاثِرُ

آخر ابوجہل نے اپنے منہ کے بل پٹخنی کھائی اور عتبہ کو
انھوں نے ایسی حالت میں چھوڑا کہ وہ ٹھوکر کھا چکا تھا۔

وَشَيْبَةَ وَالتَّيْمِيَّ غَادَرْنَ فِي الْوَغَى وَمَا مِنْهُمُ إِلَّا بِذِي الْعَرْشِ كَافِرُ

اور شیبہ کو اور تیمی کو انھوں نے چیخ پکار میں چھوڑ دیا
اور یہ دونوں کے دونوں عرش والے کے منکر تھے۔

فَأَمْسَوْا وَقُودَ النَّارِ فِي مُسْتَقَرِّهَا وَكُلُّ كَفُورٍ فِي جَهَنَّمَ صَائِرُ

غرض آگ کی قرارگاہ میں وہ آگ کا ایندھن بن گئے
اور ہر ایک منکر جہنم ہی میں منتقل ہونے والا ہے۔

تَلَظَّى عَلَيْهِمْ وَهْيَ قَدْ شَبَّ حَمْيُهَا بِزُبَرِ الْحَدِيدِ وَالْحِجَارَةِ سَاجِرُ

اس حالت میں کہ اس کی گرمی اپنے شباب پر ہے وہ

ان پر شعلہ زنی کر رہی ہے جو لوہے کی تختیوں اور پتھروں سے بھری ہوئی ہے۔ (یا سلگنے والی ہے) ۔

وَكَانَ رَسُولُ اللهِ قَدْ قَالَ أَقْبِلُوا فَوَلَّوْا وَقَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ سَاحِرُ

اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان سے فرما چکے تھے کہ (میری جانب) آگے بڑھو تو انھوں نے منہ پھیر لیا اور کہا کہ تو تو صرف ایک جادوگر ہے۔

لِأَمْرٍ أَرَادَ اللهُ أَنْ يَهْلِكُوا بِهِ وَلَيْسَ لِأَمْرٍ حَمَّهُ اللهُ زَاجِرُ

(ان کی مذکورہ حالت) اس سبب سے تھی کہ اللہ نے چاہا تھا کہ وہ اسی میں ہلاک ہوں اور جس بات کا اللہ (تعالیٰ) نے فیصلہ فرما دیا اس کو روکنے والا کوئی نہیں۔

اور عبد اللہ بن الزبعری السہمی نے بدر کے مقتولوں کے مرثیے میں کہا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے بنی اسید بن عمرو بن تمیم میں کے اعشیٰ بن زرارہ بن النباش کی جانب ان اشعار کی نسبت کی ہے جو بنی نوفل بن عبد مناف کا حلیف تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا بنی عبد الدار کا حلیف تھا۔

مَاذَا عَلَى بَدْرٍ وَمَاذَا حَوْلَهُ مِنْ فِتْيَةٍ بِيضِ الْوُجُوهِ كِرَامِ

بدر اور اس کے ماحول پر کیا (آفت آگئی) ہے کہ گورے گورے چہرے والے شریف نوجوانوں نے ۔

تَرَكُوا نُبَيْهًا خَلْفَهُمْ وَمُنَبِّهًا وَابْنَيْ رَبِيعَةَ خَيْرَ خَصْمٍ فِئَامِ

نبیہ منبہ اور ربیعہ کے دونوں بیٹوں کو جو لوگوں کی (ان)

جماعتوں کے بڑے مخالف تھے پیچھے چھوڑ دیا۔

وَالْحَارِثَ الْفَيَّاضَ يَبْرُقُ وَجْهُهُ كَالْبَدْرِ جَلَّى لَيْلَةَ الْإِظْلَامِ

اور فیاض حارث کو چھوڑ دیا جس کا چہرہ بدر کی طرح چمکتا تھا جس نے اندھیری رات کو روشن کر دیا ہے۔

وَالْعَاصِيَ بْنَ مُنَبِّهٍ ذَا مِرَّةٍ رُمْحًا تَمِيمًا غَيْرَ ذِي أَوْصَامِ

اور منبہ کے بیٹے عاصی کو (چھوڑ دیا) جو قوی اور (لمبا گویا) پورا نیزہ تھا اور عیبوں والا نہ تھا۔

تَنْمِي بِهِ أَعْرَاقُهُ وَجُدُودُهُ وَمَآثِرُ الْأَخْوَالِ وَالْأَعْمَامِ

اس (عاصی) کے ذریعے اس (منبہ) کے اصلی صفات اور اس کی استعداد اور ماموں اور چچاؤں کے صفات حمیدہ پرورش پاتے تھے۔

وَإِذَا بَكَى بَاكٍ فَأَعْوَلَ شَجْوَهُ فَعَلَى الرَّئِيسِ الْمَاجِدِ ابْنِ هِشَامِ ۳۸۱

اور جب کوئی رونے والا رویا اور اپنے غم (کا اظہار) بآواز بلند کیا تو (سمجھ لوکہ) عزت و شان والے سردار ابن ہشام پر ہی آواز بلند کر رہا ہے۔

حَيَّا الْإِلَهُ أَبَا الْوَلِيدِ وَرَهْطَهُ رَبُّ الْأَنَامِ وَخَصَّهُمْ بِسَلَامِ

ابوالولید اور اس کی جماعت کو خدا زندہ رکھے اور مخلوق کی پرورش کرنے والا انھیں سلامتی سے مخصوص فرمائے۔

تو اس کا جواب حسان بن ثابت الانصاری نے دیا اور کہا۔

أَبْكِ بَكَتْ عَيْنَاكَ ثُمَّ تَبَادَرَتْ بِدَمٍ يُعَلُّ غُرُوبُهَا سَجَّامِ

(مرثیے کہہ اور) رو (خدا کرے کہ) تیری آنکھیں ہمیشہ
روتی ہی رہیں اور پھر بہنے والے خون کو لے نکلیں اور گوشہائے چشم
کو بار بار سیراب کرتی رہیں۔

مَاذَا بَكَيْتَ بِهِ الَّذِينَ تَتَابَعُوا ... هَلَّا ذَكَرْتَ مَكَارِمَ الْأَقْوَامِ

اس (مرثیے) کے ذریعے ان لوگوں پر رویا جو یکے بعد
دیگرے چل بسے تو تو نے کیا کام کیا۔ ان لوگوں کے تعریف کے
قابل کاموں کا کیوں نہ ذکر کیا۔

وَذَكَرْتَ مِنَّا مَاجِدًا ذَا هِمَّةٍ ... سَمْحَ الْخَلَائِقِ صَادِقَ الْإِقْدَامِ

اور ہم میں کی بزرگ ہمت والی۔ وسیع الاخلاق اور جو
کام شروع کرے اس کو پورا کرنے والی ہستی کا ذکر کیوں نہ کیا۔

أَعْنِي النَّبِيَّ أَخَا الْمَكَارِمِ وَالنَّدَى ... وَأَبَرَّ مَنْ يُولِي عَلَى الْأَقْسَامِ

میری مراد اس نبی سے ہے جو سخی اور اعلیٰ صفات والا
ہے اور قسمیں کھانے والوں میں سب سے زیادہ قسمیں پوری کرنے والا ہے۔

فَلِمِثْلِهِ وَلِمِثْلِ مَا يَدْعُو لَهُ ... كَانَ الْمُمَدَّحَ ثَمَّ غَيْرَ كَهَامِ

پس بے شبہہ اس کے سے لوگ اور جس چیز کی طرف وہ
بلاتا ہے اس کی سی چیز، قابل ستائش ہے۔ اور پھر (قابل تعریف
صفات کے ساتھ کسی قسم کی) کمزوری رکھنے والا نہیں ہے۔
اور حسان بن ثابت الانصاری نے یہ بھی کہا ہے۔

۳۸۲ تَبَلَتْ فُؤَادَكَ فِي الْمَنَامِ خَرِيدَةٌ ... تَشْفِي الضَّجِيعَ بِبَارِدٍ بَسَّامِ

ایک دوشیزہ نے خواب میں تیرے دل کو بیمار بنا دیا ہے

جو ٹھنڈے مسکرانے والے (دانتوں سے) (اپنے) ہم بستر کو بھلا چنگا کردیتی ہے۔

كَالْمِسْكِ تَخْلِطُهُ بِمَاءِ سَحَابَةٍ أَوْ عَاتِقٍ كَدَمِ الذَّبِيحِ مُدَامِ

جس طرح مشک کو بارش کے پانی کے ساتھ تو ملالے (تو اس سے شفا حاصل ہوتی ہے) یا مذبوحہ جانور کے خون کی سی پرانی شراب (سے شفا ہوتی ہے)۔

نُفُجِ الْحَقِيبَةِ بُوصُهَا مُتَنَضِّدٌ بَلْهَاءَ غَيْرُ وَشِيكَةِ الْأَقْسَامِ

ابھری ہوئی گٹھری والی (یعنی بڑے کولھے والی گویا) اس کے کولھے تہ بہ تہ ہیں۔ بھولی بھالی قسموں کے نزدیک نہ جانے والی۔

بُنِيَتْ عَلَى قَطَنٍ أَجَمَّ كَأَنَّهُ فُضُلًا إِذَا قَعَدَتْ مَدَاكُ رُخَامِ

اس کی کوکھ (یا کمر) بغیر ہڈی کے بنی ہوئی ہے۔ جب وہ تکلف لباس سے الگ ہو کر (نیم برہنہ) بیٹھتی ہے تو گویا (وہ) سنگ مرمر کی سل ہے۔

وَتَكَادُ تَكْسَلُ أَنْ تَجِيءَ فِرَاشَهَا فِي جِسْمِ خَرْعَبَةٍ وَحُسْنِ قَوَامِ

جسم کی نزاکت اور نرمی اور فطری حسن میں (اس کی حالت یہ ہے) کہ اس کو اپنے بستر تک آنا بار ہے۔

أَمَّا النَّهَارَ فَلَا أُفَتِّرُ ذِكْرَهَا وَاللَّيْلَ تُوزِعُنِي بِهَا أَحْلَامِي ۳۸۳

(میرا تمام) دن اس کی یاد سے خالی نہیں رہتا۔ اور (تمام) رات میرے خواب مجھے اسی کا شیفتہ بنائے رکھتے ہیں۔

أَقْسَمْتُ أَنْسَاهَا وَأَتْرُكُ ذِكْرَهَا حَتَّى تُغَيَّبَ فِي الضَّرِيحِ عِظَامِي

(مذکورہ صفات کی عورت کو جب میں نے دیکھا تو) میں
نے قسم کھائی کہ اس کو (کبھی نہیں) بھولوں گا اور اس کی یاد (کبھی نہیں)
چھوڑوں گا یہاں تک کہ میری ہڈیاں قبر میں (سڑ گل کر نیست ونابود
اور) غائب ہو جائیں۔

يَا مَنْ لِعَاذِلَةٍ تَلُومُ سَفَاهَةً وَلَقَدْ عَصَيْتُ عَلَى الْهَوَى لُوَّامِي

کوئی ہے جو نادانی سے ملامت کرنے والی کو (ملامت
کرنے سے روکے) حالانکہ محبت کے متعلق ملامت کرنے والوں کی
(کوئی بات) میں نے نہیں مانی۔

بَكَرَتْ عَلَيَّ بِسُحْرَةٍ بَعْدَ الْكَرَى وَتَقَارُبٍ مِنْ حَادِثِ الْأَيَّامِ

(ایک رات) زمانے کے (اس) انقلاب (یعنی واقعۂ بدر)
کے قریب (میری) ذرا سی نیند کے بعد سویرے سے پہلے وہ عورت
میرے پاس آئی۔

زَعَمَتْ بِأَنَّ الْمَرْءَ يَكْرُبُ عُمْرَهُ عَدَمٌ لِمُعْتَكِرٍ مِنَ الْأَصْرَامِ

(اور) اس نے دعوے کے ساتھ کہا کہ اونٹوں کے گلوں کے
ہجوم کا نہ ہونا آدمی کی عمر کو غم واندوہ بنا دیتا ہے (یعنی لوگ مال وجاہ
کی فکر میں اپنی عمر تباہ کر لیتے ہیں)۔

إِنْ كُنْتِ كَاذِبَةَ الَّذِي حَدَّثْتِنِي فَنَجَوْتِ مَنْجَى الْحَارِثِ بْنِ هِشَامِ

(میں نے اس سے کہا) جو بات تو مجھ سے بیان کر رہی ہے اگر تو (اس
میں) جھوٹی ہے تو تو مجھ سے اس طرح بچ کر نکل جائے جس طرح حارث بن
ہشام (بچکر نکل گیا)۔

تَرَكَ الْأَحِبَّةَ أَنْ يُقَاتِلَ دُونَهُمْ ... وَنَجَا بِرَأْسِ طِمِرَّةٍ وَلِجَامِ

کہ اپنے دوستوں کے لیے سینہ سپر ہونے کے بجائے اس نے انھیں چھوڑ دیا اور تیز گھوڑے کے سر (کے بال) اور لگام کو تھامے ہوئے بھاگ نکلا۔

تَذَرُ الْعَنَاجِيجُ الْجِيَادُ بِقَفْرَةٍ ... مَرَّ الدَّمُوكِ بِمُحْصَدٍ وَرِجَامِ

بہترین اور تیز رفتار گھوڑے بنجر میدان کو اس طرح (اپنے پیچھے) چھوڑتے چلے جا رہے تھے جس طرح پتھر بندھی ہوئی مضبوط رسی کو تیز رفتار چرخ چھوڑتا چلا جاتا ہے۔

مَلَأَتْ بِهِ الْفَرْجَيْنِ فَارْمَدَّتْ بِهِ ... وَثَوَى أَحِبَّتُهُ بِشَرِّ مُقَامِ

٣٨٤

ان گھوڑوں نے اس دوڑ سے (اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیانی) شگافوں کو بھر لیا تھا اور اس سے ان میں ہیجان پیدا ہو گیا تھا۔ حالانکہ اس (حارث بن ہشام) کے دوست بڑی بری جگہ پڑے ہوئے تھے۔

وَبَنُو أَبِيهِ وَرَهْطُهُ فِي مَعْرَكٍ ... نَصَرَ الْإِلَهُ بِهِ ذَوِي الْإِسْلَامِ

اور اس کے بھائی اور اس کی جماعت ایک ایسے معرکے میں (پھنسی ہوئی) تھی جس میں معبود (حقیقی) نے مسلمانوں کو فتحیاب فرمایا۔

طَحَنَتْهُمُ وَاللَّهُ يُنْفِذُ أَمْرَهُ ... حَرْبٌ يُشَبُّ سَعِيرُهَا بِضِرَامِ

ایسی جنگ نے انھیں پیس ڈالا جس کے شعلوں کو ایندھن سے بھڑکایا جا رہا تھا اور اللہ تو اپنا حکم جاری ہی فرماتا ہے۔

لَوْلَا الْإِلٰهُ وَجَرْيُهَا لَتَرَكْنَهُ   جَزَرَ السِّبَاعِ وَدُسْنَهُ بِحَوَامِ

اگر معبود (حقیقی کو اس کا بچانا مقصود) نہ ہوتا اور ان
(گھوڑوں) کی دوڑ نہ ہوتی تو وہ اس (حارث بن ہشام) کو
درندوں کا نوالہ کر چھوڑتے یا ٹاپوں سے پامال کر ڈالتے۔

مِنْ بَيْنِ مَأْسُورٍ يُشَدُّ وَثَاقُهُ   صَقْرٍ إِذَا لَاقَى الْأَسِنَّةَ حَامِ

وہ دو حالتوں کے) درمیان (رہتا یا تو) قیدی ہوتا
جس کی مشکیں ایک ایسا بہادر کس دیتا جو نیزوں کے مقابلے میں بھی
حمایت کرنے والا ہے۔

وَمُجَدَّلٍ لَا يَسْتَجِيبُ لِدَعْوَةٍ   حَتَّى تَزُولَ شَوَامِخُ الْأَعْلَامِ

اور (یا) زمین پر پڑا ہوا ہوتا اور کسی پکارنے والے کا
جواب نہ دیتا یہاں تک کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائیں۔ (یعنی
نہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹیں گے اور نہ وہ جواب دیگا)

بِالْعَارِ وَالذُّلِّ الْمُبَيَّنِ إِذْ رَأَى   بِيضَ السُّيُوفِ تَسُوقُ كُلَّ هُمَامِ

صریح ذلت و خواری کی حالت میں (پڑا رہتا) جب
دیکھتا کہ سفید (چمکتی ہوئی) تلواریں مستقل مزاج سرداروں کو

لہ (الف ب) دونوں میں "یشد" کو بضمہ یا اور فتحہ شین مشدد یعنی بطور فعل مجہول لکھا ہے اور صقر کو مجرور کر کے اس کو ماسور کا بدل بنایا ہے لیکن اس کے کوئی معنی میری سمجھ میں نہیں آئے اور (ج د) میں "صقرا" فے سے لکھا ہے اور اسے منصوب کیا ہے اس کے بھی معنی سمجھ میں نہیں آئے۔ میں نے "یشد" کو فعل معروف اور صقر کو اس کا فاعل قرار دیکر معنی کیے ہیں۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ شاعر کی کیا مراد ہے۔ (احمد محمودی)

ہانکتی لیے جا رہی ہیں۔

۲۸۵ بِيَدَيْ أَغَرَّ إِذَا انْتَمَى لَمْ يُخْزِهِ ... نَسَبُ الْقِصَارِ سَمَيْدَعٍ مِقْدَامِ

(وہ تلواریں) ہر اس چمکتے ہوئے چہرے والے کے ہاتھوں میں ہوتیں جو اپنا نسب بیان کرے تو اسے کم ہمت لوگوں کی جانب منسوب ہونے کی ذلت نہ نصیب ہوتی (یعنی اس کے آباواجداد تمام باہمت تھے) اس سردار کے ہاتھ میں ہوتیں جو (دشمن کی پروا نہ کرکے) آگے بڑھنے والا ہے۔

بِيضٌ إِذَا لَاقَتْ حَدِيدًا صَمَّمَتْ ... كَالْبَرْقِ تَحْتَ ظِلَالِ كُلِّ غَمَامِ

وہ ایسی سفید (چمکتی ہوئی تلواریں) ہیں کہ جب لوہے سے وہ ملتی ہیں تو اسے کاٹ کر نیچے اتر جاتی ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابر کے ٹکڑوں کے سایے کے نیچے بجلی (چمک رہی) ہے۔

بقول ابن ہشام کے الحارث بن ہشام نے اس کے جواب میں یہ اشعار کہے۔

اَلْقَوْمُ أَعْلَمُ مَا تَرَكْتُ قِتَالَهُمْ ... حَتَّى حَبَوْا مُهْرِي بِأَشْقَرَ مُزْبِدِ

تمام لوگ جانتے ہیں کہ میں نے اس وقت تک جنگ ترک نہیں کی جب تک کہ ان لوگوں نے میرے بچھیرے کو سرخ کف دار (خون) میں آلودہ نہ کر دیا۔

وَعَرَفْتُ أَنِّي إِنْ أُقَاتِلْ وَاحِدًا ... أُقْتَلْ وَلَا يَنْكِي عَدُوِّي مَشْهَدِي

اور میں نے جان لیا کہ اگر میں اکیلا جنگ کرتا رہوں گا تو قتل ہو جاؤں گا اور میرا جنگ میں موجود رہنا میرے دشمن کو کسی طرح مجبور نہیں کرے گا۔

فَصَدَدْتُ عَنْهُمْ وَالْأَحِبَّةُ فِيهِمُ ... طَمَعًا لَهُمْ بِعِقَابِ يَوْمٍ مُفْسِدِ

تو میں نے ان سے منہ پھیر لیا حالانکہ احباب ان میں (پڑے ہوئے) تھے۔ اس امید پر کہ کسی اور فساد کے موقع پر ان سے بدلہ لیا جا سکے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ الحارث نے یہ اشعار جنگ بدر سے اپنے بھاگنے کے عذر میں کہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ہم نے حسان کے قصیدے میں سے آخر کے تین شعر فحش ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیئے ہیں[1]۔

ابن اسحٰق نے کہا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا ہے:۔

لَقَدْ عَلِمَتْ قُرَيْشٌ يَوْمَ بَدْرٍ ... غَدَاةَ الْأَسْرِ وَالْقَتْلِ الشَّدِيدِ

بدر کے دن جو قید کرنے اور خوب قتل کرنے کا دن تھا قریش نے جان لیا۔

بِأَنَّا حِينَ تَشْتَجِرُ الْعَوَالِي ... حُمَاةُ الْحَرْبِ يَوْمَ أَبِي الْوَلِيدِ

کہ ہم شیران جنگ ہیں جبکہ نیزوں کے سرایک دوسرے سے مل جاتے ہیں خاص کر ابوالولید کے روز (کو یاد کرو)۔

قَتَلْنَا ابْنَيْ رَبِيعَةَ يَوْمَ سَارَا ... إِلَيْنَا فِي مُضَاعَفَةِ الْحَدِيدِ

جس روز ربیعہ کے دونوں بیٹے لوہے کی دہری (زرہوں) میں ہمارے مقابلے کے لیے چلے تو ہم نے ان دونوں کو قتل کر دیا۔

وَفَرَّ بِهَا حَكِيمٌ يَوْمَ جَالَتْ ... بَنُو النَّجَّارِ تَخْطِرُ كَالْأُسُودِ

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

اور جب بنی النجار شیروں کی طرح ناز سے جولانیاں
دکھانے لگے تو حکیم وہاں سے بھاگ گیا۔

وَوَلَّتْ عِنْدَ ذَاكَ جُمُوعُ فِهْرٍ   وَأَسْلَمَهَا الْحُوَيْرِثُ مِنْ بَعِيدِ

۲۸۶

اور اس وقت تمام بنی فہر نے پیٹھ پھیری اور حویرث نے تو
دور ہی سے انھیں چھوڑ دیا۔

لَقَدْ لَاقَيْتُمُ ذُلًّا وَقَتْلًا   جَهِيزًا نَافِذًا تَحْتَ الْوَرِيدِ

تمھیں ذلت اور ایسے تیز قتل کا سامنا ہوا جو تمھاری رگ گلو
کے اندر سرایت کر گیا۔

وَكُلُّ الْقَوْمِ قَدْ وَلَّوْا جَمِيعًا   وَلَمْ يَلْوُوا عَلَى الْحَسَبِ التَّلِيدِ

اور ساری کی ساری قوم نے مل کر پیٹھ پھیر دی۔ اور
باپ دادا کی عزت کی طرف مڑ کر بھی نہیں دیکھا۔

اور حسان بن ثابت نے یہ بھی کہا ہے:—

يَا حَارِ قَدْ عَوَّلْتَ غَيْرَ مُعَوَّلِ   عِنْدَ[1] الْهِيَاجِ وَسَاعَةَ الْأَحْسَابِ

اے حارث! تو نے جنگ و فساد کے وقت بھروسے کے
ناقابل (لوگوں) پر بھروسہ کیا۔

إِذْ تَمْتَطِي سُرُحَ الْيَدَيْنِ نَجِيبَةً   مَرِطَى الْجِرَاءِ طَوِيلَةَ الْأَقْرَابِ

(ایسے وقت میں) جب تو کشادہ قدم شریف تیز رفتار
اور لمبی پیٹھ والی (گھوڑی) پر سواری کرتا ہے۔

---

[1] (الف) میں "عند" کے بجائے "عبد" لکھنا تحریف کاتب ہے۔ (احمد محمودی)

وَالْقَوْمُ خَلْفَكَ قَدْ تَرَكْتَ قِتَالَهُمْ ‏ تَرْجُو النَّجَاءَ وَلَيْسَ حِينَ ذَهَابِ

بچ کر نکل جانے کی امید میں تو نے لوگوں سے جنگ و مقابلہ
چھوڑ دیا حالانکہ لوگ تیرے پیچھے ہی تھے اور وہ وقت (تیرے)
(بھاگ) جانے کا نہ تھا۔

أَلَّا عَطَفْتَ عَلَى ابْنِ أُمِّكَ إِذْ ثَوَى ‏ قَعْصَ الْأَسِنَّةِ ضَائِعَ الْأَسْلَابِ

کہ تو نے اپنی ماں کے بیٹے کی جانب بھی مڑ کر نہ دیکھا
جبکہ وہ پیوند خاک نیزوں کے نیچے موت کے منہ میں تھا (اور
اس کے پاس جو کچھ تھا) لوٹ میں برباد ہو رہا تھا۔

عَجِلَ الْمَلِيكُ لَهُ فَأَهْلَكَ جَمْعَهُ ‏ بِشَنَارِ مُخْزِيَةٍ[1] وَسُوءِ عَذَابِ

مالک (الملك) نے اس کو بدنام کرنے والی رسوائی
اور فوری بدترین عذاب میں مبتلا کر دیا اور اس کے جتھے کو برباد کر دیا۔
ابن ہشام نے کہا کہ ہم نے اس میں سے ایک بیت فحش کی بنا پر چھوڑ دی ہے۔ ۳۸۷
ابن اسحٰق نے کہا کہ حسان بن ثابت نے یہ بھی کہا ہے۔

مُسْتَشْعِرِي حَلَقَ الْمَاذِيِّ يَقْدُمُهُمْ ‏ جَلْدُ النَّحِيزَةِ مَاضٍ غَيْرُ رِعْدِيدِ

ان لوگوں کے آگے آگے ایک شخص تھا جو سفید اور
جسم سے لگی ہوئی نرم کڑیوں کی زرہ پہنے قوی مزاج، ہر ارادے کو
پورا کرنے والا تھا۔ بزدل نہ تھا۔

أَعْنِي رَسُولَ إِلٰهِ الْخَلْقِ فَضَّلَهُ ‏ عَلَى الْبَرِيَّةِ بِالتَّقْوَى وَبِالْجُودِ

---

[1] (الف) میں "مخزیة" کے بجائے "مجزیة" جیم سے لکھا ہے جس کے معنی جزا دینے والے کے بھی بن سکتے ہیں۔ (احمد محمودی)

(صفات مذکورسے) میری مراد معبود خلق کے رسول (کی ذات مبارک) سے ہے جس کو اس نے مخلوق پر تقوے اور سخاوت کے سبب سے فضیلت دی ہے۔

لَقَدْ زَعَمْتُمْ بِأَنْ تَحْمُوا ذِمَارَكُمْ　　وَمَاءُ بَدْرٍ زَعَمْتُمْ غَيْرُ مَوْرُودِ[1]

تم نے دعویٰ کیا تھا کہ تم اپنی ذمہ داری کی چیزوں کی حمایت کروگے۔ اور بدر کے چشمے کے متعلق تمہارا دعویٰ تھا کہ وہ (مقام) نزول کے ناقابل ہے۔

ثُمَّ وَرَدْنَا وَلَمْ نَسْمَعْ لِقَوْلِكُمْ　　حَتَّى شَرِبْنَا رِوَاءً غَيْرَ تَصْرِيدِ

اس کے بعد ہم اس چشمے پر پہنچے اور ہم نے تمہاری بات نہیں سنی حتیٰ کہ ہم اس قدر سیراب ہوئے کہ (ہمارے لیے) پانی کی کچھ بھی کمی نہ ہوئی۔

مُسْتَعْصِمِينَ بِحَبْلٍ غَيْرِ مُنْجَذِمٍ　　مُسْتَحْكَمٍ مِنْ حِبَالِ اللهِ مَمْدُودِ[2]

ہم ایسی رسی کو تھامے ہوئے ہیں جو ٹوٹنے والی نہیں۔ اللہ کی جانب سے دراز کی ہوئی رسیوں میں سے مضبوط رسی ہے۔

فِينَا الرَّسُولُ وَفِينَا الْحَقُّ نَتْبَعُهُ　　حَتَّى الْمَمَاتِ وَنَصْرٌ غَيْرُ مَحْدُودِ

ہم میں رسول ہے اور ہم میں حق ہے جس کی مرتے دم تک ہم پیروی کرتے رہیں گے اور (یہ) غیر محدود مدد ہے۔

---

[1] (الف) میں بجائے "موردود" کے "مردود" لکھا ہے جو معنی کو بالکل الٹ دیتا ہے۔ (احمد محمودی)

[2] خط کشیدہ دونوں مصرعے (الف) میں چھوٹ گئے ہیں۔ پہلے شعر کے پہلے مصرعے کو دوسرے شعر کے دوسرے مصرعے کے ساتھ لگا دیا گیا ہے۔

(احمد محمودی)

وافٍ وماضٍ شہابٌ یُستضاءُ بِہِ　　بَدْرٌ أنارَ علی کلِّ الأماجِدِ

مکمل ہے۔ تیز ہے۔ ایسا شہاب ہے جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے۔ چودھویں رات کا ایسا چاند ہے جس نے تمام عزت وشان والوں کو روشن کر دیا ہے۔

۴۸۸ ابن ہشام نے کہا کہ ان کی بیت " مستعصمین بحبل غیر منجذم " ابوزید انصاری سے مروی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ حسان بن ثابت نے یہ بھی کہا ہے:۔

خَابَتْ بَنُو أَسَدٍ وَآبَ غَزِيُّهُمْ　　يَوْمَ الْقَلِيبِ بِسَوْءَةٍ وَفُضُوحِ

بنی اسد کو ناکامی نصیب ہوئی اور ان کی جنگجو جماعت گڑھے کے روز (جنگ بدر کے روز) بدترین رسوائی کے ساتھ واپس ہوگئی۔

مِنْهُمْ أَبُو الْعَاصِي تَجَدَّلَ مُقْعَصًا　　عَنْ ظَهْرِ صَادِقَةِ النَّجَاءِ سَبُوحِ

انھیں میں ابوالعاصی بھی تھا جو تیز رفتار۔ پیراک (گھوڑے) کی پیٹھ سے فوری موت کے لیے زمین پر گرا۔

حَيْنًا لَهُ مِنْ مَانِعٍ بِسِلَاحِهِ　　لَمَّا ثَوَى بِمَقَامَةِ الْمَذْبُوحِ

جب وہ ذبح کیے جانے کی جگہ گرا تو اس کے ہتھیار سے اس کی حفاظت کرنے والی صرف اس کی موت تھی۔

وَالْمَرْءُ زَمْعَةُ قَدْ تَرَكْنَ وَنَحْرُهُ　　يَدْمَى بِعَانِدٍ مُعْبَطٍ مَسْفُوحِ

اور زمعہ جیسے شخص کو انھوں نے ایسی حالت میں چھوڑ دیا کہ اس کے حلق سے نہ رکنے والا تازہ بہنے والا خون بہ رہا تھا۔

مُتَوَسِّدًا حُرَّ الْجَبِينِ مُعَفَّرًا　　قَدْ عُرَّ مَارِنُ أَنْفِهِ بِقُبُوحِ

جبین ناز خاک آلودہو کر زمین پر ٹکی ہوئی تھی اور ناک کی
پھننگ گندگی سے آلودہ تھی۔

وَنَجَا ابْنُ قَيْسٍ فِي بَقِيَّةِ رَهْطِهِ ... بِشَفَا الرَّمَاقِ مُوَلِّيًا مَجْرُوحِ

اور ابن قیس اپنی باقی جماعت کے ساتھ زخم خوردہ زندگی
کے آخری حصے میں پیٹھ پھیر کر (بھاگا اور) بچ نکلا۔

اور حسان بن ثابت نے یہ بھی کہا ہے:۔

أَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَتَى أَهْلَ مَكَّةَ ... إِبَارَتُنَا الْكُفَّارَ فِي سَاعَةِ الْعُسْرِ

کیا ایسا نہیں ہوا۔ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ کڑے وقت
کافروں کو ہمارے برباد کرنے کی خبر مکے والوں کو پہنچی (یا نہیں)۔

قَتَلْنَا سَرَاةَ الْقَوْمِ عِنْدَ مَجَالِنَا ... فَلَمْ يَرْجِعُوا إِلَّا بِقَاصِمَةِ الظَّهْرِ ۳۸۹

ہم نے اپنے حملے کے وقت اس قوم کے گنے چنے لوگوں
کو قتل کر دیا۔ اور وہ سب کے سب ٹوٹی ہوئی کمریں لے کر واپس ہوئے۔

قَتَلْنَا أَبَا جَهْلٍ وَعُتْبَةَ قَبْلَهُ ... وَشَيْبَةَ يَكْبُو لِلْيَدَيْنِ وَلِلنَّحْرِ

ہم نے ابو جہل کو بھی قتل کر دیا اور اس سے پہلے عتبہ
کو بھی قتل کر دیا اور شیبہ تو اوندھے منہ سینے اور ہاتھوں کے
بل گر رہا تھا۔

قَتَلْنَا سُوَيْدًا ثُمَّ عُتْبَةَ بَعْدَهُ ... وَطُعْمَةَ أَيْضًا عِنْدَ ثَائِرَةِ الْقَتْرِ

ہم نے سوید کو قتل کر دیا پھر اس کے بعد عتبہ کو قتل کیا اور
گرد و غبار اڑتے وقت طعمہ کو بھی قتل کر ڈالا۔

فَكَمْ قَدْ قَتَلْنَا مِنْ كَرِيمٍ مُرَزَّإٍ ... لَهُ حَسَبٌ فِي قَوْمِهِ نَابِهُ الذِّكْرِ

غرض ہم نے کتنے ہی مصیبت کے مارے بڑے رتبے والوں کو قتل کر دیا جن کے کارناموں کی ان کی قوم میں بڑی شہرت تھی۔

تَرَكْنَاهُمْ لِلْعَاوِيَاتِ يَنُبْنَهُمْ ۔۔۔ وَيَصْلَوْنَ نَارًا بَعْدُ حَامِيَةَ الْقَعْرِ

ہم نے انھیں بھونکنے والوں (یعنی بھیڑیوں) کے لیے چھوڑ دیا جو بار بار ان کے پاس آتے ہیں اور اس کے بعد وہ ایسی آگ میں داخل ہوں گے جس کی گہرائی میں بلا کی گرمی ہے۔

لَعَمْرُكَ مَا حَامَتْ فَوَارِسُ مَالِكٍ ۔۔۔ وَأَشْيَاعُهُمْ يَوْمَ الْتَقَيْنَا عَلَى بَدْرِ

تیری عمر کی قسم۔ بدر کے روز جب ہم سے مقابلہ ہوا تو نہ مالک کے سواروں نے کچھ مدد کی نہ ان کے اور ساتھیوں نے۔

۳۹۰ ابن ہشام نے کہا کہ ان کی بیت قتلنا ابا جہل وعتبۃ بعدہ ابو زید انصاری نے مجھے سنائی ابن اسحٰق نے کہا کہ حسان بن ثابت نے یہ بھی کہا ہے۔

نَجَّى حُكَيْمًا يَوْمَ بَدْرٍ شَدُّهُ ۔۔۔ كَنَجَاءِ مُهْرٍ مِنْ بَنَاتِ الْأَعْوَجِ

بدر کے روز حکیم کو اس کی دوڑ نے بچا لیا جس طرح الاعوج[1] نامی گھوڑی کے بچھیریوں میں سے ایک بچھیری بچ گئی تھی۔

لَمَّا رَأَى بَدْرًا تَسِيلُ جِلَاهُهُ ۔۔۔ بِكَتِيبَةٍ خَضْرَاءَ مِنْ بَلْخَزْرَجِ

جب بدر کے دیکھا کہ وادی کے کناروں سے بنی خزرج کا لشکر (یا رسالہ) امنڈا چلا آ رہا ہے (تو بھاگ کر بچ گیا)۔

لَا يَنْكِلُونَ إِذَا لَقُوا أَعْدَاءَهُمْ ۔۔۔ يَمْشُونَ عَائِدَةَ الطَّرِيقِ الْمَنْهَجِ

---

[1] شرح سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے الاعوج نامی گھوڑی زمانہ جاہلیت میں مشہور تھی اس کے بچھیریوں کے بچنے کا کیا قصہ ہے معلوم نہ ہوا۔ (احمد محمودی)

وہ (بنی خزرج) جب اپنے دشمنوں کے مقابل ہوتے ہیں
تو ان سے رعب زدہ نہیں ہوتے اور شاہ راہ سے (ہٹ کر)
ٹیڑھے ترچھے نہیں جاتے۔

كَمْ فِيهِمْ مِنْ مَاجِدٍ ذِي مَنْعَةٍ بَطَلٍ بِمُهْلِكَةِ الْجَبَانِ الْمُحْرَجِ

ان میں کتنے ہی ایسے ہیں جو عظمت و شان والے اور
اپنی آپ حفاظت کرنے والے پہلوان ہیں جو مضطرب بزدلوں کو
ہلاک کرنے والے ہیں۔

وَمُسَوَّدٍ يُعْطِي الْجَزِيلَ بِكَفِّهِ حَمَّالِ أَثْقَالِ الدِّيَاتِ مُتَوَّجِ

اور کتنے سردار ہیں جو اپنے ہاتھوں بہت کچھ دینے والے
دیتوں کے بار اٹھانے والے تاجدار ہیں۔

زَيْنِ النَّدِيِّ مُعَاوِدٍ يَوْمَ الْوَغَا ضَرْبَ الْكُمَاةِ بِكُلِّ أَبْيَضَ سَلْجَجِ

مجلس کی زینت بوقت جنگ بار بار پہلوانوں پر سفید
(چمکتی ہوئی) تیز (تلوار) سے وار کرنے والے ہیں۔

۲۹۱ ابن ہشام نے کہا کہ ان کا قول "سلجج" کی روایت ابن اسحٰق کے سوا
دوسروں سے آئی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ حسان نے یہ بھی کہا ہے :—

فَمَا نَخْشَى بِحَمْدِ اللهِ قَوْمًا وَإِنْ كَثُرُوا وَأُجْمِعَتِ الزُّحُوفُ

اللہ کے فضل سے ہم کسی قوم سے نہیں ڈرتے۔ اگرچہ
وہ (کتنے ہی) زیادہ ہوں۔ اور لشکر کے لشکر جمع ہو جائیں۔

إِذَا مَا أَلَّبُوا جَمْعًا عَلَيْنَا كَفَانَا حَدَّهُمْ رَبٌّ رَؤُوفُ

جب کسی جماعت کو انھوں نے ہمارے خلاف ابھارا اور
جمع کیا تو مہربان پروردگار ہمارے لیے ان کی قوت کے مقابلے میں
کافی ہوگیا۔

سَمَوْنَا يَوْمَ بَدْرٍ بِالعَوَالِي سِرَاعًا مَا تُضَعْضِعُنَا الحُتُوفُ

ہم بدر کے دن اونچے اونچے نیزے لیکر تیزی سے
چھا گئے اس حالت سے کہ ہمیں موتوں (کے خوف) سے کوئی کمزوری
نہ تھی۔

فَلَمْ تَرَ عُصْبَةً فِي النَّاسِ أَنْكَى لِمَنْ عَادَوْا إِذَا لَقِحَتْ كَشُوفُ

پھر جب خواہش نہ رکھنے والی اونٹنی گابھن ہوگئی (یعنی
کام ختم ہوگیا) تو انھوں نے جن سے دشمنی کی تھی انھیں کے اس قدر
مقہور رہوئے کہ لوگوں میں ان سے زیادہ مقہور تو نے کسی کو نہ دیکھا ہوگا۔

وَلٰكِنَّا تَوَكَّلْنَا وَقُلْنَا مَآثِرُنَا وَمَعْقِلُنَا السُّيُوفُ

لیکن ہم نے (اللہ پر) بھروسا کیا اور کہا ہمارے قابل
ستائش کام اور ہماری پناہ گاہ تلواریں ہیں۔

لَقِينَاهُمْ بِهَا لَمَّا سَمَوْنَا وَنَحْنُ عِصَابَةٌ وَهُمْ أُلُوفُ

جب ہم نے انھیں دور سے دیکھا تو ان سے مقابلہ کیا
حالانکہ ہماری ایک چھوٹی سی جماعت تھی اور وہ ہزاروں تھے۔

اور حسان بن ثابت ہی نے بنی جمح کی ہجو اور ان کے مقتولوں کے
متعلق کہا ہے۔

جَمَحَتْ بَنُو جُمَحٍ بِشِقْوَةِ جَدِّهِمْ إِنَّ الذَّلِيلَ مُوَكَّلٌ بِذَلِيلِ

بنو جمح نے اپنی بدبختی (یا اپنے دادا کی بدنصیبی) کے
سبب سے سرکشی کی۔ بے شبہ ذلیل شخص (خود کو) ذلیل
(صفات) ہی کے حوالے کرتا ہے۔

قُتِلَتْ بَنُو جُمَحٍ بِبَدْرٍ عَنْوَةً وَتَخَاذَلُوا سَعْيًا بِكُلِّ سَبِيلِ

بنو جمح بدر کے روز (دشمن کے) غلبے سے (بے بسی
کی حالت میں) قتل کیے گئے اور انھوں نے ایک دوسرے کی
امداد ترک کر دی اور ہر ایک راستے سے بھاگ گئے (یعنی جو رستہ
ملا اس سے نکل بھاگے)۔

جَحَدُوا الْقُرْآنَ وَكَذَّبُوا بِمُحَمَّدٍ وَاللهُ يُظْهِرُ دِينَ كُلِّ رَسُولِ

انھوں نے قرآن کا انکار کیا اور محمد (رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم) کو جھٹلایا۔ اور اللہ تو (اپنے) ہر ایک رسول کے
دین کو غلبہ دیا ہی کرتا ہے۔

لَعَنَ الْإِلٰهُ أَبَا خُزَيْمَةَ وَابْنَهُ وَالْخَالِدَيْنِ وَصَاعِدَ بْنَ عَقِيلِ

معبود (حقیقی) نے ابو خزیمہ اور اس کے بیٹے کو ذلیل کیا
اور دونوں خالدوں کو بھی اور صاعد بن عقیل کو بھی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ عبیدہ بن الحارث بن المطلب نے جنگ بدر اور اپنے
پاؤں کے کٹنے کے متعلق کہا ہے جس پر مقابلے کے لیے نکلتے وقت ضرب
آئی تھی جب کہ وہ اور حمزہ اور علی اپنے دشمن سے مقابلے کے لیے نکلے تھے۔
ابن ہشام نے کہا کہ بعض علماء شعر ان اشعار کا انکار کرتے ہیں :۔

سَتَبْلُغُ عَنَّا أَهْلَ مَكَّةَ وَقْعَةٌ يَهُبُّ لَهَا مَنْ كَانَ عَنْ ذَاكَ نَائِيًا

ل۔ (ب) میں "القرآن" کے بجائے "الکتاب" ہے جو زیادہ ترجیح کے قابل ہے۔ (احمد محمودی)

قریب میں مکے والوں کو ہمارے متعلق ایک واقعے کی
خبر پہنچے گی جس کو سن کر جو شخص بھی اس مقام سے دور ہو وہ بے چین
ہو جائے گا۔

بُعَتْبَةَ إِذْ وَلَّى وَشَيْبَةَ بَعْدَهُ ۔۔۔ وَمَا كَانَ فِيهَا بِكْرُ عُتْبَةَ رَاضِيَا

(وہ خبر) عتبہ کے متعلق (ہو گی) جبکہ اس نے پیٹھ
پھیری اور اس کے بعد شیبہ نے بھی اور اس حالت کی (بھی اُنھیں
خبر پہنچے گی) جس میں رہنے پر عتبہ کا پہلوٹھی کا لڑکا راضی ہو گیا۔

فَإِنْ تَقْطَعُوا رِجْلِي فَإِنِّي مُسْلِمٌ ۔۔۔ أُرَجِّي بِهَا عَيْشًا مِنَ اللَّهِ دَانِيَا

پھر اگر انھوں نے میرا پاؤں کاٹ دیا تو (کوئی مضائقہ
نہیں کہ) میں تو مسلم ہوں۔ اس کے عوض میں میں اللہ سے قریب ہی
میں ایک قابل عظمت زندگی کا امیدوار ہوں۔

مَعَ الْحُورِ أَمْثَالَ التَّمَاثِيلِ أُخْلِصَتْ ۔۔۔ مِنَ الْجَنَّةِ الْعُلْيَا لِمَنْ كَانَ عَالِيَا

(وہ زندگی) بڑی آنکھوں والیوں کے ساتھ (گزرے گی
جو) پتلیوں کی سی (ہوں گی) جو بلند درجہ جنتوں میں سے ان لوگوں
کے لیے مخصوص ہوں گی جو بلند مرتبہ ہوں۔

۲۹۲ وَبِعْتُ بِهَا عَيْشًا تَعَرَّفْتُ صَفْوَهُ ۔۔۔ وَعَالَجْتُهُ حَتَّى فَقَدْتُ الْأَدَانِيَا

میں نے ان (جنتوں) کے لیے ایسی زندگی بیچ ڈالی جس کی
صفائی مجھے معلوم تھی (یعنی کوئی تکلیف کی زندگی نہ تھی) اور میں نے
اس معاملے میں (اس قدر) کوشش کی کہ قریب والوں (رشتہ داروں تک)
کو کھو دیا۔

وَأَكْرَمَنِي الرَّحْمٰنُ مِنْ فَضْلِ مَنِّهِ ۔۔۔ بِثَوْبٍ مِنَ الْإِسْلَامِ غَطَّى الْمَسَاوِيَا

اور رحمٰن نے اپنے فضل و (کرم) سے مجھے (ایسے)
خلعت اسلام سے سرفراز فرمایا جس نے (میری تمام) برائیوں کو
ڈھانک لیا۔

وَمَا كَانَ مَكْرُوهًا إِلَيَّ قِتَالُهُمْ غَدَاةَ دَعَا الْأَكْفَاءَ مَنْ كَانَ دَاعِيَا

اور جس روز بلانے والے نے (اپنے) ہمسروں کو (مقابلے
کے لیے) بلایا۔ مجھے ان لوگوں سے جنگ کرنا کچھ برا نہ معلوم ہوا۔

وَلَمْ يَبْغِ إِذْ سَأَلُوا النَّبِيَّ سِوَاءَنَا ثَلَاثَتَنَا حَتَّى حَضَرْنَا الْمُنَادِيَا

جب انھوں نے نبی (صلے اللہ علیہ وسلم) سے مطالبہ کیا
تو آپ نے ہم تینوں کے سوا اور کسی کو طلب نہیں فرمایا (یا ہم تینوں
کے مماثل لوگوں کو طلب نہیں فرمایا) حتیٰ کہ ہم پکارنے والے کے
پاس حاضر ہو گئے۔

لَقِينَاهُمُ كَالْأُسْدِ تَخْطِرُ بِالْقَنَا نُقَاتِلُ فِي الرَّحْمٰنِ مَنْ كَانَ عَاصِيَا

ہم نیزے لیکر شیروں کی طرح اکڑ کر چلتے ہوئے ان سے
جا ملے۔ اور جو نافرمان تھا ہم اس سے رحمٰن کے لیے جنگ کرنے لگے۔

فَمَا بَرِحَتْ أَقْدَامُنَا مِنْ مَقَامِنَا ثَلَاثَتِنَا حَتَّى أُزِيرُوا الْمَنَائِيَا

غرض ہم تینوں اپنے (اپنے) مقاموں پر ڈٹے رہے
یہاں تک کہ (ان کی) موتوں سے ملاقات کرا دی گئی (یعنی مار ڈالا)

ابن ہشام نے کہا کہ جب ابو عبیدہ کے پاؤں پر چوٹ لگی تو انھوں نے
کہا۔ سنو تو اللہ کی قسم! اگر ابو طالب آج ہوتے تو وہ جان لیتے کہ میں اس قول
کا ان سے زیادہ حق دار ہوں جو انھوں نے کسی وقت کہا تھا۔

كَذَبْتُمْ وَبَيْتِ اللّٰهِ نُبْزَى مُحَمَّدًا وَلَمَّا نُطَاعِنْ دُونَهُ وَنُنَاضِلِ

بیت اللہ کی قسم تم نے جھوٹ کہا کہ ہم سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو زبردستی چھین لیا جائے گا۔ اور ابھی تو ہم نے ان کے بچاؤ کے لیے نیزہ بازی کی اور نہ تیر اندازی۔

وَنُسْلِمُهُ حَتَّى نُصَرَّعَ حَوْلَهُ   وَنَذْهَلَ عَنْ أَبْنَائِنَا وَالْحَلَائِلِ

(تم نے جھوٹ کہا کہ) ہم انھیں (تمھارے) حوالے کر دیں گے۔ (ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا) یہاں تک کہ ہم ان کے اطراف پچھڑ جائیں اور اپنے بچوں اور بیویوں سے غافل ہو جائیں۔

اور یہ دونوں بیتیں ابو طالب کے ایک قصیدے میں کی ہیں جنھیں ۳۹۴ ہم نے سابق میں اسی کتاب میں ذکر کر دیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب عبیدہ بن الحارث اپنے پاؤں پر آفت آنے کے سبب سے بدر کے روز شہید ہو گئے تو کعب بن مالک الانصاری نے ان کے مرثیے میں کہا ہے:۔

أَيَا عَيْنُ جُودِي وَلَا تَبْخَلِي   بِدَمْعِكِ حَقًّا وَلَا تَنْزُرِي

اے آنکھ اپنے آنسو سے سخاوت کر کہ ان کے لیے ہی دیا ہے اور بخل و کوتاہی نہ کر۔

عَلَى سَيِّدٍ هَدَّنَا هُلْكُهُ   كَرِيمِ الْمَشَاهِدِ وَالْعُنْصُرِ

ایسے سردار پر جس کی موت نے ہمیں ڈھیر کر دیا۔ جو جنب اور جنگی کارناموں کے لحاظ سے نہایت ہی شریف تھا۔

جَرِيءِ الْمُقَدَّمِ شَاكِي السِّلَاحِ   كَرِيمِ الثَّنَا طَيِّبِ الْمَكْسِرِ

پیش قدمی کرنے میں جری تیز ہتھیار والا بہترین محامد والا۔ تفتیش اور تجربے کے بعد بھی بہترین ثابت ہونے والا۔

عُبَيْدَةَ أَمْسَى وَلَا نَرْتَجِيهِ لِعُرْفٍ عَرَانَا وَلَا مُنْكَرِ

عبیدہ پر جو شام کے وقت اب ایسی حالت میں ہو گیا ہے کہ ہم پر کوئی خوش حالی یا کوئی بدحالی نازل ہو تو ہم اس سے کسی طرح امید نہیں کر سکتے

وَقَدْ كَانَ يَحْمِي غَدَاةَ الْقِتَا لِ حَامِيَةَ الْجَيْشِ بِالْمُبْتَرِ

حالانکہ جنگ کی صبح میں وہ تلوار سے لشکر کی حمایت میں مصروف تھا۔

کعب بن مالک نے جنگ بدر کے متعلق یہ بھی کہا ہے :۔

أَلَا هَلْ أَتَى غَسَّانَ فِي نَأْيِ دَارِهَا وَأَخْبَرُ شَيْءٍ بِالْأُمُورِ عَلِيمُهَا

ذرا سنو تو! کیا بنی غسان کو ان کے گھروں کی دوری کے باوجود یہ خبر پہنچ چکی ہے۔ اور کسی چیز کی خبر تو وہی شخص اچھی طرح دے سکتا ہے جو اسے خوب جانتا ہو۔

بِأَنْ قَدْ رَمَتْنَا عَنْ قِسِيٍّ عَدَاوَةٍ مَعَدٌّ مَعًا جُهَّالُهَا وَحَلِيمُهَا

کہ بنی معد کے جاہلوں اور متین دونوں قسم کے افراد نے دشمنی کے سبب سے ہمیں تیروں کا نشانہ بنایا۔

لِأَنَّا عَبَدْنَا اللّٰهَ لَمْ نَرْجُ غَيْرَهُ رَجَاءَ الْجِنَانِ إِذْ أَتَانَا زَعِيمُهَا

اس لیے کہ جب ہمارے پاس اللہ کا رسول آیا تو ہم نے جنت کی امید میں اللہ کے سوا کسی اور سے امید نہ رکھی اور اسی کی غلامی اختیار کر لی۔

نَبِيٌّ لَهُ فِي قَوْمِهِ إِرْثُ عِزَّةٍ وَأَعْرَاقُ صِدْقٍ هَذَّبَتْهَا أُرُومُهَا

۲۹۵

وہ ایسا نبی ہے کہ اسے اپنی قوم میں موروثی عزت حاصل
ہے اور سچے صفات والا ہے جن کو اس کے اصول نے مہذب بنا دیا ہے۔

فَسَارُوا وَسِرْنَا فَالْتَقَيْنَا كَأَنَّنَا ۔۔۔ أُسُودُ لِقَاءٍ لَا يُرَجَّى كَلِيمُهَا

پس وہ بھی چلے اور ہم بھی چلے اور ان سے ہم اس
طرح مقابل ہوئے۔ گویا مقابلے کے لیے ایسے شیر ہیں کہ جن کے
زخم خوردہ (کے بچنے) کی امید نہیں کی جاتی ۔

ضَرَبْنَاهُمْ حَتَّى هَوَى فِي مَكَرِّنَا ۔۔۔ لِمَنْخِرِ سَوْءٍ مِنْ لُؤَيٍّ عَظِيمُهَا

ہم نے ان پر یہاں تک شمشیر زنی کی کہ ہمارے حملے میں
بنی لوئی کا بڑا (سردار) اوندھے منہ بری طرح گڑھے میں جاگرا۔

فَوَلَّوْا وَدُسْنَاهُمْ بِبِيضٍ صَوَارِمٍ ۔۔۔ سَوَاءٌ عَلَيْنَا حِلْفُهَا وَصَمِيمُهَا

پس انھوں نے پیٹھ پھیری اور ہم نے چمکتی تلواروں سے
انھیں پامال کیا اور ہمارے لیے ان میں اصلی افراد اور ان کے حلیف
دونوں برابر تھے۔ (ہم نے دونوں کو پامال کیا) ۔
اور کعب نے یہ بھی کہا ہے :۔

لَعَمْرُ أَبِيكُمَا يَا ابْنَيْ لُؤَيٍّ ۔۔۔ عَلَى زَهْوٍ لَدَيْكُمْ وَانْتِخَاءٍ

اے بنی لوئی کے دونوں لڑکو! تم دونوں کے باپ کی
قسم! باوجود اس کے کہ تم میں (اپنی قوتوں پر) گھمنڈ اور تکبر تھا۔

لَمَا حَامَتْ فَوَارِسُكُمْ بِبَدْرٍ ۔۔۔ وَلَا صَبَرُوا بِهِ عِنْدَ اللِّقَاءِ

(مقام) بدر میں تمھارے سواروں نے (تمھاری) کوئی
حفاظت نہیں کی۔ اور نہ مقابلے کے وقت وہاں وہ جم سکے۔

وَرَدْنَاهُ بِنُورِ اللهِ يَجْلُو ۔۔۔ دُجَى الظَّلْمَاءِ عَنَّا وَالْغِطَاءِ

ہم اپنے ساتھ اللہ کا نور لے کر اس مقام پر پہنچے ہیں
جو اندھیری رات کی تاریکی اور پردوں کو ہم سے دور کر رہا تھا۔

رَسُولُ اللهِ يَقْدُمُنَا بِأَمْرٍ ۔۔۔ مِنَ اَمْرِ اللهِ اُحْكِمَ بِالْقَضَاءِ

(وہ نور) اللہ تعالیٰ کا رسول تھا جو اللہ تعالیٰ کے
احکام میں سے کسی حکم کے تحت ہمارے آگے چل رہا تھا جس کو
قضا (وقدر) سے مستحکم کر دیا گیا ہے۔

فَمَا ظَفِرَتْ فَوَارِسُكُمْ بِبَدْرٍ ۔۔۔ وَمَا رَجَعُوا إِلَيْكُمْ بِالسَّوَاءِ

بدر میں تمہارے سواروں نے نہ فتح حاصل کی (اور)
نہ وہ تمہاری جانب صحیح و سالم لوٹے۔

فَلَا تَعْجَلْ أَبَا سُفْيَانَ وَارْقُبْ ۔۔۔ جِيَادَ الْخَيْلِ تَطْلُعُ مِنْ كَدَاءِ

پس اے ابوسفیان جلدی نہ کر اور مقام کداء سے بہترین
گھوڑوں کے چڑھ آنے کا انتظار کر۔

بِنَصْرِ اللهِ رُوحُ الْقُدْسِ فِيهَا ۔۔۔ وَمِيكَالُ فَيَا طِيبَ الْمَلَاءِ ۳۹۶

(وہ سوار) خدائی مدد ساتھ لیے ہوئے ہوں گے اور
ان میں روح القدس اور میکائیل ہوں گے پس یہ کیسی بہترین
جماعت ہے۔

اور طالب بن ابی طالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
ستائش اور جنگ بدر میں قلیب والے افراد قریش پر مرثیے کے طور پر کہا ہے:۔

أَلَا إِنَّ عَيْنِي أَنْفَدَتْ دَمْعَهَا سَكْبًا ۔۔۔ تُبَكِّي عَلَى كَعْبٍ وَمَا إِنْ تَرَى كَعْبًا

سنو! کہ میری آنکھ نے بنی کعب پر رو رو کر اس قدر آنسو بہائے کہ آنسو ختم ہو گئے لیکن اس کو بنی کعب میں کا کوئی فرد نظر نہیں آتا۔

أَلَا إِنَّ كَعْبًا فِي الْحُرُوبِ تَخَاذَلُوا ... وَأَرْدَاهُمُ ذَا الدَّهْرُ وَاجْتَرَحُوا ذَنْبَا

سنو! کہ بنی کعب نے جنگوں میں ایک دوسرے کی مدد چھوڑ دی اور انھوں نے گناہوں کا ارتکاب کیا تو اس زمانے نے ان کو ہلاک کر دیا۔

وَعَامِرُ تَبْكِي لِلْمُلِمَّاتِ غُدْوَةً ... فَيَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَرَى لَهُمَا قُرْبَا

اور بنی عامر کی یہ حالت ہے کہ صبح سویرے آفتوں کے نزول کے سبب روتے رہتے ہیں۔ کاش مجھے خبر ہوتی کہ کیا ان دونوں (قبیلوں) کو کبھی نزدیک سے دیکھ سکوں گا۔

هُمَا أَخَوَايَ لَنْ يُعَدَّ لِغَيَّةٍ ... تُعَدُّ وَلَنْ يُسْتَامَ جَارُهُمَا غَصْبَا

وہ دونوں (قبیلے) میرے بھائی ہیں (اور ایسے بھائی کہ جب دوسرے لوگوں کی نسبت ان کے باپ کے سوا کسی اور کی جانب کی جاتی ہے تو) ان کی نسبت ان کے باپ کے سوا کسی اور کی جانب ہرگز نہیں کی جاتی۔ اور ان کے پڑوسی کے مال واسباب کے چھین لینے کے متعلق کوئی سوال بھی نہیں کیا جاتا۔

فَيَا أَخَوَيْنَا عَبْدَ شَمْسٍ وَنَوْفَلًا ... فِدًى لَكُمَا لَا تَبْعَثُوا بَيْنَنَا حَرْبَا

پس اے ہمارے بھائیو! اے بنی عبد شمس اور اے بنی نوفل۔ میں تم دونوں کے لیے فدا ہو جاؤں ہمارے درمیان آپس میں جنگ نہ برپا کرو۔

وَلَا تُصْبِحُوا مِنْ بَعْدِ وُدٍّ وَأُلْفَةٍ أَحَادِيثَ فِيهَا كُلُّكُمْ يَشْتَكِي النَّكْبَا

اور (آپس میں) محبت و اتحاد کے بعد (عبرت انگیز) واقعات کی صورت اختیار نہ کرلو کہ جس میں تم میں کا ہر شخص ادبار و بربادی کی شکایت کرتا رہے۔

أَلَمْ تَعْلَمُوا مَا كَانَ فِي حَرْبِ دَاحِسٍ وَجَيْشِ أَبِي يَكْسُومَ إِذْ مَلَؤُا الشِّعْبَا

کیا تم لوگوں کو جنگ داحس کا انجام معلوم نہیں اور ابو یکسوم کے لشکر کے واقعات کی خبر نہیں جب انھوں نے پہاڑوں کے درمیانی راستے کو بھر دیا تھا۔

فَلَوْلَا دِفَاعُ اللَّهِ لَا شَيْءَ غَيْرُهُ لَأَصْبَحْتُمْ لَا تَمْنَعُونَ لَكُمْ سِرْبَا

۴۹۷

پس اگر اللہ تعالیٰ کی جانب سے مدافعت نہ ہوتی جس کا غیر کوئی ہے ہی نہیں تو تمھاری یہ حالت ہو جاتی کہ تم اپنی بیویوں تک کی حفاظت نہ کرسکتے۔

فَمَا إِنْ جَنَيْنَا فِي قُرَيْشٍ عَظِيمَةً سِوَى أَنْ حَمَيْنَا خَيْرَ مَنْ وَطِئَ التُّرْبَا

بجز اس کے کہ ہم نے روئے زمین پر چلنے والوں میں کے بہترین فرد کی حمایت کی قریش کا ہم نے کوئی بڑا جرم تو نہیں کیا تھا۔

أَخَا ثِقَةٍ فِي النَّائِبَاتِ مُرَزَّءًا كَرِيمًا ثَنَاهُ لَا بَخِيلًا وَلَا ذَرِبَا

(ہم نے اس فرد کی حمایت کی جو) شریف اور آفتوں کے موقعوں پر بھروسے کے قابل۔ تعریف و توصیف کے لحاظ سے بڑے مرتبے کا ہے۔ (وہ) نہ بخیل ہے (اور) نہ فسادی۔

يُطِيفُ بِهِ الْعَافُونَ يَغْشَوْنَ بَابَهُ يَؤُبُونَ نَهْرًا لَا نَزُورًا وَلَا صَرَبَا

اس کے دروازے پر مانگنے والوں کی بھیڑ لگی رہتی ہے
وہ ایسی نہر پر آکر جاتے ہیں جس کا پانی نہ تھوڑا ہے اور نہ سوکھ جانے والا۔

فَوَاللّٰهِ لَا تَنْفَكُّ نَفْسِي حَزِينَةً ۔۔۔ تَمَلْمَلُ حَتَّى تَصْدُقُوا الْخَزْرَجَ الضَّرْبَا

بخدا میرا نفس (اس وقت تک) غمگین اور بیقرار رہے گا
جبتک کہ تم لوگ خزرج پر ایک کاری ضرب نہ لگاؤ۔

اور ضرار بن الخطاب الفہری نے ابوجہل بن ہشام پر مرثیہ کہا ہے:۔

أَلَا مَنْ لِعَيْنٍ بَاتَتِ اللَّيْلَ لَمْ تَنَمْ ۔۔۔ تُرَاقِبُ نَجْمًا فِي سَوَادٍ مِنَ الظُّلَمْ

ارے لوگو! اس آنکھ کے لیے جس نے اندھیری رات میں
تاروں کو دیکھتے ہوئے رات گزار دی اور آنکھ سے آنکھ نہ لگی۔ کوئی
(تسلی دینے والا بھی) ہے۔

كَأَنَّ قَذًى فِيهَا وَلَيْسَ بِهَا قَذًى ۔۔۔ سِوَى عَبْرَةٍ مِنْ جَائِلِ الدَّمْعِ تَسْجُمِ

(اس آنکھ کی حالت یہ ہے کہ) گویا اس میں خس وخاشاک
پڑ گیا ہے حالانکہ اس جلن کے سوا جو آنسوؤں کو ابھار کر بہاتی جاتی
ہے کوئی خس وخاشاک نہیں۔

فَبَلِّغْ قُرَيْشًا أَنَّ خَيْرَ نَدِيِّهَا ۔۔۔ وَأَكْرَمَ مَنْ يَمْشِي بِسَاقٍ عَلَى قَدَمْ

غرض قریش کو یہ خبر پہنچا دے کہ اس کی مجلس کا بہترین شخص
اور پنڈلی سے قدم پر چلنے والوں میں کا شریف ترین شخص۔

ثَوَى[1] يَوْمَ[2] بَدْرٍ رَهْنَ خَوْصَاءَ رَهْنُهَا ۔۔۔ كَرِيمُ الْمَسَاعِي غَيْرُ وَغْلٍ وَلَا بَرِمْ

۲۹۸

۱۔ (الف) میں "توی" تائے مثناۃ فوقانیہ سے ہے جو تحریف کاتب ہے کیونکہ توی بمعنی ہلاک سمع سے آتا ہے۔ ضرب سے کسی لغت میں نہیں۔ (احمد محمودی)

۲۔ (الف) میں "یوم" یائے مثناۃ تحتانیہ سے لکھا ہے جس کے یہاں کوئی مناسب معنی ہمیں معلوم نہیں ہوتے۔ (احمد محمودی)

بدر کے روز تنگ گڑھے میں رہن ہوگیا جو شریفانہ دوڑ
دھوپ کرنے والا تھا۔ نہ سفلہ تھا اور نہ بخیل تھا۔

فَآلَيْتُ لَا تَنْهَلُّ عَيْنِي بِعَبْرَةٍ عَلَى هَالِكٍ بَعْدَ الرَّئِيسِ أَبِي الْحَكَمْ

پس میں نے قسم کھائی ہے کہ ہلاک شدہ سردار قوم ابوالحکم
کے بعد کسی اور پر میری آنکھ آنسو نہ بہائے گی۔

عَلَى هَالِكٍ أَشْجَى لُؤَيَّ بْنَ غَالِبٍ أَتَتْهُ الْمَنَايَا يَوْمَ بَدْرٍ فَلَمْ يَرِمْ

اس ہلاک ہونے والے پر جو بنی لوی بن غالب میں سب سے
زیادہ بہادر تھا۔ بدر کے روز موتیں اس کے پاس آگئیں اور وہ
وہاں سے جدا نہ ہوا۔

تَرَى كِسَرَ الْخَطِّيِّ فِي نَحْرِ مُهْرِهِ لَدَى بَائِنٍ مِنْ لَحْمِهِ بَيْنَهَا خِذَمْ[1]

تو اس کے بچھیرے کے حلق میں خطی نیزے کے ٹکڑے اس مقام
پر دیکھے گا جہاں سے اس کا گوشت الگ ہوتا ہے اور اسی مقام پر گوشت کا ایک ٹکڑا ہے۔

وَمَا كَانَ لَيْثٌ سَاكِنٌ بَطْنَ بِيشَةٍ لَدَى غَلَلٍ يَجْرِي بِبَطْحَاءَ فِي أَجَمْ

جھاڑی میں بطحاء سے بہکر آنے والے نالے کے پاس ٹھیر کے
رہنے کے جنگل میں کوئی شیر ایسا نہ تھا جو ـــ

بِأَجْرَأَ مِنْهُ حِينَ تَخْتَلِفُ الْقَنَا وَتُدْعَى نَزَالِ فِي الْقُمَاقِمَةِ الْبُهَمْ

اس سے زیادہ جرأت والا ہو جبکہ نیزے دونوں جانب سے
چل رہے ہوں اور بہادر سرداروں کے درمیان میدان میں مقابلے

---

[1] (الف) میں خذم دال مہملہ سے ہے جس کے کوئی مناسب معنی سمجھ میں نہیں آئے (احمد محمودی)

کے لیے میدان میں آ و کی آواز بلند ہو رہی ہو۔

فَلَا تَجْزَعُوا آلَ الْمُغِيرَةِ وَاصْبِرُوا عَلَيْهِ وَمَنْ يَجْزَعْ عَلَيْهِ فَلَمْ يُلَمْ

اے آل مغیرہ بھینی۔ بیقراری (کا اظہار) نہ کرو اور اس پر صبر کرو۔ اور کوئی شخص اس پر بیقراری (کا اظہار) کرے بھی تو اس پر کوئی ملامت نہ ہوگی۔

۲۹۹ وَجِدُّوا فَإِنَّ الْمَوْتَ مَكْرُمَةٌ لَكُمْ وَمَا بَعْدَهُ فِي آخِرِ الْعَيْشِ مِنْ نَدَمْ

اور کوشش کرتے رہو کیونکہ موت تمھارے لیے باعث عزت ہے۔ اور موت کے بعد بھی دوسری زندگی میں کوئی پچھتانے کی بات نہیں۔

وَقَدْ قُلْتُ إِنَّ الرِّيحَ طَيِّبَةٌ لَكُمْ وَعِزَّ الْمَقَامِ غَيْرَ شَكٍّ لِذِي فَهَمْ

اور میں نے کہدیا ہے (یا میری یہ پیشین گوئی ہے) اور عقلمندوں کے پاس اس میں کسی قسم کا شبہ نہیں ہے کہ ہوا تمھاری ہی بندھی رہے گی اور عزت کا مقام تمھارے ہی لیے ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض علماء شعر ضرار کی جانب ان اشعار کی نسبت کرنے سے انکار کرتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ الحارث بن ہشام نے اپنے بھائی ابوجہل پر مرثیہ کہا ہے:۔

أَلَا يَا لَهْفَ نَفْسِي بَعْدَ عَمْرٍو وَهَلْ يُغْنِي التَّلَهُّفُ مِنْ قَتِيلٍ[1]

اے نفس! عمرو کے بعد تیرے رہ جانے پر افسوس ہے۔

---

[1] (ب) میں "فتیل" فے سے ہے۔ جس کے معنی یہ ہوں گے کہ ذرا بھی فائدہ ہو سکتا ہے۔ (احمد محمودی)

لیکن مرنے والے پر افسوس کرنے سے مرنے والے کو کیا فائدہ۔

يُخَبِّرُنِي الْمُخَبِّرُ أَنَّ عَمْرًا أَمَامَ الْقَوْمِ فِي جَفْرٍ مُحِيلِ[1]

خبر دینے والے (مجھے) خبر دیتے ہیں کہ عمرو قوم کے
سامنے ایک منہدم باؤلی (یا گڑھے) میں تھا۔

فَقِدْمًا كُنْتُ أَحْسَبُ ذَاكَ حَقًّا وَأَنْتَ لِمَا تَقَدَّمَ غَيْرُ فِيلِ

میں پہلے ہی اس بات کو حق سمجھتا تھا اور تیری حالت
پہلے ہی سے یہ تھی کہ تو فاسد رائے رکھنے والا نہ تھا۔

وَكُنْتُ بِنِعْمَةٍ مَا دُمْتَ حَيًّا فَقَدْ خُلِّفْتَ فِي دَرَجِ الْمَسِيلِ

اور جب تک تو زندہ تھا میں ناز و نعمت کی حالت میں
تھا اور اب تو تو ذلت کی حالت میں چھوڑ دیا گیا ہے۔

كَأَنِّي حِينَ أُمْسِي لَا أَرَاهُ ضَعِيفُ الْعَقْدِ ذُو هَمٍّ طَوِيلِ

جب میری یہ حالت ہو گئی کہ میں تجھے نہیں دیکھ رہا ہوں
تو میری حالت ایسی ہو گئی ہے گویا مجھ میں کوئی عزم ہی نہیں رہا اور
بڑی فکر میں مبتلا ہو گیا۔

عَلَى عَمْرٍو إِذَا أَمْسَيْتُ يَوْمًا وَطَرْفٍ مِنْ تَذَكُّرِهِ كَلِيلِ ۴۰۰

جب میں کسی روز عمرو کا خیال کرتا ہوں (اور اس کی یاد آتی ہے) تو
میری آنکھیں اس کی یاد میں ایسی معلوم ہوتی ہیں کہ وہ تھکی ہوئی ہیں (یعنی بجز اس کے

---

[1] (الف) میں "حفر" با حاء حطی ہے جس کے معنی گڑھے کے ہیں اور (ب ج د) میں "جفر" با جیم ہے جس کے معنی غیر پختہ باؤلی کے ہیں۔ (احمد محمودی)

خیال کے اور کوئی چیز مجھے نظر نہیں آتی)۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض علماء شعر نے الحارث بن ہشام کی جانب ان اشعار کی نسبت کرنے سے انکار کیا ہے۔ اور جس شعر میں "جفر" ہے اس کی روایت ابن اسحٰق کے سوا دوسروں سے لی ہوئی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابوبکر بن الاسود بن شعوب اللیثی نے جس کا نام شداد ابن الاسود تھا کہا ہے:۔

فَمَاذَا بِالْقَلِيبِ قَلِيبِ بَدْرٍ ... مِنَ الْقَيْنَاتِ وَالشَّرْبِ الْكِرَامِ

بدر کے گڑھے کے پاس گانے والی لونڈیاں اور شراب پینے والے کیسے کیسے معزز افراد موجود تھے۔

وَمَاذَا بِالْقَلِيبِ قَلِيبِ بَدْرٍ ... مِنَ الشِّيزَى تُكَلَّلُ بِالسَّنَامِ

بدر کے گڑھے کے پاس شیشم (یا آبنوس) کے پیالوں میں کوہانوں کے گوشت کیسے چوٹی دار بھرے ہوئے تھے۔

وَكَمْ لَكَ بِالطَّوِيِّ طَوِيِّ بَدْرٍ ... مِنَ الْحَوْمَاتِ وَالنَّعَمِ الْمُسَامِ

بدر کی پختہ باؤلی کے پاس بغیر کسی چرواہے کے مطلق العنان چرنے والے اونٹوں اور دوسرے چوپایوں کے کتنے گلے تھے۔

وَكَمْ لَكَ بِالطَّوِيِّ طَوِيِّ بَدْرٍ ... مِنَ الْغَايَاتِ وَالدُّسُعِ الْعِظَامِ

بدر کی پختہ باؤلی کے پاس کیسی انتہائی قوتیں اور بڑے بڑے عطیے تھے۔

وَأَصْحَابِ الْكَرِيمِ أَبِي عَلِيٍّ ... أَخِي الْكَأْسِ الْكَرِيمَةِ وَالنِّدَامِ

اور شریف ابو علی کے کتنے ساتھی تھے جو بہترین شراب

پینے والے اور ہمنشیں تھے ۔

وَإِنَّكَ لَوْ رَأَيْتَ أَبَا عَقِيلٍ ۔۔۔ وَأَصْحَابَ الثَّنِيَّةِ مِنْ نَعَامِ

اور کاش تو نے ابو عقیل اور مقام نعام کے دونوں پہاڑوں کے
درمیان رہنے والوں کو دیکھا ہوتا ۔

إِذًا لَظَلِلْتَ مِنْ وَجْدٍ عَلَيْهِمْ ۔۔۔ كَأُمِّ السَّقْبِ جَائِلَةِ الْمَرَامِ

تو اونٹ کے بچے کی ماں کی طرح حصول مقصد کی امید)
میں تو ان پر وجد کرنے لگتا ۔

يُخَبِّرُنَا الرَّسُولُ لَسَوْفَ نَحْيَى ۔۔۔ وَكَيْفَ لِقَاءُ أَصْدَاءٍ وَهَامِ

ہمیں رسول خبر دیتا ہے کہ ہم عنقریب زندہ کیے جائیں گے۔
(ہمیں تعجب ہوتا ہے کہ) گلی ۔ سڑی ہڈیوں اور مقتول کے سر سے
نکلے ہوئے پرند سے ملاقات کیسے ہوگی ۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابو عبیدۃ النحوی نے شعر مذکور اس طرح سنایا ہے ۔

يُخَبِّرُنَا الرَّسُولُ بِأَنْ سَنَحْيَى ۔۔۔ وَكَيْفَ حَيَاةُ أَصْدَاءٍ وَهَامِ

ہمیں رسول اس بات کی خبر دیتا ہے کہ ہم بہت جلد زندہ
کیے جائیں گے (ہمیں تعجب ہے) کہ گلی سڑی ہڈیوں اور مقتول کے
سر سے نکلے ہوئے پرند کی زندگی کیسی ۔

اور کہا کہ اس نے اسلام اختیار کیا تھا اور پھر مرتد ہوگیا ۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ امیہ بن ابی الصلت نے قریش میں سے جو لوگ بدر
کے روز مارے گئے ان کا مرثیہ کہا ہے :۔

أَلَا بَكَيْتَ عَلَى الْكِرَا ۔۔۔ مِ بَنِي الْكِرَامِ أُولِي الْمَمَادِحِ

شریفوں اور شریفوں کی اولاد پر جو مدح وستائش والی ہے
تو نے اس طرح آہ وزاری کیوں نہ کی ۔

كَبُكَا الْحَمَامِ عَلَىٰ فُرُو عِ الْأَيْكِ فِي الْغُصُنِ الْجَوَانِحْ
جس طرح گھنے ڈالوں پر جھکی ہوئی ڈالیوں میں کبوتریاں
آہ وزاری کیا کرتی ہیں ۔

يَبْكِينَ حَرَّىٰ مُسْتَكِيـ نَاتٍ يَرُحْنَ مَعَ الرَّوَائِحْ
وہ اندرونی سوزش کی وجہ سے بے بسی اور بیکسی سے
روتی ہیں اور شام واپس جانے والیوں کے ساتھ واپس جاتی ہیں۔

أَمْثَالُهُنَّ الْبَاكِيَا تُ الْمُعْوِلَاتُ مِنَ النَّوَائِحْ
چیخ چیخ کر رونے والی اور نوحہ کرنے والی عورتیں بھی
انھیں کی سی ہیں ۔

مَنْ يَبْكِهِمْ يَبْكِي عَلَىٰ حُزْنٍ وَيَصْدُقُ كُلُّ مَادِحْ
جو شخص بھی ان پر روتا ہے وہ غم ہی کی وجہ سے روتا ہے۔
اور (ان کا) ہر ایک تعریف کرنے والا سچ کہتا ہے ۔

مَاذَا بِبَدْرٍ فَالْعَقَنْقَلِ مِنْ مَرَازِبَةٍ جَحَاجِحْ
بدر (کے میدان) میں اور ٹیلوں پر رئیسوں اور سرداروں
کی کیا حالت ہو گئی ۔

فَمَدَافِعِ الْبَرْقَيْنِ فَالْحَنَّانِ مِنْ طَرَفِ الْأَوَاشِحْ
مقام برقین کی نشیبی جگہوں اور مقام اواشح کے ٹیلوں میں

(کیا حال ہے)

شُمْطٍ وَشُبَّانٍ بَهَا لِيلٍ مَغَاوِيرٍ وَحَاوِحْ

ادھیڑ اور نوجوان سرداروں اور تیز مزاج قوت والے
غارت گروں (کی کیا حالت ہوگئی ہے)۔

أَلَّا تَرَوْنَ لِمَا أَرَى وَلَقَدْ أَبَانَ لِكُلِّ لَامِحْ

کیا جو چیزیں میں دیکھ رہا ہوں۔ انھیں تم نہیں دیکھتے حالانکہ
وہ ہر ایک دیکھنے والے پر ظاہر ہے۔

أَنْ قَدْ تَغَيَّرَ بَطْنُ مَكَّةَ فَهِيَ مُوحِشَةُ الْأَبَاطِحْ

کہ وادی مکہ کی صورت ہی بدل گئی اور اس کی کنکریلی نشیبی
زمینیں وحشت ناک بن گئی ہیں۔

مِنْ كُلِّ بِطْرِيقٍ لِبِطْرِيقٍ نَقِيِّ اللَّوْنِ وَاضِحْ

ان اکڑ کر چلنے والے سرداروں کی کیا حالت ہے
جن کے گورے گورے رنگ پاک صاف تھے۔

دُعْمُوصِ أَبْوَابِ الْمُلُو كِ وَجَائِبٍ لِلْخَرْقِ فَاتِحْ ۴۰۲

جو بادشاہوں کے دروازے کے کیڑے۔ وسیع میدانوں
کا سفر کرکے فتح کرنے والے تھے۔

مِنَ السَّرَاطِمَةِ الْخِلَا جِمَةِ الْمَلَاوِثَةِ الْمَنَاجِحْ

لہ۔ (الف) میں "شراطمہ" باشین معجمہ اور ظاء معجمہ ہے۔ شرظم کا مادہ مجھے کسی

جو کڑک کر باتیں کرنے والے بڑے ڈیل ڈول والے
کامیاب سردار تھے۔

اَلْقَائِلِينَ الْفَاعِلِيـ ـنَ الْآمِرِينَ بِكُلِّ صَالِحْ

جو مقررہ کام کرنے والے۔ اچھی باتوں کا حکم دینے والے تھے۔

اَلْمُطْعِمِينَ الشَّحْمَ فَوْ قَ الْخُبْزِ شَحْمًا كَالْأَنَافِحْ

جو روٹیوں پر شکنبوں کا سا چکنا گوشت (رکھ کر مہمانوں
کو) کھلانے والے تھے۔

نُقُلِ الْجِفَانِ مَعَ الْجِفَا نِ إِلَى جِفَانٍ كَالْمَنَاضِحْ

جو بڑے بڑے پیالے چھوٹی چھوٹی باؤلیوں (کے سے
ظروف) کے ساتھ حوضوں کے سے ظروف میں منتقل کرنے والے تھے۔

لَيْسَتْ بِأَصْفَارٍ لِمَنْ يَعْفُو وَلَا رُحٍّ رَحَارِحْ

وہ ظروف سائلوں کے لیے خالی نہ تھے اور نہ صرف
کشادہ اُتھلے تھے (بلکہ کشادگی کے ساتھ ان میں گہرائی بھی تھی)

لِلضَّيْفِ ثُمَّ الضَّيْفِ بَعْـ ـدَ الضَّيْفِ وَالْبُسُطِ السَّلَاطِحْ

(مذکورہ ساز و سامان) مہمانوں کے لیے تھا اور مہمان بھی
ایسے جو یکے بعد دیگرے آنے والے اور ان کے فرش وغیرہ بھی
بہت لمبے چوڑے ہوتے تھے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ: ــ لغت میں نہیں ملا تصحیف کاتب معلوم ہوتی ہے۔ (احمد محمودی)

لہ ــ (الف) میں "الخبر" بارائے مہملہ ہے جو تصحیف کاتب ہے۔ (احمد محمودی)

وُهُبِ الْمِئِينَ مِنَ الْمِئِـ نَ إِلَى الْمِئِينَ مِنَ اللَّوَاقِحْ ۴۰۴

جو سیکڑوں گابھن اونٹنیوں والوں کو سیکڑوں میں سے
سیکڑوں اس طرح دے ڈالنے والے تھے۔

سَوْقَ الْمُؤَبَّلِ لِلْمُؤَبَّـ لِ صَادِرَاتٍ عَنْ بَلَادِحْ

جیسے مقام بلادح سے واپس ہونے والے بہت
اونٹوں کو ہانک دیا جاتا ہو۔

لِكِرَامِهِمْ فَوْقَ الْكِرَا مِ مَزِيَّةٌ وَزْنَ الرَّوَاجِحْ

ان میں کے شریفوں کو دوسرے شریفوں پر ایسی فضیلت
ہے جیسے جھک جانے والے پلوں کے وزن کو۔

كَتَثَاقُلِ الْأَرْطَالِ بِالْـ قِسْطَاسِ فِي الْأَيْدِي الْمَوَائِحْ[1]

جس طرح ترازو میں سخی ہاتھوں سے اوزان بہت وزنی
ہو جاتے ہیں۔

خَذَلَتْهُمْ فِئَةٌ وَهُمْ يَحْمُونَ عَوْرَاتِ الْفَضَائِحْ

ایک جماعت نے ان کی امداد چھوڑ دی حالانکہ وہ چھپی
ہوئی رسوائیوں سے مدافعت کر رہے تھے۔

الضَّارِبِينَ التَّقْدُمِيَّـ ةَ بِالْمُهَنَّدَةِ الصَّفَائِحْ

[1] ۔ (ب) میں "موائح" بجائے نون کے ہمزہ ہے۔ اس نسخے کے لحاظ سے معنی یوں ہوں گے۔
جس طرح ترازو میں اوزان کا بوجھ کانٹوں میں نمایاں ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

جو ہندی گھاٹ والی (تلواروں) کے ذریعے مقدمۃ الجیش
پر وار کر رہے تھے۔

وَلَقَدْ عَنَانِي صَوْتُهُمْ مِنْ بَيْنِ مُسْتَسْقٍ وَصَائِحْ

مجھے ان کی آوازوں نے بہت تکلیف دی جن میں کوئی تو
پانی طلب کرنے والا تھا اور کوئی چیخنے والا۔

لِلّٰهِ دَرُّ بَنِي عَلِيٍّ أَيِّمٍ مِنْهُمْ وَنَاكِحْ

بنی علی کا خدا ہی محافظ ہے جن میں بن بیاہے بھی ہیں
اور شادی شدہ بھی۔

إِنْ لَمْ يُغِيرُوا غَارَةً شَعْوَاءَ تُجْحِرُ كُلَّ نَابِحْ

اگر انھوں نے کوئی ایسا متفرق حملہ نہیں کیا جو بھونکنے والے
کو بل میں چھپنے پر مجبور نہ کر دے۔

۲۰۵ بِالْمُقْرَبَاتِ الْمُبْعِدَا تِ الطَّامِحَاتِ مَعَ الطَّوَامِحْ

(ایسا حملہ) جو شریف دور دور تک سفر کرنے والی اور
سر بلند رکھنے والی (گھوڑیوں) کے مقابلے میں سر بلند رکھنے والیوں
کے ذریعے ہو۔

مُرْدًا عَلَى جُرْدٍ إِلَى أُسْدٍ مُكَالِبَةٍ كَوَالِحْ

(ایسے جواں مردوں کے ذریعے) جو بے ریش و بروت۔
بال کترے ہوئے گھوڑوں پر کتوں کے سے ترش رو شیروں کی
جانب حملہ آور ہوں۔

وَيُلَاقِ قِرْنٌ قِرْنَهُ مَشْيَ الْمُصَافِحِ لِلْمُصَافِحْ

اور ہمسر اپنے ہمسر سے اس طرح مقابل ہو جس طرح
ایک مصافحہ کرنے والا دوسرے مصافحہ کرنے والے کی جانب
چلتا ہے۔

بِرُهَاءِ أَلْفٍ ثُمَّ أَلْفٍ بَيْنَ ذِي بَدَنٍ وَرَامِحٍ

جن کی تعداد کا اندازہ دو ہزار کا ہو جو زرہ پوش۔
نیزہ باز ہوں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ان میں سے ہم نے دو بیتیں چھوڑ دی ہیں جن میں
اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نے گالیاں دی ہیں۔
اور "وَيُلَاقِ قِرْنٌ قِرْنَهُ مَشْيَ الْمُصَافِحِ لِلْمُصَافِحِ" کی روایت مجھے متعدد اہل علم
نے سنائی ہے۔ اور

وَهُبِ الْمِئِينَ مِنَ الْمِئِينَ إِلَى الْمِئِينَ مِنَ اللَّوَاقِحِ
سَوْقَ مُؤَبَّلٍ لِلْمُؤَبَّلِ صَادِرَاتٍ عَنْ بَلَادِحِ

کی روایت بھی انھوں نے مجھے سنائی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ امیہ بن ابی الصلت نے زمعہ بن الاسود اور
بنی اسد کے مقتولوں کا بھی مرثیہ کہا ہے۔ ۴۰۶

عَيْنُ بَكِّي بِالْمُسْبِلَاتِ أَبَا الْحَا رِثِ لَا تَذْخَرِي عَلَى زَمْعَةَ ۴۰۷

اے آنکھ بہنے والے آنسوؤں سے ابوالحارث پر
رو۔ زمعہ کے لیے بھی رو (اور کچھ آنسو) بچا نہ رکھ۔

وَابْكِي عَقِيلَ بْنَ أَسْوَدٍ أَسَدَ الْـ بَأْسِ لِيَوْمِ الْهِيَاجِ وَالدَّفْعَهْ

اور عقیل بن اسود پر رو جو ہیجان اور گرد و غبار کے
وقت میدان جنگ کا شیر تھا۔

تِلْكَ بَنُو أَسَدٍ إِخْوَةُ الْـ ـجَوْزَاءِ لَاخَانَةٌ وَلَاخَدَعَهْ[1]

یہ بنی اسد تھے جوزا کے بھائی نہ خیانت کرنے والے
تھے نہ دھوکا باز۔

هُمُ الْأُسْرَةُ الْوَسِيطَةُ مِنْ كَعْبٍ وَهُمْ ذِرْوَةُ السَّنَامِ وَالْقَمَعَهْ

یہی لوگ بنی کعب میں کے نہایت شریف خاندان والے
تھے اور وہ کوہان اور بلند مقام کی چوٹی کے مانند تھے۔

وَهُمْ أَنْبَتُوا مِنْ مَعَاشِرِ شَعَرَ الْـ ـرَّأْسِ وَهُمْ أَلْحَقُوهُمُ الْمَنَعَهْ

انھیں لوگوں نے سر میں بال رکھنے والے خاندان میں
نشو ونما پائی اور انھوں نے ان کی عزت میں اور عزت زیادہ کی۔

أَمْسَى بَنُو عَمِّهِمْ إِذَا حَضَرَ الْـ ـبَأْسُ وَأَكْبَادُهُمْ عَلَيْهِمْ وَجِعَهْ[2]

ان کے چچیرے بھائیوں کی یہ حالت ہوگئی کہ جب
جنگ ہوتی تو ان کے جگر ان پر دردناک ہو جاتے۔

وَهُمُ الْمُطْعِمُونَ إِذْ قَحَطَ الْـ ـقَطْرُ وَحَالَتْ فَلَا تَرَى قَزَعَهْ

وہ (لوگوں کو) ایسے وقت کھانا کھلاتے تھے جبکہ
بارش کا قحط ہو اور (آسمان کی حالت ایسی) دگرگوں ہو کہ تو ایک
ٹکڑا بھی ابر کا نہ دیکھے۔

---

[1] یہ دونوں شعر اس روایت کے الفاظ سے ناموزوں ہیں۔ وزن شعر باقی نہیں رہا۔ اس کی
صحیح صورت ابن ہشام کی روایت میں دیکھیے۔ (احمد محمودی)

[2] (اس شعر کے لیے بھی ملاحظہ ہو حاشیہ نمبر ۱) -

ابن ہشام نے کہا کہ ان اشعار کا اس روایت میں خلط ملط ہے۔ اس کی بنیاد صحیح نہیں ہے۔ لیکن یہ شعر مجھے ابو محرز خلف الاحمر نے بھی سنائے ہیں۔ اور اس کے علاوہ دوسروں نے بھی سنائے ہیں۔ لیکن بعضوں نے ایسے شعر سنائے ہیں جو دوسروں نے نہیں سنائے۔ (یعنی ان میں کے بعض شعر کسی روایت سے اور بعض اس کے سوا دوسری روایت سے ہیں)۔

۴۰۸ عَیْنُ بَکّیْ بِالْمُسْبِلَاتِ أَبَا الْحَا ... رِثِ لَا تَذْخَرِی عَلَی زَمَعَهْ

معنی پہلی روایت میں دیکھئے

وَعَقِیلَ بْنَ أَسْوَدٍ أَسَدَ الْبَأْ ... سِ لِیَوْمِ الْهِیَاجِ وَالدَّفَعَهْ

ایضاً

فَعَلَی مِثْلِ هُلْکِهِمْ خَوَتِ الْجَوْ ... زَاءُ لَا خَانَةٌ وَلَا خَدَعَهْ

پس ان جیسوں کی ہلاکت پر اگر جوزا برباد ہو جائے۔
(تو سزاوار ہے) جو نہ خیانت کرنے والے تھے اور نہ دھوکا باز۔

وَهُمُ الْأُسْرَةُ الْوَسِیطَةُ مِنْ کَعْـ ... ـبٍ وَفِیهِمْ کَذِرْوَةِ الْقَمَعَهْ

یہی لوگ بنی کعب میں کے نہایت شریف خاندان والے تھے اور ان میں ایسے لوگ بھی تھے جو کسی اونچے مقام کی چوٹی کے مانند تھے۔

أَنْبَتُوا مِنْ مَعَاشِرٍ شَعَرَ الرَّأْ ... سِ وَهُمْ أَلْحَقُوهُمُ الْمَنَعَهْ

سر میں بال رکھنے والے خاندان میں انھوں نے نشو و نما پائی اور انھوں نے ان کی عزت میں عزت کی زیادتی کی۔

فَبَنُو عَمِّهِمْ إِذَا حَضَرَ الْبَأْ / سُ عَلَيْهِمْ أَكْبَادُهُمْ وَجِعَهْ

پس ان کے چچیرے بھائیوں کی یہ حالت ہے کہ جب ان پر کوئی جنگ آپڑتی ہے تو ان کے جگر دردناک ہو جاتے ہیں۔

وَهُمُ الْمُطْعِمُونَ إِذْ قَحِطَ الْقَطْ / رُ وَحَالَتْ فَلَا تَرَى قَزَعَهْ

روایت سابق دیکھئے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی مخزوم کا حلیف ابو اسامہ معاویہ بن زہیر بن قیس بن الحارث بن سعد بن ضبیعہ بن مازن بن عدی بن جشم بن معاویہ نے کہا ہے:

ابن ہشام نے کہا کہ وہ مشرک تھا اور ہبیرہ بن ابی وہب کے پاس سے گزرا جبکہ وہ لوگ بدر کے روز شکست کھا رہے تھے اور ہبیرہ تھک چکا تھا تو وہ (معاویہ) اٹھا اور اپنی زرہ اتار پھینکی اور اس کو اٹھا لیا اور لے کر چلا گیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بدر والوں کے متعلقہ اشعار میں یہ نہایت صحیح اشعار ہیں:—

وَلَمَّا أَنْ رَأَيْتُ الْقَوْمَ خَفُّوا / وَقَدْ زَالَتْ[1] نَعَامَتُهُمْ لِنَفْرِ

اور جب میں نے دیکھا کہ یہ لوگ سبک ہو چکے ہیں اور بھاگنے کے لیے ان کے تلوے اٹھ چکے ہیں۔

وَأَنْ تُرِكَتْ سَرَاةُ الْقَوْمِ صَرْعَى / كَأَنَّ خِيَارَهُمْ أَذْبَاحُ عِتْرِ

اور قوم کے سردار پچھڑے ہوئے اس طرح چھوڑ دیے گئے کہ

---

[1] (ب ج د) میں "شالت" ہے اور محاورہ عرب کے لحاظ سے بہ نسبت "زالت" کے "شالت" ہی زیادہ مناسب ہے۔ (احمد محمودی)

ان میں کے بہترین افراد بتوں کے لیے ذبح کیے ہوئے جانوروں
کے مثل (پڑے) ہیں ۔

۴۰۹ وَكَانَتْ حُمَّةٌ وَافَتْ حِمَاماً وَلُقِّينَا الْمَنَايَا يَوْمَ بَدْرِ

اور قرابت (داروں) نے موت سے موافقت کرلی اور
موتیں بدر کے روز ہمارے مقابل ہوگئیں ۔

نَصُدُّ عَنِ الطَّرِيقِ وَأَدْرَكُونَا كَأَنَّ زُهَاءَهُمْ غَطْيَانُ بَحْرِ

ہم راہ سے پلٹے جارہے تھے اور انھوں نے ہمیں پالیا تھا
ان لوگوں کی کثرت سمندر کے سیلاب کی سی تھی ۔

وَقَالَ الْقَائِلُونَ مَنِ ابْنُ قَيْسٍ فَقُلْتُ أَبُو أُسَامَةَ غَيْرَ فَخْرِ

کہنے والوں نے کہا کہ ابن قیس کون ہے تو میں نے بغیر
کسی فخر کے (اپنا نام بتایا اور) ابو اسامہ کہا ۔

أَنَا الْجُشَمِيُّ كَيْمَا تَعْرِفُونِ أُبَيِّنُ نِسْبَتِي نَقْرًا بِنَقْرِ

(میں نے کہا کہ) میں جشمی ہوں ۔ میں اپنا نسب (پوری)
کوشش سے بتا رہا تھا تاکہ وہ مجھے پہچان لیں ۔

فَإِنْ تَكُ فِي الْغَلَاصِمِ مِنْ قُرَيْشٍ فَإِنِّي مِنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ بَكْرِ

اگر تو قریش کے اعلیٰ نسب میں سے ہے تو میں (بھی)
معاویہ بن بکر میں سے ہوں ۔

فَأَبْلِغْ مَالِكًا لَمَّا غُشِينَا وَعِنْدَكَ مَالِ إِنْ نَبَأٌ تَخْبُرِي

مالک کو یہ پیام پہنچا دو کہ جب (دشمن) ہم پر چھا گیا تو

اے مالک تجھے اس کی کوئی خبر نہیں پہنچائی گئی کہ ہمارا کیا حال ہو گیا تھا۔

وَأَبْلِغْ إِنْ بَلَغْتَ الْمَرْءَ عَنَّا ۝ هُبَيْرَةَ وَهُوَ ذُو عِلْمٍ وَقَدْرِ

اور وہ شخص (جس کا نام) ہبیرہ ہے اور وہ علم والا اور قدر و منزلت والا ہے۔ اگر تو اس کے پاس پہنچے تو اس کو ہماری طرف سے پیام پہنچا دینا۔

بِأَنِّي إِذْ دُعِيتُ إِلَى أُفَيْدٍ ۝ كَرَرْتُ وَلَمْ يَضِقْ بِالْكَرِّ صَدْرِي

کہ جب میں افید (نامی شخص) کی جانب بلایا گیا تو میں نے حملہ کر دیا اور حملہ کرتے ہیں کوئی تنگی میرے سینے میں (محسوس) نہیں ہوئی۔

عَشِيَّةَ لَا يُكَرُّ عَلَى مُضَافٍ ۝ وَلَا ذِي نِعْمَةٍ مِنْهُمْ وَصِهْرِ

شام کے وقت جبکہ کسی مجبور پناہ گزین شخص پر حملہ نہیں کیا جاتا اور نہ ان میں سے کسی نعمت والے پر اور نہ سمدھیانے کے رشتے والے پر۔

فَذُوقُوا يَا بَنِي لُؤَيٍّ أَخَاكُمْ ۝ وَذُوقُوا مَالِكًا يَا أُمَّ عَمْرِو

پس اے بنی لاؤی (یعنی بنی لؤی) اپنے بھائی کی خبر لو اور اے ام عمرو مالک کی خبر لے۔

فَلَوْلَا مَشْهَدِي قَامَتْ عَلَيْهِ ۝ مُوَقَّفَةُ الْقَوَائِمِ أُمُّ أَجْرِ

پس اگر میں نہ ہوتا تو کالی دھاریوں والے پاؤوں والی (ترس کے) پلوں کی ماں (اس کا گوشت کھانے کے لیے) اس پر

ل۔ (الف، ب، "موقفۃ" ہے یعنی دونوں کے قریب قریب ہیں۔ (احمد محمودی)

آکھڑی ہوتی۔

دَفُوعٌ لِلْقُبُورِ بِمَنْكِبَيْهَا كَأَنَّ بِوَجْهِهَا تَحْمِيمَ قِدْرِ

جو اپنے ہاتھوں سے قبروں (کی مٹی) کو ہٹا دینے والی ہے اور اس کے چہرے پر گویا دیگ کی کالک لگی ہوئی ہے۔

فَأُقْسِمُ بِالَّذِي قَدْ كَانَ رَبِّي وَأَنْصَابٍ لَدَى الْجَمَرَاتِ مُغْرِ

پس میں اس ذات کی قسم کھاتا ہوں جو میری پرورش کرتا رہا ہے۔ اور ان بتوں کی قسم کھاتا ہوں جو جمرات کے پاس (ذبح کیے ہوئے جانوروں کے خون سے) سرخ ہیں۔

لَسَوْفَ تَرَوْنَ مَا حَسَبِي إِذَا مَا تَبَدَّلَتِ الْجُلُودُ جُلُودَ نَمِرِ

عنقریب جب (تبدیل لباس یا تبدیل صفات کے سبب سے لوگوں کی) کھالیں۔ چیتوں کی کھالوں سے بدل جائیں گی تو تم دیکھ لوگے کہ میرا شریفانہ برتاؤ کیسا ہے۔

فَمَا إِنْ خَادِرٌ مِنْ أُسْدِ تَرْجٍ مُدِلٌّ عَنْبَسٌ فِي الْغِيلِ مُجْرِ

(مقام) ترج کی جھاڑیوں کا کوئی شیر جری۔ ترش رو گھنی جھاڑی میں اولاد رکھنے والا نہیں ہے۔

فَقَدْ أَحْمَى الْأَبَاءَةَ مِنْ كُلَافٍ فَمَا يَدْنُو لَهُ أَحَدٌ بِنَقْرِ

جس نے (مقام) کلاف کی جھاڑی کی اس طرح حفاظت کی ہو کہ کوئی شخص جستجو میں اس کے پاس تک نہ جا سکے۔

بِخَلٍّ تَعْجِزُ الْحُلَفَاءُ عَنْهُ يُوَاثِبُ كُلَّ هَجْهَجَةٍ وَزَجْرِ

ریتیلے راستے کے ذریعے جس سے ایسے لوگ بھی عاجز
ہو جاتے ہوں جنھوں نے عہد و پیمان اور قسموں سے ایک دوسرے
کی مدد کرنے کا اقرار کیا ہو اور جو ہر طرح کی ڈانٹ ڈپٹ کے
باوجود بھی حملہ کرتا ہو ۔

بِأَوْشَكَ سَوْرَةً مِنِّي إِذَا مَا حَبَوْتُ لَهُ بِقَرْقَرَةٍ وَهَدْرِ

جو مجھ سے زیادہ تیز حملہ کرنے والا ہو جبکہ میں بلبلانے والے
اونٹوں کے ذریعے اس کے قریب پہنچا ۔

بِبِيضٍ كَالأَسِنَّةِ مُرْهَفَاتٍ كَأَنَّ ظُبَاتِهِنَّ جَحِيمُ جَمْرِ

برچھیوں کے سے تیز چمکدار (تیروں) کے ذریعے جن کے
پھل ایسے تھے گویا وہ آگ کے شعلے ہیں ۔

وَأَكْلَفَ مُجْنَأٍ مِنْ جِلْدِ ثَوْرٍ وَصَفْرَاءِ الْبُرَايَةِ ذَاتِ أَزْرِ

اور کالی پیٹھ والی چھپا لینے والی (ڈھالوں) کے
ذریعے جو بیل کی کھال کی بنی ہوئی ۔ اور زرد رنگ کے تراشے والی
(جبکہ ان پر تیر پڑیں) اور سخت تھیں ۔

وَأَبْيَضَ كَالْغَدِيرِ ثَوَى عَلَيْهِ عُمَيْرٌ بِالْمَدَاوِسِ نِصْفَ شَهْرِ

اور سفید تالاب کے (پانی) کی طرح (تلواروں) کے
ذریعے جن پر عمیر (صیقل گر) نے صیقل کرنے کے آلے سے
نصف مہینے تک اس پر کام کیا تھا ۔

۴۱۲ أُرَفِّلُ فِي حَمَائِلِهِ وَأَمْشِي كَمِشْيَةِ خَادِرٍ لَيْثٍ سِبَطْرِ

اس (تلوار) کو حمائل کئے میں اکڑ کر ایسی چال چلتا تھا

جیسے کوئی بڑا شیر اپنی جھاڑی میں چل رہا ہو۔

یَقُولُ لِی الْفَتَی سَعْدٌ هَدِيًّا　　فَقُلْتُ لَعَلَّهُ تَقْرِيبُ غَدْرِ

مجھ سے جوان مرد سعد کہتا تھا کہ (میری) رہنمائی (کرو اور میرے آگے آگے چلو) تو میں نے کہا شاید یہ کسی بیوفائی کی تمہید ہے۔

وَقُلْتُ أَبَا عَدِيٍّ لَا تَطُرْهُمْ　　وَذَلِكَ إِنْ أَطَعْتَ الْيَوْمَ أَمْرِي

اور میں نے (ابو عدی سے) کہا کہ اے ابو عدی ان لوگوں کی سرحد کے قریب نہ جا۔ اور یہ (میں نے اس لیے کہا کہ) اگر تو نے میری بات مانی (تو بہتر ہے ورنہ)

كَدَأْبِهِمْ بِفَرْوَةَ إِذْ أَتَاهُمْ　　فَظَلَّ يُقَادُ مَكْتُوفًا بِضَفْرِ

ان کا برتاؤ جیسا کچھ فروہ کے ساتھ رہا ہے۔ (ویسا ہی تمہارے ساتھ ہوگا) کہ جب وہ ان کے پاس آیا تو بٹی ہوئی رسی سے (اس کی) مشکیں کس گئیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابو محرز خلف الاحمر نے مجھے شعر (اس طرح) سنایا۔

نَصُدُّ عَنِ الطَّرِيقِ وَأَدْرَكُونَا　　كَأَنَّ سِرَاعَهُمْ تَيَّارُ بَحْرِ

ہم راہ سے پلٹے جا رہے تھے اور انھوں نے ہمیں پالیا تھا ان کی تیزی ایسی تھی گویا سمندر کا بڑا سیلاب۔

اور اس کا قول "مُدلٌ عنبس فی الغیل مجر" ابن اسحٰق (کا) نہیں بلکہ (ان) کے سوا دوسروں کی روایت ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابو اسامہ نے یہ بھی کہا ہے۔

أَلَا مَنْ مُبْلِغٌ عَنِّي رَسُولًا مُغَلْغَلَةً يُثَبِّتُهَا لَطِيفُ

ارے کوئی ہے جو میری جانب سے ایک شورانگیز
پیام پہنچائے جس کی تحقیق ایک ہوشیار کرلے۔

أَلَمْ تَعْلَمْ مَرَدِّي يَوْمَ بَدْرٍ وَقَدْ بَرَقَتْ بِجُنْبَيْكَ الْكُفُوفُ

بدر کے روز میں نے جو مدافعت کی کیا اس کی تجھ کو خبر نہ ہوئی
حالانکہ تیری دونوں جانب (ایسی) ہتھیلیاں (جن میں تلواریں
تھیں) چمک رہی تھیں۔

۴۳ وَقَدْ تُرِكَتْ سَرَاةُ الْقَوْمِ صَرْعَى كَأَنَّ رُؤُوسَهُمْ حَدَجٌ نَقِيفُ

حالانکہ قوم کے سردار اس حالت میں پچھڑے پڑے
تھے کہ گویا ان کے سر اندرائن کے ٹوٹے ہوئے پھل تھے۔

وَقَدْ مَالَتْ عَلَيْكَ بِبَطْنِ بَدْرٍ خِلَافَ الْقَوْمِ دَاهِيَةٌ خَصِيفُ

حالانکہ قوم کی مخالفت کے سبب سے وادی بدر میں
تجھ پر مختلف قسم کی آفتیں آپڑی تھیں۔

فَنَجَّاهُ مِنَ الْغَمَرَاتِ عَزْمِي وَعَوْنُ اللهِ وَالْأَمْرُ الْحَصِيفُ

ان آفتوں سے اس کو میرے عزم اور مستحکم تدبیر اور
اللہ تعالیٰ کی امداد نے بچالیا۔

وَمُنْقَلَبِي مِنَ الْأَبْوَاءِ وَحْدِي وَدُونَكَ جَمْعُ أَعْدَاءٍ وُقُوفُ

اور مقام ابواء سے میرے اکیلے واپس آنے نے
(اس کو بچالیا) جبکہ تیرے پاس دشمنوں کی جماعت کھڑی ہوئی تھی۔

وَأَنْتَ لِمَنْ أَرَادَكَ مُسْتَكِينٌ بِجَنْبِ كُرَاشَ مَكْلُومٌ نَزِيفُ

اور جس نے تیرا ارادہ کیا تھا (تجھ پر حملہ کرنا چاہا تھا) تو اس کے مقابلے میں عاجز۔ اور مقام کراش کے کنارے زخمی، خون بہتا (پڑا) تھا۔

وَكُنْتُ إِذَا دَعَانِي يَوْمَ كَرْبٍ مِنَ الْأَصْحَابِ دَاعٍ مُسْتَضِيفُ

اور میری حالت یہ تھی کہ جب کسی سختی کے وقت میرے مجبور دوستوں میں سے کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا۔

فَأَسْمَعَنِي وَلَوْ أَحْبَبْتُ نَفْسِي أَخٌ فِي مِثْلِ ذَٰلِكَ أَوْ حَلِيفُ

اور ایسے وقت میں کوئی بھائی یا کوئی حلیف اپنی آواز مجھے سنا دیتا تو اگرچہ مجھے میری جان خود پیاری ہے۔

أَرُدُّ فَأَكْشِفُ الْغُمَّى وَأَرْمِي إِذَا كَلَحَ الْمَشَافِرُ وَالْأُنُوفُ

لیکن میں (اس کی پکار کا) جواب دیتا تھا۔ اور (اس کی) سختی کا حل نکالتا اور (خود کو اس میں) ڈالدیتا جبکہ (دوسرے لوگوں کے) ہونٹ اور ناک سکڑ جاتی ہے۔

وَقِرْنٍ قَدْ تَرَكْتُ عَلَى يَدَيْهِ يَنُوءُ كَأَنَّهُ غُصْنٌ قَصِيفُ

اور بعض مقابل والے کی میں نے یہ گت بنادی کہ وہ اپنے ہاتھوں کے سہارے بمشکل اٹھتا تھا۔ (اس کی حالت ایسی ہوگئی تھی) گویا وہ ایک ٹوٹی ہوئی ٹہنی ہے۔

دَلَفْتُ لَهُ إِذَا اخْتَلَطُوا بِحَرَّى مُسَحْسَحَةٍ لِعَانِدِهَا حَفِيفُ

جب لوگ ایک دوسرے سے مل گئے تو میں (برچھی کے
ایک) سخت وار کے ساتھ اس کے نزدیک ہوا جو بہت خون بہانے والا
تھا کہ شرّاٹے سے خون اس کی رگ سے بہہ رہا تھا۔

فَذَلِكَ كَانَ صُنْعِي يَوْمَ بَدْرٍ ۔۔۔ وَقَبْلُ أَخُو مُدَارَاةٍ عَزُوفُ

بدر کے روز یہ میری کارگزاری تھی اور اس سے پہلے (ہر ایک
کے ساتھ) مدارات کرنے والا (اور ذلیل کاموں سے) پھر جانے والا تھا۔

أَخُوكُمْ فِي السِّنِينَ كَمَا عَلِمْتُمْ ۔۔۔ وَحَرْبٌ لَا يَزَالُ لَهَا صَرِيفُ

(میں) قحط سالی میں تو تمھارا بھائی ہوں جیسا کہ تمھیں معلوم
ہے۔ (اور میں سرتاپا) جنگ بھی ہوں جس کی (حرکت کی) آواز ہمیشہ
رہتی ہے۔

وَمِقْدَامٌ لَكُمْ لَا يَزْدَهِينِي ۔۔۔ جَنَانُ اللَّيْلِ وَالْأَنِسُ اللَّفِيفُ

اور تمھارے لئے ہر ایک پر سبقت کرنے والا ہوں رات کی
اندھیری اور لوگوں کی بھیڑ بھاڑ سے میں خوف زدہ نہیں ہوتا۔

أَخُوضُ الصَّرَّةَ الْجَمَّاءَ خَوْضًا ۔۔۔ إِذَا مَا الْكَلْبُ أَلْجَأَهُ الشَّفِيفُ

سخت سردی میں میں غوطے لگاتا ہوں جبکہ کتے کو بارش کی
سردی پناہ لینے پر مجبور کر دے۔

ابن ہشام نے کہا کہ تطویل کے خوف سے ابو اسامہ کا ایک لامیہ قصیدہ
میں نے چھوڑ دیا ہے جس میں بجز پہلی اور دوسری بیت کے بدر کا اور کچھ ذکر نہیں ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ نے بدر کے روز اپنے باپ کا
مرثیہ کہا ہے:—

٣١٥ أَعَيْنَيَّ جُودَا بِدَمْعٍ سَرِبْ ۔۔۔ عَلَى خَيْرِ خِنْدِفَ لَمْ يَنْقَلِبْ

اے میری آنکھو بہنے والے آنسوؤں سے بنی خندف
کے بہترین شخص پر سخاوت کرو جو پلٹتا نہیں۔

تَدَاعَیٰ لَهُ رَهْطُهُ غُدْوَةً بَنُو هَاشِمٍ وَبَنُو الْمُطَّلِبْ

اس کی جماعت کو بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب نے صبح کے
وقت اس کے لیے بلایا۔

يُذِيقُونَهُ حَدَّ أَسْيَافِهِمْ يَعُلُّونَهُ بَعْدَ مَا قَدْ عَطِبْ

کہ اس کو اپنی تلواروں کی باڑھ کا مزہ چکھائیں اور
اس کے ہلاک ہونے کے بعد دوبارہ اس کو اس کا گھونٹ پلائیں

يَجُرُّونَهُ وَعَفِيرُ التُّرَابِ عَلَى وَجْهِهِ عَارِيًا قَدْ سُلِبْ

وہ اس کو اس حالت سے کھینچ رہے تھے کہ مٹی کا
غبار اس کے چہرے پر تھا اور وہ ننگا تھا (اور اس کا سارا
سامان) چھین لیا گیا تھا۔

وَكَانَ لَنَا جَبَلًا رَاسِيًا جَمِيلَ الْمَرَاةِ كَثِيرَ الْعُشُبْ

حالانکہ وہ ہمارے لیے ایک مضبوط پہاڑ (یعنی پناہ گاہ)
تھا خوش منظر۔ سبزہ زار والا (یعنی بہت فائدہ پہنچانے والا) تھا۔

فَأَمَّا بُرَيٌّ فَلَمْ أَعْنِهِ فَأُوتِيَ مِنْ خَيْرِ مَا يَحْتَسِبْ

لیکن بری[1] (نامی شخص) کا کیا حال تھا مجھے اس سے
بحث نہیں ہے اس کو تو اس قدر بھلائی حاصل ہو گئی کہ وہ حساب

---

[1] سہیلی نے تصریح کی ہے کہ یہ لفظ المبراء کی تصغیر ہے اور یہ ایک شخص کا نام ہے۔
(احمد محمودی)

(جزا) کے لیے کافی ہے۔
اور ہند نے یہ اشعار بھی کہے ہیں :۔

یَرِیبُ عَلَیْنَا دَھْرُنَا فَیَسُوْئُنَا وَیَأْبیٰ فَمَا نَأْتِی بِشَیْءٍ نُغَالِبُهْ

ہمارا زمانہ ہم پر ناپسند حالات لاڈالتا ہے تو ہمیں برا معلوم ہوتا ہے اور وہ (اس کے سوا دوسری حالت میں رکھنے سے) انکار کرتا ہے تو ہم سے ایسی کوئی تدبیر بن نہیں آتی کہ ہم اس پر غلبہ حاصل کرلیں۔

أَبَعْدَ قَتِیلٍ مِنْ لُؤَیِّ بْنِ غَالِبٍ یُرَاعُ امْرُؤٌ إِنْ مَاتَ أَوْ مَاتَ صَاحِبُهْ

کیا لوئی بن غالب میں کے ایسے شخص کے مقتول ہونے کے بعد بھی کوئی شخص اپنے مرنے یا اپنے کسی دوست کے مرنے سے گھبرائے گا۔

أَلَا رُبَّ یَوْمٍ قَدْ رُزِئْتُ مُرَزَّأً تَرُوحُ وَتَغْدُو بِالْجَزِیلِ مَوَاهِبُهْ

سنو کہ ایک دن ایسا بھی آیا کہ ایک (ایسا) سخی میرے پاس سے کم کر دیا گیا جس کی بخششیں دن رات جاری تھیں۔

فَأَبْلِغْ أَبَا سُفْیَانَ عَنِّی مَأْلُكًا فَإِنْ أَلْقَهُ یَوْمًا فَسَوْفَ أُعَاتِبُهْ

اے ابو سفیان میری جانب سے مالک کو یہ پیام پہنچا دینا۔ اور اگر میں اس سے کسی دن ملوں گی تو میں بھی عنقریب اس سے شکایت کروں گی۔

فَقَدْ كَانَ حَرْبٌ یَسْعَرُ الْحَرْبَ إِنَّهُ لِكُلِّ امْرِئٍ فِی النَّاسِ مَوْلًى یُطَالِبُهْ

کیونکہ حرب ایسا شخص تھا جو جنگ کو بھڑکاتا تھا اور یات

یہ ہے کہ لوگوں میں ہر ایک کا کوئی نہ کوئی سرپرست ہوتا ہے اور وہ شخص اسی کے پاس اپنے مطالبے پیش کرتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض علماء شعر ان اشعار کو ہند کی طرف منسوب کرنے سے انکار کرتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ہند نے یہ بھی کہا ہے:۔

لِلّٰهِ عَيْنَا مَنْ رَأَى هُلْكًا كَهُلْكِ رِجَالِيَهْ

جس شخص کی آنکھوں نے ایسی بربادی دیکھی ہو جیسی میرے لوگوں کی بربادی ہوئی اللہ اس کو جزائے خیر دے۔

يَا رُبَّ بَاكٍ لِي غَدًا فِي النَّائِبَاتِ وَبَاكِيَهْ

اے بہت سے رونے والے مردو اور رونے والی عورتو۔ جو کل آفتوں میں پھنس جاؤ گے تو میرے لیے بھی روؤ گے (سنو)۔

كَمْ غَادَرُوا يَوْمَ الْقَلِيـ ـبِ غَدَاةَ تِلْكَ الْوَاعِيَهْ

اس چیخ پکار کی صبح اس گڑھے (کے بھرنے) کے روز کتنوں نے (مجھ سے) جدائی اختیار کی۔

مِنْ كُلِّ غَيْثٍ فِي السِّنِيـ ـنَ إِذَا الْكَوَاكِبُ خَاوِيَهْ

جو قحط سالی میں ابر باراں تھے جبکہ تارے بے اثر ڈوبے جا رہے تھے۔

قَدْ كُنْتُ أَحْذَرُ مَا أَرَى فَالْيَوْمَ حُقَّ حِذَارِيَهْ

جس واقعے کو میں دیکھ رہی ہوں اس کا مجھے خوف ہی تھا۔ میرا خوف آج واقعہ بن گیا۔

قَدْ كُنْتُ أَحْذَرُ مَا أَرَى فَأَنَا الْغَدَاةَ مُوَامِيَهْ

جس واقعے کو میں دیکھ رہی ہوں اس کا مجھے خوف ہی تھا اور آج تو میں دیوانی ہی ہو گئی ہوں۔

يَا رُبَّ قَائِلَةٍ غَدًا يَا وَيْحَ أُمِّ مُعَاوِيَهْ

اے وہ بہت سی عورتو جو کل یہ کہنے والی ہو کہ معاویہ کی ماں پر افسوس ہے۔ (سن لو)۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض علماء شعر ہند بنت عتبہ کی جانب ان اشعار کی نسبت سے منکر ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ہند بنت عتبہ نے یہ شعر بھی کہے ہیں۔

يَا عَيْنُ بَكِّي عُتْبَهْ شَيْخًا شَدِيدَ الرَّقَبَهْ

اے آنکھ عتبہ پر رو جو مضبوط گردن والا بوڑھا تھا۔

يُطْعِمُ يَوْمَ الْمَسْغَبَهْ يَدْفَعُ يَوْمَ الْمَغْلَبَهْ

بھوک (اور قحط سالی) کے زمانے میں کھانا کھلاتا تھا غلبے کے وقت مدافعت کرتا تھا۔

إِنِّي عَلَيْهِ حَرِبَهْ مَلْهُوفَةٌ مُسْتَلَبَهْ

مجھے اس پر غم و غصہ ہے۔ افسوس سے پُر اور عقل سے عاری ہو گئی ہوں۔

لَنَهْبِطَنَّ يَثْرِبَهْ بِغَارَةٍ مُنْتَشِبَهْ

ہم یثرب پر ضرور ایک بپھڑنے والے حملے کے ساتھ نازل ہوں گے

فِيهِ الْخُيُولُ مُقْرَبَهْ ۔۔۔ كُلُّ سَوَادٍ سَلْهَبَهْ

جس میں لمبے لمبے نزدیک رکھ کر پالے ہوئے مشکی گھوڑے ہوں گے۔

اور صفیہ بنت مسافر بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس نے گڑھے میں ڈالے ہوئے ان قریشیوں کا مرثیہ کہا ہے جن پر بدر کے روز مصیبت نازل ہوئی۔

يَا مَنْ لِعَيْنٍ قَذَاهَا عَائِرُ الرَّمَدِ ۔۔۔ حَدَّ النَّهَارِ وَقَرْنُ الشَّمْسِ لَمْ يَقِدِ

اس آنکھ کی فریاد کو پہنچنے والا بھی کوئی ہے جس میں کا خاشاک دن کے آخری حصے میں بھی آشوب اور زخم چشم بن گیا ہے اور آفتاب کے ایک کنارے کی روشنی کی بھی تاب نہیں لا سکتا۔

أُخْبِرْتُ أَنَّ سَرَاةَ الْأَكْرَمِينَ مَعًا ۔۔۔ قَدْ أَحْرَزَتْهُمْ مَنَايَاهُمْ إِلَى أَمَدِ

مجھے خبر ملی ہے کہ شریف سے شریف سرداروں کو ان کی موتوں نے ایک وقت خاص پر ایک ساتھ جمع کر دیا۔

وَفَرَّ بِالْقَوْمِ أَصْحَابُ الرِّكَابِ وَلَمْ ۔۔۔ تَعْطِفْ غَدَاتَئِذٍ أُمٌّ عَلَى وَلَدِ

اور سواری والے لوگ قوم کو لے کر بھاگ گئے اور اس روز صبح میں کسی ماں نے بچے کی طرف مڑ کر بھی نہ دیکھا۔

قُومِي صَفِيَّ وَلَا تَنْسَيْ قَرَابَتَهُمْ ۔۔۔ وَإِنْ بَكَيْتِ فَمَا تَبْكِينَ مِنْ بُعُدِ

اے صفیا اٹھ اور ان کی قرابت کو نہ بھلا اور اگر تو رو دے تو دور سے نہ رو۔

كَانُوا سُقُوبَ[1] سَمَاءِ الْبَيْتِ فَانْقَصَفَتْ ۔۔۔ فَأَصْبَحَ السَّمْكُ مِنْهَا غَيْرَ ذِي عَمَدِ

[1] (الف اور ج) میں "سقوف" ہے جس کے آخر میں فاء ہے جو سماء البیت کا ہم معنی اور زائد

وہ گھر کی چھت کے ستون تھے وہ ٹوٹ گئے تو اس کا
اوپر کا حصہ بغیر ستونوں کے ہو گیا۔

۶۱۸ ابن ہشام نے کہا کہ "کانو سقوب" جس بیت میں ہے اس کی روایت مجھے علماء شعر میں سے بعضوں سے ملی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ صفیہ بنت مسافر نے یہ اشعار بھی کہے ہیں:۔

أَلَا یَا مَنْ لِعَیْنٍ لِلتَّبَکِّیْ دَمْعُهَا فَانٍ

ایسی آنکھ جس کے آنسو ختم ہو رہے ہیں اس کی فریاد سننے والا کیا کوئی نہیں۔

کَغَرْبَیْ دَالِجٍ یَسْقِیْ خِلَالَ الْغَیْثِ الدَّانِ

(جن آنکھوں کی حالت ایسی ہے) جیسے باؤلی سے حوض تک پانی لیجانے والے کے دونوں ڈول جو بھرنے اور قریب کے حوض کے درمیان بھی پانی بہا رہے ہوں۔

وَمَا لَیْثُ غَرِیْفٍ ذُوْ أَظَافِیْرَ وَأَسْنَانٍ

اور جھاڑی کے شیر کو تم نے کیا سمجھا جو پنجوں اور دانتوں والا ہے۔

أَبُوْ شِبْلَیْنِ وَثَّابٌ شَدِیْدُ الْبَطْشِ غَرْثَانٌ

(اور) دو کمسن شیروں کا باپ ہے خوب حملہ کرنے والا سخت گرفت والا اور بھوکا ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ اسے ہو جاتا ہے اور (ب د) میں سقوب بار موحدہ سے ہے جس کے معنی عمود البیت کے ہیں اور یہی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

كَجِنِّيِّ إِذْ تَوَلَّى وَ وُجُوهُ الْقَوْمِ أَلْوَانُ

(وہ شیر) میرے دوست کا سا ہے اس کے لوٹنے سے لوگوں کے چہروں کے رنگ اڑنے لگے۔

وَبِالْكَفِّ حُسَامٌ صَارِمٌ أَبْيَضُ ذُكْرَانُ

اور ہاتھ میں سفید فولاد کی تیز تلوار ہے۔

وَأَنْتَ الطَّاعِنُ النَّجْلَاءَ مِنْهَا مُزْبِدٌ آنٍ

(اے میرے دوست) تو نیزے سے کشادہ زخم لگانے والا ہے جس سے کف دار گرم (خون بہتا ہے)۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض روایتوں میں اس کا قول "وماليث الى آخره" سابق کی دونوں بیتوں سے علحدہ ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ہند بنت اثاثہ بن عباد بن المطلب نے عبیدہ ابن الحارث بن المطلب کا مرثیہ کہا ہے۔

لَقَدْ ضَمَّنَ الصَّفْرَاءُ مَجْدًا وَسُؤْدَدًا وَحِلْمًا أَصِيلًا وَافِرَ اللُّبِّ وَالْعَقْلِ ۳۱۹

(مقام) صفراء نے بزرگی۔ سرداری۔ مسلمہ حلم اور مغز و عقل کی بڑی مقدار اپنے میں رکھ لی۔

عُبَيْدَةَ فَابْكِيهِ لِأَضْيَافٍ غُرْبَةٍ وَأَرْمَلَةٍ تَهْوِي لِأَشْعَثَ كَالْجِذْلِ

(اس نے) عبیدہ کو (اپنے میں رکھ لیا) پس مسافر مہمانوں اور ان بیواؤں کے لیے جو (اس کے پاس) پریشانی میں آیا کرتی تھیں تو اس پر رو جو ایک درخت کے تنے کی طرح تھا۔

وَبَكِّيهِ لِلْأَقْوَامِ فِي كُلِّ شَتْوَةٍ إِذَا احْمَرَّ آفَاقُ السَّمَاءِ مِنَ الْمَحْلِ

اور اس پر ان لوگوں کے لیے رو جو مہر سرما میں آسمان کے
کنارے قحط کے سبب سے سرخ ہو جانے کے وقت (اس کے پاس
آیا کرتے تھے)

وَبَكِّيهِ لِلْأَيْتَامِ وَالرِّيحُ زَفْزَفٌ　　وَتَشْبِيبِ قِدْرٍ طَالَ مَا أَزْبَدَتْ تَغْلِي

اور یتیموں کے لیے رو جبکہ سخت ہوا کے تیز جھونکے آتے
(تو انھیں اسی کے پاس پناہ ملتی تھی) اور دیگوں کے نیچے آگ روشن
کرنے کے لیے رو جو بڑی مدت تک جوش زن اور کف انداز رہتی تھیں

فَإِنْ تُصْبِحِ النِّيرَانُ قَدْ مَاتَ ضَوْءُهَا　　فَقَدْ كَانَ يُذْكِيهِنَّ بِالْحَطَبِ الْجَزْلِ

اگر آگ بجھ جاتی تو وہ اسے موٹی موٹی لکڑیوں کے ایندھن سے
سلگایا کرتا تھا۔

لِطَارِقِ لَيْلٍ أَوْ لِمُلْتَمِسِ الْقِرَى　　وَمُسْتَنْبِحٍ أَضْحَى لَدَيْهِ عَلَى رِسْلِ

(مذکورہ سروسامان) رات میں کسی آنے والے یا
ضیافت کے طالب اور اس راہ گم کرنے والے کے لیے ہوا کرتے
تھے جو آہستہ آہستہ کتے کی آواز کر کے خود کو اس پر ظاہر کرتا تھا۔
ابن ہشام نے کہا کہ اکثر علماء شعر نے ہند کی طرف ان اشعار کی نسبت
کرنے سے انکار کیا ہے۔
ابن اسحٰق[1] نے کہا کہ قتیلہ بنت الحارث النضر بن الحارث کی بہن نے
کہا ہے:—

۴۲۰　يَا رَاكِبًا إِنَّ الْأُثَيْلَ مَظِنَّةٌ　　مِنْ صُبْحِ خَامِسَةٍ وَأَنْتَ مُوَفَّقُ

[1] (الف) قال ابن ھشام ہے۔ (احمد محمودی)

اے سوار (مقام) اثیل کے متعلق مجھے پانچویں صبح
(یعنی پانچ روز) سے بدگمانی ہے۔ اور تو تو بڑے وقت پر
آیا (اچھے وقت آیا جبکہ تیری ضرورت تھی)

أَبْلِغْ بِهَا مَيْتًا بِأَنَّ تَحِيَّةً ۔۔۔ مَا إِنْ تَزَالُ بِهَا النَّجَائِبُ تَخْفِقُ

وہاں (مقام اثیل) کی ایک میت کو جب تک کہ شریف
اونٹنیاں وہاں سے تیز آتی جاتی رہیں باقی رہنے کی دعا پہنچا دینا۔

مِنِّيَ إِلَيْكَ وَعَبْرَةً مَسْفُوحَةً ۔۔۔ جَادَتْ بِوَاكِفِهَا وَأُخْرَى تَخْنُقُ

میری طرف سے تجھے (دعائے بقا پہنچے) اور ایسے آنسو
(پہنچیں) جو لگاتار اپنے بہاؤ سے سخاوت کر رہے ہیں اور ایسے آنسو
جو کم ہوتے جا رہے ہیں۔

هَلْ يَسْمَعَنِّي النَّضْرُ إِنْ نَادَيْتُهُ ۔۔۔ أَمْ كَيْفَ يَسْمَعُ مَيِّتٌ لَا يَنْطِقُ

اگر میں پکاروں تو کیا نضر میری پکار کو سنے گا یا (نہیں) جو میت
بات نہ کر سکے وہ کیسے سن سکے گی۔

أَمُحَمَّدٌ يَا خَيْرَ ضِنْءِ كَرِيمَةٍ ۔۔۔ فِي قَوْمِهَا وَالْفَحْلُ فَحْلٌ مُعْرِقُ

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! اے اپنی قوم میں کی شریف
عورت کی بہترین اولاد۔ شریف تو نسل کے لحاظ سے شریف ہی ہوتا ہے۔

مَا كَانَ ضَرَّكَ لَوْ مَنَنْتَ وَرُبَّمَا ۔۔۔ مَنَّ الْفَتَى وَهُوَ الْمَغِيظُ الْمُحْنَقُ

آپ کا کیا نقصان ہوتا اگر آپ احسان کرتے (اور اس کو
چھوڑ دیتے) کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک کینہ ور غصے میں بھرے
ہوئے جواں مرد نے احسان کیا ہے۔

أَوْكُنْتَ قَابِلَ فِدْيَةٍ فَلْيُنْفِقَنْ بِأَعَزِّ مَا يَغْلُو بِهِ مَا يُنْفِقُ

یا آپ فدیہ قبول کر لیتے تو جو اخراجات زیادہ سے زیادہ دشوار ترین ہوتے وہ (ہماری جانب سے) ضرور خرچ کیے جاتے

فَالنَّضْرُ أَقْرَبُ مَنْ أَسَرْتَ قَرَابَةً وَأَحَقُّهُمْ إِنْ كَانَ عِتْقٌ يُعْتَقُ

کیونکہ آپ نے جن لوگوں کو اسیر کیا ان سب میں النضر تو قریب ترین قرابت والا تھا اور اس بات کا زیادہ حقدار تھا کہ اگر (کسی کو) آزادی دی جاتی تو وہ (پہلے) آزاد ہو جاتا۔

ظَلَّتْ سُيُوفُ بَنِي أَبِيهِ تَنُوشُهُ لِلَّهِ أَرْحَامٌ هُنَاكَ تُشَقَّقُ

اس کے بھائیوں کی تلواریں اس کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے لگیں خدا واسطے یہاں قرابت کے ٹکڑے ٹکڑے ہو رہے ہیں۔

۴۲۱ صَبْرًا يُقَادُ إِلَى الْمَنِيَّةِ مُتْعَبًا رَسْفَ الْمُقَيَّدِ وَهُوَ عَانٍ مُوثَقُ

موت کی جانب وہ اس حالت سے کھینچا جاتا ہے کہ اس کے ہاتھ پاؤں بندھے ہیں وہ تھکا ماندہ ہے بیڑیوں میں بمشکل پاؤں اٹھا رہا ہے اور زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اللہ بہتر جانتا ہے۔ بعض لوگ تو کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس شعر کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا:۔

لَوْ بَلَغَنِي هٰذَا قَبْلَ قَتْلِهِ لَمَنَنْتُ عَلَيْهِ

اس کے قتل ہونے سے پہلے اگر میرے پاس یہ (شعر) پہنچ جاتا تو ضرور میں اس پر احسان کرتا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ بدر سے ماہ رمضان کے

آخر میں یا شوال میں فارغ ہوئے۔

مقام کدر میں بنی سلیم کا غزوہ
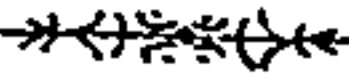
ابن اسحٰق نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو وہاں سات دن سے زیادہ قیام نہیں فرمایا حتیٰ کہ بذات خود بنی سلیم کا ارادہ فرمایا۔

ابن ہشام نے کہا کہ مدینہ پر آپ نے سباع بن عرفطۃ الغفاری یا ام مکتوم کو حاکم بنایا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد آپ ان کے چشموں میں سے ایک چشمے پر پہنچے جس کا نام کدر تھا اور وہاں آپ نے تین روز قیام فرمایا۔ پھر مدینہ واپس تشریف لائے اور کوئی مقابلہ نہیں ہوا۔ پھر آپ مدینہ میں شوال کا باقی مہینہ اور ذوالقعدہ قیام پذیر رہے اور آپ کے اس قیام کے زمانے میں قریش کے قیدیوں کی بڑی تعداد فدیے پر چھوڑ دی گئی۔ ۴۲۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

غزوۃ السویق

(راوی نے) کہا کہ ہم سے ابو محمد عبدالملک بن ہشام نے کہا کہ ہم سے زیاد بن عبداللہ البکائی نے محمد بن اسحٰق المطلبی کی روایت بیان کی انھوں نے کہا کہ اس کے بعد ابوسفیان بن حرب نے ذی الحجہ میں جنگ سویق کی۔ اور اس سال کا حج مشرکوں ہی کے زیر نگرانی رہا۔

محمد بن جعفر بن الزبیر اور یزید بن رومان اور ایسے لوگوں نے جنھیں میں جھوٹا نہیں سمجھتا عبداللہ بن کعب بن مالک سے جو انصار میں سب سے زیادہ علم والے تھے جس طرح مجھے روایت سنائی وہ یہ ہے کہ جب ابوسفیان کی مکہ کی جانب واپسی ہوئی اور قریش کے شکست خوردہ افراد بدر سے واپس ہوئے تو ابوسفیان نے (یہ) منت مانی کہ جب تک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے جنگ نہ کرے (اس وقت تک) جنابت کے سبب سے بھی سر کو پانی نہ لگائے گا پس اپنی قسم پوری کرنے کے لیے قریش کے دو سو سواروں کو لے کر نکلا اور نجدیہ کی راہ اختیار کی حتیٰ کہ نہر کے اوپر والے حصے میں ایک پہاڑ کے پاس جا اترا جس کا نام ثیب تھا اور مدینہ سے ایک بریدؔ[1] یا اس کے قریب قریب تھا۔ پھر راتوں رات نکل کر رات کی اندھیری ہی میں بنی النضیر کے پاس آیا اور حی بن اخطب

[1] بریدؔ چار فرسخ یا بارہ میل کے مساوی ہے کذا فی قطر المحیط۔ اور منتہی الارب میں لکھا ہے برید دو فرسخ یا بارہ کروہ یا دو منزل کی مسافت کے مساوی ہے۔ واللہ اعلم۔
(احمد محمودی)

کے پاس جاکر اس کا دروازہ کھٹکھٹایا تو اس نے اس کے لیے دروازہ کھولنے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گیا۔ وہاں سے لوٹ کر سلام بن مشکم کے پاس پہنچا جو اس زمانے میں بنی النضیر کا سردار اور ان کا خزانچی تھا اور اس کے پاس اندر جانے کی اجازت چاہی تو اس نے اسے اجازت دی اور اس کی میزبانی کی اور اس کو کھلایا پلایا لوگوں کے رازوں کی خبر دی۔ پھر وہ وہاں سے اسی رات کے آخری حصے میں نکل گیا اور اپنے ساتھیوں کے پاس آیا قریش میں سے چند آدمیوں کو مدینہ کی جانب روانہ کیا اور وہ لوگ مدینہ کے ایک کنارے جس کا نام عریض تھا آئے اور وہاں کے ایک نخلستان میں آگ لگا دی وہاں انھوں نے انصار میں کے ایک شخص کو اور اس کے ایک حلیف کو پایا جو اپنے کھیت میں تھے۔ انھوں نے ان دونوں کو قتل کر دیا اور پلٹ کر چلے گئے' لوگوں کو (جب) اس کی خبر ہوئی تو تیار ہو گئے اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طلب میں نکلے اور قرقرۃ الکدر تک تشریف لے گئے پھر وہاں سے مراجعت فرمائی۔ ابو سفیان اور اس کے ساتھی آپ سے بچ کر نکل گئے۔ (آپ کے ساتھیوں نے) ان لوگوں کا کچھ رسد کا سامان دیکھا جس کو انھوں نے بچ نکلنے کی خاطر بوجھ کم کرنے کے لیے کھیت میں ڈال دیا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو ساتھ لیے ہوئے واپس تشریف لائے۔ تو مسلمانوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ کیا آپ امید کرتے ہیں کہ ہمارے فائدے کے لیے کوئی جنگ ہو جائے۔ آپ نے فرمایا۔ نعم — ہاں۔

ابن ہشام نے کہا کہ آپ نے مدینہ پر بشیر بن عبد المنذر کو جن کی کنیت بقول ابن ہشام ابو لبابہ تھی حاکم بنایا تھا۔ ابو عبیدہ نے مجھ سے بیان کیا کہ اس (جنگ) کا نام غزوۃ السویق اس لیے رکھا گیا کہ انھوں نے جو سامان رسد پھینک دیا تھا اس میں زیادہ حصہ سویق (یعنی ستو) کا تھا اور مسلمان بہت سے ستوؤں پر ٹوٹ پڑے اس لیے اس کا نام غزوۃ السویق رکھا گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ سلام بن مشکم کے پاس سے لوٹتے وقت ابو سفیان بن حرب نے اس کی اس میزبانی کے متعلق کہا:—

وَإِنِّي تَخَيَّرْتُ الْمَدِينَةَ وَاحِدًا ‌ ‌ لِحِلْفٍ فَلَمْ أَنْدَمْ وَلَمْ أَتَلَوَّمِ

میں نے مدینہ میں سے ایک شخص کو عہد و پیمان کے لیے
منتخب کیا تو پچھتایا نہیں اور نہ میں نے ایسا کام کیا جس کے سبب سے
قابل ملامت ہو جاؤں۔

سَقَانِي فَرَوَّانِي كُمَيْتًا مُدَامَةً　　عَلَى عَجَلٍ مِنِّي سَلَامُ بْنُ مِشْكَمِ

سلام بن مشکم نے مجھے سرخ و سیاہ شراب پلائی باوجود اس
کے کہ مجھے (وہاں سے نکل جانے کی) جلدی تھی۔

وَلَمَّا تَوَلَّى الْجَيْشُ قُلْتُ وَلَمْ أَكُنْ　　لِأُفْرِحَهُ أَبْشِرْ بِغَزْوٍ وَمَغْنَمِ

اور جب اس نے لشکر کی سرپرستی یا دوستی قبول کی تو میں نے
کہا جنگ اور غنیمت کی خوشخبری سن لو اور اس سے میری غرض یہ نہ تھی
کہ میں اس پر بار ڈالوں۔

تَأَمَّلْ فَإِنَّ الْقَوْمَ سِرٌّ وَإِنَّهُمْ　　صَرِيحُ لُؤَيٍّ لَا شَمَاطِيطُ جُرْهُمِ

(اس بات پر) غور کر لو کہ یہ لوگ خالص نسب والے ہیں
اور خاص لوئی کی اولاد ہیں جرہم سے خلط ملط ہونے والے نہیں ہیں۔

وَمَا كَانَ إِلَّا بَعْضَ لَيْلَةِ رَاكِبٍ　　أَتَى سَاغِبًا مِنْ غَيْرِ خَلَّةِ مُعْدِمِ

وہ (ابن مشکم سے میری ملاقات) کسی سوار کے رات کے
تھوڑے سے وقت میں ٹھیرنے کی سی تھی جو ناداری کی احتیاج کے
بغیر کسی سعی و کوشش کے لیے آیا ہو۔

غزوہ ذی امر

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ سویق سے واپس تشریف لائے تو

تقریباً ذی الحجہ کے باقی حصے (تک) مدینہ ہی میں قیام فرمایا۔ پھر غطفان کے لیے نجد کا ارادہ فرمایا اور اسی کا نام غزوۂ ذی امر ہے۔

اور بقول ابن ہشام مدینہ پر عثمان بن عفان کو حاکم بنایا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ صفر کا پورا مہینہ یا اس کے قریب آپ نجد ہی میں رہے پھر مدینہ واپس تشریف لائے اور کوئی جھڑپ نہیں ہوئی اور ربیع الاول کے باقی حصے یا اس میں سے کچھ تھوڑے حصے (تک) مدینہ ہی میں قیام فرما رہے۔

بحران کا غزوہ الفرع

پھر قریش سے مقابلے کے ارادے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے چلے۔

اور بقول ابن ہشام مدینہ پر ابن ام مکتوم کو حاکم مقرر فرمایا۔

ابن اسحٰق نے کہا حتیٰ کہ بحران تک پہنچے جو ضلعہ الفرع میں حجاز کا ایک معدن ہے اور وہاں آپ ماہ ربیع الآخر اور جمادی الاولیٰ میں قیام فرما رہے اور پھر واپس مدینہ تشریف لائے اور کوئی مقابلہ نہیں ہوا۔

۴۲۶

بنی قینقاع کا واقعہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ غزوے کے اثناء میں بنی قینقاع کا واقعہ بھی رونما ہوا۔ اور بنی قینقاع کا یہ واقعہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں سوق بنی قینقاع میں جمع فرمایا اور ارشاد فرمایا۔

يَا مَعْشَرَ يَهُوْدَ احْذَرُوا مِنَ اللهِ مِثْلَ مَا نَزَلَ بِقُرَيْشٍ مِنَ النَّقْمَةِ وَأَسْلِمُوا،

اے گروہ یہود قریش کی سی سزا کے نزول سے اللہ سے ڈرو اور اسلام اختیار کرو۔

تو انھوں نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم سمجھتے ہو کہ ہم بھی تمھاری قوم (کی طرح) ہیں۔ (کہیں) تم اس دھوکے میں نہ رہنا تم نے ایسے لوگوں سے مقابلہ کیا جنھیں جنگ کے متعلق کوئی معلومات نہ تھے اس لیے تم نے ان پر موقع پالیا۔ ہماری یہ حالت ہے کہ واللہ اگر ہم تم سے جنگ کریں گے تو تمھیں معلوم ہو گا کہ ہم (خاص قسم کے) لوگ ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے زید بن ثابت کے لوگوں کے آزاد کردہ غلام نے سعید بن جبیر یا عکرمہ سے اور انھوں نے ابن عباس سے روایت لے کر بیان کیا انھوں نے کہا کہ یہ آیتیں انھیں لوگوں کے متعلق نازل ہوئیں۔

قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا سَتُغْلَبُونَ وَتُحْشَرُونَ إِلَى جَهَنَّمَ وَبِئْسَ الْمِهَادُ۔ قَدْ كَانَ لَكُمْ آيَةٌ فِي فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا۔

(اے نبی) ان لوگوں سے کہدے جنھوں نے کفر کیا ہے کہ تم لوگ عنقریب مغلوب ہو گے اور جہنم کی طرف جمع کیے جاؤ گے اور وہ بہت برا فرش ہے۔ دو جماعتیں جو مقابل ہوئیں بے شبہ اس میں تمھارے لیے نشانی تھی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدری صحابی اور قریش۔

فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللهِ وَأُخْرَى كَافِرَةٌ يَرَوْنَهُمْ مِثْلَيْهِمْ

رَأْيَ الْعَيْنِ

ایک جماعت (تو) اللہ کی راہ میں جنگ کر رہی ہے اور
دوسری کافر۔ وہ انھیں اپنے سے دگنا دیکھ رہے ہیں (اور یہ)
دیکھنا آنکھ کا (ہے)۔

وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ

اور اللہ اپنی مدد سے جس کی چاہے تائید کرتا ہے
بے شبہہ اس (واقعہ) میں بینائی والوں کے لیے عبرت ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ بنی قینقاع یہودیوں میں کا پہلا گروہ ہے جنھوں نے اس عہد کو توڑ دیا جو ان میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تھا اور جنگ بدر و جنگ احد کے درمیانی زمانے میں انھوں نے جنگ کی۔

ابن ہشام نے کہا کہ عبداللہ بن جعفر بن المسور بن مخرمہ نے ابوعون سے روایت کی کہ بنی قینقاع کا واقعہ یہ تھا کہ عرب کی ایک عورت اپنا کچھ سامان بیچنے کے لیے لائی اور بنی قینقاع کے بازار میں اسے بیچکر وہاں کے ایک سنار کے پاس بیٹھ گئی انھوں نے اس کا چہرہ بے نقاب کرنا چاہا تو اس عورت نے انکار کیا۔ اس سنار نے اس کے کپڑے کا سرا اس کی پچھلی جانب باندھ دیا اور جب وہ اٹھی تو اس کا ستر کھل گیا (اور) ان سبھوں نے اس کی (خوب) ہنسی اڑائی وہ چلائی تو مسلمانوں میں سے ایک شخص نے اس سنار پر حملہ کیا اور اس کو قتل کر ڈالا اور وہ یہودی تھا۔ یہودیوں نے اس مسلمان پر سختی کی اور اسے قتل کر ڈالا اس مسلمان کے لوگوں نے یہودیوں کے مقابلے کے لیے دوسرے مسلمانوں سے امداد طلب کی آخر مسلمانوں کو غصہ آگیا اور ان میں اور بنی قینقاع میں فساد ہو گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا انھوں نے

کہا پھر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ آپ کا حکم ماننے پر وہ اتر آئے۔ اور جب اللہ (تعالیٰ) نے آپ کو ان پر قدرت عطا فرمائی تو عبداللہ بن ابی بن سلول اٹھا اور کہا۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے دوستوں سے نیک سلوک کیجئے۔ اور یہ لوگ خزرج کے حلیف تھے۔ راوی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بات ماننے میں (جب) تاخیر فرمائی۔ تو اس نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے دوستوں سے نیک سلوک کیجئے۔ راوی نے کہا آپ نے اس کی جانب سے روے (مبارک) پھیر لیا۔ اس نے اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہ کے جیب میں ڈالا۔

۴۲۸

ابن ہشام نے کہا کہ اس زرہ کا نام ذات الفضول تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَرْسِلْنِی۔ مجھے چھوڑ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا غصہ آگیا کہ آپ کے چہرۂ (مبارک) کو لوگوں نے سیاہی مائل ابر کی طرح دیکھا اور پھر آپ نے فرمایا۔ وَيْحَكَ اَرْسِلْنِی۔ تیرے لیے خرابی ہو مجھے چھوڑ۔ تو اس نے کہا نہیں بخدا میں آپ کو نہ چھوڑوں گا یہاں تک کہ آپ میرے دوستوں سے نیک سلوک کریں۔ چارسو بے زرہ (والے) اور تین سو زرہ والوں (کو رہائی دیں) ان لوگوں نے سرخ و سیاہ (اقوام) سے میری حفاظت کی ہے۔ کیا آپ انھیں ایک ہی دن میں کاٹ ڈالیں گے۔ بخدا میں آفات زمانہ سے ڈرتا رہتا ہوں۔

ابن ہشام نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو اپنے محاصرہ کرنے کے زمانے میں مدینہ پر بشیر بن عبدالمنذر کو حاکم مقرر فرمایا تھا اور آپ کا محاصرہ کرنے کا زمانہ پندرہ روز کا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ابو اسحٰق بن یسار نے عبادۃ بن الولید بن عبادۃ بن الصامت کی روایت بیان کی۔ انھوں نے کہا کہ جب بنی قینقاع نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کی تو ان کے معاملے میں عبداللہ بن ابی بن سلول نے روک تھام کی۔ اور عبادۃ بن الصامت جو بنی عوف ہی میں کے

ایک فرد تھے اور بنی قینقاع کے حلیف ہونے کا ان کو بھی ویسا ہی تعلق تھا جیسا عبد اللہ بن ابی بن سلول کو تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور آپ کے آگے ان کے حلیف ہونے سے دست برداری کی اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ہو کر ان لوگوں سے علیٰحدگی اختیار کی اور عرض کی یا رسول اللہ میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ایمان والوں سے محبت رکھتا ہوں اور ان کفار کی دوستی اور ان کے حلیف ہونے سے بیزاری (کا اظہار) کرتا ہوں۔ راوی نے کہا کہ عبد اللہ بن ابی اور ان کے متعلق سورۂ مائدہ کی اس آیت کا نزول ہوا۔ ۴۲۹

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ ان میں کے بعض بعض کے دوست ہیں اور تم میں سے جو شخص ان سے دوستی رکھے گا وہ انھیں میں (شمار) ہوگا۔ بے شبہ اللہ ظالم قوم کو سیدھی راہ نہیں دکھاتا۔ (اے مخاطب) پس تو ان لوگوں کو جن کے دلوں میں بیماری ہے دیکھے گا کہ۔

اس سے مراد عبد اللہ بن ابی ہے جو کہتا تھا کہ مجھے آفات زمانہ کا خوف لگا ہوا ہے۔

يُسَارِعُونَ فِيهِمْ يَقُولُونَ نَخْشَىٰ أَنْ تُصِيبَنَا دَائِرَةٌ فَعَسَى اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِنْ عِنْدِهِ فَيُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا أَسَرُّوا فِي

أَنْفُسِهِمْ نَادِمِينَ وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا أَهٰؤُلَاءِ الَّذِينَ أَقْسَمُوا بِاللّٰهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ

وہ جلدی کرتے ہیں ان کے متعلق کہتے ہیں ہمیں (اس بات کا) ڈر ہے کہ (کہیں) ہم پر کوئی آفت نہ آجائے۔ پس امید ہے کہ اللہ فتح نصیب فرمائے یا اپنے پاس سے کسی اور حکم (سے سرفرازی) دے تو ان لوگوں نے جو بات اپنے نفسوں میں چھپا رکھی ہے اس پر پچھتائیں گے۔ اور ایماندار کہیں گے کیا یہ وہی لوگ ہیں جنھوں نے اللہ کی قسمیں اپنی پوری کوششوں سے کھائی تھیں۔

اور اس کے بعد کا وہ تمام بیان اللہ تعالیٰ کے اس قول تک۔

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ۔

تمہارے دوست تو صرف اللہ اور اس کا رسول اور وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں جو نماز کو قائم رکھتے ہیں اور رکوع کرتے ہوئے زکوٰۃ دیتے ہیں۔

یہ اس لیے فرمایا گیا کہ عبادۃ بن الصامت اللہ، اس کے رسول اور ان لوگوں سے محبت رکھتے تھے جو ایماندار تھے اور بنی قینقاع کی محبت اور ان کے حلیف ہونے سے علیحدگی ظاہر کر دی تھی۔

وَمَنْ يَتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول اور ان لوگوں سے دوستی رکھے جو ایمان لائے ہیں تو بے شبہ اللہ والی جماعت ہی

پر وان چڑھنے والی ہے۔

نجد کے چشموں میں سے مقام القردۃ کی طرف زید بن حارثہ کا سریہ

ابن اسحٰق نے کہا کہ زید بن حارثہ کا سریہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو روانہ فرمایا تھا۔ اور انھوں نے قریش کے قافلے کو جس میں ابو سفیان بن حرب نجد کے چشموں میں سے ایک چشمے القردہ کے پاس تھا جا ملایا تھا۔ اس کے واقعات یہ ہیں کہ جب بدر کے مذکورہ واقعات ہو چکے تو قریش جس راستے سے شام کو جایا کرتے تھے اس راہ کے چلنے سے ڈر کر انھوں نے عراق کا راستہ اختیار کیا۔ اور ان میں کے چند تاجر جن میں ابو سفیان بن حرب بھی تھا اور اس کے ساتھ بہت سی چاندی تھی۔ اور چاندی ہی ان لوگوں کی تجارت کا بڑا حصہ ہوا کرتی تھی۔ ان لوگوں نے فرات بن حیان نامی بنی بکر بن وائل میں کے ایک شخص کو کچھ معاوضہ دے کر ساتھ لے لیا تھا کہ وہ اس راستے میں ان کی رہنمائی کرے۔

۴۳۰ ابن ہشام نے کہا کہ فرات بن حیان بنی سہم کا حلیف اور بنی عجل میں کا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو روانہ فرمایا تو زید ان سے اس چشمے پر جا ملے اور اس قافلے کو اور اس میں جو کچھ تھا لوٹ لیا لیکن وہ لوگ ان کے ہاتھ (میں) گرفتار نہ ہو سکے۔ پس وہ سامان لے کر زید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حسان بن ثابت نے قریش کے اس راستے کے اختیار کرنے پر جنگ احد کے بعد بدر کی دوسری جنگ میں ملامت کی ہے اور کہا ہے۔

دَعُوا فَلَجَاتِ الشَّامِ قَدْ حَالَ دُونَهَا جِلَادٌ كَأَفْوَاهِ الْمَخَاضِ الْأَوَارِكِ

شام کی چھوٹی نہروں کو اب چھوڑ دو کہ ان کے (اور تمہارے) درمیان ایسی تیز (تلواریں) حائل ہو گئی ہیں جو پیلو کے درخت کھانے والی حاملہ اونٹنیوں کے منہ کی طرح (خوفناک) ہیں۔

بِأَيْدِي رِجَالٍ هَاجَرُوا نَحْوَ رَبِّهِمْ وَأَنْصَارِهِ حَقًّا وَأَيْدِي الْمَلَائِكِ

(مذکورہ تلواریں) ان لوگوں کے ہاتھوں میں ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار اور اپنے حقیقی مدد کرنے والے کی طرف ہجرت کی ہے اور فرشتوں کے ہاتھوں میں ہیں۔

إِذَا سَلَكَتْ لِلْغَوْرِ مِنْ بَطْنِ عَالِجٍ فَقُولَا لَهَا لَيْسَ الطَّرِيقُ هُنَالِكَ

بطن عالج کی نشیب کی جانب کوئی (قافلہ) چلے تو اس سے کہدینا کہ ادھر راستہ نہیں ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ اشعار حسان بن ثابت کے اشعار میں کے ہیں جن کا جواب ابوسفیان بن حرب بن عبدالمطلب نے دیا ہے۔ عنقریب ہم ان اشعار اور ان کے جواب کا اس کے موقع پر ذکر کریں گے۔

کعب بن اشرف کا قتل

ابن اسحٰق نے کہا کہ کعب بن اشرف کا قصہ یہ ہے کہ جب بدر والوں پر آفت پڑی اور زید بن حارثہ (مدینہ کے) نشیب میں رہنے والوں کے پاس اور عبداللہ بن رواحہ اونچے حصے میں رہنے والوں کے پاس خوشخبری لے کر

۴۳۱

آئے جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں رہنے والے مسلمانوں کو اطلاع دینے کے لیے روانہ فرمایا تھا کہ اللہ عزوجل نے آپ کو فتح عنایت فرمائی اور مشرکین کے فلاں فلاں افراد قتل ہو گئے تو۔ عبد اللہ بن المغیث بن ابی بردۃ الظفری اور عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن حزم اور عاصم بن عمر بن قتادہ اور صالح بن ابی امامہ بن سہل کی روایتوں کے لحاظ سے جن میں ہر ایک نے بعض واقعات مجھ سے بیان کیے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ کعب بن اشرف کو جو بنی طئی کی شاخ بنی نبہان میں سے تھا اور اس کی ماں بنی النضیر میں کی تھی جب یہ خبر پہنچی تو اس نے کہا کیا (یہ) خبر صحیح ہے۔ کیا تم لوگ خیال کرتے ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان لوگوں کو قتل کیا ہے جن کے نام یہ دونوں یعنی زید و عبد اللہ بن رواحہ بتاتے ہیں۔ یہ تو عرب کے بڑے مرتبے والے اور لوگوں کے بادشاہ تھے۔ بخدا اگر حقیقت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان لوگوں کو قتل کر دیا ہے تو روئے زمین کی بہ نسبت شکم زمین بہتر ہے۔ اور جب اس دشمن خدا کو اس خبر کا یقین ہو گیا تو (وہاں سے) نکلا اور مکہ آیا اور المطلب بن ابی وداعہ بن صبیرۃ السہمی کے گھر اترا جس کے پاس عاتکہ بنت ابی العیص بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف تھی۔ اس نے اس کی میزبانی اور عزت کی اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف (لوگوں کو) ابھارنے لگا اور اشعار سنانے لگا اور قلیب والوں میں کے ان قریش پر جو بدر میں قتل ہوئے تھے مرثیے کہنے لگا۔ اسی نے کہا ہے:۔

طَحَنَتْ رَحَى بَدْرٍ لِمَهْلِكِ أَهْلِهِ ۔۔۔ وَلِمِثْلِ بَدْرٍ تَسْتَهِلُّ وَتَدْمَعُ

بدر کی چکی (جنگ) اپنے ہی لوگوں کو برباد کرنے کے لیے چلی اور بدر کے سے واقعات پر (آنکھیں) آنسو بہاتی اور بہتی (رہتی) ہیں۔

قُتِلَتْ سَرَاةُ النَّاسِ حَوْلَ حِيَاضِهِمْ ۔۔۔ لَا تَبْعَدُوا إِنَّ الْمُلُوكَ تُصَرَّعُ

۴۳۲

لوگوں کے سردار اپنے ہی حوضوں کے ارد گرد قتل کیے گئے

(تو) بعید (از قیاس) نہ سمجھو کیونکہ بادشاہ بھی پچھڑ جاتے ہیں۔

كَمْ قَدْ أُصِيبَ بِهِ مِنْ أَبْيَضَ مَاجِدٍ ... ذِي بَهْجَةٍ تَأْوِي إِلَيْهِ الضُّيَّعُ

کتنے شریف گورے چہرے اور رونق والے مصیبت میں مبتلا ہوئے ہیں جن کے پاس نادار پناہ لیا کرتے ہیں۔

طَلْقِ الْيَدَيْنِ إِذَا الْكَوَاكِبُ أَخْلَفَتْ ... حَمَّالِ أَثْقَالٍ يَسُودُ وَيَرْبَعُ

کارتیوں کے مینہ نہ برسانے کے وقت (یعنی قحط سالی میں) بھی بے روک خرچ کرنے والے (دوسروں کے) بوجھ اپنے سر لینے والے سردار جو چوتھ لیا کرتے تھے۔

وَيَقُولُ أَقْوَامٌ أُسَرُّ بِسُخْطِهِمْ ... إِنَّ ابْنَ الْأَشْرَفِ ظَلَّ كَعْبًا يَجْزَعُ

اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان کی ناراضی سے میں خوش ہوتا ہوں (یہ غلط ہے بلکہ) کعب بن اشرف کو دھڑکا لگا ہوا ہے۔

صَدَقُوا فَلَيْتَ الْأَرْضَ سَاعَةَ قُتِّلُوا ... ظَلَّتْ تَسُوخُ بِأَهْلِهَا وَتَصَدَّعُ

انھوں نے تو ٹھیک کہا لیکن کاش جس وقت وہ قتل کیے گئے زمین نے اپنے لوگوں کو دھنسا لیا ہوتا اور پارہ پارہ ہوگئی ہوتی

صَارَ الَّذِي أَثَرَ الْحَدِيثَ بِطَعْنَةٍ ... أَوْ عَاشَ أَعْمَى مُرْعَشًا لَا يَسْمَعُ

جس نے اس بات کی اشاعت کی ہے کاش وہی نیزے کا نشانہ ہوگیا ہوتا یا اندھا ہو کر زندہ رہتا پھڑپھڑاتا رہتا (اور کچھ) نہ سنائی دیتا۔

۳۴۳ نُبِّئْتُ أَنَّ بَنِي الْمُغِيرَةِ كُلَّهُمْ ... خَشَعُوا لِقَتْلِ أَبِي الْحَكِيمِ وَجُدِّعُوا

مجھے خبر ملی ہے کہ ابو الحکیم کے قتل کے سبب سے تمام بنی المغیرہ
کی ناک کٹ گئی اور ذلیل وخوار ہو گئے۔

وَابْنَا رَبِيعَةَ عِنْدَهُ وَمُنَبِّهٌ ... مَا نَالَ مِثْلَ الْمُهْلَكِينَ وَتُبَّعُ

اور ربیعہ کے دونوں بیٹے بھی اسی کے پاس (چلے گئے)
اور منبہ بھی۔ (یہ) مقتولین (ایسے تھے کہ کسی نے) ان لوگوں
کے سے (رتبے یا صفات) حاصل نہیں کیے اور (نہ) تبع نے۔

نُبِّئْتُ أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامِهِمْ ... فِي النَّاسِ يَبْنِي الصَّالِحَاتِ وَيَجْمَعُ

مجھے خبر ملی ہے کہ ان میں کا حارث بن ہشام لوگوں میں نیک
کام کر رہا ہے اور (لوگوں کو) جمع کر رہا ہے۔

لِيَزُورَ يَثْرِبَ بِالْجُمُوعِ وَإِنَّمَا ... يَحْمِي عَلَى الْحَسَبِ الْكَرِيمِ الْأَرْوَعُ

تاکہ جتھوں کو لے کر یثرب سے مقابلہ کرے اور (سچ تو
یہ ہے کہ) آبائی شرافت کی حفاظت شان وشوکت والا ہی کیا کرتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس قول "تبع" اور اسی "یسخطہم" کی روایت
ابن اسحٰق کی نہیں بلکہ دوسروں کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا پھر حسان بن ثابت الانصاری رضی اللہ عنہ نے اس کا
جواب دیا اور کہا:۔

أَبْكَاهُ كَعْبٌ ثُمَّ عَلَّ بِعَبْرَةٍ ... مِنْهُ وَعَاشَ مُجَدَّعًا لَا يَسْمَعُ

کعب نے اس کا مرثیہ کہا اور پھر اس کو آنسوؤں کے گھونٹ
دوبارہ پلائے گئے اور اس نے ذلت میں (ایسی) زندگی بسر کی کہ
وہ سنتا ہی نہیں۔

وَلَقَدْ رَأَيْتُ بِبَطْنِ بَدْرٍ مِنْهُمُ ... قَتْلَى تَسُحُّ لَهَا الْعُيُونُ وَتَدْمَعُ

یں نے وادی بدر میں ان کے ایسے مقتول دیکھے جن کے لیے
آنکھیں رو رہی ہیں اور آنسوؤں کا تار بندھ گیا ہے۔

فَأَبْكِي فَقَدْ أَبْكَيْتَ عَبْدًا رَاضِعًا شِبْهَ الْكُلَيْبِ إِلَى الْكُلَيْبَةِ يَتْبَعُ

تو نے کمینے غلاموں کو تو (بہت کچھ) رلایا (اب) تو رو
جس طرح کم عمر کتا کم عمر کتیا کے بعد آواز نکالتا ہے۔

۴۳۴ وَلَقَدْ شَفَى الرَّحْمٰنُ مِنَّا سَيِّدًا وَأَهَانَ قَوْمًا قَاتَلُوهُ وَصُرِّعُوا

اور ہمارے سردار کے دل کو رحمٰن نے مطمئن فرما دیا اور
جن لوگوں نے اس سے جنگ کی انھیں ذلیل و خوار کیا اور وہ پچھاڑے گئے۔

وَنَجَا وَأَفْلَتَ مِنْهُمُ مَنْ قَلْبُهُ شَغِفٌ يَظَلُّ لِخَوْفِهِ يَتَصَدَّعُ

اور ان میں سے جو شخص بچ نکلا اور بھاگ گیا اس کے دل میں آگ بھڑک رہی ہے
اور اس (ہمارے سردار) کے خوف سے پھٹا جاتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اکثر علماء شعر کو حسان کے ان اشعار سے انکار ہے اور
ان کا قول " ابکاہ کعب " کی روایت ابن اسحٰق کے سوا دوسروں سے ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مسلمانوں میں کی ایک عورت نے جو بنی بلی کی شاخ
بنی مرید میں کی تھی اور یہ لوگ بنی امیہ بن زید کے حلیف تھے اور یہ الجعادرہ کے
نام سے مشہور تھے۔ کعب کے جواب میں کہا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کا نام میمونہ بنت عبد اللہ تھا۔ اور اکثر علماء شعر اس عورت
کے ان اشعار سے انکار کرتے ہیں اور کعب بن اشرف کے ان اشعار سے بھی انکار کرتے ہیں جو اس کے
جواب میں اس نے کہے ہیں۔

تَحَنَّنَ هٰذَا الْعَبْدُ كُلَّ تَحَنُّنٍ يُبَكِّي عَلَى قَتْلَى وَلَيْسَ بِنَاصِبِ

اس غلام نے مقتولوں پر بے تکلف بہت کچھ آہ و زاری کی
کہ (دوسروں کو) رلائے حالانکہ (حقیقت میں) وہ غم و الم رکھنے والا
نہیں ہے۔

بَكَتْ عَيْنُ مَنْ يَبْكِي لِبَدْرٍ وَأَهْلِهِ ۔۔۔ وَعُلَّتْ بِمِثْلَيْهَا لُؤَيُّ بْنُ غَالِبِ ۴۲۵

بدر اور بدر والوں پر جن کو اس نے رلایا ان کی آنکھ تو روئی لیکن لوئی بن غالب والوں کو تو اس کے آنسوؤں کے دہرے گھونٹ پلائے گئے۔

فَلَيْتَ الَّذِينَ ضُرِّجُوا بِدِمَائِهِمْ ۔۔۔ يَرَى مَا بِهِمْ مَنْ كَانَ بَيْنَ الْأَخَاشِبِ

کاش جو لوگ اپنے خون میں لتھڑ گئے ان لوگوں کی حالت کو دیکھتے جو مکہ کے پہاڑوں کے درمیان ہیں۔

فَيَعْلَمَ حَقًّا عَنْ يَقِينٍ وَيُبْصِرُوا ۔۔۔ مَجَرَّهُمْ فَوْقَ اللِّحَى وَالْحَوَاجِبِ

تو انھیں حقیقی اور یقینی علم ہوتا اور وہ ان کی داڑھیوں اور بھوؤں کے بل گھسیٹے جانے کو دیکھ لیتے۔

تو کعب بن اشرف نے اس کے جواب میں کہا :-

أَلَا فَازْجُرُوا مِنْكُمْ سَفِيهًا لِتَسْلَمُوا ۔۔۔ عَنِ الْقَوْلِ يَأْتِي مِنْهُ غَيْرُ مُقَارِبِ

سنو! تم اپنے نادانوں کو ڈانٹو تاکہ ایسی بات سے تم بچے رہو جو نامناسب حالات پیدا کرتی ہے۔

أَتَشْتُمُنِي أَنْ كُنْتُ أَبْكِي بِعَبْرَةٍ ۔۔۔ لِقَوْمٍ أَتَانِي وُدُّهُمْ غَيْرَ كَاذِبِ

کیا وہ مجھے اس وجہ سے برا بھلا کہتی ہے کہ میں اس قوم کے لیے آنسو بہا رہا ہوں جس کی محبت میرے ساتھ جھوٹی نہیں رہی ہے۔

فَإِنِّي لَبَاكٍ مَا بَقِيتُ وَذَاكِرٌ ۔۔۔ مَآثِرَ قَوْمٍ مَجْدُهُمْ بِالْجَبَاجِبِ

میں تو جب تک رہوں گا روتا ہی رہوں گا اور ان لوگوں کی

اچھائیوں کو یاد کرتا (ہی) رہوں گا جن کی شان و شوکت منازل کمہ میں ظاہر ہے۔

۴۳۶ لَعَمْرِی لَقَدْ کَانَ مُرَیْدُ بِمَعْزِلٍ عَنِ الشَّرِّ فَاحَالَتْ وُجُوْهُ الثَّعَالِبِ

اپنی عمر کی قسم بے شبہ قبیلۂ مرید برائی سے الگ تھلگ تھا
لیکن اب اس نے اپنا رنگ (ہی) بدل دیا۔ لومڑیوں کے (سے)
(ان کے چہرے والوں کی توہین (بہت ہی) مذمت کرتا ہوں ۔

فَحَقَّ مُرَیْدٍ أَنْ تُجَذَّ أُنُوفُهُمْ بِشَتْمِهِمْ حَيَّيْ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبِ

حیی بن غالب کے دو قبیلوں کو برا بھلا کہنے کے سبب سے
بنی مرید اس بات کے سزاوار ہو گئے ہیں کہ ان کی ناکیں کٹ جائیں
(اور وہ ذلیل و خوار ہوں)

وَهَبْتُ نَصِیْبِی مِنْ مُرَیْدٍ لِجَعْدَرٍ وَفَاءً وَبَیْتِ اللّٰهِ بَیْنَ الْأَخَاشِبِ

اللہ کے اس گھر کی قسم جو مکے کے پہاڑوں کے درمیان ہے!
وفاداری کے لحاظ سے بنی مرید (سے بدلہ لینے) کا اپنا حق میں نے
بنی جعدر کو دے دیا۔

اس کے بعد کعب بن اشرف مدینہ واپس ہوا اور مسلمان عورتوں کے متعلق عاشقانہ شعر کہے اور ان (کے دل) کو تکلیف پہنچائی ۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جیسا کہ عبداللہ بن المغیث نے مجھ سے بیان کیا ہے۔ مَنْ لِی بِابْنِ الْأَشْرَفِ ۔ (کعب) بن اشرف (کی خبر لینے) کے لئے کون میرے آگے (حامی) بھرتا ہے۔ تو بنی عبدالاشہل والے محمد بن مسلمۃ نے کہا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں آپ کی خاطر اس (کام) کے لیے (تیار) ہوں، میں اس کو قتل کر ڈالتا ہوں۔ فرمایا فَافْعَلْ اِنْ قَدَرْتَ عَلٰی ذٰلِكَ۔ اگر تمھیں اس پر قدرت حاصل ہو جائے، تو (ایسا ہی) کرو۔ تو محمد بن مسلمۃ (وہاں سے) واپس ہوئے، اور تین دن تک اس حالت میں رہے کہ بجز سد رمق کے نہ کچھ کھاتے

اور نہ کچھ پیتے تھے، اس کا تذکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا، تو آپ نے انھیں بلوایا، اور ان سے فرمایا:۔

لِمَ تَرَکْتَ الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ کھانا پینا تم نے کیوں چھوڑ دیا۔ انھوں نے کہا یا رسول اللہ! میں نے یک بات آپ سے عرض تو کر دی لیکن مجھے خبر نہیں کہ میں اپنا وعدہ پورا بھی کر سکوں گا یا نہیں ۔ فرمایا۔

إِنَّمَا عَلَيْكَ الْجُهْدُ۔ تمھارے ذمے تو صرف کوشش ہے۔ عرض کی یا رسول اللہ! ہمیں ضرورت ہے کہ (بعض واقعہ کے خلاف باتیں) کہیں۔ فرمایا:۔

قُولُوا مَا بَدَا لَكُمْ فَأَنْتُمْ فِي حِلٍّ مِنْ ذٰلِكَ ۔ جو تمھیں مناسب معلوم ہو کہو کہ تمھیں ایسی باتیں جائز ہیں۔ غرض اس کے قتل کے لیے محمد بن مسلمۃ اور سلکان بن سلامۃ بن وقش جو بنی عبد الاشہل میں کے تھے اور ان کی کنیت ابو نائلہ تھی اور وہ کعب بن اشرف کے دودھ شریک بھائی تھے اور عباد بن بشر بن وقش عبد الاشہل ہی میں کی ایک فرد اور الحارث بن اوس بن معاذ بنی اشہل ہی میں کے، اور بنی حارثہ میں کے ابو عبس بن جبر (یا نچوں) نے اتفاق کیا اور ابو نائلہ سلکان بن سلامۃ کو دشمن خدا کعب بن اشرف کی طرف پہلے روانہ کیا۔ وہ اس کے پاس پہنچے اور گھنٹہ بھر (تک) اس سے (ادھر ادھر کی) باتیں کرتے رہے۔ ایک دوسرے کو اشعار سناتا رہا۔ ابو نائلہ بھی شعر کہا کرتے تھے۔ پھر انھوں نے کہا افسوس اے ابن اشرف میں تیرے پاس ایک ضرورت سے آیا تھا میں اسے بیان کرنا چاہتا ہوں لیکن میری بات راز میں رہے۔ اس نے کہا کہو تو انھوں نے کہا اس شخص کا آنا ہمارے لیے ایک بڑی مصیبت بن گیا ہے اس کی وجہ سے عرب ہمارے دشمن ہو گئے ہیں اور ایک ہی کمان سے وہ ہمیں تیر مار رہے ہیں (یعنی سب مل کر ہمارے مخالف ہو گئے ہیں)۔ اور ہماری راہیں منقطع ہو گئی ہیں یہاں تک کہ (ہمارے) بال بچے برباد ہو رہے ہیں اور جانوں پر آبنی ہے۔ اور ہماری یہ حالت ہو گئی ہے کہ ہم اور ہمارے بال بچے آفت میں مبتلا ہو گئے ہیں۔

کعب نے کہا میں الاشرف کا بیٹا ہوں۔ اے ابن سلامۃ! بخدا میں (اس سے پہلے بھی) یہ بات تجھ کو جتاتا رہا ہوں اور اس کا یہی نتیجہ ہونے والا ہے

اس کے بعد سلکان نے اس سے کہا میں چاہتا ہوں کہ کچھ غلّہ تو ہمارے ہاتھ فروخت کر اور ہم تیرے پاس (کچھ نہ کچھ) رہن رکھیں گے اور تیرے بھروسے کے قابل کام کریں گے۔ (لیکن) اس میں تو کچھ احسان بھی کرنا۔ اس نے کہا کیا تم اپنے بچوں کو رہن رکھو گے۔ کہا تو تو ہمیں رسوا کرنا چاہتا ہے۔ میرے ساتھ اور میرے دوست بھی ہیں جن کی رائیں میری رائے کے موافق ہیں۔ اور میں چاہتا ہوں کہ انھیں تیرے پاس لاؤں ان کے ہاتھ بھی تو (غلہ) فروخت کر اور اس میں کچھ مہربانی بھی ہو۔ ہم تیرے پاس (اتنے) ہتھیار رہن رکھیں گے جن سے اس کی قیمت پوری ہو سکے۔ (اس طرح) سلکان نے یہ چاہا کہ جب وہ ہتھیار (لگائے) آئیں تو یہ چونک نہ پڑے۔ پھر سلکان نے انھیں یہ پوری خبر سنائی اور ان سے کہا کہ ہتھیار لے لیں اور چلیں۔ غرض وہ (ہتھیار لے کر) اس کے پاس جمع ہوئے اور پھر سب کے سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

۴۳۸ ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں کا قول ہے کہ اس نے کہا کیا تم لوگ میرے پاس اپنی عورتوں کو رہن رکھو گے تو انھیں نے (یعنی سلکان نے) کہا کہ ہم اپنی عورتیں تیرے پاس کس طرح رکھ سکتے ہیں حالانکہ تو اہل یثرب میں سب سے زیادہ جوانی (کی قوت) رکھنے والا اور سب سے بڑھ کر خوشبو میں بسا ہوا ہے۔ اس نے کہا کیا اپنے بچوں کو رہن رکھو گے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ثور بن زید نے عکرمہ سے اور انھوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت بیان کی۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ بقیع الغرقد تک تشریف لے گئے۔ پھر انھیں بھیج دیا اور فرمایا:

انْطَلِقُوا عَلَى اسْمِ اللهِ اللَّهُمَّ أَعِنْهُمْ اللہ کے نام پر چلے جاؤ اے خدا ان کی اعانت فرما۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بیت الشرف تشریف لائے اور وہ چاندنی رات تھی وہ سب چلے اور اس کی گڑھی تک پہنچ گئے اور ابو نائلہ نے اس کو آواز دی اور اس کی شادی ہو کر تھوڑا ہی زمانہ ہوا تھا (آواز سن کر) اپنے لحاف میں سے نکل پڑا تو اس کی

عورت نے اس کا کنارہ پکڑ لیا اور کہا تم تو جنگی آدمی ہو اور جنگی لوگ ایسے وقت نیچے نہیں اترا کرتے۔ اس نے کہا یہ ابو نائلہ ہے۔ اگر مجھے سوتا پاتا تو بیدار نہ کرتا۔ اس کی عورت نے کہا بخدا مجھے اس کی آواز میں شرارت معلوم ہو رہی ہے راوی نے کہا کہ کعب کہنے لگا جوان مرد تو وہ ہے جو نیزہ بازی کے لیے بھی بلایا جائے تو قبول کرے۔ اس کے بعد وہ اترا اور ان کے ساتھ تھوڑی دیر باتیں کرتا رہا اور وہ بھی اس کے ساتھ باتیں کرتے رہے۔ پھر انھوں نے کہا اے ابن اشرف شعب العجوز تک چلنے کے لیے کیا تمھارے پاس (اتنا وقت) ہے کہ آج رات کا باقی حصہ وہاں بات چیت میں بسر کریں۔ اس نے کہا اگر تم چاہو۔ پھر وہ سب ٹہلتے ہوئے نکلے اور تھوڑی دیر تک چلتے رہے۔ پھر ابو نائلہ نے اس کے پٹوں میں اپنا ہاتھ ڈالا اور کہا خوشبو سے مہکنے والی آج کی رات سے زیادہ کبھی کوئی رات میں نے نہیں دیکھی پھر تھوڑی دیر چلے اور دوبارہ ویسا ہی کیا یہاں تک کہ وہ مطمئن ہو گیا۔ پھر کچھ دیر چلے اور وہی کیا اور اس کے سر کے بال پکڑ لیے اور کہا دشمن خدا کو مارو ان سبھوں نے اس پر ضربیں لگائیں (مگر) ان کی تلواریں ایک دوسرے پر پڑنے لگیں اور کچھ کارگر نہ ہوئیں۔ محمد بن مسلمہ نے کہا کہ جب میں نے دیکھا کہ ہماری تلواریں کارگر نہیں ہو رہی ہیں تو اس وقت مجھے اپنی چھری یاد آئی جو میری تلوار ہی میں تھی۔ میں نے اسے لیا اور اس دشمن خدا نے ایک ایسی چیخ ماری کہ ہمارے اطراف کی گڑھیوں میں سے کوئی گڑھی (ایسی) باقی نہیں رہی جس پر آگ نہ روشن ہو گئی ہو۔ انھوں نے کہا میں نے اس چھری کو اس کی ناف کے نیچے رکھ کر پوری قوت سے کام لیا یہاں تک کہ وہ ناف سے نیچے کے حصے تک پہنچ گئی اور دشمن خدا گر پڑا اور الحارث بن اوس بن معاذ بھی زخمی ہو گئے۔ ان کے سر یا پاؤں میں زخم آئے جس پر ہماری ہی تلواریں لگی تھیں۔ کہا کہ پھر ہم چلے اور بنی امیہ بن زید اور بنی قریظہ اور بعاث (کے مقامات) پر سے ہوتے ہوئے حرۃ العریض تک چڑھ گئے۔ اور ہمارا ساتھی الحارث بن اوس پیچھے رہ گیا اور خون بہنے کی وجہ سے بہت کمزور ہو گیا آخر ہم اس کے لیے تھوڑی دیر ٹھہرے۔ اس کے بعد وہ ہمارے نشانات دیکھتا ہوا ہمارے پاس پہنچ گیا۔ کہا پھر تو ہم نے اس کو اٹھا لیا

اور رات کے آخری حصے میں اس کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ نماز پڑھنے کھڑے ہوئے تھے۔ ہم نے آپ کو سلام کیا تو آپ باہر ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم نے آپ کو دشمن خدا کے قتل کی خبر سنائی۔ اور آپ نے ہمارے ساتھی کے زخم پر لب (مبارک) لگا دیا اور وہ اور ہم سب اپنے اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ آئے اور جب ہم نے صبح کی (تو دیکھا کہ) اس دشمن خدا پر ہمارے گزشتہ حملے کی وجہ سے یہود خوف زدہ ہیں۔ وہاں کے ہر ایک یہودی کو اپنی جان کا ڈر لگا ہوا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد کعب بن مالک نے یہ شعر کہے۔

فَغُودِرَ مِنْهُمْ كَعْبٌ صَرِيعًا فَذَلَّتْ بَعْدَ مَصْرَعِهِ النَّضِيرُ

آخر ان میں سے کعب پچھاڑ دیا گیا اور اس کے پچھڑنے کے بعد بنی النضیر ذلیل ہو گئے۔

عَلَى الْكَفَّيْنِ ثَمَّ وَقَدْ عَلَتْهُ بِأَيْدِينَا مُشَهَّرَةٌ ذُكُورُ

وہ وہاں ہتھیلیوں کے بل پڑا تھا اور ہمارے ہاتھ کی برہنہ تیز (تلواریں) اس پر چھائی ہوئی تھیں۔

بِأَمْرِ مُحَمَّدٍ إِذْ دَسَّ لَيْلًا إِلَى كَعْبٍ أَخَا كَعْبٍ يَسِيرُ

(وہ وقت یاد کرو) جب محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے حکم سے بنی کعب کا ایک شخص رات کے وقت خفیہ طور پر کعب (بن اشرف) کی طرف چلا جا رہا تھا۔

فَمَاكَرَهُ فَأَنْزَلَهُ بِمَكْرٍ وَمَحْمُودٌ أَخُو ثِقَةٍ جَسُورُ

پس اس نے اس کے ساتھ چالبازی کی اور چالبازی سے اس کو اتارا اور (اپنی ذات پر) بھروسہ کرنے والا اور جرأت والا شخص

قابل تعریف ہوتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ ابیات اس کے ایک قصیدے کی ہیں جو جنگ بنی النضیر کے متعلق ہے ان شاء اللہ اس جنگ کے بیان میں ہم اس کا ذکر کریں گے

ابن اسحٰق نے کہا کہ کعب بن الاشرف اور سلام بن ابی الحقیق کے قتل کے ذکر میں حسان بن ثابت نے کہا ہے۔

لِلّٰهِ دَرُّ عِصَابَةٍ لَاقَيْتَهُمْ ... يَا ابْنَ الْحُقَيْقِ وَأَنْتَ يَا ابْنَ الْأَشْرَفِ

اے ابن حقیق اور اے ابن الاشرف! تو نے جس سے مقابلہ کیا اس جماعت کی جزائے خیر اللہ (تعالیٰ) ہی کے ہاتھ ہے۔

يَسْرُونَ بِالْبِيضِ الْخِفَافِ إِلَيْكُمُ ... مَرَحًا كَأُسْدٍ فِي عَرِينٍ مُغْرِفِ

(جو) سفید (چمکتی ہوئی) ہلکی (تلواریں) لیے ہوئے گھنی جھاڑی کے شیروں کی طرح اکڑتے ہوئے تم لوگوں کی طرف جا رہے تھے۔

حَتَّى أَتَوْكُمْ فِي مَحَلِّ بِلَادِكُمْ ... فَسَقَوْكُمْ حَتْفًا بِبِيضٍ ذُفَّفِ

حتیٰ کہ وہ تمہارے پاس تمہاری بستیوں کے مرکزوں میں آئے اور سفید (چمکتی ہوئی) تیزی سے قتل کرنے والی (تلواروں) سے تمھیں موت (کا پیالہ) پلا دیا۔

مُسْتَنْصِرِينَ لِنَصْرِ دِينِ نَبِيِّهِمْ ... مُسْتَصْغِرِينَ لِكُلِّ أَمْرٍ مُجْحِفِ

(جو) اپنے نبی کے دین کی مدد کے لیے ایک دوسرے کی امداد کے طالب تھے (اور) جان و مال کو تباہ کرنے والے ہر ایک خطرے کو حقیر جاننے والے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ سلام بن ابی الحقیق کے قتل کا واقعہ ان شاء اللہ

عنقریب اس کے مقام پر بیان کروں گا۔ اور ان کے قول (شعر) "ذفف" کی روایت ابن اسحٰق کے سوا دوسروں کی ہے۔

محیصہ اور حویصہ کا حال

۴۴۱

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ ظَفِرْتُمْ بِهِ مِنْ رِجَالِ يَهُودَ فَاقْتُلُوهُ یہودیوں میں سے جس پر تم فتح پاؤ اس کو قتل کر دو۔ اس لیے مُحَيِّصَة ابن مسعود نے

ابن ہشام نے کہا کہ بعض لوگ مُحَيِّصَة بن مسعود بن کعب بن عامر بن عدی بن مجدعة بن حارثة بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس کہتے ہیں۔

ابن سُنَيْنَة پر حملہ کر دیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض ابن سُبَيْنَة کہتے ہیں۔

جو یہود کے تاجروں میں تھا اور ان سے خلا ملا رکھتا اور خرید و فروخت کیا کرتا تھا۔ اور انھوں نے اس کو قتل کر دیا۔ اور حویصہ نے اس وقت تک اسلام اختیار نہیں کیا تھا اور وہ محیصہ سے عمر میں بڑا تھا۔ جب انھوں نے اس کو قتل کر دیا تو حویصہ ان کو مارنے لگے اور کہنے لگے۔ ارے دشمن خدا کیا تو نے اس کو قتل ہی کر ڈالا۔ سن اللہ کی قسم اس کے مال میں سے کچھ نہ کچھ تیرے پیٹ میں بھی چربی (پیدا ہوئی) ہو گی۔ محیصہ نے کہا میں نے کہا واللہ اس کے قتل کا مجھے ایسی ذات نے حکم فرمایا ہے کہ اگر وہ مجھے تیرے قتل کا بھی حکم دے تو تیری گردن بھی مار دوں۔ کہا کہ واللہ حویصہ کے اسلام اختیار کرنے کے لیے یہ پہلی بات تھی۔ اس نے کہا کیا بخدا اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے قتل کا تجھے حکم دے تو تو مجھے بھی ضرور مار ڈالے گا۔ کہا ہاں واللہ اگر وہ مجھے تیری بھی گردن مارنے کا حکم دیں (تو) ضرور (تیری گردن) مار دوں گا۔ اس نے کہا واللہ جس دین نے تجھے اس حالت کو پہنچا دیا ہے وہ ضرور ایک

عجیب چیز ہے۔ پس حویصہ نے بھی اسلام اختیار کر لیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے یہ روایت بنی حارثہ کے آزاد کردہ غلام نے سنائی اور اس نے محیصہ کی بیٹی سے اور اس نے اپنے باپ محیصہ سے سنا۔ محیصہ نے اسی کے متعلق کہا ہے۔

يَلُومُ ابْنُ أُمِّي لَوْ أُمِرْتُ بِقَتْلِهِ ۔۔۔ لَطَبَّقْتُ ذِفْرَاهُ بِأَبْيَضَ قَاضِبِ

میری ماں کا بیٹا (میرا بھائی) ملامت کرتا ہے (اس لیے کہ میں نے ابن سنینہ کو قتل کر دیا حالانکہ) اگر مجھے خود اس کے قتل کا بھی حکم دیا جائے تو اس کے کانوں کے پیچھے کی دونوں ہڈیاں سفید (چمکتی ہوئی) کاٹنے والی (تلوار) سے ضرور کاٹ دوں۔

حُسَامٍ كَلَوْنِ الْمِلْحِ أُخْلِصَ صَقْلُهُ ۔۔۔ مَتَى مَا أُصَوِّبْهُ فَلَيْسَ بِكَاذِبِ

(ایسی) تلوار سے جو نمک کے رنگ کی سی اور اس کی صیقل خالص ہو۔ جب میں اس سے وار کروں تو غلط (پڑنے والی) ہو۔

وَمَا سَرَّنِي أَنِّي قَتَلْتُكَ طَائِعًا ۔۔۔ وَأَنَّ لَنَا مَا بَيْنَ بُصْرَى وَمَأْرِبِ

۴۴۲

اور مجھے کیا خوشی ہو گی کہ اپنے مطیع ہونے کے لحاظ سے تجھے قتل کر دوں اور (میرے اور تیرے) ہم دونوں کے درمیان بصریٰ اور مارب کی درمیانی مسافت ہو۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے ابو عبیدہ نے ابو عمر والمدنی کی روایت بیان کی۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بنی قریظہ پر فتحیاب ہوئے تو آپ نے ان میں کے چار سو کے قریب یہودی مردوں کو گرفتار فرمایا اور یہ لوگ بنی الخزرج کے خلاف بنی الاوس کے حلیف تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی گردنیں مار دینے کا حکم فرمایا تو بنی الخزرج ان کی

گردنیں مارنے لگے اور اس سے انھیں مسرت ہو رہی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خزرجیوں کو ملاحظہ فرمایا کہ ان کے چہروں پر مسرت چھائی ہوئی ہے اور بنی الاوس کو ملاحظہ فرمایا کہ ان پر وہ اثر نہیں ہے تو آپ نے خیال فرمایا کہ یہ بات اس عہد و پیمان کے سبب سے ہے جو اوس میں اور بنی قریظہ میں تھا اور بنی قریظہ میں کے صرف بارہ آدمی باقی رہ گئے تھے تو انھیں اوس کے لوگوں کے حوالے (اس طرح) فرمایا کہ اوس کے دو دو آدمیوں کو بنی قریظہ کا ایک ایک آدمی عطا فرمایا اور فرمایا۔

لِيَضْرِبْ فُلَانٌ وَلْيُذَفِّفْ فُلَانٌ

کہ فلاں شخص بسمل کرے اور فلاں خاتمہ کردے۔

انھیں عطا فرماتے ہوئے یہود میں کعب بن یہوذا بھی تھا جو بنی قریظہ میں بڑے رتبے والا تھا۔ اس کو محیصہ بن مسعود اور ابو بردہ بن نیار کے حوالے فرمایا۔ اور یہ ابو بردہ وہی ہیں جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی تھی کہ وہ قربانی میں ایک سال کا بکرا ذبح کریں۔ اور فرمایا:۔

لِيَضْرِبْهُ مُحَيِّصَةُ وَلْيُذَفِّفْ عَلَيْهِ أَبُو بُرْدَةَ

کہ محیصہ اس کو بسمل کریں اور ابو بردہ اس کا خاتمہ کردیں۔

تو محیصہ نے اس پر اینیا (اوچھا) وار کیا کہ اس کو پورا کاٹ نہ سکا اور ابو بردہ نے اس کا خاتمہ کردیا۔ تو حویصہ نے جو اس وقت کافر تھے اپنے بھائی محیصہ سے کہا کیا تو نے کعب بن یہوذا کو قتل کر ڈالا۔ اس نے کہا ہاں۔ حویصہ نے کہا کہ سن بخدا تیرے پیٹ میں اس کے مال سے بہت کچھ چربی پیدا ہوئی ہوگی۔ اے محیصہ تو بڑا اسفلہ ہے۔ تو محیصہ نے اس سے کہا کہ مجھے اس کے قتل کرنے کا ایسی ذات (مبارک) نے حکم دیا ہے کہ اگر وہ مجھے تیرے قتل کا بھی حکم فرمائے تو میں تجھے بھی ضرور قتل کردوں اس کو اس کی اس بات سے بڑا تعجب ہوا اور اسی تعجب کی حالت میں وہ چلا گیا

لوگوں نے بیان کیا ہے کہ وہ رات بھر جاگتا رہا اور اپنے بھائی محیصہ کی بات پر تعجب کرتا رہا۔ یہاں تک کہ صبح ہوئی تو وہ کہنے لگا۔ واللہ بے شبہ (حقیقی) دین یہی ہے۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اسلام اختیار کرلیا اور اسی کے متعلق محیصہ نے وہ ابیات کہی ہیں جنھیں ہم نے لکھدیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام بحرین سے تشریف آوری کے بعد (ماہ) جمادی الآخرہ۔ رجب۔ شعبان اور رمضان میں رہا۔ اور قریش نے ماہ شوال ۳ھ ہجری میں آپ سے (مقام) احد میں جنگ کی۔

تمت

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً
لِلْعَالَمِينَ

سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیش بہا خزانہ

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ابنِ ہشام

مُصنّفہ

محمد عبد الملک ابنِ ہشام

محمد علی
کارخانہ اسلامی کتب دکان ۲۷
گڈوانی بلڈنگ اردو بازار
کراچی ۱

فہرست سیرۃ ابن ہشام

صفحہ نمبر	مضمون
۷۳	عمرو بن عاص اور خالد بن ولید کا اسلام قبول کرنا
۷۵	غزوۂ بنی لحیان
//	غزوۂ ذی قرد
۷۷	غزوۂ بنی معطلق
۸۱	افک یعنی حضرت ام المومنین عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر تہمت کا بیان
۸۵	حدیبیہ کا واقعہ
۸۹	بیعت رضوان
//	صلح کا بیان
۹۳	حدیبیہ کی صلح کے بعد اُن غریب مسلمانوں کا حال جو قریش کی قید میں گرفتار تھے
۹۶	خیبر پر حضورؐ کی لشکر کشی کا بیان
۱۰۰	خیبر کا باقی واقعہ
۱۰۳	ان مسلمانوں کے نام جو خیبر کے جہاد میں شہید ہوئے
۱۰۴	اسود راعی کے اسلام اور شہادت کا واقعہ
//	حجاج بن علاط کا بیان
۱۰۵	خیبر کے مال غنیمت کی تقسیم کا بیان
۱۰۷	فدک کا بیان
//	ان لوگوں کے نام جن کے واسطے حضورؐ نے وصیت فرمائی تھی
۱۱۰	حضرت جعفر بن ابی طالب اور مہاجرین حبشہ کے مدینہ تشریف لانے کا بیان
۱۱۳	حبشہ میں مہاجرین کے جو بچے پیدا ہوئے ان کے نام
۱۱۴	عمرۃ القضاء کا بیان
۱۱۶	غزوۂ موتہ کا بیان
۱۱۹	ان کے نام جو غزوۂ موتہ میں شہید ہوئے

کہہ دو کہ ملک گوش بر آواز رہیں
مدّاحِ پیمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زباں کھلتی ہے

غزوۂ اُحد کے واقعات
اور
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات

جب مشرکین کو بدر کی جنگ میں ہزیمت فاش نصیب ہوئی۔ اور سرداران قریش مقتول ہوئے بقیہ مفرورین مثل عکرمہ بن ابی جہل و ابوسفیان بن حرب و صفوان بن اُمیہ وغیرہم نے جن کے اقربا اس جنگ میں قتل ہوئے تھے صلاح کی اور ابوسفیان بن حرب سے کہا کہ جس قدر مالِ تجارت تم اپنے قافلہ کے ساتھ لائے ہو۔ ہم چاہتے ہیں کہ تم اس کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگ میں صرف کرو تاکہ ہم اس دفعہ بڑے پیمانہ پر جنگ کا سامان کر کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا بدلہ لیں اور اپنے غم زدہ دلوں کو راحت پہونچائیں۔ ابوسفیان اور کل سوداگروں نے جن کا مال تھا اس بات کو قبول کیا۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ نے اس آیت میں انہیں لوگوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ فَسَيُنفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ
بیشک کفار اپنا مال اس واسطے خرچ کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو اسلام سے روکیں بس قریب ہے کہ تمام مال خرچ کر دیں گے۔ پھر پچھتائیں گے اور حسرت کریں گے کیونکہ اس سے کچھ فائدہ نہ نکلے گا پھر عاجز اور مغلوب ہو جائیں گے۔ اور کفار جہنم کی طرف اکٹھے کئے جائیں گے۔

جب ابوسفیان نے یہ سب اسباب تجارت جنگ میں خرچ کرنا قبول کیا۔ تب سارے قریش اور اہل تہامہ اور بنی کنانہ وغیرہ ہم حضور سے جنگ کرنے پر آمادہ ہو گئے۔

راوی کہتا ہے ابوعزہ عمرو بن عبداللہ جمحی وہ شخص جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان فرمایا اور قید سے رہائی دی۔ جس کا ذکر اوپر مفصل ہو چکا ہے کہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا یا رسول اللہ میں عیالدار اور مفلس شخص ہوں مجھ پر کرم کیجیے اور بغیر فدیہ کے رہا فرمایئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو رہا کر دیا تھا اور عہد لے لیا تھا کہ ہمارے دشمنوں کا ساتھ نہ دیگا۔ اب اس وقت کہ بس صفوان بن اُمیہ نے اس سے کہا کہ اے ابوعزہ تم ایک شاعر شخص ہو۔ تم ہمارے ساتھ اس جنگ میں ضرور شریک ہو۔ اس نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر احسان کیا۔ میں ان کے خلاف کارروائی کرنی نہیں چاہتا۔ صفوان نے کہا اچھا تم اوروں کو آمادہ کرو۔ تم خود ہی ہمارے ساتھ چلو۔ اگر وہاں سے تم صحیح و سلامت واپس

آئے تو میں تم کو غنی کر دوں گا اور اگر تم مارے گئے تو میں تمہاری اولاد کو اپنی اولاد کے ساتھ پرورش کرونگا پس میں تم سے عہد کرتا ہوں ابو عزہ صفوان کے ساتھ ہو لیا اور تہامہ میں جا کر وہاں کے لوگوں کو قریش کی امداد پر اس نے خوب ابھارا اور جوشیلے اشعار سُنا سُنا کر حضور سے جنگ کرنے پر آمادہ کیا اور اسی طرح سے مسافع بن عبد مناف بن وہب بن حذافہ بن جمح بنی مالک بن کنانہ میں پہونچا اور اُن کو قریش کی امداد اور حضور کی جنگ پر آمادہ کیا۔ اور جبیر بن مطعم نے اپنے ایک حبشی غلام سے جس کا نام وحشی تھا بلا کر کہا کہ تو بھی اس لشکر کے ساتھ جا اور اگر تو نے حضرت حمزہ کو شہید کیا تو میں تجھ کو آزاد کر دونگا۔ کیونکہ حمزہ نے میرے چچا طعیمہ بن عدی کو قتل کیا ہے۔ راوی کہتا ہے اس حبشی غلام یعنے وحشی کے پاس حبش کا ایک حربہ تھا جو بہت کم خطا کرتا تھا اور جس کے لگ جاتا تھا۔ ملک الموت کا حکم رکھتا تھا؛

راوی کہتا ہے قریش اپنا سب سازو سامان درست کر کے اور تمام قبائل کو اپنے ساتھ لیکر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اور باہم عہد کر لیا کہ اس دفعہ مقابلہ سے ہرگز نہ بھاگیں گے۔ اور ابو سفیان نے اپنی جورو ہندہ بنت عتبہ کو ساتھ لیا اسی طرح عکرمہ بن ابی جہل نے ام حکیم بنت حرث بن ہشام کو ساتھ لیا اور حرث بن ہشام نے فاطمہ بنت ولید بن مغیرہ اپنی جورو کو ساتھ لیا۔ اور صفوان بن اُمیہ نے برزہ بنت مسعود کو جو عبد اللہ بن صفوان کی ماں تھی۔ اور طلحہ بن ابی طلحہ نے اپنی جورو سلافہ بنت سعد بن شہید انصاریہ کو ساتھ لیا یہ مسافع اور جلاس اور کلاب طلحہ کے بیٹوں کی ماں تھی اور یہ سب بدر میں قتل ہو چکے تھے اور خناسہ بنت مالک بن مضرب اپنے بیٹے ابی عزیز بن عمیر کے ساتھ ہو لی یہی عورت مصعب بن عمیر کی ماں ہے اور عمرہ بنت علقمہ جو قبیلہ بنی حرث سے تھی یہ بھی لشکر کے ساتھ ہو لی۔ اور ہندہ بنت عتبہ جب وحشی کے پاس آتی یا وحشی اسکے پاس آتا یہ اس سے کہتی کہ اے ابو دسمہ (یہ وحشی کی کنیت ہے) ایسا کام کیجو جس سے ہمارے دلوں کو آرام پہنچے یہاں تک کہ یہ لشکر اسی کر و فر سے مدینہ کے مقابل بطن سبخہ میں ایک وادی کے کنارہ پر فروکش ہوا۔ اور حضور اور مسلمانوں کو اس لشکر کے ورود کی خبر پہونچی۔ حضور نے فرمایا میں نے ایک خواب دیکھا ہے خدا اُسکی تعبیر بہتر کرے۔ میں نے دیکھا کہ ایک گائے ذبح کی جارہی ہے۔ اور میں نے دیکھا کہ میری تلوار کی دھار ٹوٹ گئی۔ اور میں نے یہ دیکھا کہ گویا میں نے اپنا ہاتھ مضبوط اور مستحکم زرہ کے اندر داخل کیا ہے۔ پس اسکی تعبیر میں نے مدینہ لی ہے۔ ابن ہشام کہتے ہیں مجھ سے اہل علم نے بیان کیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک گائے ذبح کی جارہی ہے۔ گائے سے مراد مسلمانوں کا شہید ہونا ہے۔ اور اپنی تلوار میں جو میں نے شکستگی دیکھی۔ وہ ایک شخص ہے جو میری اہل بیت سے شہید ہوگا؛

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور نے فرمایا اے مسلمانو! اگر تمہاری رائے ہو تو مدینہ ہی میں رہ کر لڑو۔ اگر وہ وہیں پڑے رہے تو بری جگہ میں پڑے رہینگے۔ اور اگر ہم پر انہوں نے حملہ کیا تو ہم ان سے جنگ کرینگے۔ عبد اللہ بن ابی بن سلول کی رائے بھی حضور کی رائے سے موافق تھے اور یہی چاہتا تھا کہ مسلمان باہر نکلکر نہ لڑیں مسلمانوں میں سے وہ لوگ جن کو شہادت سے فائز ہونا تھا اور وہ لوگ بدر کی جنگ میں شریک نہ تھے۔ عرض کرنے لگے۔ کہ یا رسول اللہ ہم کو ساتھ لیکر حضور دشمنوں کے مقابلہ پر چلیں۔ اگر ہم ان کے مقابل نہ جائینگے تو وہ سمجھیں گے۔ کہ

ہم ان سے ڈر گئے اور ہم کمزور ہیں عبداللہ بن ابی بن سلول نے عرض کیا یا رسول اللہ میری رائے یہی ہے کہ حضور مدینہ ہی میں قیام فرمائیں باہر جا کر مقابلہ نہ کریں کیونکہ ہم لوگوں نے جب شہر سے باہر جا کر دشمن کا مقابلہ کیا ہے کامیاب نہیں ہوئے ہیں اور جب شہر کے اندر ہم دشمن سے لڑے ہیں ہماری فتح ہوئی ہے پس یا رسول اللہ باہر تشریف نہ لیجائیے اگر وہ لشکر وہیں پڑا رہا تو بری حالت میں پڑا رہیگا۔ اور اگر ہم پر حملہ آور ہوا۔ اور شہر میں گھس آیا ہم لوگ بر رو ہو کر ان کو قتل کرینگے اور ہمارے بچے اور عورتیں ان پر پتھر مارینگی پھر اُن کو سوا اسکے کہ ذلت کے ساتھ بھاگ جائیں اور کچھ چارہ نہ ہوگا گروہ لوگ جن کو جہاد اور شہادت کا شوق غالب تھا اسی بات پر حضور سے مُصر ہوئے کہ باہر نکلکر مقابلہ کیا جائے یہاں تک کہ حضور نے علاج جنگ اپنے جسم پر آراستہ فرمائی یہ دن جمعہ کا تھا اور نماز کے بعد یہ مشورہ قرار پایا تھا اور اسی روز انصار میں سے ایک شخص مالک بن عمرو کا انتقال ہوا تھا حضور نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ پھر لوگوں میں ہتھیار لگا کر تشریف لائے اور اب لوگوں کی رائے پلٹ گئی تھی۔ اور یہ کہہ رہے تھے کہ ناحق ہم نے زبردستی کر کے حضور کو باہر نکلنے پر آمادہ کیا ہم کو ایسا نہ چاہیئے تھا۔ کہ اتنے میں حضور تشریف لائے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم ناحق حضور سے بجد ہوئے حالانکہ ہم کو ایسا نہ چاہیئے تھا پس حضور شہر ہی میں تشریف رکھیں حضور نے فرمایا نبی کے واسطے یہ بات لائق نہیں کہ سلاح جنگ سے آراستہ ہو کر پھر اُنکو بغیر جنگ کے اُتار دے پھر حضور ایک ہزار اصحابہ کو اپنے ساتھ لیکر مدینہ سے باہر تشریف لائے اور مدینہ میں ابن اُم مکتوم کو نماز پڑھانے کے واسطے نائب مقرر کیا۔ راوی کہتا ہے جب حضور اس ایک ہزار مسلمانوں کے لشکر کو لیکر مقام شوط میں جو مدینہ اور اُحد کے درمیان میں ہے پہونچے۔ عبداللہ بن ابی ان میں سے ایک تہائی لوگوں کو ساتھ لیکر مدینہ کی طرف واپس ہوا۔ یہ سب لوگ منافقین اور اہل شک تھے عبداللہ نے ان سے کہا کہ ہم لوگ خواہ مخواہ اپنے تئیں قتل کرائیں۔ اس سے ہم کو کیا فائدہ۔ عبداللہ بن عمرو بن حرام نے ان لوگوں سے کہا کہ اے قوم کیا تم خدا کو بھول گئے جو اسکے نبی اور اپنی قوم کی ترک یاری کرتے ہو۔ کیسے وقت پر جبکہ دشمن سامنے موجود ہے ان لوگوں نے کہا ہم یہ نہ سمجھے تھے کہ تم جنگ کرنے نکلے ہو اگر ہم کو یہ خبر ہوتی تو ہرگز ہم تمہارے ساتھ نہ آتے عبداللہ بن عمرو نے جب دیکھا کہ یہ لوگ نہیں مانتے اور واپس ہی جاتے ہیں۔ کہا اے دشمنانِ خدا۔ خدا تم کو دور کرے عنقریب خدا تعالیٰ اپنے نبی کو تم سے بے پرواہ کر دے گا۔

ابن ہشام کہتے ہیں انصار نے اُحد کی جنگ میں حضور سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر حکم ہو تو ہم اپنے حلفاء یہود سے مدد طلب کریں حضور نے فرمایا مجھ کو اُن کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب حضور مع لشکر کے مقام حرہ بنی حارثہ میں پہونچے تو گھوڑے نے اپنی دُم جو ہلائی اُس سے تلوار کا تسمہ کھل گیا۔ اور تلوار نکل پڑی۔ ابن اسحاق کہتے ہیں حضور فال لینے کو پسند کرتے تھے۔ اُس شخص سے آپ نے فرمایا جسکی وہ تلوار تھی کہ اپنی تلوار کو سونگھ لے مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ آج ضرور تلواریں کھینچینگی۔ پھر حضور نے اپنے اصحاب سے فرمایا ایسا کون شخص ہے جو قریب کے راستے سے ہم کو لے چلے۔ ابو خیثمہ نے کہا۔ یا رسول اللہ میں لے چلتا ہوں اور ابو خیثمہ حضور کو بنی حارثہ کی آبادی کے اندر سے لے کر نکلا۔ یہاں ایک شخص مربع بن قیظی نام کا باغ تھا یہ شخص اندھا اور نہایت بدذات منافق تھا جب اس کو حضور کے آنے کی آہٹ معلوم

ہوئی تو یہ مسلمانوں پر خاک اُڑانے لگا اور کہنے لگا اے محمد اگر تم رسول ہو تو میں تمہارے واسطے یہ بات جائز نہیں رکھتا کہ تم میرے باغ میں سے گذرو اور پھر ایک برتن میں خاک بھر کر اس نے کہا اگر میں جانوں کہ یہ خاک محمد کے سوا اور کسی پر نہ پڑیگی تو محمد پر پھینکدوں مسلمان اس کے قتل کرنے کو دوڑے حضور نے منع کیا۔ اور فرمایا جیسا کہ یہ شخص آنکھوں کا اندھا ہے ایسا ہی دل کا اندھا بھی ہے مگر سعد بن زید اشہلی نے حضور کے منع کرنے سے پہلے اپنی کمان سے اسکا سر پھوڑ دیا اور حضور یہاں سے گذر کر احد پہاڑ کی ایک گھاٹی میں جاکر ٹھہرے اور اپنے لشکر کی پشت اُحد کی طرف کر کے فرمایا کہ جب تک میں حکم نہ کروں تم لوگ جنگ نہ کرنا اور قریش نے انصار کی کھیتوں میں اپنے جانور چرنے چھوڑ دیئے تھے انصار میں سے ایک شخص نے ان جانوروں کو چرتے ہوئے دیکھ کر کہا افسوس ہے بنی قیلہ کی کھیتی چرا رہے ہیں۔ پھر حضور نے جب جنگ کا ارادہ کیا تو تیر اندازوں پر عبداللہ بن جبیر کو سردار بنایا۔ ان کے کپڑے اس روز بالکل سپید تھے اور یہ تیر انداز کل پچاس نفر تھے ان کو حکم دیا کہ تم سواروں کو تیروں کی ضرب سے ہمارے قریب نہ آنے دینا اور تم لوگ یہیں بیٹھے رہو اور تیر مارے جاؤ ایسا نہ ہو کہ کفار ہماری پشت کی طرف سے نہ آجائیں اور خود حضور نے اس روز دو زرہیں زیب بدن فرمائیں اور اپنے لشکر کا نشان مصعب بن عمیر کے حوالہ کیا ؎

ابن ہشام کہتے ہیں سمرہ بن جندب اور رافع بن خدیج کو حضور نے جنگ میں شریک ہونے کی اجازت دی حالانکہ پہلے آپ نے ان کو واپس کر دیا تھا جب عرض کیا گیا کہ حضور تیر انداز ہے تب آپ نے رافع کو اجازت دی پھر عرض کیا گیا کہ سمرہ رافع کو تیر اُٹھا اُٹھا کر دیا کریگا۔ تب آپ نے اُسکو بھی اجازت دی۔ ان دونوں کی عمر اس وقت پندرہ پندرہ سال کی تھی ؎

اور اُسامہ بن زید اور عبداللہ بن عمر بن خطاب اور زید بن ثابت بخاری اور براء بن عازب حارثی اور عمرو بن حزم بخاری اور اُسید بن ظہیر حارثی ان سب کو بسبب صغر سنی کے واپس کر دیا اور جنگ خندق میں شرکت کی اجازت دی تھی جو اس جنگ کے بعد ہوئی ہے ؎

ابن اسحاق کہتے ہیں اور قریش نے بھی اپنے لشکر کو آراستہ کیا۔ ان کے ساتھ تین ہزار فوج تھی جس میں دو سو سوار تھے لشکر کے میمنہ پر انہوں نے خالد بن ولید کو مقرر کیا اور میسرہ پر عکرمہ بن ابی جہل کو ؎

حضور نے اپنے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ تلوار مجھ سے اسکے حق کے ساتھ کون لیتا ہے۔ بہت سے لوگ اس کے لینے کو کھڑے ہوئے مگر حضور نے اُن کو نہ دی پھر ایک شخص ابو دجانہ نام کھڑے ہوئے یہ بنی ساعدہ میں سے تھے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس تلوار کا حق کیا ہے فرمایا اس کا حق یہ ہے کہ اس تلوار سے دشمن کو اسقدر قتل کرو کہ یہ تلوار ٹیڑھی ہو جائے ابو دجانہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اس کا حق ادا کرونگا۔ اور ابو دجانہ بڑے بہادر اور فنون حرب سے خوب واقف تھے ان کا قاعدہ تھا۔ کہ جب یہ جنگ کے واسطے نکلتے تو سرخ عمامہ سر پر باندھتے تھے۔ جسکو دیکھ کر لوگ جان لیتے کہ اب ابو دجانہ جنگ کو جاتے ہیں وہی سرخ عمامہ اس وقت انہوں نے باندھا اور دونوں صفوں کے درمیان میں نہایت شوکت و شان کے ساتھ پھرنے لگے حضور نے ان کے اس تکبر سے چلنے کو دیکھ کر فرمایا کہ اس چال سے خدا ناراض ہوتا ہے سوا ایسے موقع

کے یعنے جنگ میں کفاروں کے سامنے اس طرح چلتا جائز ہے +

ابن اسحاق کہتے ہیں مدینہ کا ایک شخص ابو عامر عبد عمرو بن صیفی بن مالک بن نعمان بنی ضبیعہ میں سے مدینہ سے بھاگ کر مکہ چلا گیا تھا اور اس کے پچاس غلام اور پندرہ آدمی اسکے قبیلہ کے اسکے ساتھ تھے اور یہ قریش سے کہا کرتا تھا کہ جب میں اپنی قوم سے جا کر ملوں گا تو ساری قوم میرے ساتھ ہو جائیگی چنانچہ اب جس وقت اس جنگ کا موقع ہوا۔ اور دونوں لشکر مقابل ہوئے تو اس ابو عامر نے اپنی قوم اوس کو آواز دی کہ اے گروہ اوس کے میں ابو عامر ہوں۔ اوس کے لوگوں نے جو مسلمان ہو گئے تھے کہا ہاں اے فاسق خدا تجھ سے کسی آنکھ کو ٹھنڈا نہ کرنے۔ راوی کہتا ہے جاہلیت کے زمانہ میں لوگ اس ابو عامر کو راہب کہتے تھے اور حضور نے اس کا نام فاسق رکھا تھا پس جب اس نے اپنی قوم کا یہ سخت جواب سنا تو کہنے لگا میرے پیچھے میری قوم پر شر نازل ہوا۔ کہ یہ سب میرے کہنے سے باہر ہو گئے پھر اس نے مسلمانوں سے سخت جنگ کی اور پھر ان پر پتھر برسانے لگا +

ابن اسحاق کہتے ہیں ابو سفیان نے اپنے لشکر کے علمبرداروں سے کہا اور ان کو جنگ کی ترغیب دلائی۔ کہ اے بنی عبد الدار بدر کی جنگ میں تم نے ہمارے جھنڈے کو گرا دیا جس سے ہم کو وہ مصیبت پہونچی یہ یاد رکھو کہ لشکر کی فتح و شکست جھنڈے پر موقوف ہے جب تک جھنڈا قائم رہتا ہے لشکر بھی قائم رہتا ہے اور جب جھنڈا گرتا ہے لشکر کے بھی پیر اکھڑ جاتے ہیں پس یا تو تم ثابت قدمی کے ساتھ جھنڈے کو اٹھاؤ ورنہ یا ہمارا جھنڈا ہمارے سپرد کرو۔ مطلب تھا۔ اس جواب کو ان کے سنکر بہت خوش ہوا۔ پھر جس وقت لشکروں میں جنگ شروع ہوئی ہندہ بنت عتبہ ابو سفیان کی جورو اور سب عورتوں کو اپنے ساتھ لیکر دف بجا کر گانے لگی اور مردوں کو جنگ پر ابھارتی تھی۔ چنانچہ ہندہ یہ کہتی تھی ؎

ویہا بنی عبد الدار [illegible] ضربا بکل بتار

(ترجمہ) ہاں اے بنی عبد الدار۔ اپنے دشمنوں کو خوب مار مار کر ہلاک کرو۔

اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اس جنگ میں یہ کہتے تھے امت امت یہ قول ابن ہشام کا ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں۔ پس ایسی جنگ مغلوبہ ہوئی کہ اپنے بیگانہ کی کچھ خبر نہ رہی ہر شخص اپنے جوش و خروش میں بھرا ہوا تھا۔ کوئی عشق الٰہی میں جام شہادت کا طالب تھا اور اپنی اس زندگانی فانی سے قرب یزدانی اور رضا رحمانی میں حیات جاودانی کو بمراتب بہتر سمجھتا تھا۔ اور کوئی اپنے قومی جوش اور نام آوری کی خاطر جان کھونے کی کوشش کر رہا تھا۔ ابو دجانہ انصاری نے ایسی شجاعت اور جوانمردی کو کام فرمایا کہ کفاروں کے چھکے چھڑا دئے۔ اور کشتوں کے پشتے لگا دئے جدھر رخ کرتے تھے صفیں الٹ دیتے تھے +

ابن ہشام کہتے ہیں۔ مجھ سے اہل علم نے بیان کیا ہے کہ زبیر بن عوام کہتے تھے جب میں نے حضور سے تلوار مانگی اور حضور نے مجھ کو نہ دی اور ابو دجانہ کو عنایت کی تو میرے دل میں ایک خیال پیدا ہوا۔ اور میں نے کہا۔ کہ باوجود اسکے کہ میں حضور کی پھوپھی صفیہ کا فرزند ہوں اور قریش سے ہوں۔ پھر حضور نے مجھ کو تلوار کیوں نہ دی۔ ابو دجانہ میں ایسی کیا صفت ہے کہ اسکو عنایت کی میں بھی دیکھونگا۔ کہ ابو دجانہ اس تلوار کا کیا حق ادا کرتا ہے پھر میں اٹھکر ابو دجانہ کے پیچھے ہو لیا اور میں نے دیکھا کہ ابو دجانہ نے اپنا سرخ عمامہ نکال کر باندھا۔ اس کو دیکھکر انصار کہنے لگے کہ اب ابو دجانہ جنگ ۔۔۔

واسطے تیار ہو گئے اور موت کا عمامہ انہوں نے نکال لیا۔ اور ان کی جنگ کی یہی علامت تھی اور یہ شعر اس وقت کہہ رہے تھے ؎

اَنَا الَّذِیْ عَاهَدَنِیْ خَلِیْلِیْ وَنَحْنُ بِالسَّفْحِ لَدَی النَّخِیْلِ

(ترجمہ) میں وہ شخص ہوں کہ مجھ سے میرے خلیل نے عہد لیا ہے اور ہم وہ لوگ ہیں کہ خون بہانا ہماری فہرست میں پڑا ہوا ہے

اَنْ لَا اَقُوْمَ الدَّهْرَ فِی الْکَبُوْلِ اَضْرِبْ بِسَیْفِ اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ

یہ کہ میں کبھی پچھلی صفوں میں لشکر کی نہ کھڑا ہوں۔ اور خدا اور رسول کی تلوار کے ساتھ کفاروں کو قتل کروں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر جس وقت ابو دجانہ نے مشرکین پر حملہ کیا جو سامنے آیا اسی کو قتل کیا۔ زبیر بن عوام کہتے ہیں مشرکین میں ایک شخص ایسا شریر تھا کہ جس مسلمان کو زخمی دیکھتا اس کو شہید کر دیتا اتفاق سے ابو دجانہ کا اور اس کا سامنا ہوا۔ زبیر کہتے ہیں میں دعا کر رہا تھا کہ ان دونوں کا مقابلہ ہو جائے۔ چنانچہ اس نے ابو دجانہ پر تلوار کا وار کیا۔ ابو دجانہ نے اس کی تلوار کو اپنی ڈھال پر روکا پھر ابو دجانہ نے اپنی شمشیر آبدار کا ایسا وار کیا کہ اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ زبیر کہتے ہیں اس وقت میں نے اپنے دل میں کہا کہ بیشک خدا اور رسول ہی خوب جانتے ہیں واقعی ابو دجانہ ہی اس تلوار کا حق ادا کرنے کے قابل تھے۔ ابو دجانہ کہتے ہیں میں نے ایک شخص کو دیکھا جو لوگوں کو نہایت تیزی سے جنگ پر ابھار رہا ہے۔ میں اس کی طرف متوجہ ہوا اور جب میں نے اس پر تلوار اٹھائی تو معلوم ہوا کہ وہ عورت ہے پس میں نے حضور کی تلوار کی بزرگی کی اور خیال کیا کہ اس تلوار سے عورت کو قتل کرنا اس کی کسر شان ہے۔

اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے بھی بہت سے کفار جہنم واصل کیے چنانچہ ارطاۃ بن عبد شرحبیل بن عبد مناف بن عبد الدار جو مشرکین کے علم برداروں میں سے تھا آپ کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ پھر سباع بن عبد العزیٰ غبشانی جس کی کنیت ابو نیار تھی حضرت حمزہ کے سامنے سے گزرا۔ آپ نے اس سے فرمایا اے ابن مقطعہ میرے سامنے آ اس کی ماں ام انمار شریق بن عمرو بن وہب ثقفی کی آزاد لونڈی تھی۔ اور مکہ میں عورتوں کے ختنہ کیا کرتی تھی۔ ابو نیار حضرت حمزہ کے سامنے آیا۔ آپ نے فوراً اس کو قتل کیا۔ وحشی بن جبیر مطعم کا غلام کہتا ہے۔ حضرت حمزہ نے میرے سامنے ابو نیار کو قتل کیا اور برابر اپنی تلوار سے لوگوں کو قتل و زخمی کر رہے تھے۔ میں نے اپنے حربہ کو گردش دی اور جب مجھ کو اس پر پورا اطمینان ہو گیا حضرت حمزہ کی طرف میں نے اس کو رہا کیا اور وہ سیدھا جا کر ان کے زیر ناف لگا۔ اور دونوں ٹانگوں کے درمیان سے نکل کر گر پڑا۔ حضرت حمزہ میری طرف متوجہ ہوئے مگر فوراً گر پڑے میں ٹھیر ا رہا۔ آخر جب وہ ٹھنڈے ہو گئے میں نے اپنا حربہ ان کے پاس جا کر اٹھا لیا اور خیمہ میں آ کر بیٹھ گیا کیونکہ اور کچھ میری ضرورت نہ تھی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جعفر بن عمرو بن امیہ ضمری سے روایت ہے۔ کہتے ہیں میں اور عبید اللہ بن عدی بن خیار معاویہ کے زمانہ حکومت میں شام کے شہر حمص میں گئے۔ وحشی جبیر بن مطعم کا آزاد غلام بھی یہیں رہتا تھا جب ہم اس شہر میں آئے تو عبید اللہ بن عدی نے مجھ سے کہا کہ چلو وحشی سے حضرت حمزہ کے قتل کا واقعہ دریافت کریں۔ میں نے کہا اچھا چلو۔ پس ہم دونوں وحشی سے ملنے کیلئے روانہ ہو گئے۔ اور لوگوں سے ہم نے اس کا پتہ

پوچھنا شروع کیا۔ ایک شخص نے کہا کہ وحشی شراب بہت پیتا ہے اور وہ اپنے گھر کے صحن میں بیٹھا ہوگا۔ اگر تم اس کو دیکھو کہ ہوش میں ہے تب تم اس سے جو کچھ بات کرنی ہو کرنا۔ اور اگر دیکھو کہ نشہ میں ہے تو اُلٹے چلے آنا ہرگز کچھ بات نہ کرنا یہ دونوں شخص کہتے ہیں ہم وحشی کے مکان پر پہونچے۔ اور ہم نے دیکھا کہ ایک بڈھا بغاث کی طرح سے غالیچہ پر بیٹھا ہے اور ہوشیار ہے نشہ میں نہیں ہے ہم نے جا کر سلام کیا اس نے جواب دیا اور عبید اللہ بن عدی سے کہا کہ تو عدی بن خیار کا بیٹا ہے۔ عبید اللہ نے کہا ہاں وحشی نے کہا ایک دفعہ جبکہ تو اپنی ماں کا دودھ پیتا تھا تب میں نے تجھ کو تیری ماں سعدیہ کے ساتھ اونٹ پر سوار کرایا تھا۔ اور تیرے چہرا اس وقت میں نے غور سے دیکھے تھے پس انہیں کو دیکھ کر اب میں نے تجھ کو پہچان لیا۔ عبید اللہ کہتے ہیں پس ہم وحشی کے پاس بیٹھے تھے اور ہم نے کہا ہم تمہارے پاس اس واسطے آئے ہیں کہ تم سے حضرت حمزہ کے قتل کا واقعہ سنیں کہ تم نے اُن کو کیوں کر شہید کیا۔ وحشی نے کہا ہاں یہ واقعہ میں تم سے اسی طرح بیان کروں گا جس طرح کہ میں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کیا ہے اور پھر وحشی نے وہی واقعہ جو اوپر مذکور ہوا۔ ان دونوں کے سامنے بیان کیا۔ پھر کہنے لگا حضرت حمزہ کو شہید کر کے میں مکہ میں آیا اور میرے آقا جبیر بن مطعم نے موافق شرط کے مجھ کو آزاد کر دیا۔ میں مکہ ہی میں رہتا تھا یہانتک کہ جب حضور نے مکہ بھی فتح کر لیا۔ میں طائف میں بھاگ گیا۔ پھر جب حضور نے طائف بھی فتح کیا اور وہاں کے سب لوگ مسلمان ہو گئے۔ میں پریشان ہوا کہ اب میں کیا کروں کبھی خیال کرتا تھا کہ ملک شام کی طرف بھاگ جاؤں کبھی یمن کی طرف جانے کا خیال کرتا تھا آخر اسی فکر میں تھا کہ ایک شخص نے مجھ سے کہا تجھ کو خرابی ہو۔ حضور کی خدمت میں جا کر مسلمان کیوں نہیں ہو سکتا ہے۔ قسم ہے خدا کی جو شخص مسلمان ہو جاتا ہے حضور اس سے کچھ نہیں فرماتے ہیں میں اس شخص سے یہ سنکر حضور کی خدمت میں مدینہ میں حاضر ہوا۔ اور حضور کے پس پشت کھڑے ہو کر کلمۂ شہادت پڑھنے لگا حضور نے جب مجھ کو دیکھا فرمایا کیا وحشی ہے میں نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا بیٹھ جا اور بیان کر کہ تو نے حمزہ کو کیونکر قتل کیا۔ میں نے اسی طرح حضور کے سامنے یہ واقعہ بیان کیا۔ جیسا کہ تم دونوں کے سامنے بیان کیا ہے پھر جب میں بیان کر چکا۔ تو حضور نے فرمایا کہ تجھ کو خرابی ہو خبردار اب مجھ کو اپنا منہ نہ دکھلائیو۔ پس جب میں حضور کی مجلس میں حاضر ہوتا تھا تو حضور کی پشت کی طرف بیٹھ جاتا تھا۔ تاکہ حضور مجھ کو نہ دیکھیں۔ یہانتک کہ حضور کا انتقال ہوا۔ اس کے بعد مسلمانوں نے مسیلمہ کذاب پر خروج کشی کی۔ میں بھی اس فوج کے ساتھ ہوا۔ یہانتک کہ جب دونوں لشکروں میں جنگ مغلوبہ واقع ہوئی۔ تو میں نے دیکھا کہ مسیلمہ کذاب ہاتھ میں تلوار لئے ہوئے کھڑا ہے۔ میں نے اپنا وہی حربہ جس سے حضرت حمزہ کو شہید کیا تھا مسیلمہ کے سامنے گردش دینا شروع کیا اور جب وہ پوری گردش کھا چکا اُس وقت اس کو میں نے مسیلمہ کی طرف رہا کیا ادھر سے میں نے یہ حربہ اس کی طرف چھوڑا۔ اور دوسری طرف سے ایک انصاری نے دوڑ کر مسیلمہ کے تلوار ماری اب خدا کو علم ہے۔ کہ ہم دونوں کے حربوں میں سے کس کے حربے نے اسکو قتل کیا۔ اگر میرے حربہ نے اس کو قتل کیا تو یہ میرے حضرت حمزہ کو قتل کرنے کا کفارہ ہو گیا۔ کیونکہ جیسے میں نے رسول خدا کے بعد خیر الناس حضرت حمزہ کو قتل کیا۔ ایسے ہی شر الناس مسیلمہ کذاب کو قتل کیا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت عمرؓ سے روایت ہے اور آپ یمامہ کی جنگ میں شریک تھے فرماتے ہیں۔ میں نے سنا کہ ایک شخص پکار کر کہہ رہا تھا مسیلمہ کو حبشی غلام نے قتل کیا ہے ؂

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ کو یہ روایت پہونچی ہے کہ وحشی پر شراب کی حد یں اسقدر جاری ہوئیں کہ آخر کار دیوان سے بھی اس کا نام خارج کیا گیا۔ اور حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ قاتل حمزہ پر بہ خدا کی طرف سے ایک عذاب ہے وہ نہیں چاہتا کہ یہ چین سے بیٹھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور احد کی جنگ میں مصعب بن عمیر نے حضور کے ساتھ اسقدر جہاد کیا کہ آخر شہید ہوئے اور ابن قمۂ لیثی نے ان کو قتل کیا اور وہ یہ سمجھتا تھا کہ میں نے حضور کو شہید کر دیا ہے اور اسی خیال میں اس نے قریش سے آکر کہا کہ میں نے محمد کو قتل کر دیا ہے۔ اور مصعب بن عمیر کے شہید ہونے کے بعد حضور نے اپنا نشان حضرت علی کو عنایت کیا اور حضرت علی نے نہایت سرگرمی سے جہاد کرنا شروع کیا اور بہت سے مسلمان بھی آپکے ساتھ تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں جب بازار قتل و قتال گرم ہوا حضور انصار کے نشان کے نیچے تشریف فرما ہوئے۔ اور حضرت علی کو حکم بھیجا کہ نشان کو آگے بڑھاؤ۔ حضرت علی فوراً حسب الارشاد نشان کو لیکر آگے بڑھے اور فرمایا میں ابوالقصیم ہوں ابو سعد بن ابی طلحہ مشرکوں کے علم بردار نے آپ کو آواز دی کہ اے ابوالقصیم میدان میں آتے ہو آپ نے فرمایا ہاں آتا ہوں۔ اور اسی وقت آپ میدان میں تشریف لائے۔ ابو سعد نے ایک ضرب آپ پر لگائی آپ نے اس کا حملہ رد کر کے ایسی تلوار ماری کہ صاف دو ٹکڑے کر دیئے۔ اور بعض لوگ اس واقعہ کو اس طرح روایت کرتے ہیں کہ ابو سعد نے میدان میں آکر آواز دی کہ کوئی ہے جو میرے مقابل آئے اسی طرح کئی بار آواز دی جب مسلمانوں میں سے کوئی اس کے مقابلہ کو نہ آیا تب اس نے کہا کہ اے اصحاب محمد تم کہتے ہو کہ ہم میں سے جو قتل ہوتا ہے وہ جنت میں جاتا ہے اور ہمارے مخالفوں میں سے جو قتل ہوتا ہے وہ دوزخ میں جاتا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ تم میں سے کوئی میرے مقابل نہیں آتا معلوم ہوا کہ تم لوگ جھوٹے ہو اگر سچے ہوتے تو ضرور میرے مقابل آتے یہ بات سنکر حضرت علی اسکے مقابل آئے اور اسکے حملہ کو رد کر کے ایک وار میں اس کا کام تمام کیا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں ابو سعد کو سعد بن ابی وقاص نے قتل کیا ہے۔

اور عاصم بن ثابت بن ابی اقلح نے مسافع بن طلحہ اور اسکے بھائی جلاس بن طلحہ کو تیر سے قتل کیا جس وقت یہ میدان میں تڑپ رہا تھا۔ اس کی ماں سلافہ نے آن کر اس کا سر اپنی گود میں رکھ لیا۔ اور اس سے پوچھا کہ اے لخت جگر تیرے کس شخص نے تیر مارا۔ اس نے کہا اے ماں جس وقت یہ تیر میرے لگا تو ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ اس تیر کو لے۔ اور میں ابن ابی اقلح ہوں۔ سلافہ اسکی ماں نے یہ سنکر قسم کھائی۔ کہ اگر عاصم کی کھوپری میرے ہاتھ لگیگی تو وہ اس میں شراب پیئے گی۔ اور عاصم نے خدا سے یہ عہد کیا تھا کہ کبھی مشرک کو ہاتھ نہ لگائیگا۔ اور نہ مشرک سے اپنے بدن کو ہاتھ لگوائے گا۔ راوی کہتا ہے اس وقت مشرکوں کا علم بردار عثمان بن ابی طلحہ تھا اس کو حضرت حمزہ نے قتل کیا۔ اور حنظلہ بن ابی عامر نے ابو سفیان کو دیکھ کر اسکی طرف حملہ کیا۔ مگر ہنوز ضرب نہ کیا تھا جو پیچھے سے غفلت میں شداد بن اوس نے انکو شہید کر دیا۔ حضور نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ تمہارے بھائی حنظلہ کو فرشتے غسل دے رہے ہیں جاؤ ان کی بیوی سے دریافت کرو کہ یہ کس حالت میں تھے صحابہ نے دریافت کیا۔ تو ان کی بیوی نے کہا کہ ان کو نہانے کی ضرورت تھی۔ مگر جہاد کی آواز سنتے ہی فوراً گھر سے بغیر غسل کئے چلے گئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں حدیث میں وارد ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے سب سے بہتر اور

افضل وہ شخص ہے جو اپنے گھوڑے کی لگام ہے جس وقت اس کو مسلمانوں کے جہاد پر جانے کی آواز سنائی دیتی ہے فوراً اڑجاتا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جس وقت حضور کو حنظلہ بن ابی عامر کی اس حالت کی خبر ہوئی فرمایا اسی سبب سے فرشتے ان کو غسل دے رہے ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت اور فتح و ظفر مسلمانوں پر نازل فرمائی۔ چنانچہ مسلمانوں نے کفاروں اور مشرکین کو ملتے مارتے بھگانا شروع کیا۔ اور ان کے لشکر کے ٹکڑے ہو گئے۔ اور ایسی ہزیمت حاصل ہوئی جس میں کچھ شک و شبہ نہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں عبداللہ بن زبیر سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا ہندہ بنت عتبہ اور اس کے ساتھ کی سب عورتیں بے تحاشا بھاگی چلی جاتی ہیں اور کسی چیز کی طرف مڑ کر نہ دیکھتی تھیں۔ اس شکست کو دیکھ کر وہ تیر انداز جن کو حضور نے پہاڑ کے درہ میں بٹھایا تھا۔ وہاں سے اٹھ کر لشکر کی طرف مال غنیمت کے لوٹنے کے لالچ سے چلے آئے۔ اور اسی وقت شیطان نے آواز دی کہ محمد قتل ہو گئے۔ بس اس آواز کو سن کر مشرکین اسی درہ میں سے جو اب خالی ہو گیا تھا مسلمانوں پر پلٹ پڑے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ مشرکین کا نشان گرا ہوا پڑا تھا کہ اتنے میں ایک عورت عمرہ بنت علقمہ حارثیہ نام نے آکر اس جھنڈے کو اٹھایا پھر اس عورت سے یہ جھنڈا ایک حبشی غلام صواب نام نے لے لیا اس غلام کے دونوں ہاتھ کٹ گئے۔ تب اس نے بیٹھ کر اپنی ٹانگوں میں اسکو پکڑ لیا۔ یہاں تک کہ یہ مقتول ہوا۔ اور مرتے وقت کہہ رہا تھا اے اللہ میں نے اپنی کوشش میں کچھ کسر نہیں کی اور یہ غلام قریش کا آخری علم بردار تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں مشرکین کے اس حملہ سے مسلمانوں کے لشکر ظفر پیکر میں ایک طرح کی درہمی و برہمی پیدا ہوئی۔ اور واقعی یہ دن مسلمانوں کے واسطے پوری آزمائش کا تھا جن کو خدا نے چاہا وہ لوگ شہادت سے فائز ہوئے یہاں تک کہ دشمن کی فوج کا حضور تک گذر ہوا۔ اور عتبہ بن ابی وقاص نے ایک پتھر حضور کے چہرۂ مبارک پر مارا جس سے آپ کے اگلے چاروں دانت شہید ہوئے اور ہونٹ زخمی ہوا اور سر مبارک میں بھی چوٹ آئی۔ اور خون تمام چہرہ پر جاری ہوا۔ اور اس وقت حضور نے فرمایا وہ لوگ کیسے فلاح پا سکتے ہیں جو اپنے نبی کے چہرہ کو خون آلودہ کریں حالانکہ ان کا نبی ان کو ان کے رب کی طرف بلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسکے متعلق یہ آیت نازل فرمائی۔ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ۔

ابن ہشام کہتے ہیں ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ عتبہ بن ربیعہ نے حضور کو پتھر مارا تھا جس سے آپ کے دائیں طرف کے نیچے کے دندانِ مبارک شہید ہوئے اور نیچے کے ہونٹ میں بھی چوٹ آئی اور پیشانی بھی آپ کی زخمی ہوئی۔ اور ابن قمیہ ملعون نے حضور کے رخسارہ کو زخمی کیا اور آپ کے خود کے حلقوں میں سے دو حلقے آپ کے رخساروں کے اندر داخل ہوئے۔ اور مشرکین نے چند گڑھے پوشیدہ کھود رکھے تھے تاکہ مسلمان غفلت کی حالت میں ان کے اندر گر پڑیں۔ چنانچہ حضور انہیں گڑھوں میں سے ایک گڑھے میں واقع ہوئے۔ اور یہ کارروائی ابو عامر کی تھی۔ حضرت علی نے حضور کا ہاتھ پکڑا۔ اور طلحہ بن عبیداللہ نے آپ کو سہارا دیا تب آپ

گڑھے سے نکل کر سیدھے کھڑے ہوئے اور مالک بن سنان ابوسعید خدری کے والد نے آپ کے زخم سے خون چوس کر
کلیاں کیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میرا خون چوسا وہ دوزخ میں نہ جائیگا اور طلحہ بن عبیداللہ کی شان
میں فرمایا جو شخص شہید کو زمین پر پھرتا ہوا دیکھنا چاہے وہ طلحہ بن عبیداللہ کو دیکھے۔

حضرت عائشہ حضرت صدیق اکبر سے روایت کرتی ہیں کہ ابوعبیدہ بن جراح نے جب خود کا ایک حلقہ جو آپ
کے رخسارہ میں چبھ گیا تھا نکالا۔ اس سے آپ کے دو دانت نکل پڑے اور جب دوسرا حلقہ نکالا اس سے دوسرے
دو دانت بھی باہر آگئے چنانچہ حضور کے چاروں دانت شہید ہوئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جس وقت مشرکین نے حضور کی جانب ہجوم کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کون شخص ہے جو ہمارے
واسطے اپنی جان کو فروخت کر کے جنت کو خرید لے یہ سنکر زیاد بن سکن پانچ انصار کے ساتھ کھڑے ہوئے اور ایک
ایک کر کے سب لڑے اور شہید ہوئے۔ پھر مسلمانوں کا ایک گروہ حضور کے پاس آگیا اور اس نے مشرکین کو مار مار
کر وہاں سے ہٹا دیا حضور نے فرمایا زیاد کو جو مجروح پڑے ہوئے تھے میرے قریب کر دو مسلمانوں نے ان
کو حضور کے قریب کر دیا حضور نے اپنے پیر پر ان کا سر رکھ لیا اور حضور کے پیر ہی پر سر رکھے ہوئے انکی روح پرواز ہوئی

ابن ہشام کہتے ہیں ام عمارہ نسیبہ بنت کعب مازنیہ بھی احد کی جنگ میں مردانہ دلیرانہ خوب لڑائی
لڑی۔ چنانچہ ام سعد بنت سعد بن ربیع کہتی ہیں۔ میں ام عمارہ کے پاس گئی۔ اور میں نے کہا اے خالہ صاحبہ مجھ کو بتلائیے
کہ احد میں آپ نے کیونکر جنگ کی تھی اور کیا واقعہ درپیش ہوا تھا ام عمارہ نے بیان کیا کہ میں صبح کے وقت یہ دیکھنے چلی
کہ اب لوگ کیا کر رہے ہیں۔ اور میرے پاس ایک مشک پانی سے بھری ہوئی تھی۔ میں حضور کے پاس پہنچی۔ اور
اس وقت مسلمانوں کا غلبہ تھا۔ اور ان کی فتح ہو چکی تھی۔ پھر جب مسلمانوں کی شکست ہوئی میں حضور کے پاس
کھڑی ہوئی تلوار اور تیر سے جنگ کر رہی تھی۔ یہاں تک کہ میں زخمی ہو گئی۔ پھر میں حضور کے پاس آئی اور آپ
کے شانہ پر میں نے ایک گہرا زخم دیکھا پوچھا کہ حضور یہ زخم آپ کو کس نے پہونچایا۔ حضور نے فرمایا ابن قمئہ نے
خدا اس کو خراب کرے۔ پھر جب لوگ حضور کے پاس سے متفرق ہو گئے تو ابن قمئہ یہ کہتا ہوا آیا کہ مجھ کو بتلاؤ
محمد کہاں ہے۔ اگر انہوں نے نجات پائی تو میں ہرگز نجات نہ پاؤں گا۔ ام عمارہ کہتی ہیں میں اور مصعب بن
عمیر اور چند لوگ جو حضور کے ساتھ تھے اس کی طرف بڑھے۔ اس نے مجھ پر حملہ کیا۔ مگر وہ حملہ مجھ پر نہ پڑا۔ میں
نے اس پر تلوار کے چند وار کئے مگر دشمن خدا دو زرہیں پہنے ہوئے تھا میری تلوار اس پر کارگر نہ ہوئی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ ابودجانہ نے اپنے جسم کو حضور پر ڈھال بنا دیا تھا۔ اور ان کی پشت میں برابر
تیر لگ رہے تھے اور یہ حضور پر جھکے ہوئے تھے۔ اور سعد بن ابی وقاص حضور کے پاس کفاروں کو تیر مار رہے
تھے سعد کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ حضور مجھ کو تیر اٹھا اٹھا کر دیتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں تیر مار میرے ماں باپ تجھ پر
فدا ہوں۔ یہاں تک کہ بعض دفعہ حضور نے مجھ کو ایسا تیر اٹھا کر دیا جس میں پھلا بھی نہ تھا اور فرمایا اس کو مار۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اس روز خود حضور نے بھی تیر اندازی کی اور پھر حضور کی کمان قتادہ بن نعمان نے
لے لی چنانچہ انہیں کے پاس رہی اور قتادہ کی آنکھ کو ایسی ضرب پہونچی جس سے انکی آنکھ نکل کر رخسارہ پر آن پڑی
حضور نے پھر اس آنکھ کو اپنے دست مبارک سے حلقہ میں رکھ دیا۔ اسی وقت وہ آنکھ پہلے سے زیادہ صحیح و سالم

اور تیز نظر ہو گئی ؂

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ انس بن نضر انس بن مالک کے چچا کا گذر طلحہ بن عبید اللہ اور عمر بن خطاب وغیرہ مہاجرین اور انصار کے چند لوگوں کے پاس ہوا۔ یہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے انس نے ان سے کہا تم لوگ کیوں بیٹھے ہو۔ انہوں نے کہا۔ رسول خدا تو قتل ہو گئے اب ہم کیا کریں۔ انس نے کہا پھر تم رسول خدا کے بعد زندہ رہ کر کیا کرو گے جس طرح ان کا انتقال ہوا تم بھی اسی طرح مر جاؤ۔ پھر انس کفاروں کی طرف متوجہ ہوئے اور اسقدر لڑے کہ آخر شہید ہوئے۔ انہیں کے نام پر انس کا نام رکھا گیا ہے ؂

انس بن مالک کہتے ہیں اُس روز جو دیکھا گیا۔ تو انس بن نضر میرے چچا کے جسم میں ستر زخم کے نشان تھے اور مقتولوں میں اُن کی لاش کوئی پہچان نہ سکا فقط اُن کی بہن نے اُن کی انگلیوں سے اُنکو پہچانا ؂

ابن ہشام کہتے ہیں عبدالرحمن بن عوف کے چہرہ میں سخت زخم آیا۔ اور بیس سے زائد زخم ان کے اور بدن پر لگے جن میں زیادہ زخم ان کی ٹانگ میں تھے۔ اور اُن کے سبب سے انکی ٹانگ میں لنگ ہو گیا تھا ؂

ابن اسحاق کہتے ہیں مسلمانوں کی شکست اور لوگوں میں حضور کے قتل کی خبر مشہور ہونے کے بعد جس شخص نے اول آپ کو دیکھ کر پہچانا وہ کعب بن مالک تھے یہ کہتے ہیں۔ میں نے خود میں سے حضورؐ کی دونوں آنکھیں چمکتی ہوئی دیکھ کر آپ کو پہچانا۔ اور پکار کر آواز دی کہ اے معشر مسلمین خوش ہو جاؤ یہ رسول خدا صحیح و سلامت موجود ہیں۔ حضورؐ نے میری طرف اشارہ فرمایا کہ خاموش رہو ؂

ابن اسحاق کہتے ہیں جب مسلمانوں نے حضور کو پہچان لیا۔ سب آپ کی طرف آنے شروع ہوئے اور آپ اُنکو لیکر گھاٹی کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ کے ساتھ ابوبکر صدیق اور عمر بن خطاب اور حضرت شیر خدا علی مرتضیٰ اور طلحہ بن عبید اللہ اور زبیر بن عوام اور حرث بن صمہ وغیرہ بہادرانِ صحابہ حاضر تھے اور جس وقت آپ گھاٹی کے قریب پہونچے۔ ابی بن خلف آپ کو آواز دیتا ہوا آیا۔ اصحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں سے ایک شخص اسکے مقابلے کو کافی ہے۔ حضور نے فرمایا اسکو میرے سامنے آنے دو چنانچہ جب وہ حضور کے قریب آیا حضور نے حرث بن صمہ سے ہتھیار لیکر اُسکو اسطرح ہلایا کہ ہم سب لوگ آپ کے پاس سے اس طرح ہٹ گئے جیسے اونٹ کی پشت پر سے مکھیاں اُڑ جاتی ہیں۔ اور ابی بن خلف کی گردن پر آپ نے اُسکو مارا۔ اور ابی اُس کے صدمہ سے لرز گیا۔ اور گھوڑے پر سے لڑھکنے لگا ؂

ابن اسحاق کہتے ہیں ابی بن خلف جب مکہ میں حضورؐ سے ملتا تو کہتا تھا کہ اے محمدؐ میں ایک گھوڑا سونا کھلا کھلا کر پرورش کر رہا ہوں۔ اُس پر سوار ہو کر تم کو قتل کرونگا حضورؐ نے فرمایا بلکہ میں انشاء اللہ تعالیٰ تجھ کو قتل کرونگا۔ اب جو یہ ضیت حضور کے ہاتھ سے اپنی گردن میں زخم لگوا کر اُسی گھوڑے پر گرتا پڑتا بھاگا سیدھا قریش کے پاس پہنچا اور کہنے لگا۔ قسم ہے خدا کی محمد نے مجھ کو قتل کر دیا۔ قریش نے کہا تو نے ہمت ہار دی ہے زخم تو کچھ زیادہ تیرے لگا نہیں ہے۔ کہنے لگا کہ میں محمد نے مجھ سے کہا تھا۔ کہ میں تجھ کو قتل کرونگا۔ پس قسم ہے خدا کی اگر محمد مجھ پر تھوک بھی دیتے۔ تو میں ضرور قتل ہو جاتا۔ اور اب تو انہوں نے

نے مجھ کو زخمی کر دیا اب میں ہر گز جانبر نہیں ہو سکتا۔ پھر جب قریش مکہ واپس ہوئے تو اس دشمن خدا ابی بن خلف کی روح ناپاک مقام سرف میں جہنم کو اسی حضورؐ کے زخم کی معرفت روانہ ہوئی۔

پھر جب حضور پہاڑ کی گھاٹی پر تشریف لائے حضرت علی نے پانی بھر کر حاضر کیا تاکہ حضورؐ پئیں مگر بدبو کے سبب سے آپ نے نہ پیا۔ اور اپنے چہرہ اور سر سے خون کو دھویا۔ اور فرمایا اُس شخص پر سخت غضب الٰہی نازل ہوگا جس نے اپنے نبیؐ کے چہرہ کو خون آلودہ کیا۔ سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں۔ مجھ کو جیسی اپنے بھائی عتبہ کے قتل کرنے کی خواہش اور حرص تھی۔ ایسی کسی کے قتل کرنے کی نہ تھی۔ کیونکہ اسی نے حضور کو زخمی کیا تھا۔ مگر جب میں نے حضورؐ سے یہ کلمہ سُنا خدا کا سخت غضب اُس پر نازل ہوگا جس نے اپنے نبی کے چہرہ کو خون آلود کیا۔ بس میں نے اس غضب الٰہی ہی کو اُسکے واسطے کافی سمجھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ حضورؐ اپنے چند صحابہ کے ساتھ پہاڑ کی گھاٹی پر پہونچے تھے جو کفاروں کے ایک گروہ نے گھاٹی پر حملہ کیا۔ اور ان کفاروں میں خالد بن ولید بھی تھا حضورؐ نے اُس وقت دُعا کی۔ کہ اے اللہ یہ لوگ ہمارے پاس نہ پہونچ سکیں۔ اور عمر بن خطاب نے چند مہاجرین کے ساتھ ان مشرکین کا مقابلہ کیا۔ اور مارتے مارتے ان کو بھگا دیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر حضورؐ نے ایک اُونچے پتھر پر چڑھنا چاہا مگر چونکہ دو زرہوں کے پہننے سے آپ کا بدن بھاری ہو گیا تھا۔ اس سبب سے آپ اُس پر چڑھ نہ سکے۔ پس طلحہ اُسکے نیچے بیٹھ گئے۔ اور آپ طلحہ کی پشت پر کھڑے ہو کر اُس پتھر پر چڑھے اور فرمایا طلحہ نے جنت واجب کر لی کہ رسول خدا کے ساتھ ایسا کام کیا۔

ابن ہشام کہتے ہیں۔ اُحد کی جنگ کے روز حضورؐ نے ظہر کی نماز زخموں کے سبب سے بیٹھ کر ادا کی اور مسلمانوں نے بھی بیٹھ کر آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں بعض مسلمان بھاگ کر مدینہ سے ایک منزل دور منقی پہاڑ کے پاس جا پہنچے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ جس وقت حضورؐ اُحد کی جنگ کے واسطے تشریف لیچلے ہیں۔ حسیل بن جابر جن کا نام یمان تھا اور حذیفہ بن یمان کے یہ باپ تھے یہ اور ثابت بن وقش اپنے بچوں اور عورتوں کو لیکر مدینہ کے باہر چلے گئے تھے۔ وہاں ان دونوں نے مشورہ کیا کہ ہم دونوں آدمی بڈھے ہیں۔ اگر آج نہ مرے تو کل ضرور مرینگے پھر چلیں ہم بھی کفاروں کو قتل کرتے ہوئے حضور سے کیوں نہ جا ملیں۔ شاید خدا ہم کو شہادت نصیب فرمائے۔ پھر یہ دونوں تلواریں پکڑ کر کفاروں پر جا پڑے۔ اور لوگوں میں رل مل گئے۔ ثابت بن وقش کو تو کفاروں نے شہید کیا۔ اور حسیل بن جابر ابو حذیفہ کے باپ کو ناواقفیت میں مسلمانوں نے شہید کر دیا۔ حذیفہ نے کہا قسم ہے خدا کی یہ تو میرے باپ ہیں۔ مسلمانوں نے کہا قسم ہے خدا کی ہم نے ان کو نہیں پہچانا۔ اور واقعی اُنہوں نے سچ کہا۔ حذیفہ نے کہا خدا تم کو معاف کرے وہ ارحم الراحمین ہے۔ پھر حضور نے حذیفہ کو ان کے باپ کا خون بہا دینا چاہا۔ مگر حذیفہ نے نہ لیا۔ اور مسلمانوں کو معاف کر دیا۔ اس سے حذیفہ کی قدر و منزلت خدا و رسولؐ اور مسلمانوں کے نزدیک بہت زیادہ ہوئی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ مسلمانوں میں ایک شخص حاطب بن اُمیہ بن رافعہ تھا۔ اس کا بیٹا اس جنگ میں سخت زخمی ہوا۔ نام اس کا یزید بن حاطب تھا۔ اسکو اسکے گھر پہونچا دیا گیا۔ اور سب گھر کے لوگ اس کے پاس جمع تھے اور اس کی نزع کی حالت تھی۔ مسلمان اس سے کہہ رہے تھے اے حاطب کے بیٹے تجھ کو جنت کی بشارت ہو۔ اور حاطب اس لڑکے کا باپ ایک بوڑھا منافق تھا۔ اسی روز اس کا نفاق ظاہر ہوا۔ چنانچہ مسلمانوں کو اس نے جواب دیا۔ کہ اس کو کس چیز کی تم خوش خبری دے رہے ہو۔ کیا ایسی جنت کے ساتھ اس کو فریب دے رہے ہو۔ جس میں حرمل[۱] کے درخت ہیں ؛

ایک شخص کا بیان جس کا نام قزمان تھا

ابن اسحاق کہتے ہیں انصار میں ایک شخص مسافر آیا ہوا تھا۔ یہ نہ معلوم تھا کہ یہ کس قوم سے ہے اور لوگ اس کو قزمان کہتے تھے جب حضور کے سامنے اس کا ذکر ہوتا حضور فرماتے یہ شخص دوزخی ہے۔ جب اُحد کی جنگ ہوئی تو اس شخص نے تن تنہا آٹھ یا سات مشرکین کو قتل کیا۔ اور پھر یہ سخت زخمی ہوا۔ چنانچہ لوگ اس کو اٹھا کر بنی ظفر کے محلہ میں لائے اور مسلمان اس سے کہنے لگے۔ کہ اے قزمان آج تیری خوب آزمائش ہوئی۔ پس اب تو جنت کی بشارت حاصل کر۔ اس نے کہا مجھ کو کچھ بشارت کی ضرورت نہیں ہے میں صرف اپنی قوم کی حمایت کیواسطے لڑا ہوں۔ اگر مجھ کو یہ خیال نہ ہوتا۔ تو میں ہرگز جنگ نہ کرتا۔ پھر جب اس شخص کے زخموں کی تکلیف اسکو زیادہ معلوم ہوئی۔ ترکش سے تیر نکال کر اس نے خودکشی کر لی ؛

مخیریق یہودی کی شہادت کا واقعہ

ابن اسحاق کہتے ہیں اُحد کے مقتولوں میں سے ایک مخیریق ہے یہ بنی ثعلبہ بن فیطون میں سے تھا جب اُحد کی جنگ شروع ہوئی اس نے یہودیوں سے کہا کہ اے گروہ یہود تم جانتے ہو کہ محمدؐ کی مدد کرنا تم پر فرض ہے یہودیوں نے کہا آج ہفتہ کا روز ہے مخیریق نے کہا ایسے وقت پر کچھ ہفتہ کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر مخیریق نے تلوار لیکر کفاروں سے مقابلہ کیا۔ اور اپنی قوم یہود سے یہ بھی کہہ دیا۔ کہ اگر میں قتل ہو گیا تو میرا کل مال حضرت محمدؐ کا ہے اُن کو اختیار ہے جو چاہیں کریں۔ اور مخیریق نے کفاروں کو قتل کرنا شروع کیا۔ یہانتک کہ خود بھی شہید ہوا۔ حضورؐ نے فرمایا مخیریق یہود میں سب سے بہتر تھا ؛

حرث بن سوید بن صلت کا بیان

ابن اسحاق کہتے ہیں یہ شخص منافق تھا۔ مسلمانوں کے ساتھ اُحد کی جنگ میں شریک ہوا اور موقعہ پاکر غفلت میں مجذر بن زیاد بلوی اور قیس بن زید ضبیعی کو شہید کر کے مکہ کی طرف بھاگ گیا۔ حضورؐ نے حضرت عمرؓ کو حکم دیا۔ کہ

---

[۱] حرمل اسپند یعنے سیاہ دانہ کو کہتے ہیں جو اکثر جنگلوں اور صحراؤں میں پیدا ہوتا ہے۔ اور اس کے درخت میں نہایت بدبو ہوتی ہے اس منافق کا مقصد اس بات سے جنت کی تحقیر کرنا تھا ۱۲ سید یٰسین مترجم

اگر تم کو یہ حرث بن سوید ملعون ملجائے۔ تو اس کو قتل کر دینا۔ مگر حضرت عمر کو یہ نہیں ملا۔ اور مکہ میں قریش سے جاملا۔
پھر اس نے اپنے بھائی سوید بن جلاس کے ہاتھ اپنی توبہ کا پیغام حضورؐ کو بھیجا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اس کے
حق میں نازل فرمائی۔ کَیْفَ یَھْدِی اللّٰہُ قَوْمًا کَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِھِمْ وَشَھِدُوْا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ
وَجَآءَھُمُ الْبَیِّنٰتُ وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ خدا ایسے نالائقوں کو کیونکر ہدایت کرے۔
اور کس طرح ان کی توبہ قبول فرمائے جو ایمان لانے اور رسولؐ کے حق ہونے کی گواہی دینے اور بینات کے ان
کے پاس آجانے کے بعد بھی کافر ہو گئے خدا ایسے ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا ؛

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ سے اہل علم نے بیان کیا ہے کہ حرث بن سوید نے فقط مجذر بن زیاد کو شہید
کیا۔ قیس بن زید کو شہید نہیں کیا۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ ابن اسحاق نے قیس بن زید کو احد کے مقتولوں
میں شمار نہیں کیا ہے اور مجذر کو حرث نے اس عداوت سے قتل کیا کہ مجذر نے اسکے باپ سوید کو کسی جنگ
میں جو اسلام سے پہلے اوس اور خزرج میں ہوئی تھی قتل کیا تھا۔ یہ ذکر پہلے بھی اس کتاب میں گذر چکا ہے پھر
ایک روز حضور اپنے چند صحابہ کے ساتھ مدینہ میں تشریف رکھتے تھے۔ جو سوید بن حرث ایک چاردیواری سے
باہر نکلا۔ اور دو کپڑوں میں اس نے اپنے تئیں پوشیدہ کر رکھا تھا۔ حضور نے حضرت عثمان کو اسکی گردن مارنے
کا حکم فرمایا۔ اور انہوں نے اسکو قتل کیا ؛

ابن اسحاق کہتے ہیں سوید بن صامت کو معاذ بن عفرا نے تیر کی ضرب سے بعاث کی جنگ سے پہلے
قتل کیا تھا ؛

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ ابو ہریرہ نے ایک روز لوگوں سے کہا۔ کہ کوئی ایسا شخص بتلاؤ جس نے کبھی نماز
نہیں پڑھی اور جنت میں داخل ہوا۔ جب لوگ حیران ہوئے اور انکے خیال میں کوئی ایسا شخص نہ آیا۔ تو ابو ہریرہ سے انہوں
نے پوچھا کہ آپ ہی بتلائیے۔ وہ کون شخص ہے ابو ہریرہ نے کہا وہ اصیرم بنی عبد اشہل عمرو بن ثابت بن وقش
ہے۔ حصین راوی کہتے ہیں میں نے محمود بن اسد سے کہا۔ اصیرم کا واقعہ کیونکر ہوا ہے۔ انہوں نے کہا۔
اصیرم نے اسلام لانے سے انکار کیا تھا۔ پھر جس روز حضور احد کی جنگ کے واسطے مدینہ سے تشریف لائے
اصیرم کو اسلام کا خیال آیا۔ اور اپنی تلوار لیکر مشرکین پر جا پڑا۔ اور بہت آدمی قتل کر کے خود بھی زخمی ہوا۔
اور آخر مقتولوں میں گر پڑا۔ پھر بنی عبد الاشہل کے چند لوگ اپنے مقتولوں کو تلاش کرتے پھر رہے تھے۔ جو
ان کا گذر اصیرم کے پاس ہوا۔ اور انہوں نے کہا قسم ہے خدا کی یہ تو اصیرم ہے۔ پھر اصیرم سے لوگوں نے
پوچھا۔ کہ تم کیونکر آئے اسلام کی رغبت سے یا قوم کی حمایت کے واسطے اصیرم نے کہا میں فقط اسلام کی رغبت
کے سبب سے آیا ہوں۔ اور میں خدا و رسول پر ایمان لے آیا ہوں۔ اور اسلام کو میں نے قبول کر لیا۔ پھر اپنی
تلوار لیکر مشرکین پر جا ملا اور اس قدر ان کو قتل کیا کہ آخر میری یہ حالت ہوئی۔ جس میں تم مجھ کو دیکھتے ہو۔
پھر اسی وقت اصیرم کی روح خلد بریں کی طرف پرواز کر گئی۔ صحابہ نے اس کا ذکر حضور کی خدمت میں عرض
کیا۔ حضور نے فرمایا اصیرم جنتی ہے ؛

عمرو بن جموح کا مشرکین پر جہاد کرنا اور شہید ہونا

ابن اسحاق کہتے ہیں عمرو بن جموح کی ٹانگ میں لنگ تھا اور ان کے چار بیٹے تھے جو حضور کے ساتھ شامل شیروں کے جہاد کیا کرتے تھے جب اُحد کی جنگ کا موقعہ ہوا تو ان کے بیٹوں نے ان سے کہا کہ آپ گھر میں بیٹھے ہیں ہم جہاد میں جاتے ہیں۔ ان کو شہادت کا شوق غالب تھا یہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ میرے بیٹے مجھ کو جہاد سے روکتے ہیں۔ اور میں یہ چاہتا ہوں کہ حضور کے ساتھ جہاد کر کے شہید ہوں اور جنت میں اس لنگ کے ساتھ پھروں حضور نے فرمایا اے عمرو بن جموح تم کو خدا نے معذور رکھا ہے۔ تم کو اب تکلیف کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اور ان کے بیٹوں سے فرمایا کہ جب تمہارے باپ کی یہی خوشی ہے۔ تب پھر تم اُن کو کیوں منع کرتے ہو۔ چنانچہ عمرو بن جموح نے جہاد کیا۔ اور شہید ہوئے ۔

ہندہ بنت عتبہ کا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کو مثلہ کرنے کا بیان

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ ہندہ بنت عتبہ اور عورتوں کو ساتھ لے کر صحابہ کرام کی لاشوں کے پاس آئی۔ اور ان کے ناک کان انہوں نے کاٹنے شروع کئے۔ یہاں تک کہ ہندہ نے اُن کانوں اور ناکوں کے ہار بنا کر اپنے گلے میں پہنے۔ اور اپنا سارا زیور اُتار کر وحشی جبیر بن مطعم کے غلام کو حضرت حمزہ کے شہید کرنے کے انعام میں دیا۔ اور حضرت حمزہ کے جگر مبارک کو نکال کر اُس نے اپنے مُنہ میں لیکر چبایا۔ مگر اس کو نگل نہ سکی۔ تب اسکو اُگل دیا۔ اور پھر ایک اونچے پتھر پر چڑھی۔ اور پکار کر چند اشعار مسلمانوں کی ہجو میں پڑھے مسلمانوں میں سے بھی ایک عورت ہندہ بنت آثاثہ نے اس کو دنداں شکن جواب دیا۔ اور مشرکین کی ہجو اشعار میں بیان کی ۔

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ حضرت عمر بن خطاب نے اُس وقت حسان بن ثابت سے فرمایا۔ اے ابن فریعہ تم سن رہے ہو کہ ہندہ پتھر پر چڑھی ہوئی کیا کیا ہجو کر رہی ہے۔ اور حضرت حمزہ کی لاش کے ساتھ جو گستاخیاں اس نے کی ہیں۔ اُن کے گیت بنا کر گا رہی ہے۔ تم اسکو جواب کیوں نہیں دیتے۔ حسان نے کہا ہاں میں اُس وقت ایک ٹیلہ پر سے دیکھ رہا تھا۔ جب حضرت حمزہ کی طرف وحشی نے اپنا حربہ پھینکا ہے۔ اور میں کہہ رہا تھا۔ کہ یہ کوئی نیا حربہ ہے۔ عرب کے ہتھیاروں میں سے تو یہ نہیں ہے۔ اے عمر تم مجھ سے بیان کرو۔ کہ یہ عورت کیا کہہ رہی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ نے حسان کو ہندہ

کے اشعار سنائے۔ پھر حسان نے اس کے جواب میں بہت سے اشعار کہے۔ جن میں اس کو نہایت ذلیل اور خوار اور شرمندہ کیا ہے۔

حلیس بن زبان کنانی کا ابوسفیان کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش مبارک کے مُثلہ[1] کرنے پر ملامت کرنا

ابن اسحاق کہتے ہیں حلیس بن زبان بنی حرث بن عبد مناۃ میں سے ایک شخص تھا۔ اور اس جنگ میں یہ اُن متفرق قبائل کی فوج کا سردار تھا جو قریش کی مدد کو آئے تھے یہ ابوسفیان کے پاس سے گذرا اور اس نے دیکھا کہ ابوسفیان حضرت حمزہ کی لاش کے جبڑہ میں اپنا نیزہ مار رہا ہے۔ اور کہتا ہے تو نے مزہ چکھا۔ حلیس نے پکار کر کہا اے بنی کنانہ دیکھو یہ قریش کا سردار ابوسفیان اپنے چچا کے بیٹے حمزہ کے ساتھ کیا بیہودہ حرکت کر رہا ہے۔ ابوسفیان نے حلیس سے کہا تجھ کو خرابی ہو میری بات کو ظاہر نہ کر یہ مجھ سے ایک غلطی ہو گئی ہے پھر جب ابوسفیان واپس ہوا۔ تو اس نے ایک ٹیلہ پر چڑھ کر باآواز بلند کہا کہ یہ کام بہت اچھے ہیں۔ لڑائی ہمارے تمہارے درمیان میں مثل ڈول کے ہے کبھی تمہارے ہاتھ میں کبھی ہمارے ہاتھ میں۔ یہ جنگ بدر کی جنگ کے بدلہ میں ہوئی ہے۔ پھر کہا اے ہبل[2] اپنے دین کو غالب کر۔ حضورؐ نے ابوسفیان کا یہ کلام سنکر حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ تم کھڑے ہو کر اس کو جواب دو۔ اور کہو خدا عزوجل غالب اور اعلےٰ ہے ہمارے اور تمہارے مقتول برابر نہیں ہو سکتے۔ تمہارے مقتول دوزخی ہیں اور ہمارے جنتی ہیں۔ جب حضرت عمرؓ نے ابوسفیان کو یہ جواب دیا۔ ابوسفیان نے کہا اے عمرؓ ذرا میرے پاس آؤ حضورؐ نے فرمایا جاؤ دیکھو یہ کیا کہتا ہے۔ جب عمرؓ اس کے پاس گئے۔ اس نے کہا اے عمرؓ میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں۔ سچ بتاؤ۔ کہ محمدؐ اس جنگ میں ہمارے ہاتھ سے قتل ہوئے یا نہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا نہیں وہ تو تشریف رکھتے ہیں اور تیری باتیں سب سن رہے ہیں۔ ابوسفیان

---

[1] ہاتھ پیر۔ ناک۔ کان کاٹنے کو مثلہ کرنا کہتے ہیں ۔ [2] ہبل وہ بت ہے جو خانہ کعبہ کے اندر رکھا رہتا تھا اور قریش اس کی پرستش کیا کرتے

نے کہا اے عمر میں تمہاری بات کو ابن قمئہ کی بات سے زیادہ معتبر جانتا ہوں وہ کہتا تھا کہ میں نے محمد کو قتل کردیا
ابن قمئہ کا نام عبداللہ تھا۔ پھر ابوسفیان نے پکار کر مسلمانوں سے کہا کہ تمہارے لوگوں کے قتل ہونے سے نہ میں
خوش ہوا نہ ناراض ہوا۔ اور نہ میں نے اُن کے قتل کرنے کا حکم دیا نہ اُن کے قتل سے منع کیا۔ پھر اس کے بعد
ابوسفیان نے آواز دی کہ اب ہماری تمہاری جنگ آئندہ سال بدر میں پھر ہوگی۔ حضور نے اپنے صحابہ میں سے
ایک شخص سے فرمایا کہ اس کو جواب دو بہت اچھا یہ ہمارے اور تمہارے درمیان میں پختہ وعدہ ہے۔ پھر حضور
نے حضرت علی سے فرمایا۔ کہ تم جاکر دیکھو کہ یہ مشرکین اب کس طرف کا قصد کرتے ہیں آیا مکہ کو واپس جاتے ہیں
یا مدینہ پر حملہ کرتے ہیں۔ قسم ہے خدا کی اگر انہوں نے مدینہ پر حملہ کیا تو پھر میں بھی ان کے مقابلہ کو جاتا ہوں
اور ان کو پورا مزہ چکھاؤنگا۔

حضرت علی فرماتے ہیں میں مشرکین کو دیکھنے گیا۔ اور میں نے دیکھا کہ انہوں نے اپنے اونٹوں اور گھوڑوں
کو لیکر مکہ کا راستہ لیا۔ مشرکین کے دفع ہونے کے بعد لوگ اپنے اپنے مقتول تلاش کرنے لگے۔ حضور نے
فرمایا کوئی ایسا شخص ہے جو سعد بن ربیع کی مجھ کو خبر لادے کہ وہ زندہ ہے یا مُردہ۔ انصار میں سے ایک شخص
نے عرض کیا یارسول اللہ میں جاتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ سعد کہاں ہے۔ پھر یہ انصاری سعد کو مقتولوں میں تلاش
کرتے ہوئے آئے دیکھا تو سعد زخمی ہوئے پڑے تھے اور ایک رمق جان باقی تھی۔ انصاری کہتے ہیں میں نے
کہا اے سعد حضور نے مجھ کو تمہاری تلاش کے واسطے بھیجا ہے کہ میں تم کو دیکھوں کہ تم زندہ ہو یا مُردہ۔ سعد نے
کہا میں مُردوں میں ہوں تم حضور سے میرا سلام کہنا اور کہنا کہ سعد بن ربیع عرض کرتا ہے۔ کہ خدا آپ کو ہماری طرف
سے ایسی جزاءِ خیر دے جو کسی نبی کو اس کی اُمت کی طرف سے نہ دی ہو۔ اور پھر اپنی قوم کو میری طرف سے
سلام کہنا۔ اور کہنا کہ سعد بن ربیع تم سے کہتا ہے کہ اگر تم میں سے ایک شخص بھی زندہ رہیگا۔ اور رسول خدا کو کوئی
آسیب دشمن سے پہونچیگا۔ پس تمہارا عذر خدا کے ہاں مقبول نہ ہوگا۔ یعنے اگر تم میں سے ایک شخص بھی زندہ ہو
پس اُس کو حضور کی حفاظت اپنی جان سے زیادہ کرنی چاہیئے۔ اور حضور کو آسیب نہ پہونچنے دینا چاہیئے
انصاری کہتے ہیں پھر اسی وقت سعد بن ربیع نے انتقال کیا۔ اور میں نے حضور سے آن کر یہ سارا واقعہ بیان کیا۔
ابن ہشام کہتے ہیں ایک روز ایک شخص حضرت ابوبکر کے پاس آیا۔ اور دیکھا کہ ایک لڑکی کم سن
حضرت ابوبکر کے سینہ پر بیٹھی ہے اور ابوبکر اُس کو پیار کر رہے ہیں۔ اس شخص نے پوچھا یہ کس کی لڑکی ہے حضرت
ابوبکر نے فرمایا یہ لڑکی مجھ سے بہتر شخص سعد بن ربیع کی ہے جن کو عقبہ کے روز حضور نے نقیب بنایا تھا۔ اور بدر
کی جنگ میں شریک تھے۔ پھر اُحد کی جنگ میں شہید ہوئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ پھر حضور حضرت حمزہ کی لاش ڈھونڈھنے تشریف لائے۔ اور میدان کے بیچ
میں دیکھا کہ اُن کا پیٹ چاک کیا ہوا۔ اور جگر باہر نکلا پڑا ہے۔ اور ناک کان کاٹے ہوئے ہیں حضور نے اس
حالت کو ملاحظہ کر کے فرمایا۔ کہ اگر صفیہ کو رنج نہ ہوتا۔ اور نیز میرے بعد لوگ اسکو دستور نہ بنا لیتے۔ تو میں ان
کی لاش کو یونہی چھوڑ دیتا تاکہ درندے اور جانور کھا لیتے۔ اور اگر خدا نے کسی جنگ میں مجھ کو قریش پر غالب کیا
تو میں ضرور اس کے عوض میں اُن میں تیس ۳۰ آدمیوں کو مُثلہ کروں گا۔ جب مسلمانوں نے حضور کا اس قدر رنج

وملال حضرت حمزہ کی حالت پر دیکھا تو کہنے لگے کہ اگر ہم کو خدا نے کسی وقت قریش پر غالب کیا تو ہم اس کو ایسا مثلہ کریں گے کہ عرب میں سے کسی نے ایسا مثلہ نہ کیا ہوگا۔ اور حضور نے حضرت حمزہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تمہارے انتقال کا سا رنج مجھ کو کبھی نہ پہونچیگا۔ میں کبھی ایسی جگہ کھڑا نہیں ہوا۔ جہاں اس جگہ سے زیادہ مجھ کو غیظ و غضب ہوا ہو۔ پھر فرمایا کہ جبرائیل نے مجھ کو خبر دی ہے کہ حمزہ ساتوں آسمانوں کے لوگوں میں لکھے گئے ہیں۔ حمزہ بن عبدالمطلب خدا و رسول کے شیر ہیں ✦

راوی کہتا ہے حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت حمزہ اور ابوسلمہ بن عبدالاسد آپس میں دودھ بھائی تھے۔ ثوبیہ ابولہب کی لونڈی نے ان تینوں کو دودھ پلایا تھا ✦

ابن عباس سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے اس غصہ اور کافروں سے انتقام لینے کی نسبت یہ آیت نازل فرمائی۔ وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ یعنی اگر تم بدلہ لو تو اسی قدر بدلہ لو جس قدر کہ تمہارے ساتھ ظلم کیا گیا ہے۔ اور اگر تم صبر کرو۔ تو صبر کرنے والوں کے واسطے بہتر ہے۔ اور اے رسول تم صبر ہی اختیار کرو۔ اور تمہارا صبر نہیں ہے مگر خدا کے ساتھ اور تم اُن پر رنجیدہ نہ ہو اور نہ اُن کے مکر سے تنگی میں رہو۔ پس حضور نے معاف کر دیا۔ اور صبر فرمایا اور مُثلہ کرنے سے منع کیا ✦

سمرہ بن جندب سے روایت ہے کہ حضور نے جس جگہ وعظ فرمایا وہاں ضرور ہم کو صدقہ دینے کا حکم کیا اور مُثلہ سے منع فرمایا ✦

ابن عباس کہتے ہیں حضور نے حضرت حمزہ کو ایک چادر اُڑھانے کا حکم کیا پھر اُن پر نماز پڑھی اور سات تکبیریں کہیں پھر اور مقتول لا لا کر حضرت حمزہ کے پاس رکھے گئے۔ اُن پر بھی حضور نے نماز پڑھی یہاں تک اسی طرح سے حضرت حمزہ پر بہتر نمازیں پڑھیں۔ پھر صفیہ حضرت حمزہ کی حقیقی بہن آئیں تاکہ اپنے بھائی کی صورت دیکھیں حضور نے اُن کے بیٹے زبیر سے کہا کہ تم اپنی ماں کو اُلٹا پھیر دو تاکہ وہ حمزہ کی یہ حالت نہ دیکھیں۔ زبیر نے جا کر اپنی ماں صفیہ سے کہا کہ حضور فرماتے ہیں تم اُلٹی چلی جاؤ۔ صفیہ نے کہا کیوں۔ میں نے سُنا ہے کہ میرے بھائی کو مُثلہ کیا ہے یہ خدا کی راہ میں ہوا ہے میں اس پر صبر کر دوں گی۔ زبیر نے آکر حضور سے عرض کیا۔ حضور نے فرمایا اچھا صفیہ کو آنے دو۔ چنانچہ صفیہ آئیں۔ اور حمزہ کو دیکھ کر اُن پر نماز پڑھی اور اُن کے واسطے دعائے مغفرت کر کے چلی گئیں۔ پھر حضور نے حکم دیا اور حضرت حمزہ دفن کئے گئے ✦

عبداللہ بن جحش کے گھر لوگوں کا بیان ہے کہ عبداللہ بن جحش کو بھی مُثلہ کیا تھا مگر پیٹ اُن کا چاک نہیں کیا تھا حضور نے اُن کو بھی حضرت حمزہ کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کیا۔ یہ روایت میں نے انہیں لوگوں سے سُنی ہے اور کسی سے نہیں سُنی اور عبداللہ بن جحش اُمیمہ بنت عبدالمطلب کے بیٹے اور حضرت حمزہ کے بھانجے تھے بہت سے لوگ اپنے مقتولوں کو مدینہ میں لے آئے تھے اور وہیں دفن کیا تھا مگر پھر حضور نے منع فرما دیا تھا کہ شہیدوں کو وہیں دفن کرو جہاں وہ شہید ہوئے ہیں ✦

جب حضورؐ احد کے مقتولوں کے پاس تشریف لائے فرمایا میں اِن لوگوں پر گواہ ہوں جو شخص خدا کی راہ میں زخمی ہوگا۔ قیامت کے روز اُسکے زخم سے خون بہتا ہوگا۔ رنگ خون کا ہوگا اور خوشبو مشک کی ہوگی دیکھو ان لوگوں میں جو شخص زیادہ قرآن شریف کا قاری ہو اُسکو دفن میں مقدم کرو۔ پھر دو دو اور تین تین کو ایک ایک قبر میں دفن کیا ؀

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص راہ خدا میں زخمی ہوگا خدا قیامت کے روز اُس کو اُٹھائیگا اور اُسکے زخم سے خون بہتا ہوگا رنگ خون کا ہوگا اور خوشبو مشک کی ہوگی ؀

اور حضورؐ نے جس وقت مقتولوں کے دفن کرنے کا حکم دیا۔ فرمایا کہ عمرو بن جموح اور عبداللہ بن عمرو بن حرام کو دیکھ کر ایک قبر میں دفن کرو۔ کیونکہ یہ دونوں دُنیا میں دوست تھے ؀

پھر جب حضور مدینہ میں تشریف لائے۔ تو حمنہ بنت جحش کو لوگوں سے اپنے عبداللہ بن جحش کی شہادت کی خبر پہونچی۔ حمنہ نے انا للہ پڑھی اور دعائے مغفرت کی۔ پھر انکے ماموں حضرت حمزہ کی شہادت کی خبر پہونچی۔ تب بھی انہوں نے انا للہ اور استغفار پڑھی۔ پھر ان کے خاوند مصعب بن عمیر کی شہادت کی ان کو خبر پہونچی تب یہ بیچین ہوگئیں اور رونا شروع کیا حضور نے فرمایا عورت کو اپنے خاوند کا ایک خاص رنج ہوتا ہے کیونکہ حمنہ کو دیکھا کہ بھائی اور ماموں کی خبر سے اس قدر بیچین نہیں ہوئیں جیسی کہ خاوند کی خبر سے بے چین ہوئیں اور پھر حضور بنی عبدالاشہل وغیرہ انصار کے قبیلوں کے گھروں پر سے جب گذرے اور نوحہ و گریہ کی آواز حضور کے کان میں آئی تو خود حضور بھی رونے لگے اور فرمایا حمزہ پر کوئی رونے والی نہیں ہے یہ سُنکر سعد بن معاذ اور اُسید بن حضیر جب بنی عبدالاشہل کے گھروں میں پہونچے تو اُن کی عورتوں کو حضرت حمزہ پر رونیکے واسطے بھیجا۔ جب حضور نے ان عورتوں کے رونے کی آواز سنی فرمایا انصار پر خدا رحم کرے یہ لوگ بڑے ہمدرد ہیں۔ ان عورتوں کو چاہیئے کہ واپس چلی جائیں ؀

روایت ہے کہ مدینہ میں حضور ایک عورت کے پاس سے گذرے اور لوگوں نے اُس عورت کو اُسکے بھائی اور باپ اور خاوند کے شہید ہونے کی خبر سنائی۔ عورت نے کہا اور حضور کہاں ہیں لوگوں نے اشارہ کرکے بتلایا کہ بخیر و عافیت وہ جا رہے ہیں۔ چنانچہ جب اس عورت نے حضور کو دیکھ لیا تو کہا کہ آپ کے بعد ہر ایک مصیبت چھوٹی ہے یعنے سب سے زیادہ ہم کو حضور کی صحت و سلامتی مطلوب ہے ؀

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر جب حضور اپنے دولت خانہ میں تشریف لائے تو اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ کو اپنی تلوار عنایت کی اور فرمایا اس پر سے خون دھو ڈالو۔ کیونکہ اِس نے آج مجھ کو خوب اپنا جوہر دکھایا ہے۔ اور حضور کی اِس تلوار کا نام ذوالفقار تھا۔ پھر جب حضرت علی نے بھی اپنی تلوار حضرت فاطمہ کو دی اور کہا کہ اس کو بھی دھو ڈالو۔ کہ اِس نے آج خوب اپنا جوہر دکھایا ہے حضور نے فرمایا اگر تم نے آج جنگ میں خوب جوہر دکھایا ہے۔ تو ابودجانہ اور سہل بن حنیف نے بھی تمہارے ساتھ خوب جوہر دکھایا ہے ؀

ابن ہشام کہتے ہیں بعض اہل علم نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ اُحد کی جنگ کے روز ایک غیبی آواز آئی۔ کہ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَارِ وَ لَا فَتیٰ اِلَّا عَلِی یعنے نہیں ہے تلوار مگر ذوالفقار اور نہیں ہے کوئی جوان مگر علی ؀

اور پھر حضور نے حضرت علی سے فرمایا کہ مشرکین اب ہم کو ایسی مصیبت نہیں پہنچا سکتے یہاں تک کہ خدا ہم کو فتح نصیب فرمائیگا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اُحد کی جنگ ہفتہ کے روز ہوئی تھی۔ جب اتوار کا روز ہوا تو حضور نے حکم دیا اور یہ دسویں تاریخ ماہ شوال کا ذکر ہے کہ سب لوگوں کو دشمن پر حملہ اور اُن کا تعاقب کرنے کے واسطے جمع کیا جائے اور حکم دیا کہ جو لوگ کل کی جنگ میں ہمارے ساتھ شریک تھے وہی آج بھی حاضر ہوں۔ کوئی نیا شخص نہ آئے۔ جابر بن عبداللہ نے عرض کیا یارسول اللہ کل کی جنگ میں میرے والد نے مجھ کو میری سات بہنوں کے پاس چھوڑ دیا تھا۔ اور یہ کہتا تھا کہ اے فرزند مجھ کو اور تجھ کو یہ نہ چاہیئے کہ جہاد کو ترک کریں اور نہ میں تجھ کو حضور کے ساتھ جہاد کرنے سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں مگر تو اپنی بہنوں کے پاس ٹھہر جا کہ انکے پاس کوئی مرد نہیں ہے۔ اس مجبوری سے حاضر نہ ہو سکا۔ آج مجھ کو اجازت دیجئے۔ حضور نے اُن کو اجازت دیدی اور یہ حضور کے ساتھ ہو لئے اور اس مرتبہ حضور اس واسطے نکلے تھے تاکہ دشمن یہ نہ سمجھے کہ ہم نے مسلمانوں کو شکست دیدی اور اب مسلمان ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

بنی عبدالاشہل میں سے ایک شخص کہتے ہیں کہ میں اور میرا ایک بھائی ہم دونوں اُحد کی جنگ میں زخمی ہو گئے تھے۔ جب ہم نے حضور کے منادی کی آواز سنی کہ لوگوں کو دشمن کی طرف جانے کے واسطے بلاتا ہے میں نے اپنے بھائی سے کہا یا اُس نے مجھ سے کہا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ یہ جہاد حضور کے ساتھ کا ہم سے فوت ہوتا ہے۔ اور ہم سخت زخمی ہیں اور کوئی سواری بھی پاس نہیں ہے۔ جس پر سوار ہو کر دشمن کا مقابلہ کریں پھر آخر ہم دونوں ہمت کر کے حضور کے ساتھ چلے اور میرا زخم میرے بھائی کے زخم سے ہلکا تھا جب اُس سے چلا نہ جاتا تو میں اُسکو سہارا دیدیتا تھا۔ یہاں تک کہ اسی طرح ہم اُس جگہ تک پہونچے جہاں تک سب مسلمان گئے تھے۔

حضور نے مشرکین کا یہ تعاقب مدینہ سے آٹھ میل مقام حمراء الاسد تک کیا تھا اور مدینہ میں ابن مکتوم کو چھوڑ گئے تھے۔ اور پیر منگل بدھ تین روز یہاں مقام کیا پھر مدینہ واپس چلے آئے اور جس وقت کہ آپ مقام حمراء الاسد ہی میں تھے معبد بن ابی معبد خزاعی حضور کے پاس سے گذرا۔ اور یہ اُس وقت مشرک ہی تھا کہنے لگا۔ اے محمد تمہارے اصحاب کے شہید ہونے سے ہم کو رنج ہوا۔ اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ خدا تم کو عافیت ان میں قائم رکھے پھر یہ حضور سے رخصت ہو کر ابوسفیان سے جا کر ملا۔ وہ اس وقت مقام روحاء میں اُترا ہوا تھا۔ اور حضور کی طرف واپس آنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اور کہہ رہا تھا۔ کہ ہم نے محمد کے بڑے بڑے اصحاب کو مار ڈالا اب جو تھوڑے بہت باقی ہیں۔ اُن کو بھی مار اس جھگڑے ہی کو پاک کریں۔ کہ اتنے میں ابوسفیان نے معبد کو دیکھا پوچھا اے معبد کیا خبر لائے معبد نے کہا محمد اپنے اصحاب کو لیکر تمہاری تلاش میں نکلے ہیں۔ اور اس قدر لشکر جرار دخونخوار ساتھ ہے کہ ایسا میں نے نہیں دیکھا۔ اور بہت سے ایسے لوگ ہیں۔ جو اُحد میں ساتھ نہ تھے اور وہ اُحد کی غیر حاضری پر پچتا رہے ہیں اور شرمندہ ہیں اور تم پر نہایت غضبناک ہو رہے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا اے معبد یہ تو کیا کہہ رہا ہے معبد نے کہا میں سچ کہتا ہوں۔ اگر تجھ کو یقین نہیں ہے۔ تو خود سوار ہو کر جا اور

دیکھ لے ابوسفیان نے کہا ہم تو خود یہ ارادہ کر رہے تھے کہ دوبارہ اُن پر حملہ کر کے بالکل اُن کا استیصال کر دینگے۔ معبد نے کہا میں تو تجھ کو یہ رائے نہیں دیتا کہ تو حملہ کرے ۔

پھر ابوسفیان کے پاس سے بنی عبد القیس کے چند سوار گذرے ابوسفیان نے اُن سے پوچھا کہاں جاتے ہو۔ اُنہوں نے کہا ہم مدینہ جاتے ہیں ابوسفیان نے کہا کس واسطے اُنہوں نے کہا کچھ غلہ خریدنا ہے اس نے کہا تم میرا ایک پیغام بھی محمدؐ سے پہونچا دو گے۔ اگر تم نے اُس کو پہنچا دیا۔ تو میں اُسکے معاوضہ میں عکاظ کے اندر تم کو کئی اُونٹ کشمش کے بھر دوں گا۔ اُن لوگوں نے کہا ہاں ہم پہونچا دینگے۔ ابوسفیان نے کہا تم محمدؐ کو یہ خبر دے دینا۔ کہ ہم بہت سا ساز و سامان مہیا کر کے اُن سب کے استیصال کے واسطے آ رہے ہیں پس یہ عبد القیس کا قافلہ حمراء الاسد میں حضورؐ کے پاس آیا اور ابوسفیان کا پیغام بیان کیا حضورؐ نے فرمایا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ یعنے کافی ہے ہم کو اللہ اور اچھا کارساز ہے۔ پھر جب ابوسفیان نے مدینہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تاکہ اپنے گمان باطل میں اصحاب رسول خدا کا استیصال کرے۔ صفوان بن اُمیہ نے اس کو منع کیا اور کہا ابھی لوگ ایک جنگ کر چکے ہیں ایسا نہ ہو کہ دوسرے جنگ کا نتیجہ برعکس نکلے اس واسطے واپس چلنا بہتر ہے پس یہ سب لوگ مکہ کو واپس چلے گئے۔ راوی کہتا ہے جس وقت حمراء الاسد میں حضورؐ کو ابوسفیان کے واپس مدینہ پر حملہ کرنے کی خبر پہونچی ہے حضورؐ نے فرمایا تھا میں نے اِن کے واسطے پتھروں پر نشانی کر دی ہے کہ جب یہ اُن کے پاس سے گذرینگے مثل روز گذشتہ کے نیست و نابود ہو جائینگے ۔

ابوعبیدہ کہتے ہیں حضورؐ نے مدینہ کی طرف واپس آنے سے پہلے مُعاویہ بن مغیرہ بن ابی العاص بن اُمیہ بن عبد شمس کو گرفتار کر رکھا تھا۔ اور یہ معاویہ عبد الملک بن مروان کا نانا یعنے مروان اس کی بیٹی عائشہ کا بیٹا تھا۔ حضورؐ نے اِسکو بدر میں قید کیا تھا۔ اور پھر احسان فرما کر بغیر فدیہ کے چھوڑ دیا تھا۔ اب پھر اِس نے حضورؐ سے چھوڑ دینے کے واسطے عرض کیا حضورؐ نے فرمایا قسم ہے خدا کی۔ اب ایسا نہ ہوگا۔ کہ مکہ کے لوگ تجھ کو دیکھ کر خوش ہوں اور تو کہتا پھرے کہ میں نے محمدؐ کو دو مرتبہ فریب دیا اے زبیر اس کی گردن مار دو۔ زبیر نے فوراً اُس کی گردن مار دی ۔

پھر حضورؐ نے فرمایا مسلمان ایک سوراخ سے دو دفعہ نہیں کاٹا جاتا یعنے ایک دفعہ دھوکا کھا کر دوبارہ نہیں کھاتا پھر عاصم سے فرمایا۔ کہ اِس کی گردن مار دو چنانچہ عاصم نے اُس کو قتل کیا ۔

اور ایک روایت اِس طرح ہے۔ کہ زید بن حارثہ اور عمار بن یاسر نے معاویہ کو حمراء الاسد سے واپس ہو کر قتل کیا جس کی وجہ یہ تھی کہ معاویہ حضرت عثمان کی پناہ میں چلا گیا تھا۔ اور عثمان نے حضورؐ سے اس کے واسطے پناہ مانگی تھی حضورؐ نے فرمایا یہ تین روز کے اندر یہاں سے چلا جائے۔ اگر تین روز کے بعد دیکھا گیا۔ تو قتل کر دیا جائیگا۔ چنانچہ یہ تین روز میں نہیں گیا اور پھر گرفتار ہو کر قتل ہوا۔ اور خود حضورؐ نے صحابہ کو اس کا پتہ بتا کر بھیجا تھا کہ فلاں جگہ چھپا ہوا ہے۔ تم اُس کو قتل کرو۔ چنانچہ زید بن حارثہ اور عمار بن یاسر نے اِس کو قتل کیا ۔

پھر جب حضورؐ مدینہ میں تشریف لائے تو عبد اللہ بن ابی بن سلول نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا۔ کہ جمعہ کے

روز جب حضور خطبہ پڑھ چکتے یہ کھڑے ہو کر بیان کرتا کہ اے لوگو یہ رسول خدا تمہارے اندر موجود ہیں۔ تم کو خدا نے ان کے ساتھ بزرگی اور عزت عنایت کی ہے تم کو لازم ہے کہ انکی امداد اور اعانت کرو ہر جمعہ کو یہ اسی طرح کرتا تھا۔ اس جمعہ کو جو اس نے ایسا کیا اور کھڑا ہوا۔ مسلمانوں نے چاروں طرف سے اس کے دامن پکڑ کر کہا۔ اے دشمن خدا بیٹھ جا۔ تو اس بات کا اہل نہیں ہے اور جیسے کام تو نے کئے ہیں وہ سب کو معلوم ہیں پس عبداللہ بن ابی ذلیل ہو کر وہاں سے لوگوں کو الانگتا پھلانگتا باہر نکلا۔ اور یہ کہتا جاتا تھا کہ میں تو انہیں کے کام کی پختگی چاہتا تھا۔ میرا اور کیا مطلب تھا۔ انصار میں سے ایک شخص مسجد کے دروازہ پر اس کو ملے۔ اور انہوں نے پوچھا کیا ہوا۔ کہنے لگا میں تو کھڑے ہو کر انہیں کے کام کے پختہ ہونے کے واسطے تقریر بیان کرتا تھا۔ مگر انہیں کے چند اصحابیوں نے میرے کپڑے کھینچکر مجھ کو روک دیا۔ ان انصاری نے کہا میرے ساتھ چل میں حضور سے تیرے واسطے دعائے مغفرت کراؤں گا۔ اس نے کہا مجھ کو انکی دعا کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں احد کی جنگ کا روز مسلمانوں کے واسطے آزمائش اور بلا اور مصیبت کا دن تھا۔ اہل ایمان کو اس روز خداوند تعالیٰ نے شہادت اور کرامت وعنایت کے ساتھ معزز وممتاز وسرفراز فرمایا۔ اور اہل نفاق کا نفاق ظاہر فرما کر ان کو ذلیل ورسوا کر دیا۔

جنگ اُحد کے متعلق جو آیات قرآن شریف میں نازل ہوئی ہیں وہ یہ ہیں

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ سورۂ آل عمران میں ساٹھ آیتیں اللہ تعالیٰ نے اُحد کی جنگ کے متعلق نازل فرمائی ہیں جن میں اس واقعہ کا ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔ اور جب اے رسول صبح کے وقت تم اپنے گھر سے نکلے مسلمانوں کے واسطے لڑائی کی جگہیں مقرر اور درست کرتے تھے اور خدا سننے والا علم والا ہے۔

اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ یعنے جب قصد کیا تم میں سے دو گروہوں نے کہ بزدل ہو کر تمہاری مدد چھوڑ دیں (یہ دونوں گروہ بنو سلمہ بن جشم بن خزرج اور بنی حارثہ بن نبیت اوس میں سے تھے) اور اللہ ان دونوں کا کارساز تھا۔ کیونکہ انکی بزدلی محض ضعف جسمانی سے تھی ضعف ایمانی یا نفاق سے نہ تھی۔ پس خدا نے وہ ضعف ان کا دور کر کے ان کو قوی دل بنا دیا اور اپنے رسول کے ساتھ جنگ میں یہ شریک ہوئے۔ اور لازم ہے کہ خدا ہی پر کم زور اور ضعیف مومن بھروسہ کر کے اس سے مدد کے خواستگار رہیں۔ تاکہ خدا ان کے ضعف کو دور کر کے ان کو قوی بنا دے۔

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ الآیہ۔ بیشک خدا نے بدر میں تمہاری مدد فرمائی حالانکہ اس وقت تم تعداد اور قوت میں تھوڑے اور ضعیف تھے۔ پس تم خدا سے تقویٰ کرو تاکہ تم شکر گذار ہو یعنے تقویٰ کرنا ہی شکر نعمت ادا کرنا ہے۔

اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ بَلٰٓى اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ

مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ مُسَوِّمِیْنَ ۵ اے رسول جب تم مسلمانوں سے کہہ رہے تھے۔ کہ کیا تم کو کافی نہیں ہے
یہ بات کہ تمہارا پروردگار تین ہزار فرشتوں آسمان سے اُترنے والوں کے ساتھ تمہاری امداد کرے۔ ہاں
اگر جنگ میں صبر استقامت کروگے اور پرہیزگاری کروگے۔ اور دشمن تم پر فوری حملہ کرے تو تمہارا پروردگار تمہاری
پانچ ہزار فرشتوں کے ساتھ مدد کریگا جن کے گھوڑے نشان دار ہونگے۔ حسن بصری کہتے ہیں فرشتوں
کے گھوڑوں کی دُمیں اور گردن کے بال سفید تھے اور ابن اسحاق کہتے ہیں ان فرشتوں کے عمامے سفید تھے
وَمَا جَعَلَہُ اللّٰہُ اِلَّا بُشْرٰی لَکُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُکُمْ بِہٖ ط وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ
الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ ۵ اور اس امداد ملائکہ کو خدا نے تمہارے واسطے بشارت کیا اور تاکہ تمہارے دل
اس کے ساتھ مطمئن ہو جائیں اور تمہارا ضعف جاتا رہے اور نہیں ہے مدد مگر خدا غالب اور حکمت والے
کے نزدیک سے یعنے تمام قوت اور غلبہ خدا ہی کے پاس ہے اور کسی کے پاس نہیں ہے۔
لِیَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَوْ یَکْبِتَہُمْ فَیَنْقَلِبُوْا خَآئِبِیْنَ ۵ تاکہ کفاروں میں سے
ایک گروہ کو قتل یا ذلیل و خوار کرے پس پھر جاویں وہ ناامید اور ناکامیاب ہو کر۔
پھر ہمارے حضور سے خطاب کرکے فرماتا ہے لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْہِمْ
اَوْ یُعَذِّبَہُمْ فَاِنَّہُمْ ظٰلِمُوْنَ ۵ اے رسول تمہارا اس کام میں کچھ اختیار نہیں ہے یا خدا اُن کی توبہ
قبول کرے یا اُن کو عذاب کرے پس بیشک وہ ظالم ہیں۔
یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَۃً وَّاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۵
وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْٓ اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ ۵ وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ۵ اے ایمان
والو دُگنے پر دُگنا سود نہ کھاؤ اور خدا سے تقویٰ کرو۔ تاکہ تم فلاحیت پاؤ اور اس آتش دوزخ سے
ڈرو جو کافروں کے واسطے تیار کی گئی ہے۔ اور خدا اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحمت کی جائے۔
وَسَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَجَنَّۃٍ عَرْضُہَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ
لِلْمُتَّقِیْنَ ۵ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ
وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۵ وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَہُمْ ذَکَرُوا اللّٰہَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِہِمْ
وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَمْ یُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَہُمْ یَعْلَمُوْنَ ۵ اُولٰٓئِکَ جَزَآؤُہُمْ
مَّغْفِرَۃٌ مِّنْ رَّبِّہِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا الْاَنْہٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْہَا وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ۵
اور اے مسلمانوں اپنے پروردگار کی مغفرت اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کا عرض آسمان اور
زمین کے عرض کے برابر ہے تیار کی گئی ہے متقیوں کے واسطے جو تونگری اور مفلسی دونوں حالتوں
میں خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ اور غصہ کو نگلتے ہیں اور لوگوں کی خطائیں معاف کر دیتے ہیں اور
خدا احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور وہ لوگ جو کوئی فحش فعل یا اپنے حق میں بُرائی کرتے
ہیں تو اُس کے بعد پچھتا کر خدا کو یاد کرتے ہیں۔ اور اپنے گناہوں کی مغفرت مانگتے ہیں۔ اور سوا خدا
کے گناہوں کا بخشنے والا کون ہے۔ جو گناہ کرتے ہیں اُس پر اصرار نہیں کرتے اور وہ جانتے ہیں۔ اُن کا

بدلہ یہ ہے کہ اُن کے واسطے اُن کے رب کی مغفرت ہے اور باغ ہیں جنکے نیچے نہریں بہتی ہیں یہ لوگ ہمیشہ اُن میں رہینگے اور اچھا بدلہ ہے کام کرنے والوں کا ۔

پھر مسلمانوں کی اس بلاؤ مصیبت کو ذکر فرماتا ہے جس میں یہ مبتلا ہوئے اور ان کی تعزیت اور تعریف کے طور سے ارشاد کرتا ہے۔ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ۝ هَٰذَا بَيَانٌ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةٌ لِلْمُتَّقِينَ ۝ وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ اے مسلمانو تم سے پہلے بھی بہت سے واقعات ہو گذرے ہیں پس زمین پر چلو پھرو اور دیکھو کہ احکام الٰہی کو جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا یہ بیان ہے لوگوں کے واسطے اور ہدایت اور نصیحت ہے پرہیزگاروں کے لئے اور تم ہمت نہ ہارو۔ اور غمگین نہ ہو۔ تم ہی غالب ہوگے اگر تم مومن ہو ۔

إِنْ يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِثْلُهُ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَاءَ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ۝ وَلِيُمَحِّصَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَمْحَقَ الْكَافِرِينَ ۝ اگر تم کو اس جنگ میں زخم پہنچا تو اس سے پہلے طرف ثانی کو بھی بدر میں اسی کے برابر زخم پہنچ چکا ہے ان دنوں کو ہم لوگوں کے درمیان میں گردش دیتے ہیں کبھی فتح ہے کبھی شکست ہے۔ اور یہ اتفاقی شکست تم کو اس واسطے ہوئی تاکہ خدا مومنوں کو جان لے اور تم میں سے گواہ بنالے اور اللہ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا ہے اور تاکہ پاک کرے خدا مومنوں کو اور کافروں کو مٹادے ۔

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ ۝ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ حالانکہ نہ ابھی خدا نے ان لوگوں کو جانا جو تم میں سے جہاد کرتے ہیں۔ اور نہ اُن کو جانا جو جنگ میں صبر کرنے والے ہیں ۔

وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَأَيْتُمُوهُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ اور بیشک تم تو موت کے آنے سے پہلے خدا کی راہ میں مرنے کی تمنا کرتے تھے۔ پس اب تم نے اُسکو اپنی آنکھ سے دیکھ لیا ۔

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ۝ اور محمد فقط رسول ہیں اُن سے پہلے بھی رسول گذر چکے ہیں۔ کیا اگر یہ مر گئے یا قتل ہو گئے۔ تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے۔ اور جو اپنی ایڑیوں کے بل پھریگا۔ پس ہرگز وہ خدا کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے۔ اور عنقریب خدا شکرگذاروں کو اچھا بدلہ دیگا۔ سینئے یہ بات ظاہر ہے۔ کہ رسول ایک نہ ایک روز انتقال فرمائینگے۔ پس تم کو اُن کے بعد بھی ایسا ہی دین پر ثابت رہنا چاہیئے۔ جیسے کہ ان کے سامنے ثابت ہو

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ كِتَابًا مُؤَجَّلًا وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الْآخِرَةِ نُؤْتِهِ مِنْهَا وَسَنَجْزِي الشَّاكِرِينَ ۝ اور کسی نفس کو یہ لائق

نہیں ہے کہ بغیر حکم الہی کے مرجائے۔ ہر ایک کی موت کا وقت مقرر ہے۔ ایسے ہی رسولوں کی موت بھی وقت مقرر پر موقوف ہے اور جو دنیا کے بدلہ کا ارادہ کرتا ہے ہم اسکو اس سے دیتے ہیں اور جو آخرت کے بدلہ کا ارادہ کرتا ہے ہم اس کو اس سے دیتے ہیں اور عنقریب شکر گزاروں کو ہم اچھا بدلہ دینگے۔

وَكَأَيِّن مِّن نَّبِيٍّ قَاتَلَ مَعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا ضَعُفُوا وَمَا اسْتَكَانُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ إِلَّا أَن قَالُوا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ فَآتَاهُمُ اللَّهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْآخِرَةِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ اور بہت سے پیغمبر ایسے گذرے ہیں جن کے ساتھ بہت سے خدا والوں نے جہاد کیا ہے اور راہ خدا میں جو مصیبت ان کو پہونچی۔ اس سے کمزور اور ضعیف اور ماندہ نہیں ہوئے اور اللہ صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور جہاد کے وقت وہ یہی دعا کرتے تھے کہ اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہوں کو بخش اور جو ہم سے ہمارے کام میں زیادتیاں ہوگئی ہیں ان سے درگذر فرما اور ہم کو ثابت قدم رکھ۔ اور کفاروں پر ہماری مدد فرما۔ پس خدا نے ان کو دنیا میں بھی بدلہ دیا اور آخرت میں بھی اچھا بدلہ دیا۔ اور خدا احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تُطِيعُوا الَّذِينَ كَفَرُوا يَرُدُّوكُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ فَتَنقَلِبُوا خَاسِرِينَ بَلِ اللَّهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ خَيْرُ النَّاصِرِينَ اے ایمان والو اگر تم کفاروں کی اطاعت کروگے تو وہ تم کو کفر کی طرف لوٹا دینگے۔ پھر تم نقصان والے ہو جاؤگے بلکہ خدا تمہارا مولا ہے اور وہ بہتر مددگار ہے اسی کی طرف اطاعت کرو۔

سَنُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ یعنے عنقریب میں کفاروں کے دلوں میں رعب تمہارا ڈال دونگا۔ کیونکہ وہ مشرک ہیں۔ پس تم یہ نہ سمجھو کہ انجام ان کے واسطے ہوگا نہیں بلکہ انجام تمہارے ہی واسطے ہوگا اور تم ان پر غالب ہوگے۔ کیونکہ تم نے اسلام قبول کیا ہے اور میری اطاعت کرتے ہو۔ اور یہ جو تم کو مصیبت پہونچی تو تمہارے بعض گناہوں کے سبب سے پہنچی ہے کہ تم نے میرے نبی کے خلاف کیا تھا۔

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللَّهُ وَعْدَهُ إِذْ تَحُسُّونَهُم بِإِذْنِهِ حَتَّىٰ إِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَعَصَيْتُم مِّن بَعْدِ مَا أَرَاكُم مَّا تُحِبُّونَ مِنكُم مَّن يُرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنكُم مَّن يُرِيدُ الْآخِرَةَ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنكُمْ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ اور بیشک خدا نے جو تم سے وعدہ کیا تھا اس کو سچا کر دیا۔ جبکہ تم کفاروں کو اسکے حکم سے قتل کر رہے تھے یہاں تک کہ جب تم مال غنیمت کو دیکھ کر لڑائی سے بزدل ہو گئے۔ اور کام میں جھگڑا ڈال دیا۔ اور اپنے سردار عبداللہ بن جبیر کی تم نے مورچے پر جمے رہنے میں نافرمانی کی بعد اس کے کہ دکھایا خدا نے تم کو وہ جو تم چاہتے تھے بعض تم میں سے دنیا کا ارادہ رکھتے تھے اور بعض آخرت کا۔ پھر خدا نے تم کو دشمنوں کی طرف سے پھیر دیا تاکہ تم کو آزما دے اور بیشک خدا نے تم سے معاف کر دیا اور خدا مومنوں پر بڑے فضل والا ہے۔

إِذْ تُصْعِدُونَ وَلَا تَلْوُونَ عَلَىٰ أَحَدٍ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي أُخْرَاكُمْ فَأَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَا أَصَابَكُمْ ۗ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ○ جب تم بھاگے چلے جارہے تھے اور پیچھے مڑ کر کسی کو دیکھتے تھے اور رسول تمہارے پیچھے سے تم کو پکارتے تھے۔ پس تم کو رنج کے بعد رنج پہونچا۔ تاکہ تم غمگین نہ ہو۔ اس چیز پر جو تم سے فوت ہوجائے اور نہ اس مصیبت پر جو تم کو پہونچے اور اللہ خبردار ہے ان کاموں سے جو تم کرتے ہو +

ثُمَّ أَنزَلَ عَلَيْكُم مِّن بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُّعَاسًا يَغْشَىٰ طَائِفَةً مِّنكُمْ ۖ وَطَائِفَةٌ قَدْ أَهَمَّتْهُمْ أَنفُسُهُمْ يَظُنُّونَ بِاللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ۖ يَقُولُونَ هَل لَّنَا مِنَ الْأَمْرِ مِن شَيْءٍ ۗ قُلْ إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهُ لِلَّهِ ۗ يُخْفُونَ فِي أَنفُسِهِم مَّا لَا يُبْدُونَ لَكَ ۖ يَقُولُونَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هَاهُنَا ۗ قُل لَّوْ كُنتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلَىٰ مَضَاجِعِهِمْ ۖ وَلِيَبْتَلِيَ اللَّهُ مَا فِي صُدُورِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِي قُلُوبِكُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ○ پھر خدا نے تم پر ایک اطمینان کی حالت طاری کی (اور مسلمان حضور کو زندہ اور سلامت دیکھ کر خوشی کے مارے سارا رنج و غم بھول گئے) اور اونگھ نے ایک گروہ کو تم میں سے ڈھک لیا۔ اور ایک گروہ کو جو منافق تھے اپنی جانوں کی پڑی ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی جناب میں ناحق جاہلیت کی بدگمانیاں کرتے تھے کہتے تھے۔ ہمارے اختیار کی کیا بات ہے۔ کہدو سب کام خدا ہی کے اختیار میں ہیں یہ منافق دلوں میں وہ باتیں پوشیدہ رکھتے ہیں جو اے رسول تمہارے سامنے ظاہر نہیں کرتے ہیں۔ کہتے ہیں اگر ہم کو کچھ اختیار ہوتا تو ہم یہاں کیوں قتل ہوتے۔ کہدو کہ اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے۔ تب بھی جنکی تقدیر میں قتل ہونا لکھا تھا۔ وہ اپنی قتل گاہ میں ضرور آتے اور تاکہ خدا تمہارے سینوں کی باتوں کو آزمالے۔ اور تمہارے دلوں کو پاک کردے اور خدا سینوں کی باتوں کا جاننے والا ہے +

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ كَفَرُوا وَقَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ إِذَا ضَرَبُوا فِي الْأَرْضِ أَوْ كَانُوا غُزًّى لَّوْ كَانُوا عِندَنَا مَا مَاتُوا وَمَا قُتِلُوا لِيَجْعَلَ اللَّهُ ذَٰلِكَ حَسْرَةً فِي قُلُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ○ اے ایمان والو! تم ان کافروں کی مثل نہ ہو جو اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں جبکہ وہ زمین میں سفر کرتے ہیں یا جہاد کرنے جاتے ہیں کہ اگر یہ ہمارے پاس ہوتے تو نہ مرتے نہ قتل ہوتے۔ خدا نے ان کے ایسے خیالات اسی واسطے کئے ہیں تاکہ ان کے دلوں میں یہی حسرت رہے۔ اور خدا ہی زندہ کرتا اور مارتا ہے اور خدا تمہارے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے +

وَلَئِن قُتِلْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ○ وَلَئِن مُّتُّمْ أَوْ قُتِلْتُمْ لَإِلَى اللَّهِ تُحْشَرُونَ ○ اور اگر تم راہ خدا میں قتل کئے جاؤ یا مرجاؤ تو خدا کی بخشش اور رحمت اُس مال سے بہتر ہے جو لوگ جمع کرلیتے ہیں اور اگر تم مرجاؤ یا قتل ہوجاؤ تو ضرور خدا کی حضور میں جمع کئے جاؤگے۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ ۖ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ۖ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ

یُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۞ پس رحمت الٰہی سے تم ان کو نرم دل ملے ہو۔ اور اگر تم سخت اور غصہ والے ہوتے تو ضرور یہ لوگ اُحد کی جنگ میں تمہارے اردگرد سے منتشر ہو جاتے۔ پس تم ان سے درگذر کرو۔ اور ان کے واسطے دعائے مغفرت کرو۔ اور امر جنگ میں ان سے مشورہ لو۔ اور جب پورا قصد کرو۔ پس خدا ہی پر بھروسہ کرو بیشک خدا بھروسہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے ؛

اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ بَعْدِهٖ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۞ اگر خدا تمہاری مدد کرے۔ پس کوئی تم پر غالب ہونے والا نہیں اور اگر خدا تمہاری ترک یاری کرے پس کون ہے جو اُس کے بعد تمہاری مدد کر سکے۔ اور لازم ہے کہ خدا ہی پر مومن بھروسہ کریں ؛

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۔ نبی کو یہ لائق نہیں ہے کہ خیانت کرے اور جو خیانت کرے گا اپنے مال خیانت کو لیکر قیامت کے روز حاضر ہو گا۔ پھر ہر نفس کو جو کچھ اُس نے کمایا ہے اُس کا بدلہ دیا جائیگا اور کسی کو بدلہ کم نہ دیا جائیگا ؛

اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۞ هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۞ آیا جس نے خدا کی رضامندی کی پیروی کی وہ اُس شخص کی مثل ہے جو خدا کے غصہ میں آگیا۔ اور اُس کا ٹھکانا جہنم ہے سب کے خدا کے ہاں الگ الگ درجے ہیں اور اللہ تعالیٰ اُن کے سب کاموں کو دیکھتا ہے ؛

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۞ مومنوں پر خدا نے بڑا ہی فضل کیا۔ کہ اُن میں اُن ہی میں کا ایک رسول بھیجا جو اُن کو خدا کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور کتاب اور حکمت اُن کو تعلیم کرتا ہے۔ تاکہ وہ نیک باتوں پر عمل کریں۔ اور برائیوں سے محفوظ رہیں ورنہ پیغمبر کے آنے سے پہلے تو یہ لوگ کھلی ہوئی گمراہی میں تھے ؛

اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۞ کیا جب تم پر اُحد کی جنگ میں شکست کی مصیبت پہونچی۔ حالانکہ تم بدر کی جنگ میں اس سے دگنی مصیبت تم مشرکوں کو پہنچا چکے تھے تم نے کہا یہ مصیبت کہاں سے آئی کہدو یہ تمہارے ہی پاس سے ہے۔ بیشک خدا ہر چیز پر قادر ہے ؛

وَمَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۞ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّاتَّبَعْنٰكُمْ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ ۞ اور جو مصیبت تم کو اُحد کی جنگ میں دونوں لشکروں کے لڑنے کے وقت پہونچی سو یہ خدا کے حکم سے تھی۔ تاکہ خدا تم میں سے مومنوں اور

منافقوں کو جان لے جن سے کہا گیا کہ آؤ خدا کی راہ میں جہاد کرو یا دشمن کو دفع کرو۔ انہوں نے کہا اگر ہم لڑائی جانتے تو ضرور تمہارے ساتھ ہو لیتے یہ لوگ اس روز کفر سے بہ نسبت ایمان کے زیادہ قریب تھے اور انکی پوشیدہ باتیں کو خوب جانتا ہے۔

اَلَّذِیْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِھِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِکُمُ الْمَوْتَ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ جن لوگوں نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ اگر یہ ہمارا کہا مانتے تو قتل نہ کئے جاتے اے رسول ان منافقوں سے کہدو کہ اگر تم سچے ہو تو اپنے نفسوں سے موت کو دفع کرو۔

پھر اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دینے کے واسطے فرماتا ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَیَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِھِمْ مِّنْ خَلْفِھِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ جو لوگ راہ خدا میں قتل ہوئے ہیں انکو تم مردہ نہ سمجھو۔ بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں کھاتے پیتے خوش ہیں اس نعمت کے ساتھ جو خدا نے انکو اپنے فضل سے دی ہے اور ان لوگوں کی خوشخبری پاتے ہیں۔ جو ابھی ان سے نہیں ملے ہیں یہ کہ نہ ان پر خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہونگے۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے جس قدر بھائی احد کی جنگ میں شہید ہوئے ہیں ان کی روحیں خداوند تعالیٰ نے سبز پرندوں کی صورت میں کر دی ہیں اور وہ جنت کی نہروں میں سے پانی پیتے اور جنت کے پھلوں کو کھاتے ہیں اور عرش کے نیچے قندیلیں سونے کی لٹک رہی ہیں ان میں آرام کرتے ہیں۔ اور پھر جب اپنی خوش عیشی اور کھانے پینے کو دیکھتے ہیں۔ تو کہتے ہیں کاش ہمارے بھائی مسلمان ہمارے اس عیش سے واقف ہوتے تو جہاد میں رغبت کرتے۔ خدا تعالیٰ نے ان سے فرمایا۔ کہ میں تمہارے حال سے ان کو مطلع کرتا ہوں۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اپنے رسول پر نازل فرمائی وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الخ۔

ابن عباس ہی سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا کہ شہید لوگ جنت کے دروازہ پر ایک نہر کے پاس سبز گنبد میں رہتے ہیں۔ اور روزانہ صبح و شام جنت سے ان کو رزق ملتا ہے۔

ابن مسعود سے کسی نے ان آیات کی نسبت سوال کیا ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ الخ ابن مسعود نے کہا ہم نے بھی اسکی نسبت حضور سے دریافت کیا تھا۔ فرمایا تمہارے بھائی جو احد میں شہید ہوئے انکو اللہ تعالیٰ نے سبز پرندوں کی صورت میں کر دیا ہے جنت کے میوے کھاتے ہیں اور نہروں کا پانی پیتے ہیں۔ اور عرش کے نیچے سونے کی قندیلوں میں رہتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان سے دریافت کیا۔ کہ اے میرے بندو! اور کسی چیز کی تم کو ضرورت ہے۔ انہوں نے عرض کیا۔ اے پروردگار اور کس چیز کی ہم کو ضرورت ہوگی۔ اور اس سے بڑھ کر کیا نعمت ہوسکتی ہے کہ ہم جنت میں جہاں چاہتے ہیں پھل اور میوے کھاتے پھرتے ہیں۔ پھر دوبارہ اللہ تعالیٰ نے ان سے یہی سوال کیا۔ اور انہوں نے یہی جواب دیا۔ پھر تیسری مرتبہ خداوند تعالیٰ نے یہی فرمایا۔ اور انہوں نے یہی جواب دیا۔ اور عرض کیا کہ خداوندا ہم یہ

چاہتے ہیں کہ تو ہماری رُوحوں کو ہمارے جسموں میں واپس کر دے۔ اور ہم دُنیا میں جا کر تیری راہ میں جہاد کریں اور پھر شہید ہوں ؀

جابر بن عبداللہ کہتے ہیں مجھ سے حضورؐ نے فرمایا کہ اے جابر میں تجھ کو ایک خوشخبری سناؤں میں نے عرض کیا ہاں یا نبی اللہ سنائیے۔ فرمایا تیرا باپ جو اُحد میں شہید ہوا ہے خدا نے اُسکو زندگانی عطا فرمائی ہے اور فرمایا اے عبداللہ بن عمرو تو کیا چاہتا ہے کہ میں تیرے ساتھ کروں عرض کیا اے پروردگار میں یہ چاہتا ہوں کہ تو مجھ کو پھر زندہ کرے اور میں تیری راہ میں جہاد کر کے شہید ہوں ؀

حسن بصری سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جو مومن دُنیا سے جُدا ہوتا ہے پھر وہ دُنیا میں واپس آنا نہیں چاہتا اگرچہ تمام دنیا کی نعمتیں اُسکو ملیں مگر شہید یہ چاہتا ہے کہ دُنیا میں دوبارہ آن کر جہاد کرے ؀

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ مِن بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا أَجْرٌ عَظِيمٌ الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ؕ جن لوگوں نے خدا و رسول کا حکم مانا بعد اسکے کہ پہنچا اُن کو زخم جہاد میں نیک لوگوں اور تقوےٰ کرنے والوں کے واسطے اُن میں سے اجر عظیم ہے جن لوگوں سے کہا ہے آن کر چند لوگوں نے کہا کہ تمہارے واسطے بہت لوگ اکٹھے ہوئے ہیں پس تم اُن سے خوف کرو ان لوگوں کا اس بات کو سن کر ایمان زیادہ ہوا۔ اور انہوں نے کہا کافی ہے ہم کو اللہ اور اچھا کارساز ہے ؀

فَانقَلَبُوا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوءٌ وَاتَّبَعُوا رِضْوَانَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ ؕ پس واپس ہوئے مسلمان خدا کی نعمت کے ساتھ اور کوئی بُرائی اُن کو نہ پہنچی اور خدا کی رضامندی کی انہوں نے پیروی کی۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے ؀

إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ وَلَا يَحْزُنكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ ۚ إِنَّهُمْ لَن يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا ۗ يُرِيدُ اللَّهُ أَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْآخِرَةِ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ؕ بیشک یہ خبر شیطانی تھی اپنے دوستوں کو وہ ڈراتا ہے پس تم اُن سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اگر تم مومن ہو۔ اور اے رسولؐ تم اُن لوگوں پر غم نہ کھاؤ جو کفر میں دوڑتے ہیں۔ بیشک یہ لوگ خدا کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے ہیں۔ خدا چاہتا ہے کہ آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہ رکھے اور ان کے واسطے بڑا بھاری عذاب ہے ؀

إِنَّ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ لَن يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ؕ بیشک جن لوگوں نے ایمان کے بدلے کفر کو خریدا وہ خدا کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے ہیں۔ اور ان کے واسطے دردناک عذاب ہے ؀

اِنَّمَا نُمْلِیْ لَھُمْ لِیَزْدَادُوْا اِثْمًا وَّ لَھُمْ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ ۔ اور تم یہ نہ خیال کرو کہ کفاروں کو جو ہم ڈھیل دیتے ہیں یہ ان کے نفس کے واسطے بہتر ہے۔ ہم ان کو اس واسطے ڈھیل دیتے ہیں تاکہ یہ زیادہ گناہ کریں۔ اور ان کے واسطے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۔ خدا مومنوں کو اس حالت پر چھوڑنے والا نہیں ہے جس پر اے منافقو اتم ہو یہاں تک کہ وہ ناپاک کو پاک سے متمیز کر دے گا اور خدا تم کو غیب پر مطلع کرنے والا نہیں ہے۔ ولیکن خدا اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے برگزیدہ کرتا ہے۔ پس تم خدا اور رسول کے ساتھ ایمان لاؤ۔ اور اگر تم ایمان لاؤ گے اور تقویٰ کرو گے۔ پس تمہارے واسطے اجر عظیم ہے۔

اُن مہاجرین کے نام جو اُحد کی جنگ میں شہید ہوئے

قبیلۂ قریش کی شاخ بنی ہاشم میں سے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم شہید ہوئے وحشی جبیر بن مطعم کے غلام نے آپ کو قتل کیا تھا۔

اور بنی اُمیہ بن عبد شمس سے عبداللہ بن جحش ان کے حلیف جو بنی اسد بن خزیمہ سے تھے۔

اور بنی عبدالدار بن قصی سے مصعب بن عمیر شہید ہوئے ان کو ابن قمئہ لیثی نے قتل کیا تھا۔

اور بنی مخزوم بن یقظہ میں سے شماس بن عثمان شہید ہوئے یہ سب چار شخص مہاجرین میں سے تھے

اور انصار میں سے یہ لوگ شہید ہوئے

بنی عبدالاشہل میں سے عمرو بن معاذ بن نعمان۔ اور حرث بن انس بن رافع اور عمارہ بن زیاد بن سکن۔ اور سلمہ بن ثابت بن وقش اور عمرو بن ثابت بن وقش۔ ابن اسحاق کہتے ہیں۔ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ ثابت سلمہ اور عمرو کے والد بھی اس جنگ میں شہید ہوئے تھے۔

اور رفاعہ بن وقش اور حسیل بن جابر ابو حذیفہ بن یمان کے باپ ان کو یمان کہتے تھے یہ بھی شہید ہوئے۔ ان کو مسلمانوں نے دھوکہ سے شہید کر دیا تھا۔ اور ابو حذیفہ نے ان کا خونبہا مسلمانوں کو معاف کر دیا تھا۔

اور صیفی بن قیظی اور حباب بن قیظی اور عباد بن سہل اور حرث بن اوس بن معاذ یہ سب بارہ شخص تھے۔

اور اہل راتج میں سے یہ لوگ شہید ہوئے۔ ایاس بن اوس بن عتیک بن عمرو بن عبدالاعلم بن زعورا بن جشم بن عبدالاشہل۔ اور عبید بن تیہان اور حبیب بن یزید بن تیم یہ تین شخص شہید ہوئے۔

اور بنی ظفر میں سے یزید بن حاطب بن اُمیہ بن رافع ایک شخص شہید ہوئے۔

اور بنی عمرو بن عوف کی شاخ بنی ضبیعہ بن زید سے ابوسفیان بن حرث بن قیس بن زید اور حنظلہ بن ابی عامر بن صیفی بن نعمان بن مالک بن امتہ ان کو شداد بن اسود بن شعوب لیثی نے شہید کیا تھا۔ اور یہی غسیل ملائکہ ہیں۔ یہ دو شخص تھے۔

اور بنی عبید بن زید میں سے انیس بن قتادہ ایک شخص شہید ہوئے۔

اور بنی ثعلبہ بن عمرو بن عوف میں سے ابوحیۃ جو سعد بن خیثمہ کے ماں شریک بھائی تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں۔ ابوحیۃ بن عمرو بن ثابت ہیں۔ اور عبداللہ بن جبیر بن نعمان جو تیر اندازوں کے سردار تھے یہ دو شخص شہید ہوئے۔

اور بنی سلم بن امرئ القیس بن مالک بن اوس میں سے خیثمہ بن خیثمہ ابوسعد ایک شخص شہید ہوگئے۔

اور ان کے حلفاء میں سے جو بنی عجلان سے تھے عبداللہ بن سلمہ ایک آدمی شہید ہوئے

اور بنی معاویہ بن مالک میں سے سبیع بن حاطب بن حرث بن قیس بن ہیشہ ایک شخص۔

اور بنی نجار کی شاخ بنی سواد بن مالک بن غنم سے عمرو بن قیس اور ان کے بیٹے قیس بن عمرو۔

اور ثابت بن عمرو بن زید اور عامر بن مخلد۔ چار شخص اور بنی مبذول میں سے ابوہریرہ بن حرث بن علقمہ بن عمرو بن ثقف بن مالک بن مبذول۔ اور عمرو بن مطرف بن علقمہ بن عمرو یہ دو شخص شہید ہوئے۔

اور بنی عمرو بن مالک میں سے اوس بن ثابت بن منذر ایک شخص شہید ہوئے۔ یہ اوس حسان بن ثابت کے بھائی ہیں۔ اور بنی عدی بن نجار میں سے انس بن نضر بن ضمضم بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار ایک شخص شہید ہوئے۔ یہ انس انس بن مالک حضور کے خادم کے چچا تھے۔

اور بنی مازن بن نجار میں سے قیس بن مخلد اور کیسان ان کا غلام یہ دو شخص۔

اور بنی دینار بن نجار میں سے سلیم بن حرث اور نعمان بن عبد عمرو۔ یہ دو شخص۔

اور بنی حرث بن خزرج میں سے خارجہ بن زید بن ابی زہیر اور سعد بن ربیع بن عمرو بن ابی زہیر یہ دونوں ایک قبر میں دفن ہوئے۔ اور اوس بن ارقم بن زید بن قیس بن نعمان بن مالک بن ثعلبہ بن کعب یہ تین شخص شہید ہوئے۔

بنی ابجر میں سے جن کو بنی خدرہ کہتے ہیں۔ مالک بن سنان بن عبید بن ثعلبہ بن عبد بن الابجر یہ ابوسعید خدری کے والد تھے اور ابوسعید خدری کا نام سنان تھا اور بعض کہتے ہیں سعد تھا۔ اور سعید بن سوید بن قیس بن عامر بن عباد بن ابجر۔ اور عتبہ بن ربیع بن رافع بن معاویہ بن عبید بن ثعلبہ بن عبد بن ابجر۔ یہ تین شخص شہید ہوئے۔

اور بنی ساعدہ بن کعب بن خزرج میں سے ثعلبہ بن سعد بن مالک بن خالد بن ثعلبہ بن حارثہ بن عمرو بن خزرج بن ساعدہ اور ثقف بن فروہ بن بدی یہ دو شخص شہید ہوئے۔

اور بنی طریف میں سے عبداللہ بن عمرو بن وہب بن ثعلبہ بن وقش بن ثعلبہ بن طریف اور ضمرہ ان کے حلیف بنی جہینہ میں سے یہ دو شخص شہید ہوگئے

اور عوف بن خزرج کی شاخ بنی سالم میں سے اور پھر انکی شاخ بنی مالک بن عجلان بن زید بن غنم

اور نعمان بن مالک بن ثعلبہ بن فہر بن غنم بن سالم۔ اور مجذر بن زیاد ان کے حلیف قبیلہ بلی سے۔ اور عبادہ بن صحاس یہ پانچ شخص بن سالم میں سے نوفل بن عبداللہ۔ اور عباس بن عبادہ بن نضلہ بن مالک

شہید ہوئے اور نعمان بن مالک اور مجذر اور عبادہ ایک قبر میں مدفون ہوئے۔

اور بنی حبلی میں سے رفاعہ بن عمرو ایک شخص شہید ہوئے۔

اور بنی سلمہ کی شاخ بنی حرام سے عبداللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام۔ اور عمرو بن جموح بن زید بن حرام یہ دونوں ایک قبر میں دفن ہوئے اور خلاد بن عمرو بن جموح بن زید بن حرام۔ اور ابوایمن عمرو بن جموح کے آزاد غلام۔ چار شخص شہید ہوئے۔

اور بنی سواد بن غنم سے سلیم بن عمرو بن جدیدہ اور ان کے آزاد غلام عنترہ۔ اور سہل بن قیس بن ابی بن کعب بن قین یہ تین شخص شہید ہوئے۔

اور بنی زریق بن عامر میں سے ذکوان بن عبد قیس۔ اور عبید بن معلی بن لوذان یہ دو شخص شہید ہوئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں عبید بن معلی بنی حبیب میں سے تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں پس کل مہاجرین اور انصار میں سے جو لوگ اُحد میں شہید ہوئے کل پینسٹھ شخص تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں ستر آدمیوں میں سے جو لوگ ابن اسحاق نے ذکر نہیں کئے وہ یہ ہیں:۔

اوس کی شاخ بنی معاویہ بن مالک سے مالک بن نمیلہ ان کے حلیف مزینہ سے۔

اور بنی خطمہ میں سے حرث بن عدی بن خرشہ بن اُمیہ بن عامر بن خطمہ شہید ہوئے۔ اور خطمہ کا نام عبداللہ بن جشم بن مالک بن اوس ہے۔

اور بنی خزرج کی شاخ بنی سواد بن مالک سے مالک بن ایاس شہید ہوئے۔ اور بنی عمرو بن مالک بن نجار سے ایاس بن عدی شہید ہوئے۔ اور بنی سالم بن عوف سے عمرو بن ایاس شہید ہوئے۔

اُن مشرکین کے نام جو جنگِ اُحد میں قتل ہوئے

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ اُحد کی جنگ میں قریش کی شاخ بنی عبدالدار سے جو علم بردار مشرکین کے تھے یہ لوگ قتل ہوئے۔ طلحہ بن ابی طلحہ اور ابی طلحہ کا نام عبداللہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار ہے۔ اس کو حضرت علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔ اور ابوسعد بن ابی طلحہ کو سعد بن ابی وقاص نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں حضرت علی ہی نے اس کو بھی قتل کیا اور عثمان بن ابی طلحہ کو حضرت حمزہ نے قتل کیا۔ اور مسافع بن طلحہ اور جلاس بن طلحہ کو عاصم بن ثابت بن ابی افلح نے قتل کیا۔ اور کلاب بن طلحہ اور حرث بن طلحہ کو بنی ظفر کے حلیف قزمان نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں قزمان کو عبدالرحمٰن بن عوف نے قتل کیا ہے۔ اور ارطاۃ بن عبد شرحبیل بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار کو حضرت حمزہ نے قتل کیا۔ اور ابویزید بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار کو اور صواب ان کے ایک حبشی غلام کو قزمان نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں اس کو حضرت علی نے اور بعض سعد بن ابی وقاص نے اور بعض کہتے ہیں ابودجانہ نے قتل کیا ہے۔ اور قاسط بن شریح بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار کو قزمان نے قتل کیا

گیدیسب گیارہ آدمی ہیں ۔ بنی عبد الدار بن قصی ۔ ث کی شاخ :

اور بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قصی میں سے عبداللہ بن حمید بن زہیر بن حرث بن اسد کو حضرت علی نے قتل کیا۔ اور بنی زہرہ بن کلاب سے ابو الحکم بن اخنس بن شریق بن عمرو بن وہب ثقفی ان کے حلیف کو بھی حضرت علی نے قتل کیا۔ اور سباع بن عبد العزیٰ عبد العزیٰ کا نام عمرو بن نضلہ ہے اسکو حضرت حمزہ نے قتل کیا۔ اس قبیلہ کے یہ دو شخص قتل ہوئے ۔

اور بنی مخزوم بن یقظہ میں سے ہشام بن اُمیہ بن مغیرہ کو قزمان نے قتل کیا۔ اور ولید بن عاص بن ہشام بن مغیرہ کو قزمان نے قتل کیا۔ اور ابو اُمیہ بن ابی حذیفہ بن مغیرہ کو حضرت علی نے قتل کیا۔ اور خالد بن اعلم ان کے حلیف کو قزمان نے قتل کیا یہ چار شخص اس قبیلہ کے قتل ہوئے ۔

اور بنی جمح بن عمرو میں سے عمرو بن عبداللہ بن عمیر بن وہب بن حذافہ بن جمح جسکو ابو عزہ کہتے تھے اسکو حضور نے بحالت گرفتاری قتل فرمایا۔ اور اُبی بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح جسکو خاص حضور نے اپنے ہاتھ سے قتل فرمایا۔ اس قبیلہ کے یہ دو شخص قتل ہوئے ۔

اور بنی عامر بن لوی میں سے عبیدہ بن جابر اور شیبہ بن مالک بن مضرب ان دونوں کو قزمان نے قتل کیا اور بعض کہتے ہیں عبیدہ بن جابر کو عبداللہ بن مسعود نے قتل کیا۔ یہ سب مشرکین میں سے بائیس آدمی قتل ہوئے ۔

جنگِ اُحد کے متعلق جو اشعار اور قصائد شعراء عرب نے کہے ہیں۔ اُن میں سے چند اشعار ہم ذیل میں مندرج کرتے ہیں ۔

حسان بن ثابت نے مشرکین قریش کو مخاطب کرکے یہ اشعار کہے

سُقْتُمْ كِنَانَةَ جَهْلًا مِنْ سَفَاهَتِكُمْ ۔۔۔ إِلَى الرَّسُولِ فَجُنْدُ اللهِ مُخْزِيهَا

(ترجمہ) اے قریش بنی کنانہ کو تم اپنی جہالت اور بیوقوفی سے رسُولِ خدا کے مقابلہ پر لائے پس خدا کا لشکر اُنکو ذلیل کرنیوالا ہے۔

أَوْرَدْتُمُوهَا حِيَاضَ الْمَوْتِ ضَاحِيَةً ۔۔۔ فَالنَّارُ مَوْعِدُهَا وَالْقَتْلُ لَاقِيهَا

(۲) موت کے گھاٹ پر اور ظاہر مقاموں پر تم نے انکو لاکر کھڑا کر دیا پس آگ وعدہ گاہ انکی ہے اور قتل اُن سے ملنے والا ہے۔

جَمَّعْتُمُوهُمْ أَحَابِيشَ بِلَا حَسَبٍ ۔۔۔ أَئِمَّةَ الْكُفْرِ غَرَّتْكُمْ طَوَاغِيهَا

(۳) جمع کیا تم نے اُن کو مختلف قبائل غیر حسب والوں سے اے پیشوا کفر کے تم کو انکے سرکشوں نے فریب اور دھوکا دیا ہے

أَلَا اعْتَبَرْتُمْ بِخَيْلِ اللهِ إِذْ قَتَلَتْ ۔۔۔ أَهْلَ الْقَلِيبِ وَمَنْ أَلْقَيْنَهُ فِيهَا

(۴) کیا تم نے خدا کے لشکر سے عبرت حاصل نہیں کی جبکہ اُس لشکر نے اہل قلیب کو قتل کیا اور جسکو اُسکے اندر ڈالا۔

كَمْ مِنْ أَسِيرٍ فَكَكْنَاهُ بِلَا ثَمَنٍ ۔۔۔ وَجَزِّ نَاصِيَةٍ كُنَّا مَوَالِيهَا

(۵) بہت سے قیدی تمہارے ہم نے بغیر فدیہ لئے اور پیشانی کے بال کترے چھوڑ دیئے جن کے ہم آقا اور وہ ہمارے غلام تھے ۔

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار کہے

اَبْلِغْ قُرَيْشًا عَلٰی نَائِهَا اَتَفْخَرُ مِنَّا بِمَا لَمْ تَلِی فَخَرْتُمْ بِقَتْلَی اَصَابَتْهُمْ

(ترجمہ) قریش کو انکی دوری پر یہ بات پہونچا دو کہ کیا تم ہم سے اُس بات میں فخر کرتے ہو جو تم کو میسر نہیں ہوئی۔ تم اُن مقتولوں کے قتل کرنے پر فخر کرتے ہو جن کو

فَوَاضِلُ مِنْ نِعَمِ الْمُفْضِلِ تَحُلُّوْا جِنَانًا وَاَبْقَوْا لَكُمْ اُسُوْدًا تُحَامِيْ عَنِ الْاَشْبُلِ

بڑی بڑی نعمتیں فضل پروردگار سے پہونچیں۔ پس وہ تو جنت میں جا داخل ہوئے۔ اور تمہاری سرکوبی کے واسطے بڑے بڑے بہادر چھوڑ گئے ہیں ؛

تُقَاتِلُ عَنْ دِيْنِهَا وَسْطَهَا نَبِيٌّ عَنِ الْحَقِّ لَمْ يَنْكُلِ

جو اپنے دین کی طرف سے جنگ کرتے ہیں اور اُن کے درمیان میں نبی ہیں جو حق سے پیچھے نہیں رہتے۔ نہ اُس کے اعلان کرنے میں کسی کا خوف کرتے ہیں ؛

یوم الرجیع کا بیان جس کا واقعہ ۳ہجری میں ہوا

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ اُحد کی جنگ کے بعد بنی عضل اور بنی قارہ کا ایک گروہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ابن ہشام کہتے ہیں یہ دونوں قبیلے ہون بن خزیمہ بن مدرکہ کی شاخ ہیں ؛

اور اس گروہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم لوگوں میں اسلام کی رغبت ہو رہی ہے۔ حضور ہمارے ساتھ اپنے اصحاب میں سے چند لوگ روانہ کریں تا کہ وہ ہماری قوم کو دین کی تعلیم کریں اور قرآن پڑھائیں۔ حضور نے چھ اصحابی ان لوگوں کے ساتھ کئے جن کے نام یہ ہیں۔ مرثد بن ابی مرثد غنوی حضرت حمزہ کے حلیف اور خالد بن بکیر لیثی بنی عدی بن کعب کے حلیف اور عاصم بن ثابت بن ابی افلح قبیلۂ بنی عمرو بن عوف بن مالک بن اوس میں سے۔ اور خبیب بن عدی قبیلۂ بنی جحجبی بن کلفہ بن عمرو بن عوف میں سے اور بنی بیاضہ میں سے زید بن دثنہ بن معاویہ۔ اور عبداللہ بن طارق بنی ظفر بن خزرج کے حلیف۔ اور ان سب میں حضور نے مرثد بن ابی مرثد کو سردار مقرر کیا۔ جب قبیلۂ عضل اور قارہ کے لوگ ان صحابہ کو لیکر مقام رجیع میں پہونچے جو قبیلہ ہذیل کے ایک چشمہ کا نام ہے اور حجاز کے کنارہ پر واقع ہے۔ ان لوگوں نے صحابہ کے ساتھ غدر کیا۔ اور قبیلہ ہذیل کو ان کے خلاف بھڑکا دیا۔ صحابہ اُس وقت اپنے خیمہ ہی میں تھے۔ کہ انہوں نے دیکھا چاروں طرف سے لوگ تلواریں لئے چلے آرہے ہیں۔ یہ بھی مردانہ اور دلیرانہ جنگ کے واسطے تیار ہوگئے۔ اُن لوگوں نے کہا قسم ہے خدا کی ہم تم کو قتل نہیں کرتے ہیں ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ تم کو پکڑ کر مکہ والوں کے پاس لیجائیں۔ اور اُن سے تمہارے معاوضہ میں کچھ لے لیں۔ مرثد بن ابی مرثد اور عاصم بن ثابت اور خالد بن بکیر نے کہا قسم ہے خدا کی ہم مشرک کے عہد میں داخل نہیں ہوتے اور عاصم کی کنیت ابوسلیمان تھی۔ آخر یہ تینوں شخص اسقدر لڑے کہ شہید ہوگئے اور عاصم کے شہید ہونے کے بعد ہذیل کے لوگوں نے یہ ارادہ کیا کہ عاصم کے سر کو مکہ میں لے جا کر سلافہ بنت

سعد کے ہاتھ فروخت کریں کیونکہ حبیب عاصم نے اُسکے دونوں بیٹوں کو اُحد میں قتل کیا تھا۔ تو اُس نے نذر مانی تھی کہ اگر مجھ کو موقعہ ملا تو میں عاصم کی کھوپری میں شراب پیئوں گی۔ اور عاصم نے مشرکین کو ناپاک سمجھ کر خدا سے عہد کیا تھا کہ کوئی مشرک مجھ کو ہاتھ نہ لگائے اور نہ مشرک کو ہاتھ لگاؤں گا۔ اب جو ہذیل نے یہ ارادہ کیا خداوند تعالیٰ نے اس زور کی بارش برسائی۔ کہ وہ لوگ ان کے سر کو نہ لے سکے۔ پھر اُسی بارش کی رو میں انکی لاش بہ گئی۔ اور کسی کو اُس کا پتہ نہ چلا۔ حضرت عمرؓ نے جب یہ واقعہ عاصم کا سُنا تو فرمایا کہ یہ اُسی عہد کا سبب تھا جو عاصم نے اپنی زندگانی میں خدا سے کیا تھا کہ مرنے کے بعد بھی خدا تعالیٰ نے انکی لاش کو مشرکین کے ہاتھ لگانے سے محفوظ کر دیا۔

اور زید بن دثنہ اور خبیب بن عدی اور عبداللہ بن طارق یہ تینوں نرم ہو گئے اور زندگانی کو عزیز سمجھ کر انہوں نے اپنے تئیں بنی ہذیل کے حوالہ کر دیا۔ بنی ہذیل ان کو گرفتار کرکے مکہ کی طرف لے چلے جب مقام ظہران میں پہونچے تو عبداللہ بن طارق نے اپنا ہاتھ بند سے نکالکر تلوار پر قبضہ کیا۔ بنی ہذیل نے ان کے ارادہ سے آگاہ ہو کر ان کو اسقدر پتھر مارے کہ یہ شہید ہو گئے اور وہیں ان کو دفن کر دیا۔ اور خبیب بن عدی اور زید بن دثنہ کو مکہ میں لاکر بنی ہذیل نے اپنے قیدیوں کے بدلہ جو مکہ میں ان کے قید تھے فروخت کر دیا خبیب کو تو حجیر بن ابی اہاب تمیمی بنی نوفل کے حلیف نے خریدا عقبہ بن حرث بن عامر بن نوفل کے واسطے کیونکہ ابو اہاب حرث بن عامر کا ماں شریک بھائی تھا۔ اور اسکے باپ کو خبیب نے قتل کیا تھا۔ اب اس نے اپنے باپ کے عوض میں قتل کرنے کے واسطے خریدا۔ اور زید بن دثنہ کو صفوان بن اُمیہ نے اپنے باپ اُمیہ کے عوض میں قتل کرنے کے واسطے خریدا اور اپنے غلام نسطاس کو ان کے ساتھ کرکے حکم دیا کہ مقام تنعیم میں لیجا کر انکو قتل کر دے اس وقت تمام قریش ان کے قتل کا تماشا دیکھنے جمع ہوئے اور حرم سے انکو باہر لے گئے۔ ابو سفیان نے کہا اے زید تم یہ بات پسند کرتے ہو کہ تم اپنے گھر میں خوشی کے ساتھ بیٹھے ہو اور بجائے تمہارے ہم محمدؐ کی اس جگہ گردن ماریں زید نے کہا میں یہ بھی نہیں چاہتا۔ کہ میں اپنے گھر میں چین سے بیٹھا ہوں۔ اور حضرت محمدؐ کے ایک کانٹا بھی لگے ابو سفیان نے اس جواب کو سُنکر کہا کہ جیسا میں نے محمدؐ کے اصحاب کو محمدؐ کا دوست دیکھا ہے ایسا کسی کو کسی کا دوست نہیں دیکھا۔ اس کے بعد نسطاس نے حضرت زید بن دثنہ کو شہید کیا۔

ماویہ حجیر بن ابی اہاب کی لونڈی کہتی ہے کہ خبیب میرے گھر میں قید کئے گئے تھے میں نے ایک روز دیکھ کر ان کے ہاتھ میں اتنا بڑا انگور کا خوشہ ہے جیسے آدمی کا سر ہوتا ہے اور وہ اس میں سے انگور کھاتے ہیں تعجب ہوا کیونکہ ان دنوں میں انگور کا موسم بھی نہ تھا اور دوسرے وہ قید میں تھے۔ پھر یہ ماویہ کہتی ہے کہ قتل کئے روز خبیب نے مجھ سے کہا کہ استرہ مجھ کو دیدو تاکہ میں قتل کے واسطے پاک ہو جاؤں۔ ماویہ کہتی ہے میں نے اپنے لڑکے کو استرہ دیا اور کہا کہ یہ خبیب کو دیدے پھر مجھ کو خوف ہوا کہ خبیب کہیں اس لڑکے کو استرہ سے قتل نہ کر دے۔ اور اپنے خون کا بدلہ لے اور میں نے اپنے تئیں بہت ملامت کی۔ لڑکا خبیب کو استرہ دے آیا خبیب نے اس سے کہا تیری ماں کو خیال ہوا ہے کہ کہیں میں تجھ کو قتل نہ کر دوں پھر خبیب نے اُس کو چھوڑ دیا اور کچھ نہ کہا۔ پھر لوگ خبیب کو لیکر مقام تنعیم میں آئے۔ تاکہ ان کو قتل کریں خبیب نے کہا اگر تم مناسب سمجھو تو مجھ کو اتنی مہلت دو کہ میں دو رکعتیں پڑھ لوں۔ مشرکین نے قبول کیا۔ اور خبیب نے اچھی

طرح سے دو رکعتیں ادا کیں اور کہا اگر تم لوگ یہ نہ کہتے کہ میں قتل میں دیر ہونے کے لئے پڑھتا ہوں تو بہت دیر تک نماز پڑھتا۔ پس خبیب ہی نے اہلِ اسلام کے واسطے قتل کے وقت دو رکعتوں کے پڑھنے کا طریقہ نکالا ہے۔ راوی کہتا ہے پھر مشرکین نے خبیب کو ایک لکڑی سے باندھا۔ خبیب نے اُس وقت کہا اے اللہ ہم نے تیرے رسول کی رسالت کی تبلیغ کر دی تو بھی اپنے رسول کو ہماری اس حالت کی خبر پہنچا دے اور اے اللہ ان سب مشرکین کو قتل کر ایک کو بھی ان میں سے باقی نہ چھوڑ۔ اس کے بعد قریش نے ان کو شہید کیا۔

معاویہ ابوسفیان کے بیٹے کہتے ہیں میں اُس وقت موجود تھا جب خبیب نے قریش کو یہ بددعا دی ہے اور میں اس کو سنتے ہی زمین پر لیٹ گیا۔ کیونکہ میں نے لوگوں سے سُنا تھا کہ اگر کوئی کسی پر بددعا کرے اور وہ لیٹ جائے تو اُس بددعا کا اثر نہیں ہوتا ہے۔

عباد کہتے ہیں میں نے عقبہ بن حرث سے سُنا ہے کہتے تھے کہ میں نے خبیب کو قتل نہیں کیا۔ کیونکہ میں چھوٹا تھا مگر ابومیسرہ نے جو بنی عبدالدار میں سے ایک شخص تھا۔ اُس نے میرے ہاتھ میں حربہ دیا اور پھر میرے ہاتھ کو پکڑ کر اس حربہ کے ساتھ خبیب کو قتل کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت عمر بن خطاب نے ایک شخص سعید بن عامر بن خدیم جمحی کو شام کے کسی شہر کا حاکم بنایا تھا اور اس شخص کو یکایک بیٹھے بیٹھے غشی ہو جایا کرتی تھی۔ اس بات کا حضرت عمر سے ذکر کیا گیا۔ حضرت عمر نے اُس شخص سے سوال کیا کہ یہ تجھ کو کیا بیماری ہے اُس نے کہا اے امیر المومنین مجھ کو کچھ بیماری نہیں ہے۔ میں اُس وقت موجود تھا جب خبیب کو قتل کیا گیا ہے۔ اور اُنکی بددعائیں سُنی تھی۔ پس قسم ہے خدا کی جس وقت وہ واقعہ مجھ کو یاد آتا ہے مجھ پر غشی ہو جاتی ہے۔ ابن ہشام کہتے ہیں۔ قریش نے حرام مہینہ میں خبیب کو قید رکھا پھر اُسکے گذرنے کے بعد ان کو شہید کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ جب یہ لوگ اس طرح شہید ہوئے بعض منافقوں نے کہا کہ یہ لوگ نہایت نالائق تھے۔ جو اس طرح سے ہلاک ہو گئے نہ تو اپنے گھر میں بیٹھے رہے اور نہ وہاں جا کر اپنے رسول کی رسالت کو پہنچایا۔ خداوند تعالیٰ نے ان منافقوں کے کلام کی تردید اور ان لوگوں کی تعریف میں یہ آیات نازل فرمائیں۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۝ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ۝

اور ایک وہ شخص ہے اے رسول جس کا قول تم کو زندگانی دُنیا میں اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اور وہ خدا کو اپنے دل کی بات پر گواہ کرتا ہے حالانکہ وہ سخت جھگڑالو ہے اور جب تمہارے پاس سے جاتا ہے زمین میں فساد کرنے کے واسطے کوشش کرتا ہے۔ اور کھیتی اور نسل کو ہلاک کرتا ہے۔ اور خدا فساد کو درست نہیں ہے۔ اور جب اُس سے کہا جاتا ہے کہ خدا سے خوف کر تو اُسکو گناہ کے ساتھ عزت پکڑ لیتی ہے جتنے گناہ زیادہ باز رہنے کو وہ اپنی بے عزتی سمجھتا ہے۔ پس کافی ہے اُسکو جہنم اور بُرا ٹھکانا ہے۔ اور لوگوں میں سے نہیں۔

ہیں جو اپنے نفس کو خدا کی رضامندی میں فروخت کرتے ہیں۔ اور خدا بندوں کے ساتھ مہربان ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں۔ خبیب نے اپنی شہادت کے یہ شعار پڑھے۔ اشعار

إِلَى اللهِ أَشْكُو غُرْبَتِي ثُمَّ كُرْبَتِي　　وَمَا أَرْصَدَ الْأَحْزَابُ لِي عِنْدَ مَصْرَعِي

(ترجمہ) میں خدا کے حضور میں اپنی غربت اور کربت کی شکایت کرتا ہوں۔ اور اس بندوبست کی جو لشکروں نے میرے قتل کے واسطے کیا ۔

فَذَا الْعَرْشِ صَبِّرْنِي عَلَى مَا يُرَادُ بِي　　فَقَدْ بَضَّعُوا لَحْمِي وَقَدْ يَاسَ مَطْمَعِي

(ترجمہ) پس عرش والے ہی نے مجھ کو اس مصیبت پر صابر بنا دیا ہے جس کا میرے ساتھ ارادہ کیا جاتا ہے۔ پس بیشک میرے گوشت کے انہوں نے ٹکڑے کر دئے ہیں اور مجھ کو ناامیدی ہو گئی ہے ۔

وَذَلِكَ فِي ذَاتِ الْإِلَهِ وَإِنْ يَشَأْ　　يُبَارِكْ عَلَى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ

(ترجمہ) اور یہ قتل مجھ کو خاص خدا کے معاملہ میں نصیب ہوا ہے۔ اور اگر وہ چاہے تو جسم کے پریشان ٹکڑے کے جوڑوں پر برکت عنایت کرے ۔

وَقَدْ خَيَّرُونِي الْكُفْرَ وَالْمَوْتُ دُونَهُ　　وَقَدْ هَمَلَتْ عَيْنَايَ مِنْ غَيْرِ مَجْزَعِ

(ترجمہ) کفاروں نے مجھ کو کفر یا موت کے قبول کرنے میں اختیار دیا۔ اور میری آنکھیں بغیر بےصبری کے جاری ہوئیں

وَمَا بِي حِذَارُ الْمَوْتِ إِنِّي لَمَيِّتٌ　　وَلَكِنْ حِذَارِي جَحْمُ نَارٍ مُلَفَّعِ

(ت) مجھ کو مرنے کا کچھ ڈر نہیں ہے بیشک میں مرنے والا ہوں۔ و لیکن مجھ کو جہنم کی آتش شعلہ زن کا خوف ہے۔

فَلَسْتُ أُبَالِي حِينَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا　　عَلَى أَيِّ جَنْبٍ كَانَ فِي اللهِ مَصْرَعِي

(۔۔) پس جبکہ میں اسلام کی حالت میں قتل کیا جاتا ہوں تو مجھ کو کچھ پرواہ نہیں ہے کہ کسی پہلو پر راہ خدا میں میرا گرنا ہو ۔

ابن اسحاق کہتے ہیں قریش میں سے جن لوگوں نے خبیب بن عدی کے قتل میں کوشش کی وہ یہ ہیں عکرمہ بن ابی جہل اور سعید بن عبداللہ بن ابی قیس بن عبد ود اور اخنس بن شریق ثقفی بنی زہرہ کا حلیف اور عبیدہ بن حکیم بن امیہ بن حارثہ بن الاوقص سلمی بنی امیہ بن عبد شمس کا حلیف اور امیہ بن ابی عتبہ اور حضرمی کے بیٹے ۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ان صحابہ کا مرثیہ کہا ہے جو اس واقعہ میں شہید ہوئے

مرثیہ

صَلَّى الْإِلَهُ عَلَى الَّذِينَ تَتَابَعُوا　　يَوْمَ الرَّجِيعِ فَأُكْرِمُوا وَأُثِيبُوا　　رَأْسُ السَّرِيَّةِ مَرْثَدٌ وَأَمِيرُهُمْ

(ترجمہ) خدا ان لوگوں پر رحمت نازل کرے جو یوم الرجیع کی جنگ میں یکے بعد دیگرے شہید ہو کر زندگی اور ثواب کو پہونچے۔ مرثد جو لشکر کے سردار اور امیر تھے ۔

وَابْنُ الْبُكَيْرِ إِمَامُهُمْ وَخُبَيْبُ　　وَابْنٌ لِطَارِقَ وَابْنُ دَثْنَةَ مِنْهُمُ　　وَافَاهُ ثَمَّ حِمَامُهُ الْمَكْتُوبُ

(ترجمہ) اور ابن بکیر جو لشکر کے امام تھے اور خبیب۔ اور طارق کے فرزند اور ابن دثنہ بھی انہیں میں سے

تھے وہیں انکی موت اُن کو پہونچی جو اُن کے واسطے لکھی ہوئی تھی +

وَالْعَاصِمُ الْمَقْتُوْلُ عِنْدَ رَجِیْعِہِمْ کَسَبَ الْمَعَالِیَ اِنَّہٗ لَکَسُوْبٗ مَنَعَ الْمَقَادَۃَ اَنْ یَّنَالُوْا ظَہْرَہٗ

اور عاصم جو رجیع کے پاس شہید ہوئے ۔ بلند مرتبوں کو انہوں نے حاصل کیا اور یہ بڑے حاصل کرنے والے تھے۔ لوگوں کو انہوں نے اپنی پشت کے قریب نہ آنے دیا +

حَتّٰی یُجَالِدَ اِنَّہٗ لَنَجِیْبٗ

یہانتک کہ خود اُنہوں نے تلوار سے جنگ کی بیشک یہ بڑے جوانمرد تھے

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم شوال کے باقی مہینہ اور ذی قعدہ و ذی الحجہ اور محرم مدینہ میں رہے ۔ اور مشرکوں ہی نے اس حج کی کارپردازی کی پھر حضور نے جنگ اُحد کے پورے چار مہینہ کے بعد اپنے اصحاب کا لشکر مقام بیر معونہ کی طرف روانہ فرمایا +

بیرِ مَعُونہ کا واقعہ

ابن اسحاق کہتے ہیں ابو براء عامر بن مالک بن جعفر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا حضور نے اس کو اسلام کی دعوت کی اس نے نہ اسلام قبول کیا اور نہ انکار کیا اور یہ عرض کیا کہ حضور اپنے اصحاب میں سے چند لوگوں کو نجد کی طرف روانہ فرمائیں ۔ تو مجھ کو اُمید ہے کہ وہاں اسلام کی اشاعت ہوگی ۔ حضور نے فرمایا مجھ کو اندیشہ ہے کہ وہاں کے لوگ غدر نہ کریں ابو براء نے کہا میں انکی امانت کا ذمہ دار ہوں حضور نے اسکے کہنے سے چالیس صحابہ کو نجد کی طرف روانہ کر دیا جن میں یہ لوگ بھی تھے منذر بن عمرو اور حرث بن صمہ اور حرام بن ملحان بنی نجار میں سے اور عروہ بن اسماء بن صلت سلمی اور نافع بن بدیل بن ورقاء خزاعی اور عامر بن فہیرہ حضرت ابو بکر کا غلام اور ان کے علاوہ سب چالیس شخص تھے ۔ مدینہ سے روانہ ہو کر جب یہ لوگ مقام بیر معونہ پر پہونچے یہ مقام بنی عامر اور بنی سلیم کے شہروں کے درمیان میں تھا ۔ بلکہ بنی سلیم کے شہر سے زیادہ قریب تھا ۔ جب صحابہ یہاں آکر ٹھیرے ۔ حرام بن ملحان کو اُنہوں نے ایلچی بنا کر دشمن خدا عامر بن طفیل کے پاس بھیجا جس وقت یہ عامر کے پاس پہنچے اُس نے خط کو بھی نہ دیکھا ۔ فوراً حرام بن ملحان کو شہید کر دیا ۔ اور پھر بنی عامر کو صحابہ کے قتل کرنے کا حکم دیا ۔ بنی عامر نے اسکے حکم سے انکار کیا اور کہنے لگے ۔ ہم ابو براء کے عہد کو نہیں توڑتے ہیں ۔ وہ حضور صلعم سے ان کے واسطے ضامن ہوئے ہیں تب عامر بن طفیل نے بنی سلیم اور بنی رعل اور ذکوان کے قبیلوں کو صحابہ کے قتل کرنے کا حکم دیا ۔ اُنہوں نے قبول کیا ۔ اور صحابہ کی طرف روانہ ہو گئے ۔ اور چاروں طرف سے صحابہ کو گھیر لیا ۔ صحابہ بھی تلواریں کھینچکر ان پر جا پڑے ۔ اور سب صحابہ شہید ہوئے سوا ایک کعب بن زید کے ۔ کہ ان میں ایک رمق جان باقی تھی ۔ مقتولوں میں سے کھسک کھسک کر یہ نکل آئے اور پھر بالکل تندرست ہو گئے ۔ اور خندق کی جنگ میں شہید ہوئے +

راوی کہتا ہے سب صحابہ کے پیچھے عمرو بن اُمیہ ضمری اور انصار میں سے ایک شخص تھے ۔ ابن ہشام کہتے ہیں یہ شخص منذر بن محمد بن عقبہ بن اُحیحہ بن جلاح تھے +

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ ان دونوں شخصوں کو صحابہ کے اس حادثہ کی ایک پرندہ سے خبر معلوم ہوئی۔ ان دونوں نے دیکھا کہ ایک پرندہ لشکر کے سروں پر چکر کھا رہا ہے۔ اسکو دیکھ کر یہ دونوں کہنے لگے کہ اس پرندہ کی ضرور کوئی خاص حالت معلوم ہوتی ہے اور پھر یہ دونوں لشکر کی طرف روانہ ہوئے اور دیکھا کہ صحابہ کرام خون میں ڈوبے ہوئے پڑے ہیں۔ اور گھوڑے ان کے خاموش کھڑے ہیں انصاری شخص نے عمرو بن امیہ ضمری سے کہا اب تمہاری کیا رائے ہے۔ عمرو نے کہا میں یہ خیال کرتا ہوں کہ ہم حضور کے پاس چلیں اور اس واقعہ کی خبر کریں انصاری نے کہا میری رائے یہ ہے کہ میں اس جگہ سے واپس نہ جاؤں جہاں منذر بن عمرو شہید ہوا ہو۔ اور ہماری خبر اور لوگ حضور کے گوش گذار کردینگے۔ پھر انصاری نے دشمنوں کو اس قدر قتل کیا کہ آخر خود بھی شہید ہوئے۔ اور عمرو بن امیہ کو دشمنوں نے گرفتار کرلیا۔ پھر جب دشمنوں کو یہ معلوم ہوا کہ عمرو قبیلہ مضر سے ہیں۔ تب انہوں نے انکو چھوڑ دیا اور عامر بن طفیل نے عمرو بن امیہ کی پیشانی کے بال کتر کے اپنی ماں کی نذر پوری کرنیکے خیال سے ان کو آزاد کردیا۔ کیونکہ اسکی ماں کے ذمہ میں ایک غلام آزاد کرنا تھا۔ عمرو بن امیہ یہاں سے روانہ ہوا۔ جب مقام قرقرہ میں پہنچے۔ وہاں بنی عامر میں سے دو شخص اور بھی آکر ٹھیرے۔ ابن ہشام کہتے ہیں یہ شخص بنی کلاب میں سے تھے اور ابو عمرو مدنی کہتے ہیں۔ کہ یہ دونوں بنی سلیم میں سے تھے۔ اور یہ دونوں شخص عمرو بن امیہ کے پاس ایک درخت کے سایہ میں سو رہے۔ عمرو بن امیہ نے ان دونوں کو قتل کردیا۔ اور عمرو کو یہ حال معلوم نہ تھا۔ کہ حضور کی ان سے صلح ہوئی ہے۔ جب یہ دونوں آئے تھے۔ تو عمرو نے ان سے دریافت کیا تھا کہ تم کس قبیلہ سے ہو۔ انہوں نے کہا ہم بنی عامر سے ہیں۔ پھر جب وہ سو گئے تو عمرو نے ان کو قتل کردیا۔ پھر جب عمرو بن امیہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور یہ سارا واقعہ عرض کیا حضور نے فرمایا تم نے ایسے لوگوں کو قتل کیا ہے جن کا خون بہا مجھ کو دینا پڑے گا۔ میں پہلے ہی ابو براء کے کہنے سے اپنے صحابیوں کے بھیجنے پر راضی نہ تھا۔ جب ابو براء کو صحابیوں کے اس طرح شہید ہونے کی خبر پہنچی۔ اُن کو بہت رنج ہوا۔ اور یہ واقعہ ان پر نہایت شاق گذرا۔ کیونکہ یہ صحابہ کرام کی خیریت کے ضامن ہوئے تھے۔ اور ان شہیدوں میں عامر بن فہیرہ بھی تھے جن کی نسبت عامر بن طفیل کہا کرتا تھا۔ کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا۔ کہ جب وہ قتل ہوا۔ تو آسمان و زمین کے درمیان میں معلق ہوگیا۔ میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے۔ لوگوں نے کہا عامر بن فہیرہ ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جبار بن سلمی بن مالک بن جعفر جو عامر بن طفیل کے ساتھ اس جنگ میں شریک تھا۔ اور پھر مسلمان ہوگیا تھا بیان کرتا ہے کہ میرے اسلام لانے کی یہ وجہ ہوئی۔ کہ میں نے ایک شخص کے دونوں شانوں کے بیچ میں نیزہ مارا۔ اور میرا نیزہ اس کے سینہ سے پار ہوگیا۔ اور اس نے کہا فزت و اللہ یعنی خدا کی قسم میں اپنے مطلب کو پہنچا۔ جبار کہتا ہے میں اس کی اس بات کو سن کر حیران ہوا۔ کہ یہ کیا کہتا ہے کیا میں نے اس کو قتل نہیں کیا۔ پھر میں نے لوگوں سے اس کے اس قول کا مطلب پوچھا۔ لوگوں نے اس کا مطلب شہادت کے ساتھ فائز ہونا تھا جو اس کو نصیب ہوئی۔ پھر ربیعہ بن عامر بن مالک نے عامر بن طفیل پر حملہ کیا۔ اور ایک نیزہ اس کے مارا۔ جو عامر کی ران میں لگا۔ اور وہ اپنے گھوڑے پر سے نیچے گر پڑا۔ پھر

کہنے لگا۔ یہ ابو براء کی کارروائی ہے۔ اگر میں مر گیا تو میرا خون میرے چچا کے واسطے ہے۔ اس سے کچھ بحث نہ کرنا۔ اور اگر میں زندہ رہا تو جیسی میری رائے ہوگی۔ اس کے موافق عمل کروں گا۔

بنی نضیر کے جلاوطن کرنے کا بیان جو سنہ ۴ ہجری میں واقع ہوا

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم انہیں دونوں مقتولوں کے خونبہا کے متعلق گفتگو کرنے کے واسطے بنی نضیر میں تشریف لے گئے جن کو عمرو بن امیہ ضمری نے قتل کیا تھا۔ کیونکہ وہ مقتول بنی عامر سے تھے اور بنی عامر کو حضور نے اطلاع دیدی تھی۔ اور بنی نضیر بنی عامر کے حلیف تھے اس سبب سے حضور نے ان سے گفتگو کی۔ انہوں نے کہا اے محمد بہت بہتر ہے جس طرح آپ چاہتے ہیں۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ پھر بنی نضیر کے لوگوں نے پوشیدہ مشورہ کیا کہ ایسا موقعہ فرصت کا ہاتھ نہ لگے گا۔ محمد کو زندہ نہ چھوڑو۔ اور ایک شخص عمرو بن جحاش بن کعب کو انہوں نے اس کام پر آمادہ کیا۔ کہ جس دیوار کے نیچے حضور تشریف رکھتے تھے دوسری طرف سے وہ اس کے اوپر چڑھ کر ایک بہت بڑا پتھر حضور کے اوپر گرا دے تاکہ حضور شہید ہو جائیں جبریل علیہ السلام نے اس واقعہ کی خبر دی۔ اور اسی وقت حضور بغیر کسی سے کہے سنے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے صحابہ حضور کو تلاش کرنے لگے۔ پھر ایک شخص کو انہوں نے مدینہ کی طرف سے آتے ہوئے دیکھا۔ اور اس نے کہا کہ میں نے حضور کو مدینہ میں داخل ہوتے دیکھا ہے۔ صحابہ بھی یہ سنکر مدینہ میں چلے آئے۔ پھر حضور نے ان سے بنی نضیر کے اس مکروفریب کا حال بیان کیا۔ اور بنی نضیر سے جنگ وحرب کی تیاری کا حکم دیا اور مدینہ میں ابن ام مکتوم کو حاکم مقرر کر کے حضور روانہ ہوئے۔ اور ربیع الاول کے مہینہ میں ان کا محاصرہ کیا۔ اور اسی وقت شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا۔

جب یہ لوگ بنی نضیر قلعہ بند ہوئے اور چھ یا پندرہ روز حضور کو ان کے محاصرہ میں گذر گئے تب حضور نے حکم دیا۔ کہ ان کے باغات کاٹ دیئے جائیں۔ اور کھیتوں میں آگ لگا دی جائے۔ اس وقت بنی نضیر نے غل مچایا کہ اے محمد تم تو فساد کرنے سے منع کرتے ہو۔ اور فسادی کو برا کہتے ہو۔ اب کیا وجہ ہے کہ تم ہمارے باغوں کو کٹواتے ہو۔ اور جلواتے ہو۔

بنی عوف بن خزرج میں سے بعض منافقین نے جن میں عبداللہ بن ابی بن سلول اور ودیعہ بن مالک بن ابی قوقل اور داعس اور سوید وغیرہ لوگ تھے۔ انہوں نے بنی نضیر کو کہلا بھیجا تھا کہ اگر تم مسلمانوں سے جنگ کرو گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ جنگ میں شریک ہونگے۔ اور اگر تم یہاں سے اپنا گھر بار چھوڑ کر کہیں اور چلے جاؤ گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ چلینگے۔ چنانچہ اسی بھروسہ پر بنی نضیر کئی دن قلعہ بند رہے۔ آخر جب ان منافقوں نے ان کی کچھ مدد نہ کی۔ اور وہ لاچار ہوئے۔ حضور سے انہوں نے کہلا بھیجا۔ کہ اگر آپ ہماری جان بخشی کریں۔ اور یہ اجازت دیں کہ جسقدر مال ہم سے اونٹوں پر لیجایا جا سکے ہم لیجائیں تو ہم یہاں سے چلے جاتے ہیں۔ حضور نے اس بات کو ان کی منظور فرمایا۔ اور وہ اپنا کل مال و اسباب اونٹوں پر لاد کر لے گئے۔ یہاں تک کہ اپنے مکانوں کے کواڑ اور چوکھٹ بھی لے گئے۔ اور مکانوں کو اپنے ہاتھوں سے توڑ

چھوڑ گئے۔ اور بعض لوگ تو ان میں سے ملک شام میں چلے گئے اور بعض خیبر میں جا بسے۔ جو خیبر میں گئے ۔
ان میں اشراف یہ لوگ تھے سلام بن ابی الحقیق اور کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق اور حی بن اخطب۔

ابن اسحاق کہتے ہیں بنی نضیر اپنے مال اور اولاد اور عورتوں کو لیکر روانہ ہوئے۔ اور انکی عورتیں گیت گاتی۔ اور دف بجاتی جاتی تھیں۔ اور ایک عورت ان میں عروہ بن ورد عبسی کی بیوی نہایت صاحب جمال عورت تھی۔ کہ اپنی نظیر زمانہ میں نہ رکھتی تھی۔ اور بنی نضیر باقی کل مال اپنا حضور کے واسطے چھوڑ گئے۔ اور یہ مال خاص حضور کا تھا جہاں حضور چاہتے۔ اسکو خرچ کرتے تھے۔ اور ان مہاجرین پر حضور نے اس مال کو تقسیم کیا جنہوں نے پہلے ہجرت کی تھی۔ انصار کو اس میں سے حضور نے کچھ نہیں دیا سوا ایک سہل بن حنیف اور ابو دجانہ کے کیونکہ انہوں نے حضور سے اپنی تنگ دستی بیان کی۔ تو حضور نے ان کو بھی مرحمت کیا۔ بنی نضیر میں سے صرف دو آدمیوں نے اسلام قبول کیا ایک یامین بن عمیر بن کعب بن عمرو بن جحاش نے اور دوسرے ابو سعد بن وہب نے اور حضور نے ان کے مالوں پر ان کو برقرار رکھا۔

یامین کی اولاد میں سے ایک شخص کا بیان ہے کہ حضور نے یامین سے کہا۔ کہ تم نے نہیں دیکھا۔ کہ تمہارے بھائی عمرو بن جحاش نے میرے ساتھ کیا ارادہ کیا تھا۔ یامین نے ایک شخص کو کچھ دے کر عمرو بن جحاش کو قتل کرادیا۔

بنی نضیر کے بارے میں خداوند تعالیٰ نے سورہ حشر نازل فرمائی ہے۔ اور اس میں حضور کو ان پر مسلط کرنے اور پھر حضور کے ان کے مالوں کو تقسیم کرنے کا بیان فرمایا ہے۔

چنانچہ فرماتا ہے هُوَ الَّذِىٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؕ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۗ وَقَذَفَ فِىْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِى الْمُؤْمِنِيْنَ ۗ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِى الْاَبْصَارِ

وہی خدا ہے جس نے ذلت کے ساتھ بنی نضیر کے کافروں کو جو اہل کتاب سے تھے ان کے گھروں سے نکالا۔ اے مسلمانو! تم یہ خیال نہ کرتے تھے کہ یہ نکلیں گے۔ کیونکہ انکی قوت وحشمت بہت تھی۔ اور وہ بنی نضیر خیال کرتے تھے۔ کہ ان کے قلعے ان کو خدا سے بچانے والے ہیں۔ پس خدا کا عذاب ان پر اس جگہ سے آیا جہاں سے ان کو گمان بھی نہ تھا اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ اپنے گھروں کو خراب کرتے ہیں۔ اپنے ہاتھوں اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے پس اے آنکھوں والو۔ ان کے حال سے عبرت پکڑو۔

وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِى الدُّنْيَا ؕ وَلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ

اور اگر خدا ان کے واسطے جلاوطنی نہ لکھتا تو ضرور ان کو دنیا میں عذاب کرتا اور آخرت میں ان کے واسطے آگ کا عذاب ہے۔

مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِىَ الْفٰسِقِيْنَ

جو کھجور تم نے قطع کی وہ خدا کے حکم سے کی۔ اور جس کو تم نے اسکی جڑوں پر کھڑا ہوا چھوڑا وہ بھی خدا کے حکم سے تاکہ فاسقوں کو ذلیل کرے۔

فَمَا اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔ پس نہیں دوڑائے تم نے اس پر گھوڑے نہ اونٹ ولیکن خدا اپنے رسول کو جس پر چاہتا ہے مسلط فرماتا ہے اور خدا ہر چیز پر قادر ہے ۔

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَاۗءِ مِنْكُمْ ۭ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۤ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۔ جو کچھ دولت اور مال گاؤں والوں کا خدا نے اپنے رسول کو دیا۔ پس وہ خدا و رسول اور ان کے قرابت والوں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے واسطے ہے تاکہ وہ مال و دولت تمہارے تونگروں کے ہاتھوں میں پھرنے والی نہ ہو۔ اور جو کچھ رسول تم کو دیں اس کو لو اور جو نہ دیں اس سے باز رہو۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ الی آخرہ وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا الظّٰلِمِيْنَ ۔

ابن ہشام کہتے ہیں پھر بنی نضیر کے غزوہ کے بعد حضور بنی مصطلق کی مہم پر تشریف لے گئے۔ مگر میں اس کو اسی جگہ بیان کروں گا۔ جہاں ابن اسحاق نے بیان کیا ہے ۔

غزوہ ذات الرقاع کا بیان

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور بنی نضیر کے غزوہ سے فارغ ہو کر ربیع الآخر اور کچھ مہینہ جمادی الاول کا مدینہ میں رہے اور پھر آپ نے نجد کی طرف بنی محارب اور بنی ثعلبہ پر جہاد کا ارادہ کیا۔ یہ دونوں قبیلے غطفان سے تھے اور مدینہ میں ابوذر غفاری اور بقول بعض حضرت عثمان کو حاکم مقرر کیا۔ اور اس غزوہ کا نام ذات الرقاع اس سبب سے ہوا۔ کہ اس جنگ میں کفاروں نے اپنے نشانوں پر کچھ لکھا تھا اور بعض کہتے ہیں اس جگہ ذات الرقاع نام ایک درخت تھا ۔

جب حضور مقام ذات الرقاع میں آنکر فروکش ہوئے قبیلہ غطفان کے لوگ لشکر کثیر لیکر حضور کے مقابل آئے اور ہر ایک لشکر دوسرے سے خوف زدہ ہوا۔ چنانچہ حضور نے نماز خوف پڑھائی۔ چنانچہ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہتے ہیں حضور نے ہم کو صلوٰۃ الخوف پڑھائی۔ اور پھر لشکر کو لیکر واپس پھرے اور یہ نماز اس صورت سے ہوئی۔ کہ نصف آدمی حضور کے ساتھ نماز میں شریک ہوئے اور نصف دشمن کے مقابل صف بستہ کھڑے رہے جب حضور ایک رکعت پڑھ چکے یہ لوگ جو حضور کے ساتھ تھے دشمن کے مقابل چلے گئے۔ اور ان لوگوں نے جو حضور کے ساتھ پہلی رکعت پڑھ گئے تھے واپس آکر اپنی دوسری رکعت پوری کرلی یعنی دونوں حصوں نے لشکر کے ایک ایک رکعت حضور کے ساتھ پڑھی اور ایک ایک رکعت علیحدہ پڑھی تفصیل اس کی کتب فقہ میں موجود ہے ۔

بنی محارب میں سے ایک شخص غورث نام نے اپنی قوم سے کہا کہ اگر تم کہو۔ تو میں محمد کو قتل کر آؤں قوم نے کہا اس سے بہتر کیا ہے مگر تو یہ کام کیوں کر کریگا۔ اس نے کہا دیکھو میں جاتا ہوں اور پھر وہ حضور کی خدمت

میں آیا حضور اس وقت بیٹھے ہوئے تھے۔ اور تلوار آپ کے آگے رکھی تھی۔ غورث نے کہا اے محمد میں ذرا آپ کی تلوار دیکھ لوں آپ نے فرمایا دیکھ لے۔ راوی کہتا ہے حضور کی تلوار پر چاندی کا کام ہو رہا تھا۔ غورث نے اس کو اٹھا لیا۔ اور میان سے نکال کر ہلانے لگا۔ اور کہا اے محمد تم مجھ سے ڈرتے نہیں ہو۔ میرے ہاتھ میں شمشیر برہنہ ہے حضور نے فرمایا میرا خدا میرا نگہبان ہے میں تجھ سے کچھ نہیں ڈرتا۔ اس کے بعد غورث نے تلوار کو میان میں کر کے حضور کے آگے رکھدیا اللہ تعالیٰ نے اسی کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ ھَمَّ قَوْمٌ اَنْ یَّبْسُطُوْا اِلَیْکُمْ اَیْدِیَھُمْ فَکَفَّ اَیْدِیَھُمْ عَنْکُمْ وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ یعنے اے ایمان والو! خدا کی نعمت کو یاد کرو جبکہ ایک قوم نے تمہاری طرف اپنے ہاتھ دراز کرنے کا قصد کیا پس خدا نے اُن کے ہاتھ تم سے روک دیئے۔ اور خدا سے تقویٰ کرو۔ اور لازم ہے کہ مومن خدا ہی پر بھروسہ کریں بعض لوگ کہتے ہیں یہ آیت بنی نضیر کے موقعہ پر نازل ہوئی ہے۔ جبکہ انہوں نے حضور کے قتل کرنے کے واسطے مکر کیا تھا۔

جابر بن عبداللہ کہتے ہیں میں حضور کے ساتھ غزوہ ذات الرقاع میں گیا تھا۔ جب وہاں سے حضور واپس ہے تو میری سواری کا اونٹ بہت ہی ضعیف اور کمزور تھا۔ اس سبب سے میں سارے لشکر سے پیچھے رہ جاتا۔ حضور نے مجھ سے فرمایا اے جابر کیا بات ہے جو تو پیچھے رہ جاتا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا اونٹ نہیں چلتا حضور نے فرمایا اس کو بٹھا۔ میں نے اونٹ کو بٹھایا حضور نے فرمایا ایک لکڑی مجھ کو دے یا کسی درخت سے توڑ لا۔ میں نے ایک لکڑی لاکر حضور کو دی حضور نے مجھ سے فرمایا تو اونٹ پر سوار ہو جا میں سوار ہو گیا۔ اور پھر حضور نے وہ لکڑی تین چار دفعہ اس اونٹ کو ماری۔ پھر تو وہ اونٹ سانڈنیوں سے آگے جاتا تھا۔ اور میں حضور سے باتیں کرتا ہوا روانہ ہوا۔ حضور نے مجھ سے فرمایا اے جابر یہ اونٹ ہمارے ہاتھ فروخت کرتے ہو میں نے عرض کیا حضور کی نذر کرتا ہوں۔ حضور نے فرمایا یوں نہیں فروخت کرو۔ میں نے عرض کیا تو حضور قیمت بیان فرمائیں کہ کیا دینگے۔ فرمایا میں ایک درم کو لیتا ہوں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو بہت تھوڑی قیمت ہے حضور نے فرمایا اچھا دو درم لے لو۔ میں نے عرض کیا یہ بھی کم ہے یہاں تک کہ حضور بڑھاتے بڑھاتے ایک اوقیہ پر پہنچے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک اوقیہ پر حضور راضی ہیں۔ فرمایا ہاں میں راضی ہوں۔ میں نے عرض کیا بس تو یہ اونٹ آپ کا ہو چکا حضور نے فرمایا ہاں میں نے لے لیا۔ پھر حضور نے مجھ سے فرمایا کہ اے جابر تم نے شادی کی ہے میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ فرمایا باکرہ[1] عورت سے یا ثیبہ سے۔ میں نے عرض کیا ثیبہ سے۔ فرمایا باکرہ سے شادی کیوں نہ کی نہ تم سے خوش ہوتی۔ اور تم اُس سے خوش ہوتے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے والد اُحد کی جنگ میں شہید ہو گئے۔ اور انہوں نے کئی لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ میں نے یہ خیال کیا۔ کہ ایسی عورت سے شادی کروں جو اُن کے کاروبار کو سنبھال سکے حضور نے فرمایا تم نے اچھا کیا انشاءاللہ برکت ہوگی۔

اور اے جابر اگر ہم کسی ٹیلہ پر پہنچے۔ تو اونٹوں کے ذبح کئے جانے کا حکم دینگے۔ اور آج کا دن وہیں گذارینگے۔ اے جابر تمہاری بیوی اپنے نمارق کو صاف کریگی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے

---

[1] باکرہ وہ عورت ہے جس کی شادی نہ ہوئی ہو اور ثیبہ وہ ہے جسکی شادی ہو چکی ہے ۱۲

پاس نمارق کہاں ہیں۔ فرمایا عنقریب ہونگے اور تم کو اُس وقت بہت مضبوطی سے عمل کرنا چاہیئے۔ جابر کہتے ہیں جب ہم ٹیلے کے پاس پہنچے حضور نے حکم دیا اور اونٹ ذبح ہوئے اور دن بھر ہم سب وہیں رہے پھر شام کو حضور اپنے گھر میں تشریف لے گئے ہم بھی اپنے گھر گئے۔ جابر کہتے ہیں صبح کو وہ اُونٹ لیکر میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اُونٹ کو مسجد کے دروازہ پر باندھ کر آپ مسجد کے اندر حضور کے پاس گیا اور بیٹھ گیا حضور مسجد کے باہر تشریف لائے اور دریافت کیا یہ اونٹ کیسا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا حضور یہ اُونٹ جابر لائے ہیں۔ حضور نے فرمایا جابر کہاں ہیں میں بُلایا گیا حضور نے مجھ سے فرمایا اے میرے بھائی کے بیٹے اپنے اونٹ کو لیجاؤ یہ تمہارا ہی ہے۔ اور پھر بلال کو حکم دیا کہ جابر کو لیجا کر ایک اوقیہ دیدو۔ چنانچہ بلال نے مجھ کو ایک اوقیہ سے کچھ زیادہ دیا۔ جابر کہتے ہیں پس وہ مال میرے پاس روز بروز بڑھتا رہا یہاں تک کہ یہ حُرّہ کی جنگ ہوئی ؂

جابر کہتے ہیں جب ہم غزوۂ ذات الرقاع سے واپس ہوئے۔ تو ایک شخص کسی مشرک کی عورت پر واقع ہوا تھا۔ اور اس کا خاوند موجود نہ تھا۔ جب اُس کو خبر ہوئی۔ اُس نے قسم کھائی کہ جب تک میں اصحاب محمد کا خون نہ بہالوں گا۔ واپس نہ ہونگا۔ پھر یہ شخص حضور کے لشکر کے پیچھے روانہ ہوا۔ حضور منزل پر پہونچکر فروکش ہوئے اور فرمایا کون شخص آج کی رات ہماری پاسبانی کریگا۔ عمار بن یاسر اور عباد بن بشر نے کہا یا رسول اللہ ہم حفاظت اور پاسبانی کرینگے۔ اُن میں ایک مہاجر اور ایک انصاری تھے حضور نے ان سے فرمایا تم میدان کے دہانے پر جا کر رات کو رہو۔ چنانچہ یہ دونوں اُس جگہ چلے گئے اور انصاری نے مہاجری سے کہا کہ تم اول شب جاگو گے یا آخر شب۔ مہاجری نے کہا میں آخر رات جاگوں گا تم اول رات جاگ لو پس مہاجری سو رہے اور انصاری نے نماز پڑھنی شروع کی راوی کا بیان ہے کہ ایک شخص آیا اور اُس نے انصاری کو کھڑے ہوئے دیکھ کر سمجھا۔ کہ یہ لشکر کا پاسبان ہے۔ پس انصاری کے ایک تیر مارا۔ انصاری نے تیر کو اپنے بدن سے نکال کر پھینک دیا۔ اور نماز کو موقوف نہ کیا۔ اُس شخص نے ایک تیر اور مارا انصاری نے جب بھی نماز موقوف نہ کی۔ اُس نے تیسرا تیر مارا۔ تب انصاری نے رکوع و سجدہ سے فارغ ہو کر سلام پھیرا۔ اور اپنے ساتھی مہاجری کو جگایا۔ جب اُس شخص نے ان دونوں کو دیکھا تو بھاگ گیا۔ اور مہاجری نے انصاری کے بدن پر خون دیکھ کر کہا۔ کہ تم نے مجھ کو پہلے سے کیوں نہ جگایا۔ انصاری نے کہا میں اس وقت ایسی سُورت نماز میں پڑھ رہا تھا جس کا موقوف کرنا میں نے پسند نہ کیا ؂

ابن اسحاق کہتے ہیں غزوہ ذات الرقاع کے بعد حضور مدینہ میں جمادی الاول کا باقی مہینہ اور جمادی الآخر اور رجب کے آخر تک رہے پھر سنہ ہجری میں شعبان کے اندر آپ نے موافق وعدہ ابوسفیان کے بدر کا ارادہ کیا

بدر کا دوسرا غزوہ

حضور صحابہ کا لشکر لیکر بدر میں جا پہونچے اور مدینہ میں عبداللہ بن عبداللہ بن ابی بن سلول انصاری کو حاکم مقرر کیا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں۔ بدر میں حضور نے آٹھ روز ابوسفیان کا انتظار کیا اور ابوسفیان اہل مکہ کو لیکر جب مقام ظہران یا عسفان میں پہونچا۔ تو اُس کی رائے واپس مکہ چلے جانے کی ہوئی۔ اور اُس نے قریش سے کہا

کہ اے قریش تمہارے سفر کے واسطے ایسا موسم ہونا چاہیئے جس میں تم جانوروں کو اپنے چرا بھی سکو اور دودھ بھی خوب پیو۔ اور یہ موسم خشکی کا ہے۔ اس واسطے میری یہ رائے ہے۔ کہ تم واپس مکہ کو چلے چلو چنانچہ تمام اہل مکہ واپس ہو گئے۔ اور اس لشکر کا نام اہل مکہ نے جیش سویق رکھا تھا کیونکہ انہوں نے اس سفر میں ستو بہت پیئے تھے ؛

حضور بدر میں ٹھیرے ہوئے ابوسفیان کا انتظار کر ہی رہے تھے کہ مخشی بن عمرو ضمری کا حضور کے پاس گزر ہوا۔ اور یہ وہ شخص ہے جس سے غزوہ ودان میں حضور نے بنی ضمرہ کی بابت عہد لیا تھا۔ اور اس نے کہا اے محمدؐ کیا تم اس چشمہ پر قریش سے جنگ کرنے آئے ہو حضور نے فرمایا ہاں اے ضمری اگر تیرا جی چاہتا ہے تو ہم تیری صلح کو تجھے واپس کر کے تجھ سے جنگ کرنے کو موجود ہیں۔ یہاں تک کہ جیسا کچھ خدا کو منظور ہو گا وہ ہمارے تمہارے درمیان میں فیصلہ کر دیگا۔ مخشی نے کہا اے محمدؐ قسم ہے خدا کی ہم کو تم سے جنگ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ؛ پھر حضور ابوسفیان کا انتظار کر کے مدینہ میں واپس تشریف لے آئے ؛

غزوہ دومۃ الجندل کا بیان

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ بدر سے واپس آن کر حضور کئی مہینے تک مدینہ میں رہے۔ اور ربیع الاول ۵ھ میں آپ غزوہ دومۃ الجندل کی طرف متوجہ ہوئے اور مدینہ میں سباع بن عرفطہ غفاری کو آپ نے حاکم مقرر کیا۔ اور پھر بغیر کسی جنگ کے آپ مدینہ میں واپس چلے آئے۔ اور باقی تمام سال مدینہ ہی میں رہے ؛

غزوہ خندق کا بیان

ابن اسحاق کہتے ہیں خندق کا غزوہ شوال ۵ھ میں درپیش ہوا اور ابتدا اس کی اس طرح ہے کہ یہودیوں کا ایک گروہ جس میں سلام بن ابی الحقیق النضری اور حی بن اخطب نضری اور کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق نضری اور ہوذہ بن قیس وائلی اور ابو عمار وائلی وغیرہ لوگ بنی نضیر میں سے اور بنی وائل میں سے تھے یہ لوگ مکہ میں قریش کے پاس پہونچے۔ اور ان کو حضور کی جنگ پر آمادہ کیا۔ اور کہا ہم تمہارے ساتھ ہیں تم محمدؐ سے جنگ کرو ہم بالکل بیخ و بنیاد ان کی اکھیڑ کر پھینک دینگے۔ قریش نے ان سے کہا اے گروہ یہود تم قدیم اہل کتاب ہو اور تمہارے پاس علم ہے۔ تم یہ بتلاؤ کہ ہمارا مذہب درست اور صحیح ہے یا محمدؐ کا۔ یہودیوں نے کہا تمہارا مذہب بہت سچا ہے۔ اور تم بہ نسبت محمدؐ کے حق پر ہو۔ اس بات کو سن کر قریش بہت خوش ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان یہودیوں کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْکِتٰبِ یُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ سے آخر تک اس کا مفصل بیان اوپر گذر چکا ہے ؛

قریش فوراً حضور کی جنگ کے واسطے تیار ہوئے۔ اور یہ یہودی مکہ سے ہو کر قبائل غطفان کے پاس پہونچے۔ اور ان کو بھی حضور کی جنگ پر آمادہ کیا۔ اور قریش کے تیار ہونے کی بھی خبر دی۔ غطفان کے لوگ بھی ان کے ساتھ ہو گئے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں۔ اس لشکر میں قریش کا سردار ابوسفیان بن حرب تھا اور غطفان میں بنی فزارہ

کا سردار عیینہ بن حصین بن حذیفہ بن بدر تھا۔ اور بنی مُرّہ کا سردار حرث بن عوف بن ابی حارثہ مری تھا اور بنی اشجع کا سردار
مسعر بن رخیلہ بن نویرہ بن طریف بن سحمہ بن عبداللہ بن ہلال بن خلاوہ بن اشجع بن ریث بن غطفان تھا۔

جب حضور نے یہ خبر سُنی تب آپ نے خندق مدینہ کے گرد بنانے کا حکم دیا۔ اور مسلمانوں کو رغبت دلانے
کی خاطر سے حضور بھی خود اُس کے کھودنے میں مصروف ہوئے۔ اور مسلمان نہایت مستعدی سے اس کام کو کرتے
تھے اور منافقوں کا یہ قاعدہ تھا کہ حضور کی غفلت میں اپنے گھروں کو بغیر اجازت کے بھاگ جاتے تھے۔ اور مسلمانوں
کا یہ قاعدہ تھا کہ جب کسی کو سخت ضرورت ہوتی۔ جس کے بغیر اس کو چارہ نہ ہوتا۔ تب وہ حضور سے اجازت لیکر
اپنے کام کو جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان مومنوں کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ
وَرَسُوْلِہٖ وَاِذَا کَانُوْا مَعَہٗ عَلٰۤی اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ یَذْهَبُوْا حَتّٰى یَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَاْذِنُوْنَكَ
اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ
مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۔ بیشک مومن وہی لوگ ہیں جو خدا اور رسول کے
ساتھ ایمان رکھتے ہیں۔ اور جب رسول کے ساتھ کسی امر جامع پر ہوتے ہیں۔ رسول کی بغیر اجازت کہیں
نہیں جاتے۔ اے رسول جو لوگ تم سے اجازت لیتے ہیں وہی خدا اور رسول پر ایمان رکھتے ہیں پس جب تم سے
اپنی کسی ضرورت کے واسطے اجازت لیں ان میں سے جس کو چاہو اجازت دو۔ اور خدا سے ان کے واسطے
مغفرت مانگو۔ بیشک خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

اور منافقوں کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی جو چپکے چپکے کھسک جایا کرتے تھے لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ
الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ قَدْ یَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ یَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ
یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِیْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ یُصِیْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ
قَدْ یَعْلَمُ مَاۤ اَنْتُمْ عَلَیْهِ ؕ وَیَوْمَ یُرْجَعُوْنَ اِلَیْهِ فَیُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۔ رسول
کے بلانے کو ایسا نہ کرو جیسے تم میں سے ایک دوسرے کو بلاتا ہے۔ بیشک خدا اُن لوگوں کو خوب جانتا ہے
جو تم میں چپکے چپکے کھسک جاتے ہیں۔ پس جو لوگ رسول کے حکم سے مخالفت کرتے ہیں۔ ان کو اس بات
سے خوف کرنا چاہئے۔ کہ ان کو فتنہ یا دردناک عذاب نہ پہونچے۔ خبردار بیشک خدا ہی کے واسطے ہے
جو کچھ آسمان و زمین میں ہے بیشک جانتا ہے وہ اس بات کو جس پر تم ہو۔ اور جس روز وہ اُسکی حضور میں
حاضر کئے جائینگے۔ پس جو اعمال انہوں نے کئے ہیں۔ ان سے ان کو خبردار کریگا۔ اور اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے

ابن اسحاق کہتے ہیں خندق کے کھودنے میں حضور سے متعدد معجزہ ظاہر ہوئے۔ جن کے بیان
کرنے اور سُننے سے ایمان والوں کا ایمان اور حضور کی تصدیق زیادہ ہوتی ہے۔ مسلمانوں نے ان معجزات
کو بچشم خود دیکھا ہے۔ جابر بن عبداللہ کہتے ہیں۔ خندق کے کھودنے میں ایک جگہ نہایت سخت زمین
نکلی حضور سے اس کا ذکر کیا گیا۔ کہ یا رسول اللہ اس میں کدال پھاوڑہ کچھ کارگر نہیں ہوتا۔ اس کو کیونکر
کھودیں۔ حضور نے فرمایا تھوڑا پانی لاؤ۔ پانی حاضر کیا گیا حضور نے اُس میں اپنا لعاب دہن ڈال دیا۔ اور
پھر اس پانی کو اُس سخت جگہ چھڑک دیا۔ پس وہ لوگ بیان کرتے ہیں جو اس جگہ موجود تھے۔ کہ قسم ہے اُس

ذات پاک کی جس نے حق کے ساتھ حضور کو مبعوث کیا کہ پانی کے ڈالتے وہ زمین ایسی نرم ہوگئی جیسے ریت اور بہت جلد اُس کو اُٹھا کر پھینک دیا ؛

نعمان بن بشیر کی بہن کہتی ہیں میری ماں عمرہ بنت رواحہ نے میرے کپڑے میں تھوڑی سی کھجوریں دے کر کہا کہ بیٹی یہ اپنے باپ اور ماموں کو دے آؤ۔ اور کہنا کہ یہ تمہارا صبح کا کھانا ہے یہ لڑکی کہتی ہیں میں اُن کھجوروں کو لیکر چلی اور حضور کے پاس سے گذری اور اپنے باپ اور ماموں کو میں ڈھونڈھ رہی تھی۔ حضور نے فرمایا اے لڑکی یہ تیرے پاس کیا چیز ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسُول اللہ یہ کھجوریں میری ماں نے میرے باپ بشیر بن سعد اور میرے ماموں عبد اللہ بن رواحہ کے واسطے بھیجی ہیں حضورؐ نے فرمایا لا مجھ کو دے میں نے وہ کھجوریں حضور کے دونوں ہاتھوں میں رکھدیں حضور نے ان کھجوروں کو ایک کپڑے پر ڈال دیا۔ اور پھر اُن کے اوپر ایک کپڑا ڈھک دیا۔ اور ایک شخص سے فرمایا۔ کہ لوگوں کو کھانے کے واسطے بلالو۔ چنانچہ تمام خندق کے کھودنے والے جمع ہوگئے۔ اور اُن کھجوروں کو کھانے لگے اور وہ کھجوریں زیادہ ہوتی گئیں یہاں تک کہ جب لوگ کھا چکے ہیں تو کھجوریں کپڑے کے کنارہ پر سے نیچے گر رہی تھیں ؛

جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں ہم حضور کے ساتھ خندق کے کھودنے میں مصروف تھے اور میرے پاس ایک چھوٹی سی بکری تھی۔ میں نے خیال کیا کہ اگر اس بکری کو ذبح کر کے میں حضور کی دعوت کروں تو بہتر ہے پھر میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ گھر میں جس قدر جو ہوں اُن کو پیس لو۔ اور بکری کا گوشت پکالو میں حضور کی دعوت کروں گا۔ جب شام ہوئی اور حضور مع تمام لوگوں کے گھروں کی طرف واپس ہوئے۔ کیونکہ یہی قاعدہ تھا کہ دن بھر خندق کھودتے تھے اور شام کو گھر چلے آتے تھے۔ میں نے حضور سے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ میں نے ایک بکری ذبح کر کے پکائی ہے اور حضور کی دعوت کرتا ہوں۔ حضور میرے گھر تشریف لے چلیں جابر کہتے ہیں میں یہ چاہتا تھا کہ حضور تنہا میرے ساتھ تشریف لے آئینگے۔ مگر حضورؐ نے میری یہ بات سنتے ہی ایک شخص کو حکم دیا کہ پکار کر آواز دیدو کہ سب لوگ جابر کے مکان پر چلے آئیں کیونکہ جابر نے دعوت کی ہے جابر کہتے ہیں میں نے اس بات کو سن کر کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پھر حضور مع لوگوں کے میرے گھر میں تشریف لائے ہم نے کھانا نکالکر آپ کے سامنے رکھا۔ آپ نے نوش فرمایا اور پھر آپ کے بعد سب لوگوں نے نوش کیا کھاتے جاتے تھے اور چلتے جاتے تھے یہاں تک کہ تمام اہل خندق کھا کر فارغ ہوگئے ؛

سلمان فارسی کہتے ہیں میں خندق کے کھودنے میں مصروف تھا کہ ایک عظیم الشان پتھر نکل آیا۔ ہر چند میں نے اسکے اکھاڑنے میں کوشش کی۔ مگر اُس کو جنبش تک نہ ہوئی۔ حضور نے میری اس شدت کو دیکھ کر کدال میرے ہاتھ سے لے لی۔ اور اس پتھر پر لگائی۔ میں نے دیکھا کہ اُس کدال میں سے ایک چمک نکلی پھر حضور نے دوسری مرتبہ کدال ماری جب بھی وہ چمک پیدا ہوئی۔ پھر تیسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہُوا۔ میں نے عرض کیا یا رسُول اللہ میرے ماں باپ حضور پر قربان ہوں۔ یہ چمک کیسی دکھائی دیتی ہے حضور نے فرمایا کیا تم نے بھی دیکھی ہے میں نے عرض کیا ہاں فرمایا پہلی مرتبہ جو چمک ظاہر ہوئی خداوند تعالیٰ نے یمن کو مجھ پر فتح کیا اور دوسری بار ملک شام اور مغرب کو فتح کیا۔ اور تیسری بار مشرق کو فتح کیا ؛

ابن اسحاق کہتے ہیں جب یہ ممالک حضرت عمر اور عثمان کے زمانہ میں فتح ہوئے۔ تو ابو ہریرہ مجاہدین سے کہا کرتے تھے۔ کہ جہاں تک تمہارا جی چاہے ملکوں کو فتح کرو۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں ابو ہریرہ کی جان ہے جس قدر ملک قیامت تک تم فتح کرو گے ان سب کی کنجیاں پہلے ہی خداوند تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمدؐ کو عنایت فرما دی ہیں ؛

ابن اسحاق کہتے ہیں جب حضور خندق کے تیار کرنے سے فارغ ہوئے تو قریش بھی دس ہزار لشکر لیکر مقام مجتمع الاسیال میں آن پہنچے۔ یہ مقام زمین رومہ میں جرف اور زغابہ کے درمیان واقع ہے۔ اور قریش کے اس لشکر میں بنی کنانہ اور اہل تہامہ وغیرہ مختلف قبائل کے لوگ تھے ؛

اور قبیلہ غطفان بھی اہل نجد کو اپنے ساتھ لیکر احد کی ایک جانب مقام ذنب نقمی میں آن اترے۔ حضور رسول خدا کے ساتھ تین ہزار مسلمانوں کا لشکر تھا۔ آپ ان کو لیکر خندق کے اس طرف صف آرا ہوئے اور خندق دونوں لشکروں کے درمیان میں تھی۔ ابن ہشام کہتے ہیں مدینہ میں اس موقعہ پر حضور نے ابن ام مکتوم کو حاکم مقرر کیا تھا ؛

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور نے حکم دیا تھا۔ کہ بال بچے اور عورتیں گھاٹیوں اور ٹیلوں پر پہونچا دی جائیں۔ راوی کہتا ہے دشمن خدا حی بن اخطب کعب بن اسد قرظی بنی قریظہ کے سردار کے پاس پہونچا۔ اور اس کعب نے حضور سے عہد اور صلح کرلی تھی۔ حی بن اخطب جو اس کے پاس آیا اس نے اپنے قلعہ کا دروازہ بند کرلیا۔ اور اس کو اپنے پاس آنے نہ دیا۔ حی بن اخطب نے غل مچایا۔ کہ اے کعب مجھ کو تجھ سے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔ تو دروازہ کھول دے۔ کعب نے کہا تو ایک منحوس شخص ہے تجھ کو میں اپنے مکان میں بلانا نہیں چاہتا۔ اور دوسرے میرا محمدؐ سے عہد ہوچکا ہے۔ اور میں نے محمد کو باوفا اور عہد کا پورا پایا ہے میں نہیں چاہتا۔ کہ ان کے عہد کو شکستہ کروں حیی بن اخطب نے کہا تجھ کو خرابی ہو ذرا دروازہ تو کھول۔ کعب نے کہا ہرگز نہیں کھولونگا غرضیکہ جب حی بن اخطب نے بہت اصرار کیا تب کعب نے دروازہ کھول کر اسکو بلایا۔ اس نے کہا اے کعب میں تیرے پاس دنیا بھر کی عزت اور خوبی کو لیکر آیا ہوں۔ تمام قریش مع اپنے سرداروں اور رئیسوں کے میرے ساتھ ہیں۔ اور تمام غطفان کے قبائل میری امداد کو آئے ہیں۔ چنانچہ یہ سب احد کے پاس ذنب نقمی میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ اور مجھ سے عہد اور اقرار کرلیا ہے۔ کہ ہم بغیر محمد کا استیصال کئے واپس نہ ہونگے۔ کعب نے جواب دیا کہ اے حی بن اخطب تو دنیا بھر کی ذلت و خواری لیکر میرے پاس آیا ہے۔ اے حی بن اخطب تجھ کو خرابی ہو۔ مجھے میری حالت پر چھوڑ دے۔ کیونکہ میں نے محمد کو نہایت باوفا اور عہد کا پورا اور سچا پایا ہے۔ الغرض حی بن اخطب کعب کو بہکاتا رہا یہاں تک کہ اس بات پر اس کو راضی کرلیا کہ اگر ہم یعنے قریش اور غطفان کے لوگ محمدؐ سے مغلوب ہو کر بھاگے تو تمہارے قلعہ میں آکر پناہ گزین ہوجائیں۔ کعب نے اس بات کو منظور کرکے حی بن اخطب سے اس بات پر عہد کرلیا۔ اور حضور کے عہد کو توڑ ڈالا۔ جب یہ خبر مسلمانوں کو پہنچی کہ کعب نے رسول خدا کا عہد شکستہ کرکے حی بن اخطب سے نیا عہد باندھا ہے۔ تب حضور نے سعد بن نعمان کو جو اوس کے سردار تھے اور سعد بن عبادہ کو جو بنی ساعدہ بن کعب بن خزرج میں سے خزرج کے سردار تھے اور

عبداللہ بن رواحہ اور خوات بن جبیر کو کعب کے پاس بنی قریظہ میں بھیجا۔ تاکہ یہ لوگ اس خبر کی تصدیق معلوم کریں اور ان سے حضور نے فرما دیا۔ کہ اگر یہ خبر سچ ہو تو تب تم اس کو اشارہ کے ساتھ مجھ سے بیان کرنا اور اگر جھوٹ ہو تب اس کا اعلان کر دینا۔ جب یہ لوگ کعب کے پاس پہنچے۔ اور اس کی حالت اس سے بھی بدتر پائی جو سنی تھی۔ اور دیکھا کہ واقعی اس نے حضور کا عہد توڑ دیا ہے۔ تب انہوں نے کہا کہ تو نے رسول خدا کا عہد کس سبب سے توڑا۔ کعب نے کہا میں نہیں جانتا رسول خدا کون ہے اور محمد سے میرا کوئی عہد و پیمان نہیں تھا۔ اور سعد بن عبادہ سے بنی قریظہ بدکلامی کرنے لگے سعد نے کہا تم سے بدکلامی کرنے کی ہم کو کچھ ضرورت نہیں ہے پھر سعد اور ان کے ساتھیوں نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اس واقعہ کو عرض کیا۔ حضور نے فرمایا اے مسلمانو خدا بہت بڑا ہے تم خوش ہو جاؤ۔

اس وقت مسلمان نہایت نازک حالت میں تھے چاروں طرف سے مشرکوں اور کافروں نے ان کو گھیر رکھا تھا اور منافقین اپنا نفاق طرح طرح سے ظاہر کر رہے تھے چنانچہ معتب بن قشیر نے جو بنی عمرو بن عوف سے تھا کہا کہ محمد ہم سے کہتے ہیں کہ تم قیصر اور کسرٰے کے خزانے اپنے تصرف میں لاؤ گے۔ اور اب ہماری یہ حالت ہے کہ کوئی ہم میں سے اطمینان کے ساتھ پاخانہ کے واسطے بھی نہیں جا سکتا۔

بعض اہل علم کا بیان ہے کہ معتب منافقین سے نہیں تھا۔ کیونکہ یہ بدر کی جنگ میں شریک ہوا تھا۔ اور اوس بن قیظی نے حضور سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم کو گھر جانے کی اجازت دیجئے کیونکہ ہمارے گھر خالی ہیں اور شہر مدینہ سے باہر ہیں۔ غرضکہ منافقین اسی قسم کی باتیں کرتے تھے۔ کوئی کچھ کہتا تھا اور کوئی کچھ کہتا تھا۔ راوی کہتا ہے مسلمان اور مشرکین اسی صورت سے کچھ اوپر بیس راتیں پڑے رہے سوا تیر اندازی کے اور جنگ نہیں ہوئی۔

مسلمان اس حالت میں بہت تنگ ہوئے۔ کیونکہ مشرکوں نے چاروں طرف سے محاصرہ کر رکھا تھا۔ آخر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر اور حرث بن عوف ابن ابی حارثہ کی طرف کہ یہ دونوں قبیلہ غطفان کے سردار تھے پیغام بھیجا۔ کہ تم یہاں سے چلے جاؤ۔ اور ایک تہائی مدینہ کی پیداوار کی لے لو یہ دونوں اس بات پر راضی ہو گئے اور ایک عہدنامہ لکھا گیا مگر دستخطوں اور گواہیوں سے ہنوز مکمل نہ ہوا تھا۔ جب حضور نے اس کا مکمل کرنا چاہا تو سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ سے اس کے متعلق مشورہ کیا۔ ان دونوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آیا اس بات کا خدا نے حضور کو حکم کیا ہے یا حضور اپنی رائے سے اسکو کرنا چاہتے ہیں۔ حضور نے فرمایا خدا نے تو مجھ کو حکم نہیں فرمایا ہے۔ مگر میں خود تم لوگوں کی تنگی اور شدت کو دیکھ کر یہ بات کرنی چاہتا ہوں کیونکہ تمام عرب تمہارے دشمن ہو گئے ہیں۔ اور اس حکمت سے تمہارے دشمنوں کی تعداد کم ہو جائے گی۔ سعد بن معاذ نے عرض کیا یا رسول اللہ پہلے ہم اور یہ لوگ ایک حالت پر تھے یعنی سب مشرک تھے بتوں کو پوجتے تھے اور خدا کو نہ پہچانتے تھے اور اس وقت یہ لوگ ہماری ایک کھجور بھی سوا مہمانی یا خرید کے نہ کھا سکتے تھے[۱] اب جو خدا نے ہم کو حضور کی بدولت ہدایت کی اور ہم نے اسلام قبول کیا۔ اور خدا نے

---

[۱] یعنے جبراً یا زبردستی ہم سے ایک کھجور نہ لے سکتے تھے۔

آپ کے ساتھ ہم کو عزت دی اب ہم ان سے دب کر کس طرح اپنا مال ان کو دیدیں قسم ہے خدا کی ہم کو اس بات کی کچھ ضرورت نہیں ہے ہم بجز تلوار کے اور کچھ ان کو نہ دینگے خدا جب چاہیگا ہمارے اور ان کے درمیان میں فیصلہ کر دیگا۔

حضور نے فرمایا اچھا تم کو اختیار ہے پھر سعد نے اس کاغذ کو لیکر مٹا دیا اور کہا جو کچھ ان سے ہو سکے وہ ہمارا کر لیں۔ اسی طرح جب بہت روز گذر گئے۔ کہ مشرکین چاروں طرف سے مسلمانوں کا محاصرہ کئے ہوئے تھے اور بجز تیر اندازی کے جنگ نہ ہوتی تھی۔ قریش میں سے چند سوار جنگ کے واسطے تیار ہوئے۔ اور یہ سوار قریش کے مشہور لوگ یہ تھے عمرو بن عبدوُد بن ابی قیس بنی عامر بن لوئی میں سے اور عکرمہ بن ابی جہل اور ہبیرہ بن ابی وہب اور ضرار بن خطاب شاعر وغیرہ یہ لوگ تیار ہو کر بنی کنانہ کے پاس آئے۔ اور کہنے لگے۔ اے بنی کنانہ جنگ کے واسطے تیار ہو جاؤ۔ آج تم کو معلوم ہوگا کہ کون شہسوار اور مرد میدان ہے۔ اور پھر یہ قریش کے سوار مسلمانوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ جب خندق پر پہونچے تو اس کو دیکھ کر حیران ہو گئے۔ اور ایک نے دوسرے سے کہا یہ ہم نے نیا مکر دیکھا ہے ایسا مکر عرب میں کوئی نہیں جانتا۔

ابن ہشام کہتے ہیں خندق کی ترکیب سلمان فارسی نے حضور کو بتائی تھی اور خندق کے کھودنے میں انصار کہتے تھے کہ سلمان ہم میں سے ہیں۔ اور مہاجرین کہتے تھے ہم میں سے ہیں۔ حضور نے جو یہ قصہ سنا فرمایا سلمان ہمارے اہل بیت میں سے ہے۔

قریش کے یہ سوار خندق کے کنارے کنارے پھرتے ہوئے ایک جگہ آئے جہاں خندق تنگ یعنی زیادہ چوڑی نہ تھی۔ اور اس جگہ خندق سے انہوں نے پار ہونا چاہا۔ حضرت علی بن ابی طالب چند مسلمانوں کو ساتھ لیکر ان قریشیوں کے مقابلہ کو نکلے۔ قریشیوں میں ایک شخص عمرو بن عبدوُد نام تھا۔ بدر کی جنگ میں یہ شخص بہت زخمی ہو گیا تھا۔ اور احد میں مشرکوں کے ساتھ نہ آیا تھا اب آیا ہے اور مسلمانوں سے کہہ رہا ہے کہ میرے مقابل کون آتا ہے۔ حضرت علی اس کے مقابل گئے۔ اور اس سے کہا اے عمرو کیا تو نے خدا سے عہد نہیں کیا تھا کہ جو شخص قریش میں سے تجھ کو دو خصلتوں میں سے اچھی خصلت کی طرف بلائے گا۔ تو اس خصلت کو قبول کریگا۔ عمرو نے کہا ہاں میں نے عہد کیا تھا حضرت علی نے فرمایا بس میں تجھ کو خدا و رسول اور اسلام کی طرف بلاتا ہوں۔ عمرو نے کہا مجھ کو اس کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ حضرت علی نے فرمایا پھر میرے مقابل آ۔ میں تجھ کو جنگ کی طرف بلاتا ہوں۔ عمرو نے کہا کیوں اے میرے بھتیجے میں تجھ کو قتل کرنا نہیں چاہتا۔ حضرت علی نے فرمایا قسم ہے خدا کی میں تجھ کو قتل کرنا چاہتا ہوں۔ اس جواب سے عمرو بہت خفا ہوا۔ اور اپنے گھوڑے سے اتر کر پہلے گھوڑے کی کونچیں کاٹ کر ہلاک کیا۔ پھر حضرت علی پر تلوار ماری۔ حضرت نے اس کا وار رد کر کے ایسا ہاتھ مارا کہ صاف دو ٹکڑے کر دیا۔ اور باقی قریشیوں کو بھی مارتے مارتے خندق سے باہر نکال کر بھگا دیا۔ اور عکرمہ بن ابی جہل ایسا بدحواس ہو کر بے سر و پا بھاگا۔ کہ اپنا نیزہ بھی پھینک گیا۔

خندق کی جنگ میں مسلمانوں کی نشانی جس کو شعار کہتے ہیں یہ تھی۔ کہ ہر ایک مسلمان حٰمٓ لا ینصرون کہتا تھا تاکہ اپنا اور بیگانہ معلوم ہو جائے۔

اس جنگ میں حضرت اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بنی حارثہ کے قلعہ میں تشریف لے گئی تھیں جو تمام مدینہ کے قلعوں میں سب سے زیادہ مضبوط اور مستحکم تھا اور سعد بن معاذ کی والدہ بھی آپ کے ساتھ اسی قلعہ میں تھیں اور ابھی تک عورتوں کے واسطے پردہ کا حکم نہ ہوا تھا +

حضرت عائشہ فرماتی ہیں ہمارے قلعہ کے نیچے سے سعد بن معاذ گذرے اور میں نے اُنکی زرہ کو دیکھا کہ بہت بوسیدہ اور پھٹی ہوئی تھی۔ اور اُس میں سے سعد کی کلائیاں باہر نکلی ہوئی تھیں عائشہ فرماتی ہیں میں نے سعد کی ماں سے کہا کہ اگر سعد کی زرہ درست ہوتی تو بہتر تھا۔ اور میں نے یہ اس خیال سے کہا کہ کہیں سعد کے تیر نہ لگ جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ سعد کی اکحل رگ میں ایک تیر آن کر لگا۔ اور یہ تیر حبان بن قیس بن عرقہ بنی عامر کے ایک شخص نے مارا تھا اور مارتے وقت کہا تھا۔ کہ میرا یہ تیر نوش کر۔ اور میں ابن عرقہ ہوں۔ سعد نے کہا۔ خدا تیرے مُنہ کو دوزخ میں ڈالے۔ پھر خدا سے دُعا کی۔ کہ اے خدا اگر ابھی قریش کی جنگ باقی ہے تو مجھ کو زندہ رکھیو۔ کیونکہ مجھ کو قریش سے زیادہ کسی سے جنگ کرنے کی خواہش نہیں ہے۔ کیونکہ انہوں نے تیرے رسُول کو تکلیفیں پہنچائی ہیں۔ اور اُن کو اُن کے گھر سے نکالا ہے۔ اور اگر تو نے قریش کی جنگ کا خاتمہ کر دیا ہے۔ تو مجھ کو اس وقت تک زندہ رکھ کہ میں اپنی آنکھ سے بنی قریظہ کی ہلاکی دیکھ لوں +

بعض لوگوں کا بیان ہے کہ سعد بن معاذ کو ابو اُسامہ جشمی بنی مخزوم کے حلیف نے تیر مارا تھا۔ اور بعض کہتے ہیں خفاجہ بن عاصم بن حبان نے تیر مارا تھا۔ اور اس جنگ میں حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب حضور کی پھوپھی حسان بن ثابت کے قلعہ میں تشریف رکھتی تھیں۔ اور حسان بن ثابت بھی اسی قلعہ میں عورتوں اور بچوں کی حفاظت کے واسطے موجود تھے۔ حضرت صفیہ فرماتی ہیں۔ میں نے ایک یہودی کو دیکھا کہ ہمارے قلعہ کے گرد پھر رہا ہے اور حضور اس وقت مع مسلمانوں کے دشمنوں کے مقابل ہیں اگر ادھر سے کوئی دشمن آگیا۔ تو سخت مشکل ہوگی۔ پس اس خیال سے میں نے حسان سے کہا کہ یہ یہودی ہمارے قلعہ کے گرد پھر کر ضرور موقعہ اور محل دیکھ رہا ہے یہ یہودیوں کا مخبر معلوم ہوتا ہے۔ تم اس کو جا کر قتل کر دو حسان نے کہا اے صفیہ تم جانتی ہو۔ کہ میں تو اس کام کا آدمی نہیں ہوں صفیہ کہتی ہیں جب حسان کا میں نے یہ جواب سُنا اور دیکھی کہ ان میں ہمت نہیں ہے۔ میں خود ایک لٹھ لیکر قلعہ سے باہر نکلی۔ اور اُس یہودی کو میں نے لٹھ مار مار کر قتل کر دیا پھر حسان سے آکر کہا کہ اے حسان میں اُس کو قتل کر آئی ہوں۔ تم جا کر اُس کے کپڑے اور ہتھیار لے آؤ۔ میں چونکہ عورت ہوں اس سبب سے میں نے اُسکے کپڑے نہیں اُتارے حسان نے کہا اے صفیہ مجھ کو اُس کے کپڑوں کی کچھ ضرورت نہیں ہے +

ابن اسحاق کہتے ہیں جبکہ مسلمان اس شدت اور تنگی میں تھے۔ کہ چاروں طرف سے دشمنوں نے اُن کو گھیر رکھا تھا۔ نعیم بن مسعود بن عامر بن انیف بن ثعلبہ بن قنفذ بن ہلال بن خلاوہ بن اشجع بن ریث بن غطفان حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا یارسُول اللہ میں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ اور میری قوم کو میرے مسلمان ہونے کی خبر نہیں ہے۔ حضور نے فرمایا تم اکیلے آدمی ہو تم سے جو کچھ مسلمانوں کی خیر خواہی ہوسکے کرو۔ اور چونکہ لڑائی مکر ہے لہٰذا ایسی ترکیب کرو جس سے دشمنوں میں پھوٹ پڑ جائے۔ نعیم نے عرض

کیا بہت بہتر ہے پھر نعیم حضور کے پاس سے بنی قریظہ کے پاس آئے اور پہلے یہ ان کے بڑے دوست تھے بنی قریظہ سے انہوں نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ میں تمہارا کیسا دوست ہوں۔ بنی قریظہ نے کہا بیشک تم ہمارے بڑے سچے دوست ہو۔ نعیم نے کہا قریش اور غطفان کے کہنے سے جو تم نے محمدؐ سے عہد شکنی کی ہے یہ اچھا نہ کیا۔ قریش اور غطفان اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں گے۔ پھر محمدؐ تم پر حملہ کریں گے اس وقت تم کیا کرو گے۔ اور تم میں محمدؐ کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے۔ اس واسطے میں کہتا ہوں کہ تم قریش اور غطفان سے چند آدمی بطور رہن کے اپنے پاس مقید رکھو۔ تاکہ اگر محمدؐ تم پر حملہ کریں۔ تو قریش اور غطفان تمہاری مدد کو آجائیں بنی قریظہ نے کہا اے نعیم واقعی یہ بات اچھی رائے تم نے بتلائی ہے ہم ایسا ہی کریں گے اور بغیر اس کے ہرگز قریش کا ساتھ نہ دیں گے۔

نعیم قریظہ کو یہ سبق پڑھا کر قریش کے پاس آئے اور کہا تم لوگ مجھ کو کیسا خیال کرتے ہو۔ قریش نے کہا ہم تم کو نہایت سچا اور نیک سمجھتے ہیں۔ نعیم نے کہا میں تم سے ایک راز کی بات کہنے آیا ہوں کیونکہ مجھ کو تم لوگوں سے محبت ہے۔ اس سبب سے تم پر ظاہر کرتا ہوں کہ قریظہ محمدؐ سے عہد توڑ کر بہت نادم ہوئے ہیں۔ اور محمدؐ سے انہوں نے کہلا کر بھیجا ہے کہ ہم لوگ آپ سے بہت شرمندہ ہیں اور اس عہد شکنی کے بدلے ہم چاہتے ہیں کہ چند قریش اور غطفان کے سرداروں کو گرفتار کر کے آپ کی خدمت میں لائیں۔ آپ ان کی گردنیں مار دیں اور محمدؐ نے اس بات کو منظور کر لیا ہے۔ پس اب قریظہ نے یہ مشورہ کیا ہے کہ تم سے چند آدمی بطور رہن کے مانگیں۔ اور پھر ان کو محمدؐ کے پاس بھیج دیں اور محمدؐ ان کو قتل کر دیں۔ پس میں تم سے کہتا ہوں کہ تم ہرگز اپنا ایک آدمی بھی قریظہ کو نہ دینا۔ ورنہ تم پچھتاؤ گے۔

پھر نعیم قریش کے پاس سے ہو کر غطفان کے پاس آئے اور کہنے لگے اے غطفان تم میری قوم اور قبیلہ ہو۔ اور سب سے زیادہ مجھ کو پیارے ہو۔ مجھ کو یقین ہے کہ تم مجھ کو جھوٹا نہ جانو گے غطفان نے کہا بیشک تم سچ کہتے ہو ہم تم کو سچا ہی جانتے ہیں۔ نعیم نے کہا میں تم سے ایک راز کہتا ہوں۔ اگر تم کسی سے ظاہر نہ کرو۔ اور پھر جو کچھ قریش سے کہا تھا وہ غطفان سے بھی کہا۔

راوی کہتا ہے ہفتہ کی رات ۵ھ میں ابو سفیان بن حرب اور غطفان کے سرداروں نے بنی قریظہ کے پاس عکرمہ بن ابی جہل کو چند آدمیوں کے ساتھ بھیجا اور یہ کہا کہ کل محمدؐ پر حملہ کے واسطے تیار ہو جاؤ۔ کیونکہ ہم یہاں پڑے پڑے سخت پریشان ہو گئے ہیں۔ بنی قریظہ نے ان کو یہ جواب دیا کہ کل ہفتہ کا روز ہے ہم اس میں نہیں لڑ سکتے۔ اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ جب تک تم چند آدمی اپنے ہمارے پاس رہن نہ رکھو گے ہم تمہارے ساتھ ہو کر ہرگز محمدؐ سے جنگ نہ کریں گے کیونکہ ہم کو یہ خوف ہے کہ جب تم یہاں سے چلے جاؤ گے تو محمدؐ ہم کو زندہ نہ چھوڑیں گے۔ اس لئے کہ ہم ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتے ہیں۔ اگر تمہارے آدمی ہمارے پاس ہوں گے تو ہم کو یقین ہو گا۔ کہ ضرور تم ہماری مدد کو آجاؤ گے۔

بنی قریظہ کے اس جواب سے قریش اور غطفان کو یقین ہو گیا۔ کہ واقعی نعیم بن مسعود سچ کہتا تھا۔ قسم ہے خدا کی ہم ہرگز ان کو اپنے آدمی نہ دیں گے۔ اور بنی قریظہ سے کہا کہ ہم تمہارے اس حیلہ حوالہ کو نہیں سنتے۔ اگر تم کو ہمارا ساتھ دینا ہے۔ تو ہمارے ساتھ نکل کر جنگ کرو۔ بنی قریظہ نے کہا جب تک تم اپنے آدمی ہمارے پاس رہن نہ رکھو گے

ہم ہرگز محمد سے جنگ نہ کرینگے۔ قریش نے آدمیوں کے دینے سے صاف انکار کردیا۔ اور خداوند تعالیٰ نے ان کے آپس میں پھوٹ ڈال دی۔

راوی کہتا ہے اور خدا کی طرف سے ان مشرکین پر یہ قہر نازل ہوا۔ کہ اُس سردی کے موسم میں ایسی سخت آندھی چلی۔ کہ تمام ہنڈیاں اور برتن مشرکوں کے الٹ گئے۔ اور کھانے پینے کا سارا سامان اُن کا خراب ہوگیا اور مارے سردی کے پریشان ہوگئے۔

راوی کہتا ہے جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو مشرکین کی اس خرابی کی خبر پہونچی۔ آپ نے حذیفہ بن یمان کو ان کی خبر لانے کے واسطے روانہ کیا تاکہ دیکھ آئیں کہ رات کو ان کی کیا حالت گذری۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اہل کوفہ میں سے ایک شخص نے حذیفہ بن یمان سے کہا کہ کیا آپ نے رسول خدا کو دیکھا ہے۔ اور ان کی صحبت میں رہے ہیں حذیفہ نے کہا ہاں۔ اس شخص نے کہا پس آپ کس طرح کام کرتے تھے۔ حذیفہ نے کہا ہم بڑی محنت کرتے تھے۔ اس شخص نے کہا اے حذیفہ اگر ہم لوگ حضور کے زمانہ میں ہوتے تو آپ کو کبھی زمین پر نہ چلنے دیتے اپنی گردنوں پر سوار رکھتے۔ حذیفہ نے کہا اے میرے بھائی کے فرزند میں خندق کی جنگ میں حضور کے ساتھ تھا حضور نے صبح کی نماز کے بعد صحابہ سے فرمایا کہ ایسا کون شخص ہے کہ جو ہم کو مشرکین کی خبر لادے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں۔ کہ اس شخص کو جنت میں میرا رفیق کرے حذیفہ کہتے ہیں۔ خوف اور بھوک اور سردی کی شدت سے کوئی شخص کھڑا نہ ہوا۔ تب حضور نے مجھ کو طلب کیا۔ میں کھڑا ہوا۔ حضور نے مجھ سے فرمایا کہ اے حذیفہ تم جاکر دیکھو کہ مشرک کیا کر رہے ہیں۔ اور کسی سے کچھ نہ کہنا۔ سیدھے ہمارے پاس چلا آنا۔ اور حذیفہ کہتے ہیں۔ میں جب مشرکوں میں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ آندھی نے سب کو پریشان کر رکھا ہے نہ آگ جلتی ہے نہ خیمہ کھڑا ہوتا ہے پھر اسی وقت ابوسفیان کھڑا ہوا۔ اور کہنے لگا اے قریش قسم ہے خدا کی۔ تم ایسی جگہ میں آن کر ٹھہرے ہو کہ جہاں جوتیاں تک ٹوٹ گئیں۔

اور بنو قریظہ نے ہم سے عہد خلافی کی۔ اور ایسی باتیں کیں جو ہم کو بہت ناگوار گذریں۔ اور ہوا نے ہم کو ایسا پریشان کیا ہے کہ کسی طرح کا ہم کو اطمینان نہیں ہے نہ آگ جلتی ہے نہ خیمہ قائم رہتا ہے۔ پس میں تو یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اب تم مکہ کو واپس چلے چلو۔ اور پھر ابوسفیان اپنے اونٹ کے پاس آیا۔ اُس کے پیکڑہ بندھا ہوا تھا ابوسفیان بدحواسی میں اونٹ پر سوار ہوکر اس کو مارنے لگا تب ایک اور شخص نے اس کا پیکڑہ کھول دیا اور ابوسفیان روانہ ہوا۔ حذیفہ کہتے ہیں۔ اگر حضور مجھ کو منع نہ فرماتے تو ضرور میں ابوسفیان کو ایک تیر مار کر قتل کردیتا۔

حذیفہ کہتے ہیں۔ پھر میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا حضور اُسوقت کھڑے ہوئے ایک چادر اوڑھے نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آپ نے مجھ کو دیکھا اپنے پیروں میں مجھ کو داخل کرلیا۔ اور چادر مجھ پر ڈال دی پھر رکوع اور سجدہ کرکے سلام پھیرا۔ میں نے سارا واقعہ عرض کیا۔

قریش کے واپس جانے کی خبر سنتے ہی غطفان بھی واپس اپنے ملک کو چلے گئے۔

بنی قُریظہ کا غزوہ

ابن اسحاق کہتے ہیں ۵ھ ہجری میں جبکہ مسلمان اور حضور خندق سے واپس ہو کر مدینہ میں داخل ہوئے اور مسلمانوں نے اپنے ہتھیار اُتار کر رکھے۔ ظہر کے وقت جبرئیل استبرق کا سفید عمامہ سر پر باندھے خچر پر سوار حضورؐ کی خدمت میں آئے اور کہا یا رسول اللہ کیا آپ نے ہتھیار رکھدئے۔ حضورؐ نے فرمایا ہاں جبرئیل نے کہا۔ فرشتوں نے تو ابھی ہتھیار نہیں رکھے۔ اور نہ ابھی تک وہ قریش کے تعاقب سے واپس ہوئے ہیں۔ اور آپ کو خدا نے حکم فرمایا ہے کہ ابھی بنی قریظہ کی مہم پر تشریف لیجائیے اور میں بھی انہیں کی طرف جاتا ہوں ؛

حضور نے اُسی وقت ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگوں میں آواز دو کہ جو شخص سنتے اور اطاعت کرنے والا ہے وہ عصر کی نماز بنی قریظہ میں پڑھے اور مدینہ میں حضور نے ابن ام مکتوم کو حاکم مقرر کیا ؛

پھر حضور نے حضرت علی بن ابی طالب کو لشکر کا نشان عنایت کر کے آگے روانہ کیا اور بہت سے مسلمان بھی انکے ساتھ ہو لئے۔ جب حضرت علی بنی قریظہ کے قلعوں کے پاس پہونچے۔ حضور کی شان میں اُن کے گستاخانہ کلمات سن کر حضور کی خدمت میں واپس آئے۔ اور راستہ میں آپ سے ملاقات کی۔ اور عرض کیا حضور اگر آپ بذاتِ خاص اِن خبیثوں کی طرف تشریف نہ لائیں تو کچھ حرج نہیں ہے۔ حضور نے فرمایا میں سمجھتا ہوں۔ کہ تم نے اُن کو میرے تئیں بُرا بھلا کہتے سنا ہے۔ علی نے عرض کی جی ہاں فرمایا اگر وہ مجھ کو دیکھ لینگے تب پھر کچھ نہ کہینگے۔ پس جب حضور اُن کے قلعوں کے پاس پہونچے فرمایا اے بندروں کے بھائیو۔ تم نے دیکھا کہ خدا نے تم کو کس طرح ذلیل کیا اور کیا عذاب تم پر نازل کیا۔ بنی قریظہ نے کہا اے ابوالقاسم تم تو جاہل نہ تھے اب یہ کس قسم کا کلام کرتے ہو ؛

بنی قریظہ کے پاس پہونچنے سے پہلے حضور کا مع صحابہ کے چند لوگوں کے پاس سے گذر ہوا حضور نے اُن سے دریافت کیا کہ یہاں سے کوئی شخص گذرا ہے اُنہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ دحیہ بن خلیفہ کلبی سفید خچر پر سوار جس کا زین پوش دیباج کا تھا۔ یہاں سے گذرا ہے حضور نے فرمایا وہ جبرئیل تھے۔ خداوند نے انکو اس واسطے بھیجا۔ تاکہ بنی قریظہ کے قلعوں کی بنیادیں متزلزل کردیں۔ اور ان کے دلوں پر خوف اور رعب غالب کریں ؛

الغرض جب حضور بنی قریظہ کے پاس پہونچے۔ ان کے ایک کنویں پر جسکو بیرانا کہتے تھے آپ نے قیام کیا اور مسلمان آپ کی خدمت میں آن کر جمع ہونے شروع ہوئے۔ یہانتک کہ بعض لوگ عشاء کے بعد تک آئے اور عصر کی نماز ان لوگوں نے نہ پڑھی تھی۔ کیونکہ حضور نے حکم دیا تھا کہ سب بنی قریظہ میں پہونچکر عصر پڑھیں۔ پس یہ لوگ سامانِ جنگ کی تیاری کرنے میں مصروف ہوگئے۔ اور حضور کے پاس آنے شروع ہوئے۔ اور یہیں حضور کے اس عشاء کے بعد اِن لوگوں نے عصر کی نماز پڑھی حضور نے اِن لوگوں کو کچھ نہ کہا۔ اور خدا نے اپنی کتاب میں انکی بڑائی بیان کی ؛

حضور نے پچیس راتیں بنی قریظہ کا محاصرہ رکھا۔ یہانتک کہ یہ سخت تنگی میں گرفتار ہوئے اور خداوند تعالیٰ کیونکہ بنی اسرائیل سے ایک فرقہ کو خداوند تعالیٰ نے بندروں کی صورت میں مسخ کردیا تھا۔

نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔

راوی کہتا ہے قریش اور غطفان کے جانے کے بعد حی بن اخطب بنی نضیر کا سردار بنی قریظہ میں کعب بن اسد کے پاس معاہدہ کے موافق عہد کے آگیا تھا جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔

جب بنی قریظہ کو یقین ہو گیا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم بغیر ان کو مطیع کئے واپس نہ ہونگے۔ تب کعب بن اسد نے اپنی قوم سے مخاطب ہو کر کہا اے یہودیو جس حالت اور مصیبت میں تم مبتلا ہو اسکو تم خود دیکھ رہے ہو۔ اب میں تم سے تین باتیں کہتا ہوں اُن میں سے جو بات تم کو پسند ہو اسکو قبول کرو۔ یہودیوں نے کہا وہ کیا باتیں ہیں۔ ان کو بیان کرو۔ کعب بن اسد نے کہا پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم اس شخص کا اتباع کریں۔ اور ان کی تصدیق بجا لائیں کیونکہ قسم ہے خدا کی یہ بات تم پر ظاہر ہو گئی ہے۔ کہ یہ سچے نبی ہیں۔ اور وہی رسول ہیں جنکا تم اپنی کتابوں میں لکھا ہوا پاتے ہو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو اپنی جان و مال اور اولاد اور عورتوں کو محفوظ رکھو گے۔ یہودیوں نے جواب دیا۔ کہ ہم توراۃ کے مذہب کو چھوڑنا نہیں چاہتے اور نہ دوسرا مذہب اختیار کرتے ہیں۔ کعب نے کہا جب تم اس بات کو قبول نہیں کرتے تو اپنی تلواریں کھینچکر محمد اور اُن کے اصحاب پر جا پڑو۔ اور پہلے اپنے بچوں اور عورتوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کرو۔ پھر خود لڑکر قتل ہو جاؤ۔ یا جیسا خدا فیصلہ کرے۔ اگر تم محمد پر غالب ہوئے تو پھر تمہارے واسطے اور بہت سی عورتیں اور اولاد مہیا ہو جائیگی۔ اور اگر تم قتل ہوئے تب تمہیں اپنی ذریات کی طرف سے کچھ کھٹکا نہ رہیگا۔ یہودیوں نے کہا ہم اپنی اولاد اور عورتوں کو کیسے بے گناہ قتل کر دیں۔ پھر ہم کو اُن کے بعد اپنی زندگانی کا کیا لطف رہیگا۔ کعب بن اسد نے کہا اچھا پھر یہ کام کرو۔ کہ آج ہفتہ کی رات ہے اور مسلمان تمہاری طرف سے بیفکر ہیں۔ تم راتوں رات ان پر شبخون مارو شاید اس ترکیب سے تم کامیاب ہو۔ یہودیوں نے کہا ہم ہفتہ کے روز کیسے جنگ کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ایسی ہی بے اعتدالیوں سے ہمارے پہلے لوگ مسخ ہو گئے۔

پھر ان سب لوگوں نے حضور کی خدمت میں درخواست بھیجی کہ ابو لبابہ بن منذر کو ہمارے پاس بھیج دیجئے ہم اُن سے مشورہ کرینگے۔ ابو لبابہ بنی عمرو بن عوف میں سے تھے اور بنی قریظہ ان کے حلیف تھے حضور نے ابو لبابہ کو بنی قریظہ کے پاس بھیجدیا۔ جب ابو لبابہ ان کے پاس پہنچے بہت سے مرد و عورت بنی قریظہ کے انکے سامنے رونے اور چیخنے لگے۔ ابو لبابہ کو ان کی حالت پر رحم آگیا۔ اور انہوں نے کہا اے ابو لبابہ کیا تم یہ مشورہ دیتے ہو کہ ہم محمد کے حکم پر اُتر آئیں ابو لبابہ نے کہا ہاں اور اپنے ہاتھ سے اپنے حلق کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ یہ ذبح ہونا ہے۔

ابو لبابہ کہتے ہیں وہاں سے میں ہلنے نہ پایا تھا۔ کہ اسی وقت مجھ کو خیال ہوا۔ کہ میں نے خدا اور رسول کی خیانت کی اور اسی وقت وہاں سے واپس ہو کر میں مسجد شریف میں آیا اور ایک ستون سے اپنے تئیں باندھ دیا اور رونے لگا۔ اور دل میں عہد کیا کہ جب تک خدا میری توبہ قبول نہ فرمائیگا میں ہرگز اس ستون سے جدا نہ ہونگا۔ اور بنی قریظہ میں جہاں میں نے خدا و رسول کی خیانت کی ہے ہرگز کبھی نہ جاؤنگا۔

ابن ہشام کہتے ہیں ابو لبابہ ہی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ۔ یعنی اے مومنو! تم خدا اور رسول کی خیانت نہ کرو۔ اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو۔ حالانکہ تم خیانت کی خرابی کو جانتے ہو۔

جب ابولبابہ کو حضور کی خدمت میں جانے میں دیر ہوئی اور حضور کو یہ سارا واقعہ معلوم ہوا۔ فرمایا اگر ابولبابہ میرے پاس حاضر ہوتا تو میں اس کے واسطے دعائے مغفرت کرتا اب جو خود اس نے ایسی حرکت کی ہے میں بھی اس کو ستون سے نہیں کھولتا۔ جب تک کہ خدا اس کی توبہ قبول نہ فرمائے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور ام سلمہ کے مکان میں تھے کہ سحر کے وقت ابولبابہ کی توبہ قبول ہونے کا حکم حضور پر نازل ہوا۔ اور حضور ہنسنے۔ ام سلمہ نے عرض کیا حضور کس بات سے ہنستے ہیں۔ خدا آپ کو ہمیشہ ہنستا رکھے۔ فرمایا ابولبابہ کی توبہ قبول ہو گئی۔ ام سلمہ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا میں جا کر ابولبابہ کو یہ خوشخبری پہنچا دوں۔ حضور نے فرمایا تمہیں اختیار ہے۔ پس ام سلمہ نے اپنے حجرہ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر آواز دی۔ کہ اے ابولبابہ تم کو خوشخبری ہو کہ تمہاری توبہ خدا نے قبول کی۔ لوگ دوڑے کہ ابولبابہ کو ستون سے کھول دیں۔ ابولبابہ نے لوگوں کو منع کیا کہ خبردار کوئی مجھ کو ہاتھ نہ لگائے۔ جب رسول خدا مجھ کو خود اپنے دست مبارک سے کھولیں گے۔ جب میں کھلوں گا۔ چنانچہ جب حضور صبح کی نماز کے واسطے باہر تشریف لائے۔ تب آپ نے ابولبابہ کو کھولا۔

ابن ہشام کہتے ہیں۔ چھ رات ابولبابہ ستون سے بندھے رہے۔ جب نماز کا وقت ہوتا۔ انکی بیوی ان کو کھول دیتی تھیں اور نماز کے بعد پھر ان کو باندھ دیتی تھیں۔ اور ان کی توبہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی وَآخَرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا عَسَى اللَّهُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۔ یعنے اور دوسرے لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کیا اور اچھے اور برے دونوں طرح کے اعمال کے مرتکب ہوئے۔ قریب ہے کہ خدا ان کی توبہ قبول فرمائے۔ بیشک خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب بنی قریظہ حضور کے حکم پر اترآئے تب ثعلبہ بن سعیہ اور اسید بن سعیہ اور اسد بن عبید جو بنی ہدل میں سے تھے یعنے نہ قریظہ میں سے نہ نضیر میں سے بلکہ قریظہ کے چچازاد بھائی تھے اسی رات اسلام لائے جس رات بنی قریظہ حضور کے حکم پر اترے۔

اور اسی رات میں عمرو بن سعد قرظی بنی قریظہ میں سے نکلکر حضور کے پاسبان محمد بن مسلمہ کے پاس سے گذرا جب محمد بن مسلمہ نے اس کو دیکھا پوچھا کون ہے اس نے کہا میں ہوں عمرو بن سعد اور یہ وہ شخص تھا جس نے بنی قریظہ کا اس وقت ساتھ نہ دیا تھا جبکہ انہوں نے حضور کا عہد توڑا ہے اور عمرو نے اس وقت کہدیا تھا۔ کہ میں تمہارے کبھی غدر نہ کرونگا۔ اب اس وقت جو محمد بن مسلمہ نے اس کو پہچانا۔ اس سے کچھ نہ کہا۔ اور جانے دیا۔ عمرو بن سعد آکر سے مسجد نبوی کے دروازہ پر آیا اور پھر اس کا آج تک پتہ نہ چلا کہ کہاں گیا۔ حضور سے جب یہ ذکر کیا گیا آپ نے فرمایا وہ ایسا شخص تھا۔ کہ اس کے عہد کو پورا رکھنے کے سبب سے خدا نے اسے نجات دی۔

پھر جب صبح کو بنی قریظہ حضور کے حکم پر اتر آئے۔ قبیلہ اوس نے حضور سے گفتگو کی کہ یا رسول اللہ بنی قریظہ ہمارے موالی میں۔ بنی خزرج کے نہیں ہیں۔ اور حضور نے ہمارے خزرجی بھائیوں کے موالی کے حق میں کل ہی وہ فیصلہ فرمایا ہے جسکو حضور جانتے ہیں۔ یعنے بنی قریظہ سے پہلے جب حضور نے بنی قینقاع کا محاصرہ کیا

تھا اور وہ بنی خزرج کے حلیف تھے اور حضور کے حکم پر اُتر آئے تب حضور نے اُن کو عبداللہ بن ابی بن سلول کو بخش دیا تھا یہی درخواست اب قبیلہ اوس نے کی حضور نے فرمایا اے اوس کے لوگو۔ کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تمہارے ہی قبیلہ کا سردار بنی قریظہ کے متعلق فیصلہ کرے۔ اوس نے عرض کیا ہاں اس بات سے ہم راضی ہیں حضور نے فرمایا۔ پس تو سعد بن معاذ کو اختیار ہے وہ جو چاہیں فیصلہ کریں۔

خندق کی جنگ میں سعد بن معاذ تیر کے لگنے سے زخمی ہو گئے تھے۔ اور حضور نے ان کو ایک عورت رفیدہ نام کے خیمہ میں بھیج دیا تھا یہ عورت ثواب سمجھ کر زخمیوں کا علاج اچھی طرح کیا کرتی تھی اور بڑی تجربہ کار تھی اور حضور نے سعد بن معاذ سے فرما دیا تھا کہ جب تک میں بنی قریظہ کی مہم سے واپس آؤں تم یہیں رہو۔

اب جو حضور نے سعد بن معاذ کو اس فیصلہ کا حاکم بنایا انصار فوراً دوڑتے ہوئے سعد بن معاذ کے پاس گئے۔ اور ایک گدھے پر خوب نرم کپڑا ڈال کر ان کو سوار کیا۔ راوی کہتا ہے سعد جسیم اور خوبصورت شخص تھے۔ اور حضور کی خدمت میں لیکر آئے اور راستہ میں ان سے کہنے لگے کہ اے سعد تم اپنے موالی یعنے قریظہ پر احسان کرنا۔ کیونکہ حضور نے تم کو اسی واسطے اس فیصلہ کا حکم بنایا ہے تاکہ تم احسان کرو۔ سعد نے کہا سعد ایسا شخص نہیں ہے جس کو خدا کے معاملہ میں کسی کی ملامت کا ڈر ہو۔ یہ جواب سنکر بعض لوگ تو اسی وقت سعد کے پاس سے کھسک گئے اور سعد کے فیصلہ کرنے سے پہلے ہی فقط اسی بات کو سن کر بنی عبدالاشہل میں جاکر بنی قریظہ کے قتل کی خبر مشہور کر دی۔ سعد بن معاذ جس وقت حضور کے سامنے پہونچے۔ حضور نے لوگوں سے فرمایا کہ اپنے سردار کی طرف کھڑے ہو۔ مہاجرین جو قریش میں سے تھے اُن کا تو یہ بیان ہے کہ یہ خطاب حضور نے انصار سے کیا۔ اور انصار یہ کہتے ہیں کہ یہ خطاب حضور کا عام طور پر سب سے تھا۔

انصار نے جب سعد بن معاذ کو دیکھا کہا اے سعد رسولِ خدا نے تم کو تمہارے موالی کے متعلق فیصلہ کرنے کے واسطے حکم بنایا ہے۔ سعد بن معاذ نے کہا تم خدا کے عہد اور میثاق پر قائم رہو۔ اور جو حکم میں کروں اس کو تسلیم کرو۔ انصار نے کہا بیشک ہم تسلیم کرتے ہیں۔

راوی کہتا ہے سعد بن معاذ حضور کی تعظیم کے سبب سے حضور کی طرف سے منہ پھیرے ہوئے تھے۔ سعد نے کہا پس میں یہ حکم کرتا ہوں کہ بنی قریظہ کے جوان مردوں کو قتل کیا جائے اور عورتوں اور بچوں کو قید کیا جائے۔ حضور نے سعد کے اس فیصلہ کو سن کر فرمایا اے سعد تم نے خدا کے حکم کے موافق فیصلہ کیا۔

اہل علم کا بیان ہے کہ حضرت علی اور زبیر بن عوام لشکر کے ساتھ بنی قریظہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے اس فیصلہ کو سن کر حضرت علی نے فرمایا کہ آج یا تو میں بھی مثل حمزہ کے شہید ہونگا۔ اور یا ان کے قلعہ کو فتح کر کے چھوڑونگا بنی قریظہ نے کہا اے محمد ہم سعد بن معاذ کے حکم پر اترتے ہیں۔ چنانچہ اُن سب کو گرفتار کر لیا گیا۔ اور حضور نے مدینہ میں لا کر ان کو بنی بنجار میں سے ایک عورت بنت حرث کے مکان میں مقید کیا۔ پھر حضور مدینہ کے بازار میں تشریف لائے۔ اور وہاں ایک طرف چند گڑھے کھدوائے۔ پھر یہود بنی قریظہ کو بلا کر قتل کرنا شروع کیا۔ تھوڑے تھوڑے آتے تھے۔ اور قتل کئے جاتے تھے یہ سب یہودی چھ سو یا سات سو تھے۔ اور بعضے کہتے ہیں کہ آٹھ سو اور نو سو کے درمیان میں تھے۔

جب ان لوگوں کو لاکر قتل کیا جا رہا تھا تو انہوں نے کعب سے کہا کہ اے کعب یہ ہمارے لوگوں کو کہاں لے جا رہے ہیں کعب نے کہا کیا تم کسی جگہ بھی نہیں سمجھتے تم نہیں دیکھتے ہو کہ جو تم میں سے جاتا ہے وہ واپس نہیں آتا ہے۔ قسم ہے خدا کی یہ لوگ ضرور قتل کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ اسی طرح حضور سب کے قتل سے فارغ ہوئے اور اسی وقت دشمن خدا حی بن اخطب بھی گرفتہ و بستہ مشکیں بندھا ہوا حضور کی خدمت میں پیش کیا گیا اور حضور کو دیکھتے ہی اس نے کہا کہ تمہاری عداوت کرنے میں میں نے اپنے نفس کو ملامت نہیں کی مگر خدا جس کو شکست دے وہ شکست ہی کھاتا ہے۔ پھر اس نے لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے لوگو خدا کا حکم اور اس کی تقدیر اسی طرح جاری ہوئی تھی۔ اور اس خونریزی کو اس نے بنی اسرائیل کے واسطے لکھ دیا تھا۔ پھر اس کی بھی گردن ماری گئی۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں بنی قریظہ کی عورتوں میں سے ایک عورت کے سوا اور کوئی عورت قتل نہیں کی گئی۔ اور اس کو اس واسطے قتل کیا گیا کہ اس نے خلاد بن سوید کے سر پر چکی کا پاٹ گرا کر ان کو شہید کیا تھا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں مجھ کو اس بات کا تعجب ہے کہ عورت بالکل اطمینان کے ساتھ ہنس بول رہی تھی حالانکہ اس کو اپنے قتل کئے جانے کی خبر بھی اور قتل ہونے کے وقت تک میرے پاس ہنستی رہی۔ کہ اتنے میں ایک شخص نے آواز دی فلاں عورت کہاں ہے۔ اس نے جواب دیا میں یہاں ہوں حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے کہا تجھ کو خرابی ہو کیا بات ہے۔ اس نے کہا میں قتل کی جاؤں گی۔ چنانچہ لوگ اس کو لے گئے اور اس کی گردن ماردی۔

بنی قریظہ میں ایک شخص زبیر بن باطا قرظی نام تھا۔ اس نے جاہلیت کے زمانہ میں ثابت بن قیس بن شماس پر احسان کیا تھا یعنے بعاث کی جنگ میں جبکہ ثابت گرفتار ہو گئے تھے۔ تب زبیر بن باطا نے ان کی پیشانی کے بال کتر کے ان کو آزاد کر دیا۔ اب اس موقع پر زبیر ثابت کے پاس آیا۔ اور کہا اے ثابت مجھ کو پہچانتے ہو ثابت نے کہا ہاں مجھ جیسا آدمی تجھ جیسے شخص کو کیوں نہ پہچانے گا۔ زبیر نے کہا اب میں یہ چاہتا ہوں۔ کہ تم مجھ کو پناہ دلواؤ۔ ثابت نے کہا اچھی بات ہے نیک آدمی نیکی کا بدلہ دیتا ہے۔ پھر ثابت حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ زبیر کا مجھ پر احسان ہے میں چاہتا ہوں کہ اس کے احسان کا اس کو بدلہ دوں۔ حضور نے فرمایا ہم نے اس کو تجھے بخشا۔ ثابت نے زبیر سے آن کر کہا کہ حضور نے تجھ کو پناہ دیدی اور تیرا خون بخشدیا۔ زبیر نے کہا میں ایک بوڑھا شخص ہوں۔ جب میرے بال بچے زندہ نہ ہونگے تب پھر میں زندہ رہ کر کیا کروں گا۔ ثابت پھر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ قربان ہوں اس کی جورو اور اولاد کو بھی مجھے عنایت فرمائیے۔ حضور نے فرمایا ان کو بھی تمہیں بخشا ثابت پھر اسکے پاس آئے اور کہا تیری بیوی بچوں کا خون بھی حضور نے بخشدیا۔ اس نے کہا حجاز میں ایسے گھر کے لوگ جن کے پاس کچھ نہ ہو کیونکر زندہ رہینگے ثابت پھر حضور کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ اس کا مال بھی مجھ کو بخشدیجئے۔ حضور نے فرمایا وہ بھی تم کو بخشا ثابت نے زبیر سے آن کر کہا تیرا مال بھی حضور نے بخشدیا ہے۔ زبیر نے کہا اے ثابت ہماری قوم کا سردار کعب بن اسد کیا ہوا۔ ثابت نے کہا وہ قتل ہو گیا۔ زبیر

کہا اور ہر غائب و حاضر کا سردار حی بن اخطب کیا ہوا۔ ثابت نے کہا وہ بھی قتل ہوا۔ زبیر نے کہا اور عزال بن سموال جو ہمارا پشت و پناہ تھا وہ کیا ہوا۔ ثابت نے کہا وہ بھی قتل ہوا۔ زبیر نے کہا بنی کعب بن قریظہ اور بنی عمرو بن قریظہ کیا ہوئے۔ ثابت نے کہا سب قتل کئے گئے۔ زبیر نے کہا اے ثابت بس تو مجھ کو بھی میری قوم کے پاس پہنچا دے۔ میں ان کے بعد زندگی کو بہتر نہیں سمجھتا۔ اور ان سے ملنا چاہتا ہوں۔ ثابت نے لیجا کر اس کی گردن مار دی + راوی کہتا ہے جب حضرت ابوبکر نے اس کی یہ بات سنی کہ میں اپنی قوم سے ملنا چاہتا ہوں۔ فرمایا قسم ہے خدا کی دوزخ میں ہمیشہ ان سے ملتا رہے گا +

ابن اسحاق کہتے ہیں بنی قریظہ میں سے حضور نے ان لوگوں کے قتل کرنے کا حکم دیا تھا جن کے زیر ناف بال برآمد ہو گئے تھے۔ عطیہ قرظی کہتے ہیں۔ مجھ کو بھی دیکھا گیا مگر میرے زیر ناف بال نہ تھے پس مجھ کو بچہ خیال کر کے چھوڑ دیا +

سلمیٰ بنت قیس منذر کی ماں جو حضور کی خالہ بنی عدی بن نجار میں سے تھیں اور جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف حضور کے ساتھ نماز پڑھی تھی اور آپ سے بیعت کی تھی۔ انہوں نے حضور سے رفاعہ بن سموال قرظی کی جان بخشی کا سوال کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ رفاعہ کو مجھے بخش دیجئے وہ کہتا ہے میں نماز پڑھوں گا۔ اور اونٹ کا گوشت کھاؤں گا حضور نے اسکو انکے تئیں بخش دیا +

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر حضور نے بنی قریظہ کی عورتوں اور بچوں اور مالوں کو مسلمانوں پر تقسیم کیا۔ معلوم ہو کہ حضور نے اس مال میں سے خمس نکال کر دو حصے گھوڑے کے مقرر کئے اور ایک حصہ سوار کا اور ایک حصہ پیدل کا یعنی سوار کے تین حصے اور پیدل جس کے پاس گھوڑا نہ تھا اسکے واسطے ایک حصہ مقرر کیا + اس بنی قریظہ کی جنگ میں مسلمانوں کے پاس چھتیس ۳۶ گھوڑے تھے + راوی کہتا ہے مال غنیمت کی تقسیم کا یہی طریقہ بعد حضور کے جاری ہوا +

پھر حضور نے بنی قریظہ کی عورتوں میں سے ایک عورت ریحانہ بنت عمرو بن خنافہ اپنے واسطے پسند فرمائی اور یہ عورت حضور ہی کے پاس رہیں۔ یہاں تک کہ ان کا انتقال ہوا +

حضور نے ان سے ارشاد کیا تھا کہ تم مجھ سے شادی کر لو۔ اور پردہ میں داخل ہو جاؤ۔ انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ مجھ کو آپ اپنی ملکیت میں رہنے دیجئے۔ یہ میرے واسطے زیادہ آسان ہے۔ حضور نے ان کو اسی حالت پر رہنے دیا۔ اور جب حضور نے ریحانہ سے اسلام کی بابت کہا۔ تو ریحانہ نے انکار کیا حضور کو یہ انکار ناگوار گذرا۔ پھر حضور ایک روز اپنے اصحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کو جوتیوں کی آواز آئی۔ فرمایا یہ ثعلبہ بن سعیہ ریحانہ کے اسلام لانے کی خوشخبری لیکر آتا ہے کہ اتنے میں ثعلبہ آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ریحانہ نے اسلام قبول کر لیا ہے حضور اس بات سے بہت خوش ہوئے +

ابن اسحاق کہتے ہیں غزوہ خندق اور بنی قریظہ کے متعلق سورہ احزاب میں یہ آیات نازل فرمائی ہیں۔ جن میں مسلمانوں پر اپنی نعمت اور دشمنوں کو دفع کرنے اور منافقوں کی گفتگو کا ذکر فرمایا ہے +

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا + اے ایمان والو اللہ کی نعمت کو یاد کرو۔ جو اس نے تم پر

کی جس وقت کہ تم پر چاروں طرف سے لشکر آئے۔ پس ہم نے اُن پر آندھی اور ایسے لشکر بھیجے جنکو تم نہ دیکھتے تھے (یعنی فرشتوں کو بھیجا) اور ہے اللہ تمہارے کاموں کو دیکھنے والا +

إِذْ جَاءُوكُمْ مِنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنْكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِاللَّهِ الظُّنُونَا ۝ جبکہ اُنہوں نے تم پر اوپر کی جانب اور نیچے کی جانب سے حملہ کیا اور جبکہ تمہاری آنکھیں حیرت سے پھر گئیں۔ اور تمہارے حلق کے پاس آن پہونچے اور تم خدا کے ساتھ طرح طرح کے گمان کرتے تھے +

هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا ۝ وَإِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا غُرُورًا ۝ وہاں مسلمانوں کی خوب آزمائش کی گئی اور منافق ہول دل سے خوب ہلائے اور لرزش دیئے گئے۔ اور جبکہ منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض تھا کہتے تھے نہیں وعدہ کیا ہے ہم سے خدا و رسول نے مگر فریب کا +

وَإِذْ قَالَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ يَا أَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوا وَيَسْتَأْذِنُ فَرِيقٌ مِنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ إِنْ يُرِيدُونَ إِلَّا فِرَارًا ۝ اور جب انہیں میں سے ایک گروہ نے کہا اے اہل مدینہ اس لشکر میں تمہارا ٹھکانا نہیں ہے۔ پس تم واپس چلے جاؤ۔ اور ایک فریق منافقوں میں سے نبی سے اجازت لیتا تھا کہتے تھے ہمارے گھر خالی ہیں۔ حالانکہ وہ خالی نہ تھے صرف یہ منافق لڑائی سے بھاگنا چاہتے تھے +

وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِنْ أَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَآتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوا بِهَا إِلَّا يَسِيرًا ۝ وَلَقَدْ كَانُوا عَاهَدُوا اللَّهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّونَ الْأَدْبَارَ وَكَانَ عَهْدُ اللَّهِ مَسْئُولًا ۝ اور اگر منافقوں پر چاروں طرف سے مدینہ کے دشمن گھس آویں۔ اور ان سے مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کو کہیں تو یہ فوراً آویں اور دیر نہ کریں مگر تھوڑی سی۔ اور بیشک پہلے اُنہوں نے خدا سے عہد کیا تھا کہ پشت نہ پھیرینگے جہاد سے اور خدا کے عہد کی بابت ضرور سوال کیا جائیگا +

قُلْ لَنْ يَنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ إِنْ فَرَرْتُمْ مِنَ الْمَوْتِ أَوِ الْقَتْلِ وَإِذًا لَا تُمَتَّعُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ قُلْ مَنْ ذَا الَّذِي يَعْصِمُكُمْ مِنَ اللَّهِ إِنْ أَرَادَ بِكُمْ سُوءًا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً وَلَا يَجِدُونَ لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝ کہدو اے منافقو! تم کو موت یا قتل سے بھاگنا نفع نہ کریگا اور اُس وقت تم فائدہ نہ دیئے جاؤ گے مگر تھوڑا سا۔ کہدو کون شخص تم کو خدا سے محفوظ رکھ سکتا ہے اگر وہ تمہارے ساتھ بُرائی یا بھلائی کا ارادہ کرے اور نہیں پاوینگے وہ سوا خدا کے اپنے واسطے ولی اور مددگار +

قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الْمُعَوِّقِينَ مِنْكُمْ وَالْقَائِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ إِلَيْنَا وَلَا يَأْتُونَ الْبَأْسَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ بیشک خدا جانتا ہے اُن لوگوں کو تم میں سے جو لوگوں کو جہاد میں جانے سے روکتے ہیں اور اپنے بھائیوں کو بہکاتے ہیں۔ اور خود جنگ میں نہیں جاتے ہیں مگر تھوڑا سا یعنے کبھی کبھی) +

أَشِحَّةً عَلَيْكُمْ فَإِذَا جَاءَ الْخَوْفُ رَأَيْتَهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ تَدُورُ أَعْيُنُهُمْ كَالَّذِي يُغْشَىٰ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ فَإِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوكُمْ بِأَلْسِنَةٍ حِدَادٍ أَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ بخل کرنے والے ہیں تمہاری مدد

ہیں۔ اُن کی آنکھیں اس طرح پھرتی ہیں جیسے موت کی غشی والی کی آنکھیں پھرتی ہیں۔ پھر جب خوف جاتا رہتا ہے تب تم سے تیز زبانی کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں مالِ غنیمت میں بخیلی کرنے والے +

وَإِنْ يَأْتِ الْأَحْزَابُ يَوَدُّوا لَوْ أَنَّهُمْ بَادُونَ فِي الْأَعْرَابِ يَسْأَلُونَ عَنْ أَنْبَائِكُمْ وَلَوْ كَانُوا فِيكُمْ مَا قَاتَلُوا إِلَّا قَلِيلًا ۞ اور اگر پھر لشکر موجود ہوں تو یہ منافق یہی چاہیں کہ کاش یہ دیہات میں کہیں نکل جائیں اور تمہاری خبریں دریافت کرتے رہیں اور اگر تمہارے ساتھ جنگ میں شریک بھی ہوں تو نہ لڑیں گے یہ لوگ مگر تھوڑا سا +

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ بیشک تمہارے واسطے اے مسلمانو (یعنی) اُن لوگوں کے لئے جو خدا اور روزِ آخرت (کے عذاب) سے ڈرتے اور کثرت سے یادِ الٰہی کیا کرتے تھے (پیروی کرنے کو) رسول اللہ کا عمدہ نمونہ موجود تھا +

وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ قَالُوا هَٰذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا ۞ اور جب سچے مسلمانوں نے دشمنوں کے گروہوں کو دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ تو وہی (موقع) ہے جس کا خدا اور اُسکے رسول نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور خدا اور اُس کے رسول نے سچ فرمایا تھا اور اس موقع کے پیش آنے سے اِن کا ایمان اور فرماں برداری کا شیوہ زیادہ ہوا +

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا ۞ لِيَجْزِيَ اللَّهُ الصَّادِقِينَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ إِنْ شَاءَ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا ۞ مومنوں میں سے بعض تو ایسے ہیں کہ خدا کے ساتھ جو انہوں نے (جاں نثاری) کا عہد کیا تھا اُس میں سچے اُترے سو بعض تو ان میں سے اپنی منت پوری کر گئے (یعنے شہید ہوئے) اور بعض ان میں سے (شہادت) کے منتظر ہیں۔ اور انہوں نے (اپنی بات میں) کچھ ردوبدل نہیں کیا۔ (یہ جنگ اسی واسطے پیش آئی) کہ خدا سچے مسلمانوں کو اُن کے سچ کا عوض دے اور منافقوں کو چاہے سزا دے یا (چاہے تو) توبہ کی توفیق دے کر اُنکی توبہ قبول فرمائے بیشک خدا بخشنے والا مہربان ہے

وَرَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوا خَيْرًا وَكَفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ وَكَانَ اللَّهُ قَوِيًّا عَزِيزًا ۞ وَأَنْزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوهُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ صَيَاصِيهِمْ وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيقًا تَقْتُلُونَ وَتَأْسِرُونَ فَرِيقًا ۞ وَأَوْرَثَكُمْ أَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ وَأَرْضًا لَمْ تَطَئُوهَا وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ۞ اور خدا نے کافروں کو (مدینے سے) ہٹا دیا اور وہ اپنے غصہ میں (بھرے ہوئے ہٹ گئے) اور اُن کو (اس مہم سے) کچھ بھی فائدہ نہ پہونچا اور خدا نے (اپنی مدد سے) مسلمانوں کو لڑنے کی نوبت نہ آنے دی اور اللہ زبردست اور غالب ہے۔ اور اہلِ کتاب میں سے جو لوگ (یعنے بنی قریظہ کے یہودی) مشرکین کے مددگار ہوئے تھے خدا اُن کو اُن کے قلعوں سے نیچے اُتار لایا۔ اور اُن کے دلوں میں (تم مسلمانوں کا) ایسا رُعب بٹھا دیا (کہ تم بے دھڑک) بعض کو اُن میں سے قتل اور بعض کو قید کرنے لگے۔ اور اُن کی زمین اور اُن کے گھر اور اُن کے مالوں کا اور (نیز) اُس علاقہ (خیبر) کا جس میں تم

نے قدم تک نہ رکھا تھا تم (رہی) کو مالک بنا دیا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں جب بنی قریظہ کی مہم سے فراغت ہوگئی سعد بن معاذ کا زخم بہنے لگا۔ اور اسی کے سبب سے وہ شہید ہوئے ؛

ابن اسحاق کہتے ہیں جس وقت سعد بن معاذ کا انتقال ہوا ہے۔ رات کا وقت تھا۔ اسی وقت جبرئیل استبرق کا عمامہ باندھ کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ ایسا کون بزرگ شخص فوت ہوا ہے جس کے واسطے آسمان کے دروازے کھولے گئے ہیں۔ اور عرش ہل گیا ہے۔ حضور اسی وقت اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے سعد کے پاس آئے اور دیکھا تو ان کا انتقال ہوگیا تھا ؛

حضرت عائشہؓ جب مکہ سے واپس آرہی تھیں تو اُسید بن حضیر ان کے ساتھ تھے فرماتی ہیں راستہ میں اُسید کو ایک عورت کے مرنے کی خبر پہنچی اُسید اس سے بہت رنجیدہ ہوئے حضرت عائشہؓ نے فرمایا اے اُسید تم ایک عورت کے مرنے پر اسقدر رنج کرتے ہو حالانکہ تمہارے چچا زاد بھائی کا بھی انتقال ہوا ہے جنکی وفات سے عرش ہل گیا ؛

حضرت حسن بصری سے روایت ہے کہ سعد بن معاذ ایک جسیم آدمی تھے جب لوگوں نے ان کا جنازہ اُٹھایا تو اسکو بہت ہی ہلکا پایا منافق کہنے لگے قسم ہے خدا کی یہ ایسے جسیم شخص کا جنازہ اور اس قدر ہلکا کہ ایسا ہلکا جنازہ ہم نے کوئی نہیں دیکھا۔ حضور نے جب لوگوں کی یہ گفتگو سنی تو فرمایا اس جنازہ کے اُٹھانے والے تمہارے علاوہ اور لوگ (یعنی فرشتے) بھی ہیں اور قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ ملائکہ سعد کی روح کے ساتھ بشارت حاصل کر رہے ہیں اور عرش ہل گیا ہے ؛

جابرؓ کہتے ہیں۔ جس وقت سعد کو دفن کیا ہے ہم حضور کے ساتھ موجود تھے۔ پس حضور نے تسبیح پڑھی اور ہم نے بھی حضور کے ساتھ تسبیح پڑھی اس کے بعد تکبیر کہی ہم نے بھی تکبیر کہی۔ پھر صحابہ نے حضور سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ تسبیح اور تکبیر حضور نے کس واسطے پڑھی فرمایا اس نیک بندہ کی قبر تنگ ہو رہی تھی یہاں تک کہ خدا نے اُس کو کشادہ کر دیا ؛

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا قبر ہر شخص پر تنگ ہوتی۔ اگر اس سے کوئی نجات پانے والا تھا۔ تو سعد بن معاذ تھا۔ انصار میں سے ایک شخص نے سعد بن معاذ کی وفات میں یہ شعر کہا ؎

وَمَا اهْتَزَّ عَرْشُ اللهِ مِنْ مَوْتِ هَالِكٍ سَمِعْنَا بِهٖ اِلَّا لِسَعْدٍ اَبِيْ عَمْرٍو

(ترجمہ) کسی مرنے والے کی موت سے ہم نے خدا کے عرش کو ہلتے نہیں سنا سوا سعد بن معاذ ابی عمرو کے ؛

ابن اسحاق کہتے ہیں خندق کی جنگ میں مسلمانوں میں چھ آدمی شہید ہوئے۔ بنی عبدالاشہل میں سے سعد بن معاذ اور انس بن عوف بن عتیک بن عمرو اور عبداللہ بن سہل تین شخص۔ اور خزرج کی شاخ بنی سلمہ میں سے طفیل بن نعمان اور ثعلبہ بن غنمہ دو شخص۔ اور بنی نجار کی شاخ بنی دینار میں سے کعب بن زید ایک تیر کی ضرب سے شہید ہوئے جس کا مارنے والا معلوم نہ ہوا۔ کہ کون شخص تھا ؛

اور مشرکین میں سے اس جنگ میں تین شخص قتل ہوئے۔ بنی عبدالدار بن قصی میں سے منبہ بن عثمان بن عبید بن سباق بن عبدالدار یہ ایک تیر سے زخمی ہوا۔ اور مکہ میں جا کر مرگیا ؛

اور بنی مخزوم بن یقظہ میں سے نوفل بن عبداللہ بن مغیرہ قتل ہوا۔ اس نے خندق پر حملہ کیا تھا اور وہیں قتل ہُوا مسلمانوں نے اسکی لاش اپنے قبضہ میں کر لی مشرکوں نے کہا اس کی لاش ہمارے ہاتھ فروخت کر دو حضور نے فرمایا ہم کو اس کی لاش کی یا اسکی قیمت کی کچھ ضرورت نہیں ہے اور حضور نے وہ لاش مشرکین کو عنایت کر دی۔ اور زہری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین نے اس لاش کے معاوضہ میں حضور کو دس ہزار درہم دیئے۔

معتبر روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس جنگ میں عمرو بن عبد ودّ اور اس کے بیٹے حسل بن عمر کو قتل کیا۔ اور بنی قریظہ کی جنگ میں مسلمانوں میں سے بنی حرث بن خزرج سے خلاد بن سُوید بن ثعلبہ شہید ہُوئے۔ ان پر ایک یہودی عورت نے چکی کا پاٹ گرا دیا تھا اُس کی ضرب سے ان کا سر پھٹ گیا اور یہ شہید ہو گئے اور حضور نے فرمایا ان کے واسطے دو شہیدوں کا ثواب ہے ✤

اور بنی قریظہ کے محاصرہ کے وقت ابو سنان بن محصن نے انتقال کیا اور بنی قریظہ کے مقبرہ میں دفن ہُوئے۔ اسی مقبرہ میں اب بھی ان کے مردے دفن کئے جاتے ہیں ✤

جب صحابہ خندق کی جنگ سے واپس ہوئے تو حضور نے فرمایا آج سے قریش تم پر چڑھ کر نہ آوینگے بلکہ اب تم اُن پر چڑھ کر جاؤ گے۔ چُنانچہ اس کے بعد حضور ہی نے لشکر کشی کی اور مکہ فتح ہُوا ✤

ابن اسحاق کہتے ہیں جب خندق اور بنی قریظہ کی مہم سے فراغت ہوئی تو بنی خزرج نے حضور سے سلام بن ابی الحقیق کو قتل کر کے حضور کی عنایت اور ثواب کے مستحق ہوں یہ سلام بن ابی الحقیق ابو رافع وہ شخص ہے جو قبائل عرب کو حضور کی عداوت اور لڑائی پر آمادہ کیا کرتا تھا اور خود خیبر میں رہتا تھا۔ حضور نے بنی خزرج کو اس کے قتل کی اجازت دیدی ✤

سلام بن ابی الحقیق کے قتل کا بیان

ابن اسحاق کہتے ہیں خداوند کریم کی اپنے رسول پر عنایت اور نوازش کی ایک یہ بات تھی کہ انصار کے دونو قبیلے اس کوشش میں رہتے تھے کہ ہم دوسرے سے نیک کام میں پیچھے نہ رہیں۔ جب اوس کوئی کام کرتے۔ تو خزرج بھی چاہتے کہ ہم بھی کوئی ایسا یا اس سے بڑھ کر کام کریں۔ اور جب خزرج کوئی کام کرتے تو اوس کا یہی حال ہوتا جب اوس نے کعب بن اشرف یہودی کو قتل کیا جو حضور سے سخت عداوت رکھتا تھا۔ خزرج نے کہا یہ نہیں ہوسکتا کہ ہم اوس سے پیچھے رہجائیں اور یہ ہم پر فضیلت لیجائیں۔ تب اُنہوں نے مشورہ کیا کہ اب ایسا کون شخص ہے جو حضور سے سخت عداوت رکھتا ہو جیسے کہ ابن اشرف تھا۔ پس یہ بات طے ہوئی کہ ابن ابی الحقیق کو جو خیبر میں رہتا ہے قتل کرو۔ پھر انہوں نے آن کر حضور سے اجازت چاہی۔ حضور نے ان کو اجازت دی پس خزرج کے قبیلہ بنی سلمہ میں سے پانچ آدمی اس کام پر مستعد ہوئے۔ عبداللہ بن عتیک اور مسعود بن سنان اور عبداللہ بن انیس اور ابو قتادہ حرث بن ربعی اور خزاعی بن اسود ان کے حلیف جو بنی اسلم سے تھے ان میں حضور نے عبداللہ بن عتیک کو سردار مقرر کیا اور اس بات سے منع کر دیا کہ کسی بچہ یا عورت کو قتل نہ کرنا پس یہ پانچوں شخص خیبر میں آئے اور رات کے وقت ابن ابی الحقیق کے مکان میں پہنچے اور اس مکان میں جسقدر گھر تھے سب

کے دروازوں کی کنڈیاں لگاتے گئے تاکہ ان میں سے کوئی شخص باہر نہ نکلنے پائے۔ پھر سلام بن ابی الحقیق کے گھر میں پہنچے اور اُس کو آواز دی اُسکی عورت نے کہا تم کون لوگ ہو۔ ہم نے کہا ہم عرب ہیں اور میرہ[1] کی تلاش میں یہاں آئے ہیں عورت نے کہا یہاں آؤ جن کو تم پوچھتے ہو وہ یہ ہیں انصار اندر گئے اور اندر سے اُس کوٹھڑی کی بھی کنڈی لگائی تاکہ اور کوئی اندر آن کر اُس کے قتل میں مانع نہ ہو مگر اُس کی بیوی یہ دیکھ کر غل مچانے لگی اور یہ لوگ ابن ابی الحقیق کی طرف دوڑے وہ اپنے بچھونے پر لیٹا ہوا تھا۔ اور رات کے اندھیرے میں اُسکے جسم کی سفیدی سے ہم نے اُس کو جان کر اپنی تلواروں کے نیچے رکھ لیا۔ اور جب اُس عورت نے غل مچائی۔ تو ہم میں سے ایک شخص نے اپنی تلوار اُس پر بلند کی۔ مگر پھر حضور کی ممانعت کو خیال کر کے ہاتھ روک لیا۔ ورنہ ایک ہاتھ میں اُسی وقت اُس کا فیصلہ ہو جاتا کہتے ہیں جب ہم نے اُس پر تلواریں ماریں تو عبداللہ بن اُنیس نے اپنی تلوار اُس کے پیٹ میں گھسا کر ایسا زور کیا کہ تلوار پیٹ کے پار ہو گئی۔ اور وہ کہنے لگا بس مجھ کو یہ کافی ہے[2] انصار کہتے ہیں اُس کو قتل کر کے ہم واپس ہوئے اور جب اوپر کے درجہ سے نیچے اُترنے لگے تو عبداللہ بن عتیک بسبب ضعف بصارت کے سیڑھی پر سے گر پڑے اور ان کا ہاتھ اور بقول بعض پیر اُتر گیا۔ ہم اُن کو چھڈھی پر چڑھا کر خیبر کے ایک چشمہ پر آئے اور وہاں دم لیا اور یہودیوں نے چراغ روشن کر کے چاروں طرف ہم کو ڈھونڈھنا شروع کیا۔ جب کہیں ہم کو نہ پایا تو واپس چلے گئے۔ اور ہم نے یہ خیال کیا کہ ہم کو کیونکر معلوم ہو کہ واقعی دشمن خدا قتل ہو گیا اور اُس نے دیکھا کہ سلام بن ابی الحقیق کی بیوی ہاتھ میں چراغ لئے ہوئے اُس کے مُنہ کو دیکھ رہی ہے۔ اور لوگوں سے اِس قصہ کو بیان کر رہی ہے۔ اور کہتی ہے کہ قسم ہے خدا کی میں نے ابن عتیق کی آواز سنی تھی۔ پھر میں نے خیال کیا کہ یہاں اس وقت ابن عتیق کہاں۔ پھر اُس نے چراغ سے ابن ابی الحقیق کا چہرہ دیکھا۔ اور کہا قسم ہے یہود کے معبود کی اس کا انتقال ہو گیا۔ انصاری کہتے ہیں۔ اس کی اس بات سے ہیں بہت خوش ہوا۔ اور پھر میں نے ساتھیوں کو یہ خبر پہنچائی اور اپنے ساتھی کو اپنی پیٹھ پر لاد کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور دشمنِ خدا کے قتل ہونے کی خبر بیان کی۔ پھر حضور کے سامنے ہی ہم نے اس بات میں اختلاف کیا کہ کس کی تلوار نے اُسکو قتل کیا ہے ہر ایک یہی کہتا تھا کہ میں نے قتل کیا ہے حضور نے فرمایا تم سب اپنی اپنی تلواریں مجھ کو دکھاؤ۔ ہم نے حضور کو تلواریں دکھائیں۔ حضور نے عبداللہ بن انیس کی تلوار دیکھ کر فرمایا۔ کہ اس تلوار سے وہ قتل ہوا ہے۔ کیونکہ اِس پر میں نے کھانے کا نشان دیکھا ہے

عمرو بن عاص اور خالد بن ولید کا اسلام قبول کرنا

ابن اسحاق کہتے ہیں خاص عمرو بن عاص کی زبانی روایت ہے کہتے ہیں جب میں خندق کی جنگ سے مع لشکر کے مکہ واپس گیا۔ تو میں نے چند لوگوں کو قریش کے جمع کیا جو اکثر جو اکثر میری رائے سے متفق ہوا کرتے اور میری بات کو سُنا کرتے تھے۔ پھر میں نے ان لوگوں سے کہا کہ قسم ہے خدا کی میں ایسا دیکھتا ہوں کہ روز بروز

---

[1] یعنے فوج کے واسطے سامان خورد و نوش از قسم غلہ وغیرہ ۱۲ [2] جب عبداللہ بن اُنیس نے اُس کے پیٹ میں تلوار گھسائی تھی۔ تو اُس پر پیٹ کی آلائش کچھ لگ گئی تھی ۱۲

حضرت محمد کا کام بلند ہوتا جائیگا اور انہیں کو غلبہ اور فتح ہوگی۔ میں نے اس میں ایک رائے نکالی ہے۔ تم لوگ بتاؤ کہ تمہاری کیا رائے ہے ان لوگوں نے کہا پہلے تم بیان کرو کہ تمہاری کیا رائے ہے۔ میں نے کہا میری رائے یہ ہے کہ ہم کچھ تحفہ اور ہدیہ لیکر نجاشی بادشاہ حبش کے پاس چلیں۔ اور وہیں رہنا اختیار کریں۔ کیونکہ اس کے ماتحت ہو کر رہنا ہمارے نزدیک محمد کے تابعدار ہوکر رہنے سے بہتر ہے پھر اگر یہاں ہماری قوم محمد پر غالب ہوئی تب تو ہمارے واسطے بہت ہی بہتر ہوگا۔ اور اگر محمد غالب ہوئے تب بھی ہمارا کچھ حرج نہ ہوگا۔ عمرو بن عاص کہتے ہیں میرے دوستوں نے اس بات کو پسند کیا۔ اور عمدہ عمدہ چمڑے جو ہمارے ہاں کا تحفہ تھا جمع کر کے ہم نجاشی کے پاس حبش کو روانہ ہوئے۔ جب ہم اس کے پاس پہنچے ہی تھے کہ ہم نے دیکھا عمرو بن امیہ ضمری کو حضور نے جعفر اور اُن کے ساتھیوں کے واسطے بھیجا تھا اور جس وقت ہم نجاشی کے پاس جا رہے تھے۔ اس وقت عمرو بن امیہ نجاشی کے پاس سے آ رہے تھے۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا دیکھو عمرو بن امیہ جا رہا ہے میں نجاشی سے اس کو مانگ لوں گا۔ اور قتل کرونگا۔ پھر قریش اگر محمد کو قتل کرینگے تو میں اُنکے برابر ہو جاؤنگا۔ عمرو بن عاص کہتے ہیں میں نجاشی کے سامنے گیا۔ اور میں نے اس کو سجدہ کیا جیسی کہ میری عادت تھی۔ نجاشی نے کہا آؤ میرے دوست آؤ خوب آئے کیا میرے واسطے کوئی تحفہ بھی اپنے شہر سے لائے ہو۔ میں نے عرض کیا اے بادشاہ میں بہت سی کھالیں اور چمڑہ آپ کے نذرانہ کے واسطے لایا ہوں۔ پھر وہ ہدیہ نجاشی کے سامنے میں نے پیش کیا۔ نجاشی بہت خوش ہوا اور اُسکو قبول کیا۔ پھر میں نے کہا اے بادشاہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ آپ کے پاس سے ابھی نکل کر گیا ہے۔ اور وہ ہمارے دشمن کا بھیجا ہوا آپ کے ہاں آیا ہے اسکو آپ مجھے دید یجئے۔ تاکہ میں اس کو قتل کر دوں۔ عمرو بن عاص کہتے ہیں نجاشی میری اس بات کو سن کر سخت خفا ہوا۔ اور اس نعرے سے اپنا ہاتھ اپنی ناک پر مارا۔ کہ مجھ کو یقین ہوا۔ کہ ضرور ناک ٹوٹ گئی ہوگی۔ عمرو بن عاص کہتے ہیں اس بات کو کہکر میں اسقدر شرمندہ ہوا۔ کہ اگر زمین پھٹ جاتی تو میں اُس میں سما جاؤں۔ اور میں نے کہا اے بادشاہ اگر میں سمجھتا کہ تم خفا ہوگے۔ تو میں ہرگز ایسی بات نہ کہتا۔

نجاشی نے کہا اے عمرو کیا تو مجھ سے ایسے شخص کو مانگتا ہے جو اُس شخص کا بھیجا ہوا ہے جس کے پاس وہ فرشتہ آتا ہے جو موسیٰ کے پاس آتا تھا تاکہ تو اس کو قتل کرے۔ میں نے کہا اے بادشاہ کیا یہ بات ہے۔ نجاشی نے کہا اے عمرو تجھ کو خرابی ہو میری اطاعت کر اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرلے بیشک وہ حق پر ہیں۔ اور عنقریب وہ اپنے تمام مخالفین پر غالب ہو جائینگے جیسے کہ موسیٰ فرعون اور اُس کے لشکر پر غالب ہوئے تھے۔ میں نے کہا۔ اے بادشاہ کیا آپ مجھ سے اسلام پر بیعت لیتے ہیں نجاشی نے کہا ہاں میں بیعت لیتا ہوں۔ عمرو بن عاص کہتے ہیں میں نے نجاشی سے بیعت کی۔ اور پھر اپنے ساتھیوں کے پاس آیا۔ مگر اُن سے اپنے اسلام کا حال بیان نہ کیا اس کے بعد خاص حضور کے ہاتھ پر اسلام لانے کی خاطر مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں مجھ کو خالد بن ولید مکہ سے آتے ہوئے ملے۔ اور یہ فتح مکہ سے پہلے کا واقعہ ہے میں نے کہا اے ابو سلیمان کہاں جاتے ہو۔ خالد نے کہا اب کہاں تک ہم مخالفت کرینگے۔ قسم ہے خدا کی بیشک وہ سچے نبی ہیں۔ میں تو اُن پر اسلام لانے جاتا ہوں۔ میں نے کہا میں بھی اسلام لانے جاتا ہوں۔ پھر ہم مدینہ میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ خالد بن ولید نے آگے بڑھ کے حضور کی بیعت کی اور مسلمان ہوئے۔ عمرو بن عاص کہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اس شرط سے بیعت

کرتا ہوں کہ میرے سب گناہ معاف ہو جائیں حضور نے فرمایا اے عمرو بیعت کر۔ اسلام اپنے سے پہلے سب گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ اور ہجرت بھی سب گناہوں کو دُور کرتی ہے۔ عمرو بن عاص کہتے ہیں پھر میں نے حضور سے بیعت کی ؛

ابن اسحاق کہتے ہیں بعض معتبر لوگوں کا بیان ہے کہ عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ نے بھی ان دونوں کے ساتھ ہی اسلام قبول کیا تھا ؛

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ قریظہ کی جنگ ماہ ذی حجہ میں ہوئی۔ اور یہ حج بھی مشرکوں ہی کے قبضہ میں رہا ؛

غزوۂ بنی لحیان

ابن اسحاق کہتے ہیں بنی قریظہ کی جنگ کے بعد حضور مدینہ میں ذی حجہ، محرم، صفر، ربیع الاول، ربیع الثانی پانچ مہینہ رہے۔ پھر چھٹے مہینہ میں بنی لحیان کی جنگ کے واسطے تشریف لیچلے اور اصحاب رجیع یعنے خبیب بن عدی اور اس کے ساتھیوں سے بدلہ کا ارادہ تھا اور حضور نے ظاہر یہ کیا کہ ملک شام پر جاتے ہیں تاکہ یکبارگی دشمنوں پر جا پڑیں اور مدینہ میں آپ نے ابن ام مکتوم کو حاکم مقرر کیا۔ پھر مدینہ سے باہر نکلکر جبل غراب پر سے گذرے یہ پہاڑ مدینہ کے ایک طرف شام کے راستہ پر ہے۔ پھر اس پہاڑ پر سے حضور مقام مشراپہ پر آئے۔ اور وہاں سے صفق ذات الیسار میں آئے پھر یہاں سے پتھریلے میدان سے گذر کر سیدھے راستہ پر آگئے۔ اور یہاں سے آپ نے زور رفتاری اختیار کی۔ یہانتک کہ مقام غران میں جہاں بنی لحیان رہتے تھے پہونچے۔ غران ایک جنگل ہے ان اور عسفان کے درمیان میں اور اس کے قریب شہر ساجہ ہے حضور کے یہاں پہونچنے سے پہلے ہی بنی لحیان پہاڑیوں کی چوٹیوں اور قلعوں کے اندر بھاگ گئے تھے۔ حضور کو جب یہ حال معلوم ہوا تب آپ نے فرمایا اگر ہم عسفان کی طرف اتر جائیں تو مکہ کے لوگ یہ خیال کرینگے کہ ہم مکہ کی طرف آتے ہیں۔ پھر حضور دو سو سواروں کو لیکر عسفان کی طرف اتر گئے۔ اور پھر دو سواروں کو آپ نے کراع النعیم کی طرف روانہ کیا۔ اور پھر خود مدینہ کی طرف واپس ہوئے۔ جابر کہتے ہیں میں نے حضور سے سنا تھا جس وقت آپ مدینہ کی طرف واپس ہوئے فرماتے تھے آعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَکَآبَۃِ الْمُنْقَلَبِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِی الْاَھْلِ وَالْمَالِ[1] ؛

بنی لحیان کے غزوہ سے آن کر مدینہ میں حضور دو تین ہی رات رہے تھے کہ عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر فزاری غطفان کے چند سواروں کو لیکر حضور کے اُونٹوں پر آپڑا۔ اور اُن کو لوٹ کر لے گیا اور ایک چرواہے کو جو بنی غفار میں سے تھا قتل کر گیا۔ اور اُس کی عورت کو گرفتار کر کے لے گیا ؛

غزوۂ ذی قرد

ابن اسحاق کہتے ہیں پہلے جس شخص نے عیینہ کو اُونٹ لے جاتے ہوئے دیکھا وہ سلمہ بن عمرو بن اکوع اسلمی تھے صبح کے وقت یہ اپنی تیر کمان لگاتے ہوئے کسی ضرورت کو جا رہے تھے۔ اور طلحہ بن عبید اللہ کا غلام

---

[1] پناہ مانگتے ہیں ہم خدا کے ساتھ سفر کی مشقت سے اور واپسی کی غم واندوہ اور مال واہل میں برائی کے دیکھنے سے ۱۲

ایک گھوڑے کو ہکا تا ہوا ان کے ساتھ جا رہا تھا جب یہ دونوں ثنیۃ الوداع کے اوپر پہنچے اور وہاں سے انہوں نے دشمنوں کے گھوڑے دیکھے اور چیخ کر آواز دی کہ دشمن کو دیکھ لیا ہے آجاؤ۔ اور پھر سلمہ بن اکوع مثل شیر کے دشمنوں پر جا پڑے اور تیروں سے ان کی خبر لینی شروع کی۔ اور جب تیر مارتے تھے کہتے تھے خُذْهَا وَاَنَا ابْنُ الْاَکْوَعِ وَالْیَوْمَ یَوْمُ الرُّضَّعِ۔ اور سلمہ یہ کرتے کہ جب دشمن انکی طرف کو دوڑتے تو یہ پیچھے بھاگ آتے اور پھر انکے تیر مارنے شروع کرتے۔

راوی کہتا ہے جب حضور نے سلمہ بن اکوع کے چیخنے کی آواز سنی۔ تمام مدینہ میں اعلان کرا دیا کہ دشمن کے مقابل چلو۔ پس فوراً سوار حضور کی خدمت میں آنے شروع ہوئے اور سب سے پہلے جو سوار آئے وہ مقداد بن عمرو تھے۔ انہیں کو مقداد بن اسود بھی کہتے ہیں پھر مقداد کے بعد عباد بن بشر بن وقش بن زغبہ بن زعورا بنی عبدالاشہل میں سے اور سعد بن زید بنی کعب بن عبدالاشہل میں سے اور اسید بن ظہیر بنی حارثہ میں سے اور عکاشہ بن محصن بنی اسد بن خزیمہ میں سے اور ابوقتادہ حرث بن ربعی بنی سلمہ میں سے اور ابو عیاش عبید بن زید بن صامت بنی زریق میں سے آن کر حضور کی خدمت میں جمع ہوئے۔ سعد بن زید کو حضور نے ان کا سردار مقرر کیا اور حکم دیا کہ لٹیروں کی تلاش میں جاؤ۔ میں بھی تم سے آکر ملتا ہوں۔

راوی کہتا ہے حضور نے ابو عیاش سے فرمایا کہ اگر تم اپنا گھوڑا کسی اچھے سوار کو دیدو تو بہتر ہے وہ تم سے پہلے لٹیروں سے جا ملیگا۔ ابو عیاش نے عرض کیا یا رسول اللہ میں بھی اچھا سوار ہوں۔ اور پھر میں نے گھوڑے کو ایڑھ دی۔ پس قسم ہے خدا کی پچاس قدم بھی میرا گھوڑا نہ چلا۔ کہا کہ اس نے مجھ کو پھینک دیا۔ تب مجھ کو اپنے قول پر تعجب ہوا کہ حضور نے مجھ سے فرمایا کہ تم اپنے گھوڑے کو کسی اچھے سوار کو دیدو اور میں یہ کہتا ہوں کہ میں اچھا سوار ہوں۔ بنی زریق میں سے بعض لوگوں کا بیان ہے کہ ابو عیاش کا گھوڑا حضور نے معاذ بن ماعص بن قیس بن خلدہ کو عنایت کیا تھا۔

سلمہ بن اکوع پیدل ہی لٹیروں کے تعاقب میں گئے تھے پھر ان کے بعد سوار جا پہنچے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ پہلا جو سوار لٹیروں کے پاس پہنچا۔ یہ محرز بن نضلہ تھا جس کو اخرم بھی کہتے ہیں۔ اور بعض قمیر کہتے ہیں۔ جب مدینہ سے سوار نکلکر روانہ ہونے لگے۔ تو محمود بن مسلمہ کے باغ میں ایک گھوڑا رسی سے بندھا ہوا تھا۔ وہ گھوڑا اور گھوڑوں کی آواز سنکر ہنہنانے اور غل مچانے لگا۔ بنی عبدالاشہل کی بعض عورتوں نے اس گھوڑے کو باغ میں دوڑتے ہوئے دیکھ کر قمیر سے کہا کہ اے قمیر تم اس گھوڑے پر سوار ہو جاؤ۔ اور حضور سے جا ملو۔ قمیر کہتے ہیں میں نے کہا بہت اچھا۔ اور میں اس پر سوار ہو کر بہت جلدی قوم سے جا ملا۔ اور ان کو قتل کرنا شروع کیا۔ اور ان سے کہا کہ اے بدمعاشو ذرا ٹھیر جاؤ تاکہ چاروں طرف سے مہاجرین اور انصار تمہاری گوشمالی کو آجائیں۔ لٹیروں میں سے ایک شخص نے قمیر پر حملہ کر کے ان کو شہید کر دیا۔ اور گھوڑا ان کا بھاگ کر اپنے مقام پر آگیا۔ اور کسی دشمن کے ہاتھ نہ آیا۔ اس جنگ میں مسلمانوں میں سے سوا قمیر کے کوئی شہید نہیں ہوا۔ ابن ہشام کہتے ہیں۔ قمیر کے ساتھ وقاص بن مجزز مدلجی بھی شہید ہوئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں محمود کے گھوڑے کا نام ذولمہ تھا۔ اور سعد بن زید کے گھوڑے کا نام لاحق تھا اور مقداد کے گھوڑے کا نام بعزجہ تھا اور بعض کہتے ہیں سبحہ تھا۔ اور عکاشہ بن محصن کے گھوڑے کا ذولمہ تھا۔

ابو قتادہ کے گھوڑے کا نام حزوہ تھا اور عباد بن بشر کے گھوڑے کا نام لماع تھا اور اسید بن ظہیر کے گھوڑے کا نام مسنون تھا۔ اور ابو عیاش کے گھوڑے کا نام جلوہ تھا ۔

عبداللہ بن کعب بن مالک سے روایت ہے کہ محرز عکاشہ بن محصن کے گھوڑے پر سوار تھے اور اس گھوڑے کا نام جناح تھا۔ پس محرز کو شہید کر کے لٹیرے جناح کو لے گئے۔ اور ابو قتادہ نے حبیب بن عیینہ بن حصن کو قتل کر کے جو لٹیروں میں سے تھا اپنی چادر اس پر اڑھا دی۔ پھر لٹیروں کے مقابلہ پر چلے گئے ۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ میں ابن ام مکتوم کو حاکم بنا کر مسلمانوں کے ساتھ معرکہ میں تشریف لائے۔ اور مسلمانوں نے حبیب کو ابو قتادہ کی چادر اوڑھے ہوئے پڑا دیکھ کر انا للہ پڑھی اور سمجھے کہ ابو قتادہ شہید ہو گئے۔ حضور نے فرمایا یہ ابو قتادہ نہیں ہے بلکہ ابو قتادہ کا قتل کیا ہوا آدمی ہے۔ ابو قتادہ نے اس واسطے اپنی چادر اس کو اڑھا دی۔ تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ ابو قتادہ کا قتیل ہے ۔

اور عکاشہ بن محصن نے اوبار اور اس کے بیٹے عمرو بن اوبار کو ایک اونٹ پر بیٹھے دیکھ کر ایک نیزہ ایسا مارا کہ دونوں کے پار ہو گیا اور دونوں قتل ہوئے اور مسلمانوں نے کچھ اونٹ لٹیروں سے چھڑا لئے پھر حضور مسلمانوں کے ساتھ مقام ذی قرد میں جا کر اترے اور ایک شبانہ روز وہاں قیام کیا ۔

اسی مقام پر سلمہ بن اکوع نے حضور سے عرض کیا کہ اگر سو آدمی حضور میرے ساتھ روانہ فرمائیں تو باقی اونٹ بھی میں لٹیروں سے چھڑا لاؤں اور لٹیروں کو بھی گرفتار کر کے حاضر کروں۔ حضور نے فرمایا یہ لٹیرے قبیلہ غطفان میں آج شام کو جا پہنچیں گے۔ پھر حضور نے اپنے صحابہ کے اندر سو سو آدمیوں میں ایک ایک اونٹ تقسیم فرمایا۔ اور مدینہ میں واپس تشریف لے آئے۔ اور غفاری کی بیوی حضور علیہ السلام کے اونٹوں میں سے ایک اونٹنی پر سوار ہو کر حضور کے پاس آئی اور سارا واقعہ ابتدا سے آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ پھر کہنے لگی یا رسول اللہ میں نے نذر مانی تھی۔ کہ اگر خدا مجھ کو اس اونٹنی پر نجات دیگا۔ تو میں اسکی قربانی کرونگی۔ عورت کی اس بات سے حضور نے تبسم فرمایا۔ اور فرمانے لگے تو نے اس اونٹنی کے واسطے برا بدلہ تجویز کیا ایک تو خدا تجھ کو اس پر نجات دے۔ پھر تو اس کی قربانی کرے یہ گناہ کی بات ہے اور گناہ میں نذر نہیں ہوتی۔ اور نہ اس چیز میں نذر ہوتی ہے جس کی تو مالک نہ ہو۔ یہ اونٹنی میرے اونٹوں میں سے ہے۔ تیری ملکیت نہیں ہے جو تیری نذر اس پر جاری ہو سکے تو خدا کی برکت کے ساتھ اپنے گھر جا ۔

غزوۂ بنی مصطلق

غزوہ ذی قرد کے بعد حضور نے مدینہ میں جمادی الآخر اور رجب کا مہینہ گزار کر شعبان سنہ ہجری میں خزاعہ کی شاخ بنی مصطلق پر جہاد کی تیاری کی۔ اور مدینہ میں ابوذر غفاری اور بقول بعض نمیلہ بن عبداللہ لیثی کو حاکم مقرر فرمایا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور کو خبر پہونچی۔ کہ بنی مصطلق حضور کی جنگ کے واسطے تیاری کر رہے ہیں۔ اور ان کا سردار حارث بن ابی ضرار ہے جو حضور کی زوجہ ام المومنین حضرت جویریہ کا باپ تھا ۔

حضور اس خبر کے سنتے ہی صحابہ کا لشکر لیکر انکی طرف روانہ ہوئے۔ اور مقام مریسیع میں جا کر ایک

چشمہ کا نام تھا۔ دونوں لشکروں کی ملاقات ہوئی۔ یہ مقام ساحل سمندر کے قریب قدید کے کنارہ پر ہے۔ دونوں لشکروں میں خوب جنگ ہوئی۔ اور قتل و قتال کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو غالب کیا۔ بہت سے مشرکین قتل ہوئے اور حضور نے اُن کی عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر لیا۔

راوی کہتا ہے بنی کلب بن عوف بن عامر بن لیث بن بکر میں سے ایک مسلمان ہشام بن صبابہ کو انصار میں سے عبادہ بن صامت کے گروہ سے ایک شخص نے دشمن سمجھ کر انجان پنے میں قتل کر دیا۔

راوی کا بیان ہے کہ چشمہ پر پانی پلانے کچھ لوگ آئے اور حضرت عمر کا پناہ دیا ہوا بنی غفار میں سے ایک شخص جہجاہ بن مسعود تھا۔ یہ بھی اپنے گھوڑے کو پانی پلانے لایا۔ اور سنان بن وبر جہنی بنی عوف بن خزرج کا حلیف بھی چشمہ پر آیا۔ اور ان دونوں یعنی سنان اور جہجاہ میں لڑائی ہو گئی۔ پھر ان دونوں نے اپنی اپنی حمایت کے واسطے لوگوں کو پکارا۔ جہجاہ نے مہاجرین کو آواز دی اور سنان نے انصار کو آواز دی۔ عبداللہ بن ابی بن سلول منافق کو غصہ آیا۔ اور اُس نے انصار کو حضور اور مہاجرین کے برخلاف اُبھارنے کے واسطے کہا کہ تم لوگوں نے ان مہاجرین کو اپنے شہر میں اور اپنے گھروں میں جگہ دی اور ان کو پرورش کیا۔ قسم ہے خدا کی اب جو ہم مدینہ میں واپس جائیں گے۔ تو ضرور عزت والا ذلت والے کو مدینہ سے نکال دیگا۔ پھر انصار سے مخاطب ہو کر کہا کہ یہ سارا تمہارا قصور ہے۔ تم نے اپنے مالوں میں سے ان کو حصہ دیا اور اپنے گھروں میں رکھا۔ اگر تم اپنے ہاتھ ان لوگوں سے روک لیتے تو یہ کہیں اَور چلے جاتے۔

جس وقت عبداللہ بن ابی یہ گفتگو کر رہا تھا۔ ایک نوعمر شخص زید بن ارقم نام وہاں کھڑا ہوا یہ گفتگو سُن رہا تھا جب عبداللہ بن ابی کہہ چکا۔ زید بن ارقم نے ساری خبر حضور کی خدمت میں جا کر بیان کی۔ اور یہ اُس وقت کا ذکر ہے جبکہ حضور دشمن کی مہم سے فارغ ہو چکے تھے۔ اور عمر بن خطاب بھی حضور کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ عمر بن خطاب نے عرض کیا حضور عباد بن بشر کو حکم فرمائیں تا کہ وہ فوراً جا کر عبداللہ بن ابی کو قتل کر دیں۔ حضور نے فرمایا اے عمر لوگ یہ کہیں گے۔ کہ محمد اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہیں۔ مگر میں اس وقت یہاں سے کوچ کرنے کا حکم دیتا ہوں۔ پھر حضور نے اُسی وقت لشکر کے وہاں سے کوچ کرنے کا حکم دیا۔ حالانکہ وہ وقت حضور کے کوچ کرنے کا نہ تھا حضور کے حکم فرماتے ہی لشکر نے کوچ کیا اور عبداللہ بن ابی کو خبر پہونچی کہ حضور کو میری گفتگو کی خبر ہو گئی ہے۔ زید بن ارقم نے حضور سے کہدیا ہے وہ اُسی وقت دوڑا ہوا حضور کی خدمت میں آیا۔ اور قسم کھائی۔ کہ میں نے ایک حرف نہیں کہا ہے۔ انصار میں سے جو لوگ اُس وقت حضور کی خدمت میں موجود تھے۔ اُنہوں نے عبداللہ بن ابی کی طرف سے دفع الوقتی کے واسطے حضور سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ زید بن ارقم بچہ ہے ضرور اُس سے بیان کرنے میں غلطی ہو گئی ہو گی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ جب حضور اس مقام سے روانہ ہوئے ایک شخص اسید بن حضیر نے حاضر ہو کر آپ کو سلام کیا اور عرض کیا یا نبی اللہ آپ نے آج ایسے وقت میں کوچ فرمایا ہے۔ کہ اس وقت آپ کبھی روانہ نہ ہوتے تھے۔ حضور نے فرمایا کیا تم نے اپنے ساتھی کی بات نہیں سنی کہ اُس نے کیا کہا ہے اُسید نے عرض کیا یا رسول اللہ کس ساتھی کی۔ فرمایا عبداللہ بن ابی کی۔ اسید نے عرض کیا وہ کیا کہتا ہے فرمایا اُس نے کہا ہے کہ جب وہ مدینہ میں پہونچیگا۔ تو

عزت والا ذلت والے کو نکال دیگا اُسید نے عرض کیا یا رسول اللہ بس تو آپ ہی اُسکو مدینہ سے نکالینگے اگر آپ چاہینگے قسم ہے خدا کی آپ عزت والے ہیں۔ اور وہ ذلیل ہے پھر اُسید نے عرض کیا یا رسول اللہ عبداللہ بن ابی کے واسطے لوگوں نے تاج بنایا تھا کہ اس کو بادشاہ کرینگے مگر حضور کے تشریف لانے سے وہ بات رفوچکر ہوگئی۔ اس سبب سے وہ خیال کرتا ہے کہ حضور نے اُسکی بادشاہت چھین لی حضور اُس کی بات پر توجہ نہ فرمائیں ؛

اور حضور کے اُس وقت کوچ فرمانے کا یہی سبب تھا۔ کہ لوگ اس گفتگو سے رُک جائیں پھر حضور اس دن پھر چلے اور رات بھر چلے جب صبح ہوئی تو دھوپ نے لوگوں کو ستایا آخر حضور ایک جگہ اُترے اور سب لوگ سو گئے پھر حضور حجاز کے راستہ پر تشریف لائے اور ایک چشمہ پر جس کو بقعاء کہتے تھے فروکش ہوئے ؛

پھر جب حضور اس مقام سے روانہ ہوئے تو ایک ایسے زور کی آندھی چلی۔ جس سے لوگ بہت پریشان ہوئے حضور نے فرمایا تم لوگ پریشان نہ ہو یہ آندھی ایک بڑے کافر کی موت کے سبب سے چلی ہے۔ چنانچہ جب مدینہ میں پہونچے تو معلوم ہوا کہ رفاعہ بن زید بن تابوت مرگیا تھا۔ یہ منافقوں کا سردار اُن کا سرگروہ تھا ؛

راوی کہتا ہے پھر قرآن شریف میں عبداللہ بن ابی کی گفتگو کے متعلق آیات نازل ہوئیں اور حضور نے زید بن ارقم کا کان پکڑ کر فرمایا کہ اس نے اپنے کان سے سُنکر خدا کی محبت کے سبب سے مجھ سے بیان کیا ؛

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ عبداللہ بن عبداللہ بن ابی نے بھی اپنے باپ کے اس قول کو سُنا اور حضور کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھ کو یہ خبر پہونچی ہے کہ آپ عبداللہ بن ابی میرے باپ کو قتل کرانا چاہتے ہیں بسبب اُس بات کے جو آپ نے اس کی سُنی ہے۔ اگر آپ ضرور ہی اس کام کو کرنا چاہتے ہیں تو مجھ کو حکم دیجئے کہ میں اُس کا سر آپ کی خدمت میں حاضر کروں۔ قسم ہے خدا کی خزرج اس بات کو جانتے ہیں۔ کہ مجھ سے زیادہ کوئی شخص اپنے باپ کے ساتھ نیکی کرنے والا نہیں ہے۔ اور مجھ کو یہ خوف ہے کہ اگر میرے سوا کسی اور شخص کو آپ نے اُسکے قتل کا حکم دیا۔ اور اُس نے قتل کیا تو مجھ سے ہرگز گوارہ نہ ہوگا کہ میں اُس کو زندہ زمین پر چھوڑ دوں پھر میں اُس مومن کو کافر کے بدلہ میں قتل کرنے سے دوزخ میں جاؤنگا۔ اس سے بہتر یہی ہے کہ میں خود ہی اُس کو قتل کر دوں حضور نے فرمایا نہیں ہم اُس کو قتل نہیں کراتے بلکہ اسکی صحبت کو اپنے ساتھ اچھا سمجھتے ہیں ؛

پھر اس کے بعد عبداللہ بن اُبی جب کوئی ایسی ویسی بات کہتا اُسی کی قوم اُس کو سخت و سُست کہتی تھی اس وقت حضور نے عمر بن خطاب سے فرمایا کہ اے عمر جس دن تم نے مجھ سے اس کے قتل کرانے کے واسطے کہا تھا اگر میں اس کو قتل کرا دیتا تو لوگ مجھ سے بدظن ہو جاتے۔ اور اب اگر اُنہیں لوگوں کو میں اس کے قتل کا حکم کروں تو وہ خود اس کو قتل کر دیں۔ عمر کہتے ہیں قسم ہے خدا کی میں نے جان لیا کہ بیشک حضور کی رائے میری رائے سے افضل و بہتر ہے ؛

ابن اسحاق کہتے ہیں مقیس بن صبابہ مکہ سے مسلمان ہو کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ میں مسلمان ہو کر آیا ہوں اور حضور سے اپنے بھائی کا خونبہا چاہتا ہوں یعنے ہشام بن صبابہ کا جسکو مسلمانوں نے خطا سے قتل کیا ہے حضور نے اس کو خون بہا دیدیا۔ یہ چند روز تو مسلمان رہا پھر اپنے بھائی کے قاتل کو غفلت میں موقع پاکر قتل کر کے مکہ روانہ ہو گیا اور اسلام سے بھی پھر گیا ؛

ابن ہشام کہتے ہیں بنی مصطلق کی جنگ میں مسلمانوں کا شعار یہ تھا یا منصور اَمِت اَمِت ۔

ابن اسحاق کہتے ہیں بنی مصطلق میں سے اس جنگ میں چند لوگ قتل ہوئے تھے۔ چنانچہ حضرت علی نے مالک اور اُس کے بیٹے کو قتل کیا اور عبدالرحمٰن بن عوف ایک شہ سوار کو جس کا نام احمر یا اُحیمر تھا قتل کیا ۔ اور حضور کے ہاتھ اِس جنگ میں بہت سے قیدی آئے جن کو حضور نے مسلمانوں میں تقسیم کیا۔ اور ام المومنین جویریہ بنت حرث بن ابی ضرار بھی انہیں قیدیوں میں تھیں ۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ جب حضور نے قیدیوں کو تقسیم فرمایا تو جویریہ بنت حرث ثابت بن قیس بن شماس کے حصہ میں آئیں یا اُس کے چچازاد بھائی کے حصہ میں آئی تھیں غرضکہ جویریہؓ نے کتابت کر لی۔ اور جویریہ نہایت خوبصورت ملاحت والی تھیں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں جویریہ کو میں نے اپنے حجرہ کے دروازہ پر آتے ہوئے دیکھا۔ اور اُن کا آنا مجھے ناگوار گذرا کیونکہ مجھے خیال ہوا۔ کہ جو حسن اِن کا میں نے دیکھا ہے حضور بھی دیکھیں گے۔ پھر جویریہ حضور کی خدمت میں آئیں۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ میں جویریہ حرث کی بیٹی ہوں جو اپنی قوم کا سردار تھا۔ اور جو مصیبت مجھ کو پہونچی ہے وہ آپ پر پوشیدہ نہیں ہے میں ثابت بن قیس یا اُس کے چچازاد بھائی کے حصہ میں آئی تھی میں نے اُس سے کتابت کر لی ہے ۔ اور اب میں آپ کی خدمت میں اِس واسطے آئی ہوں کہ آپ میرے مال کتابت کے ادا کرنے میں امداد فرمائیں۔ حضور نے فرمایا اے جویریہ اس سے بہتر بات کی بھی تمہیں ضرورت ہے جویریہ نے عرض کیا وہ کیا بات ہے فرمایا وہ بات یہ ہے کہ میں تمہارا مالِ کتابت ادا کر دیتا ہوں۔ تم مجھ سے شادی کر لو۔ جویریہ نے کہا یا رسول اللہ مجھے قبول ہے جب یہ خبر لوگوں میں شائع ہوئی۔ کہ حضور نے جویریہ بنت حرث سے شادی فرمالی ہے ۔ لوگوں نے حضور کے اِس رشتہ کے سبب سے بنی مصطلق کے قیدیوں کو چھوڑ دیا۔ اور حضور کے شادی فرمانے سے اُسی روز ایک سو آدمی قید سے آزاد ہو گئے۔ راوی کہتا ہے میرے نزدیک جویریہ سے بڑھ کر کوئی عورت اپنی قوم کے واسطے بابرکت نہیں تھی ۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب یہ لوگ مسلمان ہو گئے تو حضور نے اِن کی طرف ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو زکوٰۃ وصول کرنیکے واسطے بھیجا۔ جب ولید ان کے پاس پہنچا۔ ان لوگوں کو خبر ہوئی اور یہ استقبال کے واسطے سوار ہوئے۔ ولید اِن کی جماعت کو دیکھ کر یہ سمجھا کہ یہ لوگ میرے قتل کو آتے ہیں۔ اور بغیر تحقیق کئے بھاگ کر حضور کی خدمت میں چلا آیا۔ اور یہ بیان کیا کہ حضور وہ لوگ تو میرے قتل پر آمادہ ہو گئے۔ اور زکوٰۃ نہیں دی مسلمانوں کو اس بیان سے بہت غصہ آیا۔ اور اُن پر جہاد کا اِرادہ کیا۔ یہاں تک کہ حضور نے بھی جہاد کا قصد فرمایا۔ مسلمان اسی ارادہ میں تھے کہ بنی مصطلق کا وفد حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے سنا ہے کہ جب آپ کا پیغامبر ہمارے پاس آیا ہم اُسکے استقبال کے واسطے نکلے۔ اور زکوٰۃ بھی ہم اُس کو دینی چاہتے تھے۔ مگر وہ خود بخود بھاگ آیا۔ اور آپ سے اُس نے کہا کہ ہم اُسکو قتل کرنا چاہتے تھے۔ قسم ہے خدا کی ہم اِس واسطے نہیں نکلے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اِن کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی۔

یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ

مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِیْنَ ۝ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِیْکُمْ رَسُوْلَ اللّٰہِ ؕ لَوْ یُطِیْعُکُمْ فِیْ کَثِیْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ الخ

ترجمہ۔ اے مسلمانو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو اچھی طرح اُس کی تحقیق کر لیا کرو ایسا نہ ہو کہ تم نادانی سے کسی قوم پر جا چڑھو پھر اپنے کئے سے پشیمان ہو۔ اور جان لو کہ تم میں رسولِ خدا موجود ہیں۔ اگر وہ بہتیری باتوں میں تمہارا کہا مانیں تو تم مشکل میں پڑ جاؤ گے۔ اور حضور اس سفر سے واپس چلے آئے ۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں جب حضور مدینہ کے قریب پہونچے تو حضرت عائشہ بھی آپ کے ساتھ تھیں اور اسی سفر میں افک کا واقعہ ہوا ۔

افک یعنی حضرت اُم المومنین عائشہ پر تہمت کا بیان

حضرت عائشہ فرماتی ہیں حضور جب سفر کا ارادہ فرماتے تھے تو اپنی بیبیوں میں قرعہ ڈالتے تھے جس کا قرعہ نکل آتا اُس کے ساتھ سفر کرتے۔ جب بنی مصطلق کا غزوہ ہوا تب بھی حضور نے قرعہ ڈالا اور حضرت عائشہ کا قرعہ نکلا۔ فرماتی ہیں حضور مجھ کو لیکر تشریف لے گئے۔ فرماتی ہیں اور عورتیں بدن کی بھاری تھیں اور میں ہلکی تھی۔ میں ہودج میں بیٹھ جاتی تھی۔ اور لوگ میرے ہودج کو اٹھا کر کس دیتے تھے۔ پھر اونٹ لیکر چلے جاتے تھے۔ فرماتی ہیں جب حضور مدینہ کو واپس ہوئے اور مدینہ کے قریب پہونچے ایک منزل میں حضور نے قیام فرمایا اور رات رہے۔ پھر رات ہی میں کوچ کا حکم دیا۔ اور لوگ روانہ ہونے لگے میں حاجت ضروری کو گئی ہوئی تھی۔ وہاں میری گردن سے ایک قیمتی ہار کھل پڑا۔ میں اُس کو ڈھونڈھنے لگی۔ مگر وہ مجھ کو نہ ملا۔ پھر جو میں اپنے مقام پر آئی تو میں نے دیکھا کہ لوگ کوچ کر رہے تھے۔ میں پھر اس ہار کو ڈھونڈھنے چلی آئی اور وہ مجھ کو مل گیا۔ پھر جو میں واپس آئی تو میں نے دیکھا کہ لوگ چلے گئے تھے اور مجھ کو ہودج میں بیٹھا ہوا سمجھ کر میرا ہودج اونٹ پر کس کر لے گئے تھے۔ پھر میں نے لشکر کے لوگوں کو تلاش کیا۔ وہاں ایک بھی آدمی نہ تھا۔ مجھ کو نہایت قلق اور بیچینی ہوئی اور میں اُسی جگہ لیٹ رہی تاکہ جو کوئی مجھ کو ڈھونڈھنے آئے وہیں دیکھ لے۔ پس صفوان بن معطل سلمی میرے پاس سے گذرا اور میں لیٹی ہوئی تھی۔ صفوان لشکر سے کسی ضرورت کے سبب سے پیچھے رہ گیا تھا۔ صفوان نے میری سیاہی دیکھی اور میرے قریب آئے اور صفوان نے پردہ کا حکم ہونے سے پہلے مجھ کو دیکھا تھا اب جو اُنھوں نے مجھ کو دیکھا کہنے لگے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝ اور میں اپنے کپڑے لپیٹے ہوئے تھی۔ صفوان نے مجھ سے کہا کیا حال ہے خدا تم پر رحم کرے حضرت عائشہ۔ فرماتی ہیں۔ میں نے صفوان کو جواب نہ دیا پھر صفوان نے اپنا اونٹ میرے قریب کیا اور خود پیچھے ہٹ گئے۔ میں اُس پر سوار ہوئی اور صفوان اُس کی نکیل پکڑ کر آگے ہو لئے۔ اور لشکر کی تلاش میں تیزی کے ساتھ روانہ ہوئے یہاں تک کہ جب صبح ہو گئی اور لشکر ٹھیرا صفوان مجھ کو لیکر پہونچے اور تہمت لگانے والوں کو جو کچھ کہنا تھا اُنھوں نے کہا مجھ کو اسکی کچھ خبر نہ تھی۔ یہاں تک کہ جب ہم مدینہ میں پہونچے تو میں بیمار ہو گئی۔ اور تہمت کی خبر حضور کے گوش زد ہوئی اور میرے والدین کو بھی پہونچی۔ مگر کسی نے مجھ سے ذکر تک نہیں کیا۔ صرف اتنی بات ہوئی کہ اس سے پہلے جب میں بیمار ہوتی تھی حضور میری دلجوئی از حد فرمایا کرتے تھے۔ اس مرتبہ میں نے حضور کی وہ توجہ اپنے حال پر نہ دیکھی۔ اور جب حضور گھر میں آتے تو میری والدہ اُم رومان سے جو بیماری میں میری

پاس تھیں فقط اتنا فرماتے کہ اب یہ کیسی ہیں۔ بس اس سے زیادہ اور کچھ نہ فرماتے ۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ جب میں نے حضور کی یہ حالت دیکھی تو عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپ مجھ کو اجازت دیں تو میں اپنے ماں باپوں کے ہاں اس بیماری کے دنوں میں رہ آؤں حضور نے فرمایا تمہیں اختیار ہے۔ پس اپنے والدین کے پاس گئی اور اس وقت تک مجھ کو اس تہمت کی کچھ خبر نہ تھی اور درد کی تکلیف سے میں بہت کمزور اور ناتواں ہو گئی تھی۔ اور ہم لوگوں کے گھروں میں اس طرح کے پاخانے نہ تھے جیسے عجم کے لوگوں میں رسم ہے۔ کہ گھر میں پاخانہ بناتے ہیں ہم لوگ جنگل میں شہر کے باہر قضاء حاجت کو جایا کرتے تھے اور عورتیں رات کو جاتی تھیں۔ فرماتی ہیں کچھ اوپر بیس راتوں کے بعد میں قضاء حاجت کو اُم مسطح بنت ابی رہم بن مطلب بن عبد مناف کے ساتھ چلی۔ اُم مسطح کی ماں صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم کی بیٹی ابوبکر صدیق کی خالہ تھیں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں اُم مسطح نے راستہ میں مجھ سے کہا کہ مسطح کو خدا خراب کرے۔ مسطح کا نام عوف تھا۔ عائشہ فرماتی ہیں میں نے کہا تم ایسے شخص کو اس طرح کہتی ہو جس نے ہجرت کی ہے۔ اور بدر میں شریک ہوا ہے۔ اُم مسطح نے کہا اے ابوبکر کی بیٹی کیا تجھ کو خبر نہیں ہے کہ مسطح نے کیسی بات کہی ہے۔ میں نے کہا مجھے کچھ خبر نہیں ہے اُم مسطح نے سارا واقعہ تہمت کا مجھ سے بیان کیا ۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں اس خبر کو سنکر میں ایسی بدحال ہوئی کہ قضاء حاجت بھی پورے طور سے نہ کر سکی۔ پھر الٹی گھر آگئی۔ اور اس قدر روتی رہی کہ رونے کے صدمہ سے قریب تھا کہ میرا جگر پھٹ جائے۔ اور میں نے اپنی ماں سے کہا کہ لوگ میری نسبت کیا کیا باتیں کہہ رہے ہیں اور تم نے مجھ سے ایک بات نہ کہی۔ میری والدہ نے کہا۔ اے بیٹی تم کچھ رنج نہ کرو جس شخص کے پاس خوبصورت بیوی ہوتی ہے وہ اس کو چاہتا ہے اور سوکنیں بھی ہوتی ہیں پس اُس پہ لوگ ضرور تہمت کرتے ہیں ۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں پھر حضور خطبہ پڑھتے کھڑے ہوئے اور مجھ کو اس کی کچھ خبر نہ تھی۔ کہ حضور کیا بیان فرمائینگے پس آپ نے خدا کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا اے لوگو کیا بات ہے کہ بعض آدمی میرے گھر کے لوگوں کی طرف سے مجھ کو تکلیفیں پہونچاتے ہیں اور حق کے خلاف کہتے ہیں۔ قسم ہے خدا کی میں نے اپنے گھر کے لوگوں میں بجز بھلائی کے اور کچھ نہیں دیکھا اور ایسے شخص کی نسبت کہتے ہیں۔ جس کو میں بہت نیک جانتا ہوں۔ اور میرے گھروں میں سے کسی گھر میں بجز میرے ساتھ کے داخل نہیں ہوتا ہے ۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ اس تہمت کا بانی عبداللہ بن ابی بن سلول تھا اور خزرج کے چند لوگ جن میں مسطح اور حمنہ بنت جحش بھی تھے۔ اس کے ساتھ شریک تھے اور حمنہ کے شریک ہونے کا یہ سبب تھا کہ حمنہ کی بہن زینب حضور کی زوجہ تھیں اور حضور کو جو التفات میری جانب تھا وہ اور کسی بی بی سے نہ تھا زینب کو تو خدا نے انکی دینداری کے سبب سے رشک و حسد سے محفوظ رکھا مگر حمنہ بہن کی خاطر مجھ سے ضد رکھتی تھی اور اسی سبب سے اس تہمت میں شریک ہوئی۔ جب حضور نے صحابہ میں تقریر مذکور بیان کی اسید بن حضیر نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر یہ تہمت اٹھانے والے لوگ اوس میں سے ہیں۔ تو میں ان کی سزا دہی کے واسطے کافی ہوں۔ اور اگر وہ ہمارے بھائی خزرجیوں میں سے ہیں۔ پس آپ مجھ کو حکم فرمائیں قسم ہے خدا کی وہ اس لائق ہیں کہ انکی گردنیں ماری جائیں ۔

عائشہ فرماتی ہیں اُسید کا یہ کلام سنکر سعد بن عبادہ کھڑے ہوئے اور کہا قسم ہے خدا کی تو جھوٹا ہے تو نے یہ بات اس سبب سے کہی ہے کہ تو جانتا ہے کہ وہ لوگ خزرج میں سے ہیں اگر وہ تیری قوم میں سے ہوتے تو ہرگز تو یہ بات نہ کہتا۔ اور تو ہرگز انکی گردنیں نہیں مار سکتا ہے اُسید نے کہا قسم ہے خدا کی تو جھوٹا ہے اور تو منافق ہے جو منافقوں کی حمایت کرتا ہے اور یہاں تک ان دونوں میں بدزبانی ہوئی کہ قریب تھا کہ اوس اور خزرج میں جنگ ہو جائے۔ حضور اس وقت منبر پر سے اُتر کر گھر میں تشریف لے آئے اور علی بن ابی طالب اور اُسامہ بن زید کو بلا کر مشورہ کیا۔ اُسامہ نے تو میرے حق میں اچھی باتیں کہیں۔ اور کہا یا رسول اللہ یہ خبر بالکل جھوٹ ہے میں آپ کی اہل کی نسبت بجز بھلائی کے اور کچھ نہیں جانتا اور علی نے عرض کیا یا رسول اللہ عورتوں کی کچھ کمی نہیں ہے۔ آپ بہت سی شادیاں کر سکتے ہیں۔ آپ لڑکی سے دریافت فرمائیں یقین ہے وہ آپ سے سچ سچ کہدیگی۔ تب حضور نے بریرہ کو دریافت کرنے کے واسطے بلایا۔ اور علی نے بریرہ کو خوب مارا اور کہا سچ سچ کہدے۔ بریرہ نے کہا میں نے کچھ بُرائی نہیں دیکھی ہے۔ اور میں عائشہ میں کوئی عیب نہیں پاتی۔ میں آٹا گوندھ کر رکھتی ہوں۔ اور عائشہ سے کہتی ہوں اسکو دیکھتی رہنا۔ مگر وہ سو جاتی ہے اور آٹا بکری کھالیتی ہے ❊

عائشہ فرماتی ہیں پھر حضور میرے پاس آئے میرے ماں باپ اور انصاری کی ایک عورت میرے پاس بیٹھے تھے میں بھی رو رہی تھی اور وہ عورت بھی روتی تھی حضور آن کر بیٹھے اور خدا کی حمد و ثنا بیان کر کے فرمایا اے عائشہ جو خبر لوگوں میں تمہاری نسبت مشہور ہو رہی ہے تم نے بھی سنی ہے پس اگر وہ سچ ہے تب تم خدا سے توبہ کرلو۔ خدا بندہ کی توبہ کو قبول فرماتا ہے۔ فرماتی ہیں حضور کے اس ارشاد سے میرے آنسوؤں کی لڑیاں جاری ہوئیں۔ اور میں اس انتظار میں ہوئی کہ میرے ماں باپ حضور کو کچھ جواب دینگے۔ مگر وہ چپ بیٹھے رہے اور میں اپنے تئیں اس مرتبہ کا نہ سمجھتی تھی کہ میری بریت خداوند تعالیٰ قرآن شریف میں نازل فرمائیگا جو مسجدوں میں نمازوں میں پڑھی جائیگی۔ ہاں یہ خیال کرتی تھی۔ کہ شاید خدا تعالیٰ کوئی خواب حضور کو اس طرح کا دکھائے جس سے میری بریت حضور کو معلوم ہو جائے یا خدا خبر دیدے ❊

فرماتی ہیں۔ میں نے اپنے والدین سے کہا تم حضور کو میری طرف سے جواب کیوں نہیں دیتے ہو انہوں نے کہا ہم کیا جواب دیں کوئی جواب ہماری سمجھ میں نہیں آتا ہے ❊

فرماتی ہیں میں نہیں جانتی کہ کسی گھر پر ایسی آفت نازل ہوئی ہوگی۔ جو ان دنوں میں ابوبکر کے گھر پر نازل ہو رہی تھی۔ فرماتی ہیں جب میرے ماں باپوں نے کچھ جواب نہ دیا میں زیادہ رونے لگی۔ اور میں نے کہا میں خدا سے کس بات کی توبہ کروں۔ اگر میں انکار کرتی ہوں۔ تو کسی کو یقین نہ آویگا۔ اور اگر اقرار کرتی ہوں۔ تو خواہ مخواہ کی بُرائی اور بدنامی جس سے میں بالکل بری ہوں اپنے ذمہ میں لے لوں ❊

پھر میں نے حضرت یعقوب کا نام یاد کیا لوان کا نام مجھے یاد نہ آیا۔ تب میں نے کہا یوسف کے باپ کی طرح سے میں کہتی ہوں فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ[1] ❊

---

[1] پس صبر و شکر بہتر ہے اور خدا ہی مددگار ہے اس بات کے آشکارا کرنے پر جو تم بیان کرتے ہو ❊

فرماتی ہیں حضور ابھی وہیں بیٹھے ہی تھے کہ وحی کی آمد ہوئی اور حضور کے سر کے نیچے چمڑے کا تکیہ رکھ دیا گیا اور چادر اُڑھا دی گئی جب میں نے یہ دیکھا تو میں کچھ نہ گھبرائی کیونکہ میں جانتی تھی کہ میں پاک وصاف ہوں۔ خدا مجھ پر ظلم نہ کریگا بلکہ ضرور میری بریت ظاہر فرمائیگا۔ مگر میرے والدین کو ایسا صدمہ تھا کہ قریب تھا۔ اُن کی رُوح پرواز کر جائے اس خوف سے کہ کہیں خداوند تعالیٰ لوگوں کی تہمت کے موافق آیت نازل نہ فرمائے۔ پھر جب وحی تمام ہو چکی حضور بیٹھ کر پیشانی پر سے پسینہ صاف کرنے لگے اور فرمایا اے عائشہ خوش ہو جا کہ خدا نے تیری بریت نازل فرمائی۔ میں نے کہا الحمد للہ پھر حضور باہر تشریف لائے اور جو آیات نازل ہوئی تھیں۔ اُن کو لوگوں کے تئیں پڑھ کر سنایا پھر مسطح بن اثاثہ اور حسان بن ثابت اور حمنہ بنت جحش کو حد قذف لگانے کا حکم فرمایا۔ کیونکہ یہی لوگ اس تہمت کی اشاعت کے باعث تھے۔ پس حد ان پر لگائی گئی یعنی ہر ایک کو اسّی اسّی کوڑے لگے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت ابو ایوب خالد بن زید انصاری کی بیوی اُم ایوب نے ان سے کہا۔ اے ابو ایوب تم سنتے ہو کہ لوگ عائشہ کے حق میں کیا کہہ رہے ہیں۔ ابو ایوب نے کہا ہاں میں سنتا ہوں یہ سب جھوٹ ہے اے اُم ایوب کیا تم ایسا فعل کر سکتی ہو۔ اُم ایوب نے کہا قسم ہے خدا کی میں ایسے فعل کی مرتکب نہیں ہو سکتی جس کی تہمت لوگ عائشہ پر لگا رہے ہیں ابو ایوب نے کہا پھر عائشہ جو تم سے افضل و بہتر ہیں وہ کب ایسے فعل کی مرتکب ہو سکتی ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں اہل افک کا اس طرح ذکر فرمایا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۔ بیشک جن لوگوں نے یہ طوفان اٹھایا ہے وہ تم ہی میں کا ایک گروہ ہے اس کو تم اپنے حق میں بُرا نہ سمجھو بلکہ یہ تمہارے واسطے بہتر ہے ان بہتان والوں میں سے ہر شخص نے جتنا گناہ سمیٹا ہے اس کی سزا پائیگا اور جس نے اس بہتان کا بڑا حصہ ان لوگوں میں سے لیا ہے اس کے واسطے بڑا (سخت) عذاب ہے۔

لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۔ مسلمانو جب تم نے ایسی (نالائق) بات سُنی تو مومن مردوں اور عورتوں نے اپنے مومن بھائی بہنوں کے حق میں نیک گمان کیوں نہ کیا۔

اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ۔ جب کہ تم اُس نالائق بات کی اپنی زبانوں سے نقل در نقل کرنے لگے۔ اور اپنے مونہوں سے ایسی بات کہنے لگے جس کا تم کو علم نہ تھا۔ اور تم نے اُسکو ایسی ہلکی بات سمجھا۔ حالانکہ خدا کے نزدیک یہ بات بہت بڑی (سخت) ہے۔

جب حضرت عائشہ کی بریت ان آیات سے ظاہر ہو گئی تب حضرت ابوبکر نے قسم کھائی کہ میں اب مسطح کے ساتھ کوئی سلوک نہ کروں گا اور نہ کچھ اُسکو نفع پہنچاؤنگا۔ اور حضرت ابوبکر مسطح کے ساتھ بسبب قرابت اور افلاس کے عزیب ہونے کے بہت سلوک کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ آیت

نازل فرمائی وَلَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ یُّؤْتُوْۤا اُولِی الْقُرْبٰى وَ الْمَسٰكِیْنَ وَ الْمُهٰجِرِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۪ۖ وَ لْیَعْفُوْا وَ لْیَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ تم میں سے فضل اور کشائش والوں کو قرابت داروں اور مسکینوں اور راہِ خدا میں ہجرت کرنیوالوں کے ساتھ سلوک نہ کرنے پر قسم نہ کھانی چاہیئے بلکہ اُن کو معاف اور درگذر کرنا چاہیئے اے مسلمانوں کیا تم یہ بات نہیں چاہتے ہو کہ خدا تمہاری بخشش فرمائے اور خدا بخشنے والا مہربان ہے +

حضرت ابو بکر نے جس وقت یہ آیت سُنی فرمایا بیشک میں چاہتا ہوں کہ خدا میری بخشش فرمائے اور میں ہرگز مسطح کو جو کچھ دیتا تھا اُس کو منقطع نہ کرونگا +

ابن اسحاق کہتے ہیں جب صفوان بن معطل کو اس بات کی خبر ہوئی جو حسان نے اُن کی نسبت تہمت کی۔ اور ان کی ہجو میں شعر بھی کہے تو صفوان تلوار لیکر حسان کے سامنے آئے اور ایک ضرب حسان کے لگائی۔ ثابت بن قیس نے کہا اس نے حسان کے ایسی تلوار ماری ہے کہ میرے خیال میں اُس کو قتل کر دیا عبداللہ بن رواحہ نے کہا اس واقعہ کی حضور کو بھی خبر ہے یا نہیں صفوان نے کہا حضور کو کچھ خبر نہیں ہے عبداللہ بن رواحہ نے صفوان کو کھول دیا۔ اور پھر سب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور سارا قصہ بیان کیا حضور نے حسان کو بھی طلب فرمایا صفوان نے عرض کیا یارسول اللہ اس نے میری ہجو میں شعر کہے ہیں۔ مجھ کو غصہ آگیا۔ میں نے اس کے تلوار ماردی۔ حضور نے حسان سے فرمایا اے حسان تم کو ایسی باتیں نہ چاہئیں۔ کیا تم کو یہ بات ناگوار گذری کہ صفوان کی قوم کو خدا نے اسلام کی ہدایت فرمائی پھر فرمایا اے حسان یہ زخم جو تجھ کو لگا ہے یہ معاف کر دے حسان نے عرض کیا یارسول اللہ آپ کو اختیار ہے +

ابن اسحاق کہتے ہیں اس زخم کے بدلے میں حضور نے حسان کو بیرحا جو بنی حدیلہ کا اب مدینہ میں محل ہے عنایت کیا۔ اور یہ ابی طلحہ بن سہل نے حضور کی نذر کیا تھا اور ایک قبطیہ لونڈی سیرین نام بھی عنایت کی جس سے حسان کا بیٹا عبدالرحمن پیدا ہوا +

حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ پھر لوگوں نے دیکھا کہ صفوان حصور شخص تھا۔ اس کو عورتوں سے رغبت نہ تھی۔ اور آخر کسی جنگ میں شہید ہوا +

حُدَیْبِیَہ کا واقعہ

(جو ۶ھ ہجری کے آخر میں واقع ہوا اور بیعت رضوان اور حضور کی سہیل بن عمرو سے صلح کا بیان)

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور مدینہ میں رمضان اور شوال کے مہینے رہے پھر ذیقعد میں۔ آپ عمرہ کرنے کے ارادہ سے تشریف لیچلے جنگ کا ارادہ بالکل نہ تھا اور مدینہ میں حضور نے نمیلہ بن عبداللہ لیثی کو حاکم مقرر کیا +

ابن اسحاق کہتے ہیں چاروں طرف سے عرب کے لوگ حضور کے اس ارادہ کو سُنکر عمرہ کی شرکت کے واسطے آنے شروع ہوئے اور حضور کو یہ اندیشہ تھا کہ کہیں قریش آپ سے برسر جنگ آمادہ نہ ہوں

اور خانہ کعبہ میں جانے سے روک دیں۔ الغرض حضور مہاجرین اور انصار اور گرد نواح کے عربوں کے ساتھ احرام باندھ کر ہدی کو ساتھ لیکر روانہ ہوئے تاکہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ آپ جنگ کے ارادہ سے جاتے ہیں بلکہ یہ جانیں کہ آپ فقط زیارت کے واسطے جاتے ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور ستر اونٹ ہدی یعنے قربانی کے واسطے لے گئے تھے۔ اور ہر اونٹ دس آدمیوں کی طرف سے تھا۔

جابر کہتے ہیں حدیبیہ کے سفر میں ہم چودہ سو آدمی حضور کے ساتھ تھے۔ جب حضور مقام عسفان میں پہنچے بشر بن سفیان کعبی حضور سے آن کر ملا اور اس نے کہا یا رسول اللہ قریش حضور کی روانگی کی خبر سن کر درندوں کی کھالیں پہنکر بڑی تیاری سے حضور کے مقابلہ کو آئے ہیں۔ اور مقام ذی طویٰ میں ٹھیرے ہیں۔ اور خدا سے انہوں نے عہد کیا ہے کہ حضور کو آنے نہ دینگے۔ حضور نے اس خبر کو سن کر فرمایا قریش کو کیا ہو گیا ہے ان کو لڑائی ان کو کھا گئی ہے۔ پھر بھی یہ باز نہیں آتے ہیں۔ اگر یہ مجھ کو تمام عرب کے مقابل چھوڑ دیں۔ اور خود الگ ہو جائیں تو بہتر ہے اگر مجھ کو خدا نے عرب پر غالب کیا۔ تب یہ بھی اسلام اختیار کر لیں یا جنگ کریں۔ اور اگر میں عرب سے مغلوب ہو گیا تب ان کا مطلب مفت حاصل ہو گا۔ پس قریش کیا خیال کرتے ہیں قسم ہے خدا کی میں اس دین کی اشاعت کے واسطے ہمیشہ جہاد کروں گا۔ جس کے ساتھ خدا نے مجھ کو بھیجا ہے یہاں تک کہ خدا اس دین کو غالب کرے۔ پھر فرمایا ایسا کون شخص ہے جو ہم کو ایسا راستہ بتائے جو قریش کے راستہ سے جداگانہ ہو۔ بنی اسلم میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ایسا راستہ میں جانتا ہوں چنانچہ یہ شخص سارے قافلہ کو لیکر پہاڑوں کی گھاٹیوں میں سے گذرتا ہوا ایک نرم زمین کی طرف آیا۔ وہ مسلمانوں پر یہ راستہ بہت شاق گذرا حضور نے فرمایا اے مسلمانو کہو کہ ہم خدا سے مغفرت مانگتے ہیں۔ اور توبہ کرتے ہیں۔ مسلمانوں نے یہ لفظ کہے حضور نے فرمایا یہ تمہارا کہنا ایسا ہے جیسے بنی اسرائیل سے کہا گیا تھا کہ لفظ حِطَّۃٌ کہو مگر انہوں نے نہیں کہا تھا۔

پھر حضور نے حکم فرمایا کہ دائیں طرف سے مقام حمض کی پشت پر ہو کر ثنیۃ المرار کے راستے کہ کے نیچے کی طرف حدیبیہ میں اتر چلو۔ چنانچہ تمام لشکر اسی راستہ سے مقام حدیبیہ میں آ گیا۔ اور قریش کے سواروں نے جب حضور کے لشکر کو اس طرف سے آتے ہوئے دیکھا۔ فوراً انہوں نے قریش کو خبر کی اور حضور اس وقت ثنیۃ المرار میں جا رہے تھے۔ یہاں پہنچتے ہی آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی۔ لوگ کہنے لگے۔ اونٹنی تھک گئی حضور نے فرمایا یہ تھکی نہیں ہے اور نہ اس طرح بیٹھ جانا اس کی عادت ہے۔ بلکہ اس کو اس نے روکا ہے جس نے اصحاب فیل کو روکا تھا۔ آج قریش صلہ رحمی کے جو حقوق مجھ سے طلب کرینگے میں ان کو دونگا۔ پھر لوگوں سے فرمایا کہ اسی جگہ اتر پڑو۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس جنگل میں پانی نہیں ہے حضور نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکال کر ناجیہ بن جندب بن عمیر بن یعمر بن دارم بن عمرو بن وائلہ بن سہم بن مازن بن سلامان بن اسلم بن افصی جو ابی حارثہ کو عنایت کیا یہ شخص حضور کے اونٹ ہنکایا کرتا تھا اور فرمایا ان گڑھوں میں سے ایک گڑھے میں اس تیر کو گاڑ دے تیر کا گاڑنا تھا کہ پانی کا فوارہ بڑے زور

کے سامنے وہاں سے جاری ہوا یہاں تک کہ سب لوگ سیراب ہو گئے اور سب نے مشکیں بھر لیں بعض اہل علم کا بیان ہے کہ براء بن عازب کہتے ہیں۔ میں نے حضور کا تیر گڑھے میں گاڑا تھا۔

ابن شہاب زہری کا بیان ہے کہ جب حضور اس مقام پر آن کر ٹھیرے بدیل بن ورقاء خزاعی بنی خزاعہ کے چند لوگوں کے ساتھ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ آپ کس کام کے واسطے تشریف لائے ہیں۔ حضور نے بیان کیا کہ ہم صرف کعبہ کی زیارت کو آئے ہیں۔ جنگ و حرب کو نہیں آئے۔ یہ لوگ حضور کا جواب سنکر قریش کے پاس گئے۔ اور کہا اے گروہ قریش تم ناحق محمد کے واسطے جنگ کی تیاری میں جلدی کر رہے ہو۔ حالانکہ محمد جنگ کے واسطے نہیں آئے۔ وہ تو صرف زیارت کے واسطے آئے ہیں۔ قریش نے ان لوگوں کی بات کا یقین نہ کیا اور کہا کہ ان سے ایسا کبھی نہ ہو گا۔ کہ محمد زیارت کا دھوکہ دیکر ہمارے شہر کو فتح کر لیں اور پھر تمام عرب میں ہماری اس بیوقوفی اور دھوکا میں آجانے کا چرچا پھیلے۔

راوی کہتا ہے۔ بنی خزاعہ کے مسلمان اور مشرک سب حضور کے خیر خواہ تھے مکہ کی کوئی بات آپ سے پوشیدہ نہ رکھتے تھے۔ پھر مشرکوں نے حضور کی خدمت میں مکرز بن حفص بن اخیف عامری کو بھیجا جس وقت حضور نے اس کو آتے ہوئے دیکھا فرمایا یہ شخص عذر کرنے والا ہے جب یہ حضور کے پاس پہنچا اس سے حضور نے یہی فرمایا کہ ہم زیارت کو آئے ہیں جیسا کہ بدیل سے فرمایا تھا۔ اس نے قریش سے آن کر یہی بیان کیا۔ قریش نے پھر حلیس بن علقمہ یا ابن زبان کو جو مختلف قبیلوں کی فوج کا سردار تھا حضور کے پاس بھیجا یہ شخص بنی حرث بن عبد مناۃ کے قبیلہ سے تھا جب اسکو حضور نے آتے ہوئے دیکھا۔ فرمایا یہ ان لوگوں میں سے ہے جو خدا کے ماننے والے ہیں اس کو قربانی کے اونٹ دکھا دو تاکہ اسکو ہماری بات کا زیادہ اعتبار ہو جب اس نے قربانی کے اونٹ دیکھے وہیں سے قریش کے پاس الٹا چلا گیا۔ حضور کی خدمت میں بھی نہیں آیا۔ اور قریش سے جا کر سارا قصہ بیان کیا۔ قریش نے اس سے کہا تو ایک دیہاتی آدمی ہے تجھ کو ان باتوں کی کیا خبر جا تو اپنی جگہ پر بیٹھ جا۔

راوی کہتا ہے حلیس اس بات کو قریش سے سنکر بہت خفا ہوا۔ اور کہا اے قریش قسم ہے خدا کی اس بات پر ہم نے تم سے عہد نہیں کیا ہے اور نہ ہم نے قسم کھائی ہے کہ جو شخص خانہ کعبہ کی زیارت کو آئے ہم اس کو روک دیں قسم ہے خدا کی جس کے قبضہ میں حلیس کی جان ہے یا تو تم محمد کو زیارت کرنے دو۔ ورنہ میں ایک دم میں اپنے تمام لشکر کو لیکر چلا جاتا ہوں۔ قریش نے مصلحت وقت کو خیال کر کے کہا اے جناب آپ خفا نہ ہوجیے ہم خود ایسے فکر میں ہیں جس سے تم خوش ہو جاؤ گے۔

راوی کہتا ہے پھر قریش نے حضور کی خدمت میں عروہ بن مسعود ثقفی کو روانہ کیا عروہ نے کہا اے قریش میں ان لوگوں کو دیکھ چکا ہوں جن کو تم نے محمد کے پاس بھیجا۔ اور پھر ان کے ساتھ سخت کلامی کی۔ اور تم جانتے کہ تم میرے بجائے والد کے ہو اور میں تمہارے بجائے فرزند کے ہوں اور عروہ سبیعہ بنت عبد شمس کے بیٹے تھے پھر عروہ نے کہا میں نے اس ضرورت کو سن لیا ہے جو اس وقت تم کو لاحق ہے۔ اور میں نے اپنی قوم میں سے ان لوگوں کو جمع کر لیا ہے جو میری رائے سے متفق ہیں اور پھر میں خود تمہاری رفاقت کے واسطے آیا ہوں۔ قریش نے کہا بیشک تم سچ کہتے ہو اور تم ہمارے نزدیک معتبر آدمی ہو۔

پھر عروہ بن مسعود حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور سامنے بیٹھ کر عرض کیا کہ اے محمد آپ نے مختلف اقسام کے لوگوں کو جمع کر لیا ہے۔ اور پھر آپ اپنے بیضہ کی طرف آتے ہیں تاکہ اُسکے شکستہ کردیں۔ یہ قریش لوگ ہیں۔ انہوں نے بڑی بڑی تیاریاں کی ہیں اور درندوں کی کھالیں پہنی ہیں اور عہد کیا ہے کہ آپ کو مکہ میں داخل ہونے نہ دینگے۔ اور قسم ہے خدا کی وہ آپ سے بہت نزدیک ہیں کل آپ کے مقابل آجائینگے اور آپ کو بھگا دینگے حضرت ابوبکر حضور کے پس پشت بیٹھے تھے۔ انہوں نے فرمایا جا لات کی فرج کو چوس کیا ہم لوگ حضور کو چھوڑ کر بھاگ جائینگے عروہ نے عرض کیا اے محمد یہ کون شخص ہے فرمایا یہ ابن ابی قحافہ ہیں عروہ نے کہا اگر آپ کا لحاظ مجھ کو نہ ہوتا۔ تو میں اسکو بتا دیتا پھر عروہ حضور کی ڈاڑھی مبارک کو ہاتھ لگانے لگا اور حضور سے بات کرتا جاتا تھا اور مغیرہ بن شعبہ حضور کے سرہانے ہتھیار لگائے ہوئے کھڑے تھے۔ انہوں نے اُسکے ہاتھ پر جب وہ حضور کی طرف بڑھاتا مارنا شروع کیا عروہ نے کہا یہ کون شخص ہے حضور نے فرمایا یہ تیرا بھتیجا مغیرہ بن شعبہ ہے۔ عروہ نے مغیرہ کی طرف مخاطب ہوکر کہا اے احسان فراموش ابھی کل کا ذکر ہے کہ میں نے تیری بُرائی کو کس طرح مٹایا تھا ٭

راوی کہتا ہے مغیرہ نے اسلام لانے سے پہلے ثقیف میں سے تیرہ آدمیوں کو قتل کردیا تھا ثقیف اس بات پر بہت برہم ہوئے تب عروہ نے مغیرہ کی طرف سے ان تیرہ آدمیوں کا خونبہا دیکر اُس قصہ کو طے کیا

راوی کہتا ہے پس حضور نے عروہ سے بھی وہی گفتگو کی جو اور لوگوں سے کی تھی۔ اور عروہ نے دیکھا کہ جب حضور وضو کرتے ہیں۔ تو صحابہ آپ کے وضو کے پانی کی ایک بوند زمین پر نہیں گرنے دیتے۔ تبرکاً سب ہاتھوں ہاتھ لے لیتے ہیں ایسے ہی آپ کا تھوک بھی تبرک سمجھتے ہیں۔ ان باتوں کو دیکھ کر عروہ حیران ہوگیا اور قریش کے پاس جاکر کہا اے قریش میں نے کسریٰ اور قیصر اور نجاشی وغیرہ بادشاہوں کو دیکھا ہے مگر ایسی سلطنت کسی کی نہیں دیکھی جیسی محمدؐ کی دیکھی ہے۔ پس اب جو تمہاری رائے ہو اُس کو قائم کرو ٭

راوی کہتا ہے حضور نے خراش بن اُمیہ خزاعی کو اونٹ پر سوار کرکے جس کا نام ثعلب تھا۔ قریش کے پاس قاصد بنا کر بھیجا قریش نے اُس کے اونٹ کی کونچیں کاٹ دیں۔ اور اُس کو قتل کرنا چاہا مگر اور لوگوں کے منع کرنے سے اُس کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ شخص حضور کے پاس پہونچا ٭

راوی کہتا ہے قریش نے چالیس یا پچاس آدمی اس واسطے حضور کے لشکر کی طرف روانہ کئے کہ اگر حضور کے صحابیوں میں سے کوئی شخص اُنکے ہاتھ لگ جائے تو اُسکو پکڑ کر لے آئیں۔ مگر ان احمقوں نے حضور کے لشکر پر تیر اور پتھر پھینکنے شروع کئے صحابہ نے ان کو گرفتار کرکے حضور کی خدمت میں پیش کیا حضور نے معاف فرمایا اور ان کو چھوڑ دیا ٭

پھر حضور نے عمر بن خطاب کو بلایا تاکہ اُن کو مکہ میں اشرافِ قریش کی طرف روانہ فرمائیں کہ وہ حضور کو زیارت کر لینے دیں۔ عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو قریش سے اپنی جان کا خوف ہے کیونکہ وہ میری اُن سے عداوت کے حال سے واقف ہیں کہ میں جسقدر اُن پر سختی کرتا ہوں اور میری قوم بنی عدی بن کعب میں سے بھی کوئی مکہ میں نہیں ہے جو مجھ کو بچالیگا۔ میں آپ کو ایک ایسا شخص بتاتا ہوں جو قریش کے نزدیک

مجھ سے زیادہ بہتر اور عزیز تر ہے یعنے عثمان بن عفان تب حضور نے عثمان کو طلب کیا اور ابو سفیان وغیرہ اشراف قریش کے پاس بھیجا تاکہ عثمان اُن کو خبر دیدیں کہ حضور جنگ کے واسطے نہیں آئے ہیں صرف زیارت کے واسطے آئے ہیں +

راوی کہتا ہے عثمان مکہ کی طرف روانہ ہوئے - ابان بن سعید بن عاص مکہ میں داخل ہونے سے پہلے یا اس کے بعد حضرت عثمان کو ملا اور اِن کے ساتھ ہو لیا - یہاں تک کہ انہوں نے حضور کا پیغام قریش کو پہنچا دیا - ابو سفیان وغیرہ نے عثمان سے کہا کہ اگر تمہارا جی چاہے تو تم کعبہ کا طواف کر لو - عثمان نے کہا جب تک حضور طواف نہ فرمائینگے میں نہیں کر سکتا - پھر قریش نے حضرت عثمان کو روک لیا - اور مسلمانوں کو یہ خبر پہنچی - کہ حضرت عثمان شہید ہو گئے +

بیعتِ رضوان

جب حضور کو یہ خبر پہونچی کہ عثمان قتل کئے گئے - فرمایا میں ہرگز یہاں سے نہ جاؤں گا - جب تک کہ اُن کو بے بدلہ نہ لونگا - اور اُس وقت حضور نے لوگوں کو بیعت کے واسطے بلایا اور یہی بیعت بیعت رضوان ہے جو ایک درخت کے سایہ میں ہوئی -

لوگوں کا بیان یہ ہے کہ حضور نے ہم سے مرنے پر بیعت لی - اور جابر یہ کہتے ہیں کہ ہم سے مرنے پر حضور نے بیعت نہیں لی بلکہ اس بات پر بیعت لی کہ ہم جنگ سے نہ بھاگیں سب مسلمانوں نے اِس بات پر بیعت کی - سوا ایک جد بن قیس سلمی کے جابر کہتے ہیں - میں نے اُس کو دیکھا کہ اپنے اُونٹ کے پیٹ سے لگ کر چھپ گیا تھا پھر حضور کے پاس خبر آئی کہ عثمان قتل نہیں ہوئے - ابن ہشام کہتے ہیں پہلے جس شخص نے حضور کی بیعت کی وہ ابو سنان اسدی تھے +

معتبر روایت سے ثابت ہے کہ حضرت عثمان کی طرف سے حضور نے اپنے ہاتھ کو دوسرے پر رکھ کر بیعت کی +

صلح کا بیان

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر قریش نے سہیل بن عمرو عامری کو حضور کی خدمت میں روانہ کیا - اور کہا تو جا کر محمد سے اس بات پر صلح کر کہ اس سال وہ واپس چلے جائیں ورنہ تمام عرب یہ کہینگے کہ محمد نے زبردستی عمرہ کر لیا - اور قریش کچھ نہ کر سکے اور اس میں ہماری بڑی بدنامی ہوگی - سہیل بن عمرو حضور کے پاس آیا حضور نے جب اس کو آتے ہوئے دیکھا فرمایا اس کو صلح کے واسطے بھیجا ہے - پس جب سہیل حضور کی خدمت میں حاضر ہوا - بڑی لمبی چوڑی تقریر بیان کی - پھر صلح کی گفتگو ہونے لگی - جب سب باتیں طے ہو گئیں اور صرف لکھنا باقی رہ گیا حضرت عمر دوڑ کر ابوبکر کے پاس گئے - اور کہا اے ابوبکر کیا حضور رسولِ خدا نہیں ہیں - ابوبکر نے کہا بیشک ہیں - عمر نے کہا پھر کیا ہم مسلمان نہیں ہیں - ابوبکر نے کہا بیشک ہیں عمر نے کہا اور کیا وہ مشرک نہیں ہیں ابوبکر نے کہا بیشک ہیں - عمر نے کہا پھر کیا وجہ ہے کہ ہم اپنے دین میں

کمزوری اختیار کریں ابو بکر نے کہا اے عمر میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک حضور خدا کے رسول ہیں عمر نے کہا یہ گواہی میں بھی دیتا ہوں ابو بکر نے کہا پس تو جو کچھ حضور کریں تم اُسی کو بہتر سمجھو۔ پھر عمر حضور کے پاس آئے۔ اور یہی تقریر کی جو ابو بکر سے کی تھی۔ حضور نے فرمایا میں خدا کا بندہ اور اُس کا رسول ہوں۔ میں اُس کے حکم کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ اور نہ وہ مجھ کو برباد اور ضائع کرے گا ⁂

عمر کہتے ہیں۔ میں نے اُس روز کی اپنی گفتگو کے خوف سے بہت سی نمازیں پڑھیں اور بہت صدقہ دیا۔ یہاں تک کہ مجھ کو اطمینان ہو گیا کہ اب یہ اس گفتگو کا کفارہ ہو گیا ہو گا ⁂

راوی کہتا ہے پھر حضور نے حضرت علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ کو عہد نامہ لکھنے کے واسطے طلب کیا اور فرمایا لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم سہیل نے کہا میں اس کو نہیں جانتا ہوں یہ لکھو باسمک اللہم حضور نے فرمایا اچھا یہی لکھو۔ چنانچہ حضرت علی نے یہی لکھا پھر حضور نے فرمایا یہ لکھو کہ یہ وہ صلح نامہ ہے جو محمدؐ رسول خدا اور سہیل بن عمرو کے مابین طے ہوا۔ سہیل نے کہا اگر میں آپ کو رسول خدا جانتا تو آپ سے کیوں لڑتا بلکہ آپ اپنا اور اپنے والد کا نام لکھئے تب آپ نے فرمایا کہ یوں لکھو کہ یہ وہ صلح نامہ ہے جو محمدؐ بن عبداللہ اور سہیل بن عمرو کے مابین طے ہوا ہے کہ دس برس تک جنگ نہ ہو اور ایک دوسرے سے رُکے رہیں اور جو شخص قریش میں سے بغیر اجازت اپنے ولی کے محمدؐ کے پاس آئیگا۔ محمد اس کو واپس کر دینگے۔ اور اگر محمد کا کوئی شخص قریش کے پاس چلا جائیگا قریش اُس کو واپس کرینگے اور کسی کو روکنا اور قید کرنا نہ ہو گا۔ اور جو شخص یہ چاہے کہ محمد کے عہد میں داخل ہو وہ محمدؐ کے عہد میں داخل ہو جائے اور جو قریش کے عہد میں داخل ہونا چاہے وہ قریش کے عہد میں داخل ہو۔ بنی خزاعہ نے اس بات کے سنتے ہی کہا کہ ہم تو محمدؐ کے عہد میں ہیں اور بنو بکر نے کہا ہم قریش کے عہد میں ہیں۔ اور اس بات پر عہد تھا کہ اس سال حضور واپس تشریف لیجائیں اور آئندہ سال اپنے اصحاب کے ساتھ آئیں اور تلواروں کو میان میں کئے ہوئے تین روز مکہ میں رہیں اور بغیر تلواروں کے نہ رہیں ⁂

راوی کہتا ہے ہنوز یہ صلحنامہ لکھا ہی جا رہا تھا۔ کہ ابوجندل بن سہیل بن عمرو زنجیروں سے بندھے ہوئے حضور کی خدمت میں آئے۔ اور مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ پہلے تو بڑے شوق و ذوق میں حضور کے خواب کی خبر سن کر مکہ کی زیارت اور فتح کی اُمید سے آئے تھے اب جو حضور کو اس طرح صلح کر کے واپس ہوتے دیکھا۔ تو مسلمان بہت ہی افسردہ دل ہو گئے تھے۔ قریب تھا کہ اس رنج سے ہلاک ہو جائیں ⁂

سہیل بن عمرو نے جو اپنے بیٹے ابوجندل کو کھڑا دیکھا ایک طمانچہ اُن کے منہ پر مارا۔ اور حضور سے کہا اے محمد میرے تمہارے درمیان میں قضیہ اسکے آنے سے پہلے فیصل ہو چکا ہے یعنے ابوجندل کو تمہارے ساتھ جانے نہ دونگا۔ حضور نے فرمایا تو سچ کہتا ہے۔ سہیل نے ابوجندل کو کھینچ کر پیچھے کرنا چاہا تاکہ قریش میں پہونچا دے ابوجندل نے غل مچایا۔ کہ یارسول اللہ اور اے مسلمانو کیا میں کفاروں میں واپس کر دیا گیا۔ تاکہ وہ مجھ کو تکلیفیں پہنچائیں مسلمانوں کو اس بات سے بہت قلق ہوا۔ اور حضور نے فرمایا اے ابوجندل تم اور چند روز صبر کرو۔ عنقریب خدا تعالیٰ تمہارے واسطے کشادگی کر دیگا۔ میں مجبور ہوں کہ میں نے عہد کر لیا اور عہد کے خلاف نہیں کر سکتا ہوں۔ راوی کہتا ہے عمر بن خطاب اُٹھ کر ابوجندل کے پاس آئے اور کہا اے ابوجندل تم چند روز اور صبر کرو یہ لوگ مشرک ہیں۔ اور ان میں سے

ہر ایک کا خون ایسا ہے جیسا کتے کا خون۔ پھر عمر کہتے ہیں مجھ کو یہ اندیشہ ہوا۔ کہ کہیں ابو جندل اپنے باپ کو قتل نہ کر دے اور یہ فتنہ زیادہ پھیل جائے +

راوی کہتا ہے جب صلح نامہ کے لکھنے سے فارغ ہوئے اس پر چند مسلمانوں اور چند مشرکوں کی گواہیاں ہوئیں مسلمانوں میں سے یہ لوگ گواہ تھے ابو بکر صدیق عمر بن خطاب عبد الرحمن بن عوف عبد اللہ بن سہیل بن عمرو سعد بن ابی وقاص محمود بن مسلمہ مکرز بن حفص جو اس وقت تک مشرک تھا۔ اور حضرت علی جو کاتب بھی تھے +

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور مقام حل میں بیٹھے تھے۔ اور حرم میں نماز پڑھتے تھے۔ جب صلح سے آپ فارغ ہوئے تب کھڑے ہو کر آپ نے اپنے اونٹ کو قربانی کیا۔ اور خراش بن امیہ خزاعی سے سر منڈوایا۔ لوگوں نے جب حضور کو دیکھا تب تو سب نے قربانیاں کر کے سر منڈوائے۔ اور بعضوں نے فقط بال ہی کتروائے حضور نے فرمایا خدا سر منڈانے والوں پر رحم کرے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اور بال کتروانے والوں پر فرمایا سر منڈانے والوں پر خدا رحم کرے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اور بال کتروانے والوں پر فرمایا۔ اور بال کتروانے والوں پر بھی عرض کیا یا رسول اللہ حضور نے سر منڈانے والوں کے واسطے تو رحم کو ظاہر فرمایا اور کتروانے والوں کے واسطے رحم کو ظاہر کیوں نہ فرمایا۔ فرمایا اس واسطے کہ انہوں نے شک نہیں کیا +

ابن عباس کہتے ہیں کہ قربانی کے اونٹوں میں حضور ابو جہل کا اونٹ بھی مشرکوں کو جلانے کے واسطے لائے تھے اور اس اونٹ کی نکیل چاندی کی پڑی ہوئی تھی +

زہری کہتے ہیں پھر حضور مکہ سے واپس ہو کر مدینہ کو آ رہے تھے کہ جب آپ مکہ مدینہ کے درمیان میں پہنچے سورۂ فتح نازل ہوئی +

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ بے شک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرما دی۔ تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کر دے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ بیشک جن لوگوں نے تم سے بیعت کی انہوں نے خدا سے بیعت کی۔ خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے پھر جو اس بیعت کو توڑے گا۔ تو اس کا وبال اسکے اوپر ہے اور جو اس عہد کو جو خدا سے اس نے کیا ہے پورا کرے گا۔ پس عنقریب خدا اسکو اجر عظیم عنایت فرمائیگا +

پھر اللہ تعالیٰ نے ان دیہاتی لوگوں کا ذکر کیا ہے۔ جو حضور کے ساتھ نہیں آئے تھے اور حضور نے ان کو ساتھ چلنے کا حکم دیا تھا سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَآ اَمْوَالُنَا وَاَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا اے رسول عنقریب تم سے وہ دیہاتی جو جنگ میں شرکت سے پیچھے رہ گئے کہیں گے ہمارے مال اور اولاد نے ہم کو شرکت سے باز رکھا۔ پس آپ ہمارے واسطے مغفرت مانگئے۔ پھر اسکے بعد فرمایا ہے سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ

إِلَىٰ مَغَانِمَ لِتَأْخُذُوهَا ذَرُونَا نَتَّبِعْكُمْ يُرِيدُونَ أَنْ يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللَّهِ قُلْ لَنْ تَتَّبِعُونَا كَذَٰلِكُمْ قَالَ اللَّهُ مِنْ قَبْلُ عنقریب جنگ میں نہ جانے والے تم سے کہینگے جب تم مال غنیمت کو لوٹنے جاؤگے۔ کہ ہم کو منع نہ کرو تو ہم بھی تمہارے پیچھے چلیں۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ خدا کے کلام کو بدل دیں۔ کہدو تم ہرگز ہمارے ساتھ نہ چلوگے جیسا کہ خدا تعالیٰ پہلے ہی فرما چکا ہے +

پھر اسکے آگے خداوند تعالیٰ نے ایک سخت قوم پر جہاد کرنے کو فرمایا ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں یہ قوم فارس ہے۔ اور زہری کہتے ہیں۔ یہ قوم مسیلمہ کذاب اور بنو حنیفہ ہیں +

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا ۝ وَمَغَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَهَا وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝ وَعَدَكُمُ اللَّهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هَٰذِهِ وَكَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ وَلِتَكُونَ آيَةً لِلْمُؤْمِنِينَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا ۝ وَأُخْرَىٰ لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا قَدْ أَحَاطَ اللَّهُ بِهَا وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ۝ بیشک خدا مومنوں سے راضی ہوا۔ جبکہ وہ تم سے درخت کے نیچے بیعت کرتے تھے۔ پس جان لی اس نے وہ بات جو ان کے دلوں میں تھی۔ پھر ان پر اس نے چین اور اطمینان نازل کیا اور جلد فتح یعنے خیبر کی ان کو پہنچائی۔ اور اس فتح میں بہت سا مال وہ لوٹ میں حاصل کرینگے۔ اور اللہ ہے غالب حکمت والا۔ وعدہ کیا ہے خدا نے تم سے بہت سے مال غنیمت کا جس کو تم لوگے۔ پس یہ مال تم کو جلدی سے دیا۔ اور دشمنوں کی دست درازی کو تم سے دور رکھا یعنے خیبر کے لوگوں کو کسی کی مدد اور کمک نہ پہونچ سکی اور تاکہ یہ فتح اور لوٹ ایک نشانی ہو مومنوں کے واسطے اور خدا تم کو سیدھے راستہ کی ہدایت فرمائے۔ اور دوسری فتح کا اور لوٹ کا خدا نے تم سے وعدہ کیا ہے علاوہ فتح خیبر کے جس پر تمہیں اختیار نہیں یعنے تمہاری قدرت سے وہ فتوحات باہر ہیں بیشک خدا نے ان کا احاطہ کر رکھا ہے اور خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ یہ فتوحات فارس اور شام وغیرہ ممالک کی ہیں +

هُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ۝ هُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوفًا أَنْ يَبْلُغَ مَحِلَّهُ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُؤْمِنُونَ وَنِسَاءٌ مُؤْمِنَاتٌ لَمْ تَعْلَمُوهُمْ أَنْ تَطَئُوهُمْ فَتُصِيبَكُمْ مِنْهُمْ مَعَرَّةٌ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۝ خدا کی وہی ذات ہے جس نے مکہ کے میدان میں تم کو مشرکوں پر غالب کرنے کے بعد ان کی دست درازی کو تم سے روکا اور تمہاری دست درازی کو ان سے روکا اور ہے خدا تمہارے اعمال کا دیکھنے والا۔ یہ مشرکین وہی لوگ ہیں جنہوں نے خدا کے ساتھ کفر کیا اور تم کو مسجد حرام میں جانے سے روکا اور قربانی کو اس کے مقام پر ذبح نہ ہونے دیا۔ اور اگر مکہ میں مسلمان مرد اور عورتیں جو ستر کی تعداد میں تھے نہ ہوتے اور تم ان کو نہ جانتے تھے کہ وہ پوشیدہ مسلمان ہیں اگر تم لڑتے تو وہ لوگ مارے جاتے پھر تم کو ان کے قتل کے سبب سے غم پہنچتا بسبب بے خبری کے۔ إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا ۝

جبکہ کافروں نے اپنے دلوں میں جاہلیت اور احمق پنے کی غیرت بھر رکھی تھی۔ پس خدا نے اپنا چین اور آرام اپنے رسول اور مومنوں پر نازل کیا اور قائم رکھا خدا نے مسلمانوں کو پرہیز اور ادب کی بات پر اور مسلمان اس بات کے بڑے حقدار اور اہل ہیں۔

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ۔ یعنے بیشک خدا نے اپنے رسول کے خواب کو حق کے ساتھ سچا کیا۔ کہ تم ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور مسجد حرام میں امن کے ساتھ سر منڈائے اور بال کتروائے بیخوفی اور اطمینان کے ساتھ داخل ہو گے۔ پس خدا وہ بات جانتا ہے جو تم نہیں جانتے ہو یعنے حضور کا خواب میں دیکھنا کہ ہم امن کیساتھ مسجد حرام میں گئے ہیں۔ پس خدا نے تمہارے واسطے اسکے علاوہ قریب فتح رکھی ہے۔

زہری کہتے ہیں حدیبیہ کی صلح سے بڑھ کر اس سے پہلے اسلام میں کوئی فتح نہیں ہوئی۔ کیونکہ جنگ موقوف ہوگئی تھی اور لوگ گفتگو اور مباحثہ میں مشغول ہوئے تھے۔ پس جس میں کچھ بھی عقل کا حصہ تھا وہ اسلام قبول کرلیتا تھا۔ زہری کے اس قول کی دلیل یہ بات ہے کہ جب حضور حدیبیہ میں آئے ہیں تو آپ کے ساتھ چودہ سو آدمی تھے جیسا کہ جابر نے بیان کیا ہے اور اسکے دو ہی برس کے بعد جب آپ فتح مکہ کے واسطے آئے ہیں تب آپ کے ساتھ دس ہزار آدمی تھے۔

حدیبیہ کی صلح کے بعد اُن غریب مسلمانوں کا حال جو قریش کی قید میں گرفتار تھے

جب حضور اس صلح سے فارغ ہو کر مدینہ میں رونق افروز ہوئے ابوبصیر بن اسید بن جاریہ جو مکہ میں قید تھے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ازہر بن عبد عوف بن عبد الحرث بن زہرہ اور اخنس بن شریق بن عمرو بن وہب ثقفی نے ان کی بابت حضور کو خط لکھا اور بنی عامر بن لوئی میں سے ایک شخص کو یہ خط دیکر ابوبصیر کے لانیکے واسطے حضور کی خدمت میں روانہ کیا۔ اور ایک اپنا غلام بھی اسکے ساتھ کیا۔ یہ دونوں شخص ازہر اور اخنس کا خط لیکر حضور کیخدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نے ابوبصیر سے فرمایا کہ اے ابوبصیر ہم نے ان لوگوں سے عہد کرلیا ہے جو تم کو معلوم ہے ہم اس کا خلاف نہیں کرسکتے اور خدا تمہارے اور تمہارے غریب ساتھیوں کے واسطے ضرور کشادگی پیدا کرنے والا ہے تم اپنی قوم کے پاس چلے جاؤ۔ ابوبصیر نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ مجھ کو مشرکین کی طرف واپس کرتے ہیں جو میرے دین سے مجھ کو فتنہ میں ڈالتے ہیں۔ حضور نے پھر فرمایا اے ابوبصیر تم چلے جاؤ عنقریب خدا تمہارے واسطے کشادگی اور مخرج پیدا کریگا۔ ابوبصیر یہ سنکر ان دونوں کیساتھ مکہ کو روانہ ہوئے یہانتک کہ جب مقام ذی الحلیفہ میں پہونچے ابوبصیر ایک دیوار کے سایہ میں بیٹھ گئے۔ یہ دونوں شخص بھی بیٹھ گئے۔ ابوبصیر نے کہا اے بھائی عامری یہ تلوار تمہاری ہے۔ اس نے کہا ہاں کہا ہیں اسکو

ذرا دیکھ لوں اُس نے کہا دیکھ لو ابوبصیر نے اُس تلوار کو میان سے نکالکر دیکھا اور پھر عامری کے ایک ایسا ہاتھ لگایا
کہ سیدھا جہنم کو پہونچایا۔ غلام یہ حالت دیکھ کر ایسا بھاگا کہ سیدھا حضور کی خدمت میں آیا حضور نے جو اُسکے آتے
ہوئے دیکھا فرمایا ضرور یہ گھبرایا ہوا ہے فرمایا تجھ کو خرابی ہو کیا ہوا غلام نے کہا تمہارے ساتھی نے میرے
ساتھی کو قتل کر دیا اور اُسی وقت ابوبصیر بھی تلوار لگائے ہوئے حضور کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا یا رسول اللہ
میں نے آپ کے عہد کو پورا کر دیا۔ آپ نے مجھ کو ایسی قوم کے حوالہ کیا تھا جو ہرگز مجھ کو میرے دین پر قائم نہیں رہنے دیتے
میں نے اپنے دین کو بچا لیا۔ حضور نے فرمایا تو بڑا لڑاک اور لڑائی کی آگ کو بھڑکانے والا ہے۔ پھر فرمایا کاش
اسکے ساتھ اور آدمی ہوتے۔ پھر اسکے بعد ابوبصیر سمندر کے کنارہ پر مقام عیص میں جو ذی مروہ کے پاس ہے
جا رہے یہ راستہ قریش کے شام سے آنے جانے کا تھا۔ جب ابوبصیر کے یہاں رہنے کی خبر مکہ میں اُن مسلمانوں کو
پہونچی جو قریش کے ہاتھوں میں مجبور اور گرفتار تھے۔ اور حضور کے اِس عہد و پیمان سے جو قریش کے ساتھ
ہوا تھا مجبور اور ناامید ہو گئے تھے اب جو اُنہوں نے یہ خبر سنی اور حضور کا یہ فرمان بھی سنا کہ آپ نے ابوبصیر
کے حق میں فرمایا کہ کاش اسکے ساتھ اور آدمی ہوتے یہ لوگ نکل نکل کر ابوبصیر کے پاس پہونچنے شروع ہوئے۔
یہانتک کہ قریب ستر آدمیوں کے ابوبصیر کے پاس جمع ہو گئے۔ اور قریش کو اُنہوں نے تنگ کر مارا جو آدمی
قریش کا ان کے ہاتھ لگتا فوراً اُسکو قتل کر ڈالتے اور جو قافلہ اُدھر سے گذرتا اُسکو لوٹ لیتے ۔

جب قریش ان لوگوں سے بیحد مجبور ہوئے۔ تب اُنہوں نے حضور کو رحم اور رشتہ داری کا واسطہ
دلاکر لکھا کہ ہم کو ان لوگوں کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ آپ باشوق ان لوگوں کو اپنے پاس بلا لیجیے تب حضور نے
ان سب لوگوں کو بلا کر مدینہ میں رکھا ۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب سہیل بن عمرو کو ابوبصیر کے عامری کو قتل کرنے کی خبر پہونچی اُس نے کعبہ سے
اپنی پشت لگا کر کہا قسم ہے خدا کی جب تک اِس کا خونبہا نہ دیا جائیگا میں اپنی پشت کعبہ سے نہ ہٹاؤنگا۔ ابوسفیان
نے کہا قسم ہے خدا کی یہ تیری جہالت ہے اِس کا خونبہا نہ دیا جائیگا تین مرتبہ ابوسفیان نے یہی کہا ۔

اور انہی ایام میں اُم کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط نے حضور کی خدمت میں ہجرت کی۔ ام کلثوم کے دونوں بھائی
عمارہ اور ولید عقبہ کے بیٹے حضور کی خدمت میں اپنی بہن کے لینے کے واسطے اُسی عہد کے سبب سے آئے
مگر حضور نے ام کلثوم کے بھیجنے سے صاف انکار کر دیا ۔

ابن اسحاق کہتے ہیں ابن ابی ہنیدہ عبدالملک بن مروان کے صوبہ نے عروہ بن زبیر کے پاس ایک
خط بھیجا اور اُس میں اِس آیت کی نسبت سوال کیا تھا یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ
فَامْتَحِنُوهُنَّ اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ لَا هُنَّ
حِلٌّ لَهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ وَآتُوهُمْ مَا أَنْفَقُوا وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ
أُجُورَهُنَّ وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَاسْأَلُوا مَا أَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْأَلُوا مَا أَنْفَقُوا ذَٰلِكُمْ حُكْمُ
اللَّهِ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ اے ایمان والو جب مسلمان عورتیں ہجرت کر کے تمہارے
پاس آئیں تم اُن کے ایمان کا امتحان کرو۔ خدا ان کے ایمان کی حالت سے خوب واقف ہے۔ پس اگر تم اُن کو

مسلمان جانو تو پھر اُن کو کفاروں کی طرف واپس نہ کرو نہ یہ عورتیں کفاروں کے واسطے حلال ہیں نہ کفار ان کے واسطے حلال ہیں۔ اور جو مہر کفاروں نے ان کو دیا ہے وہ تم اُن کو دیدو اور تم پر کچھ گناہ نہیں کہ تم مہر دے کر ان عورتوں سے شادی کر لو اور کافر عورت کو تم پکڑ نہ رکھو جو کچھ تم نے اُن پر خرچ کیا ہے وہ اُن سے مانگ لو اور جو کفاروں کا خرچ ہوا ہے وہ مانگ لیں۔ یہ خدا کا فیصلہ ہے جو اُس نے تمہارے درمیان میں کیا ہے اور خدا اعلم و حکمت والا ہے۔ عروہ بن زبیر نے اسکو جواب لکھا کہ حضور نے حدیبیہ میں قریش سے اس بات پر صلح کی تھی کہ جو شخص قریش کا حضور کے پاس بلا اجازت اپنے ولی کی آئیگا حضور اُس کو قریش کے پاس واپس کردینگے مگر جب عورتیں قریش کی اسلام لا کر اور ہجرت کر کے حضور کے پاس آئیں تو حضور نے اُن کو واپس نہ کیا اور اُن کا مہر دینا اس شرط سے مقرر کیا کہ اگر مشرک اُن عورتوں کا مہر مسلمانوں کو دیدیں۔ جو مسلمانوں کی بیویاں ہیں اور مشرکوں نے ان کو قید کر رکھا ہے تب مسلمان ان عورتوں کا بھی مہر دیدینگے جو مسلمانوں کے پاس مسلمان ہو کر آئی ہیں اور مشرکوں کی بیویاں ہیں ۔

مردوں کو حضور نے واپس کر دیا تھا مگر عورتوں کو واپس نہیں کیا اور یہ حدیبیہ کی صلح نہ ہوتی تو حضور ان نو مسلم عورتوں کا مہر بھی نہ دیتے جیسے کہ اس صلح سے پہلے آنے والی عورتوں کا مہر آپ نے نہیں دیا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں میں نے امام زہری سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ اور اے مسلمانو! اگر تمہاری کچھ عورتیں مرتد ہو کر کفار کے پاس چلی گئیں۔ اور مہر ان کا کفار سے تمہارے ہاتھ نہ آیا۔ پھر تم نے کفاروں کا مال لوٹا۔ پس اس مال میں سے اُن لوگوں کو جن کی بیویاں مرتد ہو کر بھاگ گئی ہیں وہ رقم دیدو جو انہوں نے اُن پر خرچ کی تھی۔ اور اُس خدا سے تقویٰ کرو جسکے ساتھ تم ایمان لاتے ہو۔ زہری نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر مسلمان کی بیوی کفاروں میں ہو اور کفاروں کی کوئی عورت مسلمانوں کے پاس ہو جس کے سبب سے وہ بدلہ لیں۔ پس خدا فرماتا ہے کہ اُس مسلمان کو مال غنیمت میں سے وہ رقم دیدی جائے جو اُس نے اپنی بیوی پر مہر وغیرہ میں خرچ کی ہے ۔

راوی کہتا ہے جب یہ آیت نازل ہوئی یاایہا الذین امنوا اذا جاءکم المؤمنات مہاجرات کو آخر تک حضرت عمرؓ نے اپنی بیوی قریبہ بنت ابی اُمیہ بن مغیرہ کو طلاق دیدی پھر اس عورت سے معاویہ بن ابی سفیان نے شادی کی اور یہ دونوں مرد و عورت اُس وقت مشرک تھے اور مکہ میں رہتے تھے۔ اور اُم کلثوم بنت جرول سے جو بنی خزاعہ میں سے عبیداللہ بن عمرؓ کی ماں تھی۔ ابوجہم بن حذیفہ بن غانم نے شادی کی یہ دونوں بھی مشرک تھے ۔

ابن ہشام کہتے ہیں جب حضور حدیبیہ کے واقعہ کے بعد مدینہ میں آئے تو ایک شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ حضور نے تو یہ فرمایا تھا کہ ہم امن کے ساتھ کعبہ میں داخل ہونگے۔ حضور نے فرمایا کیا میں نے یہ بھی کہا تھا کہ اسی سال داخل ہونگے اُس نے کہا یہ تو آپ نے نہیں فرمایا تھا فرمایا بس یہ اُسی کے موافق ہے جو جبرئیل نے مجھ سے کہا ہے ۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حدیبیہ سے واپس آکر حضور مدینہ میں ذی الحج اور کچھ مہینہ محرم کا رہے۔ پھر محرم کے آخر دنوں میں حضور نے خیبر کے جہاد کا قصد فرمایا اور مدینہ میں نمیلہ بن عبداللہ لیثی کو حاکم مقرر کر کے حضرت علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ کو سفید نشان عنایت فرما کر آگے روانہ کیا۔

خیبر پر حضور کی لشکر کشی کا بیان

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ خیبر کے سفر میں حضور نے عامر بن اکوع سے جو سلمہ بن عمرو بن اکوع کے چچا تھے۔ فرمایا اور اکوع کا نام سنان تھا کہ اے اکوع کے بیٹے تم کوئی رجز یعنی بہادری کا شعر کہو۔

پس عامر بن اکوع نے یہ رجز کہا ؎

وَاللّٰہِ لَوْلَا اللّٰہُ مَا اھْتَدَیْنَا ۔ وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّیْنَا

اِنَّا اِذَا قَوْمٌ بَغَوْا عَلَیْنَا ۔ وَاِنْ اَرَادُوْا فِتْنَۃً اَبَیْنَا

فَاَنْزِلَنْ سَکِیْنَۃً عَلَیْنَا ۔ وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَیْنَا

قسم ہے خدا کی اگر خدا کا فضل ہم پر نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے اور نہ صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے بیشک ہم پر جب کفاروں نے بغاوت کی یا فتنہ کا ہم سے ارادہ کیا۔ ہم نے انکار کیا۔ پس تو ہم پر اپنا سکون اور اطمینان نازل فرما۔ اور اگر ہمارا کفاروں سے مقابلہ ہو تو ہم کو ثابت قدم رکھ۔

حضور نے فرمایا خدا ان پر رحمت کرے اور عمر بن خطاب نے کہا یا رسول اللہ جنت ان کے واسطے واجب ہو گئی۔ راوی کہتا ہے پھر خیبر کی جنگ میں عامر بن اکوع شہید ہوئے۔ اور ان کی شہادت اس طرح ہوئی۔ کہ خود انہیں کی تلوار جنگ میں ان کے اس زور سے لگی کہ یہ سخت زخمی ہو کر شہید ہوئے بعض مسلمانوں کو ان کی شہادت میں شک ہوا۔ اور وہ کہنے لگے کہ یہ تو اپنے ہی ہتھیار سے شہید ہوئے ہیں اور یہاں تک یہ گفتگو ہوئی کہ ان کے بھتیجے سلمہ بن عمرو بن اکوع نے حضور سے ان کی شہادت کی نسبت دریافت کیا۔ حضور نے فرمایا بیشک یہ شہید ہیں اور پھر حضور نے اور سب مسلمانوں نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھی۔ ابو معتب بن عمرو کہتے ہیں جب حضور خیبر کے پاس پہنچے صحابہ سے فرمایا اور میں بھی انہیں میں تھا کہ ٹھیرو۔ اور پھر آپ نے یہ دعا پڑھی اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَمَا اَظْلَلْنَ وَرَبَّ الْاَرْضِیْنَ وَمَا اَقْلَلْنَ وَرَبَّ الشَّیَاطِیْنِ وَمَا اَضْلَلْنَ وَرَبَّ الرِّیَاحِ وَمَا اَذْرَیْنَ فَاِنَّا نَسْئَلُکَ خَیْرَ ھٰذِہٖ الْقَرْیَۃِ وَخَیْرَ اَھْلِھَا وَخَیْرَ مَا فِیْھَا وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ اَھْلِھَا وَشَرِّ مَا فِیْھَا۔ پھر فرمایا آؤ بسم اللہ کر کے آگے بڑھو۔ راوی کہتا ہے۔ حضور جس شہر میں جاتے تھے یہی دعا پڑھتے تھے۔

لہ اے اللہ پروردگار آسمانوں کے اور ان چیزوں کے جن پر یہ سایہ فگن ہیں۔ اور پروردگار زمینوں کے اور جن کو انہوں نے اپنے اوپر جگہ دی ہے اور پروردگار شیطانوں کے اور جن کو انہوں نے گمراہ کیا اور پروردگار ہواؤں کے اور جن چیزوں کو انہوں نے پریشان کیا۔ پس ہم تجھ سے خیریت اس شہر کی اور خیریت اسکے اہل کی اور خیریت ان چیزوں کی جو اس کے اندر ہیں۔ مانگتے ہیں اور پناہ مانگتے ہیں تجھ سے اسکے شر سے اور اسکے لوگوں کے شر سے اور ان چیزوں کے شر سے جو اسکے اندر ہیں ۱۲

انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضور جس قوم پر لشکر کشی کرتے تھے صبح کے وقت اُن پر حملہ فرماتے تھے۔ اسی طرح اب جو خیبر پر لشکر کشی کی تو رات کے وقت وہاں پہونچے رات حضور نے آرام کے ساتھ بسر کی اور صبح ہوتے ہی حملہ فرمایا جس وقت خیبر کے نیچے پہونچے دیکھا کہ کاروباری لوگ اپنے اہل وغیرہ سامان زراعت کو لیکر باہر آرہے ہیں۔ اور حضور کے لشکر کو دیکھ کر وہ کہنے لگے کہ قسم ہے خدا کی محمد لشکر لیکر آگئے۔ اور پھر یہ لوگ الٹے خیبر کے اندر بھاگ گئے۔ حضور نے فرمایا اَللّٰہُ اَکْبَرُ خَرِبَتْ خَیْبَرُ اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَۃِ قَوْمٍ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِیْنَ ٭ اللہ بہت بڑا ہے خیبر خراب ہوا بیشک ہم جب کسی قوم کے میدان میں نازل ہوئے پس منذرین کا دن برا ہوا اور منذرین وہ لوگ ہیں جنکو عذاب الٰہی سے ڈرایا گیا ہے یعنے کفار ٭

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور مدینہ سے چلکر عصر میں آئے یہاں آپ کے واسطے مسجد تیار کی گئی پھر آپ مقام صہبا میں آئے پھر ایک میدان میں جسکو رجیع کہتے ہیں رونق افروز ہوئے۔ اور یہاں اُترنے کی یہ وجہ تھی کہ غطفان نے خیبر والوں کی مدد کا ارادہ کیا تھا اور اپنے شہر سے اہل خیبر کی اعانت کے واسطے حضور کے مقابل میں چلے تھے کہ پھر ان کو اپنے گھروں کی طرف سے کچھ کھٹکا معلوم ہوا۔ تب وہ حضور کو خیبر والوں کے مقابل چھوڑ کر اپنے گھروں کو الٹے چلے گئے۔ اور حضور نے خیبر کے قلعوں کو ایک ایک کر کے فتح کرنا شروع کیا چنانچہ سب سے پہلے جو قلعہ فتح ہوا اُس کا نام حصن ناعم تھا۔ اسی قلعہ کے پاس محمود بن مسلمہ شہید ہوئے کسی نے اوپر سے ان کے سر پر چکی کا پاٹ ڈال دیا تھا ٭

پھر حضور نے بنی ابی الحقیق کے قلعہ حصن القموص کو فتح کیا۔ اور اس قلعہ سے بہت سے قیدی آپ کے ہاتھ آئے جن میں اُم المومنین حضرت صفیہ بھی تھیں۔ اور پہلے یہ کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق کے پاس تھیں۔ اور ان کی دو چچازاد بہنیں بھی ان کے پاس تھیں حضور نے ان کو اپنے واسطے پسند فرمایا ٭

دحیہ بن خلیفہ کلبی نے صفیہ کو حضور سے مانگا مگر تب حضور نے صفیہ کو اپنے واسطے پسند کرلیا۔ تب دحیہ کو ان کی چچازاد دونوں بہنیں عنایت کردیں اور باقی سب قیدیوں کو مسلمانوں میں تقسیم کردیا اور مسلمانوں نے گھریلو گدھوں کے گوشت پکائے حضور نے اُن کے کھانے سے ممانعت کردی۔ چنانچہ لوگوں نے ہنڈیوں کو فوراً اوندھا دیا ٭

مکحول کہتے ہیں حضور نے اُس وقت چار باتوں سے منع فرمایا تھا ایک تو یہ کہ جو عورت قیدیوں میں سے حاملہ ہو اُسکے پاس نہ جائیں دوسرے گھریلو گدھے کا گوشت نہ کھائیں تیسرے کسی درندہ کا گوشت نہ کھائیں چوتھے مال غنیمت کے تقسیم ہونے سے پہلے اُس کو فروخت نہ کریں ٭

جابر سے روایت ہے اور جابر خیبر کی جنگ میں شریک تھے کہ جب خیبر میں حضور نے گدھوں کے گوشت کھانے سے منع فرمایا گھوڑوں کے گوشت کھانے کی اجازت دی ٭

حنش صنعانی کہتے ہیں ہم رویفع بن ثابت انصاری کے ساتھ ملک مغرب کی فتوحات میں شریک تھے پس ایک شہر ہم نے جربہ نام فتح کیا اور رویفع بن ثابت انصاری خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور کہا اے لوگو! میں تم سے وہی بات کہتا ہوں جو میں نے خاص حضور سے سنی ہے۔ اور خیبر کی جنگ میں حضور نے ہم سے

فرمائی تھی حضور خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور فرمایا کسی مسلمان کو یہ بات جائز نہیں ہے کہ اپنا پانی غیر کی کھیتی کو پلائے یعنے حاملہ عورت سے جو لونڈی پکڑی ہوئی آئی ہو صحبت کرے اور نہ مسلمان کے واسطے یہ بات جائز ہے کہ بغیر استبرا کئے لونڈی کو تصرف میں لائے اور نہ مسلمان کو یہ بات جائز ہے کہ مال غنیمت کے تقسیم ہونے سے پہلے اُس کو فروخت کرے اور نہ مسلمان کے واسطے یہ بات جائز ہے کہ مال غنیمت کے گھوڑے کو تقسیم سے پہلے اپنے کام میں لائے اور اگر کسی ضرورت سے اُس پر سوار بھی ہوا ہے تو پھر اُس کو مال غنیمت میں واپس کرے ایسا نہ کرے کہ اُس کو بیکار کرکے واپس کرے اور نہ مسلمان کو یہ چاہیئے کہ مال غنیمت کے کپڑے کو تقسیم سے پہلے پہنے اور پھر پرانا کرکے اُس کو واپس کرے +

عبادہ بن صامت کہتے ہیں ہم کو حضور نے خیبر کی جنگ میں منع فرمایا کہ ہم کچے سونے کو پکے سونے اور کچی چاندی کو پکی چاندی کے ساتھ خرید و فروخت نہ کریں بلکہ کچی چاندی کو پکے سونے اور کچے سونے کو پکی چاندی کے ساتھ خرید و فروخت کریں +

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر حضور نے قلعوں کو فتح کرنا شروع کیا۔ اور اسلم کے قبیلہ بنی سہم کے لوگ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم بہت مشقت میں پڑے ہوئے ہیں اور ہمارے پاس کچھ کھانے پینے کو نہیں ہے حضور کے پاس بھی اُس وقت کچھ نہ تھا جو اُن کو دیتے تب حضور نے دعا کی کہ اے خدا تو خوب جانتا ہے۔ جو ان لوگوں کی حالت ہے اور میرے پاس کچھ نہیں ہے جو میں ان کو دوں۔ پس تو اپنے فضل و کرم سے سب سے بڑا قلعہ ان کے ہاتھوں پر فتح کرا دے تاکہ یہ اُسکے مال غنیمت سے غنی ہو جائیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے ہاتھوں پر صعب بن معاذ کا قلعہ جو خیبر کے کل قلعوں سے زیادہ پر از مال و اسباب تھا اور غلہ وغیرہ سامان بھی اُس میں بکثرت تھا فتح کرا دیا +

راوی کہتا ہے جب حضور فتح کرتے ہوئے وطیح اور سلالم آخری دو قلعوں پر پہونچے ان کا آپ نے کچھ اوپر دس راتیں محاصرہ رکھا۔ ابن ہشام کہتے ہیں اس جنگ میں مسلمانوں کا شعار یا منصور امت امت تھا!

جابر بن عبداللہ کہتے ہیں اسی جنگ میں مرحب یہودی سامان جنگ سے آراستہ ہتھیار لگائے ہوئے اپنے قلعہ سے نکلکر میدان میں آیا اور اپنی تعریف کے اشعار پڑھنے لگا۔ حضور نے صحابہ سے فرمایا۔ اس کے مقابلے کون جوانمرد جاتا ہے محمد بن مسلمہ نے عرض کیا حضور مجھ کو اجازت دیجئے۔ کل میرا بھائی شہید ہوا ہے۔ آج میں اُس کا قصاص لیتا ہوں حضور نے فرمایا بہتر ہے جاؤ خدا تمہاری مدد و اعانت فرمائے۔ محمد بن مسلمہ اُس کافر کے مقابل گئے میدان میں ایک درخت تھا پہلے تو دونوں جوانوں نے اُسکی آڑ میں ہو کر ایک نے دوسرے پر وار کئے۔ اور سپاہ گری کے ہنر دکھلائے پھر آخر روبرو مقابلہ ہوا۔ یہودی نے محمد بن مسلمہ پر تلوار ماری۔ محمد نے سپر سے پناہ کی تلوار سپر کو کاٹ کر اُس میں پھنس گئی ہر چند یہودی نے زور کیا۔ مگر تلوار نہ نکلی۔ محمد بن مسلمہ نے ایسی ضرب لگائی کہ یہودی نے جہنم تک کہیں دم نہ لیا براہ راست اُس میں داخل ہو گیا۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مرحب یہودی کے بعد اُس کا بھائی یاسر میدان میں آیا اور پکارنے لگا کہ میرا کون مقابل ہے زبیر بن عوام قرشی حضور کے پھوپھی زاد بھائی اسکے مقابل گئے ان کی والدہ حضرت صفیہ حضور کی

کی پھوپھی نے کہا یا رسول اللہ میرا بیٹا مارا جائیگا حضور نے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ تمہارا بیٹا ماریگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ زبیر یاسر کے مقابل ہوئے اور اُس کو دم لینے کی فرصت نہ دی فوراً ہی دوزخ کو بھیج دیا ۔

عمرو بن اکوع سے روایت ہے کہ حضور نے خیبر کے ایک قلعہ کی طرف ابوبکر صدیق کو سفید نشان عنایت کر کے روانہ کیا ابوبکر نے بڑی کوشش کی اور بہت لڑے مگر قلعہ فتح نہ ہوا۔ آخر واپس آ گئے پھر حضور نے اسی قلعہ کی طرف یہی نشان دیکر عمر بن خطاب کو روانہ کیا اُنہوں نے بھی بڑی محنت اور جانفشانی کی مگر آخر ناکامیاب ہو کر واپس چلے آئے تب حضور نے فرمایا کل صبح کو میں ایسے شخص کو جھنڈا دونگا جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور اُس کے ہاتھ پر خدا قلعہ کو فتح کریگا اور وہ شخص جہاد سے بھاگنے والا نہیں ہے سلمہ کہتے ہیں پھر حضور نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور حضرت علی کی آنکھیں دُکھتی تھیں۔ پس حضور نے اپنا لب مبارک اُنکی آنکھوں پر لگایا اور نشان اُن کے ہاتھ میں دے کر فرمایا کہ خدا کی برکت کے ساتھ قلعہ پر حملہ کرو۔ خدا تمہارے ہاتھ پر اُس کو فتح کریگا۔ پس حضرت علی دوڑتے ہوئے نشان لیکر اُس قلعہ کے نیچے پہونچے اور نشان کو پتھروں کے بیچ میں کھڑا کر دیا سلمہ کہتے ہیں میں بھی حضرت علی کے پیچھے پیچھے چلا آ رہا تھا پس میں نے دیکھا کہ ایک یہودی قلعہ کے اوپر آیا اور اُس نے پوچھا تم کون ہو حضرت علی نے فرمایا میں علی بن ابیطالب ہوں۔ یہودی نے کہا قسم ہے اُس کتاب کی جو موسیٰ پر نازل ہوئی بیشک تم غالب ہو گے سلمہ کہتے ہیں پس حضرت علی کے ہاتھ پر خدا نے اُس قلعہ کو فتح کر دیا ۔

ابورافع حضور کے آزاد غلام سے روایت ہے کہتے ہیں جب حضور نے حضرت علی کو خیبر کا قلعہ فتح کرنے بھیجا ہے میں حضرت علی کے ساتھ تھا جب حضرت علی قلعہ کے پاس پہونچے مقابلہ اور مقاتلہ شروع ہوا۔ ایک یہودی نے جو حضرت علی پر وار کیا آپ کے ہاتھ سے سپر نکلکر دور جا پڑی حضرت علی نے قلعہ کے دروازہ کا کواڑ جو قریب تھا اُٹھا لیا اور اُسی سے کفاروں کے حربے مثل ڈھال کے روکتے ہوئے آگے بڑھتے یہاں تک کہ جب جنگ سے فارغ ہو گئے اور قلعہ فتح ہو گیا۔ اُس کواڑ کو آپ نے پھینک دیا ابورافع کہتے ہیں وہ کواڑ اتنا بڑا بھاری تھا کہ ہم آٹھ آدمیوں نے اُس کو پلٹنا چاہا مگر نہ پلٹ سکے ۔

ابوالیسر کعب بن عمرو سے روایت ہے کہتے ہیں ہم خیبر کی جنگ میں حضور کے ساتھ تھے اور ہم نے ایک قلعہ کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ شام کو ہم نے دیکھا کہ بکریوں کا ایک ریوڑ قلعہ میں جا رہا ہے حضور نے فرمایا کوئی ایسا شخص ہے جو ہم کو ان بکریوں کا گوشت کھلائے۔ ابوالیسر کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں جاتا ہوں فرمایا جاؤ میں بکریوں کی طرف دوڑا حضور نے جب مجھ کو دوڑتے ہوئے دیکھا فرمایا اے خدا ہم کو اس کے ساتھ نفع پہنچا۔ ابوالیسر کہتے ہیں آگے کی بکریاں تو قلعہ کے اندر پہونچ گئی تھیں پچھلی بکریوں میں سے میں نے دو بکریاں پکڑیں اور ان کو بغل میں دبا کر بھاگا اور حضور کے آگے لا کر اُن کو چھوڑ دیا۔ پھر لوگوں نے اُن کو ذبح کر کے پکایا اور کھایا ۔

راوی کہتا ہے ابوالیسر کا سب صحابہ کے بعد انتقال ہوا ہے اور جب یہ کوئی حدیث بیان کرتے تھے تو روتے تھے اور کہتے تھے اے لوگو میری عمر کے ساتھ نفع حاصل کرو۔ کیونکہ سب صحابہ کے پیچھے رہ گیا ہوں ۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب حضور نے بنی ابی الحقیق کا قلعہ قموص فتح کر لیا۔ اور بلال حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب کو اور ایک اور عورت کو لیکر حضور کی خدمت میں آئے تو راستہ میں یہود کے مقتولوں پر سے ان کا گذر ہوا۔ پس اُس عورت نے جو اپنے مقتولوں کو دیکھا چیخیں مار کر رونے لگی اور اپنے منہ پر چوب اُس نے طمانچے مارے اور سر میں خاک ڈالی جب حضور نے اُس کی یہ حالت دیکھی فرمایا اس شیطانہ کو میرے پاس سے دور لیجاؤ اور حضرت صفیہ کو اپنے پس پشت بیٹھنے کا حکم دیا اور اپنی چادر ان کو اُڑھا دی جس سے مسلمانوں نے جان لیا کہ حضور نے ان کو اپنے واسطے مخصوص فرمالیا ہے۔ راوی کہتا ہے جب حضرت صفیہ کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق کے پاس تھیں انھوں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک چاند میری گود میں آیا ہے پھر انھوں نے یہ خواب اپنے خاوند کنانہ سے بیان کیا کنانہ نے کہا اس کی تعبیر اسکے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ تو حجاز کے بادشاہ محمد کے پاس جانا چاہتی ہے اور پھر کنانہ ایک طمانچہ ان کے اس زور سے مارا کہ ان کی آنکھ کو سخت صدمہ پہنچا اور اس کا نشان بھی باقی رہا چنانچہ اُسی نشان کو دیکھ کر حضور نے صفیہ سے اُس کا سبب دریافت فرمایا۔ تب اُنھوں نے اپنے خواب کا سارا واقعہ عرض کیا ✤

خیبر کا باقی واقعہ

کنانہ بن ربیع حضور کی خدمت میں گرفتار کرکے لایا گیا اور اسی کے پاس بنی نضیر کا خزانہ تھا حضور نے اس سے خزانہ کا مقام دریافت کیا اس نے صاف انکار کیا پھر ایک یہودی نے آن کر بیان کیا کہ میں نے اس کو فلاں جگہ اکثر آتے جاتے دیکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرور وہاں خزانہ ہے حضور نے کنانہ سے فرمایا کہ اگر اس جگہ سے خزانہ نکل آیا تو ہم تجھے قتل کر دینگے۔ اس نے کہا بہتر ہے پھر حضور نے اُس مقام کو کھدوایا تو وہاں سے کچھ خزانہ نکلا باقی خزانہ کو پھر کنانہ سے دریافت کیا اس نے بتانے سے بالکل انکار کیا تب حضور نے زبیر بن عوام کو حکم فرمایا کہ اس کو تکلیف دیکر پوچھو چنانچہ زبیر نے ہر چند تکلیف دیکر بھی اس سے دریافت کیا مگر اس نے نہ بتایا تب حضور نے کنانہ کو محمد بن مسلمہ کے سپرد کیا تاکہ اپنے بھائی محمود بن مسلمہ کے عوض میں اُس کو قتل کریں چنانچہ محمد بن مسلمہ نے اس کی گردن ماردی ✤

راوی کہتا ہے حضور نے خیبر کے آخری قلعوں وطیح اور سلالم کا محاصرہ رکھا جب ان قلعوں کے لوگوں کو اپنی ہلاکت کا یقین ہوگیا تب انھوں نے حضور کو پیغام بھیجا کہ ہم یہاں سے چلے جاتے ہیں۔ آپ ہماری جان بخشی کریں حضور نے اس بات کو منظور کرلیا ✤

اور خیبر کا تمام مال اسباب حضور کے ہاتھ آیا سوا ان دو قلعوں کے جب یہ خبر فدک کے لوگوں کو پہنچی اُنھوں نے بھی حضور کو یہی پیغام بھیجا کہ ہم تمام مال پتا چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ ہماری جان بخشی ہو جائے حضور نے اس بات کو منظور کر لیا اور حضور کی طرف سے اس گفتگو کے کرنے والے محیصہ بن مسعود حارثی تھے ✤

راوی کہتا ہے جب خیبر والوں کو اس اقرار کے ساتھ جان سے امن ملا۔ تب اُنھوں نے حضور کو پیغام بھیجا کہ حضور ہم کو ہمارے باغوں اور کھیتی باڑی پر برقرار رکھیں۔ ہم نصف پیداوار حضور کو خراج میں دیا کرینگے اور نصف اپنی

محنت کا حق سمجھ کر دے لینگے۔ اور ہم کو اس کام کی بہت واقفیت ہے۔ اور زمین کو درست کرنے اور قابل زراعت بنانے میں ہم بڑے تجربہ کار ہیں۔ حضور نے اس بات کو منظور کر لیا اور یہ شرط اُن سے کر لی کہ جس وقت ہم چاہینگے تم کو زمین سے نکال دینگے۔ یہی اقرار فدک کے لوگوں سے بھی ہوا۔

راوی کہتا ہے خیبر تو کل مسلمانوں کے حصہ میں تھا اور فدک کو حضور نے خاص اپنے اخراجات کے واسطے رکھا تھا۔ کیونکہ فدک بغیر مسلمانوں کی لشکر کشی کے فتح ہوا تھا۔

راوی کہتا ہے جب حضور فتوحات سے فارغ ہوئے زینب حرث کی بیٹی اور سلام بن مشکم یہودی کی جورو نے ایک بکری کا گوشت بھون کر حضور کی خدمت میں بھیجا اور لوگوں سے دریافت کیا کہ حضور کو کونسا گوشت پسند ہے۔ لوگوں نے کہا دست کا پس اس نے دست میں بہت سا اور باقی گوشت میں بھی خوب زہر ملا کر حضور کے سامنے لا کر رکھ دیا۔ اور حضور نے اس میں سے ایک بوٹی اُٹھا کر منہ میں رکھی۔ اور اس کو چبایا مگر نگلا نہیں بلکہ اس کو تھوک دیا۔ اور بشر بن براء بن معرور بھی حضور کے پاس بیٹھے تھے۔ انہوں نے ایک بوٹی چبا کر نگل لی اور حضور نے فرمایا یہ ہڈی مجھ سے کہتی ہے کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے۔ پھر حضور نے اس عورت کو بلا کر دریافت کیا اُس نے اقرار کیا کہ ہاں میں نے زہر ملایا ہے حضور نے فرمایا تو نے یہ کام کیوں کیا عورت نے کہا اس واسطے کہ میری قوم کی جو حالت تم نے کی وہ تم جانتے ہو۔ میں نے یہ سوچا کہ اگر تم بادشاہ ہو تو میں تم کو زہر دے کر راحت پا لونگی اور اگر تم نبی ہو تب تم کو ضرور اس زہر کی خبر ہو جائیگی۔

راوی کہتا ہے حضور نے اُس عورت سے درگذر کی اور بشر بن براء نے اُس ایک نوالے کے کھانے سے انتقال کیا۔ راوی کہتا ہے جب حضور کو مرض وفات ہوا۔ اور بشر بن براء کی بہن آپ کی مزاج پرسی کو آئیں تو آپ نے فرمایا اے بشر کی بہن یہ مرض جو مجھ کو ہے میں اس میں اپنی رگوں کو اُسی نوالہ کے اثر سے منقطع دیکھتا ہوں جو میں نے خیبر میں تمہارے بھائی بشر بن براء کے ساتھ کھایا تھا۔

راوی کہتا ہے اسی سبب سے مسلمان حضور صلے اللہ علیہ وسلم میں باوجود نبوت کی بزرگی کے شہادت کی فضیلت بھی دیکھتے ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب حضور خیبر کی فتح سے فارغ ہو کر واپس ہوئے۔ تو راستہ میں آپ نے چند راتیں وادی القریٰ کے لوگوں کا محاصرہ کیا اور پھر وہاں سے مدینہ کو واپس تشریف لائے۔

ابوہریرہ کہتے ہیں جب ہم حضور کے ساتھ خیبر سے فارغ ہو کر وادی القریٰ میں آئے تو قریب غروب آفتاب ہم نے وہاں قیام کیا۔ اور حضور کا ایک غلام تھا جو رفاعہ بن زید خزاعی ثم الضبی نے حضور کی نذر کیا تھا۔ یہ غلام حضور کا کجاوا اُتھا کر رکھ رہا کہ ایک تیر کہیں سے اس غلام کے آن لگا اور معلوم نہ ہوا کہ کس نے مارا ہے غلام بیچارہ تیر کے صدمہ سے مر گیا ہم لوگ کہنے لگے واہ واہ کیا جنتی آدمی ہے حضور نے ہمارے اس کلام کو سن کر فرمایا ہرگز نہیں قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس کا شملہ آگ میں جل رہا ہے اور یہ شملہ اس غلام نے خیبر کے مال غنیمت میں سے چرایا تھا۔ حضور کی یہ بات سن کر ایک شخص آیا اور اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ جوتیوں کے دو تسمے تو میں نے بھی [illegible] سے [illegible] فرمایا۔ ان کی برابر تجھ کو

دوزخ میں جلنا ہوگا۔

عبداللہ بن مغفل مزنی کہتے ہیں خیبر کے مال غنیمت میں سے ایک کپّا جس میں چربی بھری ہوئی تھی لیکر میں اپنے ڈیرے میں آرہا تھا۔ کہ مال غنیمت کے محافظ نے مجھے دیکھ لیا۔ اور آن کر وہ کپّا مجھ سے چھیننے لگا میں نے کہا قسم ہے خدا کی یہ کپّا میں تجھ کو نہ دونگا اُس نے کہا تو اِس کو چھوڑ دے جب مال مسلمانوں میں تقسیم ہوجائیگا جب لے لیجو اسی اثنا میں حضور تشریف لائے اور ہنسکر فرمایا کہ اِس کو لیجانے دو عبداللہ کہتے ہیں میں اُس کو اپنے ڈیرے میں لایا اور میرے سب ساتھیوں نے اُس کو کھایا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں خیبر میں یا آتے ہوئے راستہ میں حضور نے صفیہ کے ساتھ شادی فرمائی اور اُم سلیم انس کی ماں نے صفیہ کو دُلہن بنایا اور رات کو حضور اُن کے ساتھ ایک خیمہ میں رہے اور ابوایوب انصاری تلوار لئے ہوئے رات بھر حضور کے خیمہ کے گرد پہرا دیا کئے۔ جب صبح کو حضور نے ان کو دیکھا۔ تو فرمایا اے ابوایوب تم نے کس واسطے تکلیف کی۔ ابوایوب نے عرض کیا یارسول اللہ مجھ کو اِس عورت سے حضور کے حق میں خوف تھا۔ کیونکہ اِس عورت کا باپ اور خاوند اور ساری قوم قتل ہوئی ہے اور یہ عورت نومسلم ہے اِس سبب سے مجھ کو اِس کی طرف سے اندیشہ تھا حضور نے ابوایوب کے حق میں دُعا فرمائی۔ کہ اے خدا جیسے ابوایوب نے رات بھر میری حفاظت کی ہے تو اِس کی ہمیشہ حفاظت فرمائیو۔

جب حضور خیبر سے واپس ہوئے تو راستہ میں ایک رات حضور نے فرمایا آج رات کو کون ایسا شخص ہے جو ہماری حفاظت کرے اور آخر رات کا وقت تھا۔ فرمایا شاید ہم سوجائیں اِس واسطے صبح کے وقت جگانے کے واسطے ایک آدمی ضرور چاہیئے۔ بلال نے عرض کیا یارسول اللہ میں جاگوں گا۔ پس حضور اور سب لوگ سو رہے۔ اور بلال نماز پڑھنے میں مشغول ہوئے اور پھر بلال مشرق کی طرف مُنہ کر کے صبح کے انتظار میں اپنی کاٹھی سے سہارا لگا کر بیٹھ گئے۔ اور نیند ان پر غالب ہوگئی۔ پھر سورج کی حرارت سے سب لوگوں کی آنکھ کھلی۔ اور سب سے پہلے حضور جاگے اور بلال سے فرمایا۔ کہ یہ تُونے کیا کیا۔ بلال نے عرض کیا یارسول اللہ جس نے آپ کو سُلایا اُسی نے مجھ کو بھی سُلادیا حضور نے فرمایا تو سچ کہتا ہے پھر حضور نے اپنے اُونٹ کو تھوڑی دُور لیجا کر بٹھایا اور وہیں وضو کیا اور سب لوگوں نے بھی وضو کیا پھر بلال نے تکبیر کہی اور حضور نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور اُس کے بعد فرمایا۔ کہ جب تم نماز کو بھول جاؤ تو پھر جس وقت یاد آئے اُسی وقت اُس کو پڑھ لو۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ۔

ابن اسحاق کہتے ہیں خیبر کو فتح کر کے حضور نے وہاں کی مُرغیاں وغیرہ ابن لقیم عبسی کو عنایت فرمائی تھیں اور خیبر کا غزوہ ماہ صفر میں ہوا تھا۔

خیبر کی جنگ میں مسلمانوں کی عورتیں بھی شریک تھیں۔ اور حضور نے مال غنیمت میں سے ان کو بھی کچھ دیا تھا۔ مگر مردوں کے ساتھ ان کا حصہ نہیں لگایا تھا۔

بنی غفار میں سے ایک عورت کا بیان ہے کہ جب حضور نے خیبر کا قصد کیا میں چند عورتوں کے ساتھ حضور کی خدمت میں آئی اور عرض کیا یارسول اللہ ہم عورتیں چاہتی ہیں۔ کہ حضور کے ساتھ جہاد میں ہم بھی چلیں

ہم زخمیوں کی تیمارداری کریں گی اور جہاں تک ہم سے ہوگا مسلمانوں کو مدد پہونچا کر ثواب کے مستحق ہوں گی حضور نے فرمایا چلو خدا تمہارے ارادہ میں برکت دے چنانچہ ہم حضور کے ساتھ روانہ ہوئیں اور حضور نے مجھ کو اپنے اونٹ پر اپنے پیچھے بٹھا لیا اور جس صبح کو حضور منزل پر اُترے اور میں بھی اونٹ پر سے اُتری تو اُس کی کاٹھی اور اپنے کپڑے پر میں نے خون کا نشان دیکھا مجھ کو بہت شرم آئی اور یہ مجھ کو پہلا حیض آیا تھا۔ جب حضور نے اُس خون کے نشان کو دیکھا تو مجھ سے فرمایا شاید تجھ کو خون آیا ہے۔ میں نے عرض کیا ہاں۔ فرمایا تو اپنے کپڑے دھو کر پانی میں تھوڑا نمک ملا کر اُس سے کاٹھی کو دھو ڈال اور پھر سوار ہو جا۔ کہتی ہیں جب خیبر فتح ہوگیا تو حضور نے ہم عورتوں کو بھی مالِ غنیمت میں سے عنایت کیا اور یہ ہار جو میرے گلے میں ہے خود حضور نے اپنے ہاتھ سے میرے گلے میں باندھا ہے میں اس کو کبھی جدا نہیں کرتی۔ راوی کہتا ہے یہ ہار آخری وقت تک اس عورت کے گلے میں رہا اور پھر اس کی وصیت کے موافق اُسکے ساتھ دفن کیا گیا اور ہمیشہ یہ عورت حیض سے پاک ہونے کے واسطے پانی میں نمک ملاتی تھیں اور وصیت کی تھی کہ میری لاش کو بھی نمک کے پانی سے غسل دینا۔

اُن مسلمانوں کے نام جو خیبر کے جہاد میں شہید ہوئے

بنی اُمیہ کے حلیفوں میں سے ربیعہ بن اکثم بن سخبرہ بن عمرو بن لکیز بن عامر بن غنم بن دودان بن اسد اور ثقف بن عمرو اور رفاعہ بن مسروح۔

اور بنی اسد بن عبد العزیٰ میں سے عبد اللہ بن ہبیب بن اہیب بن سحیم بن غیرہ یہ اصل میں بنی سعد بن لیث سے تھے مگر بنی اسد میں اس سبب سے شمار ہوئے کہ ان کے حلیف اور ان کے بھانجے تھے۔

اور انصار میں سے یہ لوگ شہید ہوئے بنی سلمہ سے بشر بن براء بن معرور حضور کے ساتھ زہریلی ہوئی بوٹی کو کھا کر شہید ہوئے اور فضیل بن نعمان۔

اور بنی زریق میں سے مسعود بن سعد بن قیس بن خلدہ بن عامر بن زریق۔

اور اوس کی شاخ بنی عبد الاشہل سے محمود بن مسلمہ بن خالد بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن حرث یہ بنی حارثہ میں سے ان کے حلیف تھے۔

اور بنی عمرو بن عوف سے ابو ضیاح بن ثابت بن نعمان بن اُمیہ بن امرئ القیس بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف اور حرث بن حاطب اور عروہ بن مرہ بن سراقہ اور اوس بن قائدہ اور انیف بن حبیب اور ثابت بن اثلہ اور طلحہ۔

اور بنی غفار سے عمارہ بن عقبہ تیر سے شہید ہوئے۔

اور بنی اسلم سے عامر بن اکوع اور اسود راعی جن کا نام اسلم تھا یہ خیبر ہی کے رہنے والے تھے اور خیبر ہی کی جنگ میں شہید ہوئے۔

زہری نے شہدائے خیبر میں ان لوگوں کو بھی ذکر کیا ہے۔ بنی زہرہ میں سے مسعود بن ربیعہ جو بنی

قارہ میں سے ان کے حلیف تھے اور بنی عمرو بن عوف سے اوس بن قتادہ شہید ہوئے ۔

اسود راعی کے اسلام اور شہادت کا واقعہ

ابن اسحاق کہتے ہیں جب حضور خیبر کے کسی قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے اسود راعی بکریاں لئے ہوئے حضور کے پاس آیا۔ اور یہ ایک یہودی کی بکریاں چرانے پر نوکر تھا۔ اور اس نے حضور سے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو مسلمان کیجئے۔ حضور نے اس کو مسلمان کیا اور حضور کسی شخص کے مسلمان کرنے میں یہ خیال نہ کرتے تھے کہ یہ ادنیٰ آدمی ہے یا اعلیٰ سب کو مسلمان کرتے تھے۔ اسود نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ان بکریوں کو کیا کروں فرمایا ان کو مار کر ہنکا دے یہ اپنے مالک کے پاس چلی جاینگی۔ اسود نے ایک مٹھی کنکر لیکر بکریوں پر مارے اور ان کو قلعہ کی طرف ہنکا دیا۔ بکریاں سیدھی قلعہ میں چلی گئیں۔ پھر اسود اسی قلعہ پر مسلمانوں کے ساتھ جہاد میں شریک ہوا۔ اور ایک پتھر قلعہ پر سے ایسا اسود کے سر پر لگا کہ اس کے صدمہ سے شہید ہو گیا۔ لوگ اس کی لاش حضور کے پاس لائے اور ایک کپڑا لاش پر ڈال دیا۔ حضور چند صحابہ کے ساتھ اس کی لاش پر آئے اور پھر آپ نے اس کی طرف سے مونھ پھیر لیا۔ ایک شخص نے عرض کیا حضور نے اس کی طرف سے مونھ کیوں پھیرا۔ فرمایا ایک حور جو اس کی بیوی ہے اس کے پاس بیٹھی ہے۔ راوی کہتا ہے اسود نے ایک نماز بھی نہ پڑھی تھی ۔

روایت ہے کہ جب شہید گرتا ہے اس کی بیوی حوروں میں سے اس کے مونھ پر خاک پونچھتی ہے اور کہتی ہے جس نے تجھ کو خاک آلود کیا ہے خدا اس کو خاک آلود کرے اور جس نے تجھ کو قتل کیا ہے خدا اس کو قتل کرے ۔

حجاج بن علاط کا بیان

جب خیبر فتح ہو گیا تو حجاج بن علاط سلمی ثم البہزی نے حضور سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مکہ میں میرا بہت سا مال ہے اور بہت مال میرا میری بیوی ام شیبہ بنت ابی طلحہ کے پاس ہے اور سوداگروں کے پاس بھی متفرق مال بہت ہے حضور مجھ کو اجازت دیں تاکہ میں اپنا مال لے آؤں۔ اور مناسب وقت جیسا چاہوں کہوں حضور نے اجازت دی اور حجاج مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب مقام ثنیۃ البیضا میں آئے۔ تو دیکھا قریش کے چند لوگ بیٹھے ہیں یہ لوگ مکہ سے نکلکر راستہ میں آنے جانے والوں سے حضور کی خبر پوچھا کرتے تھے۔ اور ان کو معلوم ہوا تھا کہ حضور نے خیبر پر لشکر کشی کی ہے اب جو انہوں نے حجاج کو آتے ہوئے دیکھا۔ کہنے لگے حجاج بن علاط آرہے ہیں۔ ان کو ضرور کچھ خبر ہوگی۔ اور حجاج کے مسلمان ہونے کی قریش کو بالکل خبر نہ تھی۔ اور قریش یہ بھی جانتے تھے کہ خیبر حجاز میں اول درجہ کا سرسبز اور آباد ملک ہے۔ اس کا فتح ہونا محمد سے دشوار ہے۔ غرض کہ حجاج سے ان لوگوں نے کہا کہ اے حجاج ہم نے سنا ہے کہ قاطع نے خیبر پر لشکر کشی کی ہے وہ یہودیوں کا نہایت آباد ملک ہے حجاج نے کہا ہاں میں نے بھی یہ خبر سنی ہے۔ اور میرے پاس ایک ایسی خبر ہے جس سے تم بہت خوش ہو گے۔ حجاج کہتے ہیں میرے اس کہنے سے سب

قاطع حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قاطع یعنی صلہ رحم کو قطع کرنیوالے کہتے تھے ۔

لوگوں نے چاروں طرف سے میرے اونٹ کو گھیر لیا اور کہا اے حجاج بتلا اس خبر کو بیان کر۔ میں نے کہا محمد کو ایسی شکست ہوئی۔ کہ کبھی تم نے سنی نہ ہو گی تمام اصحاب اُن کے قتل ہوئے اور وہ خود قید ہو گئے۔ اور یہودیوں نے کہا کہ ہم محمد کو قریش کے پاس مکہ میں بھیجینگے تاکہ قریش اپنے لوگوں کے معاوضہ میں محمد کو قتل کریں۔ حجاج کہتے ہیں یہ بات سنتے ہی وہ لوگ مکہ میں شور و غل مچاتے ہوئے داخل ہوئے اور کہتے تھے اب محمد تمہارے پاس آتے ہیں تم اُن کو قتل کرنا حجاج کہتے ہیں میں نے کہا اے قریش تم میرا مال جمع کرا دو میں بہت جلد خیبر کو جاتا ہوں تاکہ سوداگروں کے پہونچنے سے پہلے سستی قیمت پر محمد کا مال جو یہودیوں کے ہاتھ آیا ہے خرید کروں۔ پس قریش نے ایک دم میرا سارا مال جمع کر دیا۔ اور میں نے اپنی بیوی سے بھی یہی کہا کہ میں خیبر میں جا کر مال خریدوں گا۔ تو سب مال مجھ کو دیدے اُس نے بھی سب مال دیدیا پھر یہ خبر حضرت عباس کو ہوئی وہ میرے پاس میرے خیمہ میں جو تاجرانہ وضع کا تھا آن کر کھڑے ہوئے اور مجھ سے کہا اے حجاج یہ تو نے کیا خبر بیان کی ہے۔ میں نے کہا اس وقت تو تم مجھ کو مال اکٹھا کرنے دو جس وقت میں چلنے لگوں گا۔ اُس وقت خلوت میں مجھ سے ملنا چنانچہ جب میں رخصت ہونے لگا۔ تو عباس میرے پاس آئے میں نے کہا اے عباس جو بات میں تم سے کہوں تین دن تک تم اُس کو ہرگز کسی سے ظاہر نہ کرنا اور بعد اسکے تم کو اختیار ہے شوق سے کہدینا میں تمہارے بھتیجے یعنے حضور کو خیبر کے بادشاہ کی بیٹی صفیہ سے شادی کرتے ہوئے چھوڑ کر آیا ہوں۔ تمام خیبر اُنہوں نے فتح کر لیا عباس نے کہا اے حجاج یہ تو کیا کہتا ہے میں نے کہا قسم ہے خدا کی میں سچ کہتا ہوں۔ اور میں مسلمان ہو گیا ہوں یہ حیلہ میں نے فقط اپنا مال جلد وصول کرنے کے واسطے کیا تھا تم ہرگز تین دن کے اندر اس بات کو ظاہر نہ کرنا۔ ورنہ یہ قریش کے لوگ میرا پیچھا کرینگے اور تین دن کے بعد میں دور نکل جاؤنگا۔ پھر تم شوق سے کہدینا ۔

راوی کہتا ہے جب حجاج کو مکہ سے گئے ہوئے تین روز گذر گئے۔ حضرت عباس نے اپنا حلہ پہنا اور عصا ہاتھ میں لیکر کعبہ میں آئے۔ اور طواف کرنے لگے۔ قریش نے جو اس شان سے اُن کو دیکھا کہا اے ابوالفضل (حضرت عباس کی کنیت ہے) یہ تو جنگ کا سامان ہے حضرت عباس نے فرمایا اُس خدا کی قسم ہے جس کی تم قسم کھاتے ہو کہ محمد نے خیبر کو فتح کر لیا۔ اور وہاں کے تمام مال و اسباب پر قابض ہو گئے۔ اور خیبر کے بادشاہ کی بیٹی کو اپنے تصرف میں لائے۔ اسی خوشی میں میں نے یہ لباس آج پہنا ہے قریش نے کہا یہ خبر تم کو کس نے دی حضرت عباس نے کہا اُسی شخص نے جس نے تم سے وہ خبر بیان کی تھی وہ مسلمان ہو گیا ہے اور اس حیلہ سے وہ تم سے اپنا مال لینے آیا تھا۔ اور اب وہ محمد سے جا ملا ہے۔ قریش یہ بات سنکر بہت خفا ہوئے اور حجاج کی نسبت کہنے لگے کہ دشمنِ خدا اس طرح ہمارے پاس سے بھاگ گیا۔ اگر ہم کو اُسی وقت خبر ہوتی۔ تو ہم اُسکو ضرور اچھی طرح سے مزہ چکھاتے۔ پھر اسکے بعد اور لوگوں سے بھی قریش کو خیبر کے فتح ہونے کی خبر معلوم ہوئی ۔

خیبر کے مال غنیمت کی تقسیم کا بیان

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور نے مال غنیمت میں سے خمس خدا و رسول اور ذوی القربیٰ اور یتیموں اور مسکینوں

کے حصہ کا نکالا اور اسی میں حضور کی ازواج کا خرچ تھا۔ اور ان لوگوں کو بھی حضور نے اس میں سے عنایت کیا۔ جنہوں نے اہل فدک سے صلح کرائی تھی اور انہیں لوگوں میں سے ایک محیصہ بن مسعود تھے ان کو حضور نے تیس[1] وسق کھجوریں عنایت کیں اور باقی مال غنیمت اُن مسلمانوں پر تقسیم کیا جو حدیبیہ کے واقعہ میں حضور کے ساتھ تھے چنانچہ سب لوگ جو حدیبیہ میں تھے خیبر کی جنگ میں بھی تھے۔ سوا ایک جابر بن عبداللہ کے کہ یہ خیبر کی جنگ میں شریک نہ تھے مگر حضور نے ان کا بھی حصہ لگایا۔

راوی کہتا ہے خیبر کی جنگ میں چودہ سو آدمی تھے اور دو سو گھوڑے پس حضور نے کل مال کے اٹھارہ سو حصہ کئے چودہ سو حصے آدمیوں کے اور چار سو حصے دو سو گھوڑوں کے اور سو سو آدمیوں کا ایک حصہ قرار دے کر اٹھارہ حصے کل مال کے کر دئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں خیبر کی جنگ میں عربی گھوڑے کو حضور نے عربی اور ہجین[2] گھوڑے کو ہجین ٹھیرایا تھا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت علی اور زبیر بن عوام اور طلحہ بن عبیداللہ اور عمر بن خطاب اور عبدالرحمن بن عوف اور عاصم بن عدی اور اسید بن حضیر ایک حصہ میں شریک تھے۔

اور ایک حصہ بنی حرث بن خزرج کا اور ایک حصہ ناعم کا اور ایک حصہ بنی بیاضہ کا اور ایک حصہ .... بنی عبید کا اور ایک حصہ بنی حرام کا جو بنی سلمہ میں سے تھے اور ایک حصہ عبید بن اوس اوسی کا اُنہوں نے یہ حصہ خرید لیا تھا۔ اور ایک حصہ بنی ساعدہ کا اور ایک حصہ بنی غفار اور اسلم کا اور ایک حصہ بنی نجار کا اور ایک حصہ بنی حارثہ کا اور ایک حصہ اوس کا تھا۔ پس سب سے پہلے جو حصہ خیبر سے نکالا گیا وہ خیبر وادی خاص سے زبیر بن عوام کا حصہ تھا اور اسی وادی کو نطاۃ بھی کہتے ہیں۔ اس میں کل پانچ حصے تھے اور اس کے پاس دوسرا وادی سریر نام تھا اور شق بھی اُس کے کہتے تھے اُس میں تیرہ حصے تھے کل اٹھارہ ہوئے۔ اور ہر حصہ میں سو آدمی شریک تھے۔ چنانچہ نطاۃ میں سے زبیر کا حصہ نکال کر دوسرا حصہ بنی بیاضہ کا اور تیسرا بنی اسید کا اور چوتھا بنی حرث بن خزرج کا اور پانچواں ناعم بنی عوف بن خزرج اور مزینہ وغیرہ کا نکالا گیا۔

پھر شق میں سے پہلا حصہ عاصم بن عدی کا نکالا۔ اور انہیں کے ساتھ حضور کا بھی حصہ تھا پھر عبدالرحمن بن عوف کا پھر بنی ساعدہ کا پھر بنی نجار کا پھر حضرت علی کا پھر طلحہ بن عبیداللہ کا پھر بنی غفار اور اسلم کا پھر عمر بن خطاب کا پھر بنی عبید کا پھر بنی حرام کا پھر بنی حارثہ کا پھر عبید کا۔ پھر اوس کا پھر لفیف کا حصہ نکالا۔ اُس میں جہینہ اور مختلف قبائل عرب کے لوگ تھے۔

اور پھر حضور نے کتیبہ کو جو وادی خاص تھا اپنی ازواج اور اقرباؤں کے درمیان میں تقسیم فرمایا۔ اور بعض مسلمانوں کو بھی اُس میں سے عنایت کیا چنانچہ اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ کو دو سو وسق دئے۔ اور حضرت علی کو ایک سو وسق اور اُسامہ بن زید کو دو سو وسق اور پچاس وسق کھجوریں اور حضرت ام المومنین عائشہ کو دو سو وسق

---

[1] وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے۔ اور ایک صاع ساڑھے تین سیر کا ۱۲

[2] ہجین وہ گھوڑا ہے۔ جو عمدہ نسل کا نہ ہو ۱۲

اور حضرت ابوبکر کو سو وسق اور عقیل بن ابی طالب کو ایک سو چالیس وسق اور اولاد جعفر بن ابیطالب کو پچاس وسق اور ربیعہ بن حرث کو سو وسق اور صلت بن مخرمہ کو مع اُن کے دونوں بیٹوں کے سو وسق اس طرح کہ صلت کے چالیس اور ابی بنقہ کے پچاس اور قیس بن مخرمہ کے تیس وسق اور رکانہ بن عبد یزید کو پچاس وسق اور عبیدہ بن حرث کی بیٹیوں اور اُن کے بیٹے حصین بن حرث کو سو وسق اور بنی عبید بن عبد یزید کو ساٹھ وسق اور اوس بن مخرمہ کے بیٹے کو تیس وسق اور مسطح بن اثاثہ اور الیاس کے بیٹے کو پچاس وسق اور اُم رمیثہ کو چالیس وسق اور نعیم بن ہند کو تیس وسق اور بحینہ بنت حرث کو تیس وسق اور عجیر بن عبد یزید کو تیس وسق اور اُم حکم کو تیس وسق اور جمانہ بنت ابی طالب کو تیس وسق اور ابن ارقم کو پچاس وسق اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو چالیس وسق اور حمنہ بنت جحش کو تیس وسق اور زبیر کی ماں کو چالیس وسق اور ابن ابی خنیس کو تیس وسق اور اُم طالب کو چالیس وسق اور ابی نضرہ کو بیس وسق اور نمیلہ کلبی کو پچاس وسق اور عبداللہ بن وہب کو مع اُن کے دونوں بیٹوں کے نوّے وسق جن میں سے بیٹوں کے چالیس تھے اور ام حبیب بنت جحش کو تیس وسق اور ملکز بن عبدہ کو تیس وسق اور اپنی کل ازواج کو نو سو وسق عنایت فرمائے۔

ابن ہشام کہتے ہیں یہ وسق گیہوں اور جو اور کھجور وغیرہ کے تھے جو ہر شخص کو اُس کی ضرورت کے موافق ان اجناس سے دیئے گئے اور چونکہ بنی عبدالمطلب زیادہ ضرورتمند تھے اس سبب سے حضور نے اُن کو زیادہ حصّہ عنایت کیا یعنی بنی عبدالمطلب کو ایک کو سو اسّی وسق دیئے اور حضرت فاطمہ کو پچاسی وسق اور اُسامہ بن زید کو چالیس وسق اور مقداد بن اسود کو پندرہ وسق اور اُم رمیثہ کو پانچ وسق عنایت کیے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور نے اپنی وفات کے وقت چھ باتوں کی وصیت فرمائی تھی ایک تو رہاویین کو خیبر سے سو وسق دیئے جائیں اور داریین کو اور سبائین کو سو وسق دیئے جائیں اور اشعریین کو سو وسق دیئے جائیں اور اُسامہ بن زید کا لشکر بھیجا جائے اور ملک عرب میں دو دین نہ چھوڑے جائیں۔

فدک کا بیان

جب حضور خیبر کی جنگ سے فارغ ہوئے اہل فدک کے دل میں بھی خدا نے حضور کا رعب ڈال دیا اور اُنہوں نے اپنا ایلچی حضور کی خدمت میں بھیجا تاکہ حضور نصف پیداوار پر اُن سے صلح کر لیں۔ حضور نے منظور فرما لیا اور حضور اس وقت خیبر میں یا خیبر اور مدینہ کے درمیان میں یا مدینہ میں واپس آ گئے تھے۔ اور چونکہ فدک بغیر جنگ اور لشکر کشی کے فتح ہوا۔ اس سبب سے یہ خاص حضور کا مال تھا۔

اُن داری لوگوں کے نام جن کے واسطے حضور نے وصیت فرمائی تھی

یہ لوگ بنی دار بن ہانی بن حبیب بن نمارہ بن لخم کی اولاد سے ہیں اور حضور کی خدمت میں ملک شام سے آئے تھے۔ تمیم بن اوس۔ نعیم بن اوس۔ یزید بن قیس۔ عرفہ بن مالک ان کا نام حضور نے عبدالرحمٰن رکھا تھا۔ مروان بن مالک عرفہ کے بھائی۔ فاکہہ بن نعمان۔ جبلہ بن مالک۔ ابو ہند بن برّ اور ان کے بھائی طیب بن برّ ان کا نام حضور نے

رکھا تھا۔

راوی کہتا ہے حضور نے عبداللہ بن رواحہ کو اہل خیبر کے پاس بھیجا اور انہوں نے کھیتوں اور پھلوں کا اندازہ کیا۔ یہود نے کہا تم نے اندازہ میں ہم پر زیادتی کی ہے عبداللہ نے کہا تم چاہو تم بڑھتی لے لو۔ اور تم چاہو تو ہم کو دیدو یہود نے کہا اسی بات سے آسمان و زمین قائم ہیں۔ عبداللہ بن رواحہ نے ایک ہی سال اندازہ کیا تھا کہ پھر غزوہ موتہ میں شہید ہوئے۔

عبداللہ کے بعد جبار بن صخر بن امیہ بن خنسا سلمی ہر فصل پر خیبر میں جا کر اندازہ کیا کرتے تھے۔ یہود اسی طرح ایک مدت عہد پر قائم رہے اور مسلمان ان کی طرف سے مطمئن ہو گئے پھر انہوں نے حضور ہی کے زمانہ میں عبداللہ بن سہل حارثی کو شہید کر دیا۔ اور مسلمانوں نے اس قتل کا ان پر دعویٰ کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں عبداللہ بن سہل اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ کھجوریں دیکھنے خیبر میں گئے تھے پھر ساتھیوں سے الگ ہو گئے اور ان کی لاش ایک نالہ میں سے پڑی ہوئی ملی۔ راوی کہتا ہے یہود نے ان کو شہید کر کے لاش کو نالہ میں غائب کر دیا تھا۔ پھر ان کے ساتھی حضور کی خدمت میں آئے اور یہ واقعہ عرض کیا اور یہ خبر سن کر عبدالرحمٰن بن سہل عبداللہ بن سہل کے بھائی اور ان کے چچا زاد دونوں بھائی حویصہ اور محیصہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عبدالرحمٰن ان سب میں نو عمر تھے اور خون کے حقدار بھی یہی تھے انہوں نے حضور سے گفتگو کرنی چاہی حضور نے فرمایا بڑے بڑے کو تب محیصہ اور حویصہ نے گفتگو کی حضور نے فرمایا اگر تم اپنے قاتل کا نام بتلاؤ اور پھر اس پر پچاس قسمیں تم کھاؤ تو ہم اس کو تمہارے سپرد کر دیں۔ انہوں نے عرض کیا ہم کو قاتل کی کیا خبر اور پھر ہم قسم کیا کھائیں۔ فرمایا اچھا تم یہودیوں سے پچاس قسمیں لے لو اور جب وہ قسم کھا لینگے کہ ہم نے قتل نہیں کیا ہے تب وہ بری ہو جائینگے حویصہ وغیرہ نے عرض کیا حضور ہم کو ان کی قسموں کا کیا اعتبار یہ کفر کرتے ہیں پھر جھوٹی قسم کے کھانے میں ان کو کیا تامل ہوگا۔

راوی کہتا ہے پھر حضور نے عبدالرحمٰن کو اس کے بھائی عبداللہ کا خونبہا یعنے سو اونٹ اپنے پاس سے عنایت کئے۔

سہل بن ابی حثمہ کہتے ہیں مجھ کو خوب یاد ہے کہ ان اونٹوں میں ایک سرخ اونٹنی تھی۔ جب میں اس کو گھیر رہا تھا تو اس نے مجھ کو مارا تھا۔

محمد بن ابراہیم کہتے ہیں سہل بن ابی حثمہ کو اس واقعہ کا مجھ سے زیادہ علم نہیں ہے مگر وہ اس وقت عمر میں مجھ سے بڑے تھے حضور نے حویصہ وغیرہ سے قسم کھانے کو نہیں فرمایا تھا کیونکہ حضور ایسے نہیں تھے کہ بغیر علم والے کو قسم دلاتے ولیکن حضور نے خیبر میں یہودیوں کو لکھا تھا کہ تمہارے مکانوں کے درمیان میں ہمارا ایک آدمی مقتول پایا گیا ہے اس کا خونبہا تم ادا کرو۔ یہودیوں نے جواب میں قسم کھا کر لکھا کہ ہم کو نہیں معلوم کس نے اس شخص کو قتل کیا ہے تب حضور نے اپنے پاس سے خونبہا ادا کیا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ حضور نے یہودیوں کو یہ لکھا تھا کہ یا تو خونبہا ادا کرو اور یا جنگ کے واسطے تیار ہو جاؤ۔

ابن اسحاق کہتے ہیں میں نے ابن شہاب زہری سے دریافت کیا کہ حضور نے خیبر کے باغات اور کھجوریں

کس شرط پر یہودیوں کو عنایت کی تھیں زہری نے کہا خیبر کو فتح کر کے حضور نے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ اور جو لوگ اپنا مال و اسباب چھوڑ کر جلا وطنی پر آمادہ ہوئے حضور نے ان سے فرمایا اگر تم کو ہم تمہارے باغوں اور مالوں پر قائم رکھیں اور پیداوار نصف تمہاری اور نصف ہماری ہو تو تمہیں منظور ہے یا نہیں یہود نے عرض کیا ہمیں منظور ہے اور حضور نے یہ بھی شرط کر لی کہ جب ہم چاہینگے تم کو یہاں سے نکال دینگے یہود نے منظور کیا۔ تب حضور نے فصل پر عبداللہ بن رواحہ کو پھلوں کا اندازہ کرنے بھیجا اور جب وہ پھل وغیرہ حضور کی خدمت میں آئے حضور نے ان کو تقسیم فرمایا پھر جب حضور کی وفات ہو گئی حضرت ابوبکر نے بھی یہود سے یہی معاملہ رکھا۔ اور ابوبکر کے بعد عمر نے ابتداء خلافت میں یہی معاملہ رکھا پھر اُن کو معلوم ہوا۔ کہ حضور نے اپنے مرض وفات میں فرمایا تھا کہ دو دین ملک عرب میں نہ رہیں حضرت عمر نے اس حدیث کی تحقیق کی۔ اور جب ان کو ثابت ہو گئی۔ تب انہوں نے خیبر کے یہود کو لکھا کہ خدا نے تم کو جلا وطن ہونے کا حکم دیا ہے مجھ کو یہ حدیث پہونچی ہے کہ حضور نے فرمایا تھا۔ ملک عرب میں دو دین نہ چھوڑے جائیں۔ پس جس یہودی کے پاس حضور کا کوئی عہد ہو وہ اسکو لے کر میرے پاس آئے اور جس کے پاس کوئی عہد نہ ہو وہ بہت جلد شہر بدر ہونے کا سامان کرے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے اُن سب یہودیوں کو جن کے پاس کوئی عہد نہ تھا خیبر سے نکال دیا۔

عبداللہ بن عمر کہتے ہیں۔ میں اور مقداد بن اسود اور زبیر ہم تینوں خیبر میں اپنا مال دیکھنے گئے۔ اور مال کے دیکھنے میں ہم تینوں متفرق ہو گئے رات کا وقت تھا اور میں اپنے بچھونے پر سوتا تھا کہ ایک شخص نے مجھ پر حملہ کیا اور اس کی ضرب سے میرا ہاتھ کہنی کے جوڑ پر سے اُتر گیا۔ جب صبح ہوئی تو میرے دونوں ساتھی میرے پاس آئے۔ اور میرے ہاتھ کو دیکھ کر انہوں نے پوچھا کہ یہ کس نے تم کو مارا میں نے کہا مجھے خبر نہیں ان ساتھیوں نے میرے ہاتھ کو باندھ کر درست کیا۔ پھر ہم حضرت عمر کے پاس گئے اور سارا قصہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا یہ یہودیوں کی شرارت ہے پھر کھڑے ہو کر انہوں نے خطبہ پڑھا اور فرمایا اے لوگو حضور نے یہودیوں کو اس شرط سے خیبر میں رکھا تھا کہ جب ہم چاہینگے اُن کو نکال دینگے اب یہود نے عبداللہ بن عمر پر زیادتی کی اور اس کے ہاتھ کو زخمی کیا جیسا کہ تم دیکھتے اور اس سے پہلے مظہر انصاری کو بھی انہوں ہی نے شہید کیا تھا۔ ہم کو اس میں کچھ شک نہیں رہا پس اب میں ان کو خیبر سے نکالنا چاہتا ہوں۔ تم میں سے جن جن لوگوں کا مال وہاں ہے وہ اپنے مال کو جا کر سنبھال لیں۔ کیونکہ اب یہاں ہمارا بجز ان یہود کے اور کوئی دشمن نہیں ہے۔ پھر حضرت عمر نے ان کو نکال دیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب حضرت عمر نے یہود کو خیبر سے نکالا تو خود انصار اور مہاجرین کو لیکر سوار ہوئے اور جبار بن صخر بن اُمیہ جو خیبر کی پیداوار کا اندازہ کرنے جایا کرتے تھے اور یزید بن ثابت کو بھی ساتھ لیا۔ اور ان دونوں شخصوں نے اُسی تقسیم کے موافق جو پہلے سے تھی ہر ایک کا حصہ علیحدہ کر دیا۔

اور وادی قریٰ کو حضرت عمر نے اس طرح تقسیم کیا۔ کہ ایک حصہ حضرت عثمان کا اور ایک حصہ عبدالرحمٰن بن عوف کا اور ایک حصہ عمر بن ابی سلمہ کا اور ایک حصہ عامر بن ابی کا اور ایک حصہ عمرو بن سراقہ کا اور ایک حصہ اور ایک حصہ اولاد جعفر کا اور ایک حصہ معیقیب کا اور ایک حصہ عبداللہ بن ارقم کا اور ایک حصہ عبداللہ کا

اور ایک حصہ عبید اللہ کا اور ایک حصہ عبد اللہ بن جحش کے بیٹے کا اور ایک حصہ بکیر کے فرزند کا اور ایک حصہ معمر کا اور ایک حصہ زید بن ثابت کا اور ایک حصہ ابی بن کعب کا اور ایک حصہ معاذ بن عفراء کا اور ایک حصہ ابو طلحہ اور حسن کا اور ایک حصہ جبار بن صخر کا اور ایک حصہ جابر بن عبد اللہ بن رئاب کا اور ایک حصہ مالک بن صعصعہ کا اور ایک حصہ جابر بن عبد اللہ بن عمرو کا اور ایک حصہ ابن حضیر کا اور ایک حصہ سعد بن معاذ کے بیٹے کا اور ایک حصہ سلامہ بن سلامہ کا اور ایک حصہ عبد الرحمٰن بن ثابت اور ابی شریک کا اور ایک حصہ ابی عبس بن جبیر کا اور ایک حصہ محمد بن مسلمہ کا اور ایک حصہ عبادہ بن طارق کا اور بعض کہتے ہیں۔ قتادہ کا اور آدھا حصہ جبیر بن عتیک کا اور آدھا حصہ حرث بن قیس کے دونوں بیٹوں کا اور ایک حصہ ابن خزمہ اور ضحاک کا

ابن اسحاق کہتے ہیں خیبر کی جنگ اور اس کے مال غنیمت کی تقسیم کا یہی واقعہ ہم کو پہنچا تھا جو ہم نے بیان کیا ؎

حضرت جعفر بن ابی طالب اور مہاجرین حبشہ کے مدینہ میں تشریف لانیکا بیان

ابن ہشام کہتے ہیں جس دن خیبر فتح ہوئی ہے اسی روز جعفر بن ابی طالب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نے ان کو دیکھتے ہی گلے سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیکر فرمایا۔ میں نہیں جانتا ہوں کہ مجھ کو کس بات کی زیادہ خوشی ہے آیا خیبر کے فتح ہونے کی یا جعفر کے آنے کی ؎

ابن اسحاق کہتے ہیں جن صحابہ نے ملک حبش کی طرف ہجرت کی تھی۔ اور وہاں مقیم تھے حضور نے ان کے بلانے کے واسطے عمرو بن امیہ ضمری کو نجاشی بادشاہ حبش کے پاس بھیجا۔ اور نجاشی نے ان مہاجرین کو دو جہازوں میں سوار کر کے حضور کی خدمت میں روانہ کیا اور یہ لوگ اس روز حضور کی خدمت میں پہنچے جس روز آپ خیبر کی فتح سے فارغ ہوئے تھے۔ اور نہ یہ لوگ ہیں ؎

بنی ہاشم بن عبد مناف سے جعفر بن ابی طالب ان کے ساتھ ان کی بیوی اسماء بنت عمیس خثعمیہ بھی تھیں۔ اور ان کے فرزند عبد اللہ بن جعفر بھی تھے جو حبشہ ہی میں پیدا ہوئے تھے۔ حضرت جعفر جنگ موتہ مضافات ملک شام میں حضور کے لشکر کے سردار ہو کر گئے۔ اور وہیں شہید ہوئے۔ ایک شخص ؎

اور بنی عبد شمس بن عبد مناف سے خالد بن سعید بن عاص بن امیہ بن عبد شمس مع اپنی بیوی امینہ بنت خلف بن اسعد کے اور ان کے دونوں بیٹے سعید بن خالد اور امۃ بنت خالد جو حبشہ ہی میں پیدا ہوئے تھے خالد مرج الصفر کی جنگ میں جو خلافت صدیق میں ملک شام میں ہوئی تھی شہید ہوئے ؎ اور خالد کے بھائی عمرو بن سعید بن عاص مع اپنی بیوی فاطمہ بنت صفوان بن امیہ بن محرث کنانی کے ان عورت کا انتقال حبشہ میں ہوا۔ اور عمرو بن سعید حضرت صدیق کی خلافت میں اجنادین کی جنگ میں جو شام کا ایک شہر ہے شہید ہوئے۔ اور معیقیب بن ابی فاطمہ جن کو حضرت عمر نے اپنی خلافت میں بیت المال کا خزانچی بنایا تھا۔ اور ابو موسیٰ اشعری عبد اللہ بن قیس آل عتبہ بن ربیعہ کے حلیف یہ چار شخص حبشہ سے آئے ؎

اور بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قصی میں سے اسود بن نوفل بن خویلد ایک شخص۔ اور بنی عبد الدار بن قصی سے جہم بن قیس بن عبد شرحبیل مع اپنی اولاد عمرو بن جہم اور خزیمہ بنت جہم اور اپنی بیوی حرملہ بنت عبد الاسود

کے جن کا حبشہ ہی میں انتقال ہوا تھا۔ ایک شخص +

اور بنی زہرہ بن کلاب سے عامر بن ابی وقاص اور عتبہ بن مسعود ہذیلی سے ان کے حلیف۔ دو شخص +

اور بنی تیم بن مرہ بن کعب سے حرث بن خالد بن صخر مع اپنی بیوی ریطہ بنت حرث بن جبیلہ۔ کے جن کا انتقال حبشہ ہی میں ہوا۔ ایک شخص +

اور بنی جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب سے عثمان بن ربیعہ بن اہبان۔ ایک شخص

اور بنی سہم بن عمرو بن ہصیص سے محمیہ بن جزء ان کے حلیف بنی زبید سے ان کو حضور نے مال غنیمت کے خمس کا محافظ مقرر کیا تھا۔ ایک شخص۔

اور بنی عدی بن کعب بن لوئی سے معمر بن عبداللہ بن نضلہ۔ ایک شخص +

اور بنی عامر بن لوئی سے ابو حاطب بن عمرو بن عبد شمس۔ اور مالک بن ربیعہ بن قیس بن عبد شمس مع اپنی بیوی عمرہ بنت سعدی بن وقدان بن عبد شمس کے۔ دو شخص۔

اور بنی حرث بن فہر بن مالک سے حرث بن عبد قیس بن لقیط۔ ایک شخص +

اور جن مہاجرین کا ملک حبش میں انتقال ہو گیا تھا۔ ان کی عورتوں کو بھی نجاشی نے کشتیوں میں سوار کر کے ان لوگوں کے ساتھ روانہ کیا تھا۔ پس یہ سب لوگ جو اس وقت حبش سے حضور کی خدمت میں آئے سولہ آدمی تھے۔ راوی کہتا ہے اور جو مہاجرین بدر کی جنگ کے بعد حضور کی خدمت میں حبشہ سے آئے یا جنہوں نے حبشہ ہی میں انتقال کیا یا جو ان کشتیوں کے آنے کے بعد آئے ان کے نام یہ ہیں :-

بنی امیہ بن عبد شمس سے عبیداللہ بن جحش بن رئاب اسدی بنی خزیمہ میں سے بنی امیہ کے حلیف مع اپنی بیوی ام حبیبہ بنت ابی سفیان اور اپنی بیٹی حبیبہ بنت عبیداللہ کے حبشہ میں ہجرت کر کے گیا ام حبیبہ کا نام رملہ تھا۔ جب عبیداللہ حبش میں پہنچا اسلام کو چھوڑ کر نصرانی ہو گیا۔ اور اس کے بعد حضور نے اس کی بیوی ام حبیبہ سے شادی فرمائی +

عروہ سے روایت ہے کہ عبیداللہ بن جحش مسلمانوں کے ساتھ مسلمان ہو کر حبشہ میں گیا تھا۔ جب وہاں جا کر نصرانی ہو گیا تو مسلمانوں سے کہا کرتا تھا کہ ہم نے تو دیکھ لیا اور تم ابھی ڈھونڈھتے پھرتے ہو یعنے تم دین کی تلاش میں ہو اور مجھ کو دین مل گیا +

ابن اسحاق کہتے ہیں اور قیس بن عبداللہ بنی اسد بن خزیمہ میں سے ایک شخص تھا۔ اور یہ امیہ بنت قیس کا باپ تھا اور امیہ اس کی بیٹی حضرت ام حبیبہ کے ساتھ تھی اور قیس کی بیوی برکۃ بنت یسار ابو سفیان کی آزاد کی ہوئی لونڈی تھی جب عبیداللہ اور قیس حبشہ کو گئے ہیں۔ تو ان دونوں عورتوں یعنے ام حبیبہ اور امیہ کو ساتھ لے گئے تھے +

اور بنی اسد بن عبد العزیٰ سے یزید بن زمعہ بن اسود بن المطلب بن اسد یہ حنین کی جنگ میں شہید ہوئے اور عمرو بن امیہ بن حرث بن اسد۔ ان کا ملک حبش میں انتقال ہوا۔ دو شخص +

اور بنی عبد الدار بن قصی سے ابو الروم بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار۔ اور فراس بن نضر بن حرث

بن کلاہ بن علقمہ بن عبد مناف بن عبد الدار۔ دو شخص ٭

اور بنی زہرہ بن کلاب بن مرہ سے مطلب بن ازہر بن عبد عوف بن عبد الحرث بن زہرہ مع اپنی بیوی بنت ابی عوف بن صبیرہ بن سعید بن سعد بن سہم کے حبش گئے اور وہیں ان کا بیٹا عبد اللہ بن مطلب پیدا ہوا۔ اور وہیں مطلب کا انتقال ہوا کہتے ہیں اسلام میں سب سے پہلے عبد اللہ ہی اپنے باپ کا وارث ہوا ہے ایک شخص ٭

بنی تیم بن مرہ بن کعب بن لوی سے عمرو بن عثمان بن عمر بن کعب بن سعد بن تیم۔ یہ قادسیہ کی جنگ میں حضرت سعد بن ابی وقاص کے لشکر کے ساتھ شہید ہوئے۔ ایک شخص ٭

اور بنی مخزوم بن یقظہ بن مرہ بن کعب سے ہبار جن سفیان بن عبد الاسد یہ حضرت ابوبکر کی خلافت میں اجنادین کی جنگ میں شہید ہوئے۔ اور بن کے بھائی عبد اللہ بن سفیان حضرت عمر کی خلافت میں یرموک کی جنگ میں شہید ہوئے۔ اور انکی شہادت میں شک ہے کہ قتل ہوئے یا نہیں۔ اور ہشام بن ابی حذیفہ بن مغیرہ۔ تین شخص ٭

اور بنی جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب سے حاطب بن حرث بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح معہ اپنے دونوں بیٹوں حرث اور محمد اور اپنی بیوی فاطمہ بنت مجلل کے حبشہ کو گئے۔ حاطب نے تو وہیں حبشہ میں انتقال کیا اور ان کی بیوی دونوں بیٹوں کو لیکر انہیں کشتیوں میں سے ایک کشتی میں سوار ہو کر مدینہ میں آئیں اور حاطب کے بھائی خطاب بن حرث بھی اپنی بیوی فکیہہ بنت یسار کو لیکر حبشہ گئے اور وہیں انتقال کیا اور ان کی بیوی فکیہہ بنت یسار کشتی میں سوار ہو کر حضور کے پاس آئیں۔ اور سفیان بن معمر بن حبیب اور ان کے دونوں بیٹے جنادہ اور جابر اور ان کی بیوی حسنہ اور حسنہ کے ماں شریک بھائی شرجلیل بن حسنہ یہ سب حبشہ گئے۔ اور سفیان اور ان کے بیٹوں جنادہ اور جابر نے حضرت عمر کی خلافت میں انتقال کیا۔ چھ شخص ٭

اور بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب سے عبد اللہ بن حرث بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم شاعر۔ ان کا حبش میں انتقال ہوا۔ اور قیس بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم۔ اور ابوقیس بن حرث بن قیس بن عدی یہ حضرت ابوبکر کی خلافت میں یمامہ کی جنگ میں شہید ہوئے۔ اور عبد اللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم انہیں کو حضور نے ایلچی بنا کر کسریٰ بادشاہ ایران کے پاس بھیجا تھا۔ اور حرث بن حرث بن قیس بن عدی اور شر بن قیس بن حرث بن عدی اور ان کے ماں شریک بھائی سعید بن عمرو جو جناوین کی جنگ میں شہید ہوئے۔ اور سعد بن حرث بن قیس جو یرموک میں شہید ہوئے۔ اور سائب بن حرث بن قیس جو حضور کے ساتھ طائف کی جنگ میں زخمی ہوئے اور حضرت عمر کی خلافت میں جنگ فحل میں شہید ہوئے اور بعض کہتے ہیں سیبر میں شہید ہوئے۔ گیارہ شخص ٭

اور بنی عدی بن کعب بن لوی سے عروہ بن عبد العزیٰ بن حرثان بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب حبشہ میں فوت ہوئے۔ اور عدی نضلہ بن عبد العزیٰ بن حرثان حبشہ میں فوت ہوئے وہ شخص عدی کے ساتھ ان کا بیٹا نعمان بن عدی بھی تھا۔ مہاجرین کے ساتھ مدینہ میں آگیا۔ اور حضرت عمر نے اس کو علاقہ

بصرہ میں شہر میسان کا حاکم بنایا تھا یہ ایک شاعر شخص تھا اس نے چند اشعار کہے اور ان میں شراب اور معشوق کی تعریف کی جیسے کہ شاعروں کا دستور ہے وہ اشعار حضرت عمر نے بھی سُنے ۔ فوراً اُس کو معزول کر دیا یہ حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے امیرالمومنین میں ایک شاعر شخص ہوں قسم ہے خدا کی میں اُن افعال کا مرتکب نہیں ہوا جو اشعار میں بیان کئے ہیں حضرت عمر نے فرمایا خیر جو تو نے کہا سو کہا مگر اب تو جب تک زندہ ہے ہرگز میری طرف سے کہیں کا حاکم نہ بنے گا ۔

اور بنی عامر بن لوی بن غالب بن فہر سے سلیط بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر انہیں کو حضور نے پیغامبر بنا کر ہوذہ بن علی حنفی کے پاس یمامہ میں بھیجا تھا ۔ ایک شخص ۔

اور بنی حرث بن فہر بن مالک سے عثمان بن عبد غنم بن زہیر بن ابی شداد ۔ اور سعد بن عبد قیس بن لقیط بن عامر بن اُمیہ بن ظرب بن حرث بن فہر ۔ اور عیاض بن زہیر بن ابی شداد تین شخص ۔

پس جو لوگ حبشہ کے مہاجرین میں سے بدر کی جنگ میں شریک نہ تھے ۔ اور نہ مکہ میں حضور کے پاس واپس آئے تھے ۔ اور جو لوگ اس کے بعد حضور کی خدمت میں آئے اور جنکو نجاشی نے ان دونوں جہازوں میں سوار نہیں کیا تھا یہ سب چونتیس آدمی تھے ۔ اور جو لوگ یا ان کی اولاد حبشہ میں فوت ہوئے اُن کے نام یہ ہیں : ۔

بنی عبد شمس بن عبد مناف سے عبداللہ بن جحش بن رباب نصرانی ہو کر حبشہ میں مر گیا ۔ اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی سے عمرو بن اُمیہ بن حرث بن اسد ۔ اور بنی جمح سے حاطب بن حرث اور ان کے بھائی حطاب بن حرث ۔ اور بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب سے عبداللہ بن حرث بن قیس ۔

اور بنی عدی بن کعب بن لوی سے عروہ بن عبدالعزیٰ بن حرثان بن عوف ۔ اور عدی بن نضلہ سات شخص ۔ اور ان کی اولاد میں سے بنی تیم بن مرہ سے موسیٰ بن حرث بن خالد بن صخر بن عامر ایک شخص ۔

راوی کہتا ہے کل عورتیں جنہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی سولہ تھیں علاوہ اُن لڑکیوں کے جو حبشہ میں پیدا ہوئیں ۔ بنی ہاشم میں سے حضرت رُقیہ حضور کی صاحبزادی ۔

اور بنی اُمیہ سے اُم حبیبہ بنت ابی سفیان اور ان کی بیٹی حبیبہ بھی ان کے ساتھ تھیں اور ساتھ ہی آئیں ۔ اور بنی مخزوم سے اُم سلمہ بنت ابی اُمیہ اپنی بیٹی زینب بنت ابی سلمہ کو لیکر حبشہ سے آئیں یہ لڑکی حبشہ ہی میں پیدا ہوئی تھی ۔

اور بنی تیم بن مرہ سے ریطہ بنت حرث بن جبیلہ ان کا راستہ میں انتقال ہوا ۔ اور ان کی دو لڑکیاں حبشہ میں پیدا ہوئی تھیں ۔ عائشہ بنت حرث اور زینب بنت حرث اور ان لڑکیوں کا بھائی موسیٰ بن حرث یہ سب راستہ میں ایک پانی کو پی کر ہلاک ہوئے اور ریطہ کی اولاد سے صرف ایک لڑکی فاطمہ نام بچی تھی ۔ وہ مدینہ میں آئی ۔ اور بنی سہم بن عمرو سے رملہ بنت ابی عوف بن ضُبیرہ ۔ اور بنی عدی بن کعب سے لیلیٰ بنت ابی حثمہ بن غانم ۔

اور بنی عامر بن لوی سے سودہ بنت زمعہ بن قیس اور سہلہ بنت سہیل بن عمرو ۔ اور مجلل کی بیٹی ۔ اور عمرہ بنت سعدی بن وقدان ۔ اور اُم کلثوم بنت سہیل بن عمرو ۔

اور مختلف قبائل عرب سے اسماء بنت عُمیس بن نعمان خثعمیہ ۔ اور فاطمہ بنت صفوان بن اُمیہ بن محرث

کنانیہ۔ اور ملیکہ بنت یسار (اور برکہ بنت یسار اور حسنہ توجیل کی والدہ ؛

حبشہ میں مہاجرین کے جو بچے پیدا ہوئے انکے نام

عبداللہ بن جعفر بن ابیطالب۔ بنی ہاشم سے۔ اور بنی عبدشمس سے محمد بن ابی حذیفہ۔ اور سعید بن خالد بن سعید اور ان کی بہن امۃ بنت خالد۔ اور بنی مخزوم سے زینب بنت ابی سلمہ بن عبدالاسد ؛ اور بنی زہرہ سے عبداللہ بن مطلب بن ازہر ؛

اور بنی تیم سے موسٰی بن حرث بن خالد اور ان کی بہنیں عائشہ بنت حرث اور فاطمہ بنت حرث اور زینب بنت حرث۔ یہ پانچ لڑکے اور پانچ لڑکیاں ہیں۔ لڑکے عبداللہ بن جعفر اور محمد بن ابی حذیفہ اور سعید بن خالد اور عبداللہ بن مطلب اور موسٰی بن حرث۔ اور لڑکیاں امۃ بنت خالد اور زینب بنت ابی سلمہ اور عائشہ اور زینب اور فاطمہ حرث بن خالد بن صخر کی بیٹیاں ؛

ابن اسحاق کہتے ہیں خیبر سے فارغ ہوکر حضور مدینہ میں ربیع الاول ربیع الآخر جمادی الاول جمادی الآخر رجب شعبان رمضان اور شوال آٹھ مہینہ رہے اور ان مہینوں میں حضور نے جابجا چھوٹے چھوٹے لشکر روانہ فرمائے پھر ذی قعدہ کے مہینہ میں عمرۃ القضا کی تیاری کی ؛

عمرۃ القضاء کا بیان

یہ وہی مہینہ ہے جس میں پچھلے سال مشرکوں نے حضور کو عمرہ نہ کرنے دیا تھا اور مقام حدیبیہ سے حضور واپس تشریف لے آئے تھے اب اس عمرہ کی قضا کرنے حضور تشریف لیجاتے ہیں اسی سبب سے اس عمرہ کا نام عمرۃ القضا رکھا گیا ہے۔ اور بعض اس کو عمرۃ القصاص کہتے ہیں کیونکہ مشرکوں نے حضور کو سنہ ۶ھ میں سے مسجد حرام میں جانے سے روکا تھا۔ پس اب حضور اس کے قصاص میں تشریف لے گئے اور مسجد حرام میں ذیقعد کے مہینہ سنہ ۷ھ میں داخل ہوئے ؛

ابن عباس کہتے ہیں اسی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ط اور مدینہ میں حضور نے عُوَیف بن اضبط دیلی کو حاکم مقرر کیا ؛

ابن اسحاق کہتے ہیں اس عمرہ میں وہ سب مسلمان حضور کے ساتھ تھے جو اس سے پہلے حدیبیہ میں ہو گئے تھے اور یہ سنہ ۷ ہجری کا واقعہ ہے جب اہل مکہ نے حضور کے آنے کی خبر سنی۔ مسجد حرام سے نکلکر سب دارالندوہ میں جمع ہوئے تاکہ حضور کے آنے کی سیر دیکھیں۔ اور آپس میں کہتے تھے کہ محمد کے اصحاب نہایت تنگ حال اور بھوک کے بے طاقت لوگ ہیں۔ حضور نے بھی یہ سنا اور جب آپ مسجد حرام میں داخل ہوئے تو چادر میں سے داہنا شانہ اپنا باہر نکال لیا۔ جیسا کہ طواف میں قاعدہ مقرر ہے اور فرمایا خدا اُس شخص پر رحم فرمائے جو آج اپنی قوت ان مشرکین کو دکھائے اور پھر مع اصحاب آپ نے دوڑ کر تین طواف کئے اور رکن یمانی اور حجر اسود کو بوسہ دیا ؛

ابن عباس کہتے ہیں۔ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ طواف میں دوڑنا اور شانہ کو کھلا رکھنا لازم نہیں ہے

کیونکہ حضور نے یہ فعل مشرکین کے دکھانے کو کیا تھا مگر جب حضور نے حجۃ الوداع میں بھی ایسا ہی کیا تب یہ طریقہ جاری ہو گیا۔ عبداللہ بن ابی بکر کہتے ہیں جب حضور مکہ میں داخل ہوئے تو عبداللہ بن رواحہ آپ کی اونٹنی کی مہار پکڑے ہوئے یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔ اشعار

خَلُّوا بَنِي الْكُفَّارِ عَنْ سَبِيلِهِ ۔ خَلُّوا فَكُلُّ الْخَيْرِ فِي رَسُولِهِ ۔ يَا رَبِّ إِنِّي مُؤْمِنٌ بِقِيلِهِ

ہٹ جاؤ اے کفار کی اولاد اس کے راستہ سے ہٹ جاؤ۔ پس سارا خیر اس کے رسول میں ہے۔ اے رب میں رسول کی بات پر ایمان لایا ہوں۔

أَعْرِفُ حَقَّ اللهِ فِي قَبُولِهِ ۔ نَحْنُ قَتَلْنَاكُمْ عَلَى تَأْوِيلِهِ ۔ كَمَا قَتَلْنَاكُمْ عَلَى تَنْزِيلِهِ

اور میں نے اس کو قبول کرنے میں خدا کا حق پہچانا ہے۔ اے کفار ہم نے تم کو اس کی تاویل پر قتل کیا ہے جیسا کہ اس کی تنزیل پر تم کو قتل کیا ہے۔

ضَرْبًا يُزِيلُ الْهَامَ عَنْ مَقِيلِهِ ۔ وَيُذْهِلُ الْخَلِيلَ عَنْ خَلِيلِهِ

ایسی ضرب لگائی ہے جو کھوپڑی کو اس کی جگہ سے جدا کرتی ہے اور دوست کو دوست سے فراموش کر دیتی ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اسی سفر میں حضور نے میمونہ بنت حرث سے بحالت احرام شادی کی اور یہ شادی حضرت عباس نے کرائی تھی۔

ابن ہشام کہتے ہیں حضرت میمونہ نے اپنی شادی کا اختیار اپنی بہن ام فضل کو جو حضرت عباس کی بیوی تھیں۔ دیا تھا اور ام فضل نے وہ اختیار حضرت عباس کو دیا حضرت عباس نے ان کی شادی حضور سے کر دی۔ اور حضور نے میمونہ کے مہر کے چار سو درم عنایت کئے۔

راوی کہتا ہے حضور مکہ میں تین روز رہے جب تیسرا روز ہوا۔ تو قریش نے حویطب بن عبد العزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل کو چند قریش کے ساتھ حضور کی خدمت میں بھیجا کہ اب تمہاری مدت اقامت پوری ہو گئی لہٰذا تم اب چلے جاؤ۔ حضور نے فرمایا تمہارا کچھ حرج نہیں ہے ہم یہاں شادی کر کے کھانا پکائینگے۔ اور تمہاری بھی دعوت کرینگے۔ قریش نے کہا نہیں ہم تمہاری دعوت نہیں چاہتے۔ تب حضور مع صحابہ کے روانہ ہو گئے اور ابورافع اپنے غلام کو حضرت میمونہ کے پاس چھوڑ دیا۔ چنانچہ ابورافع ان کو لیکر مقام سرف میں حضور سے جا کر ملے اور وہیں حضور نے میمونہ سے خلوت فرمائی اور ذی الحجہ کے مہینہ میں مدینہ واپس تشریف لائے۔

ابن ہشام کہتے ہیں اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے لَقَدْ صَدَقَ اللهُ رَسُولَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللهُ آمِنِينَ مُحَلِّقِينَ رُءُوسَكُمْ وَمُقَصِّرِينَ لَا تَخَافُونَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوا فَجَعَلَ مِنْ دُونِ ذَلِكَ فَتْحًا قَرِيبًا ۔ بیشک خدا نے اپنے رسول کے خواب کو سچا کر دکھلایا انشاء اللہ تعالیٰ ضرور تم مسجد حرام میں امن کے ساتھ سر منڈائے اور بال کترائے بے خوف و خطر داخل ہو گے۔ پھر جانتا ہے خدا وہ بات جو تم نہیں جانتے ہو۔ پھر اس غم کے بدلے جو تم کو اس سال بسبب عمرہ نہ کرنے کے ہوا تھا اس نے فتح قریب خیبر کی تم کو عنایت کی۔

غزوۂ موتہ کا بیان

یہ غزوہ جمادی الاول سنہ ۸ھ میں ہوا اور حضرت جعفر اور زید اور عبداللہ بن رواحہ اسی میں شہید ہوگئے

ابن اسحاق کہتے ہیں مدینہ میں حضور باقی مہینہ ذی الحجہ کا اور محرم اور صفر اور ربیع الاول اور ربیع الثانی کا مہینہ رہے۔ پھر جمادی الاول میں آپ نے مقام موتہ کی طرف جو مضافات ملک شام سے ہے اپنا لشکر روانہ فرمایا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں۔ اس لشکر کا حضور نے زید بن حارثہ کو سردار کیا تھا اور فرمایا تھا۔ اگر زید شہید ہوں تو پھر جعفر سردار ہوں اور اگر جعفر بھی شہید ہوں تب عبداللہ بن رواحہ کو سردار بنانا۔

پس لوگ اس جہاد کے واسطے تیار ہوئے اور تین ہزار آدمیوں کا لشکر تیار ہوا۔ جب یہ لشکر رخصت ہونے لشکر کے سرداروں کو رخصت کرنے آئے جب سب سے رخصت ہوگئے تو عبداللہ بن رواحہ رونے لگے لوگوں نے پوچھا اے عبداللہ تم کیوں روتے ہو عبداللہ نے کہا میں دنیا یا کسی چیز کی محبت سے نہیں روتا ہوں۔ کو ایک آیت رلا رہی ہے جو میں نے حضور سے سنی ہے وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَقْضِيًّا یعنے تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو دوزخ پر وارد نہ ہوگا یہ خدا کا بڑا پکا وعدہ ہے۔ پس میں اس خوف سے روتا ہوں کہ دوزخ پر وارد ہو کر وہاں سے کیونکر چھٹکارا ہوگا۔ مسلمانوں نے کہا اے عبداللہ خدا تم کو اپنی حمایت میں رکھے اور دشمن کو سرکوب کر کے تم کو صحیح وسالم ہم سے ملائے۔ عبداللہ بن رواحہ نے اُس وقت یہ اشعار کہے۔

لَكِنَّنِي أَسْأَلُ الرَّحْمٰنَ مَغْفِرَةً ۔ وَضَرْبَةً ذَاتَ فَرْغٍ تَقْذِفُ الزَّبَدَا ۔ أَوْ طَعْنَةً بِيَدَيْ حَرَّانَ مُجْهِزَةً

کہ میں خدا سے مغفرت مانگتا ہوں۔ اور ایک ضرب گھبرانے والی جو سر کو اُڑا دے یا نیزہ کی ضرب سامنے سے ایسی

بِحَرْبَةٍ تُنْفِذُ الْأَحْشَاءَ وَالْكَبِدَا ۔ حَتّٰى يُقَالَ إِذَا مَرُّوا عَلٰى جَدَثِي ۔ أَرْشَدَهُ اللّٰهُ مِنْ غَازٍ وَقَدْ رَشَدَا

جو انتڑیوں اور جگر کے پار ہو جائے۔ تاکہ جب لوگ میری طرف سے گذریں تو کہیں خدا اس کو نیکی دے یہ وہی شخص ہے جس نے جہاد کیا اور ہدایت پائی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب لشکر جانے کے واسطے تیار ہو گیا۔ عبداللہ بن رواحہ حضور کی خدمت میں رخصت ہونے کو حاضر ہوئے حضور نے ان کو رخصت کیا اور بطور مشایعت کے مدینہ کے باہر تک ان کے ساتھ تشریف لے گئے اور پھر رخصت فرما کر مدینہ میں تشریف لائے۔

راوی کہتا ہے جب یہ لشکر چلتے چلتے مقام معان میں پہونچا جو زمین شام کے متعلق ہے تو ان کو خبر پہونچی۔ کہ ہرقل بادشاہ روم و شام نے ایک لاکھ رومیوں کی فوج اور ایک لاکھ فوج قبائل لخم و جذام اور بہراء اور قین اور بلی سے جمع کی ہے اور شہر آب میں جو بلقاء کے متعلق ہے آن کر ٹھیرا ہے اور قبائل کی فوج پر اس نے قبیلہ ایک شخص کو سردار کیا ہے مسلمان اس خبر کے سننے سے دو رات تک مقام معان میں متردد رہے کہ کیا کریں بعض نے کہا اور کہ ہیں کہ دشمن اسقدر تعداد کثیر رکھتا ہے پھر یا تو حضور ہمارے مدد کو اور لشکر روانہ فرمادیں یا جیسا حکم کریں گے اس کے موافق ہم کار بند ہونگے عبداللہ بن رواحہ نے لوگوں کے دل اپنی تقریر

سے شجاع کئے اور کہا اے قوم تم تو شہادت کی تلاش میں آئے ہو پھر تم کو دشمن کی تعداد اور کثرت کا کیا اندیشہ ہے تم لوگ تعداد اور شمار اور کثرت وقلت کے حساب سے جنگ نہیں کرتے ہو تم تو دین حق کی اشاعت کے واسطے نکلے ہو جس دین کے ساتھ خدا نے تم کو بزرگی دی ہے اور شہادت تمہارا مقصود ہے پس بسم اللہ کرکے قدم بڑھاؤ دونوں بھلائیوں میں سے ایک بھلائی تمہارے واسطے ضرور ہے یا خدا تم کو غالب کریگا اور یا تم شہید ہوگے پس تمہارا مطلب کسی طرح فوت نہ ہوگا تمام لشکر نے عبداللہ کی اس تقریر کو سن کر کہا اے عبداللہ بیشک تم سچ کہتے ہو اور لشکر آگے کو روانہ ہوا ؛

زید بن ارقم کہتے ہیں۔ میں عبداللہ بن رواحہ کے پاس رہتا تھا کیونکہ میں یتیم تھا یہ میری پرورش کرتے تھے اور اس سفر میں بھی مجھ کو اپنے ساتھ لے گئے اور اپنے پیچھے اونٹ پر سوار کرتے تھے۔ پس ایک رات میں نے سنا کہ وہ شہادت کے اشتیاق میں اپنے اشعار پڑھ رہے تھے میں رونے لگا انہوں نے اپنا کوڑا اٹھا کر مجھے تم دھمکایا کہ کیوں روتا ہے خدا مجھ کو شہادت نصیب فرمائیگا ؛

ابن اسحاق کہتے ہیں جب مسلمان زمین بلقاء میں پہنچے ہرقل کا لشکر بھی ان پہونچا جس میں روم اور عرب کی فوجیں تھیں مسلمانوں کا لشکر تو موتہ نام ایک گاؤں کے پاس اترا اور دشمن کا لشکر مشارقت نام ایک گاؤں کے پاس تھا ؛

مسلمانوں نے اپنے لشکر کا اس طرح انتظام کیا کہ میمنہ پر قطبہ بن قتادہ بنی عذرہ کے ایک شخص کو مقرر کیا اور میسرہ پر عبایہ بن مالک انصاری کو مقرر کیا پھر جنگ معاویہ واقع ہوئی اور زید بن حارثہ نے حضور کے نشان کے ساتھ خوب جنگ کی یہاں تک کہ یہ جب یہ شہید ہوگئے تو حضرت جعفر نے نشان ہاتھ میں لیا اور خوب زور کے ساتھ جہاد کیا اور جب بہت گھمسان کی لڑائی ہوئی تو حضرت جعفر نے گھوڑے سے اتر کر اس کی کونچیں کاٹ دیں اور خود اس قدر جہاد کیا کہ آخر شہید ہوئے ؛

اہل علم کا بیان ہے کہ حضرت جعفر نے دائیں ہاتھ میں جھنڈا لیا تھا وہ ہاتھ آپ کا کٹ گیا تب آپ نے بائیں ہاتھ میں لیا۔ جب وہ بھی کٹ گیا تو نشان کو سینے سے دبا لیا یہاں تک کہ شہید ہوئے اور حضرت جعفر کی تینتیس۳۳ برس کی تھی اللہ تعالیٰ نے حضرت جعفر کو ہاتھوں کے معاوضہ میں دو پر عنایت کئے جن سے وہ جنت میں اڑتے ہیں۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ ایک رومی نے حضرت جعفر کے ایسی تلوار ماری تھی جس سے آپ کے دو حصے ہو گئے اور حضرت جعفر کے بعد عبداللہ بن رواحہ نے نشان اپنے ہاتھ میں لیا اور یہ اس وقت اپنے گھوڑے پر سوار تھے اور کچھ متردد تھے پھر یہ گھوڑے سے نیچے اترے اور ان کا ایک چچازاد بھائی بھنا ہوا گوشت کا ٹکڑا لے کر آیا اور کہا اس کو کھا کر ذرا اپنی کمر کو مضبوط کرو۔ کیونکہ تم بھوکے ہو عبداللہ نے اس گوشت میں سے ذرا سا کھایا تھا۔ کہ لشکر کے ایک طرف سے غل و شور کی آواز آئی۔ پس اس گوشت کو پھینک کر لشکر کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور اس قدر لڑے۔ کہ آخر شہید ہوئے ان کے بعد ثابت بن اقرم بنی عجلان کے ایک شخص نے جھنڈا اپنے ہاتھ میں لیا اور کہا۔ اے مسلمانو اب تم ایک سردار مقرر کرو مسلمانوں نے کہا کہ تم کو مقرر کریں۔ ثابت نے کہا میں سرداری نہیں کرتا۔ تب سب نے خالد بن ولید کو سردار مقرر کیا اور خالد نے فوراً دشمن کو مارتے مارتے اٹھا دیا۔ اور پھر لوگوں کے ساتھ

اپنے قیام گاہ پر آئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب یہ لوگ اس جنگ میں شہید ہوئے تو حضور نے مدینہ میں فرمایا کہ زید بن حارثہ نے نشان اپنے ہاتھ میں لیا اور اسقدر لڑے کہ شہید ہوئے پھر جعفر نے لیا اور وہ بھی لڑ کر شہید ہوئے پھر کہکر حضور خاموش ہوگئے۔ انصار سمجھ گئے اور ان کے چہرے متغیر ہوئے کہ ضرور عبداللہ بن رواحہ بھی شہید ہوئے چنانچہ پھر حضور نے فرمایا کہ عبداللہ بن رواحہ نے پھر نشان لیا اور وہ بھی لڑے یہانتک کہ شہید ہوئے۔ پھر فرمایا میں نے ان لوگوں کو خواب میں جنت کے اندر سونے کے تختوں پر بیٹھے ہوئے دیکھا ہے۔ اور میں نے عبداللہ بن رواحہ کے تخت میں بہ نسبت جعفر اور زید کے تخت کے ایک قسم کی کمی دیکھی۔ میں نے پوچھا یہ کس سبب سے ہے۔ کہا گیا کہ ان دونوں نے کچھ تردد نہیں کیا تھا اور عبداللہ بن رواحہ نے تھوڑا تردد کیا تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اسماء بنت عمیس کہتی ہیں جس روز جعفر اور ان کے ساتھی شہید ہوئے حضور میرے پاس تشریف لائے میں اس وقت پکانے کا سامان کر رہی تھی حضور نے مجھ سے فرمایا جعفر کے بچوں کو میرے پاس لاؤ میں ان کو حضور کے پاس لائی حضور نے ان کو پیار کیا اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے میں نے عرض کیا یارسول اللہ کیا جعفر کی کچھ خبر آئی ہے فرمایا ہاں آج ہی وہ شہید ہوئے ہیں اسماء کہتی ہیں۔ میں کھڑی ہو کر اس صدمہ سے چیخنے اور رونے لگی۔ عورتیں محلہ کی میرے پاس جمع ہوئیں اور حضور میرے گھر سے نکل کر اپنے گھر میں تشریف لائے اور فرمایا جعفر کی بیوی اور بچوں کے واسطے کھانا تیار کراؤ۔ کیونکہ ان کو رنج کے سبب سے پکانے کی فرصت نہ ہوگی۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں جب جعفر کے شہید ہونے کی خبر حضور نے بیان کی تو میں نے آپ کے چہرہ میں رنج وملال پایا اور ایک شخص نے آن کر عرض کیا کہ حضور عورتیں بہت رو پیٹ رہی ہیں حضور نے فرمایا ان کو منع کر وہ شخص پھر آیا اور عرض کیا حضور وہ باز نہیں آتی ہیں فرمایا ان کو جا کر منع کر اور اگر باز نہ آئیں تو ان کے مونہوں میں خاک ڈال دو۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے اپنے دل میں اس شخص کو کہا کہ خدا تجھ کو تباہ کرے۔ تو نے اپنے تئیں بھی نہیں چھوڑا اور نہ کی تو شکایت کرنے آتا تھا اب خود حضور کی نافرمانی کریگا یعنے میں جانتی تھی کہ یہ عورتوں کے مونہوں میں خاک نہیں ڈال سکتا ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں قطبہ بن قتادہ عذری نے جو مسلمانوں کے لشکر کے میمنہ کے سردار تھے نیزہ کی ضرب سے مالک بن رافلہ کو جو ہرقل کی طرف سے قبائل کی فوج کا سردار تھا قتل کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں بنی غنم میں ایک عورت کاہنہ تھی اس نے اپنی قوم سے حضور کے لشکر کی آمد کی خبر سنکر کہا کہ یہ ایسا تیز اور چالاک لشکر آرہا ہے جو بہت خون بہائیگا اور خوب قتل کریگا۔ پس یہ لوگ اس کاہنہ کے کہنے سے صحابہ کے مقابل نہ آئے اور مقابلہ پر جو لوگ آئے وہ قبیلہ حدس کی شاخ بنی ثعلبہ تھے جب خالد لشکر کو لیکر مقام موتہ سے واپس ہوئے تو ان کی طرف بھی آئے۔

راوی کہتا ہے جب یہ لشکر مدینہ کے قریب پہونچا۔ مدینہ کے لوگ ان کے استقبال کو آئے اور حضور بھی سوار ہو کر تشریف لائے لڑکے جو لشکر کے ساتھ تھے وہ دوڑ دوڑ کر آنے لگے حضور نے فرمایا۔ ان بچوں کو گود میں سیلو اور جعفر کے بیٹے کو مجھے دو اور حضور نے عبداللہ بن جعفر کو اپنی گود میں بٹھا لیا۔

راوی کہتا ہے مدینہ کے بعض لوگوں نے اس لشکر پر خاک ڈالنی شروع کی اور کہا تم لوگ راہ خدا سے بھاگ کر آئے ہو حضور نے فرمایا یہ لوگ بھاگ کر نہیں آئے ہیں بلکہ ان شاء اللہ تعالیٰ یہ پھر دوبارہ جانے والے ہیں ۔

اُم سلمہ فرماتی ہیں۔ میں نے سلمہ بن ہشام بن عاص بن مغیرہ کی بیوی سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ میں سلمہ کو نماز میں حضور کے ساتھ نہیں دیکھتی سلمہ کی بیوی نے کہا قسم ہے خدا کی وہ مجبور ہیں کیا کریں جب گھر سے نکلتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں اے بھگوڑو تم راہ خدا سے بھاگ آئے۔ پس اس سبب سے وہ تنگ ہو کر گھر میں بیٹھ گئے ہیں ۔

ابن ہشام کہتے ہیں موتہ کی جنگ میں جب مسلمانوں نے خالد بن ولید کو سردار بنایا اور خدا نے ان کے ہاتھوں پر اس جنگ کی فتح کی تو مدینہ میں آنے تک یہی اس لشکر کے سردار رہے ۔

ان لوگوں کے نام جو جنگ موتہ میں شہید ہوئے

بنی ہاشم میں سے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور زید بن حارثہ۔ اور بنی عدی بن کعب میں سے مسعود بن اسود بن حارثہ بن نضلہ۔ اور بنی مالک بن حسل سے وہب بن سعد بن ابی سرح۔ اور انصار میں سے پھر بنی حرث بن خزرج سے عبداللہ بن رواحہ اور عباد بن قیس۔ اور بنی غنم بن مالک بن نجار سے حرث بن نعمان بن صاف بن نضلہ بن عبد بن عوف بن غنم۔ اور بنی مازن بن نجار سے سراقہ بن عمرو بن عطیہ بن خنساء ۔

ابن ہشام کہتے ہیں۔ بنی مازن بن نجار سے اس جنگ میں ابن شہاب زہری نے ان لوگوں کو بھی شہید ذکر کیا ہے۔ ابو کلیب اور جابر عمرو بن زید بن عوف بن مبذول کے دونوں بیٹے اور بنی مالک بن افصی سے عمرو اور عامر بن سعد بن حرث بن عباد بن سعد بن عامر بن ثعلبہ بن مالک بن افصی کے دونوں بیٹے۔ پس یہ لوگ اس جنگ میں شہید ہوئے۔ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ان اسباب کا ذکر جو مکہ پر لشکر کشی کے باعث ہوئے اور ماہ رمضان ۸ھ میں فتح مکہ کا بیان

ابن اسحاق کہتے ہیں موتہ کی طرف لشکر روانہ کر کے حضور مدینہ میں جمادی الآخر اور رجب کا مہینہ رہے اور اسی اثناء میں بنی بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ نے بنی خزاعہ پر زیادتی کی جس کا باعث یہ ہوا تھا کہ ایک شخص مالک بن عباد حضرمی نام بنی اسود بن رزن کا حلیف تھا۔ اور سوداگری کے واسطے نکلا تھا جب یہ خزاعہ کے ملک میں پہونچا تو بنی خزاعہ نے اس کو قتل کر کے سارا مال اس کا لوٹ لیا پھر بنی بکر نے خزاعہ کے ایک آدمی کو موقع پا کر قتل کر دیا۔ بنی خزاعہ نے اس کے بدلہ میں مقام عرفہ کے اندر حرم کے پاس بنی اسود بن رزن میں سے تین شخصوں کو جو بنی کنانہ کے سرگروہ اور فخر تھے یعنی سلمیٰ اور کلثوم اور ذویب ان کو قتل کر دیا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں بنی اسود زمانہ جاہلیت میں اپنے

مقتول کے دو خونبہا لیتے تھے اور باقی سب لوگ ایک خونبہا لیا کرتے تھے۔ اور یہ اُن کی فضیلت کی بات تھی۔

راوی کہتا ہے بنی خزاعہ اور بنی بکر آپس کے انہیں جھگڑوں میں گرفتار تھے کہ اسلام نے شائع ہو کر سب کو اپنی طرف متوجہ کر لیا اور صائل کے باہمی فساد کم ہو گئے اور اب جو یہ حدیبیہ کی صلح ہوئی اور اُس میں یہ بھی ایک شرط لکھی گئی کہ جس کا جی چاہے وہ حضور کے عہد میں داخل ہو اور جس کا جی چاہے وہ قریش کے عہد میں داخل ہو۔ پس بنی خزاعہ حضور کے عہد میں داخل ہوئے اور بنی بکر قریش کے عہد میں داخل ہوئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں بنی دیل نے جو بنی کرنی ایک شاخ تھے اس صلح کو غنیمت سمجھ کر چاہا کہ بنی اسود کے ان لوگوں کا جو بنی بکر نے قتل کئے تھے۔ قصاص لیں۔ پس نوفل بن معاویہ دیلی جو بنی دیل کا سردار تھا اپنی قوم کو ساتھ لیکر بنی خزاعہ کے ایک چشمہ پر جس کو دیتر کہتے تھے پہونچا اور خزاعہ کے ایک شخص کو قتل کر دیا۔ بنی خزاعہ بھی ان سے لڑنے کو تیار ہوئے اور دونوں قبیلوں میں خوب جنگ ہوئی۔ قریش نے ہتھیار وغیرہ سامان سے بنی بکر کو مدد پہنچائی اور رات کے وقت پوشیدہ ان کی طرف سے جنگ بھی کی یہانتک کہ خزاعہ پیچھے ہٹتے ہٹتے حرم کے پاس آ گئے اُس وقت بنی بکر نے اپنے سردار نوفل سے کہا کہ اے نوفل اب تو ہم حرم میں آ گئے جنگ موقوف کرنی چاہیئے۔ خدا سے ڈر خدا سے ڈر۔ نوفل نے اُس وقت ایک سخت کلمہ کہا یعنے کہا اے بنی بکر اس وقت خدا نہیں ہے تم اپنا بدلہ لو اور تمہارے لوگوں کو بھی تو انہوں نے حرم ہی میں قتل کیا تھا پھر تم ان کو حرم میں کیوں نہیں قتل کرتے ہو۔

راوی کہتا ہے اور جس شخص کو انہوں نے چشمہ پر قتل کیا تھا اس کا نام منبہ تھا اس نے اپنے ساتھی تمیم بن اسد سے کہا کہ اے تمیم تو بھاگ جا میں ان کے مقابل ہو کر مر جاؤنگا یا یہ مجھ کو چھوڑ دینگے۔ اور یہ شخص بڑا کمزور تھا چنانچہ یہ تو مقابل ہوا اور مارا گیا اور تمیم وہاں سے بھاگ آیا پھر جب خزاعہ مکہ میں داخل ہو گئے تو بدیل بن ورقا اور ایک اور شخص کے مکان میں جو ان کا حلیف تھا انہوں نے پناہ لی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب بنی بکر اور قریش نے بنی خزاعہ پر اسقدر زیادتی کی اور اُن کو قتل و غارت کیا اور حضور کے عہد و پیمان کو توڑ دیا۔ کیونکہ بنی خزاعہ حضور کے عہد میں داخل تھے۔ پس عمرو بن سالم خزاعی مکہ سے روانہ ہو کر حضور کی خدمت میں پہنچا حضور اُس وقت مسجد میں صحابہ کے درمیان تشریف رکھتے تھے اس نے حاضر ہو کر تمام واقعہ عرض کیا۔ اور مدد کی درخواست کی حضور نے فرمایا اے عمرو بن سالم تیری مدد کی گئی۔ پھر ایک بادل حضور کو آسمان پر دکھائی دیا۔ فرمایا یہ بادل بنی کعب یعنے خزاعہ کی مدد کے واسطے آیا ہے پھر اسکے بعد خزاعہ کے اور چند لوگ جن میں بدیل بن ورقا بھی تھا۔ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور قریش کے بنی بکر کی مدد کرنے اور خزاعہ پر ظلم و زیادتی کرنے کا سارا حال بیان کیا پھر مکہ میں واپس آ گئے اور حضور نے لوگوں سے فرمایا کہ ابوسفیان عنقریب ہی تمہارے پاس آیا چاہتا ہے اور عہد کی مضبوطی اور مدت کی زیادتی کی درخواست کریگا۔ چنانچہ بدیل بن ورقا وغیرہ خزاعہ کے لوگ جب مکہ کو واپس جا رہے تھے تو ابوسفیان ان کو مقام عسفان میں آتا ہوا ملا قریش نے اُس کو مدینہ میں حضور کے پاس عہد کے استحکام اور جنگ موقوف ہونے کی مدت بڑھانے کے واسطے بھیجا تھا جب ابوسفیان نے بدیل بن ورقا کو دیکھا تو پوچھا کہ اے بدیل کہاں سے آتے ہو۔ اور ابوسفیان کو یہ یقین تھا کہ یہ ضرور حضور کے پاس سے آیا ہے۔ بدیل نے کہا میں کسی کام کو ساحل کی طرف گیا تھا ابوسفیان

نے کہا محمد کے پاس تو نہیں گئے بدیل نے کہا نہیں پھر بدیل تو آگے روانہ ہو گیا اور ابوسفیان نے کہا اگر یہ مدینہ گیا ہے تو ضرور اسکے اُونٹ نے کھجوریں کھائی ہونگی پھر اس نے بدیل کے اُونٹ کی جگہ کے پاس آکر اُسکی مینگنی کو توڑ کر دیکھا تو اُس میں سے گٹھلی نکلی۔ ابوسفیان کو یقین ہو گیا کہ ضرور یہ مدینہ گیا تھا پھر ابوسفیان مدینہ میں آیا۔ اور پہلے اپنی بیٹی اُم حبیبہ کے پاس گیا جو اُم المومنین تھیں اور حضور کے خاص بچھونے پر اس نے بیٹھنا چاہا اُم المومنین نے اُس بچھونے کو لپیٹ دیا ابوسفیان نے کہا اے بیٹی کیا تم اس بچھونے کو بھی مجھ سے بہتر سمجھتی ہو۔ اُم حبیبہ نے فرمایا یہ بچھونا خاص حضور کا ہے اور میں مناسب نہیں سمجھتی۔ کہ تم ایک مشرک اور ناپاک شخص ہو کر اس پر بیٹھو ابوسفیان نے کہا اے بیٹی میرے پیچھے تو شر میں مبتلا ہو گئی۔ پھر ابوسفیان حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ سے گفتگو کی۔ آپ نے کچھ جواب نہ دیا۔ تب یہ حضرت ابوبکر کے پاس آیا اور اُن سے کہا کہ تم چلکر حضور سے میرے واسطے گفتگو کرو حضرت ابوبکر نے کہا میں یہ کام نہیں کر سکتا۔ پھر ابوسفیان حضرت عمر کے پاس آیا۔ اور اُن سے کہا اُنہوں نے جواب دیا کہ کیا میں تیری سفارش کروں۔ قسم ہے خدا کی اگر میرے پاس ایک تنکا بھی ہو گا تب بھی میں اُسکے ساتھ تم لوگوں سے جنگ کرونگا۔ تب ابوسفیان حضرت علی کے پاس آیا۔ حضرت فاطمہ بھی وہیں تھیں اور حضرت امام حسن علیہ السلام اُن کی گود میں بیٹھے تھے ابوسفیان نے کہا اے علی تم سب سے زیادہ رشتہ میں میرے قریبی ہو۔ اور میں ایک حاجتمند ہو کر تمہارے پاس آیا ہوں اگر میں جیسا آیا ہوں ویسا ہی ناکامیاب چلا گیا۔ تو بہت ذلیل ہونگا حضرت علی نے فرمایا اے ابوسفیان حضور کو ایک ایسا امر درپیش ہے کہ ہم ہرگز حضور سے اُس کے متعلق کچھ کہہ نہیں سکتے پھر ابوسفیان حضرت فاطمہ کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا اے محمد کی صاحبزادی تم ایسا کر سکتی ہو کہ اپنے صاحبزادوں کو حکم دو کہ یہ لوگوں میں پناہ پکاریں حضرت فاطمہ نے فرمایا میرے بچوں کو کیا لائق ہے کہ وہ پناہ پکاریں اور بھلا حضور پر کون پناہ پکار سکتا ہے۔ ابوسفیان نے حضرت علی سے کہا کہ اے ابوالحسن میں سخت مصیبت میں گرفتار ہو گیا ہوں تم مجھ کو کچھ نصیحت کرو حضرت علی نے فرمایا میں کوئی ایسی ترکیب نہیں جانتا جس سے تم کو فائدہ پہونچ سکے صرف یہ بات ہے کہ تم بنی کنانہ کے سردار ہو بس تم لوگوں میں کھڑے ہو کر پناہ پکار دو اور پھر اپنے گھر کو چلے جاؤ۔ ابوسفیان نے کہا کیا اس ترکیب سے مجھے فائدہ پہونچیگا۔ حضرت علی نے فرمایا یہ تو میں نہیں کہتا کہ فائدہ پہونچیگا یا نہیں مگر اسکے سوا اور کوئی ترکیب نہیں ہے ابوسفیان یہ سُن کر مسجد میں آیا اور پکار کر کہا اے لوگو میں نے سب کے درمیان میں پناہ قائم کر دی۔ اور پھر اپنے اونٹ پر سوار ہو کر مکہ کو روانہ ہوا۔ جب قریش کے پاس پہنچا۔ قریش نے کہا کہو کیا خبر لائے ابوسفیان نے کہا محمد نے تو مجھ کو کچھ جواب نہیں دیا۔ پھر میں ابوبکر کے پاس گیا۔ اُس میں بھی میں نے کچھ بھلائی نہیں پائی۔ پھر میں عمرؓ کے پاس گیا۔ اُس کو میں نے سب سے زیادہ دشمن پایا۔ پھر میں علی کے پاس گیا۔ اُن کو سب سے زیادہ نرم پایا۔ اور اُنہوں نے ایک ترکیب مجھ کو بتائی جو کر کے آیا ہوں اور میں نہیں جانتا کہ اُس سے مجھ کو کچھ فائدہ بھی پہنچایا نہیں۔ قریش نے کہا علی نے تجھ سے کیا کہا ابوسفیان نے کہا کہ علی نے مجھ سے یہ کہا کہ لوگوں میں پناہ پکار دے چنانچہ میں نے پکار دی قریش نے کہا پھر محمد نے بھی اُس کو جائز رکھا یا نہیں ابوسفیان نے کہا نہیں۔ قریش نے کہا بس تو علی نے تجھ سے ایک کھیل کرایا اور کیا ہوا۔ ابوسفیان نے کہا ہے قسم ہے خدا کی اور کوئی بات

اس کی سوا مجھے معلوم نہ ہوئی ۔

راوی کہتا ہے پھر حضور نے لوگوں کو تیاری کا حکم دیا۔ اور حضور کی ازواج بھی حضور کے سامان سفر کو درست کرنے لگیں۔ حضرت ابوبکر حضرت عائشہ کے پاس آئے اور وہ حضور کا سامان درست کر رہی تھیں۔ ابوبکر نے پوچھا اے بیٹی حضور کا کس طرف جانے کا قصد ہے عائشہ نے کہا یہ تو حضور نے ظاہر نہیں کیا۔ پھر حضور نے لوگوں کو خبر دی کہ آپ کا ارادہ فتح مکہ کا ہے اور بہت جلد تیار ہونے کا حکم دیا اور دعا کی کہ اے اللہ مخبروں اور خبروں کو اہل مکہ سے روک دے تاکہ ان کو ہمارے پہنچنے کی بالکل خبر نہ ہو۔ اور ہم ایک دم ان پر جا پڑیں۔ پس لوگ نہایت چستی سے تیار ہوئے ۔

راوی کہتا ہے جب حضور نے سفر مکہ کی تیاری کی حاطب بن ابی بلتعہ نے ایک خط اہل مکہ کے نام حضور کی تیاری اور لشکر کشی کے متعلق لکھ کر ایک عورت سارہ نام کے ہاتھ کچھ مزدوری دے کر مکہ روانہ کیا یہ عورت بنی عبدالمطلب میں سے کسی کی آزاد لونڈی تھی۔ جب یہ عورت روانہ ہو گئی تو حضور کو بذریعہ وحی کے اس حال سے اطلاع ہوئی اور آپ نے حضرت علی اور زبیر کو اس عورت کی تلاش میں روانہ کیا اور فرمایا فلاں مقام پر وہ تم کو ملیگی۔ اس کے پاس حاطب کا خط ہے وہ خط اس سے لے آؤ۔ اور اس عورت نے حاطب کا خط اپنے بالوں میں رکھ کر اوپر سے جوڑا باندھ لیا تھا حضرت علی اور زبیر نے اس کو مقام خلیقہ بنی احمد میں پایا اور تمام اسباب کی اس کے تلاشی لی۔ مگر کہیں خط نہ پایا۔ تب حضرت علی نے کہا قسم ہے خدا کی حضور نے غلط خبر نہیں دی۔ اے عورت یا تو خط ہم کو دیدے ورنہ ہم تجھ کو برہنہ کرتے ہیں عورت جب لاچار ہوئی۔ تب اس نے اپنے بالوں میں سے خط نکال کر حضرت علی کو دیا اور وہ اسکو لیکر حضور کی خدمت میں آئے۔ تب حضور نے حاطب کو بلایا اور فرمایا یہ حرکت تم نے کیوں کی۔ حاطب نے عرض کیا یارسول اللہ قسم ہے خدا کی میں مسلمان ہوں ہرگز میں نے اپنے دین کو نہیں بدلا ہے اور یہ کام میں نے اس واسطے کیا تھا کہ مکہ میں میرا قوم قبیلہ کچھ نہیں ہے پس اس کام سے مجھ کو امید تھی کہ قریش میرے بال بچوں کی نگہداشت کرینگے حضرت عمر نے عرض کیا حضور مجھ کو اجازت دیں کہ میں اس منافق کی گردن ماروں حضور نے فرمایا اے عمر تم نہیں جانتے ہو کہ حاطب اہل بدر سے ہے اور اہل بدر کی شان میں خدا نے فرمایا ہے کہ تم جو چاہو کرو خدا نے تم کو بخش دیا ۔

راوی کہتا ہے پھر حاطب کی شان میں خداوند تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِیَآءَ یعنی اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ آخر آیت تک ۔

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر حضور مدینہ میں ابورہم کلثوم بن حصین بن عتبہ بن خلف غفاری کو حاکم مقرر کر کے دسویں تاریخ ماہ رمضان کی مکہ کو روانہ ہوئے اور حضور مع سب لوگوں کے روزہ دار تھے یہاں تک کہ جب آپ مقام کدید میں پہنچے جو عسفان اور امج کے درمیان ہے حضور نے روزہ افطار فرمایا ۔

راوی کہتا ہے جب حضور مقام مرظہران میں پہنچے ہیں تو آپ کے ساتھ دس ہزار لشکر تھا اور مہاجرین اور انصار میں سے کوئی شخص پیچھے نہ رہا تھا سب اس جہاد میں شریک تھے۔ پس جب آپ مرظہران میں پہنچے

تو قریش کو اس وقت تک حضور کی طرف سے کوئی خبر نہیں پہونچی تھی اور ان کو کچھ خبر نہ تھی کہ حضور کیا کر رہے ہیں۔ راوی کہتا ہے حضرت عباس اپنے اہل و عیال کو لیکر ہجرت کر کے مدینہ کو جا رہے تھے جو حضور سے مقام جحفہ میں انکی ملاقات ہوئی اور پہلے حضرت عباس مکہ میں اپنے عہدہ سقایت پر قائم تھے اور حضور بھی ان سے راضی تھے؛

اور انہیں دنوں میں ایک روز ابوسفیان بن حرب اور حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقا خبر اخبار کی تلاش میں مکہ سے باہر نکلے اور مقام نبق عقاب میں حضور کا لشکر ابوسفیان اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ کہ یہ مقام مکہ اور مدینہ کے درمیان میں ہے پس انہوں نے حضور کے پاس جانا چاہا۔ اور ام سلمہ نے حضور سے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ آپ کے چچا کا بیٹا اور پھوپھی کا بیٹا جو آپ کا خسر ہے آپ کے پاس آنا چاہتے ہیں حضور نے فرمایا مجھ کو ان سے ملنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے میرے چچا کے بیٹے نے تو میری آبروریزی کی اور میرا پھوپھی کا بیٹا جو خسر بھی ہے۔ اس نے مکہ میں مجھ کو وہ کچھ کہا ہے جو کہا ہے۔ جب یہ ان دونوں کو پہونچی ابوسفیان کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا اس کا ہاتھ پکڑ کر اس نے کہا کہ اچھا ہم دونوں باپ بیٹے جنگل میں چلے جاتے ہیں۔ اور بھوک کے پیاسے مر جائینگے کیونکہ حضور ہم کو حاضر ہونے کی اجازت نہیں دیتے جب حضور نے یہ سنا تو آپ چونکہ رحم اور خلق مجسم تھے ان کے حال زار پر مہربان ہوئے۔ اور ان کو حضوری کی اجازت دی پس یہ دونوں ابوسفیان اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے اور ابوسفیان نے اپنی گذشتہ کارروائیوں کا جو اسلام اور مسلمانوں کی عداوت میں کی تھیں ازحد عذر کیا؛

حضرت عباس کہتے ہیں جب حضور نے مقام مرظہران میں قیام کیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا افسوس ہے کہ قریش کی ہلاکی اور نیست و نابود ہونے کا وقت آگیا۔ کاش کوئی آدمی ہو تو میں اسکو حضور کی لشکر کشی کی خبر کروں اور وہ قریش سے کہے اور قریش مکہ پر حضور کے حملہ کرنے سے پہلے آن کر امن مانگ لیں پھر میں اسی خیال میں حضور کی سفید خچر پر سوار ہو کر میدان اراک میں آیا۔ تا کہ کوئی شخص لکڑیاں چننے والا یا دودھ والا یا کوئی حاجت مندی اور میں اسکو خبر کروں پس فرماتے ہیں کہ میں اسی فکر میں کسی آدمی کو ڈھونڈھ رہا تھا کہ میں نے ابوسفیان اور بدیل بن ورقا کی آواز سنی کہ یہ دونوں آپس میں کہہ رہے ہیں کہ جیسے آج کی رات ہم نے روشنی دیکھی ہے ایسی کبھی نہیں دیکھی ضرور یہ کوئی زبردست لشکر ہے بدیل نے کہا ضرور یہ خزاعہ کا لشکر معلوم ہوتا ہے جنگ کے واسطے آئے ہیں ابوسفیان نے کہا خزاعہ کے پاس یہ جمعیت کہاں ہے جو اسقدر روشنی ان کے لشکر کی ہوتی حضرت عباس کہتے ہیں۔ میں نے ابوسفیان کی آواز پہچان لی۔ اور اس کو پکار کر کہا اے ابوسفیان اس نے بھی میری آواز پہچانی اور کہا ابوالفضل ہیں (حضرت عباس کی کنیت ہے) میں نے کہا ہاں کہنے لگا میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں تم یہاں کہاں ہیں کہا اے ابوسفیان تجھ کو خرابی ہو تو نہیں جانتا کہ یہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا لشکر ہے۔ قریش کی ہلاکی کا وقت قریب آگیا۔ ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں مجھ کو تو کوئی ترکیب نجات کی بتاؤ میں نے کہا میں کیا بتاؤں اگر تو مسلمانوں کے ہاتھ لگ گیا فوراً تیری گردن مار دینگے مگر تو میرے پیچھے خچر پر سوار ہو جا میں تجھ کو حضور کی خدمت میں لے چلتا ہوں۔ اور تیرے واسطے امن کی درخواست کرونگا حضرت عباس فرماتے ہیں ابوسفیان میرے

پیچھے سوار ہو گیا اور وہ دونوں ساتھی ابن کے الٹے پھر گئے اور میں اسکو لیکر لشکر میں آیا جس خیمہ کے پاس سے گذرتا تھا۔ لوگ پوچھتے تھے کہ یہ کون جاتا ہے پھر مجھ کو دیکھ کر کہتے تھے کہ رسول خدا کے چچا رسول خدا کی خچر پر سوار ہیں یہاں تک کہ میں حضرت عمر بن خطاب کے خیمہ کے پاس سے گذرا تو عمر کھڑے ہو گئے۔ اور ابوسفیان کو میرے پیچھے سوار دیکھ کر کہنے لگے یہ ابوسفیان خدا کا دشمن ہے شکر ہے خدا کا کہ خدا نے مجھ کو اس پر قابو دیا اور کوئی عہد و پیمان بھی اسکی جان کے بچنے کے واسطے نہیں ہے اور پھر حضرت عمر حضور کی خدمت میں دوڑے حضرت عباس کہتے ہیں میں نے بھی خچر کو دوڑایا تاکہ میں عمر سے پہلے حضور کی خدمت میں پہنچ جاؤں۔ اور ابوسفیان کے واسطے امن اور پناہ حضور سے لے لوں۔ پس میں عمر سے پہلے حضور کی خدمت میں پہونچ گیا۔ اور عمر بھی اسی وقت آگئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ ابوسفیان پر خدا نے مجھ کو بغیر کسی عہد و پیمان کے قابو دیدیا ہے۔ پس مجھ کو اجازت دیجئے کہ میں اسکی گردن ماردوں عباس کہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے ابوسفیان کو پناہ دیدی ہے۔ اور قسم ہے خدا کی آج کی رات میں اپنے پاس اسکو رکھوں گا۔ پھر جب عمر نے ابوسفیان کے قتل میں بہت اصرار کیا۔ تو میں نے کہا اے عمر اگر بنی عدی بن کعب میں سے یہ شخص ہوتا۔ تو میں ہرگز اس کی سفارش نہ کرتا مگر چونکہ یہ بنی عبد مناف سے ہے اس سبب سے میں نے اسکی سفارش کی ہے عمر نے کہا اے عباس سنو قسم ہے خدا کی جس روز تم مسلمان ہوئے ہو اس روز میں اسقدر خوش ہوا ہوں کہ اپنے باپ خطاب کے اسلام سے بھی اتنا خوش نہ ہوتا۔ اگر وہ اسلام کو قبول کرتا اور یہی میں رسول خدا کو بھی خیال کرتا ہوں کہ جسقدر خوشی ان کو تمہارے اسلام سے ہوئی ہے میرے باپ کے اسلام سے نہ ہوتی حضور نے فرمایا اے عباس اب تو تم اس کو لیجاؤ اور صبح کو میرے پاس لے آنا۔

حضرت عباس کہتے ہیں۔ رات کو ابوسفیان میرے ہی پاس رہا۔ اور صبح کو میں اسکو لیکر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا حضور نے ابوسفیان کو دیکھتے ہی فرمایا کہ اے ابوسفیان تجھ کو خرابی ہو کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا ہے کہ تو خدا کی وحدانیت کو جانے ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کس قدر حلیم اور کریم اور رشتہ کے ملانے والے ہیں بیشک میں اس بات پر یقین رکھتا ہوں کہ اگر خدا کے ساتھ کوئی اور معبود ہوتا تو ضرور مجھ کو کچھ نفع پہنچاتا کیونکہ میں اسکی پوجا کرتا تھا پھر حضور نے فرمایا افسوس ہے تجھ پر اے ابوسفیان کہ کیا تیرے واسطے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ تو میری رسالت کا اقرار کرے ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کس قدر حلیم وکریم اور رشتہ کا خیال اور پاس کرنے والے ہیں۔ قسم ہے خدا کی اس بات سے اس وقت تک دل میں کچھ ہے حضرت عباس نے فرمایا تجھ کو خرابی ہو گردن کے مارے جانے سے پہلے اسلام قبول کرلے۔ اور لا الٰہ الا اللہ و محمد رسول اللہ کی گواہی دے۔ پس ابوسفیان نے گواہی دی۔ اور اسلام قبول کیا۔

حضرت عباس کہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ابوسفیان فخر دوست رکھتا ہے اسکے واسطے کوئی ایسی بات کر دیجئے جس میں اسکو فخر ہو حضور نے فرمایا جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو گا اسکو امن ہے اور جو اپنا دروازہ بند کرلیگا اسکو امن ہے اور جو مسجد حرام میں داخل ہو گا اس کو امن ہے۔

حضرت عباس کہتے ہیں جب ابوسفیان رخصت ہو کر چلنے لگا۔ تو حضور نے فرمایا اے عباس اس کو راستہ

سے ایک ٹیلہ پر کھڑا کر کے لشکر اسلام کے گذرنے کی سیر کھاؤ۔ عباس کہتے ہیں میں ابوسفیان کو لیکر ٹیلہ پر کھڑا ہو گیا۔ جہاں حضور نے مجھ کو کھڑا ہونے کا حکم دیا تھا۔ اور قبائل کی فوجیں گذرنی شروع ہوئیں اور جو قبیلہ گذرتا ابوسفیان پوچھتا کہ یہ کونسا قبیلہ ہے میں بتلاتا کہ یہ سلیم ہے اور یہ مزینہ ہے اور یہ فلاں ہے اور یہ وہ ہے یہاں تک کہ حضور سبز لشکر کے ساتھ گذرے اور سبز اس لشکر کو اس سبب سے کہا گیا۔ کہ اسکے تمام لوگ لوہے میں غرق سے یعنے زرہ اور خود وغیرہ سامان حرب سے اسقدر مسلح اور مکمل تھے کہ صرف ان کی آنکھیں دکھائی دیتی تھیں اور کچھ نہ معلوم ہوتا تھا جب یہ لوگ گذرے تو ابوسفیان نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں میں نے کہا یہ مہاجرین اور انصار ہیں اور حضور بھی انہیں کے ساتھ ہیں ابوسفیان نے کہا سبحان اللہ اے عباس بھلا ان لوگوں سے مقابلہ کرنے کی کس میں تاب طاقت ہے۔ قسم ہے خدا کی اے ابوالفضل تمہارے بھتیجے کی سلطنت اب بڑی زبردست ہوگئی ہے حضرت عباس نے کہا یہ سلطنت نہیں ہے بلکہ یہ نبوت ہے۔ ابوسفیان نے کہا ہاں بیشک نبوت ہے۔ حضرت عباس کہتے ہیں میں نے ابوسفیان سے کہا کہ اب دوڑ کر جا اور اپنی قوم کو نجات کا طریقہ بتا۔ ابوسفیان دوڑا اور مکہ میں جا کر چیخا اور پکار کر کہا کہ اے قریش محمد آ گئے اور ایسا لشکر ان کے ساتھ ہے کہ جس کے مقابلہ کی تم ہرگز طاقت نہیں رکھتے پس جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگا وہ امن والا ہے ؛

راوی کہتا ہے ہندہ بنت عتبہ نے ابوسفیان کا یہ کلام سنکر اسکی مونچھ پکڑ لی اور قریش سے کہا کہ اس پہلوان مضبوط موٹے فربہ کو قتل کرو کہ ایک ذرا سے لشکر کو دیکھ کر اسقدر حواس باختہ ہو گیا ہے۔ ابوسفیان نے کہا اے قریش تم اس کے بہکانے میں آ کر اپنی جان نہ کھوؤ۔ محمد تم پر آ گئے جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگا۔ اُس کو امن ہے۔ قریش نے کہا تجھ کو خرابی ہو تیرے گھر میں ایسے کس قدر لوگ داخل ہونگے ابوسفیان نے کہا جو اپنا دروازہ بند کر لیگا۔ اُس کو بھی امن ہے اور جو مسجد حرام میں داخل ہوگا۔ اُس کو بھی امن ہے پس یہ سنتے ہی بہت سے لوگ اپنے گھروں کو اور بہت سے مسجد حرام کو بھاگ گئے ؛

راوی کہتا ہے جس وقت حضور مقام ذی طویٰ میں پہنچے تو آپ اپنی سواری پر ٹھیرے اور آپ اس وقت سرخ رنگ کی حبری چادر سر پر اوڑھے ہوئے تھے اور خدا کی اس عنایت اور فتح کو دیکھ کر اپنا سر تواضع سے خدا کے سامنے جھکاتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کی ٹھوڑی اونٹ کی کاٹھی سے لگنے کے قریب ہو جاتی تھی ؛

ابن اسحاق کہتے ہیں جس وقت حضور ذی طویٰ میں ٹھیرے ہوئے تھے ابوقحافہ حضرت ابوبکر کے والد نے اپنی سب سے چھوٹی بیٹی سے کہا کہ اے بیٹی تو مجھ کو ابوقبیس پہاڑ پر لے چل اور ابوقحافہ کی آنکھیں جاتی رہی تھیں پس یہ لڑکی انکو لیکر پہاڑ پر آئی۔ ابوقحافہ نے پوچھا اے لڑکی تجھے کیا دکھائی دے رہا ہے لڑکی نے کہا بہت سوا اور لشکر ہے اور ایک شخص انکو ہدایتیں کر رہا ہے۔ ابوقحافہ نے کہا اے لڑکی یہ شخص ہے جو سواروں کو مرتب کرتا ہے پھر لڑکی نے کہا اب قسم ہے خدا کی لشکر چلنا شروع ہو گیا۔ ابوقحافہ نے کہا اب یہ لشکر یہاں آجائیگا۔ پس بیٹی تو جلدی سے مجھ کو گھر لے چل لڑکی ان کو لیکر پیچھے اُتری کہ سواروں نے آن لیا اس لڑکی کے گلے میں ایک چاندی کی ہنسلی تھی وہ کسی سوار نے اسکے گلے سے اُتار لی۔ پھر جب حضور مکہ میں داخل ہوئے تو ابوبکر اپنے باپ کو لیکر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور نے فرمایا اے ابوبکر تم نے بڑے میاں کو ناحق تکلیف دی میں خود ان سے ملنے کو اُن کے گھر جاتا۔ ابوبکر رضہ نے عرض کیا حضور کے تشریف لیجانے

سے بمکر حضور کی خدمت میں حاضر ہونا بہتر ہے۔ حضور نے ان کو اپنے سامنے بٹھایا اور ان کے سینہ پر ہاتھ پھیرا تو انہوں نے اسلام قبول کیا۔ جب ابوبکر اپنے والد کو لائے ہیں۔ تو ان کا سر بالکل [illegible] بگلا تھا۔ حضور نے فرمایا ان کے بالوں میں خضاب لگایا کرو۔ پھر ابوبکر نے اپنی بہن کا ہاتھ پکڑ کر کہا میں خدا کی اور اسلام کی قسم دیتا ہوں میری بہن کا طوق جس نے طوق لیا ہو وہ دیدے مگر کسی نے جواب نہ دیا۔ تب ابوبکر نے اپنی بہن سے کہا۔ اے بہن تو اپنی ہنسلی پر صبر کر اس زمانہ میں امانت لوگوں میں بہت کم ہے۔

جب حضور نے مقام ذی طوی سے لشکر کو روانہ کیا تو زبیر بن عوام کو میسرہ لشکر کے ساتھ مقام کداء کی طرف سے داخل ہونے کا حکم دیا۔ اور سعد بن عبادہ کو بھی کچھ لشکر کے ساتھ اسی طرف روانہ کیا سعد بن عبادہ جس وقت مکہ میں داخل ہونے کو متوجہ ہوئے۔ تو انہوں نے یہ کہا کہ آج جنگ عظیم کا روز ہے اور آج کے دن حرمت حلال کی جائے گی حضرت عمر کو سعد کے اس کلام سے اندیشہ ہوا۔ اور حضور سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم کو سعد بن عبادہ کے کلام سے اندیشہ ہے کہ کہیں وہ قریش پر سخت حملہ نہ کریں۔ حضور نے علی سے فرمایا کہ تم جا کر سعد سے نشان لے لو اور مکہ میں داخل ہو۔

اور خالد بن ولید کو حضور نے میمنہ لشکر کا سردار کیا جس میں اسلم اور سلیم اور غفار اور مزینہ اور جہینہ وغیرہ قبائل عرب کی فوج تھی اور خالد اس کو لیکر مکہ میں نیچے کی جانب سے داخل ہوئے۔

اور ابو عبیدہ بن جراح شمالی لشکر لیکر حضور کے آگے آگے اذاخر کی طرف سے مکہ کی بلندی پر آئے۔ اور وہاں حضور کے واسطے خیمہ کھڑا کیا گیا۔

راوی کہتا ہے صفوان بن امیہ اور عکرمہ بن ابی جہل اور سہیل بن عمرو چند لوگوں کو ساتھ لیکر جنگ کے ارادہ سے خندمہ پر حضرت خالد بن ولید کے مقابل آئے اور حماس بن قیس بن خالد بنی بکر میں سے ایک شخص حضور کے مکہ کی طرف متوجہ ہونے سے پہلے اپنے ہتھیاروں کو تیز اور درست کیا کرتا تھا۔ اس کی بیوی نے اس سے پوچھا تو کس واسطے یہ ہتھیار تیز کرتا ہے۔ اس نے کہا محمد اور ان کے اصحاب کی جنگ کے واسطے عورت نے کہا میرے نزدیک تو محمد کے سامنے ان میں سے کوئی چیز بھی نہیں ٹھہر سکتی۔ حماس نے کہا قسم ہے خدا کی مجھ کو امید ہے کہ میں مسلمانوں میں سے کسی کو پکڑ کر تیری خدمت کے واسطے لاؤں گا۔ پھر یہ حماس بھی خندمہ کی لڑائی میں صفوان اور عکرمہ بن ابی جہل کے ساتھ شریک ہوا۔

راوی کہتا ہے محارب بن فہر اور خنیس بن خالد بن ربیعہ حضرت خالد کے لشکر سے الگ ہو کر جا رہے تھے مشرکین نے ان کو شہید کیا اور کرز بن جابر بھی ان کے ساتھ تھے جب انہوں نے خنیس کو شہید دیکھا۔ تو ان کی لاش سے آگے بڑھ کر اس قدر جہاد کیا کہ آخر خود بھی شہید ہوئے۔

اور قبیلہ جہینہ میں سے سلمہ بن میلاء شہید ہوئے اور مشرکین میں سے قریب بارہ آدمیوں کے قتل ہوئے پھر مشرکین بھاگ گئے اور حماس بھی بھاگ کر اپنے گھر میں آن چھپا اور جورو سے کہا گھر کا دروازہ بند کر دے جورو نے کہا تو اس دن تو کیا کہہ رہا تھا اور اب ایسا نامرد ہو گیا حماس نے جواب دیا ؎

إِنَّكِ لَوْ شَهِدْتِ يَوْمَ الْخَنْدَمَهْ ٭ إِذْ فَرَّ صَفْوَانُ وَفَرَّ عِكْرِمَهْ ٭ وَأَبُو يَزِيدَ قَائِمٌ كَالْمُوتَمَهْ

اگر تو خندمہ کی جنگ میں موجود ہوتی جبکہ صفوان اور عکرمہ بھاگ گئے۔ اور ابو یزید بھی حیران و پریشان کھڑا تھا۔

وَاسْتَقْبَلَتْهُمْ بِالسُّيُوفِ الْمُسْلِمَهْ ٭ يَقْطَعْنَ كُلَّ سَاعِدٍ وَجُمْجُمَهْ ٭ ضَرْبًا فَلَا يُسْمَعُ إِلَّا غَمْغَمَهْ

اور ہم تیز تلواروں کے ساتھ ان کے آگے بڑھا کر کلائی اور کھوپڑی کو کاٹ کر ڈال دیتی تھیں۔ اور ایسی مار مارتی کہ بجز چیخ دھاڑ کے کچھ سنائی نہ دیتا تھا ٭

لَهُمْ نَهِيتٌ خَلْفَنَا وَهَمْهَمَهْ ٭ لَمْ تَنْطِقِي فِي اللَّوْمِ أَدْنَى كَلِمَهْ

اور ہمارے پیچھے دشمنوں کی غل تھی۔ پس اگر تو اس موقع کو دیکھتی تو ایک لفظ ملامت کا میری نسبت نہ کہتی۔

راوی کہتا ہے فتح مکہ اور حنین اور طائف میں مہاجرین کا شعار یا بنی عبد الرحمٰن تھا اور انصار کا شعار یا بنی عبید اللہ تھا اور حضور نے اپنے امراء لشکر سے عہد لے لیا تھا کہ جو شخص تم سے لڑے اس سے تم بھی لڑنا اور کسی کو قتل نہ کرنا اور چند لوگوں کے نام لیکر فرمایا تھا۔ کہ ان کو جہاں پاؤ وہیں قتل کرنا اگرچہ یہ کعبہ کے پردہ کے اندر گھسے ہوئے ہوں وہاں بھی نہ چھوڑنا ٭

انہیں لوگوں میں سے ایک شخص عبد اللہ بن سعد عامری تھا اسکے قتل کرنے کا حکم حضور نے اس سبب سے دیا تھا۔ کہ یہ پہلے مسلمان ہوا تھا۔ اور وحی کو حضور کے پاس لکھا کرتا تھا پھر یہ مرتد ہو کر قریش سے آملا۔ اور اب اس جنگ میں یہ حضرت عثمان کے پاس جا چھپا۔ کیونکہ ان کا دودھ بھائی تھا یہانتک کہ جب مکہ میں اطمینان ہوگیا تو حضرت عثمان اسکو لیکر حضور کی خدمت میں امن دلانے کے واسطے آئے حضور بہت دیر تک خاموش رہے۔ جب عثمان نے اصرار کیا تو حضور نے فرمایا ہاں اور جب عثمان اس کو لیکر چلے گئے تو حضور نے صحابہ سے فرمایا کہ میں اتنی دیر تک خاموش رہا تم میں سے کسی نے کھڑے ہو کر اس کو قتل نہ کردیا انصار میں سے ایک شخص نے عرض کیا حضور آنکھ سے مجھ کو اشارہ فرما دیتے فرمایا۔ نبی اشارہ سے قتل نہیں فرماتے ہیں ٭

ابن ہشام کہتے ہیں عبد اللہ بن سعد پھر مسلمان ہوگیا تھا اور حضرت عمر نے اسکو کسی جگہ کا حاکم بھی بنایا تھا اور حضرت عمر کے بعد حضرت عثمان نے بھی اس کو حاکم بنایا تھا ٭

اور ایک شخص عبد اللہ بن خطل نامی کے قتل کا حضور نے حکم دیا تھا اور اس کا سبب یہ تھا۔ کہ یہ بھی مسلمان ہوا تھا اور حضور نے کسی طرف اس کو زکوٰۃ وصول کرنے کے واسطے روانہ کیا۔ اور ایک انصاری کو بھی اس کے ساتھ کیا تھا اور اس کا ایک غلام مسلمان بھی اسکے ساتھ تھا جب یہ کسی منزل میں اترا تو اپنے غلام سے اس نے کہا کہ ایک بکرا ذبح کر کے پکالے غلام بیچارہ سو گیا۔ اور کھانا اس نے نہ پکایا اس نے اس غلام کو شہید کیا اور مرتد ہو کر قریش سے آن ملا۔ اور اپنی لونڈیوں سے حضور کی ہجو کے اشعار گوایا کرتا تھا حضور نے اسکے اور دونوں لونڈیوں کے قتل کا حکم فرمایا ٭

اور ایک حویرث بن نقید کے قتل کا حکم دیا کیونکہ یہ مکہ میں حضور کو ستایا کرتا تھا۔ اور جب حضرت عباس حضرت فاطمہ اور ام کلثوم حضور کی صاحبزادیوں کو مکہ سے لیکر مدینہ میں پہونچانے چلے ہیں تو اسی حویرث بن نقید

نے ان دونوں کو اونٹ پر سے زمین پر گرادیا تھا۔

اور مقیس بن صبابہ کے قتل کا حضور نے اس سبب سے حکم دیا کہ یہ انصاری کو شہید کر کے جنہوں نے اسکے بھائی کو خطا سے قتل کیا تھا مکہ میں مرتد ہو کر بھاگ آیا تھا۔

اور سارہ کے قتل کا حکم دیا جو بنی عبد المطلب میں سے کسی کی لونڈی تھی اور حضور کو مکہ میں بہت برا بھلا کہا کرتی تھی۔

اور عکرمہ بن ابی جہل کے قتل کا بھی حضور نے حکم دیا تھا مگر یہ یمن کی طرف بھاگ گیا اور اس کی بیوی ام حکیم بنت حرث بن ہشام مسلمان ہوئی اور اس نے حضور سے اسکے واسطے امن لیا حضور نے امن دیدیا۔ تب وہ یمن میں اسکو تلاش کرنے گئی اور پھر حضور کی خدمت میں لیکر آئی اور عکرمہ مسلمان ہوا۔

عبد اللہ بن خطل کو سعید بن حریث مخزومی اور ابو برزہ اسلمی دونوں نے ملکر شہید کیا۔ اور مقیس بن صبابہ کو اسی کی قوم کے ایک شخص نمیلہ بن عبد اللہ نے قتل کیا اور حویرث بن نقید کو حضرت علی نے قتل کیا۔ اور عبد اللہ بن خطل کی دونوں لونڈیوں میں سے ایک لونڈی تو قتل ہوئی۔ اور دوسری بھاگ گئی۔ اس کے واسطے حضور سے امن لیا گیا تو حضور نے امن دیدیا۔ اور سارہ کے واسطے بھی امن مانگا اس کو بھی حضور نے امن دیا۔ پھر حضرت عمر کے زمانہ میں سارہ ایک گھوڑی کی روندن میں آکر مقام ابطح میں ہلاک ہوئی۔

ام ہانی بنت ابی طالب حضرت علی کی بہن کہتی ہیں کہ جس وقت حضور مکہ کی بلند جانب میں رونق افروز تھے حرث بن ہشام اور زہیر بن ابی امیہ بن مغیرہ بھاگ کر میرے گھر میں آئے اور میں نے کوٹھری میں ان کو بند کر دیا۔ اور ان کے پیچھے ہی میرے بھائی علی بن ابیطالب تلوار لئے ہوئے آئے۔ اور کہا میں ان کو قتل کرتا ہوں ام ہانی کہتی ہیں یہ دونوں شخص میرے خاوند ہبیرہ بن ابی وہب کے رشتہ دار تھے میں ان کو بند کر کے حضور کے پاس آئی حضور اس وقت ایک برتن سے جس میں کچھ آٹا بھی لگا ہوا تھا پانی لیکر غسل کر رہے تھے۔ اور حضرت فاطمہ آپ کی صاحبزادی چادر سے پردہ کئے ہوئے تھیں۔ جب آپ غسل سے فارغ ہوئے تو چادر لپیٹ کر آپ نے چاشت کی نماز کی آٹھ رکعتیں ادا کیں۔ پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا آؤ اے ام ہانی خوب آئیں اچھی ہو میں نے عرض کیا حضور میرے خاوند کے دو رشتہ دار میرے گھر میں پناہ گزین ہیں اور میرے بھائی علی ان کے قتل کرنے پر اصرار کرتے ہیں حضور نے فرمایا جس کو تم نے امن دیا اس کو ہم نے امن دیا۔ اور جس کو تم نے پناہ دی اس کو ہم نے پناہ دی جاؤ علی ان کو قتل نہ کرینگے۔

صفیہ بنت شیبہ کہتی ہیں کہ جب حضور مکہ میں آن کر اترے اور لوگوں میں امن ہو گیا حضور نے کعبہ کے سات طواف کئے اور اس وقت آپ اپنی اونٹنی پر سوار تھے اور ایک چھڑی سے جو آپ کے ہاتھ میں تھی حجر اسود کو سلام کرتے تھے پھر حضور نے عثمان بن طلحہ کو بلا کر کعبہ کی کنجی اس سے لی اور کعبہ کے اندر داخل ہوئے۔ وہاں لکڑی کا ایک کبوتر بنا ہوا رکھا دیکھا۔ اس کو توڑ کر پھینک دیا۔ اور پھر کعبہ کے دروازہ پر آن کر کھڑے ہوئے اور مسلمان تمام مسجد میں گھیرے ہوئے تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ اہل علم کا بیان ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے دروازہ پر کھڑے

پھر فرمایا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ صَدَقَ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ[1]۔ اے لوگو! جس باپ دادا کے فخر یا خون یا مال کا دعوےٰ کیا جائے پس وہ میرے ان دونوں قدموں کے نیچے ہے مگر خانہ کعبہ کی کلید برداری اور زمزم سے پانی پلانے کی خدمت۔ اے لوگو خطا کر جو شخص مارا جائے یعنی لکڑی یا کوڑے وغیرہ سے پس اس میں پورا خونبہا یعنی سو اونٹ[2] لازم ہیں۔ اے قریش خداوند تعالیٰ نے تم سے زمانہ جاہلیت کے نخوت اور فخر کو دور کر دیا جو باپ دادا کے ساتھ کیا جاتا تھا سب لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم کی پیدائش مٹی سے ہے پھر حضور نے یہ آیت پڑھی۔ یٰاَیُّہَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔ اے لوگو ہم نے تم کو نر اور مادہ سے پیدا کیا ہے اور تمہارے اندر شاخیں اور قبیلے بنائے ہیں تاکہ تم آپس میں ایک دوسرے کو شناخت کرو (اور) بیشک خدا کے نزدیک تم میں بزرگ مرتبہ وہ ہے جو بڑا متقی ہے۔ پھر فرمایا اے قریش تم کیا خیال کرتے ہو کہ میں تم میں کیسی کارروائی کروں گا۔ قریش نے کہا آپ جو کچھ کرینگے بہتر کرینگے۔ آپ ہمارے بھائی کریم ابن الکریم ہیں۔ فرمایا اچھا اب جاؤ تم سب آزاد ہو۔ اور خود حضور مسجد میں تشریف فرما ہوئے۔ اور حضرت علی خانہ کعبہ کی کنجی ہاتھ میں لیکر سامنے آئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ حجابت بھی سقایت کے ساتھ ہم کو عنایت فرمایئے۔ حضور نے فرمایا عثمان بن ابی طلحہ کہاں ہے عثمان حاضر ہوا حضور نے فرمایا اے عثمان اپنی کنجی سنبھال آج کا دن نیکی اور وفا کا ہے اور حضرت علی سے فرمایا کہ ہم تم کو ایسی چیز عنایت کرینگے جس سے تم مشقت میں نہ پڑو گے۔

بعض اہل علم کا بیان ہے کہ جب حضور فتح مکہ کے روز کعبہ میں داخل ہوئے تو اسکے اندر آپ نے فرشتوں کی تصویریں دیکھیں اور ایک تصویر حضرت ابراہیم کی دیکھی کہ ازلام[3] کے ساتھ قرعہ ڈال رہے ہیں۔ اس کو دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ ان کو خدا غارت کرے ہمارے بزرگ کی کس صورت سے تصویر بنائی ہے بھلا حضرت ابراہیم کو اس قرعہ بازی سے کیا تعلق پھر آپ نے یہ فرمایا کہ ابراہیم نہ یہودی تھے نہ نصرانی تھے وہ تو یکسو ہونیوالے مسلمان تھے اور ہرگز وہ مشرکوں میں سے نہ تھے پھر ان تصویروں کے مٹانے کا آپ نے حکم فرمایا چنانچہ اسی وقت وہ مٹا دی گئیں۔

جب حضور کعبہ کے اندر داخل ہوئے ہیں تو بلال بھی آپ کے ساتھ تھے جب حضور باہر نکل آئے۔ تو بلال پیچھے رہ گئے عبداللہ بن عمر نے بلال سے پوچھا کہ حضور نے کس جگہ نماز پڑھی ہے اور یہ نہ پوچھا کہ کسقدر پڑھی ہے پھر ابن عمر جب کعبہ میں داخل ہوتے تھے تو سیدھے اندر جاکر دروازہ کی طرف پشت کرکے تین ہاتھ دیوار سے علیحدہ کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ یہی جگہ حضور کی نماز کی بلال نے ان کو بتائی ہے۔

جب حضور کعبہ میں داخل ہوئے ہیں تو بلال کو آپ نے اذان کہنے کا حکم فرمایا۔ اور ابو سفیان بن حرب اور عتاب بن اسید اور ہشام بن حرث کعبہ کے صحن میں بیٹھے ہوئے تھے عتاب بن اسید نے کہا کہ اسید کو اللہ

---

[1] خدا وحدہٗ لاشریک کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اپنے وعدہ کو اس نے سچا کیا اور اپنے بندہ کی مدد فرمائی اور تنہا تمام کفاروں کے لشکر کو اس نے ہزیمت دی [2] خونبہا کے احکام کی تفصیل کتب فقہ میں مذکور ہے ۱۲ [3] ازلام زمانہ جاہلیت میں قرعہ ڈالنے کے تیر تھے ۱۲

نے بڑی بزرگی دی کہ اُس نے یہ بات نہیں سنی ورنہ وہ ضرور یہی بات کہتا جس سے ان کو یعنے حضور کو غصہ آتا۔ حرث نے کہا اگر مجھ کو معلوم ہو جائے کہ یہ حق پر ہیں تو میں ان کا اتباع کر لوں۔ ابو سفیان نے کہا میں تو کچھ نہیں بولتا۔ اگر میں ایک حرف بھی کہوں گا تو یہ کنکریاں میری بات اُن سے کہدینگی پھر حضور کعبہ سے باہر ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا تم نے جو کچھ باتیں کی ہیں سب مجھے معلوم ہیں اور سب ان سے بیان کر دیں عتاب اور حرث نے کہا بیشک ہم گواہی دیتے ہیں کہ تم خدا کے رسول ہو۔ کیونکہ اس وقت ہمارے سوا کوئی شخص نہ تھا جس کو ہم کہہ سکتے کہ اس نے تم سے کہا ہوگا ؛

ابن اسحاق کہتے ہیں بنی اسلم میں ایک شخص احمر نام بڑا بہادر تھا اور جب یہ سوتا تھا تو بڑے زور سے خراٹے لیا کرتا تھا۔ اور اسی سبب سے الگ سوتا تھا۔ اور جب لوگ اس کو پکارتے تو مثل شیر کے اٹھ کر آتا تھا اور کسی سے خوف نہ کرتا تھا ؛

راوی کہتا ہے بنی ہذیل کے چند لوگ مقام حاضرہ کو جاتے تھے جب یہ حاضرہ کے قریب پہونچے۔ تو ان میں ایک شخص ابن اثوع ہذلی نے کہا کہ تم لوگ جلدی نہ کرو۔ میں جا کر دیکھ آؤں کہ یہاں احمر بھی ہے یا نہیں اگر وہ ہوگا تو اُسکے خراٹے کی آواز ضرور آئیگی اور یہ رات کا وقت تھا پھر ابن اثوع نے احمر کے خراٹے کی آواز سُنکر اس کے سینہ پر تلوار رکھ کر زور کیا اور اُس کو مار ڈالا پھر حاضرہ کے لوگوں کو لوٹ لیا۔ اُنہوں نے احمر احمر کہہ کے پکارا۔ مگر احمر بیچارہ کہاں تھا جو اُن کی مدد کو جاتا ؛

اب جو حضور نے مکہ کو فتح کیا تو فتح کے دوسرے روز ابن اثوع مکہ میں لوگوں کا حال دریافت کرنے آیا۔ اور اس وقت تک یہ مشرک ہی تھا بنی خزاعہ نے اسکو پہچان کر چاروں طرف سے اس کو گھیر لیا اور کہا احمر کا قاتل تو ہی ہے اس نے کہا ہاں میں احمر کا قاتل ہوں پھر اتنے میں خراش بن اُمیہ تلوار لئے ہوئے آئے اور اس کو قتل کر دیا جب حضور کو یہ خبر پہونچی فرمایا اے خزاعہ اب تم قتل سے اپنے ہاتھ روک لو۔ کیونکہ بہت لوگ قتل ہو چکے ہیں۔ اور یہ تم نے ایسے شخص کو قتل کیا ہے جس کا مجھ کو خونبہا دینا پڑے گا ؛

ابو شریح خزاعی کہتے ہیں جب عمرو بن زبیر مکہ میں اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر سے لڑنے کو آئے تو میں ان کے پاس گیا۔ اور میں نے کہا اے شخص ہم فتح مکہ میں حضور کے ساتھ تھے جب فتح کا دوسرا دن ہوا تو خزاعہ نے ایک مشرک کو قتل کر دیا۔ حضور نے فرمایا اے لوگو مکہ جس دن سے کہ خدا نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے۔ حرم ہے اور قیامت تک حرم رہیگا۔ کسی مسلمان کو جائز نہیں ہے کہ اس میں خون بہائے یا اس کا درخت کاٹے مجھ سے پہلے کسی کے واسطے یہ حلال نہیں کیا گیا اور نہ میرے بعد کسی کے واسطے یہ حلال ہوگا۔ صرف میرے لئے ایک ساعت کے واسطے حلال ہوا تھا۔ اب پھر اسکی حرمت ویسی ہی ہو گئی ہے جیسی کہ تھی۔ جو لوگ تم میں سے موجود ہیں اُن کو لازم ہے کہ جو لوگ غائب ہیں انکو یہ حکم پہنچا دیں۔ اور اگر کوئی یہ کہے کہ رسول خدا نے اس میں قتل و قتال کیا ہے۔ تو اس سے کہدو کہ رسول خدا کو خدا نے صرف ایک ساعت کے واسطے یہاں کے لوگوں کی سرکشی کے سبب سے اجازت دی تھی۔ اور اے خزاعہ تمہارے واسطے خدا نے اس کو حلال نہیں کیا ہے تم قتل سے اپنے ہاتھ اٹھالو بہت قتل و قتال ہو چکا ہے اور تم نے ایسے شخص کو قتل کیا ہے جس کا خونبہا

مجھ کو دینا پڑے گا۔ اور اب سے جو شخص قتل ہوگا۔ پس اسکے وارثوں کو اختیار ہے کہ چاہیں قصاص لیں اور چاہیں خونبہا پر راضی ہو جائیں۔

عمرو بن زبیر نے ابو شریح سے یہ گفتگو سنکر کہا آپ تشریف لیجائیے۔ میں آپ سے زیادہ کعبہ کی حرمت کو جانتا ہوں کعبہ کی حرم قاتل اور باغی کو پناہ نہیں دیتی ہے ابو شریح نے کہا جس وقت حضور نے فرمایا ہے میں موجود تھا اور تو موجود نہ تھا۔ پس میں نے تجھ کو یہ حکم پہونچا دیا۔ اب تو جانے اور تیرا کام جانے۔

ابن ہشام کہتے ہیں فتح مکہ کے مقتولین میں سب سے پہلے جس مقتول کا حضور نے خونبہا دیا وہ جنیدب بن اکوع تھا بنی کعب نے اس کو قتل کیا اور حضور نے اسکے خونبہا میں سو اونٹ عنایت کئے۔

جب مکہ فتح ہوگیا تو حضور صفا پہاڑ پر دعا و مناجات میں مشغول ہوئے اور انصار نے آپس میں کہا کہ اب تو اللہ تعالیٰ نے حضور کا شہر فتح کر دیا ہے۔ شاید حضور یہیں رہنا اختیار کریں۔ جب حضور دعا سے فارغ ہوئے تو دریافت فرمایا کہ تم کیا کہہ رہے تھے۔ حضور نے فرمایا ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا زندگی بھی تمہارے ساتھ ہے اور موت بھی تمہارے ساتھ ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں مکہ کے روز جب حضور نے اونٹنی پر سوار ہو کر کعبہ کے گرد طواف کیا ہے۔ تو کعبہ کے گرد بت سیسہ سے جڑے ہوئے نصب تھے۔ حضور نے چھڑی سے جو آپ کے ہاتھ میں تھی ان بتوں کی طرف اشارہ کرنا شروع کیا۔ جس بت کے مونھ کی طرف آپ اشارہ فرماتے وہ مونھ کے بل اور پشت کی طرف اشارہ فرماتے وہ پشت کے بل گر پڑتا یہانتک کہ اسی طرح سب بت گر پڑے۔

ابن ہشام کہتے ہیں فضالہ بن عمیر بن ملوح لیثی نے ارادہ کیا کہ حضور کو شہید کر دیں اور جب حضور کے قریب پہونچے اور آپ اس وقت کعبہ کا طواف کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا فضالہ ہے عرض کیا حضور ہاں میں ہوں۔ فرمایا تم کس ارادہ سے آئے ہو عرض کیا کچھ نہیں خدا کو یاد کر رہا ہوں حضور نے فرمایا خدا سے مغفرت مانگو اور پھر آپ نے اپنا ہاتھ فضالہ کے سینہ پر رکھا جس سے ان کے دل کو تسکین ہوئی۔ فضالہ کہتے ہیں حضور کے میرے سینہ پر ہاتھ رکھنے سے حضور کی محبت سب سے زیادہ مجھ کو ہوگئی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں صفوان بن امیہ مکہ سے بھاگ کر جدہ میں آیا۔ تاکہ جہاز میں سوار ہو کر یمن کو چلا جائے عمیر بن وہب نے حضور سے عرض کیا کہ یا نبی اللہ صفوان بن امیہ اپنی قوم کا سردار ہے حضور اس کو امن عنایت کریں۔ حضور نے امن دے دیا۔ عمیر نے کہا اسکی کچھ نشانی بھی مجھ کو مرحمت ہو۔ حضور نے اپنا وہ عمامہ جس کو باندھے ہوئے آپ مکہ میں داخل ہوئے تھے دیدیا۔ عمیر عمامہ کو لیکر جدہ میں صفوان کے پاس آئے اور کہا حضور نے تم کو امن دیا ہے اب تم کیوں اپنے تئیں ہلاک کرتے ہو یہ عمامہ بھی حضور کا میں نشانی کے واسطے لایا ہوں۔ صفوان نے کہا اے عمیر تو میرے سامنے سے چلا جا اور مجھ سے بات نہ کر۔ عمیر نے کہا اے صفوان حضور تیرے بھائی اور نہایت حلیم اور کریم اور رحیم ہیں تو ان کے پاس چل۔ ان کی عزت تیری عزت ہے اور ان کی سلطنت تیری سلطنت ہے صفوان نے کہا مجھ کو اپنی جان کا خوف ہے۔ عمیر نے کہا انہوں نے تجھ کو امن دیدیا ہے۔ پھر صفوان عمیر کے ساتھ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ یہ عمیر کہتا ہے کہ آپ نے مجھ کو

امن دیا ہے حضور نے فرمایا ہاں یہ سچ کہتا ہے صفوان نے عرض کیا تو پھر آپ مجھ کو دو مہینہ تک اختیار دیں۔ حضور نے فرمایا تم کو چار مہینہ تک اختیار ہے ؛

زہری کہتے ہیں کہ اُم حکیم بنت حرث عکرمہ بن ابی جہل کی بیوی تھی جو حضور سے عکرمہ کے واسطے امن لیکر یمن کو گئی اور وہاں سے اس کو لائی اور فاختہ بنت ولید صفوان کی بیوی تھی یہ دونوں عورتیں اپنے خاوندوں سے پہلے اسلام لائی تھیں اور حضور نے ان کو اسی پہلے نکاح پر قائم رکھا تھا ؛

ابن اسحاق کہتے ہیں مکہ کی فتح میں لشکر اسلام کی تعداد دس ہزار تھی۔ بنی سلیم میں سے سات سو اور بعض کہتے ہیں ایک ہزار تھی۔ اور بنی غفار میں سے چار سو اور بنی اسلم میں سے چار سو اور بنی مزینہ میں سے ایک ہزار تین اور باقی مہاجرین اور انصار اور ان کے حلفاء اور مختلف قبائل عرب مثل بنی تمیم و بنی قیس و بنی اسد وغیرہ میں سے تھے ؛

عباس بن مرواس کے اسلام لانے کا بیان

عباس کا باپ مرواس ایک پتھر کے بت کی جس کا نام اس نے ضمار رکھا تھا پرستش کیا کرتا تھا جب مرواس مرنے لگا تو اس نے اپنے بیٹے عباس سے کہا کہ اے فرزند تم اسی بت کی پرستش کرنا یہی تمہارے نفع اور نقصان کا مالک ہے۔ چنانچہ عباس اس بت کی پرستش کیا کرتا تھا۔ ایک روز اس نے بت کے اندر سے یہ اشعار سنے

قُلْ لِلْقَبَائِلِ مِنْ سُلَیْمٍ کُلِّهِمْ ؛ أَوْدیٰ ضِمَارُ وَعَاشَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ ؛ إِنَّ الَّذِیْ وَرِثَ النُّبُوَّةَ وَالْهُدیٰ

بَعْدَ ابْنِ مَرْیَمَ مِنْ قُرَیْشٍ مُهْتَدِیْ ؛ أَوْدیٰ ضِمَارُ وَکَانَ یُعْبَدُ مَرَّةً ؛ قَبْلَ الْکِتَابِ إِلَی النَّبِیِّ مُحَمَّدِ

جب مرواس نے یہ اشعار سنے اسی وقت اس بت کو آگ میں جلا دیا اور حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام سے مشرف ہوا ؛

فتح مکہ کے بعد خالد بن ولید کا کنانہ کی شاخ بنی جذیمہ کی طرف جانا اور پھر حضرت علی بن ابی طالب کا خالد کی خطا کی تلافی کیواسطے روانہ ہونا

ابن اسحاق کہتے ہیں فتح مکہ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو سلیم بن منصور اور مدلج بن مرہ کے قبائل کی فوج کے ساتھ دعوت اسلام کے واسطے قبائل عرب کی طرف روانہ فرمایا۔ اور قتل و قتال کا حکم نہیں دیا تھا جب خالد فوج لیکر بنی جذیمہ بن عامر بن عبد مناۃ بن کنانہ کے پاس پہنچے تو ان لوگوں نے ان کو دیکھ کر ہتھیار اٹھائے۔ انہوں نے ان کو حکم کیا کہ اپنے ہتھیار سب ڈال دو۔ کیونکہ لوگ مسلمان ہو گئے ہیں ؛

بنی جذیمہ کے ایک شخص کہتے ہیں کہ جب خالد نے ہم کو ہتھیار ڈالنے کا حکم کیا تو ہم میں سے ایک شخص جحدم نے کہا کہ اے بنی جذیمہ اگر تم نے ہتھیار ڈال دئے تو خالد تم کو قید کر کے قتل کرینگے۔ میں تو اپنے ہتھیار نہ ڈالونگا

بنی جذیمہ نے کہا اے حجدم تو ہم سب کا خون کرانا چاہتا ہے۔ سب لوگ مسلمان ہو گئے ہیں اور سب نے ہتھیار ڈال دئے ہیں اور امن قائم ہو گیا ہے پھر ان سب لوگوں نے حضرت خالد کے کہنے سے ہتھیار ڈال دئے جب یہ لوگ ہتھیار ڈال چکے تب حضرت خالدؓ نے ان کی مشکیں باندھ کر چند لوگوں کو ان میں سے قتل کر دیا۔ جب یہ خبر حضور کو پہونچی۔ آپ نے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے دعا کی کہ اے پروردگار میں خالد کی کارروائی سے بری ہوں +

ابن ہشام کہتے ہیں حضور نے ایک روز فرمایا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں نے ایک نوالہ کھایا اور اس کا مزہ مجھ کو اچھا معلوم ہوا۔ پھر وہ نوالہ میرے حلق میں اٹک گیا تب علی نے اپنا ہاتھ ڈال کر اس کو میرے حلق سے نکالا حضرت ابو بکر نے عرض کیا یا رسول اللہ اسکی تعبیر یہ ہے کہ اپنے لشکروں میں سے ایک لشکر آپ روانہ فرمائینگے پھر کچھ کارروائی سے اسکی آپ خوش ہونگے اور کچھ کارروائی اس کی قابل اعتراض ہوگی جو حضور کو ناگوار گذرے گی +

ابن ہشام کہتے ہیں جب خالد نے یہ کارروائی کی تو قوم میں سے ایک شخص حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور سارا ماجرا عرض کیا۔ حضور نے فرمایا مسلمانوں میں سے کسی نے خالد کی رائے کی مخالفت بھی کی یا نہیں اس نے عرض کیا کہ ایک شخص سفید رنگ میانہ قد نے خالد کو منع کیا۔ خالد نے اس کو جھڑک دیا۔ پس وہ خاموش ہو گیا اور ایک شخص دراز قد نے خالد کی بڑے زور سے مخالفت کی اور بہت دیر تک ان میں گفتگو ہوتی رہی حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ پہلا شخص تو میرا بیٹا عبد اللہ ہے اور دوسرا شخص سالم ابو حذیفہ کا آزاد غلام ہے +

راوی کہتا ہے پھر حضور نے حضرت علی کو بلا کر فرمایا کہ علی تم جا کر اس قوم کے مقدمہ میں نظر کرو۔ اور جاہلیت کے زمانہ کی باتوں کو اپنے پیروں کے نیچے کر دینا یعنے ان باتوں کو اب کچھ خیال نہ کرنا حضرت علی بہت سا مال حضور کے پاس سے لیکر اس قوم کے پاس آئے اور جسقدر لوگ اس قوم کے خالد نے قتل کئے تھے۔ ان سب کا خونبہا دیا اور تمام مال جو خالد نے لوٹا تھا سب ان کو واپس کر دیا۔ کوئی ادنے سے ادنے چیز بھی باقی نہیں رکھی۔ جب سب ادا کر چکے تب بھی حضرت علی کے پاس کچھ مال بچا حضرت علی نے اس قوم سے فرمایا کہ اگر تمہارا کوئی اور خونبہا یا مال باقی ہو تو اسکے بدلے میں یہ مال لیلو قوم نے کہا۔ ہمارا اب کچھ باقی نہیں ہے حضرت علی نے فرمایا۔ کہ یہ مال میں تم ہی لوگوں کو دیئے دیتا ہوں شاید تمہارا ایسا خونبہا یا مال رہ گیا ہو جسکی نہ تم کو خبر ہو نہ ہم کو بس یہ اسکے معاوضہ میں سمجھو اور پھر حضرت علی نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی کارروائی عرض کی حضور نے فرمایا تم نے بہت اچھا اور درست کیا۔ اور پھر حضور قبلہ رو کھڑے ہوئے۔ اور اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کر کے دعا کی کہ اے خدا میں خالد کی کارروائیوں سے تیری بارگاہ میں اپنی بریت ظاہر کرتا ہوں تین بار یہی فرمایا +

بعض لوگوں کا بیان ہے جو خالد کو اس قتل کرنے میں معذور ٹھیراتے ہیں کہ عبد اللہ بن حذافہ سہمی نے خالد سے کہا تھا کہ حضور نے تم کو ان لوگوں کے قتل کرنے کا حکم دیا ہے اگر یہ اسلام سے باز رہیں +

راوی کہتا ہے جب خالد اس قوم کے پاس آئے تو ان لوگوں نے کہنا شروع کیا صَبَأْنَا صَبَأْنَا یعنے ہم لوگ بیدین ہو گئے۔ اور ہم نے اپنا دین چھوڑ دیا +

ابن اسحاق کہتے ہیں جب خالد نے ان لوگوں کو قتل کرنا شروع کیا تو حجدم نے کہا اے قوم تم

اٹھیا ٹوال کر اسی بات میں مبتلا ہوئے جس سے میں تم کو ڈراتا تھا اگر تم نے میرا کہانہ مانا۔

راوی کہتا ہے اس قتل کے متعلق عبدالرحمن بن عوف اور خالد بن ولید میں بڑی بحث ہوئی عبدالرحمن نے خالد سے کہا کہ یہ تم نے زمانہ جاہلیت کی کارروائی کی ہے خالد نے کہا میں نے تمہارے باپ کا ان سے قصاص لیا ہے عبدالرحمن نے کہا تم جھوٹے ہو میں اپنے باپ کے قاتل کو قتل کر چکا ہوں بلکہ تم نے اپنے چچا فاکہ بن مغیرہ کا قصاص لیا ہے آخر یہاں تک یہ گفتگو ان میں بڑھی کہ حضور تک اس کی خبر پہونچی حضور نے فرمایا اے خالد تم میرے اصحاب کے پیچھے نہ پڑو۔ اگر تم احد پہاڑ کی برابر سونا بھی راہ خدا میں خرچ کرو گے تب بھی ان میں سے تم کسی کے ایک دن یا ایک ساعت کے عمل کے برابر ثواب نہ پاؤ گے۔

فاکہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم اور عوف بن عبد عوف بن عبدالحارث بن زہرہ اور عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس یمن کی طرف مال تجارت لیکر گئے تھے اور عفان کیساتھ ان کے بیٹے عثمان اور عوف کے ساتھ ان کے بیٹے عبدالرحمن بھی تھے جب یہ لوگ یمن سے واپس ہوئے تو بنی جذیمہ میں سے ایک شخص کا مال بھی ان کے ساتھ تھا جو یمن میں مر گیا تھا۔ پس بنی جذیمہ میں سے ایک شخص خالد بن ہشام نے راستہ ہی میں ان سے اس شخص کے مال کا مطالبہ کیا حالانکہ یہ ابھی اس شخص کے وارثوں کے پاس بھی نہ پہونچے تھے اس سبب سے انہوں نے خالد سے انکار کیا خالد اپنی قوم کے ساتھ ان سے جنگ پر آمادہ ہوا چنانچہ عوف بن عبد عوف اور فاکہ بن مغیرہ مارے گئے اور عفان بن ابی العاص مع اپنے فرزند عثمان کے بچ گئے اور فاکہ بن مغیرہ کا مال بھی ان کے پاس رہا اور عبدالرحمن بن عوف نے اپنے باپ کے قاتل خالد بن ہشام کو قتل کیا پھر قریش نے بنی جذیمہ پر لشکر کشی کا قصد کیا بنی جذیمہ نے کہا تم ناحق ہم پر لشکر کشی کرتے ہو ہماری قوم میں سے چند لوگ بسبب جہالت کے تمہارے آدمیوں پر جا پڑے۔ اور ان کو قتل کر دیا۔ ہم ان کا خونبہا دیئے دیتے ہیں قریش بھی راضی ہو گئے اور جنگ موقوف ہو گئی۔

ابو وداد کہتے ہیں۔ بنی جذیمہ کی جنگ میں میں خالد بن ولید کے ساتھ تھا۔ پس بنی جذیمہ کے قیدیوں میں سے ایک شخص نے جو نوجوان تھا۔ اور اس کے ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے تھے مجھ سے کہا کہ اے شخص تو میرا ایک کام کر سکتا ہے۔ میں نے کہا کہ کیا کہتا ہے۔ اس نے کہا تو مجھ کو ذرا عورتوں کے گروہ کے پاس لے چل۔ جو اس سے تھوڑے فاصلہ پر کھڑی تھیں۔ میں ایک بات ان سے کہہ لوں۔ پھر تو مجھ کو یہیں لے آئیو۔ میں نے کہا یہ کیا مشکل ہے اور میں اس کو لیکر عورتوں کے قریب آیا۔ اس جوان نے ایک عورت سے مخاطب ہو کر چند اشعار عاشقانہ پڑھے۔ ابو وداد کہتے ہیں پھر میں اس جوان کو اسی جگہ لے آیا جہاں یہ پہلے کھڑا تھا اور پھر اس کی گردن ماری گئی۔ اسی وقت وہ عورت اس کی لاش کے پاس آئی اور لپٹ کر اس کے بوسے لیتی لیتی خود بھی مر گئی۔

خالد بن ولید کا عزیٰ کے منہدم کرنے کے واسطے روانہ ہونا

پھر خالد بن ولید کو حضور نے عزیٰ کے ڈھانے کے واسطے روانہ فرمایا مقام نخلہ میں یہ ایک مکان تھا

اور قریش اور کنانہ اور مضر وغیرہ سب قبائل اسکی تعظیم کرتے تھے اور بنی سلیم کی شاخ بنی شیبان جو بنی ہاشم کے حلیف تھے اس مکان کے خادم تھے جب ان کو خالد بن ولید کے اس طرف آنے کی خبر ہوئی۔ اس بتخانہ کے خدام کے سردار نے اس کے دروازہ میں اپنی تلوار لٹکا دی اور کہا اے عزیٰ اس تلوار سے خالد اور اس کے لشکر کو اس قدر قتل کیجو کہ ایک بھی ان میں سے باقی نہ رہے اور پھر خود پہاڑ میں بھاگ گیا خالد نے یہاں پہونچ کر اس مکان کو مسمار کر دیا اور پھر حضور کی خدمت میں واپس چلے گئے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں۔ مکہ کی فتح کے بعد حضور مکہ میں پندرہ راتیں رہے اور نماز قصر ادا کی ؛

غزوۂ حنین کا بیان

[یہ غزوہ فتح مکہ کے بعد سنہ ہجری المقدس میں واقع ہوا]

ابن اسحاق کہتے ہیں جب ہوازن کو مکہ کے فتح ہونے کی خبر ہوئی۔ ان کے سردار مالک بن عوف نصری نے قبائل عرب کو اپنے پاس جمع کرنا شروع کیا۔ پس اسکے پاس ہوازن کے ساتھ تمام بنی ثقیف اور بنی نصر اور بنی جشم اور بنی سعد بن بکر اور چند لوگ بنی ہلال کے جمع ہوئے جو بہت ہی قلیل تھے اور بنی قیس اور بنی کعب اور بنی کلاب میں سے ایک بھی شخص اس کے ساتھ نہ ہوا ؛

بنی جشم میں ایک شخص بہت بوڑھا درید بن صمہ نام تھا۔ اس کو بھی بہ سبب اس کی تجربہ کاری اور بزرگی کے انہوں نے اپنے ساتھ لیا ؛

اور بنی ثقیف میں دو سردار تھے ایک قارب بن اسود بن مسعود بن معتب اور ایک ذو الخمار سبیع بن حرث بن مالک اور ایک اس کا بھائی احمر بن حرث۔ اور اس تمام لشکر کا سردار مالک بن عوف نصری مقرر کیا گیا تھا ؛

راوی کہتا ہے جب یہ لشکر روانہ ہو کر حضور کی جنگ کے واسطے مقام اوطاس میں پہونچا تو وہ بوڑھا شخص یعنے درید بن صمہ بھی ایک اونٹ پر ہودج میں سوار تھا جب یہاں لشکر اترا تو درید نے پوچھا یہ کیا مقام ہے لوگوں نے کہا اوطاس ہے درید نے کہا جنگ کے واسطے یہ بہت اچھی جگہ ہے یہاں کی زمین نہ بہت سخت ہے جس پر سے پیر پھسلیں نہ بہت نرم ہے جس میں پیر دھسیں پھر کہا یہ کیا بات ہے کہ مجھ کو اونٹ اور گدھوں اور بکریوں اور بچوں کی آوازیں آرہی ہیں۔ لوگوں نے کہا مالک بن عوف لوگوں کے سب مال و اسباب اور جورو بچوں کو ساتھ لایا ہے۔ درید نے کہا اچھا مالک کو بلاؤ۔ مالک کو بلایا گیا جب وہ آگیا تو درید نے کہا اے مالک کیا وجہ ہے کہ مجھ کو اونٹوں اور گدھوں اور بکریوں اور بچوں کی آوازیں آرہی ہیں اور تو سارے لشکر کا سردار بنا ہے اور خیال رکھتا ہے کہ اس دن کے بعد اور دن ہونے والا ہے اس کا سبب مجھ کو بتلا۔ مالک نے کہا میں سب لوگوں کے مال و اسباب اور آل و اولاد کو اس غرض سے ساتھ لایا ہوں تاکہ ہر شخص اسکے خیال سے خوب جان توڑ کر کوشش کرے۔ درید نے کہا یہ تو نے بڑی غلطی کی شکست خوردہ کو کسی بات سے نفع نہیں پہنچتا ہے۔ اگر تیری فتح ہوگی۔ تو صرف

تلوار اور نیزہ سے تجھ کو نفع پہونچیگا۔ اور اگر تیری شکست ہوئی تو پھر تو نے خود اپنا مال و اولاد دشمنوں کے حوالہ کیا۔ پھر درید نے پوچھا کہ بنی کعب اور کلاب کہاں ہیں لوگوں نے کہا وہ نہیں آئے۔ درید نے کہا معلوم ہوا۔ کہ اگر یہ جنگ شرافت اور بلندی کی ہوتی تو ضرور کعب اور کلاب شریک ہوتے اور میں چاہتا ہوں کہ کاش تم لوگ بھی ایسا ہی کرتے جیسا کہ کعب اور کلاب نے کیا۔ پھر پوچھا کہ تمہارے ساتھ کون کون لوگ ہیں۔ لوگوں نے کہا عمرو بن عامر اور عوف بن عامر ہیں۔ درید نے کہا یہ دونوں ایسے ہیں کہ کچھ نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتے ہیں۔ پھر درید نے مالک سے کہا۔ کہ اے مالک۔ یہ حرکت تو نے بالکل نامعقول کی ہے میرے نزدیک بہتر یہی ہے۔ کہ تو اپنی قوم کو لیکر محفوظ مقامات میں چلا جا۔ اور وہاں ان کے مال و اولاد کو چھوڑ کر پھر جنگ میں مشغول ہو تاکہ اگر تیری فتح ہوگی تب تو بہت ہی بہتر ہوگا اور اگر تیری شکست ہوگی تب تیری آل و اولاد تو محفوظ رہیگی۔ مالک نے کہا قسم ہے خدا کی میں ہرگز ایسا نہ کروں گا۔ تو پیر مرخرف بڑھاپے میں تیری عقل جاتی رہی ہے۔ پھر ہوازن سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ کہ اے ہوازن یا تو تم میری اطاعت کرو۔ ورنہ میں اپنی تلوار اپنے پیٹ میں مار لیتا ہوں۔ اور یہ مالک نے اس واسطے کہا تاکہ کوئی شخص درید کی بات نہ مانے ہوازن نے کہا اے مالک ہم ہر طرح تمہارے تابعدار ہیں۔ مالک نے کہا۔ جب تم مسلمانوں کو دیکھو تو اپنی تلواروں کے میان توڑ کر پھینک دو۔ اور ننگی تلواریں لیکر ایک دم اس طرح جا پڑو جیسے ایک آدمی جا پڑتا ہے۔

راوی کہتا ہے مالک بن عوف نے مسلمانوں کا حال دریافت کرنے چند مخبر روانہ کئے۔ جب وہ لوٹ کے آئے واپس آئے تو نہایت پریشان اور حواس باختہ تھے۔ اس نے پوچھا۔ تم کو خرابی ہو ایسے حواس باختہ کیوں ہو رہے ہو۔ انہوں نے کہا ہم نے سفید لوگ ابلق گھوڑوں پر سوار دیکھے ہیں۔ بس ان کو دیکھ کر ہمارے ہوش و حواس سب گم ہو گئے۔

راوی کہتا ہے اس بات کو سن کر بھی مالک بن عوف کچھ متاثر نہ ہوا بلکہ اور آگے کو کوچ کیا۔

جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو قوم ہوازن کے آنے کی خبر ہوئی۔ آپ نے عبداللہ بن ابی حدرد اسلمی کو حکم دیا۔ کہ تم ہوازن میں جا کر خبر لاؤ۔ چنانچہ عبداللہ ہوازن کے لشکر میں گئے۔ اور ان کے سب حالات معلوم کرکے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ساری خبر بیان کی۔ حضور نے عمر بن خطاب کو بلا کر ان سے سارا حال بیان کیا عمر نے کہا عبداللہ جھوٹ بولتا ہے عبداللہ نے کہا اے عمر اگر تم نے مجھ کو جھٹلایا۔ تو حق بات کو جھٹلایا۔ اے عمر اگر تم نے مجھ کو جھوٹا کہا تو بیشک ان کو جھوٹا کہا جو مجھ سے بہتر ہیں۔ عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ سنتے ہیں کہ عبداللہ کیا کہتا ہے حضور نے فرمایا اے عمر تم پہلے گمراہ تھے اب خدا نے تم کو ہدایت کر دی ہے یعنی بدگمانی نہ کیا کرو۔

راوی کہتا ہے جب حضور نے ہوازن کے مقابلہ پر جانے کی تیاری کی۔ تو کسی نے عرض کیا کہ صفوان بن امیہ کے پاس زرہ اور ہتھیار بہت ہیں حضور نے صفوان کے پاس جو ہنوز مشرک تھے آدمی بھیجا کہ بطور عاریت کے تم اپنی زرہیں اور ہتھیار ہمیں دیدو تاکہ ہم ان کے ساتھ اپنے دشمن سے جنگ کریں۔ صفوان نے کہا کیا آپ میرا مال غصب کرتے ہیں حضور نے فرمایا ہم غصب نہیں کرتے بلکہ بطور امانت کے مانگتے ہیں۔ جنگ سے فارغ ہو کر پھر تم کو بجنسہ واپس دیدینگے۔ تب صفوان نے ایک سو زرہیں مع انکے ہتھیاروں کے حضور کی خدمت میں بھیجدیں۔

راوی کہتا ہے پس حضور دس ہزار لشکر کو جو فتح مکہ کے واسطے آپ کے ساتھ آیا تھا اور دو ہزار لشکر اہل مکہ کا کل بارہ ہزار لشکر ساتھ لیکر ہوازن کی مہم پر روانہ ہوئے۔ اور مکہ میں آپ نے عتاب بن اسید بن ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس کو ان لوگوں پر حاکم مقرر کیا جو میاں رہ گئے تھے اور حضور کے ساتھ نہ گئے تھے۔

حرث بن مالک کہتے ہیں کہ ہم لوگ اس وقت نو مسلم تھے جب حضور ہوازن کے مقابل مقام حنین میں گئے ہیں۔ کہتے ہیں ایک درخت ذات انواط نام تھا قریش اور تمام عرب سال بھر میں ایک روز اس درخت کی زیارت کو آیا کرتے تھے اور میاں قربانیاں کر کے اپنے ہتھیار اس درخت میں لٹکاتے تھے۔ اور ایک دن حاضر رہتے تھے اس سفر میں جب ہم حضور کے ساتھ جا رہے تھے تو ہم نے ایک درخت بیری کا بہت بڑا اور سرسبز دیکھا ہم نے حضور سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جیسے مشرکوں کا ذات انواط ہے۔ ہمارے واسطے بھی ایک ذات انواط مقرر فرمایئے۔ حضور نے فرمایا یہ تم نے بڑی سخت بات کہی۔ ایسی ہی بات موسیٰ کی قوم نے موسیٰ سے کہی تھی کہ اے موسیٰ جیسے بت پرستوں کے معبود بت ہیں تم بھی ہمارے واسطے ایسے ہی معبود مقرر کر دو موسیٰ نے فرمایا تم لوگ بڑے جاہل ہو۔

جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں جب مسلمان حنین کے وادی میں پہنچے۔ تو یہ وادی بہت نشیب میں تھا۔ اس میں لوگ اترنے لگے اور صبح صادق کا وقت تھا۔ اور دشمن ہم سے پہلے وہاں پہنچکر ٹیلوں اور گڑھوں میں چھپ گئے تھے مسلمانوں کو انکی خبر نہ تھی۔ اب جو مسلمان بے دھڑک اس وادی میں اترے تو یکبار گی ہوازن نے چاروں طرف سے ان پر حملہ کیا مسلمان وہاں سے الٹے پھرے اور حضور لشکر کے دائیں طرف تھے۔ آپ نے مسلمانوں کو آواز دینی شروع کی کہ اے لوگو میری طرف چلے آؤ۔ میں رسولِ خدا کا یہاں موجود ہوں۔ اور مہاجرین اور انصار اور اہل بیت کے لوگ آپ کے ساتھ تھے یعنے ابو بکر اور عمر اور علی اور عباس اور ابو سفیان بن حرث اور ان کا بیٹا اور فضل بن عباس اور ربیعہ بن حرث اور اسامہ بن زید اور ایمن بن ام ایمن بن عبید جو اسی جنگ میں شہید ہوئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں ابو سفیان بن حرث کا نام مغیرہ اور ان کے بیٹے کا نام جعفر تھا۔ اور بعض لوگ قثم بن عباس کو جعفر بن ابی سفیان کے بدلہ شمار کرتے ہیں۔

جابر کہتے ہیں ہوازن میں ایک شخص سرخ اونٹ پر سوار تھا اور ہاتھ میں اسکے سیاہ نشان لمبے نیزہ میں لگا ہوا تھا جب کوئی شخص اسکی زد پر آتا یہ نیزہ سے اس کو قتل کرتا۔ اور پھر نشان کو اونچا کرتا۔ تو سب لوگ اس کی قوم کے اس کے گرد آجاتے۔

راوی کہتا ہے حضرت علی بن ابی طالب اور ایک شخص انصار میں سے یہ دونوں اس کی طرف چلے اور حضرت علی نے پیچھے سے جاکر اونٹ کے ایسی تلوار ماری۔ کہ اونٹ گر پڑا۔ اور انصاری نے اس کافر کے ایسی تلوار لگائی۔ کہ ایک پیر اس کا مع نصف پنڈلی کے کٹ گیا اور وہ کجاوہ پر سے نیچے گر کر مر گیا۔

راوی کہتا ہے جس وقت مسلمان بھاگے ہیں۔ تو بعض مکہ کے منافق جو ساتھ تھے انکو اپنے نفاق اور حسد کے ظاہر کرنے کا موقع ملا۔ چنانچہ ابو سفیان بن حرب کہنے لگا۔ کہ اب یہ لوگ جو بھاگے ہیں تو سمندر

کے کنارہ تک کہیں دم نہ لینگے اور اس سب کے ترکش مع قرعہ اندازی کے تیر یعنی ازلام تھے جن کو یہ اپنے ساتھ لایا تھا۔ اور جبلہ بن حنبل نے پکار کر آواز دی کہ آج سحر باطل ہوگیا یہ جبلہ صفوان بن امیہ کا بھائی تھا صفوان نے جو ہنوز مشرک تھا اس سے کہا خدا تیرے مونھ کو خراب کرے یہ کیا بیہودہ بکتا ہے قسم ہے خدا کی اگر قریش کا کوئی شخص میرا سردار بنے تو یہ مجھ کو منظور ہے مگر ہوازن میں سے کسی کی سرداری مجھ کو منظور نہیں ہے اور شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ کہتا ہے میرے دل میں خیال آیا کہ آج موقع ہے میں محمد کو قتل کر کے اپنے باپ کا قصاص لوں۔ کیونکہ میرا باپ اُحد کی جنگ میں مارا گیا تھا۔ پھر میں اس ارادہ سے حضور کے قریب آیا اور اسی تاک میں آپ کے گرد پھرنے لگا کہ یکایک ایک ایسا خوف میرے دل پر طاری ہوا کہ میں حضور کو قتل نہ کر سکا اور میں نے جان لیا کہ میں ہرگز یہ کام نہیں کر سکتا ہوں ✦

ابن اسحاق کہتے ہیں جب حضور مکہ سے حنین کی طرف چلے ہیں۔ اور اپنے لشکر کی کثرت ملاحظہ کی ہے تو فرمایا تھا کہ ہم مغلوب نہ ہونگے۔ اور بعض کہتے ہیں یہ بات بنی بکر میں سے ایک شخص نے کہی تھی ✦

حضرت عباس بن عبدالمطلب کہتے ہیں میں حضور کی سفید خچر کو پکڑے ہوئے کھڑا تھا اور میں ایک جسیم بلند آواز شخص تھا جب حضور نے لوگوں کو شکست کی حالت میں دیکھا۔ تو آواز دی کہ اے لوگو کہاں جاتے ہو۔ عباس کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ لوگوں نے حضور کی آواز نہیں سنی۔ تب حضور نے مجھ سے فرمایا کہ اے عباس تم لوگوں کو آواز دو کہ اے انصار کہاں جاتے ہو۔ پس میں نے آواز دی اور انصار لبیک لبیک کہکر آنے شروع ہوئے۔ کہتے ہیں اور لوگوں کی ایسی بدحواسی کی حالت تھی کہ اونٹ پر چڑھنا چاہتے تھے۔ اور چڑھ نہ سکتے تھے۔ کوئی اونٹ کی گردن پر اپنی زرہ پھینکے دیتا تھا۔ اور کوئی تلوار اور ڈھال کو پھینک دیتا تھا کوئی اونٹ کو چھوڑ دیتا تھا یہاں تک کہ جب حضور کے پاس سو آدمی جمع ہو گئے۔ پھر وہ دشمن پر پلٹے اور سخت لڑائی لڑے۔ پھر خزرج کو آواز دی یہ لوگ جنگ میں بڑے صبر کرنیوالے تھے۔ پھر حضور جنگ کو ملاحظہ کرنے ایک بلندی پر چڑھے۔ اور صحابہ اس وقت خوب گرما گرمی سے جنگ کر رہے تھے حضور نے فرمایا اب لڑائی گرم ہوئی ہے ✦

اور باقی لوگ جو شکست کھا کر بھاگے تھے وہ جس وقت واپس آئے ہیں۔ تو انہوں نے دیکھا کہ قیدی گرفتہ و بستہ حضور کے سامنے کھڑے ہیں ✦

راوی کہتا ہے حضور نے جو مڑ کر دیکھا تو ابوسفیان بن حرث بن عبدالمطلب کو اپنے پاس پایا۔ یہ اُن لوگوں میں سے تھے جنہوں نے حضور کے ساتھ جنگ میں صبر کیا تھا اور ان کا اسلام بہت اچھا تھا۔ حضور کی خچر کو پکڑے ہوئے تھے۔ حضور نے ان کو دیکھ کر فرمایا کون ہے عرض کیا یا رسول اللہ میں ہوں آپ کی ماں کا بیٹا ✦

اور حضور نے اسی وقت ام سلیم بنت ملحان کو دیکھا کہ اونٹ پر سوار ہیں۔ اور انہوں نے اپنی کمر باندھ رکھی تھی کیونکہ عبداللہ بن ابی طلحہ اُس وقت ان کے حمل میں تھے اور یہ اپنے خاوند ابی طلحہ کے ساتھ اس جنگ میں آئیں اور اونٹ کے شرارت کے خوف سے اس کی نکیل بہت قریب سے انہوں نے اپنے ہاتھ میں پکڑ رکھی تھی۔ حضور نے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ کیا ام سلیم ہیں۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ حضور پر قربان ہوں ہاں میں ہوں یا رسول اللہ حضور ان لوگوں کو بھی قتل کریں جو بھاگے ہیں جیسے کہ حضور دشمنوں کو قتل کرتے ہیں کیونکہ

یہ بھگوڑے اسی لائق ہیں حضور نے فرمایا اے ام سلیم خدا کافی ہے +

راوی کہتا ہے اُم سلیم کے پاس ایک خنجر تھا ان کے خاوند ابوطلحہ نے اسکو دیکھ کر پوچھا کہ اے ام سلیم خنجر تمہارے پاس کیسا ہے ام سلیم نے کہا یہ خنجر میں نے اس واسطے لیا ہے کہ اگر کوئی مشرک میرے قریب آئیگا۔ تو اس خنجر سے میں اس کا پیٹ پھاڑونگی۔ ابوطلحہ نے عرض کیا یارسول اللہ آپ سنتے ہیں کہ ام سلیم بہادر کیا کہ رہی ہے۔

ابوقتادہ کہتے ہیں حنین کی جنگ میں میں نے دیکھا کہ ایک مسلمان اور ایک مشرک باہم جنگ میں مشغول ہیں اور مشرکین میں سے ایک اور شخص اس مشرک کی مدد کرنے کو آرہا ہے۔ میں اسکے مقابل گیا۔ اور میں نے ایسی تلوار اس کے لگائی کہ ایک ہاتھ اس کا کٹ گیا اور دوسرے ہاتھ سے وہ مجھ کو آن کر چمٹ گیا۔ یہاں تک کہ مجھ کو اس میں سے موت کی بو آئی۔ اور وہ گر پڑا۔ پھر میں نے اسکو قتل کیا ورنہ قریب تھا کہ وہ مجھ کو قتل کر دے اور اس شخص پر سامان بہت تھا۔ مگر میں اس کو چھوڑ کر جنگ میں مشغول ہوگیا۔ اور مکہ کے ایک شخص نے اس کا سارا مال اور کپڑے اور ہتھیار وغیرہ لے لئے جب لڑائی ختم ہوگئی تو حضور نے فرمایا جس نے جس کو قتل کیا ہو اس کا مال اس کا ہے میں نے عرض کیا یارسول اللہ میں نے ایک شخص کو قتل کیا تھا۔ پھر میں تو جنگ میں مشغول ہوگیا اب مجھے نہیں معلوم کہ اس کا اسباب کس نے لیا۔ مکہ کا وہ شخص کھڑا ہوا۔ اور اس نے عرض کیا یارسول اللہ یہ سچ کہتے ہے اس کا اسباب میرے پاس ہے آپ اس کو مجھ سے راضی کر دیجئے۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا قسم ہے خدا کی۔ یہ ہرگز تجھ سے راضی نہ ہونگے۔ خدا کے شیر تو خدا کے دین کی طرف سے لڑیں۔ اور تو ان کا مال لیتا پھرے۔ جا سب مال لاکر ان کو دے۔ حضور نے بھی فرمایا۔ کہ یہ سچ کہتے ہیں سب مال تو واپس کر چنانچہ سب مال اس نے ابوقتادہ کو دیدیا۔ ابوقتادہ کہتے ہیں اس مال کو میں نے فروخت کر کے اسکی قیمت سے ایک باغ خریدا۔ اور یہ پہلا مال مجھ کو حاصل ہوا تھا +

انس بن مالک کہتے ہیں۔ اس جنگ میں ابوطلحہ نے فقط تنہا بیس آدمیوں کا اسباب لیا۔ کیونکہ اُنھوں نے ان کو قتل کیا تھا +

جبیر بن مطعم کہتے ہیں کفاروں کی شکست سے پہلے جبکہ خوب گھمسان کی لڑائی ہورہی تھی۔ میں نے آسمان سے ایک سیاہ چیز آتی دیکھی۔ اور پھر وہ ہمارے اور مشرکوں کے درمیان میں پھیل گئی۔ اور وہ سیاہ چیونٹیاں تھیں جو اس تمام جنگل میں بھر گئی تھیں۔ اور اسی وقت مسلمانوں کی فتح اور مشرکوں کی ہزیمت ہوئی پس مجھ کو اس میں کچھ شبہ نہیں ہے کہ بیشک وہ فرشتے تھے +

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ جس وقت خداوند تعالی نے اپنے رسول اور مسلمانوں کو مشرکوں پر غالب کیا مسلمانوں میں سے ایک عورت نے یہ شعر کہا شعر

قَدْ غَلَبَتْ خَيْلُ اللّٰهِ خَيْلَ اللَّاتِ   وَخَيْلُهُ اَحَقُّ بِالثَّبَاتِ

(یعنی بیشک خدا کا لشکر لات کے لشکر یعنی بت پرستوں پر غالب ہوگیا۔ اور اسی کا لشکر زیادہ حقدار ہے تو رہنے کا) +

ابن اسحاق کہتے ہیں جب ہوازن کو شکست فاش ہوئی۔ تو ان کے قبیلہ بنی مالک میں سے ستر آدمی

قتل ہوئے اور اس قوم کا سردار ذی الخمار تھا جب وہ قتل ہوگیا تو ان کا نشان عثمان بن عبداللہ بن ربیعہ بن حبیب نے اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور پھر یہ بھی قتل ہوا۔ جب اس کے قتل کی خبر حضور کو پہونچی۔ تو فرمایا اس کو اپنی رحمت سے دور کرے یہ قریش کا بڑا دشمن تھا ✽

راوی کہتا ہے۔ عثمان بن عبداللہ کے ساتھ اس کا ایک نصرانی غلام بھی قتل ہوا تھا جب لڑائی کے بعد سامان مشرکین کا اسباب لینے لگے تو انصار میں سے ایک شخص نے اس غلام کے بھی کپڑے اتارے اور اس کو دیکھا تو یہ بغیر ختنہ کئے ہوئے تھا۔ انصاری نے پکار کر کہا۔ اے گروہ عرب ثقیف بیں بغیر ختنہ کیا ہوا آدمی ہے۔ مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں۔ میں نے اس انصاری کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ ایسی بات نہ کہو۔ میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں یہ غلام نصرانی تھا اور پھر میں نے بنی ثقیف کے اور مقتولوں کو کھول کر دکھایا کہ دیکھو تو یہ ختنہ کئے ہوئے ہیں یا نہیں ✽

ابن اسحاق کہتے ہیں ہوازن میں سے احلاف کا نشان قارب بن اسود کے پاس تھا۔ یہ اپنے نشان اور قوم کو لیکر بھاگ گیا۔ اور اس قوم میں سے صرف دو آدمی قتل ہوئے ایک بنی غیرہ میں سے جس کو وہب کہتے تھے۔ اور دوسرا بنی کعبہ میں سے جس کا نام علاج تھا۔ جب حضور کو اس کے قتل کی خبر پہونچی۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ آج بنی ثقیف کے جوانوں کا سردار قتل ہوا ✽

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ جب ہوازن کو شکست ہوئی تو بعضے بھاگ کر طائف میں آئے۔ اور ان کا سردار مالک بن عوف تھا اور بعضے اوطاس کو چلے گئے۔ اور بعضے مقام نخلہ کی طرف بھاگے اور یہ لوگ ثقیف میں سے بنی غیرہ تھے۔ اور انہیں کے تعاقب میں حضور کا لشکر بھی آیا۔ اور ربیعہ بن رفیع بن اہبان بن ثعلبہ بن ربیعہ بن یربوع بن سمال بن عوف بن امرئ القیس نے جن کو ابن دغنہ بھی کہتے تھے اور دغنہ ان کی ماں تھی۔ درید بن صمہ کو ایک اونٹ پر سوار جاتے دیکھا ربیعہ بن رفیع یہ سمجھے کہ یہ کوئی عورت ہے۔ کیونکہ درید بن صمہ ہودج میں سوار تھا۔ جب ربیعہ نے اونٹ کو پکڑ کر بٹھایا تو دیکھا کہ اس میں ایک بوڑھا آدمی سوار ہے ربیعہ نے اس کو نہ پہچانا اور درید نے ربیعہ سے پوچھا کہ تو کون ہے اور مجھ سے کیا چاہتا ہے۔ ربیعہ نے کہا۔ میں ربیعہ بن رفیع ہوں۔ اور تجھ کو قتل کرنا چاہتا ہوں۔ پھر ربیعہ نے ایک تلوار اسکے لگائی۔ جو کچھ کارگر نہ ہوئی۔ درید نے کہا تیری ماں نے تجھ کو کچھ فن سپاہگری کی تعلیم نہیں دلائی۔ دیکھ یہ میری تلوار لے اور کجاوے کے پیچھے سے میرے اوپر ضرب لگا۔ اور ہڈیوں کی طرف سے بلند کرکے دماغ کی طرف جھکا۔ میں اسی طرح سے لوگوں کو قتل کیا کرتا تھا۔ اور جب تو اپنی ماں کے پاس جائے۔ تو اس سے کہدیجو کہ تو نے درید بن صمہ کو قتل کیا ہے (یعنے یہ میرا نام ہے اور تیری ماں مجھ کو جانتی ہے) کیونکہ قسم ہے خدا کی۔ کتنی ہی مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ میں نے تیری عورتوں کی حفاظت کی ہے ✽

ربیعہ کہتے ہیں۔ جب میں نے اسکو قتل کردیا۔ تو اس کی رانوں اور کولھوں کی کھال کو پیچھے کی طرف سے دیکھا کہ گھوڑے پر کثرت کے ساتھ سوار ہونے کے سبب سے مثل کاغذ کے تھی۔ پھر جب ربیعہ اپنی ماں کے پاس آئے اور یہ واقعہ بیان کیا تو ان کی ماں نے کہا کہ قسم ہے خدا کی اس نے تیری تین ماؤں

کو آزاد کیا تھا ۔

ابن ہشام کہتے ہیں درید بن صمہ کو جس شخص نے قتل کیا ہے۔ اس کا نام عبداللہ بن قنیع بن اہبان بن ثعلبہ بن ربیعہ تھا ۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور جو لوگ اوطاس کی طرف بھاگے تھے ان کے تعاقب میں حضور نے ابو عامر اشعری کو فوج دے کر روانہ کیا۔ اور ابو عامر نے ان میں سے کچھ لوگوں کو جالیا۔ مگر ابو عامر کے ایک تیر ایسا لگا جس سے وہ شہید ہو گئے۔ پھر ان کے بعد ابو موسیٰ اشعری نے جو ان کے چچا زاد بھائی تھے نشان اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور اسکے ہاتھ پر خدا نے اس جنگ کو فتح کیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں جس نے ابو عامر کے تیر مارا تھا وہ درید بن صمہ کا بیٹا سلمہ بن درید تھا ۔

راوی کہتا ہے اور ہوازن کے لشکر بنی نصر کی شاخ بنی رئاب میں سے جب بہت لوگ غازیان اسلام نے قتل کئے۔ تو عبداللہ بن قیس رباتی نے جن کو ابن العوراء بھی کہتے ہیں۔ حضور سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ بنی رئاب ہلاک ہو گئے۔ حضور نے فرمایا۔ اے خدا ان کی مصیبت کا ان کو اچھا معاوضہ دے ۔

جب ہوازن کو شکست ہوئی۔ تو مالک بن عوف چند اپنی قوم کے سواروں کے ساتھ بھاگ کر راستہ کے ایک ٹیلہ پر کھڑا ہوا۔ اور اپنے ساتھیوں سے کہا یہاں ٹھیر جاؤ۔ تاکہ اور جو لوگ بھاگے ہوئے آئیں۔ تو وہ بھی تم سے ملجائیں چنانچہ چند لوگ اور آن کر ان کے ساتھ شامل ہوئے۔ پھر ایک لشکر آیا ہوا ان کو دکھائی دیا۔ مالک نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ انہوں نے کہا ایسے لوگ آتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں جنہوں نے اپنے نیزوں کو اپنے گھوڑوں کے دونوں کانوں کے بیچ میں لمبا رکھ چھوڑا ہے مالک نے کہا۔ یہ لوگ بنی سلیم ہیں۔ تم ان سے کچھ خوف نہ کرو۔ چنانچہ بنی سلیم سیدھے نکلے چلے گئے۔ پھر ایک اور لشکر آتا معلوم ہوا۔ مالک نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں ساتھیوں نے کہا یہ لوگ نیزے تانے ہوئے چلے آتے ہیں ۔ اور گھوڑوں پر سوار ہیں۔ مالک نے کہا یہ اوس اور خزرج ہیں۔ ان سے بھی کچھ خوف نہ کرو۔ چنانچہ یہ لوگ بھی بنی سلیم کے پیچھے نکلے چلے گئے۔ پھر ایک سوار آتا دکھائی دیا۔ مالک نے پوچھا اب کون آتا ہے ساتھیوں نے کہا ایک سوار شانہ پر نیزہ رکھے اور سرخ عمامہ باندھے چلا آتا ہے مالک نے کہا قسم ہے لات کی یہ زبیر بن عوام ہے اور یہ ضرور تم سے متعرض ہوگا۔ تم اسکے مقابلہ کو تیار ہو جاؤ۔ چنانچہ جب زبیر اس ٹیلہ کے پاس پہنچے اور ان لوگوں کو انہوں نے دیکھا۔ فوراً ان پر حملہ کیا اور اسقدر نیزہ سے ان کی خبر لی۔ کہ ان کو وہاں سے بھگا دیا ۔

ابن ہشام کہتے ہیں۔ ابو عامر کی اوطاس کی جنگ میں مشرکین میں سے دس بھائیوں سے ملاقات ہوئی۔ اور یکے بعد دیگرے ابو عامر نے ان میں سے نو کو قتل کیا اور جب ابو عامر حملہ کرتے تھے تو پہلے دعوت اسلام کر کے کہتے تھے اسے خدا اس پر گواہ ہو جا۔ پھر اس شخص کو قتل کرتے تھے جب دسویں بھائی کی باری آئی تو اسکو بھی دعوت اسلام کر کے کہا گواہ ہو جیو۔ اس بات کو سن کر ابو عامر نے اپنا حملہ روک لیا۔ اور یہ شخص بھاگ گیا۔ پھر یہ مسلمان ہوا۔ اور اس کا اسلام بہت اچھا ہوا۔ اور جب حضور اس شخص کو دیکھتے تھے فرماتے تھے یہ ابو عامر کا بھگایا ہوا ہے ۔

پھر اسی اوطاس کی جنگ میں دو بھائیوں علاء اور اوفیٰ نے جو حرث کے بیٹے اور بنی جشم بن معاویہ کے

قبیلہ سے تھے۔ ایک ساتھ دونوں نے ابو عامر کے تیر مارے ایک کا تیر ابو عامر کے دل میں اور دوسرے کا گھٹنہ میں لگا۔ ابو عامر شہید ہوئے۔ ان کے بعد ابو موسے اشعری نے لشکر کا نشان سنبھالا۔ اور ان دونوں بھائیوں ذمع ہائی دشمنوں کو قتل کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور ایک عورت کی لاش کے پاس سے گذرے جس کو خالد بن ولید نے قتل کیا تھا اور لوگ بہت سے اس لاش کے گرد جمع تھے حضور نے پوچھا یہ کیا ہے کسی نے عرض کیا۔ اس عورت کو خالد بن ولید نے قتل کیا ہے حضور نے ایک شخص سے فرمایا کہ تم خالد کے پاس جاکر کہدو کہ رسول خدا تم کو عورت اور بچہ اور بوڑھے آدمی کے قتل کرنے سے منع فرماتے ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اسی روز حضور نے اپنے افسران لشکر سے فرمایا کہ اگر بنی سعد میں سے بجاد تمہارے ہاتھ آجائے تو ہرگز اس کو نہ چھوڑنا۔ اس شخص نے بڑی گمراہی پھیلائی تھی۔ صحابہ کرام نے اس کو گرفتار کیا اور مع اسکے اہل و عیال کے لیکر حضور کی خدمت میں روانہ ہوئے اور اسی کے ساتھ شیما بنت حرث بن عبد العزیٰ حضور کی دودھ بہن بھی تھیں راستہ میں ان لوگوں کو صحابہ نے جلد چلنے کی تکلیف دی شیما نے کہا اسے لوگو تم جانتے بھی ہو کہ میں تمہارے رسول کی دودھ بہن ہوں۔ تم کو میری حرمت و عزت چاہیئے۔ صحابہ نے اس کے قول کی تصدیق نہ کی یہانتک کہ جب یہ قافلہ حضور کی خدمت میں پہنچا۔ تو شیما نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ میں آپ کی دودھ بہن ہوں۔ حضور نے فرمایا اس کی کوئی نشانی بھی تمہارے پاس ہے۔ شیما نے کہا ہاں ایک دفعہ آپ نے میری پشت میں کاٹا تھا۔ اس کا نشان اب تک موجود ہے تب حضور کو بھی یاد آیا۔ اور اپنی چادر آپ نے بچھا کر اس پر شیما کو بٹھایا۔ اور فرمایا اگر تم چاہو تو عزت کے ساتھ میرے پاس رہو۔ اور اگر تم چاہو تو اپنی قوم میں چلی جاؤ۔ میں تم کو رخصت کردوں۔ شیما نے عرض کیا میں اپنی قوم ہی میں رہنا چاہتی ہوں۔ حضور نے ان کو بہت سا مال و اسباب دے کر رخصت کیا۔ بنی سعد کے لوگ کہتے ہیں کہ حضور نے شیما کو ایک غلام مکحول نام اور ایک لونڈی بھی دی تھی۔ اور آپس میں ان دونوں کی شادی کرادی تھی۔ اور انکی نسل اب تک باقی ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں جنگ حنین کے متعلق خداوند تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے۔ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ آخر آیت تک بیشک خدا نے تمہاری بہت سے مواقع میں تمہاری مدد کی۔ اور خاص حنین کی جنگ کے روز جبکہ تم اپنی کثرت فوج سے خوش تھے۔

ان مسلمانوں کے نام جو حنین کی جنگ میں شہید ہوئے

قریش کی شاخ بنی ہاشم میں سے ایمن بن عبید۔ اور بنی اسد بن عبد العزیٰ میں سے یزید بن زمعہ بن اسود بن مطلب بن اسد ان کے گھوڑے نے جس کا نام جناح تھا۔ جانب کر ان کو شہید کیا۔ اور انصار میں سے سراقہ بن حرث بن عدی۔ اور بنی اشعریں سے ابو عامر اشعری شہید ہوئے۔

راوی کہتا ہے حضور نے حنین کے تمام مال غنیمت اور قیدیوں کو جمع کر کے مسعود بن عمرو غفاری کو حکم دیا کہ ان کو مقام جعرانہ میں لیجا کر مقید رکھو۔

بجیر بن زہیر بن ابی سلمیٰ نے حنین کی جنگ میں ایک قصیدہ کہا ہے جس کے چند شعر ذیل میں مندرج کئے جاتے ہیں۔

فَاللّٰهُ اَکْرَمَنَا وَ اَظْهَرَ دِيْنَنَا　　　وَاَعَزَّنَا بِعِبَادَةِ الرَّحْمٰنِ

پس خدا نے ہمیں عزت دی اور ہمارے دین کو ظاہر کیا اور خدا نے رحمٰن یعنی اپنی عبادت کے ساتھ ہم کو عزت دی +

وَاللّٰهُ اَهْلَكَهُمْ وَفَرَّقَ جَمْعَهُمْ　　　وَاَذَلَّهُمْ بِعِبَادَةِ الشَّيْطَانِ

ترجمہ اور خدا نے ان کو ہلاک کیا اور انکی جماعت کو پریشان کیا اور شیطان کی عبادت کر نیسے انکو ذلیل و رسوا کیا

اِذْ قَامَ عَمُّ نَبِيِّكُمْ وَوَلِيُّهُ　　　يَدْعُوْنَ يَا لَكَتِيْبَةِ الْاِيْمَانِ

(۳) جبکہ تمہارے نبی کے چچا اور ان کے ولی کھڑے ہوئے اور آواز دی کہ اے ایمان کے لشکر کہاں جاتے ہو

اَيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ اَجَابُوْا رَبَّهُمْ　　　يَوْمَ الْعُرَيْضِ وَبَيْعَةِ الرِّضْوَانِ

(۴) اور کہاں ہیں وہ لوگ جنہوں نے اپنے رب کے احکام قبول کئے تھے عریض اور بیعۃ الرضوان کے روز۔

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ ہوازن کے مالک بن عوف کے ساتھ حضور پر لشکر کشی کرنے کے واقعہ کو ایک شخص نے مسلمان ہونے کے بعد اس طرح نظم کیا ہے ؎

اُذْكُرْ مَسِيْرَهُمُ لِلنَّاسِ اِذْ جَمَعُوْا　　　وَمَالِكٌ فَوْقَهُ الرَّايَاتُ تَخْتَفِقُ

(ترجمہ) جنگ کے واسطے لوگوں کے سفر کرنے کو یاد کرو جبکہ وہ جمع ہوئے اور مالک ہوازن کا سردار کے سر پر نشان لہراتے تھے

وَمَا لِكٌ مَالِكٌ مَا فَوْقَهُ اَحَدٌ　　　يَوْمَ حُنَيْنٍ عَلَيْهِ التَّاجُ يَأْتَلِقُ

(۲) اور مالک سے اوپر کوئی سردار حنین کی جنگ میں نہ تھا اس کے سر پر تاج چمک رہا تھا +

حَتّٰى لَقُوا النَّاسَ حِيْنَ الْبَاسِ يَقْدُمُهُمْ　　　عَلَيْهِمُ الْبِيْضُ وَالْاَبْدَانُ وَالدَّرَقُ

(۳) یہاں تک کہ جنگ کے وقت وہ خوب لڑے۔ ان پر زرہیں اور خود اور ڈھالیں تھیں +

فَضَارَبُوا النَّاسَ حَتّٰى لَمْ يَرَوْا اَحَدًا　　　حَوْلَ النَّبِيِّ وَحَتّٰى جَنَّهُ الْغَسَقُ

(۴) پس اسقدر ہوازن نے مسلمانوں کو مارا کہ رسول کے گرد ایک بھی آدمی دکھائی نہ دیا۔ اور یہاں تک کہ اندھیرے نے ان کو ڈھانک لیا یعنے شام ہوگئی +

ثُمَّتَ نُزِّلَ جِبْرِيْلُ بِنَصْرِهِمْ　　　مِنَ السَّمَاءِ فَمَهْزُوْمٌ وَمُعْتَنِقُ

(۵) تب جبرئیل مسلمانوں کی مدد کو آسمان سے نازل ہوئے پس ہوازن میں سے بعض بھاگ گئے اور بعض گرفتار ہوئے +

مِنَّا وَلَوْ غَيْرُ جِبْرِيْلَ يُقَاتِلُنَا　　　لَمَنَعَتْنَا اِذًا اَسْيَافُنَا الْعُتُقُ

(۶) اور اگر جبرئیل کے سوا کوئی اور ہم سے لڑتا تب ہماری تیز تلواریں اس کو غالب نہ ہونے دیتیں

غزوۂ طائف کا بیان

{یہ غزوہ حنین کے بعد ہی سنہ ہجری میں واقع ہوا}

جب قبیلہ ثقیف کے لوگ بھاگ کر طائف میں پہونچے تو انہوں نے اس کے اندر داخل ہو کر دروازوں کو بند کرلیا۔ اور برج و فصائل کی خوب مضبوطی کرکے جنگ کے واسطے تیار ہوئے۔

راوی کہتا ہے عُروہ بن مسعود اور غیلان بن سلمہ حنین اور طائف کے محاصرہ کی جنگ میں موجود نہ تھے۔ کیونکہ یہ دونوں مقام جرش میں منجنیق وغیرہ آلات حرب کے بنانے کی ترکیب سیکھنے گئے ہوئے تھے۔ اور حضور جب حنین کی جنگ سے فارغ ہوئے تو آپ نے طائف کے فتح کرنے کا قصد فرمایا۔ اور مع لشکر کے کوچ فرماکر مقام نخلہ یمانیہ سے قرن اور قرن سے ملیح اور یہاں سے بحرۃ الرغاء میں پہونچے یہاں آپ کے واسطے ایک مسجد بنائی گئی۔ اور اس میں آپ نے نماز ادا کی اور یہیں ایک مسلمان نے ایک مسلمان کو قتل کیا۔ اور اس کے قصاص میں قاتل قتل کیا گیا۔ یہ پہلا قصاص تھا جو اسلام میں لیا گیا ہے۔ اور یہیں حضور نے مالک بن عوف کے قلعہ کے منہدم کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ مسمار کیا گیا پھر آپ ایک راستہ سے جس کا نام ضیقہ تھا تشریف لے چلے اور دریافت فرمایا کہ اس راستہ کا کیا نام ہے لوگوں نے عرض کیا اس کو ضیقہ کہتے ہیں فرمایا نہیں بلکہ یہ یسریٰ ہے۔

پھر یہاں سے آپ مقام نخب میں ایک بیری کے درخت کے نیچے تشریف فرما ہوئے۔ اس درخت کا نام صادرہ تھا۔ اور یہاں بنی ثقیف میں سے ایک شخص کا باغ تھا۔ حضور نے ایک صحابی کو اس شخص کے بلانے کے واسطے بھیجا اس نے حاضری سے انکار کیا۔ حضور نے فرمایا کہ یا تو حاضر ہو ورنہ ہم اس باغ کو اُجاڑ دینگے جب بھی وہ حاضر نہ ہوا حضور نے باغ کے برباد کرنے کا حکم دیا۔ اور اسی وقت وہ باغ مسمار کردیا گیا۔

اس کے بعد حضور نے مع لشکر کے طائف کا محاصرہ کیا اور چونکہ صحابہ فصیل کے قریب پہونچ گئے تھے اس سبب سے کئی آدمی تیروں کی ضرب سے شہید اور زخمی ہوئے اور دروازہ بند ہونے کے سبب سے اندر داخل نہ ہوسکتے تھے جب یہ لوگ شہید ہوئے تب مسلمانوں نے اپنا لشکر اس مقام پر ڈالا جہاں اب حضور کی مسجد طائف میں بنی ہوئی ہے۔

راوی کہتا ہے حضور نے طائف کا کچھ اوپر بیس راتیں محاصرہ رکھا۔ اور بعض کہتے ہیں ستر‍ہ رات محاصرہ رکھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اس سفر میں حضور کے ساتھ آپ کی دو بی بیاں تھیں۔ جن میں سے ایک اُم سلمہ اور دوسری کوئی اَور تھیں۔ اور ان دونوں کے خیمہ پاس پاس استادہ تھے اور حضور ان دونوں خیموں کے درمیان میں نماز پڑھتے تھے جب بنی ثقیف یعنے اہل طائف نے اسلام قبول کرلیا۔ تب عمرو بن اُمیہ بن وہب بن معتب بن مالک نے حضور کے مصلےّ کی جگہ مسجد تعمیر کی۔

لوگ کہتے ہیں کہ اسی مسجد میں ایک ستون تھا کہ جب دھوپ اُس پر پڑتی تھی تو اُس میں سے آواز سُنائی دیتی تھی۔

راوی کہتا ہے حضور نے طائف کا محاصرہ کیا اور خوب جنگ ہوئی تیراندازوں نے اپنے ہنر ظاہر کئے اور حضور نے منجنیق لگا کر اہل طائف کو مارنا شروع کیا۔ اسلام میں سب سے پہلے منجنیق اہل طائف ہی پر لگا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں آخر ایک روز طائف کی فصیل میں ایک سوراخ ہوا چند مسلمان اُس میں سے شہر کے اندر داخل ہوتے اور سوراخ کو اُنہوں نے بڑھانا چاہا تاکہ اور لشکر بھی شہر کے اندر داخل ہو جائے طائف والوں نے اِن مسلمانوں پر لوہے کے ٹکڑے گرم کئے ہوئے مارنے شروع کئے۔ تب یہ لاچار ہو کر باہر نکل آئے پھر طائف والوں نے اُن پر تیر برسائے اور کئی مسلمان شہید ہو گئے۔

راوی کہتا ہے پھر حضور نے طائف والوں کے انگور کی بیلوں اور باغوں کے کاٹ دینے کا حکم دیا لشکر نے اُن کو کاٹنا شروع کیا۔ اور ابوسفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ اہل طائف کے پاس گئے۔ اور اُن سے کہا اگر تم ہم کو امن دو تو ہم تم سے ایک بات کہیں۔ طائف والوں نے ان کو امن دیا پھر اِن دونوں نے قریش اور بنی کنانہ کی عورتوں کو اپنے پاس بُلایا۔ اور یہ اُن کے قید ہو جانے سے خوف زدہ تھے۔ کیونکہ یہ عورتیں بنی ثقیف کے پاس تھیں۔ اور ان میں سے ایک آمنہ ابوسفیان کی بیٹی عروہ بن مسعود کی بیوی تھی۔ اور عروہ سے اُسکے ہاں داؤد پیدا ہوا تھا۔ اور بعض کہتے ہیں عروہ کی بیوی میمونہ بنت ابی سفیان تھی۔

اور ایک فراسیہ بنت سوید بن عمرو بن ثعلبہ تھی جس کا بیٹا عبدالرحمٰن بن قارب تھا۔ اور ایک اُمیمہ بنت ناشی اُمیہ بن قلع کی بیوی تھی جب اِن عورتوں کو ابوسفیان اور مغیرہ نے بلایا تو اُنہوں نے ان کے ساتھ آنے سے انکار کیا ابن اسود بن مسعود نے اِن سے کہا کہ اے ابوسفیان اور اے مغیرہ جو بات تم چاہتے ہو۔ اُس سے بہتر بات میں تم کو بتاتا ہوں ہمارے باغات جس جگہ ہیں تم جانتے ہو جن سے بہتر باغ طائف میں کہیں نہیں ہیں۔ اور اگر وہ اُجڑ گئے تو پھر نیا نہیں ہو سکتے ہیں۔ تم محمد سے جا کر اُن باغات کے واسطے گفتگو کرو۔ کہ وہ اُن کو مسمار نہ کریں یا تو اپنے واسطے رہنے دیں یا خدا کے اور رشتہ کے واسطے ہم کو عنایت کر دیں۔ کیونکہ ہمارا جو اُن سے رشتہ ہے وہ پوشیدہ نہیں ہے۔

راوی کہتا ہے حضور اپنے لشکر کو لئے ہوئے وادی عقیق میں فروکش تھے جو طائف اور اِن باغوں کے درمیان میں تھا اور اِن باغوں کو حضور نے اِنکی درخواست سے اِن کے واسطے چھوڑ دیا تھا۔

راوی کہتا ہے جب حضرت ابوبکر طائف کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ حضور نے اُن سے فرمایا۔ کہ اے ابوبکر میں نے آج خواب میں دیکھا ہے کہ ایک برتن میں مسکا بھرا ہوا میرے پاس تحفہ میں آیا ہے۔ پھر ایک مرغ نے چونچ مار کر اس برتن کو گرا دیا۔ ابوبکر نے عرض کیا میرا خیال تو یہ ہے کہ آج حضور کی فتح ہو گی۔ حضور نے فرمایا میرا خیال بھی یہی ہے۔ خولہ بنت حکیم بن اُمیہ بن حارثہ بن اوقص سلمیہ جو عثمان بن

مظعون کی بیوی تھیں۔ انہوں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ یارسول اللہ اگر آپ کی فتح ہو تو بادیہ بنت غیلان بن سلمہ یا فارعہ بنت عقیل کا زیور مجھ کو عنایت کیجیگا۔ کیونکہ تمام ثقیف میں ان عورتوں کی برابر کسی عورت کے پاس قیمتی زیور نہ تھا حضور نے فرمایا۔ اے خویلہ جب تک مجھ کو ثقیف کے متعلق حکم نہ ہو میں کیسے دے سکتا ہوں۔ خویلہ نے یہ بات حضرت عمر سے کہی عمر حضور کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یارسول اللہ خویلہ سے جو بات میں نے سُنی ہے کیا واقعی آپ نے فرمائی ہے۔ فرمایا ہاں میں نے کہی ہے۔ عمر نے عرض کیا تو پھر جب حضور کو بنی ثقیف کے متعلق حکم نہیں ہوا ہے۔ تو میں لشکر میں یہاں سے کوچ کا اعلان کردوں۔ حضور نے فرمایا ہاں عمر نے کوچ کا اعلان کردیا۔ جب لوگ تیار ہوئے تو سعید بن عبید بن اُسید بن ابی عمرو بن علاج نے آواز دی کہ قبیلہ کے لوگ ٹھیرے ہوئے ہیں عُیَینہ بن حصن نے کہا ہاں بیشک قسم ہے خدا کی بڑی عزت اور بزرگی کے ساتھ ہیں مسلمانوں میں سے ایک شخص نے عُیَینہ سے کہا خدا تجھ کو غارت کرے تو مشرکین کی تعریف کرتا ہے۔ حالانکہ تو حضور کی امداد کے واسطے آیا تھا عُیَینہ نے کہا میں اس واسطے تھوڑا ہی آیا تھا کہ تمہارے ساتھ ہو کر ثقیف سے لڑوں میں تو فقط اس واسطے آیا تھا کہ اگر محمد نے طائف کو فتح کیا۔ تو ایک عورت میں بھی لونگا شاید کہ اُس عورت سے میرے ہاں اولاد ہو۔ کیونکہ ثقیف نے اُس عورت کے بچہ کو دیکھنے سے انکار کردیا تھا ✦

راوی کہتا ہے طائف کے محاصرہ کے دنوں میں چند غلام اہل طائف کے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ حضور نے اُن کو آزاد کردیا۔ اور جب اہل طائف بھی مسلمان ہوئے۔ تو اُنہوں نے حضور سے ان غلاموں کے واسطے گفتگو کی حضور نے فرمایا یہ لوگ خدا کے آزاد کئے ہوئے ہیں ✦

ابن اسحاق کہتے ہیں بنی ثقیف نے مروان بن قیس دوسی کے اہل وعیال کو گرفتار کرلیا تھا۔ اور مروان مسلمان ہو کر حضور کی مدد کو آئے تھے حضور نے ان سے فرمایا اے مروان تم کو جو شخص ملے تم بھی اُس کو اپنے اہل وعیال کے بدلہ میں پکڑ لاؤ۔ پس مروان ابی بن مالک قشیری کو پکڑ لائے ضحاک بن سفیان کلابی نے اس مقدمہ میں ثقیف سے گفتگو کی اور ثقیف نے مروان کے اہل وعیال کو چھوڑدیا۔ مروان نے بھی ابی بن مالک قشیری کو چھوڑدیا ✦

اُن مُسلمانوں کے نام جو طائف کی جنگ میں شہید ہوئے

بنی اُمیہ بن عبد شمس میں سے سعید بن سعید بن عاص بن اُمیہ اور عرفطہ بن خباب بنی اسد بن غوث سے ان کا حلیف ✦

اور بنی تیم بن مرہ سے عبداللہ بن ابی بکر صدیق ایک تیر کے لگنے سے شہید ہوئے۔ مدینہ میں آن کر حضور کی وفات کے بعد ✦

اور بنی مخزوم میں سے عبداللہ بن ابی اُمیہ بن مغیرہ یہ بھی ایک تیر سے شہید ہوئے۔ اور بنی عدی بن کعب سے عبداللہ بن عامر بن ربیعہ ان کے حلیف ✦

اور بنی سہم بن عمرو سے سائب بن حرث بن قیس بن عدی اور ان کے بھائی عبداللہ بن حرث۔ اور بنی

بن لیث سے جلیحہ بن عبداللہ شہید ہوئے ۔ اور انصار میں سے بنی سلمہ سے ثابت بن جذع ۔ اور بنی مازن بن نجار سے حرث بن سہل بن ابی صعصعہ ۔ اور بنی ساعدہ میں سے منذر بن عبداللہ اور بنی اوس میں سے رقیم بن ثابت بن ثعلبہ بن زید بن لوذان بن معاویہ یہ سب بارہ شخص صحابہ کرام طائف کی جنگ میں شہید ہوئے جن میں سے سات قریش سے اور چار انصار سے اور ایک بنی لیث سے تھے ۔

ہوازن کے مالِ غنیمت اور قیدیوں کا بیان

{ اور حضور کا مؤلف قلوب لوگوں کو اُس میں سے بطور انعام عنایت کرنا }

طائف سے واپس ہوکر حضور مقام جعرانہ میں تشریف لائے ۔ اور ہوازن کے بہت سے قیدی آپ کے ساتھ تھے ۔ راوی کہتا ہے طائف کی جنگ میں ایک شخص نے حضور سے عرض کیا کہ ثقیف پر بددعا فرمائیے ۔ حضور نے دعا کی کہ اے خدا ثقیف کو ہدایت کر کے میرے پاس بھیج ۔

مقام جعرانہ ہی میں ہوازن کا وفد حضور کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ اور حضور کے پاس چھ ہزار عورتیں اور بچے ہوازن کے قیدی تھے اور اونٹ اور بکری وغیرہ کا تو کچھ حساب ہی نہ تھا جب یہ وفد ہوازن حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو یہ لوگ مسلمان ہو کر آئے تھے ۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم لوگ شریف خاندان ہیں اور ہم جس بلا و مصیبت میں مبتلا ہیں وہ حضور پر پوشیدہ نہیں ہے ۔ پس حضور ہم پر احسان فرمائیں خدا حضور پر احسان کریگا ۔ اور ہوازن کی شاخ بنی سعد بن بکر میں سے ایک شخص زہیر نے جس کی کنیت ابو صرد تھی عرض کیا یا رسول اللہ ان قیدیوں میں آپ کی پھوپھیاں اور خالائیں اور وہ دائیں ہیں جنہوں نے آپ کو پرورش کیا ہے ۔ اگر ہم حرث بن ابی شمر یا النعمان بن منذر والی حیرہ کو دودھ پلاتے اور پھر اُس سے ہم اسی طرح مغلوب ہوتے جیسے کہ اب آپ سے ہوئے تو اُس سے بھی ہم یہ اُمید رکھ سکتے تھے جو آپ سے رکھتے ہیں اور پھر آپ تو سب سے زیادہ مہربان ہیں ۔ حضور نے فرمایا تم لوگوں کو اپنی عورتیں اور اولاد زیادہ پیاری ہیں یا مال و اسباب ۔ ان لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ جب آپ نے ہم کو مال اور اولاد میں سے ایک چیز کے اختیار کرنے کو فرمایا ہے تو بس ہماری عورتیں اور اولاد ہم کو عنایت ہوں کیونکہ یہی ہم کو زیادہ پیاری ہیں ۔ حضور نے فرمایا میرے اور بنی عبدالمطلب کے حصہ میں جو تمہارے قیدی آئے ہیں وہ میں نے تم کو دیئے اور جس وقت میں ظہر کی نماز لوگوں کے ساتھ پڑھ چکوں ۔ اُسی وقت تم کھڑے ہو کر کہنا کہ ہم رسول خدا کو شفیع گردان کر مسلمانوں سے اور مسلمانوں کو شفیع گردان کر رسول خدا سے عرض کرتے ہیں کہ ہماری اولاد اور عورتیں ہم کو واپس ملجائیں ۔ پس اس وقت میں تم کو دیدونگا ۔

چنانچہ جب حضور نے ظہر کی نماز جماعت سے ادا کی ۔ ان لوگوں نے حضور کی تعلیم کے موافق وہ کلام کہا ۔ حضور نے فرمایا میں نے اپنا اور بنی عبدالمطلب کا حصہ تم کو دیا ۔ مہاجرین اور انصار نے کہا کہ ہم نے

بھی اپنا حصہ حضور کی نذر کیا۔ اقرع بن حابس نے کہا میں اپنا اور بنی تمیم کا حصہ نہیں دیتا ہوں اور عیینہ بن حصن نے کہا میں اپنا اور بنی فزارہ کا حصہ نہیں دیتا ہوں۔ اور عباس بن مرداس نے کہا میں بھی اپنا اور بنی سلیم کا حصہ نہیں دیتا ہوں۔ بنی سلیم نے عباس کا یہ قول سنکر کہا نہیں ہم اپنا حصہ حضور کی نذر کرتے ہیں۔ عباس نے ان سے کہا۔ تم نے مجھ کو اس وقت خفت دلائی ؛

پھر حضور نے فرمایا اے لوگو تم میں سے جو شخص ان قیدیوں میں سے اپنے حصے کے قیدی لیگا اس پر چھ بائیں فرض ہونگی یہ سنکر سب لوگوں نے اپنے قیدی واپس کر دیئے۔ ان قیدیوں میں سے حضور نے حضرت علی کو ایک لونڈی ریطہ بنت ہلال بن حیان بن عمیرہ بن ہلال بن ناصر بن قصیہ بن نصر بن سعد بن بکر عنایت کی تھی ؛

اور ایک لونڈی حضرت عثمان کو دی تھی جس کا نام زینب بنت حیان بن عمرو بن حیان تھا اور ایک لونڈی عمر بن خطاب کو دی تھی جو انہوں نے اپنے بیٹے عبداللہ کو بخشدی تھی۔ عبداللہ کہتے ہیں میں نے اس لونڈی کو اپنے ماموں کے پاس بھیجا تھا جو بنی جمح میں سے تاکہ وہاں وہ اس کا بناؤ سنگار کریں اور میں کعبہ کا طواف کرکے ان کے پاس پہونچ جاؤں۔ پس جس وقت میں طواف کرکے مسجد حرام سے نکلا۔ تو میں نے دیکھا کہ لوگ دوڑے چلے جاتے ہیں۔ میں نے پوچھا کیا بات ہے انہوں نے کہا حضور نے ہماری عورتیں اور اولاد ہم کو واپس عنایت کر دی۔ میں نے کہا ایک عورت تمہاری بنی جمح میں ہے اس کو بھی لیتے جاؤ۔ پس وہ لوگ اس لڑکی کو لے گئے ؛

ابن اسحاق کہتے ہیں عیینہ بن حصن نے ہوازن کے قیدیوں میں سے ایک بڑھیا لی تھی اور کہتا تھا مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بڑھیا کسی بڑے گھرانے کی ہے۔ اسکے فدیہ میں بہت سا روپیہ میرے ہاتھ آئیگا۔ پھر جب حضور نے ہوازن کو قیدی واپس کئے۔ تو عیینہ نے اس بڑھیا کے دینے سے انکار کیا۔ زہیر ابو صرد نے اس سے کہا اے عیینہ تو اس بڑھیا کو کیا کریگا نہ اسکی لبوں میں ٹھنڈک اور شیرینی ہے اور نہ اس کی پستانیں نوخیز ہیں۔ نہ اس کا پیٹ جننے کے لائق ہے۔ عمر اس کی ایسی ہے کہ اس کے خاوند کو تلاش کرو۔ تو کہیں نہ ملیگا۔ اور نہ اسکی چھاتی میں دودھ باقی رہا ہے۔ پس تو بھی اسکو واپس کر دے ؛

راوی کہتا ہے حضور نے ہوازن کے وفد سے مالک بن عوف کو دریافت کیا۔ انہوں نے کہا وہ طائف میں ثقیف کے پاس ہے حضور نے فرمایا اگر وہ مسلمان ہو کر میرے پاس آئے تو میں اس کے اہل و عیال کو بھی اسے واپس کر دوں اور سو اونٹ بطور انعام کے اور دوں۔ جب مالک بن عوف کو یہ خبر ہوئی تو اس نے خیال کیا کہ اگر ثقیف کو میرے حضور کے پاس جانے کی خبر ہوگی۔ تو ضرور یہ مجھ کو روک لینگے۔ پس اس خیال سے اس نے اپنی اونٹنی کو طائف سے کچھ فاصلہ پر تیار کھڑا کرا دیا اور پھر رات کو گھوڑے پر سوار ہو کر طائف سے نکلکر اونٹنی پر سوار ہوا۔ اور حضور کی خدمت میں جعرانہ یا مکہ میں پہونچ گیا۔ اور اسلام سے مشرف ہوا اور بہت اچھا اسلام لایا حضور نے حسب وعدہ اسکے اہل و عیال کو مع سو اونٹوں کے اس کے

پھر حضور نے مالک بن عوف کو ان قبائل کا سردار کر دیا جو ان کی قوم سے مسلمان ہوئے تھے۔ اور یہ قبائل ثمالہ اور سلمہ اور فہم تھے مالک ان کو لیکر بنی ثقیف پر لوٹ مار کیا کرتے تھے یہاں تک کہ ان کو تنگ کر دیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب حضور ہوازن کے قیدیوں کے واپس کرنے سے فارغ ہوئے۔ لوگ نے آپ سے کہنا شروع کیا کہ یا رسول اللہ اونٹ اور بکری وغیرہ جو کچھ مال ہے اس کو تو حضور ہم میں تقسیم فرما دیں یہاں تک کہ درخت کے سایہ میں حضور سے اس بات کے بہت مصر ہوئے۔ اور حضور کی چادر اس درخت سے الجھ کر گر پڑی۔ فرمایا اے لوگو میری چادر تو مجھ کو دو۔ قسم ہے خدا کی اگر تہامہ کے ملک کے درختوں کی گنتی کے برابر بھی مال ہوتا۔ تو میں اسکو تمہارے درمیان میں تقسیم کر دیتا۔ اور تم ہرگز مجھ کو بخیل نہ پاتے اور نہ جھوٹا دیکھتے۔ پھر آپ ایک اونٹ کے پہلو میں کھڑے ہوئے۔ اونٹ بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے اس کے کوہان کے چند بال اپنی دو انگلیوں میں پکڑ کر فرمایا۔ اے لوگو میرے واسطے تمہارے مال غنیمت اور ان بالوں میں سے سوا خمس کے اور کچھ نہیں ہے اور یہ خمس بھی پھر تمہیں پر واپس ہو جاتا ہے۔ پس ایک سوئی اور تاگا یا جو کوئی چیز بھی مال غنیمت کی کسی کے پاس ہو سب کو ادا کر دو اور پہونچا دو۔ کیونکہ خیانت خائن کے واسطے عار اور نار اور شنار ہے قیامت کے روز۔

راوی کہتا ہے حضور کے اس فرمان کو سن کر انصار میں سے ایک شخص اون کے تاگوں کا ایک مٹھا لایا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے ان تاگوں کو اپنے اونٹ کا پالان درست کرنے کے واسطے رکھ لیا تھا۔ حضور نے فرمایا اس میں جس قدر میرا حصہ ہے وہ میں نے تجھ کو دیا۔ اس شخص نے کہا جب یہ بات ہے تو میں اسکو نہیں لیتا۔ اور اس نے اس کو ڈال دیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور نے اس مال غنیمت میں سے مؤلفۃ قلوب کو جو اشراف لوگ تھے ان کے دل مائل کرنے کے واسطے بہت سا مال ان کو عنایت کیا۔ چنانچہ سو اونٹ ابو سفیان بن حرب کو اور سو اونٹ اسکے بیٹے معاویہ کو دئے۔ اور سو اونٹ حکیم بن حزام اور سو اونٹ حرث بن حرث بن کلدہ کو دئے اور سو اونٹ سہیل بن عمرو کو اور سو اونٹ حویطب بن عبد العزیٰ بن ابی قیس کو اور سو اونٹ علاء بن جاریہ ثقفی کو اور سو اونٹ عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر کو اور سو اونٹ اقرع بن حابس تمیمی کو اور سو اونٹ مالک بن عوف نصری کو اور سو اونٹ صفوان بن امیہ کو عنایت کئے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو حضور نے سو سو اونٹ عنایت کئے۔ اور باقی قریش میں سے لوگوں کو سو سے کم اونٹ عنایت کئے۔ جن میں سے بعض لوگ یہ ہیں مخرمہ بن نوفل زہری اور عمیر بن وہب جمحی اور ہشام بن عمرو عامری وغیرہم یہ مجھ کو یاد نہیں کہ حضور نے ان کو کیا کیا عنایت کیا۔ مگر یہ ضرور ہے کہ سو سے کم کم دئے تھے۔

سعید بن یربوع بن عنکثہ بن عامر بن مخزوم اور سہمی کو پچاس پچاس اونٹ دئے۔ ابن ہشام کہتے ہیں سہمی کا نام عدی بن قیس ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور عباس بن مرداس کو حضور نے چند اونٹ عنایت کئے کہ یہ ان کو کم

نہ ہمارا۔ او۔ بلکہ ناراض ہو کر اس نے چند اشعار کہے جن میں انعام کے قلیل ہونے کا بیان کیا ہے حضور نے صحابہ سے فرمایا اس کو لیجا کر میری جانب سے اسکی زبان کاٹ دو۔ چنانچہ صحابہ نے لیجا کر اس کو اتنا مال دیا کہ یہ خوش ہو گیا اور یہی اسکی زبان کا کٹنا تھا +

ابن ہشام کہتے ہیں عباس بن مرداس حضور کی خدمت میں حاضر ہوا حضور نے فرمایا اے عباس تو نے یہ شعر کہا ہے ؎

فَاَصْبَحَ نَهْبِیْ نَهْبُ الْعُبَیْدِ - بَیْنَ الْاَقْرَعِ وَالْعُیَیْنَةِ

حضرت ابوبکر نے عرض کیا یا رسول اللہ بَیْنَ الْعُیَیْنَةِ وَالْاَقْرَعِ ہے۔ حضور نے فرمایا یہ ایک ہی بات ہے یوں کہو چاہے یوں کہو۔ حضرت ابوبکر نے کہا بیشک میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ آپ ایسے ہی ہیں جیسا کہ خدا نے آپ کی شان میں فرمایا ہے وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا یَنْبَغِیْ لَهٗ یعنے نہ ہم نے ان اپنے رسول کو شعر کہنا سکھایا ہے نہ یہ ان کی شان کے لائق ہے۔ ابن ہشام اہل علم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ قریش وغیرہ قبائل سے حضور نے مقام جعرانہ میں بیعت لی۔ اور حنین کے مال غنیمت میں سے ان کو بہت کچھ عنایت کیا +

بنی امیہ بن عبد شمس میں سے ابو سفیان بن حرب بن امیہ اور طلیق بن سفیان بن امیہ اور خالد بن اسید بن ابی العیص بن امیہ کو دیا +

اور بنی عبدالدار بن قصی میں سے شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار اور ابوالسنابل بن بعکک۔ بن حرث بن عمیلہ بن سباق بن عبدالدار۔ اور عکرمہ بن عامر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار۔ اور بنی مخزوم میں سے زہیر بن ابی امیہ بن مغیرہ۔ اور حرث بن ہشام بن مغیرہ اور خالد بن ہشام بن مغیرہ اور سفیان بن عبدالاسد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔ اور سائب بن ابی سائب بن عائذ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔ اور بنی عدی بن کعب سے مطیع بن اسود بن حارثہ ابوجہم حذیفہ بن غانم +

اور بنی جمح بن عمرو سے صفوان بن امیہ بن خلف۔ اور احیحہ بن امیہ بن خلف اور عمیر بن وہب بن خلف۔ اور بنی سہم میں سے عدی بن قیس بن حذافہ۔ اور بنی عامر بن لوی سے حویطب بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود۔ اور ہشام بن عمرو بن ربیعہ بن حرث بن حبیب +

اور دیگر قبائل عرب سے بنی بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ سے نوفل بن معاویہ بن عروہ بن صخر بن رزن بن یعمر بن نفاثہ بن عدی بن الدیل +

اور بنی کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ سے علقمہ بن علاثہ بن عوف بن احوص بن جعفر بن کلاب اور لبید بن ربیعہ بن مالک بن جعفر بن کلاب +

اور بنی عامر بن ربیعہ سے خالد بن ہوذہ بن ربیعہ بن عمرو بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ اور حرملہ بن ہوذہ بن ربیعہ بن عمرو۔ اور بنی نصر بن معاویہ سے مالک بن عوف بن سعید بن یربوع +

اور بنی سلیم بن منصور سے عباس بن مرداس بن ابی عامر اور بنی غطفان کی شاخ بنی فزارہ سے عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر۔ اور بنی تمیم کی شاخ بنی حنظلہ سے اقرع بن حابس بن عقال۔ ان سب لوگوں کو حضور نے اس مال سے عنایت کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کسی صحابی نے حضور سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن کو تو اس مال میں سے سو سو اونٹ عنایت کئے اور جعیل تمام روئے زمین کے لشکر سے بہتر ہے جو عیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس کی شکل ہو۔ آپ نے فرمایا۔ ان دونوں کو میں نے ان کی تالیف قلوب کے واسطے دیا ہے اور جعیل کو اس کے اسلام کے سپرد کیا ہے۔

مقسم ابو القاسم کہتے ہیں میں اور تلید بن کلاب لیثی ہم دونوں عبداللہ بن عمرو بن عاص کے پاس آئے اور وہ ہاتھوں میں جوتیاں لئے ہوئے کعبہ کا طواف کر رہے تھے ہم نے ان سے کہا کہ کیا آپ اس وقت موجود تھے جب حنین کے دن تمیمی شخص نے حضور سے گفتگو کی ہے۔ عبداللہ نے کہا ہاں میں موجود تھا کہ ایک تمیمی شخص جس کو ذو الخویصرہ کہتے تھے حضور کے پاس آکر کھڑا ہوا۔ اور حضور اس وقت لوگوں کو مال تقسیم کر رہے تھے اس نے کہا اے محمد میں نے خوب دیکھا جیسا تم آج کر رہے ہو حضور نے فرمایا ہاں تو نے کیا دیکھا۔ اس نے کہا تم نے مال کے تقسیم کرنے میں انصاف نہیں کیا۔ حضور نے فرمایا تجھ کو خرابی ہو۔ جب میرے پاس انصاف نہ ہوگا تو پھر کس کے پاس انصاف ہوگا۔ اور حضور کو اس کے اس کہنے سے بہت غصہ آیا۔ حضرت عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن ماردوں حضور نے فرمایا اے عمر اس کو چھوڑ دو عنقریب اس کے ساتھی ایسے لوگ ہوں گے جو دین کی باتوں میں بہت غلو کریں گے حالانکہ دین سے بالکل نکل جائیں گے جیسے شکار سے تیر نکل جاتا ہے اور کچھ اثر شکار کے خون وغیرہ کا اس کے پیکان یا پھل یا پروں پر دکھائی نہیں دیتا ہے۔

ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ جب حضور نے یہ بخششیں قریش اور دیگر قبائل عرب پر کیں اور انصار کو کچھ عنایت نہ کیا تو انصار کے دلوں میں طرح طرح کے خیال پیدا ہوئے۔ یہاں تک کہ ان میں اس بات کی گفتگو بھی ہونے لگیں کہ حضور نے اپنے اقرباء کو اس قدر مال عنایت کیا۔ اور ہم کو کچھ نہ دیا۔ جب بہت قیل و قال ہوئی تو سعد بن عبادہ نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ انصار ایسا ایسا کہہ رہے ہیں۔ حضور نے فرمایا اے سعد کیا تم بھی ان کے ساتھ ہو سعد نے کہا یا رسول اللہ میں تو اس بات میں ان کا شریک نہیں ہوں مگر میری قوم کی یہی گفتگو ہے۔ حضور نے فرمایا تم جا کر سب انصار کو ایک خطیرہ میں جمع کرو۔ سعد بن عبادہ نے جا کر سب انصار کو ایک خطیرہ میں جمع کیا۔ اور حضور کو خبر کی حضور تشریف لائے اور خدا کی حمد و ثنا کے بعد آپ نے فرمایا کہ اے انصار مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ تم لوگوں کے دل میں میری طرف سے خیالات پیدا ہوئے ہیں کیا میں تمہارے پاس ایسے وقت میں نہیں آیا جبکہ تم گمراہ تھے پھر خدا نے تم کو ہدایت کی۔ اور تم فقیر تھے۔ خدا نے تم کو غنی کیا اور تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے خدا نے تم کو دوست بنا دیا۔ انصار نے کہا بیشک خدا اور رسول نے ہم پر بڑا احسان

اور فضل کیا۔ پھر آپ نے فرمایا اے انصار مجھ کو جواب کیوں نہیں دیتے ہو انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کو کیا جواب دیں آپ کا ہم پر بڑا احسان اور فضل ہے حضور نے فرمایا اگر تم مجھ کو یہ جواب دو تو دے سکتے ہو۔ اور اس میں تم سچے ہو اور جو سنے وہ تم کو سچا کہے کہ تم مجھ کو یہ جواب دے سکتے ہو کہ اے رسول جب تم ہمارے پاس آئے ہو تو لوگ تم کو جھٹلاتے تھے۔ ہم نے تمہاری تصدیق کی۔ اور سب نے تمہاری ترک یاری کی۔ ہم نے تمہاری مدد کی۔ اور لوگوں نے تم کو نکال دیا۔ ہم نے تم کو جگہ دی اور تم دل شکستہ تھے۔ ہم نے تمہاری دلجوئی کی۔ اے انصار کیا اس اسباب دُنیا کے دینے سے جو ایک ذلیل چیز ہے تم نے اپنے دلوں میں ایسے خیالات کو جگہ دی۔ میں نے ان لوگوں کو دیا ہے جن کو میں اسلام کی طرف رغبت کرنا چاہتا ہوں۔ اور تم کو میں نے تمہارے اسلام کے سپرد کیا ہے۔ اے انصار کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ کوئی اونٹ کو لیکر جائے اور کوئی بکری کو لیکر جائے اور تم رسول خدا کو اپنے ساتھ لیکر اپنے گھروں کو جاؤ۔ پس قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار ہی میں سے ایک شخص ہوتا۔ اور اگر تمام لوگ ایک راستہ چلیں اور انصار ایک راستہ چلیں تو میں انصار ہی کا راستہ اختیار کروں گا۔ اے خدا انصار پر رحم فرما۔ اور انصار کے بیٹوں اور بیٹوں کے بیٹوں پر رحم فرما ٭

راوی کہتا ہے حضور کے اس فرمان کو سُن کر انصار اس قدر روئے۔ کہ ان کی داڑھیاں تر ہو گئیں اور سب نے بالاتفاق کہا ہم رسول خدا کی بخشش اور تقسیم سے بدل و جان راضی ہیں۔ پھر حضور بھی تشریف لے آئے۔ اور انصار بھی چلے گئے ٭

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام جعرانہ سے عمرہ کیواسطے مکہ میں آنا اور عتاب بن اُسید کو مکہ کا حاکم مقرر کرنا پھر عتاب کا مسلمانوں سے حج کرانا

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور نے باقی مال غنیمت کے مقام مجنہ میں جو مرظہران کے قریب ہے لیجانے کا حکم دیا اور خود عمرہ کے واسطے مکہ میں تشریف لائے اور عمرہ سے فارغ ہو کر عتاب بن اسید کو مکہ کا حاکم کر کے مدینہ کو روانہ ہوئے۔ اور معاذ بن جبل کو بھی لوگوں کی تعلیم و تلقین کے واسطے مکہ میں چھوڑ گئے ٭

ابن ہشام کہتے ہیں جب حضور نے عتاب کو مکہ کا حاکم مقرر کیا ہے تو ایک درہم روزانہ ان کی تنخواہ مقرر کی تھی عتاب نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ پڑھا اور بیان کیا کہ اے لوگو جس کو ایک درہم روز ملے اور پھر وہ بھوکا رہے خدا اس کا کبھی ساتھ نہ بھرے۔ حضور نے میرا ایک درہم روز مقرر کیا ہے۔ اب مجھ کو کسی سے کچھ لینے کی ضرورت نہیں ہے ٭

ابن اسحاق کہتے ہیں یہ عمرہ حضور کا ذی قعد ہ میں ہوا۔ اور آخر ذی قعدہ یا شروع ذی الحجہ میں حضور مدینہ میں رونق افروز ہوئے اور باقی مال غنیمت بھی آپ کے ساتھ تھا ٭

ابن ہشام کہتے ہیں جب حضور مدینہ میں تشریف فرما ہوئے ہیں تو چھ راتیں ذیقعدہ کی باقی تھیں ٭

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ اس سال عرب تے جس طرح کہ حج کرتے تھے اسی طرح حج کیا اور عتاب نے بھی مسلمانوں کے ساتھ حج کیا۔ اور طائف کے لوگ اسی طرح اپنے شرک پر رمضان ۹ھ تک قائم رہے۔

کعب بن زہیر کے اسلام قبول کرنے کا بیان

راوی کہتا ہے جب حضور طائف سے واپس ہوئے تو بجیر بن زہیر بن ابی سلمیٰ نے اپنے بھائی کعب بن زہیر کو لکھا کہ حضور نے مکہ میں اُن شاعروں کو قتل کر دیا ہے جو آپ کی ہجو کیا کرتے تھے اور آپ کو ایذا دیتے تھے اور قریش کے شعراء میں سے ابن زبعری اور ہبیرہ بن وہب بھاگ گئے ہیں۔ اُن کا کہیں پتہ نہیں ہے۔ پس اگر تمہارا دل چاہے تو حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام اختیار کرو۔ کیونکہ حضور اُس شخص کو قتل نہیں کرتے ہیں جو آپ کے پاس تائب ہو کر آتا ہے۔ اور اگر یہ بات تمہارا دل قبول نہ کرے تو جہاں تمہارے سینگ سمائیں بھاگ جاؤ۔ جب کعب کے پاس یہ خط پہونچا نہایت حیران ہوئے کہ کیا کروں۔ اور جو لوگ ان کے دشمن وہاں موجود تھے انہوں نے بھی ان کو ڈرایا کہ تم ضرور وہاں جاتے ہی قتل کئے جاؤ گے۔ آخر لاچار ہو کر کعب نے وہ قصیدہ کہا جس میں حضور کی تعریف کی ہے اور اپنے خوف اور پریشانی اور دشمنوں کی بدگوئی سے ڈرنے کا حال نظم کیا ہے۔

اور پھر یہ مدینہ میں آن کر جہینہ میں سے ایک شخص کے پاس جس سے انکی جان پہچان تھی ٹھہرے وہ شخص صبح کے وقت ان کو لیکر مسجد شریف میں حاضر ہوا۔ اور جب حضور نماز سے فارغ ہوئے۔ تو اس شخص نے ان کو اشارہ سے بتلایا کہ حضور وہ تشریف رکھتے ہیں تم جا کر حضور سے اپنے واسطے امن لو۔ کعب بن زہیر حضور کے پاس آئے اور آپ کے قریب بیٹھ کر اپنا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں رکھدیا حضور ان کو پہچانتے نہ تھے۔ پھر انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر کعب بن زہیر توبہ کرکے اور مسلمان ہو کر آپ کے پاس آئے۔ تو آپ اُسکی توبہ کو قبول فرمائینگے۔ اگر میں اُسکو آپ کی خدمت میں حاضر کروں حضور نے فرمایا ہاں میں اُسکی توبہ قبول کروں گا۔ کعب نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ہی کعب بن زہیر ہوں۔ انصار میں سے ایک شخص اس بات کو سن کر کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو اجازت دیجئے کہ میں اس دشمن خدا کی گردن ماروں۔ حضور نے فرمایا نہیں اس کو چھوڑ دو یہ توبہ کرکے آیا ہے۔

راوی کہتا ہے اسی سبب سے کعب بن زہیر کے دل میں انصار کی طرف سے برائی پیدا ہوگئی تھی۔ کیونکہ مہاجرین میں سے کسی نے کعب کے حق میں بجز بھلائی کے کوئی بات نہیں کہی۔ اور اسی سبب سے کعب نے اپنے اس قصیدہ میں جو حضور کی خدمت میں حاضر ہونے کے وقت پڑھا ہے مہاجرین کی تعریف کی ہے۔ اور انصار کی ہجو کی طرف اشارہ کیا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب انصار نے کعب کے قصیدہ کا یہ شعر سنا اذا عرد السود التنابیل کہا اس شعر سے بیشک کعب نے ہماری ہجو کی ہے کیونکہ ہم میں سے ایک شخص نے اُس روز حضور کے سامنے اس کے حق میں ایسے بخلاف کہا تھا اور انصار کعب پر بہت خفا ہوئے کعب کو جب یہ خبر ہوئی تب انہوں نے انصار

کی تعریف میں یہ شعار کہے اشعار

مَنْ سَرَّهُ كَرَمُ الْحَيَاةِ فَلَا يَزَلْ ۔۔۔ فِي مِقْنَبٍ مِنْ صَالِحِي الْأَنْصَارِ

ترجمہ: جس شخص کو عمدہ زندگی گذارنی منظور ہو پس اسکو لازم ہے کہ ہمیشہ انصار کے نیک لوگوں کی جماعت میں شامل ہے

وَرِثُوا الْمَكَارِمَ كَابِرًا عَنْ كَابِرٍ ۔۔۔ إِنَّ الْخِيَارَ هُمُ بَنُو الْأَخْيَارِ

وہ بزرگیوں کو انہوں نے باپ دادا سے پایا ہے۔ بیشک یہ لوگ نیک اور نیکوں کی اولاد ہیں +

ابن ہشام کہتے ہیں جب کعب نے حضور کو مسجد میں اپنا قصیدہ بَانَتْ سُعَادُ سنایا ہے۔ تو حضور نے فرمایا اے کعب بن زہیر تو نے انصار کا بھلائی کے ساتھ ذکر کیوں نہ کیا۔ یہ لوگ اس لائق ہیں کہ ان کا بھلائی کے ساتھ ذکر کیا جائے۔ تب کعب بن زہیر نے انصار کی تعریف میں یہ شعار کہے ہیں۔ اور یہ اشعار کعب کے قصیدہ کے ہیں +

غزوہ تبوک ماہ رجب سنہ ۹ ہجری میں

ابن اسحاق کہتے ہیں ذی قعدہ سے لیکر رجب تک حضور مدینہ میں تشریف فرما ہے پھر رجب میں آپ نے مسلمانوں کو رومیوں پر جہاد کرنے کی تیاری کا حکم دیا۔ اور یہ ایسا وقت تھا کہ گرمی کی بہت شدت تھی۔ اور لوگوں کے باغات وغیرہ میں پھل تیار نہ ہوئے تھے۔ اس سبب سے لوگ اپنے گھروں اور سایہ میں رہنا چاہتے تھے +

راوی کہتا ہے جب حضور کسی غزوہ کا ارادہ کرتے تھے تو لوگوں سے اسکے برخلاف فرمایا کرتے تھے تاکہ دشمن کو خبر نہ ہوئے اگر مشرق پر جہاد کا ارادہ ہوتا تو مغرب کو ظاہر کرتے مگر اس غزوہ تبوک کو حضور نے بہ سبب مشقت اور تکلیف کے جو اس سفر میں پیش آنی منظور تھی ظاہر فرما دیا۔ اور دشمن کی تعداد بھی اس طرف کثیر تھی۔ اسی واسطے حضور نے اسکو ظاہر کیا تاکہ لوگ کثرت کے ساتھ جمع ہوں۔ اور اچھی طرح ساز و سامان درست کریں۔ اور لوگوں سے صاف طور پر فرما دیا کہ ہمارا ارادہ رومیوں پر جہاد کرنے کا ہے +

راوی کہتا ہے انہی تیاری کے دنوں میں حضور نے جد بن قیس سے جو بنی سلمہ میں سے ایک شخص تھا فرمایا! اے جد تو بھی رومیوں کے جہاد میں چلیگا۔ اس نے کہا حضور مجھ کو تو معافی دیجئے اور فتنہ میں نہ ڈالئے۔ قسم ہے خدا کی میری قوم خوب جانتی ہے کہ مجھ سے زیادہ کوئی شخص عورتوں کا چاہنے والا نہیں ہے اور مجھ کو یہی ڈر ہے کہ اگر میں نے رومیوں کی عورتوں کو دیکھا تو پھر اپنے قابو سے باہر ہو جاؤنگا اور ہرگز صبر نہ کرسکوں گا۔ حضور نے اس کا یہ جواب سنکر اسکی طرف سے مونھ پھیر لیا +

راوی کہتا ہے۔ جد بن قیس ہی کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ ائْذَنْ لِي وَلَا تَفْتِنِّي أَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ یعنے منافقوں میں سے ایک وہ شخص ہے جو کہتا ہے کہ مجھ کو معافی دیجئے اور فتنہ میں نہ ڈالئے۔ خبردار یہ لوگ فتنہ میں گر پڑے ہیں یعنے یہ جو رومیوں کی عورتوں پر فریفتہ ہونے کے فتنہ سے ڈرتا ہے اس سے بڑھ کر فتنہ میں یہ گر پڑا

یعنے حضور کے ساتھ جہاد میں شریک ہونے سے پیچھے رہ گیا اور بیشک جہنم کافروں کو گھیرے ہوئے ہے
اور جب بعض منافقوں نے بعض منافقوں سے کہا کہ تم کیوں گرمی کے موسم میں سفر کر کے حیران و پریشان ہوتے ہو۔ خداوند تعالیٰ نے ان کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی وَقَالُوا لَا تَنْفِرُوا فِي الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ أَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوا يَفْقَهُونَ فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَلْيَبْكُوا كَثِيرًا جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ (ترجمہ) اور منافقوں نے کہا کہ اس گرمی کے موسم میں جہاد کو نہ جاؤ کہدو آتش دوزخ کی گرمی بڑی سخت ہے اگر وہ سمجھتے ہوں۔ پس لازم ہے کہ وہ ہنسیں تھوڑا اور روئیں بہت سزا اسکی جو وہ کسب کرتے تھے ۔

ابن ہشام کہتے ہیں حضور نے اس غزوہ کی تیاری کا بہت زور سے حکم دیا اور تونگر لوگوں کو مال کے خرچ کرنے اور راہ خدا میں غریب لوگوں کو سواریاں دینے کی ترغیب دی۔ چنانچہ بہت لوگوں نے اپنے مال راہ خدا میں خرچ کئے اور بہت لوگوں نے نہ کئے اور حضرت عثمان نے اس غزوہ میں اسقدر مال خرچ کیا کہ کسی نے نہ کیا تھا ۔

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ کو روایت پہنچی ہے کہ حضرت عثمان نے جیش عسرت یعنے غزوہ تبوک میں ایک ہزار دینار زر سرخ خرچ کئے تھے اور حضور نے دعا کی تھی۔ کہ اے خدا میں عثمان سے راضی ہوں تو بھی راضی ہو ۔

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر سات آدمی انصار وغیرہ قبائل سے روتے ہوئے حضور کی خدمت میں آئے نام ان کے یہ ہیں بنی عمرو بن عوف سے سالم بن عمیر اور بنی حارثہ سے علبہ بن زید اور بنی مازن بن نجار سے ابولیلی عبدالرحمٰن بن کعب اور بنی سلمہ سے عمرو بن حمام بن جموع اور عبداللہ بن مغفل مزنی اور بعض کہتے ہیں عبداللہ بن عمرو مزنی اور ہرمی بن عبداللہ واقفی اور عرباض بن ساریہ فزاری اور ان لوگوں نے حضور سے سواریاں طلب کیں حضور نے فرمایا میرے پاس سواری نہیں ہے جس پر میں تم کو سوار کر دوں پس یہ لوگ اپنی مفلسی سے روتے ہوئے حضور کے پاس سے رخصت ہوئے ۔

ابن یامین بن عمیر بن کعب نضری نے ابولیلی عبدالرحمٰن بن کعب اور عبداللہ بن مغفل کو روتے ہوئے دیکھ کر پوچھا۔ کہ کیوں روتے ہو۔ انہوں نے کہا ہم حضور کے پاس سواری طلب کرنے گئے تھے۔ حضور نے فرمایا میرے پاس سواری نہیں ہے جو میں تم کو دوں۔ ابن یامین نے اپنے پاس سے ایک اونٹ دیا۔ اور یہ دونوں اس پر سوار ہو کر حضور کے ساتھ گئے ۔

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر حضور کے پاس عرب کے لوگ جہاد کی شرکت سے معذوری ظاہر کرنے آئے کہ ہم بسبب عذر کے شریک نہیں ہو سکتے ہیں جن کا ذکر خداوند تعالیٰ نے قرآن شریف میں کیا ہے مجھ سے کسی شخص نے بیان کیا ہے کہ یہ لوگ بنی غفار میں سے تھے ۔

راوی کہتا ہے اور بعض سچے مسلمان بھی حضور کے ساتھ اس جہاد میں شریک ہونے کے لئے نہ گئے تھے جن میں سے بعض لوگ یہ ہیں کعب بن مالک بن ابی کعب سلمی اور مرارہ بن ربیع اور

واقفی اور ابوخیثمہ سالمی۔ یہ لوگ سچے مسلمان تھے نفاق وغیرہ سے متہم نہ کئے جاتے تھے۔

پھر جب حضور نے پوری تیاری کر کے سفر شروع کیا۔ تو پہلے اپنے لشکر کو آپ نے مقام ثنیۃ الوداع میں ٹھیرایا اور مدینہ پر محمد بن مسلمہ انصاری کو اور بعض کہتے ہیں سباع بن عرفطہ کو حاکم مقرر کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور عبداللہ بن اُبی نے اپنا لشکر علیحدہ حضور کے لشکر سے کچھ فاصلہ پر کھڑا کیا تمام منافقین اور اہل شک وریب اسکے ساتھ تھے جب حضور آگے روانہ ہوئے تو عبداللہ بن ابی منافقوں کے ساتھ پیچھے رہ گیا اور حضور کے ساتھ نہ گیا۔ حضور نے حضرت علی بن ابیطالب کو اپنے گھر کی حفاظت کے واسطے مدینہ میں چھوڑ دیا تھا۔ منافقوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ علی کو حضور بوجھ ہلکا کرنے کے واسطے چھوڑ گئے ہیں کیونکہ علی کے ساتھ جانے سے حضور پر بڑا بار ہوتا حضرت علی اس بات کو سنکر بہت ناراض ہوئے۔ اور اپنے ہتھیار پہن کر مقام جرف میں حضور کے پاس پہونچے اور عرض کیا یارسول اللہ کیا آپ میرے بار کو خیال کر کے مجھے چھوڑ آئے ہیں۔ حضور نے فرمایا نہیں۔ وہ لوگ جنہوں نے تم سے یہ بات کہی ہے جھوٹ بولتے ہیں۔ میں نے تم کو فقط اپنے اہل وعیال کی حفاظت کے واسطے چھوڑا ہے تم جاؤ اور وہیں رہو۔ اے علی کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ مجھ سے بمنزلہ ہارون کے موسیٰ سے ہو مگر یہ بات ہے کہ میرے بعد نبی نہیں ہے (اور ہارون نبی تھے) پس حضرت علی تو مدینہ کو چلے آئے۔ اور حضور آگے روانہ ہوئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب حضور کو مدینہ سے گئے ہوئے کئی روز گزر گئے۔ ابوخیثمہ ایک دن اپنے گھر میں آئے اور وہ وقت سخت گرمی کا تھا دیکھا کہ ان کی دونوں بیویوں نے ان کے واسطے پانی خوب ٹھنڈا کر رکھا ہے اور کھانا بھی تیار ہے۔ ابوخیثمہ نے اس سامان کو دیکھ کر کہا۔ افسوس ہے۔ کہ رسول خدا تو اس گرمی اور لو کے سفر میں ہوں اور ابوخیثمہ یہ ٹھنڈا پانی اور عمدہ کھانا خوبصورت عورت کے پاس بیٹھ کر کھائے ہرگز یہ انصاف نہیں ہے پھر اسی وقت ابوخیثمہ نے اپنی بیویوں سے کہا کہ جلد سامان سفر میرے واسطے تیار کرو تاکہ میں حضور کے پاس پہونچوں۔ بیویوں نے سامان درست کیا اور ابوخیثمہ اونٹ پر سوار ہو کر حضور کی تلاش میں روانہ ہوئے۔ راستہ میں ان کو عمیر بن وہب جمحی بھی مل گئے۔ یہ بھی حضور کی تلاش میں جارہے تھے۔ یہانتک کہ تبوک میں یہ دونوں حضور سے جا ملے۔ جب مسلمانوں نے دور سے ان کو آتے دیکھا کہنے لگے کہ راستہ میں ایک سوار آرہا ہے۔ حضور نے فرمایا ابوخیثمہ ہوگا جب یہ نزدیک پہونچے تو لوگوں نے عرض کیا حضور ہاں ابوخیثمہ ہی ہیں۔ اور ابوخیثمہ نے راستہ میں عمیر بن وہب سے کہا تھا کہ میں نے ایک گناہ کیا ہے تم میرے ساتھ ہی حضور کی خدمت میں چلنا مجھ سے الگ نہ ہو جانا چنانچہ جب یہ حضور کی خدمت میں آئے۔ اور سلام کیا تو حضور نے فرمایا اے ابوخیثمہ تم پر افسوس ہے۔ تب ابوخیثمہ نے اپنا سارا قصہ بیان کیا۔ حضور بہت خوش ہوئے اور انکے حق میں دعائے خیر کی۔

راوی کہتا ہے اس سفر میں جب حضور مقام حجر میں پہونچے تو یہاں ٹھیرے۔ لوگوں نے یہاں کے کنوئیں سے پانی بھرا۔ حضور نے فرمایا یہاں کا پانی کوئی نہ پیئے اور نہ نماز کے واسطے اس پانی سے وضو کرتا

اور جو آتا تم نے کوئی صاحب اسکو بھی اونٹوں کو کھلادینا خود نہ کھانا اور رات کو جو شخص تم میں سے لشکر کے باہر جائے وہ تنہا نہ جائے بلکہ کسی دوسرے کو ساتھ لیکر جائے ؛

راوی کہتا ہے حضور کے اس ارشاد کے موافق سب لوگوں نے عمل کیا۔ مگر بنی ساعدہ کے دو شخص بھول گئے اور اُن میں سے ایک قضاء حاجت کے واسطے رات کو تنہا گیا پس عین قضاء حاجت میں اُس کو خناق کا عارضہ ہوگیا۔ اور دوسرا اپنا اونٹ تلاش کرنے گیا تھا اسکو آندھی نے بنی طے کے پہاڑوں کے درمیان میں جو بیاباں سے ایک مدت کے راستہ پر دور تھے پھینک دیا۔ جب حضور کو یہ خبر ہوئی فرمایا اسی واسطے میں نے تم کو پہلے ہی منع کیا تھا کہ تنہا کوئی شخص باہر نہ نکلے پھر حضور نے اُس شخص کے واسطے دعا کی جس کو خناق ہوگیا تھا خدا نے اسکو شفا دی اور دوسرا شخص جسکو آندھی نے بنی طے کے پہاڑوں میں پھینک دیا تھا۔ اُس کو جب قبیلہ طے کے لوگ مدینہ میں حضور کی خدمت میں آئے تو اپنے ساتھ لیتے آئے۔ اور حضور کی نذر کیا

ابن اسحاق کہتے ہیں ان دونوں آدمیوں کا قصہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے اور ان سے عباس بن سہل ساعدی نے بیان کیا تھا اور عبداللہ کہتے تھے کہ عباس نے مجھ کو اُن دونوں آدمیوں کے نام بھی بتائے ہیں مگر اس بات کا عہد لیا ہے کہ کسی اور کو اُن کے نام نہ بتانا ابن اسحاق کہتے ہیں۔ اسی سبب سے عبداللہ نے مجھ کو اُن کے نام نہیں بتائے ؛

ابن ہشام کہتے ہیں جب حضور مقام حجر سے گذرے ہیں تو کپڑے سے اپنا چہرہ آپ نے ڈھک لیا تھا اور صحابہ سے فرماتے تھے کہ ظالموں کے مکانوں سے روتے ہوئے گذرو ایسا نہ ہو کہ تم بھی اس بلا میں گرفتار ہو جاؤ جس میں وہ گرفتار ہوئے ؛

ابن اسحاق کہتے ہیں جب صبح ہوئی تو لوگوں نے حضور سے پانی نہ ہونے کی شکایت کی حضور نے خدا سے دعا کی۔ خداوند تعالیٰ نے اسی وقت ایک ابر بھیجا اور اس قدر بارش ہوئی۔ کہ لوگ سیراب ہو گئے۔ اور پانی سے مشکیں بھر لیں ؛

بنی عبدالاشہل میں سے ایک شخص کہتے ہیں۔ میں نے محمود سے پوچھا کہ کیا نفاق لوگوں میں ظاہر معلوم ہوتا تھا۔ محمود نے کہا ہاں قسم ہے خدا کی ہر شخص اپنے بھائی اور باپ اور رشتہ دار کے نفاق کو جانتا تھا مگر پھر وہ مشتبہ ہو جاتا تھا۔ پھر محمود نے کہا میری قوم کے ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ غزوہ تبوک میں ایک منافق جس کا نفاق ظاہر تھا حضور کے ساتھ تھا۔ جب حضور کی دعا سے یہ بادل آیا اور بارش ہوئی اور لوگ سیراب ہوئے تو بعض مسلمانوں نے اس منافق سے کہا کہ اب ایسا معجزہ دیکھ کر بھی تجھ کو کچھ شبہ ہے اس نے کہا معجزہ کیسا۔ ایک چلتا ہوا بادل تھا برس گیا ؛

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور اسی سفر میں ایک جگہ اُترے تھے۔ اور آپ کی سواری کی سانڈنی گم ہوگئی تھی۔ لوگ اُس کو تلاش کرنے گئے تھے اور عمارہ بن حزم آپ کے صحابی جو بیعت عقبہ اور جنگ بدر میں شریک تھے رہ مرتبت آپ کی خدمت میں حاضر تھے اور عمارہ کے خیمہ میں ایک شخص زید بن لصیت نام منافق تھا۔ اس نے اپنے پاس کے لوگوں سے کہا کہ کیا محمدؐ یہ نہیں کہتے ہیں کہ میں نبی ہوں۔ اور میرے پاس آسمان سے خبر آتی ہے

پھر کیا وجہ کہ انکی سانڈنی گم ہو گئی۔ اور اس کی ان کو خبر نہیں کہ وہ کہاں ہے۔ اس شخص نے یہاں یہ بات کہی اور وہاں حضور نے عمارہ بن حزم سے فرمایا کہ اس وقت ایک شخص کہہ رہا ہے کہ محمد کہتے ہیں میں نبی ہوں اور میرے پاس آسمان سے خبر آتی ہے حالانکہ وہ یہ نہیں جانتے کہ انکی اونٹنی کہاں ہے اور قسم ہے خدا کی مجھ کو اسی بات کا علم ہوتا ہے جو خدا مجھ کو بتلاتا ہے جاؤ تم جنگل کی فلاں گھاٹی میں دیکھو اونٹنی کی مہار ایک درخت میں الجھ گئی ہے اور وہ وہاں کھڑی ہوئی ہے تم اس کو لے آؤ صحابہ گئے اور اس سانڈنی کو حضور کی خدمت میں لے آئے۔ اسکے بعد عمارہ بن حزم اپنے خیمہ میں آئے اور کہا اس وقت ہم سے حضور نے ایک عجیب بات بیان کی جسکی خبر خدا نے آپ کو دی کہ ایک شخص ایسا اور ایسا کہہ رہا ہے جو لوگ اس وقت خیمہ میں موجود تھے انہوں نے کہا واقعی یہ بات زید بن لصیت نے ابھی کہی تھی عمارہ بن حزم نے یہ سنتے ہی زید بن لصیت کی گردن پکڑ کر کہا اے دشمن خدا میرے خیمہ سے باہر نکل مجھے خبر نہ تھی کہ یہ خبیث میرے ہی خیمہ میں ہے خبردار جواب تو میرے پاس آیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ بعض لوگوں کا بیان ہے کہ زید بن لصیت نے اس واقعہ کے بعد توبہ کر لی تھی اور بعض کہتے ہیں آخر دم تک وہ ایسی ہی باتیں کرتا رہا۔

راوی کہتا ہے پھر حضور نے اس منزل سے کوچ فرمایا۔ اور لوگوں کا یہ حال تھا کہ ایک ایک دو دو ہر منزل میں پیچھے رہتے جاتے تھے صحابہ حضور سے عرض کرتے کہ یا رسول اللہ آج فلاں شخص پیچھے رہ گیا حضور فرماتے تم بھی اس کو چھوڑو وہ اگر اس میں کچھ بھلائی ہوگی خدا تم سے اسکو ملا دیگا۔ چنانچہ ایک منزل میں ابو ذر پیچھے رہ گئے۔ یہ نفاق کی وجہ سے پیچھے نہ رہے تھے۔ بلکہ ان کا اونٹ تھک گیا تھا اور چلتا نہ تھا۔ آخر جب یہ لاچار ہو گئے تب اسباب انہوں نے اپنے کندھے پر رکھا اور پیدل روانہ ہوئے۔ جب حضور کے لشکر سے قریب پہونچے تو صحابہ نے حضور سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایک آدمی پیدل چلا آتا ہے حضور نے فرمایا ابو ذر ہوگا۔ جب یہ نزدیک آئے تو اس شخص نے عرض کیا حضور ہاں قسم ہے خدا کی ابو ذر ہیں حضور نے فرمایا ابو ذر پر خدا رحم کرے تنہا پیدل چلتا ہے اور تنہا ہی مریگا اور تنہا ہی قبر سے اٹھیگا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب حضرت عثمان نے ابو ذر رضی اللہ عنہ کو مقام ربذہ کی طرف شہر بدر کیا ہے اور وہاں یہ بیمار ہوئے ہیں۔ تو ان کے پاس اس وقت صرف ایک ان کی بیوی اور ایک غلام تھا۔ اور انہوں نے اس وقت وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تم مجھ کو نہلا کر کفن دینا اور پھر میرا جنازہ راستہ کے بیچ میں رکھ دینا۔ اور جو شخص پہلے راستہ سے گذرتا ہوا ملے اس سے کہنا کہ یہ ابو ذر صحابی رسول کا جنازہ ہے اے شخص تم ہماری اسکے دفن کرنے میں مدد کرو۔ چنانچہ جب ان کا انتقال ہو گیا تو بیوی اور غلام نے ایسا ہی کیا کہ نہلا کر اور کفن دینے کے بعد ان کا جنازہ راستہ پر رکھدیا۔ اور کسی آنیوالے کے منتظر رہے کہ اتنے میں عبداللہ بن مسعود چند اہل عراق کے ساتھ اس طرف سے گذرے۔ اور قریب تھا کہ انکے اونٹ ابو ذر کے جنازہ کو روند ڈالیں کہ غلام نے کھڑے ہو کر کہا یہ جنازہ ابو ذر رسول خدا کے صحابی کا ہے۔ اور جانے دو تو تم ان کے دفن کرنے میں ہماری مدد کرو۔ عبداللہ بن مسعود نے یہ کہا۔ لا الہ الا اللہ اور بہت روئے۔ اور کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا تھا۔ کہ ابو ذر تنہا

پیدل چلتا ہے تنہا ہی مریگا اور تنہا ہی قبر سے اُٹھیگا۔ اور پھر عبداللہ بن مسعود نے غزوہ تبوک میں ابوذر کا قصہ بیان کیا۔ اور ابوذر کو دفن کر کے چلے گئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب حضور تبوک کو جا رہے تھے تو چند منافق آپ کی طرف اشارہ کر کے کہتے تھے۔ کہ کیا تم رومیوں کی جنگ کو بھی مثل عرب کی جنگ کے سمجھے ہو کہ ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ سے لڑتا ہے قسم ہے خدا کی ہم کل ہی تم کو رسیوں میں مشکیں بندھی ہوئی دکھا دینگے۔ اور ان باتوں سے منافقوں کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو خوف زدہ کریں۔ ان منافقوں میں سے بعض لوگوں کے نام یہ ہیں ودیعہ بن ثابت بنی عمرو بن عوف میں سے اور مخش بن حمیر اشجع میں سے اس گفتگو میں مخش بن حمیر نے کہا۔ میں اس بات کو بہتر سمجھتا ہوں۔ کہ تمہارے اس کہنے کے بدلہ میں سو سو کوڑے ہم میں سے ہر ایک شخص کے لگیں۔ مگر قرآن ہماری اس گفتگو کے بارے میں نازل نہ ہو۔ اور حضور نے عمار بن یاسر کو حکم فرمایا۔ کہ تم ان لوگوں سے جا کر دریافت کرو کہ کیا باتیں کر رہے تھے۔ اور اگر وہ انکار کریں پس تم کہنا کہ کیا تم ایسا ایسا نہیں کہہ رہے تھے۔ عمار ان لوگوں کے پاس آئے اور ان سے دریافت کیا۔ انہوں نے صاف انکار کیا۔ اور حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عذر نامعقول کرنے لگے۔ اور ودیعہ بن ثابت نے عرض کیا اور حضور اس وقت اپنی سانڈنی پر سوار تھے کہ یا رسول اللہ ہم تو ہنسی مذاق کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انکے حق میں یہ آیت نازل فرمائی وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ۔ اور مخش بن حمیر نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا اور میرے باپ کا نام اچھا نہیں ہے اسکی یہ نحوست مجھ پر ہے اور مخش ہی کو اس آیت میں معافی دی گئی ہے۔ پھر مخش نے اپنا نام عبدالرحمٰن رکھا اور خدا سے دعا کی کہ میں اس طرح شہید ہوں کہ کسی کو میری خبر نہ ہو چنانچہ یمامہ کی جنگ میں یہ شہید ہوئے اور کسی کو ان کا پتہ نہ معلوم ہوا۔ راوی کہتا ہے جب حضور تبوک میں پہونچے یحنہ بن رؤبہ ملک ایلہ کا بادشاہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور جزیہ دینا اُسنے قبول کیا حضور نے اُس سے صلح کر لی۔ اور اہل جربار اور اذرح نے بھی جزیہ دینا قبول کیا حضور نے ان سب کو اس مضمون کا ایک عہد نامہ لکھدیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ امن ہے خدا اور محمد نبی رسول خدا کی طرف سے یحنہ بن رؤبہ اور اہل ایلہ کے واسطے کہ انکی کشتیاں اور ان کے مسافر خشکی اور تری کے سفر میں خدا اور محمد نبی کی ذمہ داری میں ہیں اور شام اور یمن اور سمندر کے جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ بھی اس امن میں شریک ہیں۔ اور جو شخص ان میں سے کوئی خلاف کارروائی کریگا۔ پس اُس کا مال اور خون حلال ہوگا۔ اور لوگوں میں سے جو شخص اُسکو لے لیگا۔ وہ اُسکے واسطے حلال طیب ہوگا۔ اور یہ لوگ کسی چشمہ پر اُترنے یا خشکی و تری میں گذرنے سے روکے نہ جائینگے۔

رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا خالد بن ولید کو اُکیدر دُومہ کی طرف روانہ فرمانا

پھر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے تبوک ہی میں خالد بن ولید کو بلا کر لشکر اُن کے ساتھ کر کے اکیدر بادشاہ بنی کندہ کی طرف روانہ کیا۔ اور فرمایا تم کو وہ گائیں کا شکار کرتا ہوا ملیگا یہ بادشاہ نصرانی تھا خالد

اُنکی طرف روانہ ہُوئے اور جب اُسکے قلعہ کے اسقدر قریب پہونچے کہ سامنے وہ دکھائی دینے لگا تو یہاں یہ واقعہ ہوا کہ اُسکے قلعہ کے دروازہ میں ایک جنگلی گائے نے آکر ٹکریں مارنی شروع کیں۔ اکیدر کی بیوی نے اس سے کہا کہ تم نے کبھی ایسا واقعہ دیکھا ہے کہ جنگل سے گائے اسطرح آکر محل کے دروازہ پر ٹکر مارے۔ اکیدر نے کہا میں نے کبھی ایسا موقع نہیں دیکھا اور اب میں اسکو کب چھوڑتا ہوں ابھی شکار کرکے لاتا ہوں پھر اکیدر اور اس کا ایک بھائی حسان نام اور چند لوگ سوار ہوکر اور ہتھیار لیکر اُس جنگلی گائے کا شکار کرنے روانہ ہوئے رات خوب چاندنی تھی۔ بے دھڑک یہ شکاری شکار کے پیچھے چلے جاتے تھے کہ سامنے سے لشکر اسلام نمودار ہوا اور ان شکاریوں کو شکار کر لیا حسان مارا گیا اس کے سر پر دیباج کی قبا تھی۔ جس میں بہت سا سونا لگا ہوا تھا۔ خالد نے اُس قبا کو اُسی وقت حضور کی خدمت میں روانہ کیا اور پھر خود اکیدر کو لیکر روانہ ہُوئے۔ راوی کہتا ہے جب قبا حضور کی خدمت میں پہونچی صحابہ اسکو ہاتھ لگا کر دیکھتے تھے اور تعجب کرتے تھے حضور نے فرمایا تم اس کو دیکھ کر کیا تعجب کرتے ہو۔ قسم ہے اُس ذات کی جسکے قبضہ میں میری جان ہے جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے بہتر ہیں۔

پھر جب خالدؓ اکیدر کو لیکر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نے اکیدر سے جزیہ قبول کرکے اُس کو چھوڑ دیا اور خود تبوک میں کچھ اوپر دس راتیں ٹھیر کر مدینہ کی طرف روانہ ہُوئے۔

راوی کہتا ہے راستہ میں ایک چشمہ تھا جس میں بہت ہی تھوڑا پانی تھا۔ کہ فقط ایک یا دو آدمی پی سکیں۔ حضور نے حکم دیا کہ جو لوگ ہمارے لشکر کے پہلے چشمہ پر پہونچیں وہ پانی کو ہمارے پہونچنے تک کام میں نہ لائیں۔

یہ حکم سن کر چند منافقین پہلے سے اُس چشمہ پر پہونچے اور پانی کو کام میں لے آئے۔ جب حضور وہاں پہونچے اور چشمہ کو دیکھا تو اُس میں ایک قطرہ بھی پانی کا نہ تھا حضور نے دریافت کیا کہ یہ پانی کس نے خرچ کیا عرض کیا گیا کہ حضور فلاں فلاں لوگ پہلے آئے تھے اور انہوں نے خرچ کیا ہے۔ فرمایا کیا میں نے منع نہیں کر دیا تھا کہ میرے پہونچنے تک خرچ نہ کرنا پھر آپ نے اُن لوگوں پر لعنت کی اور اُن کے حق میں بددعا فرمائی اور اُس چشمہ پر آن کر اپنا ہاتھ آپ نے اُسکے اندر رکھا۔ اور پانی آپ کے ہاتھ میں سے ٹپکنے لگا۔ اور آپ دعا فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ تھوڑے عرصہ میں کڑک اور گرج کی سی آواز آئی۔ اور پانی مثل نہر کے چشمہ سے جاری ہوا۔ اور حضور نے فرمایا اگر تم لوگ زندہ رہے یا جو تم میں سے زندہ رہیگا۔ وہ اس جنگل کو تمام جنگلوں سے زیادہ سرسبز اور پیداوار والا دیکھے گا۔ عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں۔ میں غزوۂ تبوک میں حضور کے ساتھ تھا میں ایک رات کو جو میں اُٹھا تو لشکر میں ایک طرف میں نے روشنی دیکھی میں اُسکے قریب گیا۔ تو میں نے دیکھا کہ حضور اور ابوبکر اور عمر ہیں۔ اور عبداللہ ذوالبجادین مزنی کا انتقال ہو گیا ہے اُن کے واسطے قبر کھود رہے ہیں پھر حضور قبر کے اندر اُترے اور ابوبکر اور عمر نے اوپر سے لاش کو حضور کے سپرد کیا۔ اور حضور نے قبر کے اندر لٹایا۔ اور دعا کی کہ اے خدا میں اس سے راضی ہوں۔ تو بھی اس سے راضی ہو۔ عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں۔ میں نے اس وقت تمنا کی۔ کہ کاش یہ قبر والا میں ہوتا۔

ابن ہشام کہتے ہیں عبد اللہ مزنی کا لقب ذو البجادین اس سبب سے ہوگیا تھا کہ جب یہ مسلمان ہو
گئے تو ان کی قوم نے ان کو قید کر دیا تھا اور صرف ایک بجاد یعنے چادر ان کے پاس رکھی تھی اور سب کپڑے
چھین لئے تھے آخر ایک روز موقعہ پاکر قوم میں سے یہ بھاگ نکلے اور جب حضور کے قریب پہونچے۔ تو
انہوں نے چادر کو پھاڑ کر دو حصہ کیا ایک حصہ کا تہ بند باندھا اور ایک حصہ کو اوڑھ لیا۔ اس روز سے ذو البجادین
ان کا لقب ہوا یعنے دو چادروں والے ؂

ابو رہم کلثوم بن حصین جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور بیعۃ الرضوان میں شریک تھے
کہتے ہیں میں غزوہ تبوک میں حضور کے ساتھ تھا۔ اور رات کو ہم چل رہے تھے اور میرا اونٹ حضور کی سانڈنی
کے قریب تھا اور مجھ کو نیند چلی آتی تھی۔ مگر میں اس خیال سے ہوشیار ہو جاتا تھا کہ کہیں میرا کجاوہ حضور کے پیر
کو نہ لگ جائے آخر مجھے اونگھ آگئی اور میرا کجاوہ حضور کے پیر کو لگا۔ اور حضور نے میرے اونٹ کو ہٹایا اس
ہٹانے سے میری آنکھ کھلی۔ اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے واسطے مغفرت مانگئے حضور نے
فرمایا کچھ ڈر نہیں آگے چلو اور پھر آپ نے لوگوں کی نسبت مجھ سے دریافت کرنا شروع کیا جو بنی غفار میں سے
اس غزوہ میں نہیں آئے تھے چنانچہ آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ کہاں ہیں جنکے رنگ سرخ قد دراز اور بال سیدھے ہیں
میں نے عرض کیا حضور وہ لوگ رہ گئے اور اس جہاد میں شریک نہیں ہوئے۔ پھر فرمایا اور وہ لوگ کہاں ہیں
جن کے قد چھوٹے اور رنگ سیاہ اور بال گھونگر والے ہیں میں نے ان لوگوں کو نہ پہچانا اور عرض کیا کہ حضور
یہ لوگ بھی کیا ہم ہی میں سے ہیں فرمایا ہاں تب مجھ کو یاد آیا اور میں نے عرض کیا حضور یہ لوگ قبیلہ اسلم کے
ہیں اور ہمارے حلیف ہیں حضور نے فرمایا کیا کسی نے اُن کو اس بات سے بھی منع کیا تھا کہ جب وہ خود
اس غزوہ میں شریک نہ ہوئے تھے تو اونٹ پر کسی جہاد کے شائق شخص کو بٹھا کر روانہ کرتے۔ اور فرمایا مجھ کو
اس بات کا زیادہ خیال ہوتا ہے کہ میرے لوگوں میں سے جو قریش میں سے مہاجرین اور انصار اور بنی غفار
اور بنی اسلم ہیں۔ ان میں سے کوئی شخص جہاد میں میرے ساتھ شریک نہ ہو اور پیچھے رہ جاتے ؂

غزوۂ تبوک سے واپس آنیکے اور مسجد ضرار کا بیان

ابن اسحاق کہتے ہیں جب حضور تبوک سے واپس آتے تھے۔ تو مقام ذی آوان میں پہونچے جہاں سے
مدینہ ایک گھنٹہ کا راستہ تھا ؂

راوی کہتا ہے جب حضور تبوک پر جانے کی تیاری کر رہے تھے تو مسجد ضرار کے بانی حضور کے پاس آئے
اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ہم نے مسافروں اور اندھیری اور جاڑے کی رات کے چلنے والوں کے
آرام کے واسطے ایک مسجد بنائی ہے۔ آپ اس میں قدم رنجہ فرما کر ایک دفعہ نماز پڑھ دیجئے۔ حضور نے فرمایا
اب تو میں سفر کی تیاری میں مشغول ہوں۔ ہاں جب انشاء اللہ تعالیٰ واپس آؤنگا تو وہاں نماز پڑھونگا۔ اب جو
حضور تبوک سے آتے ہوئے مقام ذی آوان میں پہونچے۔ تو خداوند تعالیٰ نے اس مسجد کے حال سے آپ
کو مطلع کیا۔ اور آپ نے مالک بن دخشم اور معن بن عدی یا ان کے بھائی عاصم بن عدی ان دو شخصوں کو

حکم دیا کہ تم جا کر ان ظالموں کی مسجد کو جلادو اور مسمار کر دو پس یہ دونوں شخص نور اً روانہ ہوئے اور مالک نے معن بن عدی سے کہا کہ تم ذرا ٹھیرو میں اپنے گھر سے آگ لے آؤں اور کھجور کی سیٹوں کا ایک مٹھا اپنے گھر سے جلا کر لائے پھر دونوں نے ملکر اس مسجد میں آگ لگائی۔ اور اسکو بالکل گرادیا۔ جو لوگ اس وقت مسجد میں تھے سب بھاگ گئے۔

قرآن شریف کی اس آیت میں اس مسجد کا بیان ہے اَلَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّ کُفْرًا وَّ تَفْرِیْقًا بَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ آخر تک راوی کہتا ہے جن لوگوں نے یہ مسجد بنائی تھی یہ بارہ شخص تھے۔ جنکے نام یہ ہیں:۔

خذام بن خالد بنی عمرو بن عوف سے اور اسی نے اپنے گھر میں سے جگہ نکال کر مسجد شقاق بنائی تھی۔ اور ثعلبہ بن حاطب بن امیہ بن زید اور معتب بن قشیر بنی ضبیعہ بن زید سے۔ اور ابو حبیبہ بن ازعر بنی ضبیعہ سے تھا۔ اور عباد بن حنیف سہل بن حنیف کا بھائی بنی عمرو بن عوف سے۔ اور جاریہ بن عامر اور اس کے دونوں بیٹے مجمع بن جاریہ اور زید بن جاریہ۔ اور نبتل بن حرث بنی ضبیعہ سے۔ اور بحزج بنی ضبیعہ سے۔ اور بجاد بن عثمان بنی ضبیعہ سے اور ودیعہ بن ثابت بنی امیہ سے۔

راوی کہتا ہے حضور کی مسجدیں مدینہ سے تبوک تک مشہور و معروف تھیں چنانچہ ایک مسجد خاص تبوک میں تھی۔ اور ایک مسجد ثنیۂ مدارن میں اور ایک مسجد ذات الزراب میں اور ایک مسجد مقام اخضر میں اور ایک مسجد ذات الخطمی میں اور ایک مسجد مقام الاء میں اور ایک مسجد بتراء میں اور ایک مسجد شق تارا میں اور ایک مسجد ذی الجیفہ میں اور ایک مسجد صدر حوضی میں اور ایک مسجد حجر میں اور ایک مسجد صعید میں اور ایک مسجد وادی القریٰ میں اور ایک مسجد مقام رقعہ میں جو شقہ بنی عذرہ کے قریب ہے اور ایک مسجد ذی مروہ میں اور ایک مسجد فیفاء میں اور ایک مسجد ذی خشب میں تھی۔

ان آدمیوں کا بیان جو غزوہ تبوک میں جانے سے رہ گئے تھے اور منافقین کا حضور کی خدمت میں نامعقول عذر کرنا

مسلمانوں میں سے یہ تین شخص تبوک کے غزوہ میں نہ گئے تھے کعب بن مالک اور مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ اور یہ لوگ منافق یا دین میں شک رکھنے والے نہ تھے۔

جب حضور مدینہ میں رونق افروز ہوئے تو آپ نے صحابہ کو حکم فرمایا کہ تم ان تینوں شخصوں سے بات نہ کرنا چنانچہ صحابہ میں سے کسی نے ان لوگوں سے بات نہ کی۔ اور منافق حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر قسمیں کھا کھا کر اپنے نامعقول عذر بیان کرنے لگے مگر حضور نے ان کی طرف کچھ توجہ نہ فرمائی اور نہ کوئی عذر ان کا خدا اور رسول کے ہاں مقبول ہوا اگرچہ بظاہر حضور نے ان کو کچھ تنبیہ نہ فرمائی نہ مسلمانوں کو ان کی بات چیت سے منع کیا بلکہ ان کے واسطے دعاء مغفرت کی مگر ان کے باطن کو خدا کے سپرد کیا۔

کعب بن مالک تبوک کے غزوہ سے اپنے اور اپنے دونوں ساتھیوں مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ کے رہجانے کا واقعہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ میں حضور کے ساتھ کسی غزوہ میں شریک ہونے سے پیچھے نہ رہا

تھا سوائے ایک بدر اور تبوک کے اور بدر کا غزوہ ایسا تھا کہ اُس میں جو لوگ شریک نہ ہوئے تھے اُن پر خدا اور رسول نے کچھ ملامت نہیں فرمائی۔ کیونکہ حضور قریش کا قافلہ لوٹنے کے ارادہ سے تشریف لے گئے تھے۔ وہاں قریش سے مقابلہ کا موقع ہو گیا۔ اور میں نے مقام عقبہ میں حضور کی بیعت کی تھی جو مجھ کو بدر کی شرکت سے زیادہ بہتر معلوم ہوتی۔ اگرچہ بدر کا واقعہ لوگوں میں زیادہ مشہور ہے۔

اور اب جو میں تبوک کے غزوہ سے رہ گیا حالانکہ سب سامان میرے پاس تیار تھا اور جانے میں مجھ کو کچھ دقت نہ تھی یعنی کسی غزوہ میں جانے کے وقت دو اونٹ میرے پاس نہ تھے اور اس وقت موجود تھے مگر پھر بھی میں نہ گیا۔ اور حضور جب کسی جہاد کا ارادہ فرماتے تھے لوگوں کو تیاری کا حکم دیتے تھے مگر یہ ظاہر نہ فرماتے تھے کہ کدھر کا قصد ہے اب جو آپ نے تبوک کا قصد کیا تو اس کو ظاہر فرما دیا۔ کیونکہ موسم نہایت گرمی کا اور دور و دراز کا تھا اور زبردست دشمن کا مقابلہ تھا۔ اور لوگ اُن دنوں میں سایہ میں رہنا پسند کرتے تھے۔ اس سبب سے حضور نے اس ارادہ کو ظاہر فرما دیا تاکہ مسلمان کثرت سے جمع ہوں۔ اور خوب تیاری کر لیں اور فضل الٰہی سے مسلمانوں کی تعداد بھی اس وقت اسقدر ہو گئی تھی جو کسی دفتر میں نہیں سما سکتی۔

کعب کہتے ہیں اس کثرت کے سبب سے بعض لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ اگر ہم نہ گئے۔ تو کسی کو ہمارے نہ جانے کی خبر بھی نہ ہو گی۔ بشرطیکہ قرآن کی آیت ہمارے متعلق نازل نہ ہو۔

پس جب حضور نے اس غزوہ کی تیاری کی میں بھی روز ارادہ کرتا تھا کہ تیاری کروں مگر کچھ نہ کرتا تھا یہاں تک کہ حضور مسلمانوں کے ساتھ روانہ بھی ہو گئے اور میں یونہی رہ گیا۔ کہ آج تیاری کرتا ہوں اور کل کرتا ہوں اور حضور کے جانے کے بعد بھی یہی خیال کرتا رہا کہ بس اب میں بھی روانہ ہو کر حضور سے جاملونگا یہاں تک کہ حضور تبوک میں پہونچ بھی گئے اور حضور کے جانے کے بعد جو میں مدینہ میں پھرتا تو ایسے ہی لوگ رہے دے مجھ کو دکھائی دیتے جو منافق تھے یا بیماری سے معذور تھے۔

جب حضور تبوک میں پہونچے تو صحابہ سے آپ نے فرمایا کہ کعب بن مالک کہاں ہے۔ بنی سلمہ میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ عیش و آرام نے اسکو آنے سے روک دیا معاذ بن جبل نے اس شخص کو جواب دیا۔ کہ تم نے درست نہیں کہا ہم نے کعب میں بجز بھلائی اور خیر کے کچھ برائی نہیں دیکھی۔ حضور خاموش ہو گئے۔

کعب بن مالک کہتے ہیں جب مجھ کو خبر پہونچی کہ حضور تبوک سے واپس تشریف لا رہے ہیں۔ تو میں اس فکر میں تھا کہ حضور سے کیا بہانہ کرونگا۔ اور کچھ جھوٹی باتیں بنانے کے واسطے سوچنے لگا اور اپنے گھر کے لوگوں سے بھی اس بات میں مشورہ کرتا تھا یہاں تک کہ جب مجھ کو خبر پہونچی کہ حضور تشریف لے آئے سارا جھوٹ خدا نے مجھ سے دور کر دیا۔ اور میں نے جان لیا کہ بس سچ بولنے میں نجات ہے میں سچ ہی حضور سے عرض کرونگا۔

حضور صبح کے وقت مدینہ میں تشریف لائے اور آپ کا قاعدہ تھا کہ جب تشریف لاتے تھے تو پہلے مسجد میں دو رکعتیں پڑھتے تھے پھر لوگوں سے ملنے کے واسطے تشریف رکھتے۔ پھر گھر میں جاتے تھے۔ چنانچہ اب بھی جو سفر سے آپ تشریف لائے تو دو رکعتیں پڑھ کر مسجد میں بیٹھے اور منافق جو حضور کے ساتھ نہیں گئے تھے خاصے

اور قسمیں کھا کر اپنے عذر بیان کرنے لگے حضور ان کے واسطے دعا مغفرت کرتے تھے اور ان کے باطن کو خدا کے سپرد فرماتے تھے یہانتک کہ میں بھی حاضر ہوا۔ اور میں نے سلام کیا۔ حضور نے تبسم فرمایا جیسے غصہ میں آدمی تبسم کرتا ہے اور مجھ سے فرمایا۔ آؤ میں حاضر ہوا۔ اور آپ کے سامنے جا کر بیٹھ گیا۔ فرمایا تم کیوں جہاد سے رہ گئے کیا تم نے اونٹ نہیں خرید لیا تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ قسم ہے خدا کی اگر میں کسی دنیادار کے پاس بیٹھا ہوتا۔ تو یہ خیال کر سکتا تھا کہ کچھ عذر کر کے اس کے غصہ سے بچ جاؤنگا۔ اور اگر حضور کی خدمت میں بھی کچھ جھوٹ بولوں تو شاید حضور راضی ہو جائیں مگر پھر خدا حضور کو میرے حال سے مطلع کر کے مجھ پر خفا کرا دیگا۔ اس سبب سے میں تو سچ ہی عرض کرتا ہوں۔ اور سچ ہی بولنے سے امید رکھتا ہوں۔ کہ خدا میری خطا کو پاک کریگا۔ اور نجات دیگا۔ قسم ہے خدا کی کچھ عذر نہ تھا۔ بلکہ اس وقت میرے واسطے بڑی آسانی اور سہولت تھی جو اور کسی وقت میسر نہیں ہوئی۔ اور پھر میں حضور کے ساتھ نہ جا سکا۔ حضور نے فرمایا ہاں تو نے سچ کہا۔ اچھا جا یہانتک کہ خدا تیرے معاملہ میں فیصلہ فرمائے ۔

کعب کہتے ہیں میں کھڑا ہوا۔ اور بنی سلمہ کے چند آدمی بھی میرے ساتھ تھے انہوں نے مجھ سے کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ تم نے اس سے پہلے بھی کوئی گناہ کیا ہو۔ تم اس بات سے عاجز تھے کہ حضور سے کوئی عذر بیان کر دیتے۔ اور حضور تمہارے واسطے مغفرت کی دعا کرتے جیسے کہ اور لوگوں کے واسطے کی ہے۔ اور وہی دعا تمہارے گناہ کے واسطے کافی ہو جاتی۔ کعب کہتے ہیں۔ ان لوگوں نے اسقدر مجھ سے یہ بات کہی۔ کہ آخر میں نے قصد کیا میں پھر حضور کی خدمت میں جا کر کچھ عذر کروں۔ اور دعا کراؤں۔ پھر میں نے ان لوگوں سے دریافت کیا کہ کوئی اور شخص بھی ایسا ہے جس نے یہی بات کہی ہو۔ جو میں نے حضور سے عرض کی ہے ان لوگوں نے کہا ہاں دو آدمی اور ہیں انہوں بھی حضور سے یہی کہا ہے جو تم نے کہا۔ اور حضور نے بھی ان سے وہی فرمایا ہے جو تم سے فرمایا۔ میں نے پوچھا وہ کون لوگ ہیں۔ انہوں نے کہا ایک مرارہ بن ربیع عمری اور ایک ہلال بن امیہ واقفی۔ میں نے خیال کیا کہ یہ دونوں آدمی بھی نیک ہیں۔ پھر میں خاموش ہو رہا۔ اور حضور سے کچھ عرض نہ کیا ۔

کعب کہتے ہیں حضور نے صحابہ کو ہم تینوں آدمیوں سے کلام کرنے سے منع فرما دیا تھا۔ چنانچہ لوگ ہم سے پرہیز کرتے تھے اور میں ایسا دل تنگ تھا کہ کہیں اپنے واسطے ٹھکانا نہ پاتا تھا۔ اور میرے دونوں ساتھی تو اپنے گھروں میں بیٹھ رہے تھے مگر میں نمازیں حضور کے ساتھ شریک ہوتا تھا۔ اور بازاروں میں بھی پھرتا تھا اور کوئی مجھ سے بات نہ کرتا تھا جب میں حضور کی خدمت میں آتا اور سلام کرتا تو دیکھتا تھا۔ کہ حضور نے بھی جواب کے واسطے ہونٹ ہلائے ہیں یا نہیں۔ اور میں حضور کے پاس ہی نماز پڑھتا تھا۔ اور نظر پھرا کر دیکھتا تھا کہ حضور میری طرف دیکھتے ہیں یا نہیں۔ پس جب میں نماز میں ہوتا تو حضور میری طرف دیکھتے۔ اور جب میں آپ کی طرف دیکھتا تو آپ منہ پھیر لیتے۔ جب اسی طرح بہت روز گذر گئے ۔ اور مسلمانوں نے مجھ سے بات نہ کی تو میں بہت پریشان ہوا۔ اور ابو قتادہ کے پاس گیا جو میرے چچا زاد بھائی تھے اور سب سے زیادہ مجھ کو ان سے محبت تھی اور میں نے ان کو سلام کیا۔ انہوں نے جواب نہ دیا۔ میں

نے کہا اے ابوقتادہ میں تم کو خدا کی قسم دلاتا ہوں کیا تم اس بات کو نہیں جانتے کہ میں خدا اور رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ ابوقتادہ نے کچھ جواب نہ دیا۔ میں نے دوبارہ کہا۔ جب بھی وہ خاموش رہے میں نے سہ بارہ کہا۔ تب انہوں نے اتنا کہا کہ خدا اور رسول کو خبر ہے۔ اس وقت میں رونے لگا۔ پھر میں صبح کو بازار میں آیا میں نے دیکھا کہ ایک نبطی شخص شام کا رہنے والا لوگوں سے مجھ کو دریافت کر رہا تھا یہ شخص مدینہ میں تجارت کے واسطے آیا تھا۔ جب میں وہاں پہنچا تو لوگوں نے اشارہ سے اس شخص کو مجھے بتلا دیا وہ شخص میرے پاس آیا۔ اور بادشاہ غسان کا خط جو حریر پر لکھا ہوا تھا مجھ کو دیا میں نے اس کو پڑھا تو اس میں لکھا تھا کہ ہم نے سنا ہے تمہارے سردار نے تم پر ظلم کیا ہے اس واسطے مناسب ہے کہ تم ہمارے پاس چلے آؤ۔ ہم تمہارے ساتھ بہت اچھا سلوک کریں گے۔

کعب کہتے ہیں اس خط کو پڑھ کر میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ بھی میرے واسطے ایک فتنہ ہے مجھ کو کیا ضرورت ہے کہ میں ایک مشرک کے پاس جا کر پناہ گزین ہوں۔ پھر میں نے اس خط کو ایک بھڑکتے ہوئے تنور میں ڈال دیا۔ کعب کہتے ہیں اسی حالت میں جب چالیس راتیں ہم پر گذریں ایک شخص نے مجھ سے آن کر کہا کہ حضور تم کو حکم فرماتے ہیں کہ اپنی بیوی سے الگ رہنا اختیار کرو اور اپنے دونوں ساتھیوں سے بھی یہی کہدو میں نے اس شخص سے کہا کہ کیا میں اپنی بیوی کو طلاق دیدوں اس شخص نے کہا نہیں یہ حضور نے نہیں فرمایا ہے فقط تم اپنی بیوی سے الگ رہنا اختیار کرو۔ پس میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم اپنے میکے چلی جاؤ۔ اور جب تک خدا ہمارے مقدمہ کو فیصل کرے تم وہیں رہو۔

کعب کہتے ہیں ہلال بن امیہ کی بیوی نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! ہلال بن امیہ بہت بوڑھا شخص ہے۔ اور کوئی اس کی خدمت کرنے والا نہیں ہے۔ اگر حضور مجھ کو اجازت دیں تو میں اس کی خدمت کر دیا کروں حضور نے فرمایا تم اس سے قربت نہ کرنا۔ عورت نے کہا حضور وہ بہت بوڑھا ہے کچھ حس وحرکت کی اس میں طاقت نہیں ہے۔ اور جب سے یہ واقعہ ہوا ہے وہ ہر روز اسقدر روتا ہے کہ مجھ کو اسکے نابینا ہو جانے کا اندیشہ ہے حضور نے اس عورت کو اجازت دیدی۔

کعب کہتے ہیں میرے بعض گھر والوں نے بھی مجھ سے کہا کہ تم بھی حضور سے اپنی بیوی کے واسطے اجازت لے لو۔ میں نے کہا میں ہرگز ایسی اجازت نہیں لیسکتا۔ اور میں نہیں جانتا کہ حضور اس بات کا مجھ کو کیا جواب دیں جس کو حضور نے اجازت دی ہے وہ بوڑھا آدمی ہے اور میں جوان آدمی ہوں۔ میں کیونکر اجازت لوں۔

کعب کہتے ہیں جب اسی طرح پچاس راتیں ہم پر پوری ہوئیں۔ تو پچاسویں رات کی صبح کو میں اپنے گھر کی چھت پر نماز پڑھ رہا تھا کہ مجھ کو ایک شخص کی آواز آئی جس نے پکار کر کہا اے کعب تم کو مبارک ہو۔ یہ سنتے ہی میں سجدہ میں گر پڑا۔ اور سمجھ گیا کہ اب کشادگی میرے واسطے ہوگئی۔

کعب کہتے ہیں۔ اس روز صبح کی نماز پڑھتے ہی حضور نے لوگوں کو ہماری توبہ کی قبولیت سے خبردار کر دیا تھا۔ اور لوگ مجھ کو اور میرے ساتھیوں کو خوشخبری دینے آتے تھے۔ ایک شخص گھوڑے پر سوار

ہو کر خوشخبری دینے میرے پاس آیا۔ اور ایک نے پہاڑ پر چڑھ کر بلند آواز کے ساتھ مجھ کو مبارک باد دی اور اسکی آواز مجھ کو سوار کے آنے سے پہلے پہونچ گئی۔ اور جس شخص نے پہلے مجھ کو خوشخبری سنائی تھی اسکو میں نے اپنے دونوں کپڑے جو پہنے ہوئے تھا بخش دئے حالانکہ اُس وقت میرے پاس اور کپڑے بھی نہ تھے ایک شخص کے عاریۃً مانگ کر اور کپڑے پہنے اور حضور کی خدمت میں روانہ ہوا جو لوگ ملتے تھے وہ مبارکباد دیتے تھے۔ یہاں تک کہ میں حضور کی خدمت میں پہنچا آپ مسجد میں تشریف رکھتے تھے اور صحابہ آپ کے گرداگرد بیٹھے تھے طلحہ بن عبید اللہ مجھ کو دیکھتے ہی کھڑے ہو گئے اور مبارکباد دینے لگے اور قسم ہے خدا کی مہاجرین میں سے اور کوئی شخص میری طرف طلحہ کے سوا کھڑا نہیں ہوا۔ اور کعب طلحہ کی اس محبت کا ہمیشہ ذکر کرتے تھے اور کبھی اسکو نہیں بھولے تھے۔

کعب کہتے ہیں جب میں نے حضور کو سلام کیا تو حضور نے فرمایا خوش ہو جاؤ۔ کہ ایسا خوشی کا دن جب سے تم پیدا ہوئے تمہارے واسطے نہ ہوا ہوگا۔ اور حضور کا چہرہ مبارک اُسوقت مثل چودھویں رات کے چاند کے روشن و منور تھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ خوشی میرے واسطے آپ کی طرف سے ہے یا خدا کی طرف سے فرمایا۔ خدا کی طرف سے۔ کہتے ہیں خوشی کی حالت میں حضور کا چہرہ اسی طرح روشن ہو جاتا تھا۔ اور ہم سمجھ جاتے تھے۔ کہ اس وقت حضور خوش ہیں۔ پھر جب میں حضور کے پاس بیٹھا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ خدا نے میری توبہ قبول کی ہے میرا جی چاہتا ہے کہ میں اپنے مال میں سے کچھ صدقہ نکال کر خدا اور رسول کی خدمت میں پیش کروں۔ حضور نے فرمایا تم اپنا مال اپنے ہی پاس رہنے دو یہی تمہارے واسطے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا حضور خیبر میں جو میرا حصہ ہے وہ میں رہنے دیتا ہوں۔ اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ خدا نے مجھ کو سچ بولنے کے سبب سے نجات دی ہے اب میں عہد کرتا ہوں کہ جب تک زندہ رہونگا سچ ہی بولوں گا +

کعب کہتے ہیں جس وقت سے میں نے حضور کے سامنے سچ بولنے پر عہد کیا تھا پھر کبھی جھوٹ بولنے کا قصد نہیں کیا۔ ہمیشہ وہ عہد مجھ کو یاد آجاتا تھا +

راوی کہتا ہے ان لوگوں کی توبہ قبول ہونے کے بارہ میں خداوند تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:-

لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِن بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهُ بِهِمْ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝ وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا۔ آخر تک۔ بیشک توبہ قبول کر لی خدا نے نبی کی کہ انہوں نے منافقوں کو پیچھے رہنے کا حکم دیدیا تھا۔ اور توبہ قبول کی مہاجرین اور انصار کی جنہوں نے رسول کی اطاعت کی تنگی کے وقت میں بعد اس کے کہ قریب تھا کہ ان میں سے ایک گروہ کے دل پھر جاویں جہاد سے۔ پھر خدا نے انکی توبہ قبول کی بیشک وہ اُن کے ساتھ مہربان رحم والا ہے۔ اور ان تینوں شخصوں کی بھی توبہ قبول کی جو پیچھے رہ گئے تھے +

کعب۔ کہتے ہیں پس اسلام لانے کے بعد خدا نے اس سے بڑھ کر اور کوئی نعمت مجھ پر نہیں کی۔ کہ جس روز میں نے حضور کی خدمت میں سچ بولا اور منافقوں کی طرح سے جھوٹ نہ بولا ورنہ جیسے وہ

اور منافقوں کی شان میں خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ سَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوا عَنْهُمْ فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ إِنَّهُمْ رِجْسٌ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ يَحْلِفُونَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضَىٰ عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ۝ اے مومنوں جب تم منافقوں کی طرف واپس جاؤ گے تو وہ تمہارے سامنے خدا کی قسمیں کھائینگے تاکہ تم ان سے روگردانی کرو۔ پس تم ان سے مونھ پھیر لو بیشک وہ ناپاک ہیں اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔ سزا ان اعمال کی جو وہ کماتے اور کسب کرتے تھے۔ تمہارے سامنے اس واسطے قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تم ان سے راضی ہو۔ پس اگر تم ان سے راضی بھی ہو جاؤ گے تو خدا ایسے فاسق بدکاروں سے راضی نہیں ہوتا۔

کعب کہتے ہیں ہم تینوں آدمی منجانب اللہ اس جہاد سے پیچھے رکھے گئے تھے کیونکہ خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا۔ اور اسی سبب سے حضور نے ہمارے متعلق حکم الٰہی کا انتظار کیا بخلاف منافقین کے کہ حضور نے ان کی قسموں اور عذروں کو سنکر کچھ نہ فرمایا پس اس آیت میں خدا نے ہمارے پیچھے رہنے کا ذکر نہیں کیا ہے بلکہ خود ہم کو پیچھے رکھنے اور پھر ہماری توبہ قبول فرمانے کا ذکر کیا ہے۔

ماہِ مبارک رمضان ۹ھ میں ثقیف کے وفد کا آنا اور اسلام قبول کرنا

حضور تبوک سے واپس ہو کر رمضان کے مہینہ میں مدینہ میں رونق افروز ہوئے اور اسی مہینہ میں بنی ثقیف کا وفد خدمت شریف میں حاضر ہوا۔

اصل اس واقعہ کی اس طرح ہے کہ جب حضور طائف سے واپس آ رہے تھے تو راستہ میں عروہ بن مسعود ثقفی آپ کو ملے یہ طائف کو جا رہے تھے حضور سے ملکر انہوں نے اسلام قبول کیا اور عرض کیا کہ حضور مجھ کو اجازت دیں تو میں اپنی قوم بنی ثقیف کو اسلام کی دعوت کروں۔ حضور جو اس قوم کی سختی اور کفر پر مضبوطی ملاحظہ کر چکے تھے فرمانے لگے کہ وہ لوگ تم سے لڑینگے عروہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ان لوگوں کو ان کی آنکھوں سے زیادہ پیارا ہوں۔ اور واقعی یہ اپنی قوم میں ہر دلعزیز تھے حضور خاموش ہو رہے۔ اور عروہ نے اپنی قوم ثقیف میں پہنچکر دعوت اسلام شروع کی۔ اور اپنا مذہب بھی ظاہر کر دیا۔ قوم نے چاروں طرف سے ان پر تیر برسائے۔ چنانچہ یہ شہید ہو گئے بنی مالک یہ کہنے لگے کہ عروہ کو بنی سالم کے ایک شخص اوس بن عوف نے قتل کیا ہے۔ اور احلاف یہ کہنے لگے کہ عروہ کو وہب بن جابر بنی عتاب بن مالک کے ایک شخص نے قتل کیا ہے۔ آخر عروہ سے کہ ابھی ان میں کچھ جان باقی تھی دریافت کیا۔ انہوں نے کہا جیسے کہ حضور کے صحابہ شہید ہوئے ہیں۔ ایسا ہی مجھ کو بھی خیال کرو۔ اور جہاں وہ لوگ دفن ہیں وہیں مجھ کو بھی دفن کر دینا۔ چنانچہ ان کی قوم نے ایسا ہی کیا۔

راوی کہتا ہے۔ حضور نے جب عروہ کی شہادت کی خبر سنی فرمایا عروہ کی مثال اس شخص کی سی ہے۔ جس کا قرآن شریف کی سورہ یٰسین میں خداوند تعالےٰ نے ذکر فرمایا ہے۔

عروہ کو شہید کرنے کے کئی مہینہ بعد تک بنی ثقیف خاموش بیٹھے رہے پھر انہوں نے باہم مشورہ کیا۔ کہ

ہمارے چاروں طرف کے عرب مسلمان ہو گئے ہیں اور ہم میں حضور سے جنگ کرنے کی طاقت نہیں ہے۔

راوی کہتا ہے کہ عمرو بن امیہ علاجی اور عبدیالیل بن عمرو میں کسی رنج کے سبب سے ترک ملاقات تھی پس ایک روز عمرو بن امیہ عبدیالیل کے مکان پر گیا۔ اور ایک شخص کو اُسکے بلانے کے واسطے بھیجا۔ اس شخص نے عبدیالیل سے کہا کہ عمرو بن امیہ تم کو بلاتا ہے باہر آؤ۔ عبدیالیل نے کہا کیا عمرو بن امیہ نے تجھ کو بھیجا ہے اس نے کہا ہاں دیکھیو یہ کھڑا ہوا ہے۔ عبدیالیل نے کہا مجھ کو یہ خیال بھی نہ تھا کہ عمرو بن امیہ میرے گھر پر آئیگا۔ پھر جب یہ باہر نکلا تو عمرو بن امیہ سے اچھی طرح ملا اور مزاج پرسی کی۔ عمرو نے کہا تم جانتے ہو کہ آج کل ہم سب جس مخمصہ میں گرفتار ہیں۔ اس وقت میں ہم کو تم کو جدا رہنا مناسب نہیں ہے باہم مل کر کچھ مشورہ کرو۔ کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔ محمد کی طاقت دن بدن ترقی پر ہے۔ تمام عرب نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ اور ہم کو اُن کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے۔ عمرو کے اِس کہنے سے بنی ثقیف مشورہ پر آمادہ ہوئے۔ اور یہ صلاح قرار پائی۔ کہ ایک شخص کو حضور کی خدمت میں روانہ کریں جیسے پہلے عروہ بن مسعود کو روانہ کیا تھا اور عبدیالیل سے کہا کہ تم ہی جاؤ۔ عبدیالیل عروہ کا واقعہ دیکھ چکے تھے جانے سے انکار کرنے لگے۔ کیونکہ جب یہ واپس آتے تو پھر ثقیف عروہ کی طرح سے ان کو بھی قتل کر دیتے۔ آخر یہ رائے قرار پائی۔ کہ عبدیالیل کے ساتھ دو آدمی احلاف سے اور تین بنی مالک سے یہ سب چھ آدمی یہاں سے حضور کی خدمت میں روانہ ہوں۔ چنانچہ عبدیالیل کے ساتھ یہ لوگ روانہ ہوئے۔ حکم بن عمرو بن وہب بن معتب اور بنی مالک سے عثمان بن ابی العاص بن بشر بن عبد دہمان۔ اور اوس بن عوف اور نمیر بن خرشہ بن ربیعہ۔ پس عبدیالیل اِن لوگوں کو ساتھ لیکر روانہ ہوئے۔ اور یہی اس وفد کے سردار تھے اور ان لوگوں کو ساتھ لیکر اسی سبب سے آئے تھے تاکہ عروہ کی طرح سے بنی ثقیف ان کے ساتھ بدلوکی نہ کریں۔ اور ان لوگوں کے ساتھ ہونے سے ہر قوم اپنے آدمی کی پاسداری کریگی۔

پس یہ لوگ مدینہ سے قریب پہونچے تو مغیرہ بن شعبہ نے ان کو دیکھا۔ اور مغیرہ کا وہ دن حضور کے اونٹوں کے چرانے کی باری کا تھا۔ کیونکہ صحابہ حضور کے اونٹوں کو نوبت بنوبت چرایا کرتے تھے۔ جب مغیرہ نے ان لوگوں کو دیکھا۔ اونٹ ان کے پاس چھوڑ کے خود حضور کی خدمت میں ان کے آنے کی خبر کرنے کو روانہ ہوئے۔ راستہ میں حضرت ابوبکر ملے اُن سے ان لوگوں کے آنے کا حال بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں تم یہیں ٹھیر جاؤ۔ میں ان کے آنے کا حال تم سے پہلے جا کر حضور سے عرض کرآؤں مغیرہ ٹھیر گئے اور ابوبکر نے حضور سے جا کر عرض کیا۔ کہ بنی ثقیف کا وفد مسلمان ہو کر آیا ہے اور وہ کچھ شرائط بھی حضور سے اپنی قوم کے واسطے منظور کرانی اور لکھوانی چاہتے ہیں۔ مغیرہ بنی ثقیف کے پاس چلے آئے۔ اور ان کو تعلیم کیا۔ کہ جب حضور کی خدمت میں جاؤ تو اسی طرح سے سلام کرنا۔ اور اس طریقہ سے داخل ہونا اور گفتگو کرنا۔ مگر ان لوگوں کی سمجھ میں مغیرہ کی تعلیم نے کچھ اثر نہ کیا۔ جب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اسی جاہلیت کے طریقہ سے سلام ادا کیا۔ اور حضور نے مسجد کے ایک گوشہ میں ان کے واسطے جگہ مقرر فرمائی۔ خالد بن سعید بن عاص حضور کے اور ان کے درمیان میں گفتگو کراتے

بھتے یہانتک کہ عہدنامہ تیار ہوا خالد ہی نے اپنے ہاتھ سے اُسکو لکھا اور اس عہدنامہ کے کمل ہونے سے پہلے جو کھانا حضور کے ہاں سے ان کے واسطے آتا تو یہ لوگ بغیر خالد کے کھلائے نہ کھاتے یہاں تک کہ عہدنامہ تیار ہوگیا۔ اور ان لوگوں نے مسلمان ہوکر حضور کی بیعت کی۔ اس عہدنامہ کی شرائط میں سے ایک یہ شرط بھی انہوں نے پیش کی تھی۔ کہ بڑا بتخانہ جس میں لات کا بُت تھا اُس کو تین سال تک منہدم نہ کیا جائے حضور نے اس شرط کے قبول کرنے سے انکار کیا پھر انہوں نے ایک سال تک کہا حضور نے اس کو بھی منظور نہ فرمایا۔ یہاں تک کہ مدت کرتے کرتے یہ ایک مہینہ پر آگئے۔ اس پر بھی حضور نے انکار کیا اور کسی مدت مقرر تک اُس کے چھوڑنے کا اقرار نہ فرمایا۔ اور اس درخواست سے ان لوگوں کا منشاء یہ تھا کہ فوراً بتخانہ کے منہدم کرنے سے ان کی قوم کے جاہل لوگ اور عورتیں بگڑ جائینگے اور اگر چند روز بعد اُسکو منہدم کرینگے تو اس عرصہ میں وہ لوگ کچھ کچھ اصلاح پر آجائینگے مگر حضور نے اس شرط کو بالکل منظور نہیں کیا۔ اور مغیرہ بن شعبہ اور ابوسفیان بن حرب کو ان لوگوں کے ساتھ جاکر اُس بُت خانہ کے منہدم کرنے کا حکم دیا۔

اور ایک شرط ان لوگوں نے یہ بھی پیش کی تھی کہ نماز سے ہم کو معافی دی جائے۔ اور ہم اپنے بتوں کو اپنے ہاتھ سے نہ توڑینگے۔ حضور نے فرمایا خیر بتوں کو تمہیں اپنے ہاتھ سے توڑنے سے تو ہم معافی دیتے ہیں۔ مگر اُس دین میں کچھ خیر نہیں ہے جس میں نماز نہ ہو اس سے ہم معافی نہیں دے سکتے۔

راوی کہتا ہے جب حضور نے عہدنامہ ان کو لکھ دیا اور یہ مسلمان ہوگئے۔ عثمان بن ابی العاص کو حضور نے ان کا سردار مقرر فرمایا حالانکہ عثمان ان سب میں کم عمر تھے۔ مگر اُن کو علم دین اور قرآن شریف کے حاصل کرنے کا بڑا شوق تھا۔ اور حاصل کر بھی لیا تھا۔ حضرت ابوبکر نے حضور سے عرض کیا۔ یارسول اللہ اس لڑکے کو میں علم دین کے حاصل کرنے اور قرآن کے سیکھنے میں بڑا حریص پاتا ہوں۔ اسی سبب سے حضور نے ان کو سردار بنایا۔

اسی وفد کے ایک شخص سے روایت ہے کہتے ہیں جب ہم مسلمان ہوگئے تو رمضان کے باقی مہینہ کے ہم نے بھی حضور کے ساتھ روزے رکھے۔ اور بلال افطار اور سحری کے وقت ہمارے واسطے حضور کے ہاں سے کھانا لاکر ہم کو کھلاتے تھے۔ پس بلال افطار کے وقت آتے اور ہم سے کہتے کہ روزہ کھول لو ہم کہتے کہ ابھی تو سورج اچھی طرح غروب نہیں ہوا۔ بلال کہتے میں حضور کو روزہ افطار کرا کے آیا ہوں اور بلال ایک نوالہ کھاتے پس ہم بھی افطار کرتے اور ایسے ہی سحری کے وقت جب بلال آتے تو ہم کہتے کہ اب تو فجر طلوع ہوگئی۔ بلال کہتے میں حضور کو کھاتے ہوئے چھوڑ کر آیا ہوں۔ پس ہم لوگ بھی اسی وقت سحری کھاتے۔ عثمان بن ابی العاص کہتے ہیں جب حضور نے مجھ کو بنی ثقیف کا سردار بنا کر بھیجا تو فرمایا کہ اے عثمان نماز بہت مختصر پڑھایا کرنا۔ کیونکہ مقتدی بوڑھے اور بیمار اور کاروباری لوگ بھی ہوتے ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب حضور نے ان لوگوں کو واپس ان کے شہر کی طرف رخصت کیا۔ تو ابوسفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ کو بھی بتخانہ کے منہدم کرنے کے واسطے روانہ فرمایا۔ جب یہ لوگ طائف میں پہونچے۔ تو مغیرہ نے ابوسفیان سے کہا کہ تم آگے چلو۔ ابوسفیان نے انکار کیا آخر مغیرہ کدال لیکر بتخانہ پر چڑھے اور اُس کو ڈھانا شروع کیا۔ اور مغیرہ کی قوم بنی معتب ان کے گرد آن کر کھڑے ہوگئے۔ تاکہ عروہ کی طرح سے بنی ثقیف ان کو تیر نہ ماریں

اور ابوسفیان ذی ہرم میں جہاں اس کا مال تھا چلا گیا۔ پھر آن کر مغیرہ کے بتخانہ کے منہدم کرنے میں شریک ہوا ستی ثقیف کی عورتیں بتخانہ کو منہدم ہوتے ہوئے دیکھ کر روتی اور چلاتی تھیں مغیرہ نے تمام زیور اور سونا جو اس بتخانہ میں تھا ابوسفیان کے پاس بھیج دیا۔

جب عروہ کو بنی ثقیف نے شہید کیا ہے تو ابوالملیح بن عروہ اور قارب بن اسود عروہ کے بھتیجے یہ دونوں ثقیف کے وفد کے آنے سے پہلے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے تھے اور عرض کیا تھا کہ ہم اب ثقیف سے کبھی نہ ملینگے حضور نے فرمایا تم جس سے چاہو محبت کرو۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم تو خدا اور رسول سے محبت کرتے ہیں۔ اور انہیں کو اپنا ولی بناتے ہیں حضور نے فرمایا۔ ابوسفیان بھی تو تمہارے ماموں ہیں انہوں نے عرض کیا حضور ہاں ہمارے ماموں ہیں اب جو حضور نے مغیرہ اور ابوسفیان کو بت خانہ کے منہدم کرنے کے واسطے روانہ کیا۔ تو ابوالملیح بن عروہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میرے باپ عروہ کے ذمہ میں قرض ہے۔ اگر حضور حکم دیں تو اس بتخانہ کے مال سے وہ قرضہ ادا کر دیا جائے حضور نے فرمایا اچھی بات ہے قارب بن اسود نے عرض کیا یارسول اللہ حضور میرے باپ اسود کے قرض کو بھی ادا کر دیں حضور نے فرمایا وہ تو مشرک مرا تھا۔ قارب نے عرض کیا حضور مسلمانوں کے ساتھ سلوک کریں یعنے میرے ساتھ کیونکہ اب تو وہ قرض مجھ کو دینا ہے۔ اور میں ہی اُس کا دینا دار ہوں۔ پس حضور نے ابوسفیان کو حکم کیا کہ عروہ اور اسود کا قرض بتخانہ کے مال سے ادا کر دیا جائے۔ چنانچہ جب مغیرہ نے سب مال بت خانہ کا جمع کیا۔ تو ابوسفیان سے کہا حضور نے تجھ کو حکم فرمایا ہے کہ عروہ اور اسود کا قرض اس مال سے ادا کرے۔ ابوسفیان نے اِن کے قرض ادا کر دئے۔

حضور نے جو عہد نامہ بنی ثقیف کو لکھکر دیا تھا اُس کا مضمون یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ عہد نامہ ہے محمد نبی رسول کا خدا کی طرف سے مومنوں کے واسطے یہاں کی گھاس اور لکڑی نہ کاٹی جائے اور نہ یہاں کے جانور کا شکار کیا جائے۔ اور جو شخص ایسا کرتا ہوا پایا جائیگا اُس کے کوڑے لگیں گے اور کپڑے اُتار لئے جائینگے اور اگر اور زیادہ زیادتی کریگا۔ تب وہ گرفتار کر کے محمد رسولِ خدا کی خدمت میں بھیجا جائیگا۔ یہ حکم محمد نبی رسولِ خدا کا ہے۔ اور انہیں کے حکم سے اس فرمان کو خالد بن سعید نے لکھا ہے۔ پس ہر شخص پر لازم ہے۔ کہ اس فرمان کے خلاف نہ کرے ورنہ وہ اپنے نفس پر ظلم کریگا۔ یہ حکم محمد رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق کا سنہ ۹ میں مسلمانوں کے ساتھ حج کرنا اور حضرت علی کو حضور کا اپنی طرف سے برات کا حکم دینے کے واسطے مخصوص کرنا اور سورہ برأت کی تفسیر

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور رمضان اور شوال اور ذیقعدہ مدینہ میں تشریف فرما رہے۔ پھر آپ نے حضرت ابوبکر کو ۹ سنہ میں مسلمانوں کا امیر بنا کر حج کے واسطے روانہ فرمایا۔ اور اسی وقت سورہ برأۃ اُس عہد کے شکست

کرنے کے واسطے نازل ہوئی جو حضور اور مشرکوں کے درمیان میں تھا کہ کوئی خانہ کعبہ میں آنے سے روکا نہ جائے اور نہ اشہر حرم میں کوئی کسی سے خوف کرے یہ عہد عام طور پر سب لوگوں سے تھا اور ہر قبیلہ سے اس عہد کی مدت مقرر تھی۔ اور سورۂ براۃ میں اُن منافقوں کا بھی ذکر ہے جو غزوہ تبوک میں حضور کے ساتھ تھے گئے تھے بعض کا ان میں سے نام بتایا گیا ہے اور بعض کا نام نہیں لیا گیا۔ چنانچہ فرماتا ہے:۔

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ فَسِيْحُوْا فِى الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِى الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِىٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ وَرَسُوْلُهٗ ۚ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ ۗ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ بیزاری ہے خدا اور رسول سے اُن مشرکوں کی طرف جن سے تم نے عہد کیا۔ پس اے مشرکو تم کو اجازت ہے کہ چار مہینہ تم زمین میں چلو پھرو اور تم جان لو کہ تم خدا کو عاجز نہیں کر سکتے ہو۔ اور خدا بیشک کافروں کو ذلیل کرنے والا ہے۔ اور خدا اور رسول کی طرف سے حج اکبر کے روز اعلان ہے کہ خدا اور اس کے رسول مشرکوں سے بیزار ہیں۔ پس اے مشرکو اگر تم توبہ کر کے مسلمان ہو گے تو یہ تمہارے واسطے بہتر ہے۔ اور اگر تم روگردانی کرو گے۔ پس جان لو کہ تم خدا کا کچھ نہیں کر سکتے ہو۔ اور اے رسول تم کافروں کو دردناک عذاب کی خوشخبری دو +

اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْئًا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ مگر جن مشرکوں سے تم نے عہد کیا اور پھر اُن مشرکوں نے تمہارے عہد میں کچھ خامی نہیں کی۔ اور نہ تمہارے دشمنوں کی تمہارے مقابلہ میں امداد کی۔ پس تم بھی اُن کے عہد کو جس مدت تک بندھا ہوا ہے پورا کرو۔ بیشک خدا پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے۔ پھر جب حرام مہینے گذر جائیں۔ پس مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو۔ اور اُن کو پکڑو اور قید کرو۔ اور اُن کی گھات میں بیٹھو۔ پھر اگر وہ توبہ کر کے نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں۔ پس قید سے اُن کو چھوڑ دو بیشک خدا بخشنے والا مہربان ہے +

وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ۚ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝ كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ ترجمہ۔ اگر مشرکوں میں سے کوئی شخص تم سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دو تاکہ وہ کلام خدا کا سنے پھر اس کو اس کی جائے امن میں پہنچا دو۔ یہ اس سبب سے کہ وہ بے علم لوگ ہیں۔ مشرکوں کے واسطے خدا اور رسول کے پاس کیسے عہد ہو سکتا ہے سوا اُن مشرکوں کے جن سے تم نے مسجد حرام کے پاس عہد کیا۔ پس جب تک وہ تمہارے عہد پر قائم رہیں۔ تم

بھی قائم رہو۔ بیشک خدا پرہیز گاروں کو دوست رکھتا ہے۔

کَیْفَ وَاِنْ یَّظْهَرُوْا عَلَیْكُمْ لَا یَرْقُبُوْا فِیْكُمْ اِلًّا وَّ لَا ذِمَّةً یُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ تَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ وَ اَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ اِشْتَرَوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِیْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِهٖ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ لَا یَرْقُبُوْنَ فِیْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّ لَا ذِمَّةً وَ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِی الدِّیْنِ وَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ۔ مشرکوں کے واسطے کیسے عہد ہوسکتا ہے حالانکہ اگر وہ تم پر غالب ہوں۔ تو تمہارے بارے میں نہ قرابت کو خیال رکھیں نہ وفا رعہد کو تم کو اپنی زبانی باتوں سے خوش کرتے ہیں۔ حالانکہ اُن کے دل اُن باتوں کے خلاف ہیں جو وہ موکھوں سے بکتے ہیں۔ اور زیادہ تر اُن میں سے فاسق ہیں۔ آیاتِ خداوندی کو انہوں نے تھوڑی سی قیمت پر فروخت کردیا ہے پھر اُس کے راستہ سے لوگوں کو روکتے ہیں بڑے ہیں وہ اعمال جو یہ لوگ کرتے ہیں۔ مومنوں کے متعلق نہ یہ قرابت کا خیال کرتے ہیں نہ وفاء عہد کا اور یہی لوگ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔ پس اگر یہ توبہ کرکے نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں پس تمہارے دینی بھائی ہیں۔ اور ہم آیتوں کو تفصیل وار اہلِ علم کے واسطے بیان کرتے ہیں۔

حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ کے حج کے واسطے جانے کے بعد سورۂ برأت حضور پر نازل ہوئی۔ تو صحابہ نے عرض کیا کہ حضور ابوبکر کو کہلا بھیجیں کہ وہ لوگوں میں حج کے روز اس کا اعلان کردیں۔ حضور نے فرمایا یہ کام میرے اہلبیت ہی میں سے ایک شخص کریگا۔ اور پھر آپ نے حضرت علی کو بلا کر فرمایا۔ کہ تم جاؤ اور حج میں قربانی کے روز جس وقت سب لوگ منیٰ میں جمع ہوں سورۂ برأت کے شروع کی آیات سب کو پڑھ کر سنا دو۔ اور اعلان کردو کہ جنت میں کافر نہ داخل ہوگا۔ اور آئندہ سال سے مشرک حج کو نہ آئے۔ اور نہ کوئی شخص برہنہ ہوکر کعبہ کا طواف کرے۔ اور جس شخص کے پاس حضور کا عہد کسی مدت مقررہ تک ہے وہ عہد اُس مدت تک برقرار ہے۔

پس حضرت علی رضی اللہ عنہ خاص حضور کی سانڈنی پر جس کا نام عضبا تھا سوار ہوکر روانہ ہوئے۔ اور راستہ ہی میں ابوبکر سے جا ملے جب حضرت ابوبکر نے حضرت علی کو دیکھا تو فرمایا کہ آپ امیر ہوکر آئے ہیں یا مامور ہوکر حضرت علی نے فرمایا میں مامور ہوں۔ پھر دونوں روانہ ہوئے۔

حضرت ابوبکر نے لوگوں کو حج کرایا۔ اور تمام قبائل عرب اپنی اپنی انہیں جگہوں پر اترے ہوئے تھے جہاں جاہلیت کے زمانہ میں اترتے تھے جب قربانی کا روز ہوا تو حضرت علی نے لوگوں کو جمع کرکے حضور کے فرمان کا اعلان کیا اور فرمایا اے لوگو جنت میں کافر نہ داخل ہوگا اور نہ اِس سال کے بعد سے مشرک کعبہ کا حج کرنے پائیگا نہ برہنہ ہوکر کوئی شخص کعبہ کا حج کرسکیگا۔ اور جس شخص کے پاس حضور کا عہد کسی مدت مقررہ تک ہے وہ اُس مدت تک پورا کیا جائیگا۔ اور آج سے لوگوں کو چار مہینہ تک مہلت ہے تاکہ سب اپنے اپنے شہروں میں پہونچ جائیں۔ پھر کسی مشرک کے واسطے عہد اور ذمہ واری نہیں ہے سوا اُن لوگوں کے جن سے حضور کا مدت معینہ تک عہد ہے۔ پس وہ عہد اُس مدت تک رہیگا۔ پس اس سال کے

بعد سے کوئی مشرک حج کو نہ آئے اور نہ برہنہ ہو کر کعبہ کا طواف کرے۔ اسکے بعد حضرت علی اور حضرت ابوبکر حضور کی خدمت میں واپس چلے آئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ پھر خداوند تعالیٰ نے اپنے رسول کو چار مہینہ گذرنے کے بعد جو مشرکین کے اپنے گھروں میں پہونچنے اور سازو سامان کے درست کرنے کے واسطے مدت مقرر کی تھی۔ اُن لوگوں پر جہاد کرنے کا حکم دیا۔ جنہوں نے حضور کے خاص عہد کو توڑ دیا تھا جو عام عہد میں شامل تھے۔ چنانچہ فرمایا ہے

أَلَا تُقَاتِلُونَ قَوْمًا نَّكَثُوا أَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوا بِإِخْرَاجِ الرَّسُولِ وَهُم بَدَءُوكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ أَتَخْشَوْنَهُمْ فَاللَّهُ أَحَقُّ أَن تَخْشَوْهُ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝ قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ ۝ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوبِهِمْ وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ اے مسلمانو۔ تم اُن لوگوں کو کیوں نہیں قتل کرتے ہو۔ جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ دیا۔ اور رسول کو شہر بدر کرنے کا قصد کیا۔ اور انہوں ہی نے تم سے جنگ کی ابتدا کی۔ کیا تم اُن سے خوف کرتے ہو۔ پس اللہ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ تم اُس سے خوف کرو۔ اگر تم مومن ہو۔ اِن مشرکوں کو قتل کرو۔ خدا اِن کو تمہارے ہاتھوں سے عذاب کریگا۔ اور ذلیل کریگا۔ اور تم کو اُن پر غالب فرمائیگا۔ اور مسلمانوں کے سینوں کو آرام دیگا اور اُن کے دلوں کے غصہ کو دور فرمائیگا اور جس کو چاہیگا توبہ کی توفیق دیگا۔ اور اللہ علم اور حکمت والا ہے۔

أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تُتْرَكُوا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوا مِن دُونِ اللَّهِ وَلَا رَسُولِهِ وَلَا الْمُؤْمِنِينَ وَلِيجَةً وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ اے مسلمانوں کیا تم نے یہ سمجھا ہے کہ تم یونہی چھوڑے جاؤ گے۔ حالانکہ ابھی نہیں جانا خدا نے تم میں سے جہاد کرنے والوں کو جنہوں نے سوا خدا و رسول اور مومنوں کے کسی کو ولی دوست نہیں بنایا۔ اور اللہ تمہارے اعمال سے خبردار ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے قریش کے اس قول کی بابت ذکر فرمایا ہے جو وہ اپنی تعریف میں کہتے تھے۔ کہ ہم اہل حرم ہیں۔ ہم حاجیوں کو پانی زمزم کا پلاتے ہیں۔ اور بیت اللہ کی تعمیر کرتے ہیں۔ پس ہم سے افضل کوئی نہیں ہے۔ خداوند تعالیٰ نے فرمایا۔

إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللَّهَ فَعَسَىٰ أُولَٰئِكَ أَن يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ ۝ أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَوُونَ عِندَ اللَّهِ۔ بیشک خدا کی مسجدیں وہ شخص تعمیر کرتا ہے جو خدا پر اور آخرت کے دن پر ایمان لایا ہے اور نماز پڑھتا ہے اور زکوٰۃ دیتا ہے اور سوا خدا کے کسی سے نہیں ڈرتا۔ پس اُمید ہے کہ یہی لوگ ہدایت پانے والے ہونگے۔ اے مشرکین کیا تم نے حاجیوں کے پانی پلانے اور مسجد حرام کے تعمیر کرنے کو اُس شخص کے برابر سمجھ لیا ہے جو خدا اور آخرت کے دن پر ایمان لایا ہے۔ اور راہ خدا میں اس نے جہاد

کیا ہے۔ خدا کے نزدیک یہ برابر نہیں ہیں۔ ایمان لانے والے کا بڑا مرتبہ ہے۔

پھر اسکے آگے خداوند تعالیٰ نے مسلمانوں کے دشمنوں کا ذکر فرمایا اور حنین کی جنگ میں مسلمانوں کے شکست کھانے اور پھر اپنی مدد اور نصرت کے نازل کرنے کا ذکر فرمایا ہے۔

اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖۤ اِنْ شَآءَ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ۔ بیشک مشرکین ناپاک ہیں۔ پس اس سال کے بعد مسجد حرام کے قریب نہ جانے پائیں اور اگر تم اے مسلمانو مشرکوں کی آمد بند ہونے سے فقر و فاقہ کا خوف کرو تو خدا تم کو عنقریب اپنے فضل سے اگر چاہے گا۔ تونگر کردے گا بیشک خدا علم و حکمت والا ہے۔

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ۔ اے مسلمانو! ان لوگوں کو قتل کرو جو خدا پر اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہیں۔ اور نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں۔ جو خدا اور اسکے رسول نے حرام کی ہیں اور نہ حق کا دین رکھتے ہیں اہل کتاب میں سے یہاں تک کہ یہ ذلیل ہو کر جزیہ دینا قبول کریں۔

پھر خداوند تعالیٰ نے اہل کتاب کے شر و فریب کا ذکر فرمایا ہے چنانچہ فرماتا ہے:۔

اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ۔ یہودیوں کے بہت سے عالم اور زاہد لوگوں کے مال حرام طریقہ سے کھاتے ہیں اور (غریب جاہل) لوگوں کو خدا کے راستے یعنے اسلام قبول کرنے سے روکتے ہیں۔ اور جو لوگ سونے اور چاندی کو اکٹھا کر رکھتے ہیں۔ اور راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے ہیں پس اے رسول ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری دو:

پھر نسئی کا ذکر فرمایا ہے جو اہل عرب نے ایک بدعت ایجاد کی تھی یعنے جو مہینے خدا نے حرام مقرر کئے ہیں۔ ان کو وہ حلال کرکے ان کے بدلہ اور مہینوں کو حرام کرلیتے تھے۔

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ۔ یعنے بیشک مہینوں کی تعداد خدا کے نزدیک بارہ ہے کتاب الٰہی میں جس دن سے کہ اس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا۔ چار مہینے ان بارہ میں سے حرام ہیں۔ پس ان حرام مہینوں میں تم اپنے نفسوں پر ظلم نہ کرنا یعنے مشرکین کی طرح سے تم بھی انکو حلال کرلو۔

اِنَّمَا النَّسِيْٓءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّيُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا لِّيُوَاطِـُٔوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ زُيِّنَ لَهُمْ سُوْٓءُ اَعْمَالِهِمْ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ۔ بیشک نسئی کا فعل کفر میں زیادتی ہے گمراہ کئے جاتے ہیں اسکے ساتھ کافر ایک

سال اس کو حرام کرتے ہیں اور ایک سال حلال کرتے ہیں تاکہ خدا کے حرام کئے ہوئے مہینوں کا شمار پورا کردیں۔ پھر خدا کی حرام کی ہوئی چیز کو حلال کرلیں زینت دئے گئے ہیں ان کے واسطے ان کے بُرے عمال اور خدا کافروں کی قوم کو ہدایت نہیں کرتا ہے ؛

پھر اللہ تعالیٰ نے غزوۂ تبوک میں مسلمانوں کے سُست اور کاہل ہونے اور رومیوں کی جنگ کو بھاری سمجھنے اور منافقین کے نفاق کا بیان فرمایا ہے جبکہ حضور نے اُن کو جہاد کی طرف بُلایا ؛

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِیْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ سے اس آیت تک یہی قصہ بیان کیا ہے اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اے ایمان والو تم کو کیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ راہِ خدا میں چلو تم بھاری ہو جاتے ہو طرف زمین کے اگر تم رسول کی مدد نہ کروگے تو بیشک خدا نے اُسکی مدد کی جبکہ وہ دو آدمی تھے غار میں کوہِ ثور کے ؛

پھر منافقوں کا ذکر فرمایا ہے لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِیْبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ وَلٰكِنْ بَعُدَتْ عَلَیْهِمُ الشُّقَّةُ وَسَیَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ یُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى یَتَبَیَّنَ لَكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِیْنَ ۝ اگر ہوتا مال دنیا کا نزدیک اور سفر آسان تو ضرور منافق تمہارے ساتھ جاتے مگر دراز ہوئی اُن پر مشقت راہ کی اور عنقریب خدا کی قسمیں کھادینگے کہ اگر ہم سے ہوسکتا تو ہم ضرور تمہارے ساتھ چلتے۔ مگر کیا کریں ہم مجبور تھے یہ لوگ اپنے نفسوں کو جھوٹی قسمیں کھاکر ہلاک کرتے ہیں اور خدا جانتا ہے کہ بیشک یہ جھوٹے ہیں۔ اے رسول خدا نے تم کو معاف کردیا کہ تم نے ان کو بیٹھ رہنے کی اجازت دی اس بات سے پہلے کہ اُن میں سے سچے اور جھوٹے تم کو معلوم ہوتے۔ اور یہی منافقوں کا بیان اس آیت تک ہے لَوْ خَرَجُوْا فِیْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّلَاۡاَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ یَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ وَفِیْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ بِالظّٰلِمِیْنَ ۝ لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ۝ وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّیْ وَلَا تَفْتِنِّیْ اَلَا فِی الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ۝ اے مسلمانو اگر یہ منافق تمہارے ساتھ جنگ میں جاتے بھی تو نہ زیادہ کرتے تم کو مگر رسوائی اور مکر میں۔ اور دوڑتے تمہارے درمیان چغل خوری کے ساتھ اور ڈھونڈتے تمہارے درمیان میں فتنہ اور فساد اور تم میں بہت سے لوگ اُن کے مخبر ہیں جو اُن کو خبریں پہنچاتے ہیں۔ اور خدا ظالموں کا علم رکھتا ہے ؛

اس سے پہلے منافقوں نے اُحد کی جنگ میں فتنہ ڈھونڈا تھا۔ اور تمہارے کاموں کو پھیرنا چاہا تھا یہاں تک کہ آگیا حق اور خدا کا حکم ظاہر ہوا۔ حالانکہ وہ اُسکے ظہور کو بُرا سمجھتے۔ اور بعض ان میں سے وہ شخص ہے جو کہتا ہے کہ مجھ کو بیٹھ رہنے کی اجازت دو اور فتنہ میں نہ ڈالو خبردار یہ لوگ فتنہ میں گر پڑے ہیں ؛

پھر یہی قصہ اس آیت تک بیان فرمایا ہے لَوْ یَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَیْهِ وَهُمْ یَجْمَحُوْنَ ۝ وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّلْمِزُكَ فِی الصَّدَقٰتِ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ یُعْطَوْا مِنْهَا اِذَا هُمْ یَسْخَطُوْنَ ۝ اگر یہ منافق پائیں کوئی جائے پناہ قلعہ یا پہاڑ کی چوٹی یا غار وغیرہ سے

تو اُس میں گھس جاویں سرکشی اور شتابی کرتے ہوئے اور بعض ان منافقوں میں سے وہ شخص ہیں جو لے رسول تم کو صدقوں کا مال بانٹنے میں عیب لگاتے ہیں پس اگر اس میں سے دیئے گئے تو راضی ہوتے ہیں۔ اور اگر نہیں دیئے گئے تو ناراض ہوتے ہیں ۔

پھر اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ صدقات کن لوگوں کے واسطے ہیں اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ بیشک صدقوں کا مال فقیروں اور مسکینوں اور اُن کے وصول کرنے والوں اور مؤلفۃ قلوب اور غلام کے آزاد کرنے اور قرضداروں اور راہِ خدا میں جہاد کرنے والوں اور مسافروں کے واسطے ہے۔ فرض ہے یہ خدا کا اور خدا علیم و الا حکمت والا ہے ۔

پھر منافقوں کے حضور کو ایذا اور تکلیف پہونچانے کا ذکر فرمایا ہے وَمِنْهُمُ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ هُوَ أُذُنٌ ۚ قُلْ أُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ ۚ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ اور بعض منافق وہ ہیں جو نبی کو ایذا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ کان سننے والا ہے جو کچھ کہو سن لیتا ہے کہہ دو کہ کان سننے والا بہتر ہے واسطے تمہارے ایمان رکھتا ہے خدا کے ساتھ اور سچ مانتا ہے مومنوں کی بات۔ اور وہ نبی رحمت ہے ایمان والوں کے واسطے تم میں سے اور جو لوگ رسولِ خدا کو تکلیف پہونچاتے ہیں اُن کے واسطے دردناک عذاب ہے ۔

يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ لِيُرْضُوكُمْ وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَن يُرْضُوهُ إِن كَانُوا مُؤْمِنِينَ ۝ تمہارے سامنے خدا کی قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تم کو راضی کریں اور خدا اور رسول اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ یہ لوگ اُن کو راضی کریں اگر یہ مومن ہیں ۔

وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ ۚ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ۝ اگر تم اُن سے پوچھو تو یہ کہیں گے کہ ہم باتیں کرتے اور کھیلتے تھے کہدو کیا خدا اور اُس کی آیتوں اور اُس کے رسول کے ساتھ تم ہنسی کرتے ہو ۔ یہ بات ودیعہ بن ثابت عوفی نے کہی تھی۔ پھر اسکے آگے فرمایا ہے۔ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۚ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝ اے نبی تم کفار اور منافقین پر جہاد کرو۔ اور اُن پر سختی کرو۔ اور اُن کا ٹھکانا جہنم ہے اور بُرا ٹھکانا ہے۔ اور جلاس بن سوید بن صامت نے حضور کی شان میں بے ادبی کی تھی۔ اور عمیر بن سعد نے اُس کی خبر حضور کو پہونچائی۔ حضور نے جلاس کو بلا کر دریافت کیا۔ جلاس نے صاف انکار کر دیا کہ میں نے کچھ نہیں کہا۔ تب یہ آیت نازل ہوئی يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ مَا قَالُوا الخ جلاس نے اسکے بعد توبہ کی اور پکے مسلمان ہوگئے ۔

وَمِنْهُم مَّنْ عَاهَدَ اللَّهَ لَئِنْ آتَانَا مِن فَضْلِهِ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُونَنَّ مِنَ الصَّالِحِينَ

اور بعض ان میں سے وہ شخص ہیں جنہوں نے خدا سے عہد کیا تھا کہ اگر خدا اپنے فضل سے ہم کو دیگا تو ہم صدقہ دینگے اور نیکوں میں سے ہو جائینگے۔ یہ ثعلب بن حاطب اور معتب بن قشیر بنی عمرو بن عوف سے تھے۔ پھر خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اَلَّذِیْنَ یَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِیْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی الصَّدَقَاتِ وَالَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ وہ منافق جو عیب کرتے ہیں۔ دل سے راہ خدا میں صدقہ دینے والے مومنوں یعنے عبدالرحمٰن اور عاصم کو کہتے ہیں۔ کہ انہوں نے مال برباد کردیا اور عیب کرتے ہیں اُن مومنوں کو جو نہیں پاتے ہیں مگر اپنی مشقت کا پیدا کیا ہوا شل ابو عقیل کے پس مسخری کرتے ہیں منافق اُن سے مسخری کریگا خدا ان سے اور ان کے واسطے دردناک عذاب ہے۔

یہ واقعہ اس طرح ہے کہ جب حضور نے غزوہ تبوک کے واسطے لوگوں کو صدقہ دینے کی رغبت دلائی تو عبدالرحمٰن بن عوف نے چار ہزار درہم دیئے اور عاصم بن عدی نے سو وسق کھجوریں لاکر ڈھیر کردیں۔ منافقوں نے ان کی اس فراخ دلی کو دیکھ کر کہا کہ یہ صدقہ ان لوگوں نے ریا اور دکھاوے کے واسطے دیا ہے۔ اور ابوعقیل نے جو ایک غریب آدمی تھے ایک صاع کھجوریں لاکر اُس ڈھیر میں ڈال دیں۔ منافق اُس کو دیکھ کر بہت ہنسے اور کہنے لگے ایسی ذرا سی کھجوروں کی خدا کو کیا ضرورت ہے اُسے انکی کچھ پرواہ نہیں ہے اور ایک منافق نے دوسرے کی طرف آنکھ سے اشارہ کرکے مضحکہ اڑایا ۔

پھر جب حضور تبوک کی طرف جانے کو تیار ہوئے تو منافقوں نے مسلمانوں کو بہکانا شروع کیا۔ کہ میاں اس سخت گرمی کے موسم میں جاکر کیا کروگے۔ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِی الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ۝ آخر قصہ تک۔ یعنے منافق کہتے ہیں کہ گرمی میں نہ جاؤ اے رسول کہدو کہ جہنم کی آگ بڑی سخت گرم ہے اگر وہ سمجھ رکھتے ہیں ۔

حضرت عمر بن خطاب سے روایت ہے کہتے ہیں جب عبداللہ بن ابی بن سلول مرا حضور کو اُسکے جنازہ کی نماز پڑھانے بلایا گیا۔ حضور تشریف لے گئے۔ اور جب آپ نماز کے واسطے کھڑے ہوئے۔ تو میں آپ کے سامنے آن کر کھڑا ہوا۔ اور میں نے عرض کیا یا رسول آپ اس دشمن خدا عبداللہ بن ابی بن سلول کی نماز پڑھاتے ہیں جس نے فلاں روز یہ کہا تھا اور فلاں روز یہ کہا تھا سارے واقعات میں اُسکے بیان کرنے لگا۔ اور حضور تبسم فرما رہے تھے آخر جب میں نے بہت کہا تو حضور نے فرمایا اے عمر تم ہٹ جاؤ۔ خدا نے منافقوں کے لیے مجھ کو اختیار دیا ہے۔ چنانچہ اُس نے فرمایا ہے اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ یعنے اے رسول تم چاہے منافقوں کے واسطے مغفرت کی دعا کرو یا نہ کرو۔ اگر تم ان کے واسطے ستر مرتبہ بھی مغفرت کی دعا کروگے پس ہرگز خدا ان کو نہ بخشے گا۔ حضور نے فرمایا اے عمر اگر مجھ کو معلوم ہو جائے کہ ستر مرتبہ سے زیادہ دعائے مغفرت کرنے سے خدا ان کو بخشدے گا۔ تو میں ستر مرتبہ سے بھی زیادہ ان کے واسطے مغفرت کی دعا کروں۔ عمر کہتے ہیں پھر حضور نے اُس کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور قبر پر تشریف لیگئے اور مجھ کو حضور کے ساتھ اپنی اُس جرأت اور دلیری کرنے سے تعجب تھا۔ پھر تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ یہ دونوں آیتیں نازل ہوئیں وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى

قبرہ ط اِنَّھُمْ کَفَرُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَمَاتُوْا وَھُمْ فَاسِقُوْنَ ۔ یعنی اے رسول تم ان منافقوں میں سے کسی کے جنازہ کی نماز نہ پڑھاؤ نہ اس کی قبر پر کھڑے ہو بیشک ان لوگوں نے خدا اور اسکے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے۔ اور فاسق مرے ہیں۔ حضرت عمر کہتے ہیں۔ پھر حضور کسی منافق کے جنازہ پر تشریف نہیں لیگئے۔ اور نہ کسی کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔

اس کے آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَۃٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَجَاھِدُوْا مَعَ رَسُوْلِہِ اسْتَاْذَنَکَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْھُمْ ۔ اور جب کوئی سورۃ اس مضمون کی نازل کی جاتی ہے۔ کہ خدا اور اسکے رسول کے ساتھ جہاد کرو۔ تو منافقوں میں سے مال و دولت والے تم سے بیٹھ رہنے کی اجازت مانگتے ہیں۔

لٰکِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ جَاھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ وَاُولٰٓئِکَ لَھُمُ الْخَیْرٰتُ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۔ اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۔ لیکن رسول نے اور ان لوگوں نے جو ان کے ساتھ ایمان لائے ہیں۔ راہ خدا میں اپنی جانوں اور مالوں کے ساتھ جہاد کیا۔ اور انہیں لوگوں کے واسطے نیکیاں ہیں دو نوں جہان کی اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں تیار کی ہیں خدا نے ان کے واسطے جنتیں جنکے نیچے نہریں بہتی ہیں یہ لوگ ان میں ہمیشہ رہینگے یہ بڑی کامیابی ہے۔

وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِیُؤْذَنَ لَھُمْ وَقَعَدَ الَّذِیْنَ کَذَبُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ آخر قصہ تک۔ اور آئے واپس ہونیکے وقت عرب کے دہقانی لوگ تاکہ انکے واسطے اجازت دی جائے اور بیٹھ رہے وہ لوگ جنہوں نے خدا اور رسول سے جھوٹ بولا تھا۔

اور معذرون بنی غفار میں سے چند لوگ تھے جن میں سے ایک خفاف بن ایما بن رخصہ تھے اس کے آگے ان لوگوں کا بیان فرمایا ہے جو سواری نہ ملنے کے سبب سے جہاد میں نہ جا سکے تھے۔ جن کا قصہ اوپر بیان ہو چکا ہے وَلَا عَلَی الَّذِیْنَ اِذَا مَآ اَتَوْکَ لِتَحْمِلَھُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُکُمْ عَلَیْہِ تَوَلَّوْا وَّاَعْیُنُھُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا یَجِدُوْا مَا یُنْفِقُوْنَ ۔ اِنَّمَا السَّبِیْلُ عَلَی الَّذِیْنَ یَسْتَاْذِنُوْنَکَ وَھُمْ اَغْنِیَآءُ رَضُوْا بِاَنْ یَّکُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ ۔ وَطَبَعَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ فَھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۔ اور نہیں ہے گناہ ان لوگوں پر جو اے رسول تمہارے پاس سواری مانگنے کو آئے تم نے ان سے کہا میرے پاس سواری نہیں ہے۔ جس پر میں تم کو سوار کروں وہ روتے ہوئے اس غم سے الٹے چلے گئے کہ خرچ کرنے کو کچھ نہ پاتے تھے۔ بیشک گناہ ان لوگوں پر ہے جو تم سے بیٹھ رہنے کی اجازت مانگتے ہیں حالانکہ وہ غنی ہیں راضی ہیں وہ اس بات سے کہ ہو جائیں وہ مثل عورتوں کے اور خدا نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔ پس وہ نہیں جانتے ہیں۔

پھر ان منافقوں کے مسلمانوں کے سامنے قسمیں کھانے اور عذر نامعقول پیش کرنے کا ذکر فرمایا ہے کہ تم ان کی طرف سے منہ پھیر لو۔ اور اگر تم ان سے راضی بھی ہو جاؤ گے تو بھی خدا ان فاسقوں سے راضی نہ ہوگا

پھر دیہاتی عربوں اور اُن کے منافقوں کا ذکر فرمایا ہے وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَائِرَ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۔ عرب کے دیہاتیوں میں بعض وہ لوگ ہیں کہ جو کچھ وہ راہِ خدا میں خرچ کرتے ہیں اسکو قرض شمار کرتے ہیں اور تمہارے ساتھ زمانہ کی گردشوں کا انتظار کرتے ہیں انہی پر بُری گردش ہے۔ اور اللہ سننے والا علم والا ہے۔

پھر اُن اعراب کا ذکر کیا ہے جو خالص اور پکے مسلمان تھے وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ اَلَاۤ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ۔ عرب کے دہقانوں میں سے بعض لوگ وہ ہیں جو خدا اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو خرچ کرتے ہیں اسکو خدا کی نزدیکی اور رسول کی دُعا کا سبب سمجھتے ہیں۔ خبردار بیشک یہ خرچ کرنا اُن کے واسطے قربت کا باعث ہے۔

پھر اُن مہاجرین اور انصار کا ذکر فرمایا ہے جنہوں نے سب سے پہلے اسلام کے اختیار کرنے میں سبقت کی اور اُن کی فضیلت اور ثواب کا ذکر فرما کے اُن کے تابعین کی فضیلت کا بھی ذکر کیا ہے جنہوں نے احسان اور نیکی کے ساتھ اُن کا اتباع کیا چنانچہ فرمایا ہے کہ خدا اُن سے راضی ہوا اور وہ خدا سے راضی ہوگئے۔

پھر فرمایا ہے وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ۚ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ یعنے تمہارے اردگرد جو عرب رہتے ہیں۔ اِن میں سے بعض منافق ہیں۔ اور بعض مدینہ کے رہنے والوں میں سے بھی نفاق پر اڑے ہوئے ہیں۔ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ۚ عنقریب ہم اِن کو دو مرتبہ عذاب کریں گے ایک عذاب یہ جسکے اندر دُنیا میں گرفتار ہیں یعنے اسلام کی ترقی کو دیکھ کر مرے جاتے ہیں۔ اور دوسرا عذاب قبر کا ہے پھر اِن دونوں عذابوں کے بعد بڑے عظیم الشان عذاب میں جو دوزخ کا ہے یہ منافق گرفتار کئے جائیں گے۔

وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ۭ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔ اور دوسرے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا اور اچھے اور بُرے دونوں طرح کے عمل کئے اُمید ہے کہ خدا اُن کی توبہ قبول فرمائے۔ بیشک خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ۔ اے رسول تم ان کے مالوں میں سے صدقہ لیکر اسکے ساتھ اِن کو پاک اور پاکیزہ کرو بیشک تمہاری دُعا اِن کے واسطے سکون کا باعث ہے۔

وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۔ اور دوسرے پیچھے رہنے والوں میں سے وہ لوگ ہیں جو حکم الہٰی کے صادر ہونے کے واسطے مہلت دئیے گئے ہیں یا اُن کو عذاب کرے یا اُن کی توبہ قبول فرمائے۔ پھر اس کے آگے مسجد ضرار کا ذکر فرمایا ہے۔

پھر فرمایا ہے اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۭ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ ۣ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ۭ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ۭ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۔ بیشک خدا نے مومنوں سے اُن کے جان و مال کو

خرید لیا ہے بالعوض اسکے کہ ان کے واسطے جنت ہے راہِ خدا میں لڑتے ہیں پس قتل کرتے ہیں اور قتل ہوتے ہیں یہ وعدہ خدا پر پورا کرنا حق اور لازمی ہے تورات اور انجیل اور قرآن میں پس اے مسلمانو! تم اپنی اس بیع کے ساتھ خوش ہو جو خدا نے تم سے کی ہے۔ اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور کے زمانہ میں سورۂ برات کو لوگ مبعثرہ کہتے تھے کیونکہ اس سورت نے لوگوں کے پوشیدہ حالات ظاہر کر دئے تھے۔

راوی کہتا ہے غزوۂ تبوک حضور کا آخری غزوہ تھا جس میں آپ بذاتِ خاص تشریف لے گئے۔

۹ ہجری کے واقعات کا بیان جس کا نام سنۃ الوفود ہے

اور سورۂ فتح کا نزول

ابن اسحاق کہتے ہیں جب حضور مکہ کی فتح اور تبوک کے غزوہ سے فارغ ہوئے اور بنی ثقیف نے بھی اسلام قبول کر لیا پھر تو چاروں طرف سے قبائل عرب حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت اور اسلام سے مشرف ہونے لگے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اصل میں تمام قبائل عرب اسلام لانے میں قریش کے منتظر تھے کہ دیکھیں قریش اور حضور کی لڑائیوں کا کیا انجام ہوتا ہے کیونکہ قریش تمام عرب کے ہادی اور پیشوا سمجھے جاتے تھے اور کل عرب انکی بسبب بیت اللہ کی خدمت اور حضرت اسمٰعیل بن ابراہیم علیہما السلام کی اولاد ہونے کے از حد تعظیم و تکریم کرتے تھے اور قریش ہی کی حضور سے مخالفت کے سبب سے تمام قبائل عرب قبول اسلام سے خاموش تھے۔ اب جو مکہ فتح ہو گیا اور قریش کا زور اور مخالفت اسلام نے توڑ دیا تب عرب سمجھ گئے کہ ہم کسی طرح رسول خدا کی مخالفت نہیں کر سکتے ہیں پس سب کے سب گروہ کے گروہ اور فوجیں کی فوجیں خدا کے دین میں داخل ہونے لگے۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا جبکہ آگئی مدد اللہ کی اور فتح اور دیکھا تم نے لوگوں کو کہ داخل ہوتے ہیں خدا کے دین میں فوجیں کی فوجیں پس اپنے رب کی حمد اور تسبیح کرو اور اس سے دعائے مغفرت کرو بیشک وہ توبہ کا قبول کرنے والا ہے۔

بنی تمیم کے وفد کا حاضر ہونا اور سورۂ حجرات کا نزول

منجملہ اور وفدوں کے بنی تمیم کا وفد بھی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور اشراف بنی تمیم سے یہ لوگ اس وفد میں تھے عطارد بن حاجب بن زرارہ بن عدس تمیمی اور یہ وہ شخص ہے جس کو حضور نے معاویہ بن ابی سفیان کا بھائی بنایا تھا اور اسی طرح اپنے اصحاب مہاجرین میں عقد اخوت قائم کیا تھا حضرت ابوبکر اور عمر میں اور حضرت عثمان اور عبدالرحمن بن عوف میں اور طلحہ بن عبید اللہ اور زبیر بن عوام میں اور ابوذر

غفاری اور مقداد بن عمرو بہرانی ہیں اور معاویہ بن ابی سفیان اور حتات بن یزید مجاشعی ہیں حتات بن یزید نے معاویہ کی خلافت کے زمانہ میں اسکے پاس انتقال کیا اور اس اخوت کے سبب سے معاویہ نے تمام مال حتات کا وارث بنکر اپنے قبضہ میں کر لیا۔ اسی سبب سے فرزدق شاعر نے اپنے ایک قصیدہ میں معاویہ کی ہجو کی ہے ؛

اور یہ لوگ بھی بنی تمیم کے وفد میں تھے نعیم بن یزید اور قیس بن حرث اور قیس بن عاصم۔ ابن ہشام کہتے ہیں عطارد بن حاجب بنی تمیم کی شاخ بنی دارم بن مالک بن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم میں سے تھے اور اقرع بن حابس بنی مالک بن دارم بن مالک میں سے تھے اور حتات بن یزید بھی بنی دارم بن مالک سے تھے۔ اور زبرقان بن بدر بنی بھدلہ بن عوف بن کعب بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم سے تھے۔ اور عمرو بن اہتم بنی منقر بن عبید بن حرث بن عمرو بن کعب بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم سے تھے۔ اور قیس بن عاصم بھی بنی منقر بن عبید سے تھے ؛

اور ان لوگوں کے ساتھ عیینہ بن حصن فزری بھی تھے۔ اور عیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس فتح مکہ اور حنین اور طائف میں حضور کے ساتھ شریک تھے ؛

جب یہ لوگ مسجد شریف میں داخل ہوئے حضور حجرہ میں تشریف رکھتے تھے۔ ان لوگوں نے آوازیں دینی شروع کیں کہ اے محمدؐ باہر آؤ ہم تم سے مفاخرت کرنے آئے ہیں حضور کو ان کے چیخنے اور آوازیں دینے سے تکلیف ہوئی۔ مگر اسی وقت باہر تشریف لائے۔ انہوں نے عرض کیا ہمارے خطیب کو آپ حکم دیں تاکہ وہ ہمارے فخر کا خطبہ بیان کرے حضور نے فرمایا میں نے اجازت دی تمہارا خطیب کہے کیا کہتا ہے۔ پس عطارد بن حاجب کھڑا ہوا اور نہایت فصاحت سے اس نے یہ خطبہ پڑھا ؛

بنی تمیم کا خطبہ

اس خدا کو تعریف ہے جس کا ہم پر بہت بڑا فضل و احسان ہے اور وہی تعریف کے لائق ہے۔ جس نے ہم کو بادشاہ بنایا اور بڑی مال و دولت عنایت کی۔ جس کو ہم نیک کاموں میں خرچ کرتے ہیں۔ اور تمام مشرقی عرب میں ہم کو اس نے سب سے زیادہ با عزت کیا ہے اور تعداد و شمار میں بھی ہم سب سے زیادہ ہیں۔ کل نوع انسان میں ایسا کون ہے جو ہماری ہمسری کا دعوے کر سکے کیا ہم سب کے سردار نہیں ہیں۔ اور سب سے زیادہ فضیلت نہیں رکھتے ہیں اگر کسی کو ہمارے سامنے اپنا فخر ظاہر کرنا ہے تو جیسے فضائل ہم نے اپنے بیان کئے ہیں وہ بھی ظاہر کرے اور ہم نے نہایت مختصر بیان کیا ہے۔ اگر ہم چاہیں تو بہت کچھ بیان کر سکتے ہیں مگر ہم کو اپنے مناقب اور اپنی نعمتوں کے بیان کرنے سے جو خدا نے ہم کو دی ہیں شرم آتی ہے پس ہم کہتے ہیں کہ جس کو دعوے ہو وہ بھی ہمارے سامنے اپنے مفاخر بیان کرے اور لازم ہے کہ جو فضائل وہ بیان کرے وہ ہمارے فضائل سے افضل ہوں ؛

راوی کہتا ہے بنی تمیم کے اس خطبہ کو سنکر حضور نے ثابت بن قیس بن شماس سے فرمایا کہ تم کھڑے

ہو کر اسکے خطبہ کا جواب دو۔ ثابت کھڑے ہوئے اور یہ خطبہ پڑھا۔

ثابت بن قیس کا خطبہ

اُس خدا کو حمد و ثنا سزاوار ہے جس نے آسمان و زمین کو پیدا کر کے اپنا حکم ان کے اندر جاری کیا اور اُس کا علم کل اشیاء کو احاطہ کئے ہوئے ہے اور ہر بات اُسی کے فضل پر موقوف ہے پھر اسی کی قدرت کا یہ کرشمہ ہے کہ اُس نے ہم کو زمین کا مالک اور بادشاہ بنایا۔ اور اپنی کل مخلوق میں اپنے نبی کو برگزیدہ کیا۔ جو تمام خلقت میں از روئے نسب کے بزرگ اور از روئے حسب کے افضل اور صدق گفتار اور حسن کردار سے آراستہ ہیں۔ خدا نے اُن کو تمام عالم میں سے مخصوص کر کے اپنی مخلوق پر امین کیا۔ پھر ان رسول نے لوگوں کو ایمان کی دعوت کی مہاجرین جو رسول کے اقربا اور ذی رحم اور حسب و نسب میں سب سے بہتر اور حسن صورت اور حسن سیرت سے آراستہ تھے سب سے پہلے اس دعوت کے مطیع ہوئے اور خدا و رسول کے حکم کو قبول کیا پھر ہم انصار نے اس دعوت کے قبول کرنے میں سبقت کی پس ہم خدا کے انصار اور اُسکے رسول کے وزیر ہیں تمام کفار و مشرکین کو ہم قتل کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ خدا و رسول کے ساتھ ایمان لائیں۔ پس جو ان میں سے ایمان لائیگا وہ ہم سے اپنے جان و مال کو محفوظ رکھیگا اور جو انکار کریگا ہم ہمیشہ اس پر جہاد کرینگے اور اس کا قتل کرنا ہم پر بہت آسان ہوگا اب میں اپنی گفتگو ختم کرتا ہوں اور اپنے اور تمہارے واسطے خدا سے بخشش کی دعا کرتا ہوں اور کل مومن مردوں اور عورتوں کے واسطے بھی اور تم پر سلام ہو۔

راوی کہتا ہے اس کے بعد بنی تمیم کے وفد میں سے زبرقان بن بدر نے کھڑے ہو کر اپنی قوم کی تعریف اور فخر میں ایک نظم پڑھی۔ حضور نے حسان بن ثابت کو جو اُس وقت وہاں موجود نہ تھے بلوایا جب حسان آئے تو حضور نے فرمایا کہ تم اسکی نظم کا جواب دو۔ حسان نے ایک طویل نظم فی البدیہہ اسلام اور مسلمانوں کے فخر اور تعریف میں پڑھی جس کو سنکر اقرع بن حابس تمیمی نے کہا قسم ہے میرے باپ کی ان کا خطیب میرے خطیب سے بڑھ کر اور ان کا شاعر ہمارے شاعر سے افضل و بہتر ہے۔ اور انکی آوازیں ہماری آوازوں سے زیادہ شیریں ہیں۔ پھر اس مفاخرہ اور مشاعرہ کے بعد یہ سب لوگ مسلمان ہوئے اور حضور نے بہت کچھ انعام و اکرام سے ان کو سرفراز فرمایا۔ ان میں ایک لڑکا عمرو بن اہتم نام تھا اُسکو یہ اپنے ٹھکانا میں چھوڑ آئے تھے حضور نے اسکو بھی وہی انعام دیا جو ان کو دیا تھا۔ اور بنی تمیم کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَکْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ یعنی اے رسول جو لوگ تم کو حجروں کے پیچھے سے پکارتے ہیں اکثر اُن میں سے عقل نہیں رکھتے۔

عامر بن طفیل اور اربد بن قیس کا بنی عامر کی طرف سے آنا

راوی کہتا ہے بنی عامر کے وفد میں یہ لوگ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے عامر بن طفیل اور اربد بن

قیس جد جزر بن خالد بن جعفر اور جبار بن سلمی بن مالک بن جعفر یہ تینوں شخص بنی عامر کے سردار اور اول درجہ کے شیاطین تھے اور عامر بن طفیل اس وفد میں حضور کے ساتھ بدی کے ارادہ سے آیا تھا۔ لوگ اس سے کہتے تھے کہ اے عامر سب آدمی مسلمان ہو گئے ہیں تو بھی اسلام قبول کر لے اس نے کہا میں نے قسم کھائی تھی۔ کہ میں اس بات کی کوشش ہمیشہ کرتا رہوں گا کہ تمام عرب میرے مطیع ہوں پھر اب میں اس شخص کا کیسے مطیع ہو سکتا ہوں پھر عامر نے اربد سے کہا کہ جب ہم محمد کے پاس پہونچیںگے تو میں ان کو باتوں میں مشغول کر لونگا۔ تو ان پر تلوار کا وار کیجو۔ پس جب یہ لوگ حضور کی خدمت میں پہونچے عامر بن طفیل نے کہا اے محمدؐ مجھ سے خلوت میں کچھ باتیں کیجئے۔ حضور نے فرمایا تو پہلے خدا اور رسول پر ایمان لا۔ پھر اس نے حضور کو باتوں میں لگایا اور اربد کی طرف دیکھنا شروع کیا تاکہ جس بات کا اسکو حکم دیا تھا اسکو وہ پورا کرے مگر اربد خاموش کھڑا رہا۔ جب عامر نے دیکھا کہ اربد کچھ نہیں کرتا غصہ میں وہاں سے کھڑا ہوا۔ اور حضور سے کہنے لگا کہ قسم ہے خدا کی سواروں اور پیدلوں سے تمہارے مقابلہ پر زمین کو بھردوں گا حضور نے دعا کی کہ اے خدا تو میری طرف سے عامر بن طفیل کو کافی ہو۔ جب عامر حضور کے پاس سے باہر نکلا اربد پر بہت خفا ہوا کہ تو نے محمد کو قتل کیوں نہ کیا۔ اربد نے کہا تو ناحق خفا ہوتا ہے جب میں نے یہ ارادہ کیا بجز تیرے اور کوئی مجھ کو دکھائی نہ دیا تو پھر کیا میں تجھ کو قتل کرتا؟

راوی کہتا ہے پھر یہ لوگ اپنے شہروں کو واپس ہوئے اور راستہ ہی میں عامر بن طفیل مرض طاعون میں گرفتار ہوا گردن میں اسکے ایک گانٹھ پیدا ہوئی اور بنی سلول میں سے ایک عورت کے گھر میں مر گیا۔ دونوں ساتھی اسکے اسکو دفن کر کے آگے روانہ ہوئے۔ جب اپنے شہر میں پہونچے تو قوم نے اربد سے پوچھا کہو کیا خبر لائے اربد نے کہا کچھ بھی نہیں قسم ہے خدا کی ہم کو ایسی چیز کی عبادت کی طرف بلایا کہ اگر وہ میرے پاس اب ہوتی تو میں اسکے تیر مارتا اور قتل کر دیتا۔ پھر اس کے ایک یا دو دن کے بعد اربد اپنے اونٹ کو لیکر کہیں جا رہا تھا کہ یکایک بجلی گری اور اس نے اسکو مع اونٹ کے جلا دیا۔ یہ اربد بن قیس لبید بن ربیعہ کا ماں شریک بھائی تھا؟

ابن عباس کہتے ہیں عامر بن طفیل اور اربد کی شان میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى سے وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ تک اس آیت میں مُعَقِّبٰتٌ سے وہ فرشتہ مراد ہیں جو حکم الٰہی سے حضور کی حفاظت کرتے ہیں۔ پھر اس آیت میں ربد کے ہلاک ہونے کا ذکر فرمایا ہے وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ یعنے جس پر چاہتا ہے بجلی گراتا ہے جیسے اس وقت اربد پر گرائی؟

بنی سعد بن بکر کے وفد کا آنا

ابن اسحاق کہتے ہیں بنی سعد بن بکر نے اپنی قوم سے ایک شخص ضمام بن ثعلبہ کو حضور کی خدمت میں روانہ کیا۔ ابن عباس کہتے ہیں جب ضمام بن ثعلبہ مدینہ میں آئے اپنے اونٹ کو مسجد شریف کے دروازہ پر بٹھا کر آپ اندر داخل ہوئے اور حضور اس وقت صحابہ کے ساتھ تشریف رکھتے تھے ضمام نے آن کر پوچھا تم لوگوں میں عبدالمطلب کے فرزند کون صاحب ہیں حضور نے فرمایا میں ہوں ضمام نے کہا کیا آپ ہی محمدؐ ہیں۔ حضور نے فرمایا

ہاں ضمام نے کہا میں آپ سے چند سوال کرتے چاہتا ہوں اور وہ سوال بھی سخت ہیں اگر آپ ناراض نہ ہوں تو
میں دریافت کروں حضور نے فرمایا میں ناراض نہ ہوں گا۔ تم کو جو کچھ دریافت کرنا ہے کرو۔ ضمام نے کہا میں آپ
کو آپ کے خدا کی اور ان لوگوں کے جو آپ سے پہلے تھے اور آپ کے بعد ہونگے قسم دیتا ہوں۔ اور سوال
کرتا ہوں کہ کیا خدا نے آپ کو رسول بنا کر ہماری طرف بھیجا ہے حضور نے فرمایا ہاں ضمام نے پھر اسی طرح
قسم دیکر سوال کیا کہ کیا خدا نے آپ کو حکم کیا ہے کہ خاص اسی کی عبادت کریں اور کسی کو اس کے ساتھ شریک
نہ کریں۔ اور ان بتوں کی پرستش چھوڑ دیں جن کو ہمارے باپ دادا پوجا کرتے تھے حضور نے فرمایا ہاں۔ ضمام
نے پھر اسی طرح قسم دے کر سوال کیا کہ کیا خدا نے آپ کو حکم فرمایا ہے کہ ہم ان پانچوں نمازوں کو پڑھیں حضور
نے فرمایا ہاں غرضیکہ اس طرح ضمام نے تمام ارکانِ اسلام زکوٰۃ اور حج اور روزہ وغیرہ کی نسبت سوالات کئے اور
ہر سوال کے ساتھ حضور کو اسی طرح قسم دیتے تھے جس طرح کہ پہلے مرتبہ دی تھی۔ یہاں تک کہ جب ضمام ان سب
سوالوں سے فارغ ہوئے تو کہا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمداً رسول اللہ جن فرائض کا آپ نے حکم فرمایا
ہے ان کو میں ادا کروں گا۔ اور جن باتوں سے آپ نے منع کیا ہے اُن سے باز رہونگا اور ان میں سے کچھ کم یا
زیادہ نہ کروں گا۔ اور پھر یہ حضور کے پاس سے رخصت ہو کر اپنے اونٹ کی طرف آئے۔ ضمام کے بال بڑے
بڑے تھے اور اُن کی انہوں نے دو زلفیں بنا رکھی تھیں اب جو یہ رخصت ہوئے حضور نے فرمایا۔ اگر زلفوں والے
نے یہ بات سچ کہی ہے تو جنت میں داخل ہوگا ؛

راوی کہتا ہے ضمام اپنے اونٹ کا پیکڑہ کھول کر اس پر سوار ہوئے اور اپنی قوم کے پاس آئے۔ قوم
ساری ان کے پاس جمع ہوئی۔ پس پہلی بات جو انہوں نے کہی وہ یہ تھی کہ اے قوم لات اور عزی باطل ہوگئے
قوم نے کہا خبردار اے ضمام ایسی بات نہ کہہ تو نہیں ڈرتا ہمیں تجھ کو برص یا جذام یا جنون نہ ہو جائے۔ ضمام
نے کہا اے قوم تجھ کو خرابی ہو یہ بت قسم ہے خدا کی کچھ نفع یا نقصان نہیں پہونچا سکتے خدا نے اپنا ایک رسول
بھیجا ہے اور اس پر اپنی کتاب نازل فرمائی ہے اور اسکے ساتھ تم کو اس جہالت اور گمراہی سے پاک کیا ہے پھر
ضمام نے کلمہ پڑھا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ۔ اور اے قوم میں ان
رسول سے تمہارے واسطے سب باتیں دریافت کر آیا ہوں جنکو تمہارے تئیں بجالانا چاہیئے وہ بھی اور جن سے
تم کو پرہیز کرنا چاہیئے وہ بھی ؛

راوی کہتا ہے پس قسم ہے خدا کی اسی روز شام سے پہلے پہلے تمام قوم مسلمان ہوگئی کوئی مرد یا عورت
باقی نہیں رہا۔ ابن عباس کہتے ہیں ہم نے ضمام سے بہتر کسی قوم کا وفد نہیں سُنا ؛

عبد القیس کے وفد کا آنا

ابن اسحاق کہتے ہیں بنی عبد القیس کی طرف سے حضور کی خدمت میں جارود بن عمرو بن حنش
حاضر ہوئے۔ ابن ہشام کہتے ہیں جارود بن بشر بن معلے ہیں۔ اور یہ نصرانی تھے ؛

ابن اسحاق کہتے ہیں جب جارود حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گفتگو کی۔ حضور نے ان کو

اسلام کی دعوت فرمائی انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ میں بھی ایک دین رکھتا ہوں اگر میں اپنے دین کو آپ کے دین کی خاطر چھوڑوں تو کیا آپ میرے واسطے ضامن ہوتے ہیں حضور نے فرمایا ہاں میں ضامن ہوں اور کہتا ہوں کہ خدا تم کو اس سے بہتر دین کی ہدایت کرتا ہے۔ پس جارود اور ان کے سب ساتھی مسلمان ہوئے اور پھر حضور سے انہوں نے سواری مانگی حضور نے فرمایا میرے پاس سواری نہیں ہے پھر جارود حضور سے رخصت ہو کر اپنی قوم میں آئے اور یہ بڑے پکے دین دار تھے۔ جب ان کی قوم غرور بن منذر بن نعمان بن منذر کے ساتھ مرتد ہوئی ہے تو یہ اسلام پر قائم رہے تھے۔ اور لوگوں کو اسلام کی طرف انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے بلایا تھا اور کہتے تھے کہ اے لوگو میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد اسکے بندہ اور رسول ہیں اور جو شخص یہ گواہی نہیں دیتا ہے میں اسکے ساتھ کفر کرتا ہوں ؛

ابن اسحاق کہتے ہیں فتح مکہ سے پہلے حضور نے علاء بن الحضرمی کو منذر بن ساوی عبدی کے پاس بحرین میں دعوت اسلام کرنے بھیجا تھا منذر بن ساوی نے اسلام قبول کیا۔ اور حضور کے وصال کے بعد اہل بحرین کے مرتد ہونے سے پہلے انتقال کیا اور علاء بن حضرمی بحرین میں حضور کی طرف سے امیر ہو کر رہتے تھے ؛

بنی حنیفہ کا مسیلمہ کذاب کے ساتھ حاضر ہونا

حضور کی خدمت میں جب بنی حنیفہ کا وفد آیا ہے مسیلمہ بن حبیب حنفی کذاب بھی انہیں میں تھا ابن اسحاق کہتے ہیں یہ لوگ بنی نجار میں سے ایک عورت کے مکان پر ٹھہرے تھے ؛

جب بنی حنیفہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو مسیلمہ کذاب کو انہوں نے کپڑا اوڑھا کر چھپا رکھا تھا اور حضور صحابہ کے ساتھ مسجد میں رونق افروز تھے اور آپ کے ہاتھ میں اس وقت ایک کھجور کی سنٹی تھی مسیلمہ نے حضور سے گفتگو کی اور کچھ مانگا حضور نے فرمایا اگر تو مجھ سے یہ کھجور کی سنٹی بھی مانگیگا تو میں تجھ کو نہ دونگا ؛

اور ایک دوسری روایت اس طرح ہے کہ جب بنی حنیفہ حاضر ہوئے ہیں یہ تو مسیلمہ کو اپنی فرودگاہ میں چھوڑ آئے تھے پھر جب یہ لوگ مسلمان ہوئے اور حضور نے ان کو انعام و اکرام تقسیم کیا۔ تب انہوں نے عرض کیا کہ حضور ایک شخص ہم اپنی فرودگاہ میں چھوڑ آئے ہیں۔ اور وہ ہمارے اسباب کی حفاظت کر رہا ہے حضور نے فرمایا وہ بھی تم سے کم مرتبہ کا نہیں ہے اور پھر اسکے واسطے بھی حضور نے اسی قدر انعام کا حکم دیا جو ان میں سے ہر ایک کو دیا تھا جب یہ لوگ حضور سے رخصت ہو کر مسیلمہ کے پاس آئے۔ تو جو اس کا حصہ حضور نے دیا تھا وہ اس کو دیا اور سارا واقعہ بیان کیا پھر یہ لوگ اپنے شہر یمامہ میں چلے آئے اور دشمن خدا مسیلمہ مرتد ہو کر نبوت کا دعوے کر بیٹھا اور کہنے لگا میں نبوت میں محمد کا شریک ہوں اور ان لوگوں سے کہا جو اسکے ساتھ حضور کی خدمت میں گئے تھے کہ دیکھو کیا تم سے محمد نے میری نسبت نہیں کہا تھا کہ یہ تم میں کم مرتبہ کا نہیں ہے محمد نے یہ بات اسی سبب سے کہی تھی کہ وہ مجھ کو جانتے تھے کہ یہ نبوت میں میرا شریک

ہو گا پھر اس مسیلمہ نے مقفی عبارتیں گھڑ گھڑ کے اپنی قوم کو سنانی شروع کیں اور کہا یہ میرے اوپر وحی آتی ہے جیسے محمد پر قرآن نازل ہوتا ہے اور شراب اور زنا اس نے حلال کر دیا اور نماز بھی معاف کر دی۔ اور باوجود ان باتوں کے حضور کی نبوت کا بھی اقرار کرتا تھا اور بنی حنیفہ اسکے مطیع ہو گئے تھے ۔

بنی طے کے وفد کا حاضر ہونا

بنی طے کے سردار زید الخیل اس وفد کے ساتھ تھے جب حضور کی خدمت میں پہونچے اور گفتگو ہوئی حضور نے ان پر اسلام پیش کیا یہ سب لوگ اسلام لائے اور حضور نے فرمایا عرب کے جس شخص کی فضیلت میرے سامنے بیان کی گئی اور پھر وہ شخص مجھ سے ملا تو اس فضیلت سے میں نے اسکو بہت کم پایا سوا زید الخیل کے کہ انکی جسقدر تعریف میں نے سنی تھی اس سے بدرجہا بہتر پایا اور پھر حضور نے ایک جاگیر کا فرمان لکھ کر ان کو عنایت کیا۔ اور ان کا نام زید الخیر رکھا جب یہ رخصت ہونے لگے تو حضور نے فرمایا اگر زید مدینہ کے بخار سے نجات پا جائیں جب بات ہے۔ راوی کہتا ہے جب زید نجد کے قریب ایک پانی کے چشمہ پر پہونچے جس کا نام قردہ ہے وہاں ان کو بخار ہوا اور وہیں ان کا انتقال ہو گیا۔ انکی بیوی نے اس فرمان کو جو حضور نے جاگیر کا ان کو عنایت کیا تھا آگ میں جلا دیا ۔

عدی بن حاتم کا احوال

خود عدی بن حاتم کہتے ہیں عرب میں مجھ سے زیادہ کوئی شخص رسول خدا سے نفرت کرنے والا نہ ہوگا۔ اور میں ایک شریف آدمی نصرانی تھا اور میں اپنی قوم کا بادشاہ تھا اور ان کے سارے انتظام میں ہی کرتا تھا میرا ایک غلام عربی تھا میں نے اس سے کہا کہ تو میرے عمدہ عمدہ موٹے اور فربہ اونٹ جمع کر کے تیار رکھ اور جب تو محمد کے لشکر کی اس طرف آنے کی خبر سنے تو مجھ کو خبر کر دیجو غلام نے ایسا ہی کیا اور دوسرے روز مجھ سے کہا کہ اے عدی تجھ کو جو کچھ کرنا ہے وہ اب کرلے کیونکہ میں نے ایک لشکر کے نشان دیکھے اور دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ لشکر محمد کا ہے ۔

عدی کہتے ہیں میں نے غلام سے کہا کہ تو جلد جا کر اونٹوں کو لے آ۔ غلام اونٹوں کو لے آیا۔ اور میں اپنے اہل و عیال کو ان پر سوار کر کے ملک شام کو روانہ ہوا۔ فقط ایک میری بہن حاتم طائی کی بیٹی رہ گئی اسکو میں اس جلدی میں اپنے ساتھ نہ لا سکا اور ملک شام میں میں نے سکونت اختیار کی میرے جانے کے بعد حضور کے لشکر نے بنی طے پر حملہ کیا اور قیدیوں کے ساتھ میری بہن بھی گرفتار ہوئی اور میرے شام کی طرف بھاگنے کی خبر بھی حضور کو ہو گئی۔ اور ان سب قیدیوں کو ایک خیمہ میں حضور کی مسجد کے دروازہ کے آگے رکھا گیا انہیں میں میری بہن بھی تھی اور بڑی ہمت اور جرأت اور عقل والی عورت تھی ایک دفعہ حضور جب اسکے خیمہ کے پاس سے گذرے اس نے عرض کیا یا رسول اللہ والد ہلاک ہوا۔ اور وافد غائب ہو گیا آپ حضور مجھ پر احسان فرمائیں خدا حضور پر احسان کریگا حضور نے فرمایا تیرا وافد کون ہے اس نے عرض کیا عدی بن حاتم طائی حضور نے

فرمایا وہی جو خدا و رسول سے بھاگ گیا ہے۔ پھر حضور تشریف لے گئے۔ دوسرے روز پھر حضور کا اُدھر سے گذر ہوا۔ یہ عورت کہتی ہیں میں نے وہی عرض کیا جو پہلے روز عرض کیا تھا حضور نے وہی جواب دیا اور تشریف لے گئے۔ جب تیسرے روز پھر حضور تشریف لائے تو میں نا اُمید ہو گئی تھی ایک شخص نے جو حضور کے پیچھے تھے میری طرف اشارہ کیا کہ کھڑے ہو کر حضور سے عرض کر میں نے کھڑے ہو کر وہی عرض کیا حضور نے فرمایا میں نے تمہاری درخواست منظور کی۔ اب تم جانے میں جلدی نہ کرو۔ اور جب کوئی معتبر آدمی تمہاری طرف کا جانے والا آوے تو مجھ کو خبر کرنا۔ میں اُسکے ساتھ تم کو روانہ کر دونگا۔ کہتی ہیں میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون شخص تھے جنہوں نے مجھ کو اشارہ کیا تھا۔ لوگوں نے کہا یہ حضرت علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ تھے۔ کہتی ہیں میں وہیں تھی یہاں تک کہ بنی قضاعہ کے چند لوگ آئے یہ شام کو جاتے تھے اور میں بھی اپنے بھائی عدی کے پاس شام میں جانا چاہتی تھی میں حضور کے پاس گئی اور عرض کیا۔ یارسول اللہ میری قوم کے چند معتبر لوگ آئے ہیں جن پر مجھ کو بھروسہ ہے حضور مجھ کو جانے کی اجازت دیں حضور نے مجھ کو کپڑے اور کھانا اور خرچ سب عنایت کیا اور سواری کے واسطے ایک اونٹ بھی عنایت کیا۔ میں اُن لوگوں کے ساتھ ملک شام کو روانہ ہوئی۔

عدی بن حاتم طائی نے ایک روز دیکھا کہ اونٹ پر ایک عورت سوار چلی آتی ہے۔ دل میں کہا کہ ہو نہ ہو حاتم کی بیٹی ہو۔ جب وہ قریب آئی تو دیکھا کہ وہی ہے جب وہ اُونٹ پر سے اُتری تو کہنے لگی اے ظالم اے قاطع تو اپنے بال بچوں کو تو لے آیا اور مجھ کو وہاں چھوڑ آیا یہ تو نے کیا حرکت کی۔ عدی کہتے ہیں میں نے شرمندہ ہو کر کہا اے بہن تم کو میرے تئیں ایسا کہنا نہ چاہیئے میں اُس وقت بالکل مجبور ہو گیا تھا ورنہ تم کو اپنے ساتھ ضرور لاتا۔ پھر میں نے پوچھا کہ یہ تو بتاؤ تم محمد صلعم کے معاملہ میں کیا کہتی ہو۔ بہن نے کہا کہ میری تو رائے یہ ہے کہ تم اُن سے جلد جا کر ملو اگر وہ نبی ہیں تب تو تم کو سبقت کی فضیلت حاصل ہوگی۔ اور اگر وہ بادشاہ ہیں تب تمہاری عزت میں فرق نہیں آنے کا۔ میں نے کہا بیشک۔ یہ تم نے بہت اچھی صلاح دی ہے پھر میں حضور کی طرف روانہ ہوا یہاں تک کہ مدینہ میں پہونچا اور مسجد میں داخل ہو کر حضور سے ملاقی ہوا اور سلام کیا حضور نے فرمایا کون ہو میں نے عرض کیا میں عدی بن حاتم ہوں حضور کھڑے ہو گئے۔ اور مجھ کو اپنے مکان میں لیجانے لگے کہ ایک ضعیف عورت آگئی اور اس نے بڑی دیر تک حضور سے کچھ اپنی حاجت عرض کی۔ حضور اُس کی خاطر سے کھڑے رہے میں نے اپنے دل میں کہا یہ بادشاہ نہیں ہیں بادشاہوں کے ایسے اخلاق نہیں ہوتے پھر حضور مجھ کو لیکر اپنے مکان میں داخل ہوئے اور ایک موٹا گدا اٹھا کر میری طرف ڈال دیا۔ اور فرمایا اس پر بیٹھو میں نے عرض کیا حضور تشریف رکھیں فرمایا نہیں تم ہی بیٹھو آخر میں اس پر بیٹھا اور حضور زمین پر بیٹھے میں نے اپنے دل میں کہا یہ بات ہرگز بادشاہوں کی سی نہیں ہے پھر آپ نے فرمایا اے عدی بن حاتم کیا تم رکوشی نہیں تھے میں نے عرض کیا ہاں فرمایا کہ تم اپنی قوم سے ٹکس وصول کرتے تھے حالانکہ یہ تمہارے مذہب میں حرام تھا میں نے عرض کیا بے شک

اور میں نے جان لیا کہ بیشک حضور نبی مرسل ہیں جو ان باتوں کی آپ کو خبر ہے پھر فرمایا اے عدی شاید تم اس خیال سے اسلام کے قبول کرنے میں تامل کرتے ہو کہ مسلمان غریب لوگ ہیں۔ پس قسم ہے خدا کی یہ اس قدر مالدار ہوجائیں گے کہ ان میں کوئی ایسا شخص ڈھونڈھے سے بھی نہ ملیگا جو کسی کا صدقہ وغیرہ قبول کرے۔ اور شاید تم اس وجہ سے دین قبول نہ کرتے ہو کہ مسلمان تھوڑے ہیں اور دشمن ان کے بہت ہیں پس قسم ہے خدا کی کہ عنقریب تنہا عورت قادسیہ سے سفر کرکے مکہ کی زیارت کو آئے گی۔ اور راستہ میں اس کو کسی کا خوف نہ ہوگا۔ اور شاید تم اس وجہ سے تامل کرتے ہوگے کہ مسلمانوں کے پاس ملک اور سلطنت نہیں ہے پس قسم ہے خدا کی تم عنقریب سن لوگے کہ مسلمانوں نے بابل کے سفید محل فتح کرلئے۔ عدی بن حاتم کہتے ہیں پھر میں مسلمان ہوگیا اور عدی کہتے تھے دو باتیں میں نے حضور کے فرمانے کے مطابق دیکھ لیں یعنے قادسیہ سے مسافر عورت کو تنہا کعبہ کی زیارت کے واسطے بیخوف وخطر آتے ہوئے دیکھا اور بابل کے محل بھی مسلمانوں نے فتح کرلئے اب فقط تیسری بات یعنے مال کی کثرت کے دیکھنے کا منتظر ہوں کہ یہ کب ظہور پذیر ہوگی ÷

فروہ بن مسیک مرادی کا خدمت عالی میں حاضر ہونا

ابن اسحاق کہتے ہیں فروہ بن مسیک مرادی شاہان بنی کندہ سے جدا ہوکر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے ظہور اسلام سے پہلے قبیلہ مراد اور قبیلہ ہمدان میں جنگ ہوئی تھی اور اس جنگ میں بنی ہمدان نے بنی مراد کو بہت قتل و غارت کیا تھا اور اس جنگ کے دن کا نام یوم الردم مشہور ہے اور اس جنگ میں بنی ہمدان کا سردار اجدع بن مالک تھا اور ابن ہشام کہتے ہیں کہ مالک بن حریم ہمدانی سردار تھا۔ الغرض جب فروہ بن مسیک حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نے فرمایا اے فروہ تمہاری قوم بنی مراد کو جو صدمہ یوم الردم کی جنگ میں پہنچا تم کو بھی اس سے کچھ رنج ہوا یا نہیں۔ فروہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ایسا کون شخص ہوگا۔ کہ جس کی قوم کو ایسا صدمہ پہونچے جو میری قوم کو پہنچا اور پھر اسے رنج نہ ہو حضور نے فرمایا مگر اس صدمہ نے تمہاری قوم کو اسلام کے اندر خیر و خوبی میں زیادہ کیا ÷

پھر حضور نے فروہ بن مسیک کو بنی مراد اور بنی زبید اور قبیلہ مذحج کا حاکم بنا کر روانہ کیا اور خالد بن سعید بن عاص کو بھی انکے ساتھ زکوٰۃ وصول کرنے کے واسطے بھیجا۔ چنانچہ خالد حضور کی وفات تک وہیں رہے ÷

بنی زبید کیساتھ عمرو بن معدی کرب کا حاضر ہونا

بنی زبید کے چند لوگوں کے ساتھ عمرو بن معدی کرب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور چلنے سے پہلے انہوں نے قیس بن مکشوح مرادی سے کہا کہ اے قیس تم اپنی قوم کے سردار ہو ہم نے سنا ہے کہ اس میں سے ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے پس تم بھی میرے ساتھ اُن کے پاس چلو اور دیکھو

کہ وہ نبی ہیں یا نہیں اگر وہ نبی ہیں تو انکی نبوت تم پر پوشیدہ نہ رہیگی۔ اور ہم اُن کا اتباع کرینگے۔ اور اگر وہ نبی نہیں ہیں تو ان کا حال ہم کو معلوم ہوجائیگا قیس نے اِس رائے سے انکار کیا اور عمرو بن معدی کرب کو جاہل بتلایا عمرو بن معدی کرب خود بنی زبید کے ساتھ خدمت میں حاضر ہو کر اسلام سے مشرف ہوئے۔ جب یہ خبر قیس کو پہونچی تو اُس نے عمرو بن معدی کرب کو دھمکایا اور کہا کہ تم نے میری رائے کے خلاف کیوں کیا۔ عمرو بن معدی کرب نے بھی اُس کو جواب ترکی بترکی دیا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں عمرو بن معدی کرب اپنی قوم بنی زبید میں رہتا تھا جس کا حاکم حضور نے فروہ بن مسیک کو مقرر فرمایا تھا۔ پھر حضور کی وفات کے بعد عمرو بن معدی کرب مرتد ہو گیا ؀

بنی کندہ کے وفد کا حاضر ہونا

ابن اسحاق کہتے ہیں اشعث بن قیس بنی کندہ کے اسّی آدمیوں کو لیکر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان لوگوں نے ریشمی کپڑے پہن رکھے تھے جب یہ حضور کے سامنے ہوئے اور سلام کیا تو حضور نے فرمایا کیا تم لوگ مسلمان نہیں ہوئے اُنہوں نے عرض کیا ہم تو مسلمان ہیں فرمایا پھر یہ ریشمی کپڑے کیوں پہنے ہیں ؀

حضور کے یہ فرماتے ہی ان لوگوں نے اُن کپڑوں کو پھاڑ کر ڈال دیا پھر اشعث بن قیس نے حضور سے عرض کیا یارسول اللہ ہم بھی آکل المرار کی اولاد ہیں اور حضور بھی آکل المرار کی اولاد ہیں حضور نے تبسم کیا اور فرمایا یہ نسب تم عباس بن عبدالمطلب اور ربیعہ بن حرث سے بیان کرو؀

راوی کہتا ہے اس کا سبب یہ تھا کہ عباس اور ربیعہ جب سفر کرتے ہوئے دور دراز ملکوں میں جاتے تھے تو جب کوئی ان سے پوچھتا کہ تم کون لوگ ہو۔ یہ اپنی عزت اور فخر ظاہر کرنے کے واسطے کہتے تھے۔ ہم آکل المرار کی اولاد ہیں کیونکہ آکل المرار بنی کندہ کے بادشاہ کا نام تھا؀

حضور نے اشعث بن قیس کے جواب میں فرمایا کہ ہم نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں ہم کو اپنے باپ کا نسب بیان کرنا چاہیئے۔ تم کو اپنے باپ کا؀

پھر اشعث بن قیس نے کہا اے گروہ کندہ کیا تم ابھی فارغ ہوئے یا نہیں قسم ہے خدا کی اب جس شخص کو میں سنونگا کہ وہ دوسرے کے نسب میں اپنے تئیں داخل کرتا ہے اسکو میں اسّی کوڑے مارونگا؀

ابن ہشام کہتے ہیں اشعث بن قیس کی ماں آکل المرار کی اولاد سے تھی اور آکل المرار حرث بن عمرو بن حجر بن عمرو بن معاویہ بن حرث بن معاویہ بن ثور بن مرتع بن معاویہ کندی کا لقب ہے۔ اور اس لقب کی وجہ یہ ہوئی کہ حرث بن عمرو کہیں گیا ہوا تھا اسکے پیچھے عمرو بن ہبولہ غسانی نے اسکی قوم پر حملہ کیا اور ان کو لوٹ کر اسکی بیوی اُم اناس بنت عوف کو بھی اپنے ساتھ لے گیا۔ اُم اناس حرث کی بیوی نے راستہ میں عمرو بن ہبولہ سے کہا میں دیکھتی ہوں کہ ایک شخص سیاہ رنگ پیر اس کے ایسے جیسے اونٹ کے مرار کا کھانے والا اُن کر تیری گردن پکڑیگا یہ تعریف اس عورت نے اپنے خاوند حرث کی بیان کی تھی۔ اُس دن سے حرث کا لقب آکل المرار

ہو گیا اور حرث نے بنی بکر بن وائل میں جا کر عمرو بن سیولہ کو قتل کیا اور اپنی بیوی کو چھڑا لایا جو عمرو سے اُس وقت تک محفوظ رہی تھی۔ یہ قصہ بہت طویل ہے میں نے بہت مختصر بیان کیا ہے ۔

اور بعض کہتے ہیں آکل المرار حجر بن عمرو بن معاویہ کا لقب ہے اور اسی کا یہ واقعہ ہے جو اُوپر بیان ہوا۔ اور یہ لقب اُس کا اس سبب سے ہوا تھا کہ کسی جنگ میں اُس نے اور اُس کے لشکر نے مرار کھایا تھا اور مرار ایک درخت کا نام ہے ۔

صرد بن عبد اللہ ازدی کا حضور کی خدمت میں حاضر ہونا

ابن اسحاق کہتے ہیں صرد بن عبد اللہ ازدی نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا اور ان کا اسلام بہت اچھا ہوا۔ قبیلہ ازد کے اور لوگ بھی ان کے ساتھ آئے تھے اور اسلام سے مشرف ہوئے تھے حضور نے ان کو ان کی قوم کے مسلمانوں پر امیر بنایا اور حکم دیا کہ جو مشرک تم سے قریب ہوں اُن پر جہاد کرو یعنی قبائل یمن وغیرہ پر۔ چنانچہ صرد بن عبد اللہ حضور کے فرمان کے مطابق مسلمانوں کا لشکر لیکر شہر جرش پر حملہ آور ہوئے اس شہر کی فصیل بہت مضبوط تھی اور لشکر اسلام کی آمد کی خبر سنکر قبیلہ خثعم کے لوگ اس میں داخل ہو کر قلعہ بند ہو گئے تھے صرد بن عبد اللہ نے ایک ماہ کے قریب اس کا محاصرہ کیا اور جب محاصرہ سے کچھ کار برآری نہ دیکھی ناچار تنگ ہو کر واپس ہوئے جب یہ ایک پہاڑ کے پاس پہونچے جس کا نام شکر تھا جرش کے رہنے والوں نے خیال کیا کہ صرد بن عبد اللہ ہمارے مقابلہ کی تاب نہ لاکر بھاگا ہے ہم اس کا تعاقب کر کے اُسکو قتل کریں چنانچہ شکر پہاڑ کے نیچے دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا۔ اور مسلمانوں نے بہت سے مشرکین کو قتل کیا۔ اور اس واقعہ سے پہلے اہل جرش نے دو آدمیوں کو حضور کی خدمت میں روانہ کیا تھا اور ان کے آنے کے منتظر تھے پس ایک روز یہ دونوں شخص نماز عصر کے بعد حضور کی خدمت میں حاضر تھے کہ حضور نے فرمایا شکر کس شہر میں ہے جرش کے ان دونوں آدمیوں نے عرض کیا۔ کہ حضور ہمارے شہر میں ایک پہاڑ کشر نام ہے اور جرش کے لوگ اس کو کشر ہی کہتے ہیں حضور نے فرمایا نہیں اُس کا نام کشر نہیں ہے بلکہ اُس کا نام شکر ہے۔ ان دونوں نے عرض کیا پھر حضور اُس پہاڑ کا کیا حال ہے۔ فرمایا اُسکے پاس اس وقت خدا کے اُونٹ ذبح ہو رہے ہیں۔ یہ دونوں اس بات کو سُنکر بیٹھ گئے۔ حضرت ابوبکر یا عثمان نے ان سے کہا کہ یہ حضور نے تمہاری قوم کی ہلاکت کی خبر دی ہے تم حضور سے دُعا کراؤ کہ یہ ہلاکت تمہاری قوم پر سے دفع ہو یہ دونوں کھڑے ہوئے اور حضور سے عرض کیا حضور نے دعا کی کہ اے خدا اس ہلاکت کو ان پر سے اُٹھا لے۔ راوی کہتا ہے پھر یہ دونوں شخص حضور سے رخصت ہو کر اپنی قوم کے پاس پہونچے۔ اور ان کو معلوم ہوا۔ کہ اسی وقت اور اسی دن صرد بن عبد اللہ نے انکی قوم کو قتل کیا تھا جس وقت حضور نے مدینہ میں اسکی خبر ان کے سامنے بیان کی تھی۔ پھر اہل جرش کا ایک گروہ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام سے مشرف ہوا اور حضور نے ان کے واسطے ان کے شہر کے گرداگرد ایک چراگاہ حدود معلومہ کے ساتھ مقرر کر دی اور دوسرے لوگوں کے واسطے اُس میں جانور چرانے سے ممانعت فرمائی ۔

شاہانِ حمیر کے ایلچی کا نامہ لیکر حاضر ہونا

جب حضور تبوک سے واپس تشریف لائے ہیں اُسی وقت شاہانِ حمیر کا ایلچی حاضر ہوا۔ اور حرث بن عبد کلال اور نعیم بن عبد کلال اور نعمان ذورعین اور معافر اور ہمدان کے نامہ خدمت میں پیش کئے اور زرعہ ذویزن مالک بن مرہ رہاوی کا نامہ بھی گذرا جس میں انہوں نے اپنے اسلام قبول کرنے اور شرک اور اہلِ شرک سے جدائی اختیار کرنے کا حال مرقوم کیا تھا حضور نے اِن سب کے جواب میں یہ نامہ لکھا:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد رسُولِ خدا نبی کی طرف سے حرث بن عبد کلال اور نعیم بن عبد کلال اور نعمان ذورعین اور معافر اور ہمدان وغیرہ شاہانِ حمیر کو معلوم ہو کہ میں اُس خدا کی حمد و ثنا کرتا ہوں۔ جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے پھر اس کے بعد تم کو معلوم ہو کہ تمہارا ایلچی ہمارے پاس اُس وقت پہونچا جب ہم رومیوں کے جنگ سے واپس آئے اور مدینہ میں ہماری تمہارے ایلچی سے ملاقات ہوئی اور تمہارے ناموں کو ہم نے ملاحظہ کیا اور تمہارے اسلام قبول کرنے اور مشرکین کو قتل کرنے کی خبر معلوم ہوئی بیشک خدا نے اپنی ہدایت تمہارے شاملِ حال فرمائی۔ اب تم کو لازم ہے کہ نیک کام اختیار کرو۔ اور خدا اور رسول کی اطاعت میں سرگرم رہو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور جو مالِ غنیمت تمکو حاصل ہو اُس میں سے پانچواں حصہ خدا و رسول کا نکالو اور نہری اور بارانی زمینوں میں سے عُشر اور چاہی میں سے نصف عشر ادا کرو۔ اور چالیس اونٹوں میں سے ایک بنت لبون اور تیس میں سے ایک ابن لبون اور پھر ہر پانچ اونٹوں میں سے ایک بکری زکاۃ کی دیا کرو۔ اور چالیس گایوں میں سے ایک گائے اور تیس گایوں میں سے ایک جذعہ ادا کرو۔ اور چالیس بکریوں میں سے ایک بکری دا کرو بشرطیکہ یہ سب جانور جنگل میں چرتے ہوں یہ خدا کا فریضہ ہے جو اُس نے مسلمانوں پر قائم کیا ہے اور جو اس سے زیادہ دیگا وہ اُس کے واسطے بہتر ہے اور جو فقط اسی کو ادا کریگا۔ اور اسلام پر قائم رہ کر مسلمانوں کی مشرکوں کے مقابلہ میں مدد کریگا۔ اُس کے واسطے وہی منافع ہیں جو مومنوں کے واسطے ہیں اور وہی سزائیں ہیں جو اُن کے واسطے ہیں اور خدا اور رسول کی اسکے واسطے ذمہ داری ہے اور جو یہودی یا نصرانی مسلمان ہوگا اُس پر بھی وہی احکام جاری ہونگے جو مسلمانوں پر جاری ہوتے ہیں۔ اور جو یہودی یا نصرانی اپنے مذہب پر قائم رہے اُس پر جزیہ ہے ہر بالغ مرد و عورت خدا آزاد و غلام پر ایک دینار پورا یا اُس کی قیمت کے کپڑے یا اور کوئی چیز پس جو یہ جزیہ رسُولِ خدا کی خدمت میں ادا کریگا اُسکے واسطے خدا اور رسول کا ذمہ ہے اور جو نہ دے گا وہ خدا اور رسول کا دشمن ہے۔

اور زرعہ ذویزن کو معلوم ہو کہ محمدؐ رسُولِ خدا کے بھیجے ہوئے لوگ جب تمہارے پاس پہنچیں۔ پس تم اُن کے ساتھ اچھا سلوک کرنا یہ لوگ معاذ بن جبل اور عبداللہ بن زید اور مالک بن عبادہ اور عقبہ بن نمر اور مالک بن مرہ اور ان کے ساتھی ہیں۔ اور امیر ان سب کے معاذ بن جبل ہیں۔ جب یہ لوگ تمہارے پاس پہونچیں تم زکاۃ اور جزیہ اپنے مخالفین سے وصول کر کے اِن لوگوں کے ہاتھ

میرے پاس روانہ کرنا۔ اور ان لوگوں کو اپنے سے راضی رکھنا اور مالک بن مرہ رہاوی کو معلوم ہو کہ مجھ کو خبر پہونچی ہے کہ تم قوم حمیر میں سب سے پہلے مسلمان ہوئے اور مشرکین کو تم نے قتل کیا ہے۔ پس تم کو خیر وخوبی کی بشارت ہو اور تمہاری قوم حمیر کے تعلق بھی میں تم کو بھلائی کرنے کا حکم کرتا ہوں۔ اور تم آپس میں ایک دوسرے کی خیانت اور ترک مدد نہ کرنا اور رسول خدا تمہارے غنی اور فقیر سب کے مولیٰ ہیں۔ اور یہ جان لو کہ زکاۃ محمدؐ اور اہل بیت محمدؐ کے واسطے حلال نہیں ہے یہ غریب مسلمانوں اور مسافروں کا حق ہے۔ اور میں نے یہ لوگ نہایت نیک اور دیندار اور اہل علم تمہارے پاس روانہ کئے ہیں تم ان کے ساتھ بھلائی اور نیکی کرنا والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب حضور نے معاذ بن جبل کو یمن کیطرف رخصت کیا ہے تو وصیت فرمائی تھی کہ لوگوں کے ساتھ نرمی کرنا سختی نہ کرنا اور بشارت دینا متنفر نہ کرنا۔ اور تم ایسے اہل کتاب کے پاس جاؤ گے جو تم سے پوچھینگے کہ جنت کی کنجی کیا ہے تم جواب دینا کہ جنت کی کنجی لا الہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی گواہی ہے۔

راوی کہتا ہے جب معاذ یمن میں پہنچے تو جسطرح حضور نے ان کو حکم فرمایا تھا اسی طرح کاربند رہے۔ ایک روز ایک عورت نے ان سے کہا اے رسول خدا کے صحابی یہ تو بتاؤ کہ عورت کے خاوند کا عورت پر کیا حق ہے۔ معاذ نے کہا خاوند کا اسقدر حق ہے کہ عورت اسکو ادا نہیں کر سکتی ہے۔ پس جہاں تک تجھ سے ہو سکے اُسکے حق کے ادا کرنے میں کوشش کر۔ عورت نے کہا اگر تم رسول خدا کے صحابی ہوتے تو تم کو ضرور خبر ہوتی۔ کہ خاوند کا عورت پر کیا حق ہے۔ معاذ نے کہا تجھ کو خرابی ہو اگر تیرے خاوند کی ناک کے نکساروں سے پیپ اور خون جاری ہو اور تو اُسکو اپنے مونھ سے چوس کر صاف کرے تب بھی تجھ سے اس کا حق ادا نہ ہو۔

فروہ بن عمرو جذامی کے اسلام اور شہادت کا واقعہ

ابن اسحاق کہتے ہیں فروہ بن عمرو جذامی بادشاہ روم وشام کی طرف سے زمین معان میں اُن اہل عرب کے حاکم تھے جو رومیوں کی رعایا میں شمار کئے جاتے تھے اب فروہ بن عمرو نے اپنا ایلچی حضور کی خدمت میں اپنے اسلام قبول کرنے کی خوشخبری پہونچانے کے واسطے بھیجا اور ایک سفید خچر بھی تحفہ بھیجی جب روم کے بادشاہ کو فروہ کے اسلام کی خبر ہوئی۔ اُس نے ان کو طلب کر کے قید کیا اور پھر ملک فلسطین میں ایک چشمہ کے کنارہ پر جس کا نام عفری تھا فروہ بن عمرو بن نافرہ جذامی ثم النفاثی کو شہید کر کے سولی پر لٹکا دیا۔

خالد بن ولید کے ہاتھ پر بنی حرث بن کعب کا اسلام قبول کرنا

پھر حضور نے ماہ ربیع الآخر یا جمادی الاولیٰ سنہ میں خالد بن ولید کو بنی حرث کی طرف مقام نجران میں

روانہ کیا اور حکم دیا کہ لڑنے سے پہلے تین بار اُن کو دعوت اسلام کرنا اگر وہ قبول کریں تو بہتر ہے ورنہ پھر جنگ کرنا۔ چنانچہ خالد نے ایسا ہی کیا اور یہ سب لوگ مسلمان ہو گئے۔ خالد نے ان کو دین کی تعلیم کرنی شروع کی اور قرآن شریف سکھانے لگے اور یہی حضور نے خالد کو حکم دیا تھا اور خالد بن ولید نے اس مضمون کا عریضہ حضور کی خدمت میں روانہ کیا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حضرت محمد نبی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خالد بن ولید کی طرف سے اسلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ میں اس خدا کی حمد کرتا ہوں جسکے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اما بعد یا رسول اللہ صلے اللہ علیک حضور نے مجھ کو بنی حرث بن کعب کی طرف روانہ فرمایا تھا اور حکم دیا تھا میں تین روز تک انکو دعوت اسلام کردوں پھر اگر وہ اسلام قبول کریں تو میں اُن میں رہ کر اُن کو احکام اسلام اور قرآن تعلیم کروں اور سنت رسول اُن کو سکھاؤں اور اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو میں اُن سے جنگ کروں۔ پس میں ان کے پاس آیا اور حسب الحکم حضور کے تین روز تک ان کو دعوت اسلام کی اور سواروں کو انکے پاس بھیجا کہ اے بنی حرث اسلام قبول کرلو۔ سلامت رہوگے۔ پس ان لوگوں نے اسلام قبول کیا اور جنگ سے باز رہے۔ اب میں ان میں مقیم ہوں اور دین کے اوامر و نواہی اور احکامات ان کو بتلا رہا ہوں آئندہ جو حکم حضور کی جناب سے صادر ہوگا اُسکے موافق عمل کرونگا۔ والسلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

حضور نے خالد کو یہ جواب روانہ فرمایا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ محمد نبی رسول خدا کی طرف سے خالد بن ولید کو معلوم ہو سلام علیک میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اما بعد تمہارا نامہ مع قاصد کے ہمارے پاس پہنچا۔ اور معلوم ہوا کہ بنی حرث بن کعب نے اسلام قبول کرلیا اور جنگ سے پہلے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دی اور یہ خدا کی ہدایت ہے جو اس نے ان کے شامل حال فرمائی۔ پس تم ان کو ثواب الٰہی کی خوشخبری پہونچاؤ اور عذاب الٰہی سے خوف دلاؤ اور خود انکے چند لوگوں کو اپنے ساتھ لیکر ہماری خدمت میں حاضر ہو۔ والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

پس خالد اس فرمان کو دیکھ کر بنی حرث کے ان لوگوں کو ساتھ لیکر خدمت عالی میں حاضر ہوئے۔ قیس بن حصین ذی الغصہ اور یزید بن عبد المدان اور یزید بن المحجل اور عبد اللہ بن قراد زیادی اور شداد بن عبد اللہ قنانی اور عمرو بن عبد اللہ ضبابی جب یہ لوگ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور نے ان کو دیکھ کر فرمایا یہ کون لوگ ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ ہندی ہیں عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ یہ لوگ بنی حرث بن کعب ہیں۔ ان لوگوں نے حضور کو سلام کیا اور کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ خدا کے رسول ہیں اور خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے حضور نے فرمایا میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک میں اس کا رسول ہوں پھر حضور نے فرمایا کہ تم وہی لوگ ہو کہ جب کسی اپنے دشمن سے لڑتے ہو تو اُسکو بھگا دیتے ہو یہ لوگ خاموش ہو رہے حضور نے پھر یہی فرمایا پھر بھی یہ خاموش رہے یہانتک کہ حضور نے چوتھی مرتبہ فرمایا کہ تم وہی لوگ ہو کہ جب کسی سے لڑتے ہو تو اُسکو بھگا دیتے ہو۔ اسوقت یزید بن عبد المدان نے عرض کیا کہ حضور ہاں ہم وہی لوگ ہیں کہ جب کسی سے لڑتے ہیں اس کو بھگا دیتے ہیں اور چار دفعہ اس نے بھی یہی کہا حضور نے فرمایا اگر خالد مجھ

کو یہ نہ لکھتے کہ تم لوگوں نے اسلام قبول کر لیا ہے تو میں تمہارے سروں کو تمہارے پیروں کے نیچے ڈلوا دیتا۔
یزید بن عبد المدان نے عرض کیا کہ ہم آپ کے یا خالد کے شکر گذار نہیں ہیں۔ حضور نے فرمایا پھر کس کے شکر گذار
ہو۔ عرض کیا ہم خدا کے شکر گذار ہیں جس نے ہم کو آپ کے ساتھ یا رسول اللہ ہدایت کی۔ حضور نے فرمایا تم سچ کہتے
ہو پھر فرمایا یہ تو بتاؤ کہ تم لوگ کس سبب سے زمانہ جاہلیت میں اپنے مخالفوں پر غالب ہوتے تھے انہوں نے
عرض کیا حضور ہم تو کسی پر غالب نہیں ہوتے تھے فرمایا نہیں تم غالب ہوتے تھے۔ تب انہوں نے عرض
کیا کہ حضور ہم اکٹھے ہو کر دشمن سے لڑتے تھے اور کسی پر ظلم میں پیش دستی نہ کرتے تھے حضور نے فرمایا تم نے سچ
کہا اور پھر حضور نے بنی حرث کا قیس بن حصین کو امیر مقرر کیا اور شوال کے آخر یا ذیقعد کے شروع
میں ان لوگوں کو رخصت فرمایا۔ اور ان لوگوں کے اپنی قوم میں پہنچنے کے چار مہینہ بعد حضور نے انتقال فرمایا۔
اور حضور نے ان کے روانہ ہونے کے بعد عمرو بن حزم صحابی کو ان کے پاس روانہ فرمایا تھا تاکہ ان کو قرآن اور احکام
اسلام کی تعلیم دیں اور زکاۃ وصول کر کے حضور کی خدمت میں روانہ کریں۔ اور ایک وصیت نامہ مشتمل بر نصائح
و احکامات لکھ کر ان کو دیا تھا جس کا مضمون یہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ بیان ہے خدا اور اس کے رسول کی طرف
سے اے ایمان والو اپنے عہدوں کو پورا کرو یہ عہد نامہ ہے محمد نبی رسول خدا کی طرف سے عمرو بن حزم کے
واسطے جبکہ اس کو یمن کی طرف روانہ کیا ہر کام میں اس کو خدا کا تقویٰ اور خوف لازم ہے پس بے شک خدا
ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ کرتے ہیں اور جو احسان کرنے والے ہیں اور میں اسکو یہ حکم دیتا ہوں۔ کہ
لوگوں سے اسی قدر مال وصول کرے جس کا خدا نے حکم فرمایا ہے۔ اور لوگوں کو بھلائی کی بشارت دے
اور بھلائی کا حکم کرے اور قرآن اور احکام دین کی تعلیم کرے اور اس بات سے لوگوں کو منع کرے۔ کہ
قرآن کو ناپاک حالت میں کوئی ہاتھ نہ لگا دے اور لوگوں کے نفع اور نقصان کی سب باتیں ان کو سمجھائے
اور حق بات میں ان کے ساتھ نرمی کرے اور ظلم کے وقت سختی کرے کیونکہ خدا کے نزدیک ظلم مکروہ
ہے اور خدا نے اس سے منع فرمایا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ ظالموں پر خدا کی لعنت ہے۔ اور لوگوں کو جنت کی
بشارت دے اور اس کے اعمال سکھلائے اور لوگوں کو دین کا عالم بنائے اور حج کے احکامات اور فرائض
اور سنن سے ان کو مطلع کرے حج اکبر حج ہے اور حج اصغر عمرہ ہے اور لوگوں کو منع کرے کہ کوئی ایک
کپڑے میں جو چھوٹا سا ہو نماز نہ پڑھے اور اگر بڑا ہو جو اچھی طرح سے لپٹ سکے اس میں پڑھ لے اور ستر
کھول کر بیٹھنے سے بھی لوگوں کو منع کرے اور گدی میں مردوں کو بالوں کا جوڑا باندھنے سے بھی منع کرے
اور جب آپس میں جہالت کی جنگ ہو تو قبائل کو مدد پر بلانے سے لوگوں کو منع کرے اور چاہیئے کہ خدا کی
طرف یعنے جہاد کے واسطے قبائل کو بلایا جائے نہ کہ آپس کی جنگ کے واسطے اور جو اس بات کو نہ مانے
اس سے لڑو یہاں تک کہ وہ حکم الٰہی کو مان لے اور سب توحید خدا کے مقر ہو جائیں۔ اور چاہیئے۔ کہ
لوگوں کو اچھی طرح سے وضو کرنے کا حکم کرے مونھوں کو دھوئیں اور ہاتھوں کو کہنیوں تک اور پیروں کو
ٹخنوں تک اور سروں پر مسح کریں جیسا کہ خدا نے حکم دیا ہے۔ اور نماز کو وقت پر پورے رکوع و سجود اور خشوع
کے ساتھ ادا کریں صبح کی نماز اول وقت پڑھیں اور ظہر کی نماز سورج ڈھلنے کے بعد اور عصر کی نماز جبکہ سورج

مغرب کی طرف متوجہ ہو اور مغرب کی نماز غروب کے بعد ستارہ کے نکلنے سے پہلے اور عشا کی نماز رات کے پہلے حصہ میں ادا کریں۔ اور جب جمعہ کی اذان ہو تو نماز کے واسطے تیار ہو کر آجائیں اور نماز میں جانے سے پہلے غسل کریں۔ اور لوگوں کو حکم کرو کہ مالِ غنیمت میں سے خدا کا خمس جو اس نے مسلمانوں پر مقرر کیا ہے نکالیں۔ بارانی اور نہری زمین میں سے عشر اور چاہی میں سے نصف العشر محصول وصول کریں اور دس اونٹوں کی زکاۃ دو بکریاں اور بیس کی چار بکریاں وصول کریں اور چالیس گایوں میں سے ایک گائے اور تیس میں سے ایک جذعہ نر یا مادہ وصول کریں اور چالیس بکریوں جنگل کی چرنے والیوں میں سے ایک بکری وصول کریں۔ یہ خدا کا فریضہ ہے جو زکات میں اس نے مومنوں پر مقرر کیا ہے اور جو اس سے زیادہ دیگا اسکے واسطے بہتر ہے اور جو یہودی یا نصرانی دین اسلام قبول کرے وہ ہر حکم میں مسلمانوں کی مثل ہے اور جو یہودی یا نصرانی اپنے دین پر قائم رہے پس اُن میں سے ہر بالغ مرد اور عورت اور آزاد اور غلام پر ایک پورا دینار جزیہ کا لازم ہے یا اسکی قیمت کے موافق کپڑا یا اور کوئی چیز دے پس اگر وہ اس جزیہ کو ادا کرے گا تو وہ خدا و رسول کی ذمہ داری ہے اور جو یہ جزیہ ادا نہ کریگا پس وہ خدا اور رسول اور سب مسلمانوں کا دشمن ہے صلوات اللہ علی محمد والسلام علیہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

رفاعہ بن زید جذامی کا حاضر ہونا

خیبر کی جنگ سے پہلے حدیبیہ کی صلح میں رفاعہ بن زید جذامی ثم الضبیبی حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا اور ایک غلام بھی حضور کی نذر گذرانا حضور نے ایک نامہ ان کے واسطے انکی قوم کو لکھدیا جس کا مضمون یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ نامہ محمد رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے رفاعہ بن زید کے واسطے ہے مشتمل برایں معنے کہ میں نے اِن کو انکی تمام قوم کی طرف بھیجا ہے تاکہ یہ انکو خدا اور رسول کی طرف بلائیں۔ پس جو انکی دعوت کو قبول کر کے مسلمان ہوگا وہ خدا اور رسول کے گروہ میں ہے اور جو انکار کریگا اسکو دو مہینہ کی مہلت ہے۔ پھر جب رفاعہ اپنی قوم میں پہنچے ساری قوم اِن کی مسلمان ہوگئی۔ اور سب نے مقام حرۃ الرجلاء میں اپنی بود و باش اختیار کی ۔

وفد ہمدان کی حاضری

جب حضور غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے ہمدان کا وفد خدمت میں حاضر ہوا جس میں یہ لوگ رؤسائے قوم تھے مالک بن نمط اور ابو ثور یعنے ذوالمشعار اور مالک بن ایفع۔ مالک خارفی وغیرہم اور یہ لوگ حبری چادریں اور عدنی عمامے باندھے ہوئے بڑے ادب اور جوش سے چلے تھے۔ جب حضور کے سامنے آن کر کھڑے ہوئے تو مالک بن ایفع نے عرض کی کہ حضور ہمدان خدمت عالی میں حاضر ہیں خدا کے معاملہ میں کسی کی ملامت کا فکر نہیں کرتے بڑے بہادر

ہیں خدا اور رسول کی دعوت کو انہوں نے قبول کیا ہے اور بت پرستی چھوڑ دی ہے عہد کے یہ لوگ بڑے پکے ہیں کبھی ان کا پیمان شکستہ نہیں ہو سکتا۔ پس حضور نے یہ عہدنامہ لکھ کر ان کو عنایت کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ عہدنامہ ہے محمد رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے واسطے مخلاف خارف اور اہل جناب العضب اور حقاف الرمل کے اور ذی المشعار ان کے قافلہ سالار اور مالک بن نمط کے اور جن لوگوں نے انکی قوم میں سے اسلام قبول کیا ہے اس بات پر کہ یہ لوگ جس جگہ رہتے ہیں وہاں کی زمین ان کی ہے جب تک یہ نماز کو قائم کریں اور زکاۃ دیں اس زمین کی پیداوار یہ کھائیں۔ اور اپنے جانوروں کو چرائیں ان کے واسطے اس بات پر خدا کا عہد اور اسکے رسول کا ذمہ ہے اور مہاجرین اور انصار اس عہدنامہ کے گواہ ہیں۔

دونوں کذابوں یعنی مسیلمہ حنفی اور اسود عنسی کا بیان

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور کے زمانہ میں دو شخصوں نے نبوت کا جھوٹا دعوے کیا تھا ایک مسیلمہ بن حبیب نے یمامہ میں بنی حنیفہ کے اندر اور دوسرے اسود بن کعب عنسی نے صنعاء یمن میں۔

ابو سعید خدری کہتے ہیں میں نے ایک روز حضور سے منبر پر خطبہ پڑھتے ہوئے سنا کہ آپ نے فرمایا اے لوگو! میں شب قدر کو دیکھا اور پھر میں اس کو بھول گیا اور میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن ہیں مجھ کو وہ برے معلوم ہوتے ہیں میں نے ان پر پھونک ماری وہ اڑ گئے۔ پس میں نے اسکی تعبیر یہ لی ہے کہ اس سے یہ دونوں کذاب مراد ہیں ایک یمن والا اور دوسرا یمامہ والا۔

ابو ہریرہ کہتے ہیں میں نے حضور سے سنا ہے فرماتے تھے قیامت نہ قائم ہوگی یہاں تک کہ تیس دجال پیدا ہونگے اور ہر ایک ان میں سے نبوت کا دعوے کریگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ممالک مفتوحہ اسلام میں حکام اور عمال کو روانہ فرمانا

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور نے ہر ایک شہر مفتوحہ اسلام کی طرف ایک حاکم روانہ کیا چنانچہ مہاجر بن امیہ بن مغیرہ کو شہر صنعاء یمن میں بھیجا اور اسود عنسی نے ان پر خروج کیا۔ اور زیاد بن لبید بیاضی انصاری کو شہر حضرموت کے صدقات کی تحصیل کے واسطے روانہ کیا۔ اور عدی بن حاتم طائی کو بنی طے اور بنی اسد پر حاکم بنایا۔ اور مالک بن نویرہ یربوعی کو بنی حنظلہ کی تحصیل پر بھیجا اور بنی سعد کی تحصیل کے واسطے دو شخص روانہ کئے ایک طرف زبرقان بن بدر اور دوسری طرف قیس بن عاصم۔ اور علاء بن حضرمی کو حضور بحرین پر بھیج چکے تھے۔ اور حضرت علی بن ابی طالب کو اہل نجران کی زکاۃ اور جزیہ تحصیل کرنے کے واسطے بھیجا۔

مسیلمہ کذاب کا حضور کی خدمت میں خط بھیجنا اور حضور کا جواب

مسیلمہ نے اس مضمون کا خط حضور کو بھیجا یہ نامہ ہے مسیلمہ رسول خدا کی طرف سے محمد رسول خدا کو سلام علیک

امابعد میں تمہارا نبوت میں شریک کیا گیا ہوں لہذا نصف زمین ہماری ہے اور نصف قریش کی ہے مگر قریش حد سے بڑھتے ہیں۔ یہ خط لیکر مسیلمہ کے دو قاصد حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور نے اس خط کو پڑھ کر فرمایا کہ تم دونوں کیا کہتے ہو انہوں نے کہا ہم بھی یہی کہتے ہیں جو اُس نے یعنے مسیلمہ نے کہا ہے حضور نے فرمایا اگر قاصد کے قتل کرنے کا قاعدہ ہوتا تو ضرور میں تم دونوں کو قتل کراتا پھر مسیلمہ کو یہ جواب لکھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ نامہ ہے محمد رسول خدا کی طرف سے مسیلمہ کذاب کو سلام ہے اُس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی۔ امابعد زمین خدا کی ہے جس کو وہ چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے عنایت کرتا ہے اور عاقبت پرہیز گاروں کے واسطے ہے یہ واقعہ سنہ ۱۰ھ کے آخر کا ہے ۔

حجۃ الوداع کا بیان

ابن اسحاق کہتے ہیں جب ذیقعدہ کا مہینہ آیا حضور نے حج کا ارادہ کیا اور لوگوں کو تیاری کے واسطے حکم دیا حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور نے پچیسویں ذیقعدہ کو حج کے واسطے سفر کیا اور مدینہ میں ابو دجانہ ساعدی اور بقول بعض سباع بن عرفطہ غفاری کو حاکم مقرر فرمایا ۔

حضرت عائشہ کہتی ہیں جب مقام سرف میں پہونچے تو حضور نے حکم دیا کہ جس کے پاس قربانی نہ ہو وہ عمرہ کا احرام باندھ لے اور یہیں مجھ کو ایام آگئے۔ پس حضور میرے پاس آئے اور میں رو رہی تھی۔ اور انہوں نے کہا اے عائشہ کیا ہوا۔ تم کو ایام آگئے۔ میں نے کہا ہاں فرماتی ہیں اس وقت میں یہ کہتی تھی کہ کاش میں اس سفر میں حضور کے ساتھ نہ آتی۔ حضور نے کہا ایسا نہ کہو جو حاجی کرتے ہیں وہی تم بھی کرنا فقط بیت اللہ کا طواف نہ کرنا۔ کہتی ہیں جب لوگ مکہ میں آئے تو جنہوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا سب حلال ہو گئے اور حضور کی عورتوں نے بھی عمرہ ہی کیا تھا۔ پھر جب قربانی کا دن ہوا۔ تو بہت سا گائیں کا گوشت میرے گھر میں آیا میں نے دریافت کیا یہ کیسا ہے ۔ لانے والے نے کہا حضور نے اپنی بیبیوں کی طرف سے گائے ذبح کی ہے پھر جب لیلۃ الحصبہ ہوئی حضور نے میرے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو میرے پاس مقام تنعیم سے عمرہ کرانے کے واسطے بھیجا۔ اس عمرہ کے بدلے میں جو مجھ سے فوت ہو گیا تھا ۔

حضرت حفصہ بنت عمر بن خطاب کہتی ہیں حضور نے اپنی عورتوں کو عمرہ کر کے حلال ہونے کا حکم دیا۔ میں نے عرض کیا حضور آپ کیوں نہیں حلال ہوتے ہیں۔ فرمایا میں قربانی اپنے ساتھ لایا ہوں۔ اسکو ذبح کر کے حلال ہونگا ۔

حضرت علی کا یمن سے آتے ہوئے حضور سے حج میں ملنا

ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت علی کو حضور نے نجران کی طرف بھیجا تھا وہاں سے واپس آتے میں حضرت علی مکہ میں آئے حضور حج کے واسطے پہلے سے آئے ہوئے تھے حضرت علی اپنی زوجہ حضرت فاطمہ کے پاس گئے۔ اُن کو دیکھا تو وہ حلال ہو گئی تھیں۔ حضرت علی نے پوچھا اے رسول خدا کی صاحبزادی تم ابھی سے حلال ہو گئیں حضرت فاطمہ نے فرمایا ہاں حضور نے ہم کو عمرہ کا حکم دیا تھا ہم عمرہ کر کے حلال ہو گئے پھر حضرت علی حضور کے پاس آئے اور جب

اپنے سفر کے حالات بیان کرنے سے فارغ ہوئے تو حضور نے فرمایا تم جا کر طواف کرو اور جیسے اور لوگ حلال ہوئے ہیں تم بھی حلال ہو جاؤ۔ حضرت علی نے عرض کیا حضور میں نے یہ نیت کی تھی کہ اے اللہ میں وہ احرام باندھتا ہوں۔ جو تیرے نبی اور تیرے بندہ اور رسول محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہے حضور نے فرمایا تمہارے پاس قربانی بھی ہے حضرت علی نے عرض کیا قربانی تو نہیں ہے۔ پس حضور نے اپنی قربانی میں ان کو شریک کیا۔ اور یہ اسی احرام کے ساتھ رہے۔ اور حضور کے ساتھ حلال ہوئے اور حضور نے ان کی اور اپنی دونوں کی طرف سے قربانی کی ؂

یزید بن رکانہ کہتے ہیں جب حضرت علی حضور سے ملنے کے واسطے مکہ میں آئے تو لشکر کو پیچھے چھوڑ آئے تھے اور ایک شخص کو اس پر حاکم مقرر کیا تھا اُس شخص نے توشہ خانہ میں سے ایک ایک کپڑا نفیس نکال کر سارے لشکر میں تقسیم کر دیا کہ اس کو اوڑھ لو۔ جب یہ لشکر اس صورت سے مکہ کے قریب پہونچا حضرت علی ملنے کے واسطے تشریف لائے اور ان کپڑوں کو دیکھ کر اُس شخص سے جسکو حاکم کیا تھا پوچھا کہ یہ کیا بات ہے اُس نے کہا میں نے یہ کپڑے اس واسطے تقسیم کئے ہیں تاکہ یہ لشکر لوگوں میں اپنی عزت ظاہر کرے حضرت علی نے فرمایا تجھ کو خرابی ہو جلد یہ کپڑے ان لوگوں سے لیکر توشہ میں حضور کے پاس پہونچنے سے پہلے داخل کر چنانچہ وہ کپڑے سارے لشکر سے لیکر داخل کئے گئے۔ لشکر کے لوگوں نے حضور سے حضرت علی کے اس برتاوے کی شکایت کی حضور نے فرمایا اے لوگو علی کی شکایت مت کرو علی خدا کے معاملہ میں بہت مضبوط ہے اُسکی شکایت کرنی لائق نہیں ہے ؂

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر حضور نے حج کیا اور لوگوں کو مناسک حج یعنے حج کے طریقے اور قاعدے بتلائے پھر حضور نے ایک طویل خطبہ پڑھا اور بہت سے احکامات اُمت کے واسطے بیان فرمائے چنانچہ حمد و ثنا کے بعد فرمایا اے لوگو میری بات غور سے سنو شاید کہ آیندہ میں تم سے اس جگہ کبھی ملاقات نہ کروں اے لوگو تمہارے خون اور تمہارے مال تمہارے آپس میں ایک کے دوسرے پر حرام ہیں۔ یہانتک کہ تم اپنے پروردگار سے جا ملو مثل تمہارے اس دن کی حرمت کے اور اس مہینہ کی حرمت کے ؂

اور بیشک تم اپنے پروردگار کی حضور میں حاضر ہوگے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کا سوال کرے گا اور میں سب باتیں تم کو بتا چکا ہوں۔ پس جس شخص کے پاس کسی کی امانت ہو وہ اس کی امانت ادا کر دے۔ اور کوئی شخص اپنے قرضدار سے بجز راس المال کے سود نہ لے کیونکہ سود خارج کر دیا گیا ہے اور خدا نے اس کا فیصلہ فرما دیا ہے اور عباس بن عبدالمطلب کا سود بھی خارج ہے اور جسقدر خون زمانہ جاہلیت کے تھے سب خارج ہیں اور سب سے پہلے جو خون زمانہ جاہلیت کا میں خارج کرتا ہوں وہ خون ابن ربیعہ بن حرث بن عبدالمطلب کا ہے جس کو بنی ہذیل نے قتل کیا تھا۔ پس یہ جاہلیت کے خون معاف کرنے میں میں ابتدا کرتا ہوں ؂

اور اے لوگو اس تمہارے ملک میں شیطان اپنی پرستش کئے جانے سے نا اُمید ہو گیا ہے یعنے ملک عرب میں کبھی اسکی پرستش نہ ہوگی مگر ہاں اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر وہ راضی ہو گیا ہے جن کو تم بڑے گناہوں میں شمار نہ کروگے۔ پس تم کو اپنے دین کی شیطان سے حفاظت لازم ہے ؂

اے لوگو نسئی کی بدعت جو کفاروں نے ایجاد کی تھی یہ کفر کی زیادتی میں شمار ہے یعنے حرام مہینوں کو حلال کے بدلہ میں حلال مہینوں کو حرام کر لینا خدا نے ہمیشہ سے بارہ مہینے رکھے ہیں جن میں سے چار

ہیں۔ تین پے درپے یعنے ذیقعدہ ذی الحج اور محرم اور ایک رجب جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان میں ہے ٭

اور اے لوگو تمہارا تمہاری عورتوں پر حق ہے اور تمہاری عورتوں کا بھی تم پر حق ہے تمہارا عورتوں پر یہ حق ہے کہ وہ کسی سے زنانہ کرائیں اور کوئی فحش بات ظاہر نہ کریں۔ پس اگر وہ ایسا کریں تو خدا نے تم کو حکم دیا ہے کہ تم اُن کو اپنے سے جُدا سلاؤ۔ اور ایسی مار مارو جو زیادہ تکلیف دہ نہ ہو۔ پھر اگر وہ اُن باتوں سے باز آجائیں۔ تو اُن کا کھانا کپڑا حسب حیثیت تمہارے ذمہ میں ہے ٭

اے لوگو عورتوں کے ساتھ بھلائی کرو وہ تمہاری مددگار ہیں اور اپنے واسطے کچھ اختیار نہیں رکھتی ہیں۔ اور تم نے ان کو خدا کی امانت کے ساتھ لیا ہے اور خدا کے کلام کے ساتھ اُن کو حلال کیا ہے۔ پس اے لوگو میرے ان احکام کو خوب سمجھو اور میں نے تم میں ایک ایسی چیز چھوڑی ہے کہ اگر اُسکو تم مضبوط پکڑے رہو گے۔ تو کبھی گمراہ نہ ہو گے کتاب اللہ اور اُسکے نبی کی سُنّت ٭

اے لوگو میری ان باتوں کو سُنو اور خوب سمجھ لو اور جان لو کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور سب مسلمان ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ پس مسلمان کے مال میں سے دوسرے مسلمان کو کوئی چیز لینی حلال نہیں ہے سوا اُس چیز کے جو وہ اپنی خوشی سے بخش دے۔ پس تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرنا پھر آپ نے فرمایا اے اللہ کیا میں نے تیرے احکامات بندوں کو پہنچا دئے۔ سب حاضرین نے عرض کیا حضور ہاں بیشک آپنے احکامات الٰہی ہم کو پہنچا دئے حضور نے فرمایا اے اللہ تو گواہ ہو جا ٭

ابن اسحاق کہتے ہیں مقام عرفات میں حضور خطبہ پڑھ رہے تھے اور ربیعہ بن امیہ بن خلف آپ کے پاس کھڑے تھے آپ اُن سے فرماتے تھے۔ کہ تم لوگوں سے کہو کہ اے لوگو رسول خدا فرماتے ہیں تم جانتے ہو کہ یہ کونسا مہینہ ہے ربیعہ لوگوں سے کہتے۔ لوگ کہتے کہ یہ مہینہ حرام ہے حضور ربیعہ سے فرماتے۔ کہ ان سے کہدو کہ بیشک خدا نے تمہارے خون اور تمہارے مال تمہارے آپس میں حرام کر دئے ہیں جبتک کہ تم اپنے رب سے ملو مثل اس مہینہ کی حُرمت کے پھر حضور ربیعہ سے فرماتے کہ لوگوں سے کہو اے لوگو! رسول خدا فرماتے ہیں تم جانتے ہو یہ کونسا شہر ہے ربیعہ لوگوں میں آواز دیتے لوگ کہتے یہ شہر بلد الحرام ہے حضور ربیعہ سے فرماتے کہ ان سے کہدو کہ خدا نے تمہارے خون اور تمہارے مال تمہارے آپس میں حرام کئے ہیں یہاں تک کہ تم اپنے رب سے ملاقات کرو مثل اس شہر کی حرمت کے پھر حضور ربیعہ سے فرماتے کہ کہدو اے لوگو رسول خدا فرماتے ہیں تم جانتے ہو کہ یہ کونسا دن ہے ربیعہ لوگوں سے کہتے لوگ جواب دیتے کہ یہ حج اکبر کا روز ہے حضور ربیعہ سے فرماتے کہ کہدو اے لوگو خدا نے تمہارے مال اور خون تمہارے آپس میں حرام کئے ہیں یہاں تک کہ تم اپنے پروردگار سے ملو مثل اس دن کی حُرمت کے ٭

عمرو بن خارجہ کہتے ہیں مجھ کو عتاب بن اُسید نے کسی ضرورت کے واسطے حضور کی خدمت میں بھیجا تھا میں جب حضور کے پاس آیا۔ آپ مقام عرفات میں سانڈنی پر سوار کھڑے تھے میں عتاب کا پیغام پہنچا کر وہیں آپ کی سانڈنی کے پاس کھڑا ہو گیا۔ اسی طرح کہ اُسکی مہار میرے سر کے اوپر تھی پس میں نے سُنا آپ فرما رہے تھے۔ اے لوگو اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اُس کا حق پہنچا دیا لہذا وارث کے واسطے وصیت

جائز نہیں ہے اور زنا کی اولاد عورت کو ملیگی اور زانی کے واسطے پتھر ہیں اور جو شخص دوسرے کے نسب میں ملیگا یا کسی کا آزاد غلام اپنے آقا کو چھوڑ کر دوسرے کی طرف اپنے تئیں منسوب کریگا اُس پر خدا کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے اور خدا اُس کا کوئی نیک کام قبول نہ فرمائیگا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب عرفات کے پہاڑ پر آپ کھڑے ہوئے تھے فرمایا یہ سارا پہاڑ موقف ہے۔ اور پھر مزدلفہ میں پہنچکر فرمایا سارا مزدلفہ موقف ہے پھر منیٰ میں قربانی کر کے فرمایا سارا منٰی قربانی کی جگہ ہے اور اسی طرح حضور نے سارے حج کے احکامات لوگوں کو بتلائے کنکریوں کا مارنا اور کعبہ کا طواف کرنا اور حج میں جو باتیں جائز ہیں اور ناجائز ہیں سب بتائیں اسی سبب سے اس حج کو حجۃ البلاغ کہتے ہیں اور حجۃ الوداع اس سبب سے کہتے ہیں کہ حضور نے پھر اس کے بعد حج نہیں کیا۔

حضور کا اسامہ بن زید کو ملک فلسطین کی طرف روانہ فرمانا

ابن اسحاق کہتے ہیں اس حج سے واپس آن کر حضور ذی الحج کا باقی مہینہ اور محرم اور صفر مدینہ میں رہے پھر آپ نے مسلمانوں کا ایک لشکر جمع کر کے اُسامہ بن زید کو اُس کا سردار کیا اور فلسطین کے ملک سے شہر بلقار کی طرف متوجہ ہونے کا حکم دیا۔ اس لشکر میں مہاجرین اولین کثرت سے تھے۔

حضور کے ایلچیوں کا مختلف بادشاہوں کے پاس جانا

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور نے اپنے صحابہ کو نامے دے کر مختلف بادشاہوں کے پاس روانہ کیا تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ کو معتبر روایت پہونچی ہے کہ حدیبیہ کے سفر سے واپس آن کر ایک روز حضور نے صحابہ سے فرمایا ہے کہ اے لوگو اللہ تعالیٰ نے مجھ کو تمام عالم کے واسطے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ پس تم میرے اوپر ایسا اختلاف نہ کرنا جیسا حواریوں نے عیسیٰ بن مریم پر اختلاف کیا۔ صحابہ نے عرض کیا حضور حواریوں نے عیسیٰ علیہ السلام پر کیا اختلاف کیا تھا فرمایا عیسیٰ علیہ السلام نے اُن کو اُسی بات کی طرف بلایا تھا جس کی طرف میں تم کو بلاتا ہوں یعنے بادشاہوں کی طرف ایلچی بنا کر بھیجنے کے واسطے پس جن لوگوں کو عیسیٰ علیہ السلام نے قریب کے ملکوں میں بھیجا تھا۔ وہ تو خوشی خوشی چلے گئے۔ اور جن کو دور دراز ملکوں میں بھیجا تھا وہ سست ہو گئے۔ اور وہاں جانا ان کو ناگوار گذرا۔ عیسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں کی خدا سے شکایت کی خداوند تعالیٰ نے ان کی زبانیں اس ملک کی کر دیں جس کی طرف عیسیٰ علیہ السلام نے بھیجا تھا اور اُسی زبان میں یہ لوگ بولنے لگے۔

راوی کہتا ہے پھر حضور نے نامے لکھ کر اپنے اصحاب کو عنایت کئے۔ اور اُن کو بادشاہوں کے پاس روانہ کیا۔ چنانچہ وحیہ بن خلیفہ کلبی کو قیصر بادشاہ روم کے پاس اور عبداللہ بن حذافہ سہمی کو کسریٰ بادشاہ فارس کے پاس روانہ کیا۔ اور عمرو بن امیہ ضمری کو نجاشی بادشاہ حبش کی طرف اور حاطب بن ابی بلتعہ کو مقوقس بادشاہ

مصر کے پاس اور عمرو بن عاص سہمی کو جیفر اور عیاذ جلندی کے دونوں بیٹوں کی طرف بھیجا یہ دونوں قوم ازد سے عمان کے بادشاہ تھے۔ اور سلیط بن عمرو عامری کو ثمامہ بن اثال اور ہوذہ بن علی یمامہ کے بادشاہوں کے پاس بھیجا اور علا بن حضرمی کو منذر بن ساوی عبدی بادشاہ بحرین کے پاس روانہ فرمایا۔ اور شجاع بن وہب اسدی کو حرث بن ابی شمر غسانی بادشاہ سرحد شام کی طرف روانہ کیا +

ابن ہشام کہتے ہیں شجاع بن وہب کو حضور نے جبلہ بن ایہم غسانی کیطرف اور مہاجر بن امیہ مخزومی کو حرث بن عبد کلال حمیری کی طرف روانہ فرمایا +

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے یزید بن ابی حبیب مصری نے بیان کیا کہ اُن کو ایک کتاب ملی جس میں حضور کے بادشاہان روئے زمین کیطرف ایلچیوں کے روانہ فرمانے کا ذکر تھا اور جسطرح کہ اوپر لکھا گیا ہے سب اُس کتاب میں مندرج تھا۔ یزید کہتے ہیں وہ کتاب میں نے ابن شہاب زہری کو بھیج دی۔ اُنہوں نے اُس کو پڑھ کر سب حال معلوم کیا جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے +

ابن اسحاق کہتے ہیں عیسٰے علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو زمین کے مختلف ممالک میں تبلیغ اسلام کرنے کے واسطے بھیجا تھا۔ اور ان حواریوں کے ساتھ ان کے اتباع بھی تھے چنانچہ بطرس حواری کو جس کے ساتھ بولس بھی تھا ملک رومیہ اور اندرائس کی طرف روانہ کیا۔ بولس حواریوں میں سے نہیں تھا بلکہ اتباع میں سے تھا۔ اور منتا حواری کو اُس ملک میں بھیجا جہاں کے لوگ آدمیوں کو کھا لیتے ہیں اور توماس کو ملک بابل اور فیلبس کو افریقہ کے شہر قرطاجنہ اور یحنس کو افسوس کی طرف جو اصحاب کہف کا شہر ہے روانہ کیا اور یعقوبیس کو اروشلم کی طرف جو ملک ایلیاء کا ایک شہر بیت المقدس کے پاس ہے روانہ کیا۔ اور ابن ثلمائی کو ملک حجاز میں بھیجا اور یمن کو بربریں اور یہودا کو اور یہ حواریوں میں سے نہ تھا یوس کی جگہ مقرر کر دیا گیا تھا +

کل غزوات کا اجمالی بیان

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور سردار عالم صلے اللہ علیہ وسلم بہ ذات خاص ستائیس غزوات میں تشریف لے گئے ہیں جن کی تفصیل یہ ہے سب سے پہلے غزوہ ابواء پھر غزوہ بواط مقام رضوٰی کی طرف پھر غزوہ عشیرہ ... کی طرف پھر غزوہ بدر اولی کرز بن جابر کی تلاش میں پھر بدر کا وہ غزوہ جس میں خداوند تعالےٰ نے ... سرداران قریش کو قتل کرایا۔ پھر غزوہ بنی سلیم جس میں آپ مقام کدر تک تشریف لے گئے تھے۔ پھر غزوہ سویق ابوسفیان کی تلاش میں۔ پھر غزوہ غطفان جس کو ذی امر کا غزوہ بھی کہتے ہیں۔ پھر غزوہ بحران خاص حجاز میں پھر غزوہ اُحد پھر غزوہ حمراء الاسد۔ پھر غزوہ بنی نضیر۔ پھر غزوہ ذات الرقاع مقام نخل میں۔ پھر غزوہ بدر الآخرہ پھر غزوہ دومۃ الجندل۔ پھر غزوہ خندق پھر غزوہ بنی قریظہ۔ پھر غزوہ بنی لحیان ہذیل سے۔ پھر غزوہ ذی قرد۔ پھر غزوہ بنی مصطلق خزاعہ سے پھر غزوہ حدیبیہ جس میں جنگ کا قصد نہیں تھا۔ اور مشرکوں نے آپ کو عمرہ سے روک دیا تھا۔ پھر غزوہ خیبر۔ پھر عمرۃ القضاء پھر غزوہ فتح مکہ۔ پھر غزوہ حنین۔ پھر غزوہ طائف

پھر غزوہ تبوک ۔

ان سب غزووں میں سے کل نو غزوات میں جنگ ہوئی۔ بدر اور احد اور خندق اور قریظہ اور مصطلق اور خیبر اور فتح مکہ اور حنین اور طائف میں ۔

ان سب لشکروں کا اجمالی بیان جو حضور نے روانہ فرمائے

سب چھوٹے اور بڑے اڑتیس لشکر حضور نے مختلف جوانب کی طرف روانہ فرمائے جنکی تفصیل یہ ہے:۔ عبیدہ بن حرث کا لشکر ثنیہ ذی المروہ کی طرف۔ اور حضرت حمزہ کا لشکر ساحل بحر کی طرف اور بعض لوگ حضرت حمزہ کے لشکر کی روانگی عبیدہ کے لشکر سے پہلے بیان کرتے ہیں۔ پھر سعد بن ابی وقاص کا غزوہ مقام خرار میں۔ اور عبداللہ بن جحش کا غزوہ نخلہ میں اور زید بن حارثہ کا غزوہ مقام قردہ میں اور محمد بن مسلمہ کا غزوہ کعب بن اشرف یہودی سے اور مرثد بن ابی مرثد غنوی کا غزوہ رجیع میں اور منذر بن عمرو کا غزوہ بیر معونہ میں۔ اور ابو عبیدہ بن جراح کا غزوہ عراق کے راستہ میں۔ اور عمر بن خطاب کا غزوہ بنی عامر سے۔ اور حضرت علی بن ابی طالب کا غزوہ یمن میں۔ اور غالب بن عبداللہ کلبی کا غزوہ بنی ملوح سے ۔

غالب بن عبداللہ لیثی کا بنی ملوح پر جہاد کرنا

جندب بن مکیث جہنی کہتے ہیں حضور نے ایک چھوٹا لشکر غالب بن عبداللہ کلبی کی سرکردگی میں بنی ملوح کی طرف جو مقام کدید میں رہتے تھے روانہ کیا۔ اور حکم دیا کہ ان پر جہاد کرنا جندب کہتے ہیں میں اس لشکر میں تھا پس ہم لوگ روانہ ہوئے یہاں تک کہ جب ہم مقام کدید کے قریب پہونچے حرث بن مالک یعنے ابن البرصاء اللیثی ہم کو ملا۔ ہم نے اسکو گرفتار کر لیا۔ اس نے کہا میں تو اسلام قبول کرنے حضور کی خدمت میں جاتا تھا۔ تم نے ناحق مجھ کو گرفتار کیا ہم نے کہا اگر تم مسلمان ہو اور حضور کے پاس جاتے ہو پس تم کو ایک رات ہمارے پاس رہنے سے کچھ نقصان نہ پہونچیگا۔ اور پھر ہم نے اسکی مشکیں باندھ کر ایک سپاہی کے حوالہ کیا اور اس کو تاکید کردی کہ اگر اسکی کوئی خلاف حرکت دیکھو تو فوراً اس کا سر اتار لینا۔ پھر روانہ ہو کر ہم غروب آفتاب کے وقت مقام کدید میں پہونچے۔ پس ہم جنگل کے ایک کنارہ میں اترے ہوئے تھے ۔

جندب کہتے ہیں میرے ساتھیوں نے مجھ کو لشکر کی نگہداشت اور دشمن کی خبر کے واسطے بھیجا۔ میں ایک بلند ٹیلہ پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔ کیونکہ اس ٹیلہ پر سے بنی ملوح کے تمام مکانات خوب نظر آتے تھے۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص اپنے مکان سے باہر نکلا اور اپنی بیوی سے اس نے کہا مجھ کو سامنے ٹیلہ پر کچھ سیاہی نظر آتی ہے پہلے کسی وقت میں نے نہیں دیکھی تھی تو اپنے برتنوں کو دیکھ کوئی چیز گم تو نہیں ہوئی ہے۔ اس نے سب چیزوں کو دیکھا اور کہا نہیں کوئی چیز گم نہیں ہوئی ہے مرد نے کہا میری کمان اور دو تیر مجھ کو دے عورت نے اس کو دئے۔ اور اس نے ایک تیر میرے پہلو پر مارا میں نے اسکو نکال کر اپنے پاس رکھ لیا۔ اور وہاں سے حرکت نہ کی۔ پھر دوسرا تیر اس نے میرے شانہ پر مارا میں نے اسکو بھی نکال کر رکھ لیا۔ اس نے اپنی بیوی

سے کہا اگر یہ کوئی آدمی ہوتا تو ضرور حرکت کرتا میرے دو تیر اسکے لگے اور اس نے حرکت تک نہیں کی معلوم ہوتا ہے یہ کوئی چیز نہیں ہے صبح کو تو جا کر میرے تیر اٹھا لائیو۔ اور پھر یہ شخص اپنے گھر کے اندر چلا گیا۔

جندب کہتے ہیں رات کو ہم نے ان لوگوں سے کچھ نہیں کہا چین سے بے سوتے رہے جب سحر کا وقت ہوا ہم نے ان پر حملہ کیا اور خوب قتل و غارت کر کے تمام مال و اسباب اور جانوران کے لوٹ کر ہم روانہ ہوئے پھر ہمارے تعاقب میں یہ لوگ بھی جمع ہو کر آئے۔ جب یہ ہم سے قریب پہونچے تو ہمارے ان کے درمیان میں ایک جنگل تھا ہم اس کے پرلے کنارہ پر تھے اور یہ ورلے کنارہ پر پہونچے تھے۔ کہ خدا جانے کہاں سے اس جنگل میں اس زور کی پانی کی ایک رو آئی کہ وہ لوگ اس سے عبور کر کے ہم تک نہ پہونچ سکے۔ ہم کھڑے ہو کر ان کی مجبوری اور پریشانی کا تماشا دیکھنے لگے۔ پھر ہم نے انکے سب جانوروں کو اکٹھا کر کے آگے کو ہکایا۔ اور بہت جلد حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ لوگ بیچارے وہیں رو کے کنارہ پر کھڑے رہ گئے۔ اور اس غزوہ میں مسلمانوں کا شعار رات کے وقت اَمِت اَمِت تھا۔

اب پھر میں اُن لشکروں کا بیان کرتا ہوں جو حضور نے روانہ فرمائے

حضرت علی بنی عبد اللہ بن سعد اہل فدک پر جہاد کرنے تشریف لیگئے۔ اور ابو عوجا سلمی نے بنی سلیم پر جہاد کیا اور یہ اور ان کے سب ساتھی شہید ہوئے۔ اور عکاشہ بن محصن نے غمرہ پر جہاد کیا۔ اور ابو سلمہ بن عبد الاسد نے نجد کی طرف بنی اسد سے ایک چشمہ پر جس کا نام قطن تھا جنگ کی اور وہیں مسعود بن عروہ شہید ہوئے۔ اور محمد بن مسلمہ حارثی نے مقام قرطا میں ہوازن سے جنگ کی۔ اور بشیر بن سعد بن مرہ نے فدک پر جہاد کیا اور بشیر بن سعد ہی نے خیبر کی ایک جانب جہاد کیا اور زید بن حارثہ نے مقام جموم میں جو بنی سلیم کا ملک ہے جہاد کیا۔ اور زید بن حارثہ ہی نے جذام پر ملک خشین میں جہاد کیا۔

زید بن حارثہ کے جذام پر جہاد کرنیکا بیان

ابن اسحاق کہتے ہیں جذام کے چند لوگوں کا بیان ہے جو اس واقعہ کے خوب جاننے والے تھے کہ رفاعہ بن زید جذامی جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے اپنی قوم کے پاس واپس آئے۔ تو قوم کے نام حضور کا خط بھی لائے تھے جس میں حضور نے ان لوگوں کو اسلام کی دعوت کی تھی۔ پس ان لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ پھر تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا۔ کہ دحیہ بن خلیفہ کلبی ملک شام سے واپس ہوتے ہوئے اس طرف گذرے۔ اور دحیہ قیصر روم کے پاس حضور کا نامہ لیکر گئے تھے اور کچھ مال تجارت بھی ان کے پاس تھا۔ جب یہاں پہونچے۔ تو ایک وادی میں جس کا وادی شنار نام تھا کٹیرے ہنید بن عوص اور اسکے بیٹے عوص بن ہنید نے ان کا مال لوٹ لیا اور یہ لوگ بنی ضلیع میں رہتے تھے جو جذام کی ایک شاخ ہے۔ یہ خبر بنی ضبیب یعنی رفاعہ بن زید کے لوگوں کو پہنچی یہ ہنید اور اسکے بیٹے پر جا پڑے اور خوب جنگ ہوئی۔ قرہ بن اشقر ضفادی ثم الضلعی نے ایک تیر نعمان بن ابی جعال کے مارا اور حسنہ نعمان کے گھٹنے میں لگا۔ تو کہنے لگا۔ تیر کو ابن لبنیٰ کی طرف سے لے یعنی نعمان کی ماں کا نام تھا۔

اور حسان بن ملہ نے دحیہ کا صحبت یافتہ تھا اور دحیہ نے اسکو سورہ فاتحہ سکھائی تھی غرضکہ رفاعہ بن زید کے لوگوں نے دحیہ کلبی کا سارا مال ان سے لیکر دحیہ کے حوالہ کیا اور دحیہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ عرض کیا۔ اور ہنید اور اسکے بیٹے کے قتل کرنے کی درخواست کی حضور نے زید بن حارثہ کو لشکر کا سردار کر کے بنی جذام کی طرف روانہ کیا ۔

اور جذام کی شاخ غطفان اور وائل اور سلامان اور سعد بن ہذیم کے لوگ جب رفاعہ بن زید کے پاس حضور کا نامہ لائے ہیں تو یہ سب مقام حرہ رجلار میں آکر آباد ہو گئے تھے۔ اور رفاعہ بن زید کراع ربہ میں تھے زید کے لشکر کی انکو بالکل خبر نہ تھی اور بنی خبیب کے چند لوگ ان کے ساتھ تھے۔ اور باقی وادی مدان میں تھے حرہ کے مشرقی کنارہ پر جہاں چشمہ جاری ہے اور اولاج کی طرف سے زید کے لشکر نے آن کر مقام ماقبض میں حرہ کی طرف سے حملہ کیا اور ہنید اور اسکے بیٹے اور بنی احنف کے دو آدمی اور دو بنی خبیب کے قتل کر کے تمام مال و اسباب ان کا جمع کیا اور قیدی بھی گرفتار کئے جب یہ واقعہ بنی خبیب نے سنا یہ سوار ہو کر زید بن حارثہ کے لشکر کی طرف جو فیفا مدان میں پڑا ہوا تھا روانہ ہوئے تھے اور ان میں یہ لوگ سردار تھے۔

حسان بن ملہ عبید بن زید کے گھوڑے عجاجہ نام پر سوار تھا اور انیف بن ملہ اپنے باپ ملہ کے گھوڑے رغال نام پر سوار تھا اور ابو زید بن عمرو شمر نام گھوڑے پر سوار تھا پس جب یہ لوگ زید بن حارثہ کے لشکر کے قریب پہونچے ابو زید اور حسان نے انیف بن ملہ سے کہا کہ تم اگر واپس چلے جاؤ تو بہتر ہے کیونکہ ہم کو تمہاری زبان درازی سے ڈر لگتا ہے انیف بن ملہ ٹھیر گیا اور یہ دونوں آگے بڑھے تھوڑی دور گئے ہونگے جو انیف بن ملہ کے گھوڑے نے پیروں سے زمین کھودنی اور ڈگمگانا شروع کیا اور آخر ان دونوں کے پیچھے دوڑنے لگا جب ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے کہا خیر تم آئے تو ہو مگر اپنی زبان کو بند رکھنا۔ اور یہ بات ان کے آپس میں قرار پائی کہ حسان بن ملہ کے سوا کوئی گفتگو نہ کرے ۔

راوی کہتا ہے۔ ان لوگوں کے آپس میں جاہلیت کے زمانہ میں ایک کلمہ رائج تھا کہ اسکو یہی لوگ سمجھتے تھے جب کوئی کسی کو تلوار سے مارنا چاہتا تھا تو کہتا تھا بوزی۔ اب جو یہ لوگ زید کے لشکر کے سامنے آئے لشکر کے لوگ ان کے پکڑنے کو دوڑے حسان نے ان لوگوں سے کہا ہم مسلمان ہیں۔ اور اول لشکر سے جو شخص انکی طرف آیا وہ ادہم گھوڑے پر سوار تھا ان لوگوں کو یہ شخص لشکر کے اندر لیچلا۔ انیف بن ملہ نے کہا بوزی حسان نے کہا خبردار ایسی حرکت نہ کیجیو پھر جب یہ لوگ زید بن حارثہ کے پاس پہونچے حسان نے کہا ہم لوگ مسلمان ہیں زید نے کہا اگر مسلمان ہو تو سورہ فاتحہ پڑھو حسان نے سورہ فاتحہ پڑھ کر سنائی زید بن حارثہ نے اپنے لشکر میں اعلان کرا دیا کہ یہ لوگ جو آئے ہیں مسلمان ہیں۔ کوئی ان کو تکلیف نہ پہونچائے اور انکی چیزیں جو جو مسلمانوں کے پاس ہوں وہ واپس ان کو دیدو ۔

ابن اسحاق کہتے ہیں قیدیوں میں حسان بن ملہ کی بہن جوابی وبر بن عدی کی بیوی تھی وہ بھی موجود تھی زید نے حسان سے کہا کہ تم اپنی بہن کو لیجاؤ یہ سنکر ام فزار صلیبیہ نے حسان سے کہا کہ تم اپنی بہنوں کو تو لیجاتے ہو۔ اور ماؤں کو چھوڑ دیتے ہو بنی خبیب میں سے ایک شخص نے ام فزار کو جواب دیا کہ یہ لوگ بنی خبیب ہیں۔ ان کی

جادو بیانی ہمیشہ سے مشہور ہے۔ اب بھی اُسی جادو بیانی سے اِنہوں نے اپنی بہن کو چھڑا لیا۔ ایک لشکری نے یہ بات زید بن حارثہ سے بیان کی زید نے اُس عورت یعنی حسان کی بہن کو قید سے چھڑا کر حکم دیا کہ یہیں اپنے بیٹوں اور تمہارے کنبہ کی ہی بیٹھ جاؤ۔ یہاں تک کہ خدا تمہارے حق میں فیصلہ فرمائے۔ یہ لوگ زید کے لشکر سے واپس چلے آئے اور زید نے اپنے لشکر کو اُس جنگل کی طرف جدھر سے یہ لوگ آئے تھے اُترنے کی ممانعت کر دی۔

یہ لوگ شام کو اپنے گھر پہنچے اور ستو پی کر راتوں رات سوار ہو کر رفاعہ بن زید کے پاس پہنچے۔ اِن لوگوں کے نام یہ ہیں:۔ ابو زید بن عمرو اور ابو شماس بن عمرو اور سوید بن زید اور ثعلبہ بن عمرو اور بعجہ بن زید اور برذع بن زید اور مخربہ بن عدی اور انیف بن ملہ اور حسان بن ملہ۔ جب رفاعہ کے پاس یہ لوگ پہونچے ہیں تو صبح کا وقت تھا اور رفاعہ حرۃ کی پشت پر ایک کنوئیں کے پاس بیٹھے ہوئے تھے حسان نے جاتے ہی رفاعہ سے کہا۔ کہ تم تو یہاں بیٹھے ہوئے بکریوں کا دودھ دوہ رہے ہو اور بنی جذام کی عورتیں قید بھی ہو چکیں تم جو نامہ لائے تھے اُس کو اُس نے دھوکا ہی رکھا۔ رفاعہ نے اِس بات کے سنتے ہی فوراً اپنا اونٹ منگایا اور اُس پر سوار ہوئے۔ اور یہ لوگ بنی امیہ بن ضفارہ کہ جو اُس مقتول ضبیبی کا بھائی تھا جسکو زید کے لشکر نے قتل کیا تھا۔ الغرض لیکر رفاعہ کے ساتھ روانہ ہوئے اور تین دن کے بعد مدینہ میں پہونچے۔ جب مدینہ کے اندر داخل ہو گئے تو ایک شخص نے ان سے کہا کہ تم اپنے اونٹوں پر سے نیچے اُتر آؤ ورنہ اِن اونٹوں کے ہاتھ کاٹ دیئے جائینگے۔ یہ لوگ اونٹوں سے اُتر کر مسجد شریف میں داخل ہوئے حضور نے جب اِن لوگوں کو دیکھا تو ہاتھ کے اِشارہ سے فرمایا کہ آگے آ جاؤ پھر جب رفاعہ نے گفتگو شروع کی تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ یہ لوگ سحر بیان ہیں اور دو تین مرتبہ اِس شخص نے یہی کہا تب رفاعہ بن زید نے کہا خدا اِس شخص پر رحم کرے جو اِس وقت بھی ہمارے حق میں نہیں کہتا ہے مگر بھلائی کی بات۔ پھر رفاعہ نے وہ نامہ جو حضور نے اِن کو دیا تھا حضور کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ حضور کا قدیم عہد نامہ ہے جس میں اب نئی شکستگی واقع ہوئی حضور نے ایک لڑکے سے فرمایا کہ اے لڑکے اِسکو بلند آواز سے پڑھ۔ جب اُس نے پڑھا اور حضور نے سُنا رفاعہ سے واقعہ حال دریافت کیا۔ رفاعہ نے سارا قصہ زید بن حارثہ کا بیان کیا۔ حضور نے تین بار فرمایا کہ جو لوگ قتل ہو گئے۔ اُن کے بارے میں میں کیا کروں۔ رفاعہ نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور خوب واقف ہیں کہ ہم نہ حضور پر کسی حلال چیز کو حرام کرانا چاہتے ہیں نہ حرام کو حلال کرانا چاہتے ہیں۔ ابو زید بن عمرو نے عرض کیا یا رسول اللہ جو لوگ ہمارے قتل ہوئے وہ ہمارے اِس پیر کے نیچے ہیں یعنے ہم اُن کے خون کا کچھ مطالبہ نہیں کرتے جو زندہ ہیں وہ ہی ہمارے حوالہ کر دئے جائیں۔ حضور نے فرمایا ابو زید نے سچ کہا اے علی تم اِن کے ساتھ جا کر انکے سب قیدی چھڑا دو۔ اور ان کا مال بھی دلوا دو حضرت علی نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ زید بن حارثہ میرا کہا نہیں مانیں گے۔ حضور نے فرمایا تم یہ میری تلوار لیجاؤ پھر حضرت علی نے عرض کیا۔ حضور میرے پاس سواری بھی نہیں ہے۔ تب حضور نے ان کو ثعلبہ بن عمرو کے اونٹ پر جس کا نام مکحال تھا سوار کر کے روانہ کیا جب یہ لوگ مدینہ کے باہر نکلے تو دیکھا کہ زید بن حارثہ کا ایلچی انہیں لوگوں کے اونٹوں میں سے ایک اونٹ پر سوار جس کا نام شمر تھا چلا آتا ہے۔ اِن لوگوں نے اُس ایلچی کو اونٹ پر سے اُتار کر اونٹ اُس سے لے لیا۔ اُس نے کہا اے علی یہ کیا بات ہے حضرت علی نے فرمایا اِن کا مال ہے انہوں نے پہچانا

لے لیا۔ پھر یہ لوگ زید بن حارثہ کے لشکر سے مقام فیفار الفحلتین میں جا کر ملے اور سارا مال و اسباب حضرت علی نے ان قیدیوں کے ان کو دلوادیا۔ چنانچہ اگر کسی نے کسی عورت کا کپڑا اپنے کجاوہ کے پیچھے بھی باندھ لیا تھا تو اس دیک کو بھی کھلوا کر دے دیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اب پھر میں غزوات کی تفصیل کی طرف عود کرتا ہوں۔ چنانچہ زید بن حارثہ ہی ایک اور غزوہ میں عراق کی طرف گئے۔

زید بن حارثہ کا بنی فزارہ سے جنگ کرنا

یہ جہاد زید بن حارثہ نے عراق کے راستہ میں مقام وادی القریٰ پر بنی فزارہ سے کیا پہلے اس غزوہ میں زید بن حارثہ کو شکست ہوئی یہ خود بھی زخمی ہوئے اور بہت سے ساتھی ان کے مارے گئے جن میں ایک ورد بن عمرو بن مداش ہذیلی بھی تھے بنی بدر کے ایک شخص نے ان کو شہید کیا تھا اور جب زید بن حارثہ اس جنگ سے واپس ہوئے ہیں تو انہوں نے قسم کھائی تھی کہ جب تک بنی فزارہ سے بدلہ نہ لونگا غسل نہ کرونگا چنانچہ جب ان کے زخم اچھے ہوگئے تو حضور نے پھر ان کو لشکر دیکر بنی فزارہ کی طرف روانہ کیا اور وادی قریٰ میں زید نے بنی فزارہ کو خوب قتل و غارت کیا اور قیس بن مسحر یعمری نے مسعدہ بن حکمہ بن مالک بن حذیفہ بن بدر کو قتل کیا اور ام قرفہ فاطمہ بنت ربیعہ بن بدر قید ہوئی۔ یہ ایک بڑی عمر رسیدہ عورت مالک بن حذیفہ بن بدر کے پاس تھی اور ایک بیٹی بھی اس کے ساتھ تھی۔ زید بن حارثہ نے قیس بن مسحر کو ام قرفہ کے قتل کرنے کا حکم دیا انہوں نے اسکو قتل کیا پھر زید بن حارثہ ام قرفہ کی بیٹی کو لیکر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ لڑکی سلمہ بن عمرو بن اکوع کی حفاظت میں تھی کیونکہ سلمہ ہی نے اسکو گرفتار کیا جب حضور کی خدمت میں پہنچے تو سلمہ نے اس لڑکی یعنی ام قرفہ کی بیٹی کو لیکر حضور سے مانگ لیا حضور نے دے دیا سلمہ نے اسکو اپنے ماموں حزن بن ابی وہب کی نذر کر دیا۔ چنانچہ حزن سے اسکے ہاں عبدالرحمن بن حزن پیدا ہوا۔

راوی کہتا ہے کہ ام قرفہ اپنی قوم میں ایسی بلند مرتبہ سمجھی جاتی کہ لوگ تمنا کرتے تھے کہ ہم کو ام قرفہ کی سی عزت نصیب ہو۔

عبداللہ بن رواحہ کا غزوہ خیبر پر

عبداللہ بن رواحہ نے خیبر پر دو مرتبہ حملہ کیا ہے جن میں سے ایک حملہ وہ ہے جس میں یسیر بن زرام کو قتل کیا۔ اسکی تفصیل اسطرح ہے کہ یسیر بن زرام نے خیبر میں حضور کی جنگ کے واسطے لشکر جمع کرنا شروع کیا۔ حضور نے عبداللہ بن رواحہ کو چند لوگوں کے ساتھ اسکے پاس بھیجا جن میں ایک عبداللہ بن انیس بھی تھے جب یہ صحابہ یسیر بن زرام کے پاس آئے تو اس سے کہا کہ تو حضور کی مخالفت نہ کر ہمارے ساتھ چل کر مسلمان ہو جا ہم تجھ کو خیبر کی حکومت دلوا دینگے اور تیری بڑی عزت ہوگی۔ اس نے منظور کر لیا عبداللہ بن انیس نے اس کو اپنے اونٹ پر سوار کیا اور یہ چند یہودیوں کو اپنے ساتھ لیکر روانہ ہوا۔ راستہ میں اسکے دل میں بدی کا ارادہ

پیدا ہوا اور صحابہ کے ساتھ آنے سے یہ پچھتایا عبداللہ بن اُنیس اسکے ارادہ کو سمجھ گئے مگر اسنے ایک تلوار عبداللہ بن اُنیس کے سر پر ماہی دی جس سے اُسکے سر میں خفیف زخم آیا۔ پھر عبداللہ نے ایسی تلوار اسکے ماری کہ اس کا پیر کٹ کر الگ جا پڑا اور صحابہ نے اسکے ساتھی یہودیوں کو قتل کیا صرف ایک یہودی بھاگ کر بچ گیا۔ جب عبداللہ بن انیس حضور کی خدمت میں آئے تو حضور نے انکے زخم پر اپنی لب مبارک لگادی جس کی برکت سے ان کا زخم بغیر پکنے اور تکلیف دینے کے اچھا ہو گیا +

اور ایک غزوہ عبداللہ بن عتیک نے ابورافع بن ابی الحقیق کے قتل کے واسطے خیبر پر کیا +

عبداللہ بن انیس کا غزوہ خالد بن سفیان بن نبیح کے قتل کیواسطے

خالد بن سفیان مقام نخلہ یا عرنہ میں حضور کے مقابلہ کے واسطے لشکر جمع کر رہا تھا حضور نے عبداللہ بن انیس کو اس کی طرف روانہ فرمایا اور عبداللہ نے جاتے ہی اس کو قتل کیا +

عبداللہ بن انیس کہتے ہیں حضور نے مجھ کو بلا کر فرمایا کہ میں نے سنا ہے ابن سفیان بن نبیح ہذلی میرے مقابلہ کیواسطے لوگوں کو جمع کر رہا ہے اور وہ نخلہ یا عرنہ میں ہے تم جا کر اسکو قتل کرو۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ اُسکی علامات کچھ بیان فرمایئے تاکہ میں اسکو پہچان لوں۔ حضور نے فرمایا جب تم اسکو دیکھو گے تو اسکے بدن میں قشعریرہ پاؤ گے +

عبداللہ بن انیس کہتے ہیں میں اپنی تلوار لیکر چلا یہانتک کہ جب خالد کے پاس پہنچا تو عصر کا وقت تھا اور وہ اپنی عورتوں کے واسطے خیمہ درست کر رہا تھا اور جو علامت قشعریرہ کی حضور نے فرمائی تھی۔ وہ میں نے اس میں دیکھی۔ پس میں اسکی طرف متوجہ ہوا۔ اور میں نے اپنے دل میں کہا کہیں ایسا نہ ہو کہ اسکے پاس مجھے دیر لگے اور عصر کی نماز میری فوت ہو جائے پس میں اسکی طرف چلتا جاتا تھا۔ اور سر کے اشارہ سے نماز پڑھتا تھا۔ جب میں اسکے قریب پہنچا تو اس نے کہا کون ہے میں نے کہا میں ایک عرب ہوں تمہارے پاس اس خبر کو سنکر آیا ہوں کہ تم اس شخص کے واسطے لشکر جمع کر رہے ہو خالد نے کہا ہاں ہم اسی کوشش میں ہیں۔ عبداللہ کہتے ہیں میں تھوڑی دور اس کے ساتھ چلا اور جب میں قابو دیکھ لیا فوراً ایک وار ایسا کیا کہ خالد کے دو ٹکڑے کر دئے۔ اور وہاں سے روانہ ہوا۔ اس کی عورتیں اس کے گرد بیٹھکر رونے لگیں۔ میں جس وقت حضور کی خدمت میں حاضر ہوا حضور نے فرمایا کامیاب آئے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ میں اسکو قتل کر آیا حضور نے فرمایا سچ کہتے ہو اور پھر حضور مجھ کو اپنے ساتھ اپنے گھر میں لے گئے اور ایک عصا مجھ کو عنایت کیا اور فرمایا اسکو اپنے پاس رکھنا میں اسکو لیکر باہر آیا۔ لوگوں نے مجھ سے پوچھا یہ عصا کیسا ہے میں نے کہا حضور نے عنایت کیا ہے۔ اور فرمایا ہے اسکو اپنے پاس رکھنا لوگوں نے کہا تم جا کر حضور سے پوچھو کہ حضور یہ عصا کس کام کے واسطے ہے میں گیا اور میں نے عرض کیا حضور یہ عصا کس کام کا ہے فرمایا یہ قیامت کے روز میرے اور تمہارے درمیان میں نشانی ہوگا +

راوی کہتا ہے عبداللہ بن انیس ہمیشہ اس عصا کو اپنی تلوار کے ساتھ رکھتے تھے اور جب انتقال کیا ہے۔ تو وہ عصا ان کے ساتھ دفن کیا گیا۔

اب پھر ہم لشکروں کا حال بیان کرتے ہیں جنکو حضورؐ نے روانہ فرمایا

ابن اسحاق کہتے ہیں زید بن حارثہ اور جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ کو حضورؐ نے ملک شام کے شہر موتہ کی طرف روانہ فرمایا اور یہ تینوں وہاں شہید ہوئے۔

اور کعب بن عمیر غفاری کو ذات اطلاح کی طرف جو شام کا ایک شہر ہے روانہ کیا اور وہاں کعب اور ان کے سب ساتھی شہید ہوئے۔

اور عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر کو بنی عنبر کی طرف جو بنی تمیم کی ایک شاخ تھے روانہ فرمایا۔

بنی عنبر پر عیینہ بن حصن کا جہاد

حضورؐ نے عیینہ بن حصن کو لشکر دے کر بنی عنبر کی مہم پر روانہ کیا عیینہ نے جاتے ہی اس قوم کو خوب قتل و غارت کیا اور سارا مال و اسباب لوٹ لیا اور بہت سے آدمی گرفتار کر کے حضورؐ کی خدمت میں لائے۔

حضرت عائشہ نے حضورؐ سے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو اولاد اسمعیل میں سے ایک غلام آزاد کرنا ہے حضورؐ نے فرمایا آج ہی عیینہ بنی عنبر کے قیدی لیکر آئیگا۔ ان میں سے ایک قیدی ہم تم کو دیدینگے تم انکو آزاد کر دینا۔

جب عیینہ ان قیدیوں کو لیکر حضور کی خدمت میں آئے بنی تمیم کے سردار لوگ بھی ان کے پیچھے ہی ان قیدیوں کو چھڑانے کے واسطے آئے بنی تمیم کے سرداروں کے نام یہ ہیں ربیعہ بن رفیع اور سبرہ بن عمرو اور قعقاع بن معبد اور وردان بن محرز اور قیس بن عاصم اور مالک بن عمرو اور اقرع بن حابس ان سب نے حضورؐ سے گفتگو کی حضورؐ نے بعض قیدیوں کو آزاد کیا اور بعض کا فدیہ لیا۔

بنی عنبر میں سے اس جنگ میں یہ لوگ قتل ہوئے تھے عبداللہ بن وہب اور اسکے دونوں بھائی اور شداد بن فراس اور حنظلہ بن دارم۔

اور قیدیوں میں ان عورتوں میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔ اسماء بنت مالک اور کاس بنت اری اور نجوہ بنت نہد اور جمیعہ بنت قیس اور عمرہ بنت مطر۔ عدی بن جندب بنی عنبر سے تھا اور عنبر بن عمرو بن تمیم ہے۔

غالب بن عبداللہ کا غزوہ بنی مرہ پر

ابن اسحاق کہتے ہیں غالب بن عبداللہ کلبی لشکر لیکر بنی مرہ پر گئے اور اسامہ بن زید اور ایک انصاری نے مرداس بن نہیک کو جو بنی حرقہ میں سے بنی مرہ کا حلیف تھا قتل کیا۔ بنی حرقہ قبیلہ جہینہ کی ایک شاخ ہے۔

اسامہ کہتے ہیں جب ہم نے اور ایک انصاری نے مرداس کو دیکھا تو ہم نے اپنی تلواریں اس پر بلند کیں۔

اُس نے کہا اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پس اُس وقت ہم اپنا ہاتھ نہ روک سکے اور اُس کو ہم نے قتل کر دیا۔ جب ہم حضور کے پاس آئے اور یہ واقعہ آپ سے بیان کیا آپ نے فرمایا اے اُسامہ لا الٰہ الا اللہ کہنے والے کو تو نے کیوں قتل کیا۔ میں نے عرض کیا حضور اُس نے جان بچانے کی خاطر کہا تھا آپ نے فرمایا یہ تجھے کیونکر معلوم ہُوا۔ اُسامہ کہتے ہیں قسم ہے اُس ذات کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ مبعوث کیا کہ آپ نے اس قدر اس بات کو مکرر فرمایا کہ میں نے چاہا کاش میں پہلے مسلمان نہ ہوا ہوتا آج ہی ہوتا اور اس شخص کو قتل نہ کرتا۔ پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں خدا سے عہد کرتا ہوں کہ اب کبھی کسی لا الٰہ الا اللہ کے کہنے والے کو قتل نہ کرونگا حضور نے فرمایا میرے بعد بھی قتل نہ کیجیو۔ میں نے عرض کیا حضور کے بعد بھی قتل نہ کرونگا ۔

عمرو بن عاص کا غزوۂ ذات السلاسل پر جانا

عمرو بن عاص کو حضور نے بنی عذرہ کی طرف روانہ کیا تاکہ لوگوں کو ملا کر شام پر جہاد کرنے کے واسطے جمع کریں۔ اور اس کا سبب یہ تھا کہ عاص بن وائل کی ماں قبیلہ بلی سے تھی اسی سبب سے حضور نے عمرو بن عاص کو ان لوگوں کے مانوس اور مطیع کرنے کے واسطے روانہ کیا جب عمرو بن عاص جذام کے ایک چشمہ پر پہونچے جس کا نام سلسل تھا اور اسی سبب سے اس غزوہ کا نام ذات السلاسل ہوا ہے عمرو بن عاص کو دشمنوں سے خوف معلوم ہوا۔ اور حضور سے امداد طلب کی حضور نے ابو عبیدہ بن جراح اور ابو بکر اور عمر اور مہاجرین اور اولین کو ان کی امداد کے واسطے روانہ کیا اور ابو عبیدہ کو حکم دیا کہ تم اختلاف نہ کرنا۔ پس جب ابو عبیدہ عمرو بن عاص کے پاس پہونچے عمرو بن عاص نے کہا کہ میں تم سب کا سردار ہوں کیونکہ تم میری امداد کو آئے ہو۔ ابو عبیدہ نے کہا تم اپنی جگہ ہو اور میں اپنی جگہ ہوں اور ابو عبیدہ ایک نرم دل اور پاک طینت شخص تھے۔ دنیاوی باتوں کا کچھ خیال نہ کرتے تھے عمرو بن عاص سے کہنے لگے کہ اگر تم میرا کہنا نہ مانوگے تو میں تمہارا کہنا مانونگا کیونکہ حضور نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ تم دونوں اختلاف نہ کرنا پس عمرو بن عاص ہی نے لوگوں کو نماز پڑھائی ۔

رافع بن ابی رافع طائی جن کو رافع بن عمیرہ کہتے ہیں بیان کرتے ہیں۔ کہ میں ایک نصرانی شخص تھا اور میرا نام پہلے سرجس تھا اور میں اس ریگستان کے حال سے سب سے زیادہ واقف تھا جاہلیت کے زمانہ میں شتر مرغ کے انڈوں میں پانی بھر کے میں ریت میں دبا دیتا تھا اور لوگوں سے اونٹوں کو لوٹ کر میں اس ریگستان میں لا آتا تھا پھر کوئی مجھ کو یہاں تلاش نہ کر سکتا تھا اور ان انڈوں کو نکال کر میں ان میں سے پانی پیتا تھا۔ پھر جب میں مسلمان ہوا۔ تو حضور نے عمرو بن عاص کے ساتھ اس غزوہ میں مجھ کو بھی بھیجا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ کسی شخص کو دوست بنا کر اُس کی صحبت میں رہنا چاہیئے۔ پس میں ابو بکر کے پاس آیا اور ان کی صحبت میں رہنے لگا۔ ابو بکر کے پاس فدک کا ایک کمبل تھا جب ہم منزل پر اُترتے تھے تو ابو بکر اسکو بچھا لیتے تھے اور جب سوار ہو کر چلتے تھے تو اسکو اوڑھ لیتے تھے ۔

کہتے ہیں اسی سبب سے نجد کے لوگ جب ابو بکر کی خلافت میں مرتد ہوئے ہیں تو انہوں نے کہا تھا کہ ہم کمبل والے کی بیعت نہیں کرتے ۔

رافع بن عمیرہ کہتے ہیں جب واپسی میں مدینہ کے نزدیک پہونچے تو میں نے ابوبکر سے کہا کہ میں نے آپ کی صحبت میں رہنا اس واسطے اختیار کیا تھا کہ خدا مجھ کو آپ سے کچھ نفع پہنچائے پس آپ مجھ کو کچھ نصیحت فرمائیے ابوبکر نے کہا اگر تم مجھ سے اس بات کا سوال نہ بھی کرتے تب بھی میں تم کو نصیحت کرتا۔ میں تم کو یہ حکم کرتا ہوں کہ تم خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا نہ کبھی کو اس کا شریک کرنا اور نماز پڑھنا اور زکوٰۃ دینا اور رمضان کے روزے رکھنا اور کعبہ کا حج کرنا اور جنابت سے غسل کرنا اور کبھی دو مسلمانوں کا بھی سردار نہ بننا۔ میں نے کہا اے ابوبکر میں امید کرتا ہوں کہ کبھی میں خدا کے ساتھ شرک نہ کرونگا اور نماز کو بھی انشاء اللہ ترک نہ کرونگا۔ اور اگر میرے پاس مال ہوگا تو زکوٰۃ بھی دونگا اور رمضان کے روزے بھی انشاء اللہ کبھی قضا نہ کرونگا اور حج کرنے کی اگر طاقت مجھ میں ہوئی تو ضرور حج کروں گا اور جنابت سے غسل بھی کرونگا مگر یہ تو بتاؤ کہ سردار بننے سے تم نے مجھ کو کیوں منع کیا میں تو دیکھتا ہوں کہ لوگ حضور کی خدمت میں بھی اور لوگوں کے نزدیک بھی امارت اور سرداری ہی سے عزت پاتے ہیں ابوبکر نے کہا۔ اس کا سبب میں تم کو بتاتا ہوں سنو خداوند تعالیٰ نے حضور کو اس دین کے ساتھ مبعوث کیا پس حضور نے جہاد کیا۔ اور لوگ طوعاً و کرہاً اس میں داخل ہوئے پس وہ خدا کی پناہ اور اس کے عہد میں داخل ہو گئے۔ پس تجھ کو لازم ہے کہ خدا کے عہد کو شکستہ نہ کرے اور جب سردار ہوگا تو ضرور کسی پر ظلم و زیادتی کریگا اور یہ خدا کے غصہ اور ناراضگی کا باعث ہوئیگا۔

رافع بن عمیرہ کہتے ہیں پھر میں ابوبکر سے جدا ہو گیا اور جب حضور کی وفات کے بعد ابوبکر خلیفہ ہوئے تو میں ان کے پاس آیا اور میں نے کہا اے ابوبکر تم نے تو مجھ کو دو مسلمانوں پر بھی سردار بننے سے منع کیا تھا اب تم خود کیوں سردار بنے ابوبکر نے کہا ہاں میں نے تم کو منع کیا تھا اور اب بھی منع کرتا ہوں اور میں نے مجبوراً اس خدمت کو اختیار کیا ہے جبکہ مجھ کو رسول خدا کی امت کے متفرق ہونے کا اندیشہ ہوا۔

عوف بن مالک اشجعی کہتے ہیں مجھ کو اس غزوہ میں حضور نے عمرو بن عاص کے ساتھ بھیجا تھا اور میں ابوبکر اور عمر کے ساتھ تھا پس میرا ایک قوم کے پاس سے گذر ہوا جنہوں نے اونٹوں کو ذبح کر لیا تھا اور گوشت بنانا نہ جانتے تھے میں اس کام کو خوب جانتا تھا میں نے ان لوگوں سے کہا کہ اگر تم لوگ مجھ کو اس گوشت میں سے حصہ دو تو میں بنا دوں۔ انہوں نے قبول کیا اور میں نے جھٹ پٹ گوشت بنا کر ان کے حوالہ کیا انہوں نے میرا حصہ مجھ کو دیا اس کو لیکر میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور پکا کر خود بھی کھایا۔ اور ان کو بھی کھلایا۔ جب کھا چکے تو ابوبکر اور عمر نے مجھ سے پوچھا کہ اے عوف یہ گوشت تم کہاں سے لائے تھے میں نے ان سے سارا واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا تم نے یہ اچھا نہ کیا جو یہ گوشت ہم کو کھلایا اور پھر وہ اٹھ کر قے کرنے لگے۔ جب ہم اس سفر سے واپس ہوئے۔ تو سب سے پہلے میں حضور کی خدمت میں پہونچا۔ حضور اس وقت نماز پڑھ رہے تھے جب فارغ ہوئے۔ تو مجھ سے فرمایا کہ کیا عوف بن مالک ہیں۔ میں نے عرض کیا السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ میرے ماں باپ حضور پر قربان ہوں ہاں میں ہوں۔ فرمایا کیا اونٹوں والے! اور اس سے زیادہ کچھ نہ فرمایا۔

ابن ابی حدرد کا غزوہ بطن اضم میں اور عامر بن اضبط اشجعی کا قتل ہونا

ابن اسحاق کہتے ہیں یہ غزوہ فتح مکہ سے پہلے ہوا ہے۔

عبد اللہ بن ابی حدرد کہتے ہیں مجھ کو حضور نے چند مسلمانوں کے ساتھ جن میں ابو قتادہ حرث بن ربعی اور محلم بن جثامہ بن قیس بھی تھے بطن اضم کی طرف روانہ کیا جب ہم لوگ بطن اضم میں پہونچے عامر بن اضبط اشجعی اپنے چند اونٹ اور دودھ سے بھری ہوئی مشک ساتھ لئے ہوئے ہم کو ملا اور موافق طریقہ اہل اسلام کے اس نے ہم کو سلام کیا۔ ہم سب لوگ تو اس سے رک گئے۔ مگر محلم بن جثامہ نے بسبب کسی عداوت کے جو ان کے آپس میں تھی اسکو قتل کر دیا اور سارا سامان بھی اس کا لے لیا پھر جب ہم لوگ مدینہ میں آئے اور حضور سے ہم نے یہ واقعہ عرض کیا یہ آیت ہماری شان میں نازل ہوئی یاایھا الذین امنوا اذا ضربتم فی سبیل اللہ فتبینوا ولا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست مؤمنا تبتغون عرض الحیاۃ الدنیا۔ آخر آیت تک۔

راوی کہتا ہے حنین کی جنگ میں حضور ظہر کی نماز پڑھ چکے ایک درخت کے سایہ میں رونق افروز ہوئے اور اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن حضور کی خدمت میں جھگڑتے ہوئے آئے عیینہ بن حصن عامر بن ضبط کا قصاص چاہتے تھے اور یہ قبیلہ غطفان کے سردار تھے اور اقرع بن حابس محلم بن جثامہ کی طرف سے اس قصاص کو دفع کرتے تھے۔ کیونکہ یہ ان کا قریبی تھا۔

راوی کہتا ہے ہم سن رہے تھے کہ عیینہ بن حصن نے عرض کیا یا رسول اللہ جیسا اس نے میری عورتوں کو بے وارث کیا ہے میں بھی قسم ہے خدا کی جب تک اسکی عورتوں کو ایسا ہی نہ کر لوں گا اس کو نہ چھوڑوں گا۔ اور حضور یہ فرماتے تھے کہ تم پچاس اونٹ خونبہا کے اب لے لو اور پچاس ہم مدینہ میں چل کر دیدینگے عیینہ بن حصن اس سے انکار کرتے تھے۔

پھر ایک شخص بنی لیث میں سے جس کا نام مکیثر تھا کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ اسلام کے اندر میں اس مقتول کی مثال ایسی پاتا ہوں جیسے بکریوں کے ریوڑ میں سے جو بکری آگے ہو اسکو کوئی پتھر مارے تو پچھلی بکریوں کو بھی بھگا دے گا۔

حضور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے فرمایا بس تم کو خونبہا ہی ملیگا پچاس اونٹ اب لے لو اور پچاس مدینہ میں چلکر دینگے آخر عیینہ وغیرہ نے خونبہا قبول کر لیا۔

راوی کہتا ہے اس کے بعد لوگوں نے کہا کہ تمہارا اندعا علیہ کہاں ہو اسکو لاؤ حضور سے اسکے واسطے دعائے مغفرت کرائیں۔ پس ایک شخص دراز قد گندم گوں ایک حلہ پہنے ہوئے کھڑا ہوا یہ حلہ اس نے اپنے قتل کی تیاری کے واسطے پہنا تھا پھر یہ شخص حضور کے سامنے جا کر بیٹھ گیا۔ حضور نے پوچھا۔ تیرا نام کیا ہے اس نے کہا محلم بن جثامہ۔ راوی کہتا ہے ہم سب لوگ اس امید میں تھے کہ حضور اسکے واسطے دعائے مغفرت کرینگے مگر حضور نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کر کے دعا کی کہ اے خدا اسکی بخشش نہ فرما تین بار یہی۔

راوی کہتا ہے محلم حضور کی اس بددعا کو سن کر اپنی چادر سے آنسو پونچھتا ہوا اُٹھا۔

حسن بصری کہتے ہیں جب محلم حضور کے سامنے جا کر بیٹھا ہے تو حضور نے فرمایا میں نے تو اُس کو خدا پر ایمان لانے کے سبب سے امن دیا اور تو نے اُسکو قتل کر دیا پھر آپ نے اس کے واسطے بددعا فرمائی۔ چنانچہ سات روز کے بعد یہ مر گیا اور جب لوگوں نے اِسکو دفن کیا تو زمین نے اس کو باہر نکال کر ڈال دیا حسن کہتے ہیں قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں حسن کی جان ہے جتنی مرتبہ لوگوں نے اس کو دفن کیا اتنی ہی مرتبہ زمین نے باہر پھینک دیا۔ آخر مجبور ہو کر لوگوں نے اس کو ایک گڑھے میں ڈال کر اوپر سے بقدر پتھر اس پر ڈالے کہ اس کو ڈھک دیا۔ اور حضور نے فرمایا زمین اس سے زیادہ گنہگار کو اپنے اندر لے لیتی ہے مگر خدا نے اس شخص کے ساتھ تم کو آپس میں خون کرنے کی عظمت دکھلائی ہے جس کو اس نے تم پر حرام کیا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن میں گفتگو ہوئی تو اقرع بن حابس نے کہا اے قیس کے گروہ ایک مقتول کی بابت حضور فیصلہ فرماتے ہیں تم اُسکو منظور کیوں نہیں کرتے ہو کیا تم اس بات سے بے خوف و خطر ہو کہ حضور ناراض ہو کر تم پر لعنت کریں اور حضور کے لعنت کرنے سے خدا بھی تم پر لعنت کرے اور حضور کا تم پر غضب ہو اور پھر خدا کا بھی غضب ہو تم اس مقدمہ کو حضور کی رائے پر چھوڑ دو جس طرح حضور چاہیں فیصلہ فرمائیں۔ نہیں تو میں پچاس آدمی بنی تمیم کے لاتا ہوں جو قسم کھا کر اس بات کی گواہی دینگے کہ تمہارا آدمی یعنے عامر بن ضبط شرک کی حالت میں محلم کے ہاتھ سے مارا گیا ہے کبھی اُس نے نماز نہیں پڑھی پھر یہ تمہارا دعویٰ بالکل باطل ہو جائیگا تب عیینہ بن حصن نے خونبہا لینا قبول کیا۔

عبد اللہ بن ابی حدرد کا غزوہ رفاعہ بن قیس جشمی کو قتل کیواسطے

عبد اللہ بن ابی حدرد کہتے ہیں میں نے اپنی قوم میں ایک عورت سے شادی کی اور دو سو درہم اُس کے مہر کے مجھ کو دینے لازم ہوئے۔ میں حضور کی خدمت میں آیا تاکہ آپ سے ادائے مہر میں کچھ امداد طلب کروں حضور نے دریافت کیا کہ کس قدر مہر ہے میں نے عرض کیا دو سو درہم ہیں حضور نے فرمایا قسم ہے خدا کی میرے پاس نہیں ہیں۔ ورنہ میں دے دیتا۔ کہتے ہیں پھر چند ہی روز گذرے تھے کہ ایک شخص رفاعہ بن قیس بنی جشم میں سے اپنی قوم کو ایک مقام غابہ میں آن کر اُترا یہ شخص اپنی قوم میں بڑا عزت دار تھا اور بنی قیس کو حضور کی جنگ پر آمادہ کرنے آیا تھا۔ حضور نے مجھ کو اور دو مسلمانوں کو میرے ساتھ بلا کر فرمایا کہ جاؤ اس شخص کی خبر لاؤ جو غابہ میں آن کر ٹھیرا ہے اور ایک اونٹ سواری کے واسطے حضور نے ہم کو دیا اور فرمایا اس پر باری باری سے سوار ہونا۔ یہ اونٹ ایسا کمزور تھا کہ جب ہم میں سے ایک آدمی اس پر سوار ہوا تو اس سے اٹھا نہ گیا۔ بمشکل لوگوں نے پیچھے سے سہارا دے کر اس کو اٹھایا۔ ہم تینوں آدمی اپنے تیر و کمان اور کل ہتھیاروں سے مسلح ہو کر روانہ ہوئے جب ہم مقام غابہ میں پہنچے تو شام ہو گئی تھی۔ اور سورج غروب ہو رہا تھا میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم دونوں اس طرف چھپ جاؤ۔ اور میں ادھر چھپ جاتا ہوں۔ اور جب تم میری

تکبیر کی آواز سنو تو فوراً تکبیر کہتے ہوئے حملہ کرنا پھر ہم وہاں چھپے ہوئے موقع دیکھ رہے تھے اور رات کی سیاہی نے عالم پر پردہ ڈال دیا تھا کہ رفاعہ بن قیس نے اپنے لوگوں سے کہا کیا وجہ ہے کہ آج میرا چرواہا اب تک اونٹوں کو لیکر نہیں آیا معلوم ہوتا ہے کسی مصیبت میں گرفتار ہوا میں اس کی خبر لینے جاتا ہوں۔ لوگوں نے کہا آپ کیوں تکلیف کریں ہم جاتے ہیں۔ اس نے کہا نہیں میں خود ہی جاؤں گا۔ لوگوں نے کہا ہم بھی ساتھ چلتے ہیں اس نے کہا تمہاری کچھ ضرورت نہیں ہے تم یہیں رہو۔ میں تنہا ہی جاؤں گا۔ اور پھر یہ کہہ کر چرواہے کو تلاش کرنے روانہ ہوا+

عبداللہ بن ابی حدرد کہتے ہیں جب رفاعہ بن قیس میرے تیر کی زد پر آیا میں نے ایک ایسا تیر اسکے مارا کہ اسکے دل کے پار ہو گیا۔ اور وہ گرا میں نے اسکو آواز کرنے تک کی فرصت نہ دی فوراً اس کا سر کاٹ لیا اور پھر اس کے لشکر کی طرف متوجہ ہو کر حملہ کیا اور تکبیر کے ساتھ آواز بلند کی۔ میرے ساتھیوں نے بھی تکبیر کہتے ہوئے حملہ کیا۔ پس قسم ہے خدا کی وہ لشکر اپنی عورتوں اور جن چیزوں کو کہ لیجا سکا لیکر بھاگ گیا۔ اور ہم تینوں آدمی بہت سے اونٹ اور بکریاں مال غنیمت کی لیکر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور رفاعہ کا سر بھی میں نے حضور کے آگے پیش کیا حضور نے اس مال میں سے تیرہ اونٹ مجھ کو مہر ادا کرنیکے واسطے دئے۔ میں انکو لیکر اپنی بیوی کے پاس گیا+

عبدالرحمن بن عوف کا غزوہ دومۃ الجندل کی طرف

عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں۔ میں نے بصرہ کے ایک شخص کو سنا کہ وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے عمامہ کا شملہ پشت پر لٹکانے کی بابت دریافت کر رہا تھا عبداللہ بن عمر نے کہا میں تجھ سے اس کے متعلق بیان کرتا ہوں۔ ہم دس آدمی حضور کی خدمت میں حاضر تھے۔ ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی اور عبدالرحمن بن عوف اور ابن مسعود اور معاذ بن جبل اور حذیفہ بن یمان اور ابوسعید خدری اور دسواں میں تھا کہ انصار میں سے ایک جوان حضور کی خدمت میں آیا۔ اور سلام کر کے بیٹھ گیا پھر عرض کیا یا رسول اللہ مومنوں میں افضل کون شخص ہے فرمایا اچھے اخلاق والا۔ اس نے عرض کیا ہوشیار اور عقلمند کون ہے فرمایا موت کو یاد رکھنے والا اور اسکے واسطے تیاری کرنے والا اسکے آنے سے پہلے وہی ہوشیار ہے۔ وہ جوان خاموش ہو رہا پھر حضور ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے گروہ مہاجرین کے پانچ باتیں ہیں میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ وہ تم پر نازل ہوں جس قوم نے علانیہ فحش فعل کرنے شروع کئے ان میں طاعون اور ایسے درد اور بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جو ان کے باپ دادا میں کبھی نہ ہوئی ہونگی۔ اور جو لوگ کم تولنا اور کم دینا اختیار کرتے ہیں وہ قحط سالی اور سختیوں اور بادشاہ کے ظلم میں گرفتار ہوتے ہیں۔ اور جو لوگ زکوٰۃ نہیں دیتے ان پر باران رحمت نازل نہیں ہوتا۔ اگر جانور نہ ہوں تو ایک قطرہ آسمان سے ان پر نہ برسے +

اور جو لوگ خدا و رسول کے عہد کو توڑتے ہیں خدا ان پر ان کے دشمنوں کو مسلط کرتا ہے جو ان کی

سب چیزوں پر قبضہ کر لیتا ہے۔ اور جو لوگ حکم خدا کے موافق فیصلہ نہیں کرتے خدا اُن کے آپس میں ایک کو دوسرے کا دشمن بنا کر ایک کو دوسرے سے خوف زدہ رکھتا ہے۔ عبداللہ بن عمر کہتے ہیں پھر حضور نے عبدالرحمٰن بن عوف کو لشکر کی تیاری کا حکم دیا۔ پس صبح کو عبدالرحمٰن ایک سیاہ عمامہ باندھ کر حضور کی خدمت میں آئے حضور نے ان کے عمامہ کو کھول کر پھر عمامہ باندھا اور اس کا شملہ چار انگل یا اسی کے قریب قریب پشت پر چھوڑا۔ اور فرمایا اے عبدالرحمٰن اس طرح عمامہ باندھا کرو یہ بہت اچھا ہے پھر بلال کو حضور نے حکم دیا کہ نشان لے آؤ۔ بلال نشان لائے حضور نے خدا کی حمد و ثنا بیان کی پھر اپنے اوپر درود بھیجا اور عبدالرحمٰن سے فرمایا اس نشان کو لو اور اکٹھے ہو کر خدا کی راہ میں جہاد کرو۔ اور کفاروں کو قتل کرو اور خیانت اور غدر نہ کرو نہ کسی کو مثلہ کرو اور نہ بچوں اور عورتوں کو قتل کرو۔ یہ خدا کا عہد اور اسی کے نبی کا طریقہ ہے۔ عبدالرحمٰن نے نشان کو لیا اور دومۃ الجندل کی طرف روانہ ہوئے ۔

ابوعبیدہ بن جراح کا غزوہ سیف البحر کی طرف

حضور نے ایک چھوٹے لشکر پر ابوعبیدہ بن جراح کو سردار کر کے سیف البحر کی طرف روانہ کیا اور کچھ کھجوریں گزارہ کے واسطے عنایت کیں۔ چنانچہ جب وہ تھوڑی رہ گئیں تو ابوعبیدہ ان کو گن گن کر بانٹا کرتے تھے یہاں تک کہ آخر میں ایک ایک کھجور ہر شخص کو تقسیم ہوئی اور وہ بھی ایک آدمی کو نہ پہونچی پھر جب ہم لوگ بھوک سے بہت بے تاب ہوئے تو خداوند تعالیٰ نے سمندر میں سے ایک مچھلی ہم کو عنایت کی اور ہم لوگوں نے بیس روز تک اس کا گوشت خوب کھایا اور خوب اس کی چربی اپنے برتنوں میں بھر کر رکھ لی پھر ہمارے امیر لشکر نے حکم دیا کہ اس مچھلی کی ایک پسلی راستہ پر رکھو پھر ایک قوی ہیکل اونٹ پر ایک زبردست آدمی کو سوار کر کے اس کے نیچے سے گذرنے کا حکم دیا۔ پس وہ پسلی اس کے سر کو نہ لگی۔ پھر جب ہم حضور کی خدمت میں آئے تو اس مچھلی کے کھانے کا ذکر کیا حضور نے فرمایا وہ رزق خدا نے تم کو عنایت کیا تھا ۔

عمرو بن امیہ ضمری کا ابوسفیان بن حرب کے قتل کے واسطے روانہ ہونا

ابن اسحاق کہتے ہیں مکہ میں حضور کے صحابہ میں سے خبیب بن عدی اور ان کے ساتھیوں کے شہید ہونے کے بعد حضور نے عمرو بن امیہ ضمری اور جبار بن صخر انصاری کو مکہ کی طرف ابوسفیان بن حرب کے قتل کے واسطے روانہ فرمایا۔ جب یہ دونوں مکہ میں پہونچے اپنے اونٹ کو انہوں نے ایک پہاڑ کی گھاٹی میں باندھ دیا۔ اور خود رات کے وقت مکہ میں داخل ہوئے۔ جبار نے عمرو سے کہا کہ چلو کعبہ کا طواف کر کے دو رکعتیں تو پڑھیں۔ عمرو نے کہا لوگ شام کا کھانا کھا کر کعبہ میں آن بیٹھے ہیں اگر ہم گئے تو ہم کو پہچان لیں گے جبار نے کہا نہیں ایسا انشاء اللہ نہ ہو گا۔ پس ہم دونوں نے کعبہ کا طواف کیا اور نماز پڑھی پھر ہم ابوسفیان کی تلاش میں پھر رہے تھے کہ مکہ کے ایک شخص نے ہم کو دیکھ کر پہچان لیا اور کہنے لگا عمرو بن امیہ ہے معلوم ہوتا ہے تم ضرور شرارت کے واسطے آئے ہو عمرو کہتے ہیں میں نے اپنے

ساتھی سے کہا اب چلو یہاں ٹھیرنا اچھا نہیں پس ہم بھاگ کر ایک پہاڑ پر چڑھے اور لوگ ہم کو ڈھونڈھنے آئے چنانچہ جب ہم پہاڑ کے اوپر پہونچ گئے۔ قریش ہماری تلاش میں ناامید ہو گئے اور ہم نے پہاڑ کے ایک غار میں رات گذاری اور بہت سے پتھر اپنے پاس جمع کر لئے تھے جب صبح ہوئی تو میں نے دیکھا کہ میرے قریب ہی ایک شخص اپنے گھوڑے کو لئے ہوئے چلا جا رہا ہے میں نے سوچا کہ اگر یہ ہم کو دیکھ لیگا تو ضرور غل مچائیگا اور پھر ہم کو قریش پکڑ کے قتل کر دینگے اس سے یہی بہتر ہے کہ تم پہلے اس شخص کو قتل کر دو پس میں نے وہ خنجر جو ابو سفیان کے واسطے تیار کیا تھا لیکر اس شخص کے سینہ پر مارا اس نے ایک چیخ ماری جو تمام اہل مکہ نے سنی اور وہ دوڑ کر اس کے پاس آئے اس میں کچھ رمق باقی تھی پوچھنے لگے تجھ کو کس نے قتل کیا۔ اس نے کہا عمرو بن امیہ نے پھر اسی وقت یہ مر گیا اور ہمارا نشان ان کو نہ بتلا سکا۔ قریش اسکو اٹھا کر لے گئے۔ جب شام ہوئی تو میں نے اپنے ساتھی سے کہا اب چلو اور ہم مدینہ کی طرف واپس روانہ ہوئے پس ہم ان لوگوں کے پاس سے گذرے جو خبیب بن عدی کی لاش کی حفاظت کر رہے تھے۔ اور ان میں سے ایک شخص نے ہم کو جاتے دیکھ کر کہا کہ اس شخص کی چال عمرو بن امیہ کی چال سے کسی قدر مشابہ ہے اگر عمرو بن امیہ مدینہ میں نہ ہوتا تو میں کہتا کہ یہی ہے۔ کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے ایک لکڑی کھڑی کر رکھی تھی۔ میرا ساتھی جب اسکے قریب پہونچا تو اسکو اکھاڑ کر لے بھاگا اور میں بھی بھاگا اور یہ لوگ بھی ہمارے پیچھے بھاگے میرے ساتھی نے اسکو ایک پہاڑی نالہ میں ڈال دیا اور یہ لوگ اسکے نکالنے سے عاجز ہوئے پھر میں نے اپنے ساتھی سے کہا تم اونٹ پر سوار ہو کر چلے جاؤ میں ان لوگوں کو تم تک پہونچنے نہ دونگا۔ چنانچہ وہ تو مدینہ روانہ ہوئے اور میں مقام نجنان میں آن کر رات کو پہاڑ کے ایک غار میں پناہ گزین تھا میرے بعد بنی دیل میں سے ایک شخص یک چشم اس غار میں آیا اور مجھ سے پوچھنے لگا کہ تم کس قبیلہ سے ہو۔ میں نے کہا بنی بکر سے پھر میں نے اس سے پوچھا تم کس قبیلہ سے ہو۔ اس نے کہا میں بھی بنی بکر سے ہوں۔ میں نے کہا مرحبا خوب ہوا جو آپ تشریف لائے وہ شخص اس غار میں لیٹ رہا اور پھر اپنی آنکھ اٹھا کر کہنے لگا شعر

وَلَسْتُ بِمُسْلِمٍ مَا دُمْتُ حَيًّا . وَلَا دَيْنٍ بِدِيْنِ الْمُسْلِمِيْنَا

یعنے جب تک میں زندہ ہوں کبھی مسلمان نہ ہونگا اور نہ مسلمانوں کا دین اختیار کرونگا ۔

عمرو بن امیہ کہتے ہیں میں نے اس کا یہ شعر سنکر اپنے دل میں کہا کہ دیکھ اب میں تجھ کو اچھی طرح بتاتا ہوں اور جب وہ سو گیا میں نے اپنی کمان کا گوشہ اس کی تندرست آنکھ میں گھسا کر ایسا زور کیا کہ ہڈی تک جا پہنچا اور میں وہاں سے بھاگ کر جب نقیع کے میدان میں پہونچا تو دو شخص مجھ کو آتے ہوئے دکھائی دئیے وہ دونوں شخص قریش میں سے تھے اور قریش نے انکو حضور کی خبر لانے کے واسطے مدینہ بھیجا تھا وہاں سے یہ خبر لے رہے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ تم دونوں میرے ہاتھ میں گرفتار ہو جاؤ انہوں نے انکار کیا۔ میں نے ان میں سے ایک شخص کو تیر سے قتل کر کے دوسرے کو گرفتار کیا۔ اور مدینہ میں آن کر حضور کی خدمت میں پیش کیا ۔

زید بن حارثہ کے لشکر کا مدین کی طرف روانہ ہونا

حضرت فاطمہ بنت حسین بن علی رضوان اللہ علیہم اجمعین سے روایت ہے کہ حضور نے زید بن حارثہ کو لشکر دے کر مدین کی طرف روانہ کیا اور اس لشکر میں ضمیرہ حضرت علی کے آزاد غلام اور ان کے بھائی بھی تھے اس لشکر نے جا کر اہل امنیا کے بہت سے لوگوں کو گرفتار کیا اور بہت سا مال غنیمت ان کے ہاتھ آیا۔ اور یہ مقام سمندر کے کنارہ پر ہے پس لشکر کے لوگوں نے قیدیوں کو جدا جدا فروخت کرنا شروع کیا یہ قیدی روتے ہوئے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور نے حکم دیا کہ جدا جدا فروخت نہ کرو۔ یعنے ماں کو ایک کے ہاتھ فروخت کرو اور بچہ کو دوسرے کے ہاتھ۔ نہیں بلکہ ماں اور بچہ کو ایک ہی شخص کے ہاتھ فروخت کرو ۔

سالم بن عمیر کا غزوہ ابوعفک کے قتل کیواسطے

ابوعفک بنی عمرو بن عوف کی شاخ بنی عبیدہ میں سے تھا اور اس کا نفاق اُسوقت ظاہر ہوا جب حضور نے حرث بن سوید بن صامت کو قتل کرایا ہے اور اس نے حضور کی ہجو میں اشعار کہے حضور نے فرمایا ایسا کون شخص ہے جو اس خبیث کو گوشمالی دے سالم بن عمیر جو بنی عمرو بن عوف میں سے ہیں اس مہم پر روانہ ہوئے اور جا کر ابوعفک کو قتل کر کے آگئے ۔

عمیر بن عدی خطمی کا غزوہ عصما بنت مروان کے قتل کیواسطے

عصما بنت مروان بنی خطمہ میں سے ایک شخص کی جورو تھی جب اس نے ابوعفک کے قتل ہونے کا حال سنا تو یہ منافق ہوگئی اور اسلام اور مسلمانوں کی ہجو میں اشعار کہنے لگی حضور کو جب یہ خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا کون شخص ہے جو مروان کی بیٹی کو تنبیہ کرے۔ عمیر بن عدی نے حضور کا یہ فرمان سنکر رات کو اس عورت کے گھر جا کر اس کو قتل کیا اور صبح کو حضور کے پاس آن کر عرض کیا یا رسول اللہ اس کا کچھ گناہ تو مجھ پر نہیں ہوا حضور نے فرمایا نہیں پھر عمیر اپنی قوم بنی خطمہ کے پاس آئے اور بنی خطمہ کی ان دنوں میں بہت کثرت تھی خاص اس عورت کے پانچ بیٹے جوان تھے عمیر نے کہا اے قوم میں نے مروان کی بیٹی کو قتل کیا ہے تم سب اکٹھے ہو کر جو کچھ کر سکو میرا کر لو۔ راوی کہتا ہے بنی خطمہ میں اسی دن سے اسلام ظاہر ہوا اور بہت سے لوگ ان میں کے خوف سے پوشیدہ مسلمان تھے جب انہوں نے اسلام کا یہ غلبہ دیکھا علانیہ مسلمان ہوگئے اور بہت سے اور لوگ بھی مسلمان ہوگئے ۔

بنی خطمہ میں سے پہلے جو شخص مسلمان ہوئے وہ عمیر بن عدی ہیں اور انہیں کا لقب قاری بھی ہے اور خزیمہ بن ثابت اور عبداللہ بن اوس اور بہت سے لوگ اس دن مسلمان ہوئے ۔

ثمامہ بن اثال حنفی کا قید ہو کر مسلمان ہونا

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور کا لشکر جارہا تھا راستہ میں ان کو بنی حنیفہ میں سے ایک شخص ملا اس لشکر نے اس کو گرفتار کر لیا اور یہ نہ جانتے تھے کہ یہ کون شخص ہے یہاں تک کہ اس کو حضور کی خدمت میں لائے حضور نے فرمایا تم جانتے ہو یہ تم نے کس کو گرفتار کیا ہے یہ ثمامہ بن اثال حنفی ہے اسکو اچھی طرح سے رکھو اور جو کچھ کھانا تمہارے پاس ہوا کرے وہ اس کے پاس لایا کرو۔ اور حضور نے اپنی اونٹنی کے واسطے حکم دیا۔ کہ اس کا دودھ صبح اور شام دونوں وقت ثمامہ کو پلایا جائے ٭

راوی کہتا ہے پھر حضور جب ثمامہ سے ملتے فرماتے اے ثمامہ اسلام قبول کر لے ثمامہ کہتا اے محمد اگر تم مجھ کو قتل کرو گے تو قتل کر ڈالو اور اگر فدیہ چاہتے ہو تو جو کہو میں منگوا دوں اسی طرح چند روز گذر گئے آخر ایک روز حضور نے فرمایا ثمامہ کو چھوڑ دو چھوڑ دیا تو ثمامہ بقیع میں گئے۔ اور وہاں خوب اچھی طرح سے غسل اور وضو کر کے حضور کی خدمت میں آئے اور حضور کی بیعت کر کے مسلمان ہوئے شام کو جب حسب دستور ان کا کھانا آیا تو انہوں نے اس میں سے بہت تھوڑا سا کھایا اور ایسا ہی قلیل دودھ بھی پیا۔ مسلمانوں کو اس بات سے تعجب ہوا۔ اور حضور سے عرض کیا حضور نے فرمایا تم کس بات سے تعجب کرتے ہو کہ ایک شخص نے صبح کو تو کافر کی انتڑی میں کھانا کھایا۔ اور شام کو مسلمان کی انتڑی میں کافر سات انتڑیوں میں کھاتا ہے۔ اور مسلمان ایک انتڑی میں کھاتا ہے ٭

ابن ہشام کہتے ہیں پھر ثمامہ عمرہ کے ارادہ سے مکہ میں گئے۔ اور وہاں جا کر انہوں نے لبیک کہی۔ اور یہی مسلمانوں میں سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے مکہ میں داخل ہو کر لبیک کہی ہے۔ قریش نے ان کو پکڑ لیا۔ اور قتل کرنے سے پہلے ایک شخص نے کہا اسکو قتل نہ کرو کیونکہ تم لوگ یمامہ سے غلہ لانے کے محتاج ہو۔ تب قریش نے ان کو چھوڑ دیا ٭

راوی کہتا ہے جب ثمامہ مسلمان ہوئے تو حضور سے انہوں نے عرض کیا کہ پہلے آپ کا چہرہ سب سے زیادہ مجھ کو مبغوض تھا۔ اور اب سب سے زیادہ محبوب ہے اور ایسے ہی آپ کا دین اور آپ کا شہر میرے نزدیک سب سے برے تھے اور اب سب سے اچھے ہیں پھر اسکے بعد ثمامہ مکہ میں عمرہ کے واسطے گئے اہل مکہ نے کہا اے ثمامہ تو بے دین ہو گیا ہے انہوں نے کہا نہیں بلکہ میں سب دینوں سے بہتر محمد کے دین میں داخل ہوا ہوں۔ اور قسم ہے خدا کی اے قریش اب یمامہ سے تم کو ایک دانہ نہ پہونچیگا جبتک حضور حکم نہ فرمائینگے چنانچہ جب ثمامہ یمامہ میں پہونچے اپنی قوم کو منع کر دیا۔ کہ خبردار مکہ والوں کے ہاتھ ایک دانہ فروخت نہ کرنا اہل مکہ جب بہت تنگ ہوئے تو حضور کی خدمت میں عریضہ بھیجا۔ کہ آپ تو صلہ رحم کا حکم فرماتے ہیں۔ پھر یہ کیا بات ہے کہ باپوں کو تو آپ نے تلوار سے قتل کیا اور اب اولاد کو آپ بھوک کی شدت سے ہلاک کرینگے۔ حضور نے ثمامہ کو لکھا کہ اہل مکہ کے ساتھ حسب دستور خرید و فروخت جاری رکھو ٭

علقمہ بن مجزز کی لشکر کشی

جب وقاص بن مجزز زید لجی ذی قرد کی جنگ میں شہید ہوئے تو علقمہ بن مجزز نے حضور سے درخواست کی۔ کہ مجھ کو لشکر دیکر مشرکین کے تعاقب میں روانہ کیا جائے تاکہ میں ان سے بدلہ لوں۔

ابو سعید خدری کہتے ہیں حضور نے جس لشکر کے ساتھ علقمہ کو روانہ کیا تھا میں بھی اُس میں تھا جب ہم اپنے انتہائی مقام پر پہونچے یا اُس کے راستہ ہی میں کسی جگہ ٹھیرے علقمہ نے ایک جگہ آگ جلانے کا حکم دیا۔ اور علقمہ کی طبیعت میں ہنسی اور ٹھٹھول کا مادہ بہت تھا۔ جب آگ تیار ہوگئی۔ تب قوم یعنے ساتھیوں سے کہا کہ کیا میں تمہارا سردار نہیں ہوں اور کیا میری اطاعت تم پر فرض نہیں ہے سب نے کہا ہاں بیشک ہے علقمہ نے کہا بس تو میں تم سے اپنی اطاعت اور اپنے حق کی قسم دلاکر کہتا ہوں۔ کہ اس آگ میں گر پڑو۔ لوگ گرنے کو تیار ہوئے تب علقمہ نے کہا میں تم سے ہنسی کرتا تھا جب یہ لوگ حضور کی خدمت میں گئے اور حضور کو اس واقعہ کی خبر ہوئی۔ فرمایا جو شخص تم کو گناہ کا حکم کرے اُس کا حکم نہ مانا کرو۔

راوی کہتا ہے اس لشکر کشی میں جنگ نہیں ہوئی۔

کرز بن جابر کی لشکر کشی

بنی ثعلبہ کے غزوہ میں حضور کے ہاتھ ایک غلام یسار نام آیا تھا حضور نے اسکو اپنے اونٹوں کے چرانے کے واسطے چراگاہ میں بھیجدیا۔ اور وہیں اونٹوں کے گلہ میں یہ غلام رہا کرتا تھا اسکے بعد قبیلہ بجیلہ کے چند لوگ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مدینہ کی آب و ہوا کے ناموافق آنے سے ان لوگوں کو استسقاء کا مرض ہوگیا حضور نے ان سے فرمایا کہ اگر تم ہمارے اونٹوں کے گلہ میں چلے جاؤ۔ اور اونٹوں کا دودھ اور موت پیو تو اچھے ہوجاؤ گے یہ لوگ گلہ میں آگئے اور دودھ اور موت پی کر تندرست ہوگئے۔ کچھ مرض باقی نہ رہا تب ایک روز انہوں نے حضور کے چرواہے یسار کو شہید کیا۔ اور اُس کی آنکھوں کو پھوڑ دیا اور سب اونٹوں کو لیکر بھاگ گئے۔ اور اسلام سے مرتد ہوئے حضور کو جس وقت یہ خبر ہوئی۔ آپ نے کرز بن جابر کو ان کے گرفتار کرنے کے واسطے روانہ کیا۔ چنانچہ کرز بن جابر اس وقت ان کو گرفتار کر لائے جب حضور ذی قرد کے غزوہ سے واپس تشریف لارہے تھے حضور نے ان لوگوں کے ہاتھ پاؤں کٹوا کر حرہ کے میدان میں ڈلوا دیا اور آنکھیں ان کی پھوڑ وادیں۔

حضرت علی بن ابی طالب کا غزوہ یمن کی طرف

حضرت علی یمن کی مہم پر دو مرتبہ تشریف لے گئے ہیں۔

ابن ہشام کہتے ہیں حضرت علی کے روانہ کرنے کے بعد حضور نے خالد بن ولید کو لشکر دے کر روانہ کیا اور فرمایا اگر تمہاری علی سے ملاقات ہو تو علی تمہارے سردار ہیں۔

اُسامہ بن زید کا ملک فلسطین کی طرف روانہ ہونا

اور یہ آخری لشکر تھا جو حضور نے روانہ فرمایا

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور نے اُسامہ بن زید بن حارثہ کو لشکر دے کر روانہ کیا اور حکم دیا کہ بلقا اور دارُوم فلسطین کے شہروں کو پامال کریں اور اس لشکر میں اسامہ کے ساتھ زیادہ تر لوگ مہاجرین اولین تھے اور یہ حضور کا آخری لشکر تھا جو آپ نے روانہ فرمایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتداء علالت کا بیان

آخر صفر یا شروع ربیع الاول میں حضور کی وہ علالت شروع ہوئی جس میں آپ نے جوار رحمت پروردگار کی طرف نہضت فرمائی۔ اس علالت کا بیان مجھ کو اس طرح پہنچا ہے کہ ایک شب حضور بقیع غرقد کے قبرستان میں تشریف لے گئے۔ اور وہاں کے اہل قبور کے واسطے دعاء مغفرت کر کے پھر اپنے دولت خانہ میں واپس تشریف لے آئے۔ اور اسی شب کی صبح کو آپ کے درد شروع ہوا۔

ابومُوَیہبہ کہتے ہیں ایک شب حضور نے مجھ سے ارشاد کیا کہ اے ابومویہبہ مجھ کو حکم ہوا ہے کہ میں اہل بقیع کے واسطے دعائے مغفرت کروں۔ پس تم بھی میرے ساتھ چلو۔ میں حضور کے ساتھ ہولیا جب حضور قبرستان میں تشریف لائے تو فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْمَقَابِرِ جس حالت میں تم ہو یہ تم کو مبارک ہے یہ حالت اُس حالت سے بہت بہتر ہے جس میں لوگ گرفتار ہیں اندھیری رات کی طرح سے فتنے اُن پر آنے والے ہیں۔ آخر اُن کا اول کے پیچھے ہوگا۔ اور آخر کا فتنہ اول کے فتنہ سے بدرجہا بڑھ کر ہوگا۔

پھر حضور نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے ابومویہبہ مجھ کو دُنیا کے خزانوں کی اور جنت کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ پس میں نے جنت اور پروردگار کی ملاقات کو اختیار کیا ہے۔ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ حضور پر فدا ہوں حضور پہلے دُنیا کے خزانوں اور دُنیا میں رہنے کو اختیار کریں پھر اس کے بعد خدا سے ملنا اور جنت میں رہنا چاہیں حضور نے فرمایا نہیں اے ابومویہبہ میں نے تو خدا کی ملاقات ہی کو اختیار کیا ہے پھر حضور اہل بقیع کے واسطے دعائے مغفرت کر کے اپنے مکان میں تشریف لائے اور صبح کو آپ کا وہ درد شروع ہوا جس میں آپ نے انتقال فرمایا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جس وقت حضور بقیع سے واپس تشریف لائے ہیں میرے سر میں درد تھا اور میں کہہ رہی تھی وارا سَاہُ یعنی ہائے سر کے درد حضور نے فرمایا اے عائشہ قسم ہے خدا کی ملکہ

دلا شاہ ہوں۔ پھر فرمایا اے عائشہ اگر تم مجھ سے پہلے مرجاؤ تو تمہارا کچھ حرج نہیں ہے میں کھڑے ہو کر تم کو کفن دوں اور تم پر نماز پڑھوں اور تم کو دفن کر دوں۔ میں نے کہا قسم ہے خدا کی اگر ایسا ہو تو پھر آپ اپنی بیویوں میں سے کسی بیوی کو لا کر میرے گھر میں خوب عیش کریں گے۔ حضور میری اس بات سے ہنسے اور پھر آپ کے درد شروع ہوا۔ اور حضور باری باری سے اپنی بیویوں کے پاس ایک ایک شب رہتے تھے۔ جس روز آپ حضرت میمونہ کے مکان میں تھے درد کی بہت شدت ہوئی۔ اور آپ نے اپنی سب ازواج کو جمع کر کے ان سے بحالت بیماری میرے گھر میں رہنے کی اجازت لی۔ سب ازواج نے آپ کو اجازت دے دی اور آپ میرے گھر میں تشریف لائے ۔

حضور کی ازواج مطہرات کا بیان

ابن ہشام کہتے ہیں حضور کی نو بی بیاں تھیں۔ عائشہ بنت ابی بکر۔ اور حفصہ بنت عمر بن خطاب اور ام حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرب۔ اور ام سلمہ بنت ابی امیہ بن مغیرہ۔ اور سودہ بنت زمعہ بن قیس۔ اور زینب بنت جحش بن رئاب۔ اور میمونہ بنت حرث بن حزن۔ اور جویریہ بنت حرث بن ابی ضرار۔ اور صفیہ بنت حیی بن اخطب ۔

اور کل حضور نے تیرہ شادیاں فرمائی ہیں۔ پہلی شادی آپ کی ام المومنین خدیجہ بنت خویلد سے ہوئی۔ اور کل اولاد آپ کی انہیں سے ہے سوا ایک آپ کے صاحبزادے ابراہیم کے۔ خدیجہ کی شادی حضور سے ان کے والد خویلد بن اسد نے کی تھی اور بیس اونٹ کا مہر بندھا تھا۔

حضور کے ساتھ شادی ہونے سے پہلے حضرت خدیجہ ابی ہالہ بن مالک کے پاس تھیں۔ اور ابی ہالہ سے ان کے ہاں ہند بن ابی ہالہ اور زینب بنت ابی ہالہ پیدا ہوئے ۔

اور ابی ہالہ سے شادی ہونے سے پہلے حضرت خدیجہ عتیق بن عابد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کے پاس تھیں اور عتیق سے ان کے ہاں عبداللہ اور جاریہ پیدا ہوئے اور جاریہ سے صیفی بن ابی رفاعہ نے شادی کی تھی ۔

پھر حضور نے مکہ میں حضرت عائشہ بنت ابی بکر سے جبکہ وہ سات برس کی تھیں نکاح کیا اور مدینہ میں جبکہ ان کی عمر نو سال کی تھی رخصتی فرمائی۔ اور عائشہ کے سوا کسی کنواری عورت سے شادی نہیں کی۔ ابوبکر نے خود ان کی شادی حضور سے کی تھی اور چار سو درہم کا مہر مقرر ہوا تھا۔

اور حضور نے سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبد ود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی سے شادی کی۔ یہ شادی سلیط بن عمرو نے حضور سے کی تھی۔ اور بعض کہتے ہیں ابو حاطب بن عمرو بن شمس بن عبد ود بن نصر بن مالک نے سودہ کی حضور سے شادی کی تھی اور چار سو درہم کا مہر باندھا تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں ابن اسحاق نے پہلے اس کے خلاف بیان کیا ہے یعنے کہا ہے کہ سلیط اور ابو حاطب حبشہ کے ملک میں تھے۔ حضرت سودہ حضور سے پہلے سکران بن عمرو بن عبد شمس بن عبد ود کے

پاس تھیں ؎

اور حضور نے زینب بنت جحش بن رئاب اسدیہ سے شادی کی اور حضور سے انکی شادی ان کے بھائی ابواحمد بن جحش نے کی تھی اور حضور نے چار سو درہم ان کا مہر باندھا تھا۔ حضور سے پہلے زینب زید بن حارثہ حضور کے متبنیٰ کے پاس تھیں اور انہیں کی شان میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا ؕ

اور حضور نے ام سلمہ بنت ابی امیہ بن مغیرہ مخزومیہ سے شادی فرمائی یہ شادی ان کے بیٹے سلمہ بن ابی سلمہ نے حضور سے کی تھی اور ام سلمہ کا نام ہندہ تھا اور ان کا مہر یہ بندھا تھا کہ ایک توشک جس میں کھجور کا ریشہ بھرا ہوا اور ایک پیالہ اور ایک مجشّہ۔ ام سلمہ حضور سے پہلے ابوسلمہ بن عبدالاسد کے پاس تھیں اور ابوسلمہ کا نام عبداللہ تھا۔ ابوسلمہ سے ان کے ہاں یہ اولاد پیدا ہوئی سلمہ اور عمر اور زینب اور رقیہ

اور حضور نے حفصہ بنت عمر سے شادی فرمائی یہ شادی حضور سے ان کے والد عمر نے کی تھی اور حفصہ حضور سے پہلے خنیس بن ابی حذافہ سہمی کے پاس تھیں حضور نے چار سو درہم ان کا مہر باندھا تھا؛

اور حضور نے ام حبیبہ سے جن کا نام رملہ تھا شادی فرمائی یہ شادی حضور سے ملک حبش میں خالد بن سعید بن عاص نے کی تھی اور نجاشی شاہ حبش نے حضور کی طرف سے چار سو دینار ان کے مہر کے ان کو دیئے تھے ام حبیبہ حضور سے پہلے عبیداللہ بن جحش اسدی کے پاس تھیں ؛

اور حضور نے جویریہ بنت حرث بن ابی ضرار خزاعیہ سے شادی فرمائی یہ بنی مصطلق کے قیدیوں میں گرفتار ہو کر آئی تھیں ان کا مفصل قصہ اوپر گزر چکا ہے ؛

ابن ہشام کہتے ہیں ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب حضور غزوہ بنی مصطلق سے واپس ہوئے ہیں تو جویریہ بنت حرث کو آپ نے ایک انصاری کے سپرد کر دیا تھا بطور امانت کے تاکہ وہ ان کو بحفاظت مدینہ میں پہنچا دیں پھر جب حضور مدینہ میں تشریف لائے تو جویریہ کے والد حرث بن ابی ضرار اپنی بیٹی کے چھڑانے کے واسطے اونٹ فدیہ کے لیکر مدینہ کو روانہ ہوئے راستہ میں ان اونٹوں میں سے دو اونٹ ان کو بہت اچھے معلوم ہوئے اور ان کو انہوں نے پہاڑ کی ایک گھاٹی میں عقیق کے پاس چھپا دیا باقی اونٹ لیکر حضور کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ اونٹ میں اپنی بیٹی کے فدیہ کے واسطے لایا ہوں ان کو آپ قبول کیجیے اور جویریہ کو مجھے دیدیجے حضور نے فرمایا اور وہ دو اونٹ کہاں ہیں جو تم نے عقیق کے پاس پہاڑ کی گھاٹی میں غائب کر دیئے ہیں حرث بن ابی ضرار نے کہا قسم ہے خدا کی اس حال کی سوا کسی کو خبر نہیں ہے بیشک آپ خدا کے رسول ہیں اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد انک رسول اللہ صلی اللہ علیک

اور حرث کے دونوں بیٹوں اور ان کی قوم کے بہت سے آدمیوں نے اسلام قبول کیا۔ اور حرث وہ دونوں اونٹ منگا کر بھی حضور کی نذر کئے حضور نے جویریہ کو چھوڑ دیا جویریہ بھی مسلمان ہو گئیں۔ حضور نے ان کے باپ حرث کو ان سے شادی کا پیغام دیا انہوں نے حضور سے شادی کر دی حضور نے چار سو درہم ان کے مہر کے مقرر فرمائے اور حضور سے پہلے یہ اپنے چچازاد عبداللہ کے پاس تھیں ؎

ابن ہشام کہتے ہیں اور بعض لوگوں کا قول ہے کہ حضور نے اِن کو ثابت بن قیس سے خرید کر آزاد کیا تھا
پھر بالعوض چار سو درہم مہر کے اِن سے شادی کی ؛

اور حضور نے صفیہ بنت حیی بن اخطب سے شادی فرمائی یہ خیبر کے قیدیوں میں آئی تھیں اور حضور نے
ان کو اپنے واسطے مخصوص کر لیا تھا اور اِن کے نکاح میں ولیمہ کی دعوت بھی کی تھی۔ جس میں صرف ستو اور کھجوریں
کھلائی گئی تھیں گوشت روٹی نہ تھی۔ اور حضور سے پہلے صفیہ کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق کے پاس تھیں ؛

اور حضور نے میمونہ بنت حرث بن حزن بن بجیر بن ہزم بن رویبہ بن عبداللہ بن ہلال بن عامر
بن صعصعہ سے شادی فرمائی۔ میمونہ کی شادی حضور سے حضرت عباس نے کی تھی اور حضور کی طرف سے
چار سو درہم کا مہر باندھا تھا ؛

اور حضور سے پہلے میمونہ ابی رہم بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک کے پاس تھیں
بعض لوگ کہتے ہیں کہ میمونہ ہی نے اپنے تئیں حضور کی نذر کر دیا تھا یعنی جب حضور کے پیغام کی خبر
ان کو پہنچی تو یہ اس وقت اونٹ پر سوار تھیں پس انہوں نے پیغام سنکر کہا کہ یہ اونٹ اور اس پر جو کچھ ہے سب
خدا اور رسول کے واسطے ہے۔ اور میمونہ ہی کی شان میں خداوند تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے وَاِنِ
امْرَأَةً وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ اگر
کوئی عورت اپنی ذات نبی کو بخش دے۔ اگر نبی اُس سے نکاح کرنا چاہیں تو یہ خاص اے نبی تمہارے واسطے
جائز ہے نہ مومنوں کے واسطے ؛

اور بعض کہتے ہیں یہ آیت زینب بنت جحش کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اور بعض کہتے ہیں غزۃ
بنت جابر بن وہب جو بنی منقذ بن عمرو بن معیص بن عامر بن لوی سے تھیں انہوں نے اپنے تئیں حضور کی نذر
کیا تھا اور بعض کہتے ہیں یہ عورت بنی سامہ بن لوی سے تھی اور حضور نے اسکو امید میں رکھا تھا ؛

اور حضور نے زینب بنت خزیمہ بن حرث بن عبداللہ بن عمرو بن عبد مناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ
سے شادی کی یہ عورت مسکینوں اور غریبوں پر بہت مہربانی کرتی تھیں۔ اس سبب سے ان کا نام ام المساکین تھا۔ ان
کی شادی حضور سے قبیصہ بن عمرو ہلالی نے کی اور حضور نے چار سو درم مہر کے مقرر فرمائے۔ اور حضور سے پہلے
یہ عبیدہ بن حرث بن مطلب بن عبد مناف کے پاس تھیں اور عبیدہ سے پہلے جہم بن عمرو بن حرث کے پاس
تھیں جو ان کا چچا زاد تھا ؛

پس یہ حضور کی کل گیارہ بی بیاں ہیں جن سے آپ نے شادی فرمائی اور حضور کی وفات سے پہلے
ان میں سے دو نے انتقال فرمایا ایک خدیجہ بنت خویلد نے اور دوسرے زینب بنت خزیمہ نے اور جب
حضور کا وصال ہوا ہے تو ان میں سے نو زندہ تھیں جن کا ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ اور دو عورتیں ایسی تھیں
جن کے ساتھ حضور نے نکاح فرمایا مگر خلوت سے پہلے ان کو جدا کر دیا ؛

ایک اسماء بنت نعمان کندیہ جب حضور نے ان سے شادی کی تو ان کے بدن پر سفید داغ دیکھے
اس سبب سے ان کو رخصت کر دیا اور ان کے لوگوں کے پاس بھیج دیا۔ اور دوسری عورت عمرہ بنت یزید کلابیہ

تھی جب یہ حضور کے پاس آئی حضور سے اس نے پناہ مانگی پس حضور نے اسکو اسکے لوگوں کے پاس بھیجدیا۔ اور بعض کہتے ہیں کندیہ نے پناہ مانگی تھی اور یہ اسماء بنت نعمان کی چچا زاد بہن تھی ؛

اور بعض کہتے ہیں جب حضور نے اس کو بلایا ہے تو اس نے کہا تھا کہ میں اس با عزت قوم سے ہوں جنکے پاس لوگ آتے ہیں اور ہم کسی کے پاس نہیں جاتے ہیں حضور نے یہ جواب سنکر اس عورت کو اس کی قوم کے پاس بھیجدیا ؛

قریش میں سے حضور کی چھ بی بیاں تھیں خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی ؛

اور عائشہ بنت ابی بکر بن ابی قحافہ بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی۔

اور حفصہ بنت عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن عبد اللہ بن قرط بن رباح بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی ؛

اور ام حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب مرہ بن کعب بن لوی ؛

اور ام سلمہ بنت ابی امیہ بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ بن کعب بن لوی

اور سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبد ودّ بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی ؛

اور باقی دیگر قبائل عرب میں سے یہ سات بی بیاں تھیں :۔

زینب بنت جحش بن رباب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ ؛

اور میمونہ بنت حرث بن حزن بن بجیر بن ہزم بن رویبہ بن عبد اللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن حصفہ بن قیس بن عیلان ؛

اور زینب بنت خزیمہ بن حرث بن عبد اللہ بن عمرو بن عبد مناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ ؛

اور جویریہ بنت حرث بن ابی ضرار خزاعیہ ثم المصطلقیہ ؛

اور اسماء بنت نعمان کندیہ ؛

اور عمرہ بنت یزید کلابیہ ؛

اور غیر عرب سے یہ بی بی تھی ؛

صفیہ بنت حیی بن اخطب بنی نضیر سے ؛

اب پھر ہم حضور کی علالت کا بیان کرتے ہیں

حضرت عائشہ ام المومنین فرماتی ہیں کہ علالت کی حالت میں دو آدمیوں کا کندھا پکڑے ہوئے جن میں

ایک فضل بن عباس تھے اور سر کو کساوہ باندھے ہوئے حضور اپنے گھر میں تشریف لائے عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں تم جانتے ہو دوسرے شخص کون تھے وہ علی بن ابی طالب تھے ✤

پھر حضور کے درد میں بہت شدت ہوئی اور آپ نے فرمایا سات کنووں سے مشکیں بھر کر لاؤ۔ اور میرے اوپر ڈالو تاکہ میں غسل کر کے لوگوں میں نکل کر ان سے عہد لوں۔ چنانچہ ہم نے حضور کو ایک بڑے طشت میں جو حفصہ کا تھا بٹھایا اور اوپر سے پانی ڈالنا شروع کیا۔ جب حضور غسل کر چکے تو فرمایا بس اب ٹھہر جاؤ

ایوب بن بشیر کی روایت میں اس طرح ہے کہ حضور سر کو کساوہ باندھے ہوئے منبر پر تشریف لائے اور پہلی گفتگو آپ نے یہ کی کہ اصحاب اُحد پر درود پڑھا اور ان کے واسطے دعائے مغفرت کی۔ اور بہت دیر تک درود پڑھتے رہے پھر فرمایا خدا نے اپنے ایک بندہ کو دنیا کے اور اس نعمت کے اختیار کرنے میں مختار کیا ہے جو اس کے پاس ہے پس اس بندہ نے اس نعمت کو اختیار کیا ہے جو خدا کے پاس ہے۔ ابوبکر اس بات کو سمجھ گئے کہ یہ حضور اپنی نسبت فرما رہے ہیں۔ پس ابوبکر بہت شدت سے رونے لگے اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ پر اپنی جانیں اور اپنی اولاد قربان کرنے کو موجود ہیں۔ حضور نے فرمایا اے ابوبکر تم اپنی جگہ پر بیٹھو پھر فرمایا مسجد میں یہ جس قدر لوگوں کے گھروں کے دروازے ہیں۔ ان سب کو بند کر دو سوا ابوبکر کے دروازہ کے کیونکہ میں ان سے بہتر اپنے صحابیوں میں سے کسی کو نہیں جانتا ✤

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ حضور نے اسی روز یہ بھی فرمایا کہ اگر میں بندوں میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا مگر ابوبکر سے میری صحبت اور دین کا بھائی پنا ہے یہاں تک کہ خدا ان کو اور ہم کو اپنے پاس اکٹھا کرے ✤

ابن اسحاق کہتے ہیں جب حضور نے اسامہ کو لشکر کا سردار بنا کر شام کی طرف بھیجا تھا۔ تو لوگ کہتے تھے کہ حضور نے ایک نوعمر لڑکے کو بڑے بڑے مہاجرین کا سردار بنایا ہے اس روز جو حضور منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ تو خدا کی حمد وثنا بیان کر کے جس کے کہ وہ لائق ہے فرمایا اے لوگو! اسامہ کے لشکر کو بڑھاؤ اور اس میں جا کر ملو اور اگر تم اسکے امیر ہونے پر اعتراض کرتے ہو تو اس سے پہلے تم نے اسکے باپ کے امیر ہونے پر بھی اعتراض کیا اور بیشک اسامہ سرداری کے لائق ہے۔ اور اس کا باپ بھی لائق تھا پھر آپ منبر پر سے اتر آئے ✤

اور لوگ اسامہ کے ساتھ جانے کی تیاری میں مشغول ہوئے اور حضور کا مرض بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ جب اسامہ مدینہ سے نکل کر مقام جرف میں ٹھیرے جو مدینہ سے ایک فرسخ ہے تو اپنے لشکر کا انہوں نے قیام کیا اور حضور کی صحت کی خبر کے منتظر رہے

روایت ہے کہ جس روز حضور نے اصحاب اُحد پر درود پڑھا تھا۔ اسی روز مہاجرین سے فرمایا کہ انصار کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور انصار وہی لوگ ہیں جن میں آن کر میں پناہ گزین ہوا ان کی تعداد زیادہ نہ ہو گی۔ ان میں سے جو نیک ہیں ان کے ساتھ نیکی کرو اور جو بد ہیں ان سے درگذر کرو۔ پھر آپ منبر سے اتر کر اپنے مکان میں داخل ہوئے اور درد کی آپ پر اسقدر شدت ہوئی۔ کہ آپ کو غش آگئی۔ اور آپ کی سب ازواج

اور مسلمانوں کی عورتیں جن میں اسماء بنت عمیس بھی تھیں حضور کے پاس جمع ہوئیں اور حضرت عباس بھی موجود تھے پس حضرت عباس کی اور سب حاضرین کی یہ رائے قرار پائی کہ حضور کے کان میں دوا ڈالیں چنانچہ ڈال دی جب حضور کو ہوش آیا تو دریافت فرمایا کہ یہ کارروائی کس نے کی ہے سب نے عرض کیا حضور یہ دوا آپ کے چچا عباس نے ڈالی ہے اور یہ دوا اجاجولت عورتیں ملک حبش سے لائی تھیں۔ حضور نے فرمایا یہ حرکت تم نے کیوں کی۔ عباس نے عرض کیا یارسول اللہ ہم کو خیال ہوا کہ حضور کو شاید ذات الجنب ہو۔ حضور نے فرمایا یہ ایسا مرض ہے کہ خدا مجھ کو اس مرض سے تندرست نہ کریگا۔ پھر حضور نے حکم دیا کہ اس وقت گھر میں جس قدر لوگ موجود ہیں سوا میرے چچا کے سب کے کانوں میں یہ دوا ڈالی جائے۔ چنانچہ میمونہ جو اس روز روزہ دار تھیں اُن کے کان میں بھی دوا ڈالی گئی بسبب حضور کے حکم کے جو تنبیہاً آپ نے اُن کے حق میں فرمایا تھا۔

اسامہ بن زید کہتے ہیں جب حضور کو علالت کی شدت ہوئی میں لوگوں کے ساتھ مدینہ میں آیا اور حضور کی خدمت میں حاضر ہوا حضور اس وقت خاموش تھے اور اپنا ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا کر میرے اوپر رکھتے تھے میں سمجھا کہ آپ میرے واسطے دُعا فرما رہے ہیں۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں اکثر رسُول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کرتی تھی کہ آپ فرماتے تھے اللہ تعالے ہر نبی کو اُن کے انتقال سے پہلے دُنیا میں رہنے یا جنت میں تشریف لے جانے کی بابت اختیار دیتا ہے۔ چنانچہ آخر کلام جو حضور سے میں نے سُنا وہ یہ تھا کہ آپ فرماتے تھے بَلِ الرَّفِيقَ الْاَعْلٰی مِنَ الْجَنَّةِ میں نے اس کلام کو سُنکر کہا کہ بس اب حضور ہم کو اختیار نہ فرمائینگے۔ اور میں سمجھ گئی کہ یہ حضور کو وہی اختیار دیا گیا ہے جس کی نسبت آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہر نبی کو اُن کے انتقال سے پہلے اختیار دیا جاتا ہے۔

حضرت ابوبکر کا جماعت سے نماز پڑھانا

حضرت عائشہ فرماتی ہیں جب حضور پر ضعف غالب ہوا آپ نے حکم فرمایا کہ ابوبکر سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ عائشہ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا حضور ابوبکر رقیق القلب اور کمزور آواز کے آدمی ہیں جب قرآن شریف پڑھتے ہیں تو بہت روتے ہیں۔ حضور نے فرمایا ابوبکر ہی کو نماز پڑھانے کا حکم کرو۔ میں نے پھر وہی عرض کیا حضور نے فرمایا تم عورتیں یوسف کی عورتوں کی مثل ہو۔ ابوبکر ہی کو نماز پڑھانے کا حکم کرو۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے یہ بات حضور سے اس غرض سے عرض کی تھی۔ کہ میں جانتی تھی کہ لوگ حضور کی جگہ دوسرے شخص کو کھڑا دیکھ کر پسند نہ کرینگے اور اسکو بدشگونی سمجھینگے اور میں اچھا نہ سمجھتی کہ یہ بدشگونی ابوبکر کے ساتھ ہو۔

عبداللہ بن زمعہ کہتے ہیں جب حضور زیادہ علیل ہوئے میں اس وقت چند مسلمانوں کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ بلال نے آپ کو نماز کی اطلاع کی آپ نے فرمایا کسی شخص کو حکم کرو۔ کہ لوگوں کو نماز پڑھائے عبداللہ بن زمعہ کہتے ہیں۔ میں حضور کے پاس سے باہر نکلا۔ اور میں نے عمر کو لوگوں میں موجود پایا۔ ابوبکر اس وقت نہ تھے۔ میں نے عمر سے کہا اے عمر تم لوگوں کو نماز پڑھا دو۔ عمر نے

ہوئے اور جس وقت عمر نے تکبیر کہی تو عمر کی بلند آواز کو حضور نے سن کر فرمایا ابوبکر کہاں ہیں خدا اور مسلمان اس بات کا انکار کرتے ہیں۔ پھر ابوبکر کو بلایا گیا۔ اور یہ نماز تو عمر نے پڑھا دی اس کے بعد ابوبکر نے لوگوں کو نماز پڑھائی ؛

عبداللہ بن زمعہ کہتے ہیں مجھ سے عمر نے کہا تجھ کو خرابی ہو تو نے جو مجھ سے نماز پڑھانے کو کہا تو میں سمجھا کہ حضور نے تجھ کو میرے نماز پڑھانے کی بابت حکم دیا ہے اگر میں ایسا نہ سمجھتا تو ہرگز نماز نہ پڑھاتا میں نے کہا قسم ہے خدا کی مجھ کو حضور نے یہ حکم نہیں دیا تھا بلکہ جب میں نے ابوبکر کو نہ دیکھا تو تم کو زیادہ حقدار پایا۔ اس سبب سے تم کو حکم کیا ؛

انس بن مالک کہتے ہیں جب دوشنبہ کا روز ہوا جس میں حضور کی وفات ہوئی ہے جس وقت صبح کی نماز ہو رہی تھی حضور پردہ اٹھا کر حجرہ کے دروازہ پر کھڑے ہوئے۔ اور مسلمان نماز میں حضور کی تشریف آوری کو دیکھ کر خوشی کے مارے بے چین ہو گئے اور حضور نے مسلمانوں کو نماز میں دیکھ کر تبسم فرمایا ؛

انس کہتے ہیں اس وقت سے زیادہ میں نے کبھی حضور کی صورت بارونق اور خوب نہیں دیکھی تھی پھر اسکے بعد حضور واپس حجرہ میں تشریف لے گئے۔ اور لوگ سمجھے کہ اب حضور کو مرض سے افاقہ ہو گیا چنانچہ ابوبکر بھی خوشی خوشی اپنے گھر گئے ؛

قاسم بن محمد کہتے ہیں عمر کے تکبیر کہنے کے وقت جو حضور نے فرمایا کہ ابوبکر کہاں ہیں خدا اور مسلمان اس بات کا انکار کرتے ہیں (یعنے ابوبکر کی موجودگی میں دوسرے شخص کے نماز پڑھانے کا) پس اگر عمر اپنے انتقال کے وقت یہ نہ کہتے کہ اگر میں کسی کو اپنا خلیفہ بناؤں تو جو مجھ سے بہتر تھے انہوں نے مجھ کو خلیفہ بنایا تھا۔ اور اگر میں کسی کو خلیفہ نہ بناؤں تو جو مجھ سے بہتر تھے انہوں نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا یعنے حضور نے۔ تو لوگوں کو اس میں شک نہیں تھا کہ حضور نے ابوبکر کو خلیفہ کر دیا۔ اور عمر ابوبکر پر تہمت لگانے والے نہیں تھے۔ اور عمر اس آخری کلام سے لوگوں نے جان لیا کہ حضور نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا

ابن اسحاق کہتے ہیں پیر کے روز صبح کے وقت حضور اپنے سر کو باندھے ہوئے تشریف لائے لوگوں نے حضور کی آہٹ سنکر صف میں جگہ چھوڑ دی اور ابوبکر لوگوں کی آہٹ سے سمجھے کہ حضور ہی کی تشریف آوری سے صف میں یہ حرکت ہوئی ہے اور ابوبکر پیچھے کو ہٹے حضور نے اپنا ہاتھ ابوبکر کی پشت میں لگا کر اشارہ کیا کہ اپنی جگہ کھڑے رہو۔ اور خود حضور نے ابوبکر کے پہلو میں بیٹھ کر نماز پڑھی۔ اور جب نماز سے فارغ ہوئے۔ تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر ایسی بلند آواز سے فرمایا جو مسجد کے باہر تک جاتی تھی کہ اے لوگو آگ روشن ہو گئی ہے اور فتنے مثل اندھیری رات کے ٹکڑوں کے آ گئے ہیں۔ اور قسم ہے خدا کی میں نے تمہارے واسطے وہی چیز حلال کی ہے جو قرآن نے حلال کی ہے۔ اور وہی چیزیں میں نے تم پر حرام کی ہے جو قرآن نے حرام کی ہے پھر حضور جب اس گفتگو سے فارغ ہوئے تو ابوبکر نے عرض کیا یا نبی اللہ میں دیکھتا ہوں کہ آپ نے خدا کے فضل اور نعمت کے ساتھ صبح کی ہے جیسا کہ ہم چاہتے ہیں۔ اور آج کا دن بنت خارجہ کا دن

کیا میں اُس کے پاس ہو آؤں۔ حضور نے فرمایا ہاں پھر حضور اپنے دولت خانہ میں داخل ہو گئے اور ابو بکر اپنے گھر چلے گئے ۔

عبد اللہ بن عباس کہتے ہیں اسی روز حضرت علی بن ابی طالب حضور کے پاس سے باہر آئے۔ لوگوں نے پوچھا اے ابو الحسن حضور کا مزاج کیسا ہے حضرت علی نے کہا بحمد اللہ اچھا ہے۔ حضرت عباس نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر کہا اے علی قسم ہے خدا کی میں نے حضور کے چہرہ میں موت کی علامت دیکھی ہے جیسی کہ میں بنی عبد المطلب کے چہروں میں دیکھتا تھا۔ پس ہم تم حضور کی خدمت میں چل کر دیکھیں۔ اگر یہ امر ہمارے اندر ہو گا تب تو ہم اسکو پہچان لینگے اور اگر ہمارے سوا اور کسی میں ہو گا تب ہم حضور سے اپنے واسطے وصیت کرا لیں گے۔ حضرت علی نے فرمایا قسم ہے خدا کی میں ہرگز ایسا نہ کروں گا۔ اگر حضور نے ہم کو اس امر سے باز رکھا تو پھر کبھی حضور کے بعد لوگ ہم کو نہ دینگے۔ پھر اسی روز دوپہر کے وقت حضور کا وصال ہوا ۔

حضرت عائشہ رضی فرماتی ہیں اسی روز جب حضور مسجد سے واپس تشریف لائے تو میری گود میں لیٹ رہے اور ابو بکر کے گھر والوں میں سے ایک شخص سبز مسواک لئے ہوئے میرے پاس آیا۔ حضور نے اس مسواک کی طرف دیکھا میں سمجھی کہ حضور اس کو لینا چاہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا حضور کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں یہ مسواک آپ کو دیدوں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ پس میں نے وہ مسواک لیکر چبائی۔ اور نرم کر کے حضور کو دی۔ حضور نے خوب مسواک کی۔ پھر میں نے دیکھا کہ حضور کا بدن بھاری ہو گیا۔ اور یکایک آپ نے اوپر نگاہ کر کے فرمایا۔ بَلِ الرَّفِيقَ الْأَعْلَىٰ مِنَ الْجَنَّةِ میں نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا کہ آپ کو اختیار دیا گیا۔ اور آپ نے اختیار کر لیا۔ فرماتی ہیں پھر حضور کا وصال ہو گیا ۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں حضور کا میری گود میں وصال ہوا۔ اور میری کم عمری اور ناواقفیت کی یہ بات تھی۔ کہ میں آپ کا سر مبارک تکیہ پر رکھ کر عورت کے ساتھ اپنا مونھ پیٹنے لگی ۔

ابو ہریرہ کہتے ہیں جس وقت حضور کا وصال ہوا۔ عمر بن خطاب کھڑے ہوئے اور کہنے لگے منافقوں میں سے چند لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضور کا وصال ہو گیا حالانکہ قسم ہے خدا کی حضور کا وصال نہیں ہوا ہے بلکہ آپ خدا کے پاس تشریف لے گئے ہیں جیسے کہ حضرت موسیٰ خدا کے پاس گئے تھے اور چالیس روز کے بعد تشریف لے آئے۔ اور ان کے جانے کے بعد لوگوں نے یہ مشہور کر دیا تھا کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ اسی طرح حضور بھی تشریف لے آئینگے۔ اور جو یہ کہے گا کہ حضور مر گئے ہیں اُس کے ہاتھ پیر کاٹ ڈالوں گا۔

ابو ہریرہ کہتے ہیں اسی وقت ابو بکر آئے اور عمر کی گفتگو کی طرف کچھ متوجہ نہ ہوئے سیدھے حجرہ کے اندر داخل ہو گئے۔ حضور کے اوپر ایک چادر حبری اڑھا رکھی تھی۔ ابو بکر نے حضور کا چہرہ مبارک کھول کر بوسہ دیا۔ اور فرمایا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں جو موت خدا نے آپ کے واسطے لکھی تھی۔ اس کو آپ نے چکھ لیا اب کبھی اسکے بعد آپ کو موت نہ پہونچیگی۔ پھر ابو بکر نے حضور کا چہرہ ڈھک دیا۔ اور

باہر آئے۔ عمر لوگوں سے وہی گفتگو کر رہے تھے۔ ابوبکر نے کہا اے عمر پیچھے ہٹو۔ اور خاموش رہو۔ عمر خاموش نہ رہے جب ابوبکر نے دیکھا کہ عمر خاموش نہیں رہتے۔ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ لوگوں نے جب ابوبکر کی گفتگو سنی سب ان کے پاس آ گئے اور عمر کو چھوڑ دیا ابوبکر نے خدا کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر کہا اے لوگو! جو شخص محمد کی پرستش کرتا ہو تو بیشک خدا زندہ ہے کبھی نہ مرے گا۔ پھر ابوبکر نے یہ آیت پڑھی وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ وَمَن يَنقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَن يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ۞ اور محمد فقط رسول ہیں۔ کیا پس یہ اگر مر جائیں گے یا قتل ہو جائیں گے تم لوگ واپس ایڑیوں کے بل کافر ہو جاؤ گے اور جو اپنی ایڑیوں کے بل پھر جائیگا۔ پس ہرگز وہ خدا کو کچھ نقصان نہیں پہونچا سکتے ہیں اور عنقریب خدا شکر گزاروں کو اچھا بدلہ دیگا ۔

ابو ہریرہ کہتے ہیں۔ ابوبکر نے جب یہ آیت پڑھی لوگ ایسے ہو گئے۔ کہ گویا انہوں نے کبھی یہ آیت ہی نہ سنی تھی اور اس وقت لوگوں نے ابوبکر سے اس آیت کو یاد کیا۔ عمر کہتے ہیں جس وقت میں نے ابوبکر سے یہ آیت سنی مجھ کو ایسا معلوم ہوا۔ کہ گویا میرے پیر کٹ گئے اور میں کھڑا نہ رہ سکا اسی وقت زمین پر گر پڑا۔ اور میں نے جانا کہ حضور کا وصال ہو گیا ۔

سقیفہ بنی ساعدہ کا واقعہ

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور کا وصال ہوتے ہی انصار کے سب لوگ سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے اور حضرت علی بن ابی طالب اور زبیر بن عوام اور طلحہ بن عبید اللہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں جمع ہوئے اور باقی کل مہاجرین اور اسید بن حضیر بنی عبد الاشہل میں حضرت ابوبکر اور عمر کے پاس جمع ہوئے۔ اور اسی وقت ایک شخص نے آن کر بیان کیا کہ سب انصار سعد بن عبادہ کے پاس سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے ہیں۔ اگر تم کو لوگوں کے امر کے ساتھ کچھ ضرورت ہے پس تم انصار کے پاس جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اپنا کام سنگین کر لیں۔ اور حضور کا جنازہ مبارک حجرہ ہی میں تھا اور تجہیز و تکفین کا کچھ سامان نہیں ہوا تھا۔ گھر کے لوگوں نے اندر سے دروازہ بند کر لیا تھا ۔

عمر کہتے ہیں میں نے ابوبکر سے کہا کہ چلو ہم دیکھیں تو سہی کہ ہمارے بھائی انصار کیا کر رہے ہیں۔ عبد اللہ بن عباس کہتے ہیں جب حضرت عمر نے آخری حج کیا ہے میں بھی اس میں شریک تھا اور عبد الرحمن بن عوف بھی منیٰ میں میرے پاس ٹھیرے ہوئے تھے میں ان کو قرآن شریف پڑھاتا تھا ایک روز عبد الرحمن بن عوف نے حضرت عمر کے پاس سے آن کر مجھ سے کہا کہ تم نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے امیر المومنین کو آن کر خبر دی ہے کہ فلاں شخص کہتا ہے کہ اگر عمر بن خطاب کا انتقال ہو گیا تو میں فلاں شخص کی بیعت کر لوں گا۔ کیونکہ ابوبکر کی بیعت یکایک ہو گئی تھی۔ سو وہ پوری ہو گئی۔ عمر اس کو سن کر بہت غصہ ہوئے۔ اور فرمایا میں انشاء اللہ شام کے وقت لوگوں میں کھڑا ہو کر ان لوگوں کو ڈراؤں گا جو لوگوں کی حکومت کو ان سے غصب کرنا چاہتے ہیں۔ عبد الرحمن کہتے ہیں۔ تب میں نے کہا اے امیر المومنین ایسا نہ کیجئے کیونکہ یہ حج کا موسم ہے اور اس میں ہر قسم کے لوگ جمع ہیں جو عقل و

ہوش سے بے بہرہ ہیں اور وہی ہجوم کر کے آپ کے گرد جمع ہو جائینگے اور جو اہل عقل ہیں وہ آپ کے قریب تک پہونچ بھی نہ سکینگے پھر جو آپ فرمائینگے۔ وہ لوگ کچھ سے کچھ سمجھینگے اور لوگوں سے کچھ بیان کرینگے پس مناسب ہے کہ آپ مدینہ میں پہونچ کر جو کچھ بیان کرنا ہے بیان کریں۔ کیونکہ مدینہ میں عوام الناس کا ہجوم نہ ہوگا۔ اہل عقل ہونگے جو کچھ آپ بیان کرینگے اُس کو وہ خوب سمجھینگے اور دوسروں سے بھی صحیح بیان کرینگے حضرت عمر نے فرمایا تم نے درست کہا مدینہ میں جاتے ہی میں پہلے اِسی بات کو بیان کروں گا ✚

ابن عباس کہتے ہیں پس آخر ذیحجہ میں ہم لوگ مدینہ میں واپس آئے اور جمعہ کے روز میں دوپہر ڈھلتے ہی مسجد شریف میں آیا اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کو میں نے منبر کے پاس بیٹھا ہوا دیکھا پس میں بھی اُن کے سامنے بیٹھ گیا اور تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ میں نے حضرت عمر کو آتے ہوئے دیکھا اور سعید بن زید سے میں نے کہا آج عمر ایسی بات کہینگے جو خلیفہ ہونے سے آج تک نہیں کہی ہے سعید کو میری بات کا یقین نہیں آیا اور کہا ایسی کیا بات ہے جو پہلے کبھی نہیں کہی اور آج کہینگے۔ اتنے میں حضرت عمر منبر پر آن کر بیٹھے اور مؤذن کے اذان سے فارغ ہونے کے بعد کھڑے ہوئے اور خدا کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔ میں آج ایسی بات کہونگا جو میری تقدیر میں کہنی لکھی تھی۔ اور میں نہیں جانتا ہوں کہ شاید یہ بات میری آخری ہو۔ پس جو اس کو سمجھے اور یاد رکھے وہ اس کو جہانتک اس سے پہونچ سکے پہونچا دے اور جو اسکو یاد نہ رکھے تو اُس کو یہ نہ چاہیے کہ مجھ پر جھوٹ نہ بولے خداوند نے حضرت محمد کو نبی بنا کر بھیجا۔ اور اُن پر اپنی کتاب نازل فرمائی۔ اور اسی کتاب میں آیت الرجم بھی نازل کی جس کو ہم نے پڑھا اور جانا اور سمجھا اور رسول خدا نے رجم کیا اور ہم نے بھی آپ کے بعد رجم کیا۔ پس میں ڈرتا ہوں کہ جب لوگوں پر زمانہ دراز گذرے گا۔ تو کوئی کہنے والا یہ نہ کہے کہ ہم کتاب اللہ میں آیت الرجم نہیں پاتے۔ پھر وہ لوگ خدا کے فریضہ کو ترک کر کے گمراہ ہو جائینگے حالانکہ رجم کتاب اللہ میں حق ہے زانی پر جبکہ وہ محصن ہو مرد ہو یا عورت ہو گواہوں کے ساتھ یا حمل ہو یا اقرار ہو اور ہم کتاب الٰہی میں یہ آیت بھی پڑھتے تھے لَا تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَائِكُمْ فَاِنَّهٗ كُفْرٌ بِكُمْ اَوْ اِنَّ كُفْرًا بِكُمْ اَنْ تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَائِكُمْ[1] اے لوگو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم مجھ کو اس طرح سے نہ اُبھارنا جیسے عیسٰی بن مریم کو لوگوں نے اُٹھایا ہے۔ تم مجھ کو خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہی کہنا ✚

پھر میں تم سے یہ بات کہتا ہوں کہ مجھ کو یہ خبر پہونچی ہے کہ فلاں شخص نے کہا قسم ہے خدا کی اگر عمر مر گئے تو میں فلاں شخص کی بیعت کر لوں گا۔ پس کوئی شخص اس دھوکا میں نہ رہے کہ ابو بکر کی بیعت یکایک ہوئی تھی اور وہ پوری ہوگئی یہ بیعت اگرچہ اسی طرح ہوئی مگر اللہ نے اسکے شر سے بچایا اور محفوظ رکھا اور تم میں ایسا شخص کونسا تھا جسکی طرف ابو بکر سے زیادہ لوگوں کی گردنیں متوجہ ہوتی ہیں ✚

پس جو شخص بغیر مسلمانوں کے مشورہ کے کسی کی بیعت کریگا دونوں واجب القتل ہونگے۔ اور ابو بکر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہم سب میں افضل بہتر تھے۔ اور انصار نے ہم سے مخالفت کی۔ اور سب سردار اور اشراف انکے سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے۔ اور علی اور زبیر اور جو ان کے ساتھی تھے یہ ہم سے پیچھے رہ گئے اور

[1] اپنے باپ دادا سے روگردانی نہ کرو دیکھو غیروں کو اپنا باپ دادا نہ بناؤ کیونکہ یہ تمہارا کفران نعمت کرنا ہے ۱۲ منہ

تمام مہاجرین ابوبکر کے پاس جمع ہوئے ہیں نے ابوبکر سے کہا۔ چلو ہم دیکھیں کہ ہمارے بھائی انصار کیا کر رہے ہیں۔ پس ہم اسی ارادہ سے جا رہے تھے کہ دو نیک شخص ملے اور انہوں نے ہم سے انصار کے ارادہ کا حال بیان کیا اور ہم سے پوچھا۔ کہ تم کہاں جاتے ہو۔ ہم نے کہا ہم بھی انصار ہی کے پاس جاتے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ اگر تم انصار کے پاس نہ جاؤ اور اپنے کام کو پورا کرو تو تم پر کچھ حرج نہیں ہے۔

حضرت عمر کہتے ہیں۔ میں نے کہا قسم ہے خدا کی ہم ان کے پاس ضرور جائینگے اور ہم روانہ ہوئے یہانتک کہ ہم سقیفۂ بنی ساعدہ میں آئے اور بیچ میں ہم نے ایک شخص کو چادر اوڑھے ہوئے بیٹھے دیکھا۔ میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے۔ لوگوں نے کہا یہ سعد بن عبادہ ہے۔ میں نے کہا ان کو کیا ہوا لوگوں نے کہا درد ہے۔

عمر کہتے ہیں جب ہم لوگ بیٹھے تو انصار کا خطیب کھڑا ہوا اور اس نے خدا کی حمد و ثنا بیان کی پھر کہا ہم لوگ انصار اور اسلام کے لشکر ہیں اور اے مہاجرین تم بھی ہم ہی میں سے ایک گروہ ہو اور تمہاری قوم نے تم کو مستاصل کرنا چاہا۔ عمر کہتے ہیں اس خطبہ کا خلاصہ یہ ہوا کہ انصار ہم کو بالکل جڑ سے اکھیڑ کر ہماری خلافت کو ہم سے غصب کرنا چاہتے ہیں۔ پھر جب یہ شخص خاموش ہو گیا۔ عمر کہتے ہیں میں نے گفتگو کرنی چاہی اور ایک مضمون میں نے اپنے نزدیک بہت عمدہ گانٹھ رکھا تھا۔ اور میں چاہتا تھا کہ میں اسکو ابوبکر کے سامنے بیان کروں اور اسی واسطے اسکو دل ہی دل میں خوب دہرا رہا تھا۔ جب میں نے بولنے کا ارادہ کیا تو ابوبکر نے مجھ سے کہا اے عمر تم بیٹھے رہو۔ پس میں نے مناسب نہ جانا کہ میں ابوبکر کو ناراض کروں۔ اور ابوبکر جو مجھ سے زیادہ جاننے والے تھے انہوں نے بیان کرنا شروع کیا۔ پس قسم ہے خدا کی جو جو باتیں میں نے سوچی تھیں سب انہوں نے بیان کر دیں۔ بلکہ ان سے بھی زیادہ اور افضل اور کہا اے انصار یہ جو تم نے کہا کہ تم میں خیر و خوبیاں ہیں بیشک یہ تم نے سچ کہا تم ایسے ہی ہو مگر اس خلافت کے امر کو تمام عرب قریش ہی کے واسطے موزون جانینگے۔ کیونکہ یہ نسب اور وطن میں سب سے افضل ہیں۔

عمر کہتے ہیں پھر ابوبکر نے میرا اور ابو عبیدہ بن جراح کا ہاتھ پکڑ کے آگے کیا اور انصار سے کہا ان دونوں میں سے جس کو تم چاہو خلیفہ بناؤ میں راضی ہوں۔ عمر کہتے ہیں ابوبکر کی یہ بات مجھ کو ناگوار گذری کیونکہ مجھ کو اپنی گردن کا مارا جانا آسان معلوم ہوتا تھا اس بات سے کہ میں ان لوگوں کا سردار بنوں۔ جن میں ابوبکر موجود ہوں۔ پھر انصار میں سے ایک شخص نے کہا میں اس بات کا فیصلہ کرتا ہوں۔ اے قریش ایک امیر تم میں سے ہو اور ایک امیر ہم میں سے ہو۔

عمر کہتے ہیں اسکے بعد گفتگو بڑھ گئی اور مجھ کو اختلاف پڑ جانے کا اندیشہ ہوا۔ پس میں نے ابوبکر سے کہا۔ اے ابوبکر اپنا ہاتھ پھیلاؤ۔ انہوں نے ہاتھ پھیلایا۔ میں نے انکی بیعت کی اور پھر مہاجرین اور انصار سب نے انکی بیعت کی پھر ہم سعد بن عبادہ پر چڑھ گئے۔ ایک شخص نے کہا تم نے سعد بن عبادہ کو قتل کر دیا۔ ہم نے کہا سعد بن عبادہ کو خدا نے قتل کیا۔

عروہ بن زبیر کہتے ہیں وہ دونوں شخص جو حضرت عمر اور ابوبکر کو سقیفہ بنی ساعدہ کے راستہ میں ملے تھے عویم بن ساعدہ اور معن بن عدی تھے عویم بن ساعدہ کی نسبت ہم کو یہ روایت پہونچی ہے۔ کہ جب

نازل ہوئی فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا ۚ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ ٥ لوگوں نے حضور سے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں حضور نے فرمایا عویم بن ساعدہ ان میں سے اچھا شخص ہے ؛

اور معن بن عدی کی نسبت ہم کو یہ روایت پہونچی ہے کہ جب لوگ حضور کے واسطے بہت روئے اور کہنے لگے کہ کاش ہم حضور سے پہلے مرجاتے کیونکہ حضور کے بعد ہم کو فتنوں میں پڑ جانے کا خوف ہے۔ معن بن عدی نے کہا قسم ہے خدا کی میں حضور سے پہلے اپنا مرنا نہیں چاہتا۔ اسواسطے کہ میں بعد وفات بھی حضور کی اسی طرح تصدیق کروں جیسی کہ آپ کی حیات میں کرتا تھا اور معن بن عدی حضرت ابو بکر کے زمانہ میں بمقام یمامہ مسیلمہ کذاب کی جنگ میں شہید ہوئے ؛

انس بن مالک کہتے ہیں جس روز حضرت ابو بکر کی سقیفہ بنی ساعدہ میں بیعت کی گئی اس کے دوسرے روز ابو بکر منبر پر آن کر بیٹھے اور عمر نے ابو بکر سے پہلے گفتگو شروع کی اور خدا کی حمد و ثنا کے بعد بیان کیا کہ اے لوگو میں نے کل تم سے ایک ایسی بات کہی تھی کہ جو نہ میں نے کتاب اللہ میں پایا نہ حضور نے اسکے متعلق مجھ سے کوئی عہد لیا تھا مگر میں نے اسکو اس سبب سے کہا تھا کہ میں جانتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عنقریب ہمارے امر (خلافت) کی تدبیر کر دینگے اور بیشک خدا نے تمہارے درمیان میں اپنی کتاب باقی رکھی ہے۔ جسکے ساتھ اسنے اپنے رسول کو ہدایت فرمائی پس اگر تم لوگ اسکو مضبوط پکڑو گے خدا تم کو اسکے ساتھ ہدایت کریگا اور اب خدا نے تمہارے امر (خلافت) کو تم میں بہتر شخص رسول خدا کے صحابی ثانی اثنین اذھما فی الغار پر جمع کیا ہے پس تم کھڑے ہو کر انکی بیعت کرو۔ چنانچہ سب لوگوں نے عام طور پر حضرت صدیق کی بیعت کی پھر حضرت ابو بکر نے گفتگو فرمائی۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد بیان فرمایا کہ اے لوگو میں تم پر والی بنایا گیا ہوں حالانکہ میں تم میں بہتر نہیں ہوں پس اگر میں نیکی کروں تم میری مدد کرو۔ اور اگر میں برائی کروں پس تم مجھ کو سیدھا اور قائم کر دو راستگوئی امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے اور جو شخص تم میں کمزور ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے میں انشاء اللہ تعالیٰ اس کا حق اسکو دلواؤنگا۔ اور جو شخص تم میں قوی اور زبردست ہے وہ میرے نزدیک ضعیف اور کمزور ہے میں انشاء اللہ اس سے لوگوں کا حق دلواؤں گا جو اس نے جبراً لیا ہو ؛

اے لوگو! جس قوم نے خدا کی راہ میں جہاد کرنا ترک کیا خدا اس قوم کو ذلیل و خوار کرتا ہے (جیسے اس ہمارے زمانہ کے مسلمان حیران و پریشان ہیں اور روز اسی تفتیش اور تحقیق کے واسطے جلسے کرتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کے تنزل اور افلاس اور ذلت کے اسباب کیا ہیں۔ اب یقین ہے کہ ان کو اپنے اس سوال کا جواب شافی مل گیا ہوگا۔ جو حضرت خلیفہ اول خلافت کے پہلے ہی روز بیان فرما چکے ہیں مگر دیکھنا چاہئے کہ مسلمان اپنے اس مرض کی تحقیق کر کے اور پھر اسکی دوا سے بھی واقف ہو کر علاج کی طرف بھی مائل ہوتے ہیں یا نہیں خدا انکو اپنی عزت کے قائم کرنیکی توفیق دے اور اپنی امداد انکے شامل حال فرمائے) اور جس قوم میں فحش افعال عام طور پر رواج پاتے ہیں۔ خدا ان پر طرح طرح کی بلائیں نازل فرماتا ہے۔ اے لوگو جب تک میں خدا اور رسول کی اطاعت کروں تم میری اطاعت کرو۔ اور جب میں خدا و رسول کی نافرمانی کروں۔ پس میری تم پر کچھ اطاعت نہیں ہے۔ اب جاؤ اپنی نماز پڑھو خدا تم پر رحمت کرے ؛

---

[1] اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاکیزگی کو پسند کرتے ہیں اور خدا پاکیزہ رہنے والوں کو پسند کرتا ہے ۱۲

ابن عباس کہتے ہیں حضرت عمر کے زمانۂ خلافت میں ایک دفعہ میں انکے ساتھ جا رہا تھا اور وہ اپنے کسی کام کے واسطے جاتے تھے اور اپنے دل ہی دل میں کچھ باتیں کر رہے تھے میرے سوا اور کوئی انکے ساتھ نہ تھا اور ایک دُرّہ ہاتھ میں تھا اور اپنے پیروں کی پچھلی طرف دُرّہ کو مارتے تھے پس یکایک میری طرف مڑکر کہنے لگے اے ابن عباس تم جانتے ہو کہ جس روز حضور کی وفات ہوئی ہے میں نے وہ بات کیوں کہی تھی (یعنے حضور کا وصال نہیں ہوا ہے وغیر ذالک) میں نے کہا میں نہیں جانتا اے امیر المومنین آپ ہی واقف ہونگے عمر فرمانے لگے اسکا باعث یہ تھا کہ میں اس آیت کو پڑھا کرتا تھا وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ[۱] اور میں یہ سمجھتا تھا کہ حضور اپنی امت میں قیامت تک زندہ رہ کر اُن کے اعمال کے گواہ ہونگے پس اس سبب سے میں نے اس روز وہ گفتگو کی تھی +

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین اور دفن

ابن اسحاق کہتے ہیں جب ابو بکر کی لوگوں نے بیعت کر لی۔ اب لوگ حضور کی تجہیز و تکفین کی طرف متوجہ ہوئے ۔ چنانچہ حضرت علی اور عباس اور قثم بن عباس اور فضل بن عباس اور اُسامہ بن زید اور شقران حضور کا آزاد غلام یہ سب لوگ آپکے غسل دینے میں شریک تھے اور اوس بن خولی نے جو حضور کے صحابی انصاری اور بدری تھے آن کر حضرت علی سے کہا کہ اے علی میں تم کو خدا کا اور اُس حق کا واسطہ دیتا ہوں جو حضور سے ہم کو ہے حضرت علی نے فرمایا تم بھی آ جاؤ ۔ چنانچہ وہ بھی غسل دینے میں شریک ہوئے ۔ حضرت علی حضور کو اپنے سینہ سے لگائے ہوئے تھے ۔ اور عباس اور فضل اور قثم حضرت علی کے ساتھ کروٹ بدلوانے میں شریک تھے اور اُسامہ بن زید اور شقران پانی ڈالتے تھے اور حضرت علی حضور کو سینہ سے لگائے ہوئے غسل دیتے تھے۔ اور حضور جو کرتہ پہنے ہوئے تھے اُس کے اُوپر سے ہاتھ سے ملتے تھے اپنا ہاتھ حضور کے جسم کو نہ لگاتے تھے اور فرماتے تھے میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ زندگی اور موت دونوں حالتوں میں کیسے پاک پاکیزہ اور طیب و طاہر ہیں اور حضور کے جسم مطہر سے کوئی چیز ایسی ظاہر نہیں ہوئی جو اکثر مُردوں سے ہوا کرتی ہے +

حضرت عائشہ فرماتی ہیں جب حضور کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو یہ تشویش ہوئی کہ حضور کے کپڑے بدن پر سے اُتاریں یا نہیں پھر غسل دیں آخر جب بہت اختلاف ہوا تو سب کے سب لوگوں کو اُونگھ آ گئی ۔ اور ایک دم سب کی گردنیں جھک کر ٹھوڑیاں سینہ سے لگ گئیں ۔ اور سب پر اللہ تعالیٰ نے نیند کو غالب کر دیا ۔ اور اُس نیند میں مکان کے ایک گوشہ سے آواز آئی ۔ کہ حضور کو کپڑوں سمیت غسل دو ۔ اور کوئی کہنے والا دکھائی نہ دیا اور فوراً اُس آواز کو سنتے ہی سب ہوشیار ہو گئے اور کپڑوں سمیت حضور کو غسل دیا ۔ پانی ڈالکر کرتہ کے اوپر ہی سے حضور کے جسم کو ملتے تھے +

پھر غسل کے بعد تین کپڑے کفن کے حضور کو پہنائے گئے ۔ جن میں سے دو کپڑے صحاری تھے

---

[۱] اور اسی طرح کیا ہے ہم نے تم کو اُمت درمیانی تاکہ تم تمام لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہوں +

اور ایک چادر صبری تھی۔

ابن عباس کہتے ہیں جب حضور کے واسطے قبر کھدوانے کی تجویز ہوئی تو ابوعبیدہ بن جراح اہل مکہ کے طریق پر گڑھا کھودتے تھے اور ابوطلحہ زید بن سہل اہل مدینہ کے موافق لحد بناتے تھے۔ پس حضرت عباس نے دو آدمیوں کو بلا کر ایک کو ابوعبیدہ بن جراح کے پاس اور دوسرے کو ابی طلحہ کے پاس انکے بلانے کو بھیجا اور دعا کی کہ اے خدا اپنے رسول کے واسطے جیسی قبر چاہے اختیار کر۔ پس جو شخص ابوطلحہ کے پاس گیا تھا۔ وہ ابوطلحہ کو لے آیا اور انہوں نے حضور کے واسطے لحد تیار کی اور جب سہ شنبہ کے روز حضور کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے تو مکان ہی میں آپ کا جنازہ ایک تخت پر رکھا گیا۔ اب لوگوں میں دفن کرنے کی بابت اختلاف ہوا بعض نے کہا حضور کو مسجد میں دفن کرنا چاہیئے۔ اور بعض نے کہا صحابہ کے پاس دفن کرو۔ ابوبکر نے فرمایا میں نے حضور سے سنا ہے فرماتے تھے جس نبی کا انتقال ہوا۔ وہ اسی جگہ دفن کئے گئے جہاں اُن کا انتقال ہوا تھا پس حضور کا بچھونا اُٹھا کر اُسکے نیچے قبر کھودی گئی۔ اور لوگ نماز پڑھنے کے واسطے آنے شروع ہوئے۔ تھوڑے تھوڑے آتے تھے اور نماز پڑھ کے چلے جاتے تھے مردوں کے بعد عورتوں نے نماز پڑھی اور عورتوں کے بعد بچوں نے پڑھی اور کسی نے حضور کی نماز جنازہ کی امامت نہیں کی۔ پھر بدھ کی نصف شب کے وقت حضور کو دفن کیا گیا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں ہم کو چہار شنبہ کی شب کو حضور کے دفن ہونے کی اُس وقت خبر ہوئی جب ہم نے بدھ کی آدھی رات کے وقت لوگوں کی آمد و رفت کی آواز سُنی۔

حضرت علی اور فضل بن عباس اور قثم بن عباس اور شقران حضور کے غلام آپ کے دفن کرنے کے واسطے قبر میں اُترے۔ اوس بن خولی نے حضرت علی کو دہی قسم دی۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ تم بھی اُتر آؤ۔ چنانچہ وہ بھی اُتر کر شریک ہوئے۔ اور شقران نے حضور کی ایک چادر جس کو آپ اوڑھا اور بچھایا کرتے تھے۔ اُس کو بھی آپ کے ساتھ دفن کر دیا۔ اور کہا یہ چادر آپ کے بعد کوئی نہ اوڑھے گا۔

مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں حضور کو دفن کرنے کے وقت میں نے اپنی انگوٹھی قبر میں گرا دی اور لوگوں سے کہا۔ میری انگوٹھی گر پڑی ہے حالانکہ میں نے اسکو قصداً اس واسطے گرایا تھا کہ سب کے بعد میں حضور کے جسم کو ہاتھ لگاؤں اور میرے بعد کوئی نہ لگائے۔

عبداللہ بن حرث کہتے ہیں میں نے حضرت علی کے ساتھ حضرت عمر یا حضرت عثمان کے زمانہ میں عمرہ کیا اور حضرت علی اپنی بہن اُم ہانی بنت ابی طالب کے پاس مکہ میں جا کر ٹھیرے۔ اور جب عمرہ سے فارغ ہوئے تو غسل فرمایا۔ پھر اُن کے پاس عراق کے چند لوگ آئے انہوں نے عرض کیا۔ اے ابوالحسن ہم آپ سے ایک بات دریافت کرنے آئے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ آپ اُس سے ہم کو خبردار کریں۔ حضرت علی نے فرمایا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ مغیرہ بن شعبہ نے تم سے بیان کیا ہے کہ اُس نے سب کی نسبت حضور سے نیا عہد کیا ہے۔ یعنی سب سے آخر حضور کو ہاتھ لگایا ہے اہل عراق نے کہا ہاں بیشک ہم یہی بات دریافت کرنے آئے تھے حضرت علیؓ

نے فرمایا وہ سمجھتا ہے سب سے آخر میں قثم بن عباس نے حضور کو ہاتھ لگایا ہے۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں حضور اپنی بیماری کی حالت میں ایک سیاہ چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ کبھی آپ اپنا چہرہ اس چادر سے ڈھک لیتے تھے اور کبھی کھول دیتے تھے اور فرماتے تھے خدا ان لوگوں کو قتل کرے جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنایا یعنی قبروں کو سجدہ کیا حضور اپنی امت کو ڈرانے کے واسطے ایسا فرماتے تھے۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں سب سے آخر جو عہد حضور نے لیا وہ یہ تھا کہ ملک عرب میں دو دین نہ چھوڑے جائیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور کی وفات کے بعد مسلمان بہت بڑے صدمہ میں مبتلا ہوئے حضرت عائشہ فرماتی ہیں عرب کے لوگ مرتد ہونے لگے اور یہودیت اور نصرانیت کا زور ہونے لگا۔ نفاق منافقوں سے ظاہر ہوا۔ اور مسلمان ایسے ہو گئے جیسے کہ اندھیری جاڑے کی رات میں پریشان بکریاں پھرتی ہیں۔ اور ان سب باتوں کا باعث حضور کا انتقال پر ملال تھا یہاں تک کہ خدا نے سب لوگوں کو حضرت ابوبکر پر جمع کیا۔

ابن ہشام کہتے ہیں حضور کی وفات کے بعد اکثر اہل مکہ نے مرتد ہونے اور اسلام سے پھر جانے کا قصد کیا۔ یہاں تک کہ عتاب بن اسید جو حضور کی طرف سے مکہ کے حاکم تھے۔ ان لوگوں کے خوف کے مارے پوشیدہ ہو گئے۔ تب سہیل بن عمرو نے کھڑے ہو کر خدا کی حمد و ثنا بیان کی پھر حضور کی وفات کا ذکر کیا۔ اور فرمایا حضور کی وفات سے اسلام کو کچھ کمزوری نہیں پہنچی ہے بلکہ اسلام اور زیادہ قوی ہو گیا ہے۔ پس جو شخص اسلام میں شک کرے گا۔ ہم اس کی گردن ماریں گے۔ اس بات کو سن کر لوگ اپنے ارتداد کے ارادہ سے باز رہے۔ اور عتاب بن اسید بھی ظاہر ہو گئے۔

سہیل بن عمرو کا یہی وہ مقام ہے جس کی نسبت حضور نے عمر بن خطاب سے ارشاد کیا تھا کہ عنقریب یہ ایسے مقام میں کھڑا ہوگا۔ کہ تم اس کو برا نہ کہو گے۔ پس وہ مقام یہ تھا کہ سہیل نے کھڑے ہو کر اہل مکہ کو ارتداد سے روک دیا۔ سیرت نبویہ ختم ہوئی وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَصَلَاتُهٗ وَسَلَامُهٗ عَلٰى سَيِّدِنَا نَبِيِّنَا وَاٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ وَصَحْبِهِ الْاَخْيَارِ الرَّاشِدِيْنَ ۞

تمت

بلاسود بینکاری ——— مظفر حسین ملانخوی

شرکت و مضاربت کے شرعی اصول

——— مظفر حسین ملانخوی

معاشیات اسلام ——— مظفر حسین ملانخوی

زکوٰۃ اور عشر کا اقتصادی نظام

——— مظفر حسین ملانخوی

عہد نبوی کا نظام تعلیم

——— محمد یاسین شیخ

تاریخ اسلام (حصہ اول)

——— شاہ معین الدین ندوی

تاریخ اسلام (حصہ دوم)

——— شاہ معین الدین ندوی

تاریخ اسلام (حصہ سوم)

——— شاہ معین الدین ندوی

تاریخ اسلام (حصہ چہارم) شاہ معین الدین ندوی

حضرت ابوبکر صدیقؓ ——— ڈاکٹر ایوب قادری

حضرت عمر فاروق اعظمؓ ——— ڈاکٹر ایوب قادری

حضرت عثمان غنیؓ ——— ڈاکٹر ایوب قادری

حضرت علیؓ ——— ڈاکٹر ایوب قادری

جواہر خواجگان ——— جمیل احمد

مبادی تعلیم انٹر سال اول

——— محمد یاسین شیخ

مبادی تعلیم انٹر سال دوم

——— محمد یاسین شیخ

تعلیم و عناصر تعلیم بی اے سال اول

——— محمد یاسین شیخ

تعارف تعلیم بی اے سال دوم

——— محمد یاسین شیخ

مسائل نفسیات انٹر سال اول

——— محمد فائق

اختباری نفسیات انٹر سال دوم

——— محمد فائق

PROBLEMS OF PSYCHOLOGY.
PROF. M. FAIQ.

EXPERIMENTAL PSYCHOLOGY.
PROF. M. FAIQ.

معاشیات انٹر سال اول ——— فاروق عزیز

معاشیات انٹر سال دوم ——— فاروق عزیز

معاشیات بی اے سال اول ——— فاروق عزیز

معاشیات پاکستان ——— شمیم سروری

ادبیات اردو لازمی بی اے د

——— بی ایس سی فاضل

BUSINESS COMMUNICATION.		Z. A. KHAN
BANKING	XII COMMERCE	KHURSHID SIDDIQI
تعارف تجارت	انٹر کامرس سال اول	خورشید صدیقی
مبادیات بنکاری	انٹر کامرس سال دوم	خورشید صدیقی
تعارف کاروبار	بی کام سال اول	خورشید صدیقی
معاشیات	بی کام سال اول	خورشید صدیقی فاروق عزیز
INTRODUCTION TO BUSINESS.		I. A. BURNEY.
شماریات	بی کام سال اول	فاروق عزیز
معاشیات اسلام	بی کام سال اول	خورشید صدیقی
قانون کاروبار	بی کام فائنل	لقمان بیگ
جدید منتظمیت	بی کام فائنل	خورشید صدیقی
جدید انتظام کاری	بی کام فائنل	محمد حسن خاں
PRINCIPLES OF MANAGEMENT		I. A. BURNEY.
INCOME TAX LAW	--	I. A. BURNEY.
اصول تنقیح	بی کام	آئی اے برنی
قانون محصول آمدنی	بی کام	آئی اے برنی
پاکستان کی صنعتیں	بی کام	فاروق عزیز
محاسبی لاگت		فاروق عزیز
اعلیٰ محاسبی		فاروق عزیز
ADVANCED ACCOUNTING		LUQMAN BAIG
ADVANCED ACCOUNTING PROBLEMS AND SOLUTIONS.		LUQMAN BAIG

Other Books By
LUQMAN BAIG

1.	Income Tax Law	RS. 50/-
2.	Income Tax Law Problems & Solutions	RS. 70/-
3.	Advanced Accounting	RS. 40/-
4.	Problems & Solutions On Advanced Accounting	RS. 50/-
5.	Sales Tax - Wealth Tax	RS. 45/-
6.	Mercantile Law	RS. 50/-
7.	Company Law	RS. 60/-
8.	Corporate Law Hand Book THUMB INDEX.	RS. 120/-
9.	Corporate Law Hand Book PENALTIES.	RS. 200/-
10.	CA. Inter: Accounting P & S Vol I	50/-
11.	CA. Inter: Accounting P & S Vol II	50/-
12.	کمپنی لاء (اردو)	RS. 15/-